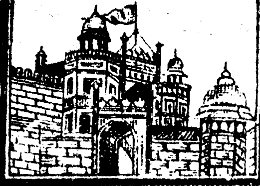
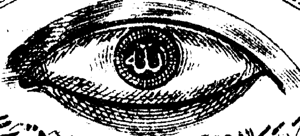
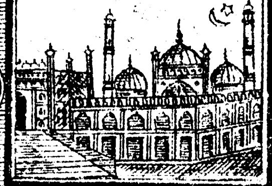
REGISTERED, No L,1313

۷۸۶

جلد ۴ - نمبر ۱







ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة

چیست دنیا؟ از خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جو

ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر:- سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے





سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے

سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن ۲ دو روپے

ششماہی عہ مع محصول وغیرہ

ماہ اپریل ۱۹۲۴ء

مصوّرِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی بےمثال کتابیں

میلاد نامہ نئے رنگ کا قابلِ دید مستند مولود شریف ہے، اور خواجہ صاحب کی اسلامی تاریخ کے سلسلے کا پہلا حصہ اس میں جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس حالات اور پاک و پاکیزہ اخلاق اور عادات کا تفصیلی بیان ہے۔ قیمت عہ

محرم نامہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جسمیں وفاتِ رسول کے بعد کے واقعات۔ خلافت کے جھگڑوں کا پورا بیان جنگِ جمل و صفین کا تفصیلی حال۔ شہادتِ امام حسینؑ کا اصلی سبب۔ معرکۂ کربلا کی تحقیقی اور دردانگیز کیفیت درج ہے۔ قیمت عہ

یزید نامہ یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے۔ محرم نامہ کے بعد اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں خلفائے بنو اُمیہ کے حالات ہیں۔ معرکۂ کربلا کے بعد حجاج بن یوسف کی مکۂ معظمہ پر خوفناک چڑھائی۔ خانۂ کعبہ کی بربادی ہزارہا صحابیوں کا قتل عبد اللہ ابن زبیر کی شہادت وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل کو درج کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

طمانچہ بر رخسارِ یزید اسمیں اشرارِ بنی اُمیہ کی خفیہ اور شرمناک سازشوں اور بدچلنیوں کے حالات کو بےنقاب کیا گیا ہے، نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ

فاطمی دعوتِ اسلام اُن دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہؓ نے اشاعتِ اسلام کے لیئے اختیار کیئے۔ قیمت سے

سفرنامہ مصر و شام و حجاز حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلادِ اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات با تصویر۔ نہایت دلچسپ اور پُرلطف کتاب ہے۔ قیمت عہ

سی پارۂ دل حضرت خواجہ صاحب کے اُن ادبی اور مذہبی مضامین کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہے جو تمام ملک سے خراجِ تحسین لے چکے ہیں۔ قیمت عہ۔

آپ بیتی حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت اپنی طرز کی بالکل نئی سوانح عمری مع تصاویر۔ قیمت عہ

کرشن بیتی ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابلِ دید بالتصاویر سوانح عمری۔ قیمت عہ

گیارھویں نامہ یہ گیارہویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لئے خواجہ صاحب نے حضرت غوث پاک کے حالات میں بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۱۲ر

اُردو دعائیں ہر موقع اور ہر محل کے لیئے نہایت مؤثر اور نہایت پُرلطف دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اوقات میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۸ر

بیوی کی تعلیم عورتوں کی تعلیم کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی بےمثل و نظیر کتاب ہے فوراً منگایئے۔ قیمت عہ

بیوی کی تربیت یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمیں سولہ نہایت اہم سوالات اور اُن کے بیحد مفید اور کارآمد جوابات ہیں جو ہندوستان کی بڑی بڑی معزز اور تعلیمیافتہ بی بیوں نے تحریر کیئے ہیں۔ قیمت عہ

اولاد کی شادی - یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں اولاد کی شادی بیاہ کے متعلق تمام ضروری دینی و دُنیادی معلومات موجود ہے۔ قیمت عہ

بچوں کی کہانیاں بچوں کے بہلانے کے لیئے نہایت سبق آموز کہانیوں کا دلپذیر مجموعہ باتصاویر قیمت صرف دس آنے۔

جگ بیتی درد و غم کے پُرسوز اور عبرت خیز مضامین اور الم انگیز تصویروں کا دلسوز مجموعہ۔ قیمت ۱۰ر

تسخیرِ مہر و قہر اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی نہایت مشہور اور مقبول کتاب۔ قیمت ۱۰ر

معلوماتِ سیرِ دہلی جو حضرات غیر مقاماتِ سے دہلی آتے ہیں یا گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنی چاہتے ہیں ضرور منگائیں۔ قیمت صرف ۱۲ر

تسکینِ احساس تصوف کی ابتدائی اصول و قواعد اور اذکار و اشغال کی تعلیم۔ قیمت صرف ۸ر

چُٹکیاں اور گُدگُدیاں حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ مگر بےحد نتیجہ خیز مضامین کا قابلِ دید مجموعہ جسکو پڑھکر بےاختیار ہنسی آتی ہے قیمت ۱۲ر

خدائی انکم ٹیکس زکوٰۃ ادا کرنے کی ترکیب۔ زکوٰۃ کا فلسفہ۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دیجائے۔ بہت سی ضروری معلومات۔ قیمت ۱۰ر

مرشد کو سجدۂ تعظیم قرآن مجید۔ حدیث شریف اور اقوالِ بزرگانِ دین سے سجدۂ تعظیمی کا جواز۔ قیمت ۸ر

روزنامچہ سفر ہندوستان حضرت خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات قیمت ۱۲ر

گم ٹوموت عشقِ دُنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانیوالی دردانگیز۔ قابلِ دید اور نہایت مقبول کتاب۔ قیمت عہ

مرگ نامہ گم ٹوموت جیسی مشہور کتاب کا دوسرا حصہ جو حال ہی میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۶ر

اتالیق خطوط نویسی یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حصۂ اول و دوم یکجائی۔ قیمت ۱۲ر حصۂ سوم۔ قیمت ۱۲ر

قرآن آسان قاعدہ مسلمان بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لیئے خواجہ صاحب کا لکھا ہوا عجیب و غریب قاعدہ جس کی تمام ملک میں دھوم ہے۔ قیمت ۸ر

تعلیم القرآن یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہے اور اس کو پڑھکر وہ قرآن کی تمام ضروری باتوں سے بہت جلد واقف ہو جاتے ہیں قیمت ۸ر

امام الزماںؑ کی آمد شیخ سنوسی کی پانچوں رسالوں کا خلاصہ امام الزماںؑ کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ واقعات جس میں حیرت انگیز پیشینگوئیاں شامل ہیں قیمت ۱ر

لڑائی کا گھر خواجہ صاحب کے سات متفرق رسائل۔ توپخانہ۔ بم۔ بندوق وغیرہ کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۶ر

قبروں کی غیبی نوشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیتِ اطہارؑ کے مزارات کے لیئے مؤثر کتبے بالکل نئی چیز۔ قیمت ۴ر

ہندو مذہب کی معلومات یہ کتاب داعیانِ اسلام کی معلومات کیلیئے لکھی گئی ہے قیمت ۸ر

سکھ قوم اس کتاب میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ قیمت ۶ر

غزنوی جہاد سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ۔ قابلِ دید تاریخی کتاب قیمت ۸ر

حلال خور اس کتاب میں ہندوستان بھر کے حلال خوروں کے مذہبی قصے۔ رسم و رواج اور عقائد وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸ر

داعیِ اسلام اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعیِ اسلام کا کام کرنیکی ترکیبیں اور حکمتیں بتائی ہیں۔ قیمت ۳ر

گاندھی نامہ مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا قابلِ دید اور دلچسپ تذکرہ قیمت ۸ر

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

براہ کرم اس رعایتی اشتہار کو خود ملاحظہ فرما کر اپنے علم دوست احباب و اعزہ کو بھی دکھایئے

ماہِ رمضان المبارک کی آخر تاریخ تک

خریدارانِ رسالہ "دین و دنیا" کیلئے رعایت

ماہِ رمضان المبارک میں قریب بہت سے اسلامی کارخانے رعایتی اعلان شائع کیا کرتے ہیں لیکن اکثر یا تو اُس مال پر رعایت کا ڈنکا بجایا جاتا ہے جو ملک میں مقبولیت کی نگاہوں سے نہ دیکھے جانے کے سبب سے فروخت نہ ہو سکا ہو اور اس طرح اونے پونے دے دلا کر اپنی لگائی ہوئی رقم سیدھی کر لینی منظور ہو اور جو کچھ بھی ملے اُس کو دست غیب یا خدا کی دین سمجھ لیا جائے۔ یا وہ مال اس قدر زیادہ قیمت رکھتا ہو کہ رعایت دینے کے بعد بھی تگنا چوگنا نفع ہاتھ سے نہ جائے۔ برخلاف اس کے دفتر دین و دُنیا جس مال پر رعایتی اعلان شتہر کر رہا ہے وہ نہ تو ایسا مال ہے جس کی پبلک میں خاص طور سے شہرت و مقبولیت نہ ہو، نہ وہ مال ہے جس کی قیمت بڑھ چڑھ کر مقرر کی گئی ہو، اور رعایت دینے کے بعد بھی معقول منفعت حاصل ہو سکے۔ اس لیئے یہ رعایت حقیقی رعایت ہے جو خریداران دین و دُنیا اور اُن کے ساتھ تمام ناظرین دین و دُنیا کو عام اس سے کہ وہ دین و دُنیا کے خریدار ہوں یا نہ ہوں ماہِ رمضان المبارک کی آخری تاریخ تک پیش کی جاتی ہے اور وہ تمام حضرات اس شاندار رعایت سے فائدہ اُٹھانے کے حقدار ہیں جن کے فرمائشی خطوط پر اُن کے ڈاک خانہ کی مہر اسوقت سے لیکر ۵ مئی سنہ ۱۹۲۴ء تک ثبت ہو گی، البتہ ۶ مئی کی مُہر روانگی جن خطوط پر ثبت ہو گی وہ اس رعایت کے مستحق نہ ہونگے اس رعایت سے ناظرین دین و دنیا کو خاص فائدہ بھی پہنچانا مقصود ہے اور اُس مالی نقصان کی کچھ نہ کچھ تلافی بھی منظور ہے جو سال گزشتہ میں دین و دُنیا کو برداشت کرنا پڑا ہے، یہ حقیقت بھی قابل اظہار ہے کہ ہر سال دین و دنیا کے چھ سات سو پرچے بالکل مفت اور ہزار بارہ سو پرچے صرف عہ سالانہ قیمت پر دیئے جاتے ہیں، حالانکہ دین و دُنیا کی اشاعت میں جو لاگت لگانی پڑتی ہے دو روپیہ سالانہ کی مجموعی رقم بھی اُس کو پورا نہیں کر سکتی،
بہرحال دین و دُنیا کا یہ ایک شاندار ایثار ہے اور ہمیں خاص طور پر دین و دُنیا کے معزز ناظرین سے اُمید ہے کہ وہ اس ایثار کی قدر فرماتے ہوئے جلد سے جلد اس سے فائدہ اُٹھائیں گے اور رمضان المبارک کی رعایت کا موقعِ زرین تغافل و بے نیازی کی نذر نہ کر دینگے۔

ذیل کی کتابوں پر فی روپیہ آٹھ آنہ کی رعایت دیگئی ہے

تجارت کی پہلی اس میں "مبادیاتِ تجارت" کا بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں اور کیونکر کی جائے، تجارت کے حیرت انگیز منافعے، تجارت شروع کرنے اور کامیاب ہونیکے طریقے روپیہ پیدا کرنے اور تجارت کے بیش بہا اصول اور ہزارہا ضروری باتیں درج ہیں قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

تجارت کی دوسری ہمیں "فن اشتہار" کی تعلیم ہے اور اشتہارات کے ذریعہ سے ہر قسم کی جائز تجارت کو فروغ دینے کے نہایت کارآمد اُصول بیان کیئے گئے ہیں اشتہار کا مضمون بنانے ڈیزائن تجویز کرنے عمدہ لکھنے چھپوانے اور اُنکی اشاعت کے بہترین طریقے درج ہیں قیمت عہ رعایتی قیمت آٹھ آنے (۸ر)

تجارت کی تیسری:۔ اس کتاب میں "دوکانداری" کی تعلیم ہے، دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟ چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت سے خریدا جائے۔ نفع کتنا لیا جائے گاہکوں کو کیونکر خوش رکھا جائے۔ بکری اور نفع بڑھانے کے اُصول، قرضہ وصول کرنیکے طریقے وغیرہ درج ہیں، قیمت ۱۲ر۔ رعایتی قیمت ۶ر

تجارت کی چوتھی "مراسلات تجارت" کی تعلیم کے متعلق ہے، اسمیں بتلایا گیا ہے کہ آپ کس طرح صرف ایک میز اور ایک کُرسی بہم پہنچا کر ہزارہا روپیہ کما سکتے ہیں قیمت فی جلد عہ۔ رعایتی ۱۲ر

کاشف الاسرار، تصوّف کی بیش کتاب ہے اور عالم نورانی کا جہاں بیں آئینہ اُن لوگوں کیلیئے جو تصوّف کی چاشنی کا ذوق رکھتے ہیں عجیب چیز ہے قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

بزم خسروی اُن غزلیات اور حضرت امیر خسرو رح کے کلام کا بےمثل اردو ترجمہ اور قطعات کا بےمثل مجموعہ جو حضرت امیر خسرو کے عرس سنہ ۱۳۴۲ھ کے مشاعرہ میں خراج تحسین و آفرین حاصل کیئے ہوئے ہیں قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

تعزیت نامہ اگر آپ کسی ایسے شخص کے حالات دیکھنے چاہتے ہیں جس کے مرنے پر

ہر قوم ہر گروہ اور ہر خاندان نے کف افسوس ملے ہوں اور جسکا صدمہ ہر دل نے محسوس کیا ہو تو آنریبل خواجہ غلام الثقلین مرحوم کی زندگی کا صحیح ترین مرقع منگا کر ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ ہر اعلےٰ سے اعلےٰ اور ادنےٰ سے ادنےٰ طبقہ نے کس طرح اُن کا سوگ منایا اور کس طرح آنسو بہائے۔ قیمت ۱۲ار۔ رعایتی ۶ر

قصیدہ بردہ :۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدۂ بردہ کی مقبولیت عام سے کون واقف نہیں یہ وہی قصیدہ ہے پھر اُس کے ہر شعر کا نظم و نثر ترجمہ اور معانی لغات اور پھر ہر شعر کی شرح اور مطلب درج ہے۔ نہایت قابل قدر قیمت ۱۲ار۔ رعایتی ۶ر

تفسیر سورۂ فاتحہ :۔ یہ علامہ مفتی محمد عبدہ مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف تفسیر فاتحہ کا اُردو ترجمہ ہے اور جس کو تمام دوسری تفاسیر کا عطر بلکہ روح کہنا بیجا نہ ہوگا، یہ ایک سیاسی تفسیر ہے اور ہر مسلمان کو اسکا دیکھنا ضروری ہے۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ر

جنت کے خطوط :۔ یہ نہایت دردناک اور عبرت انگیز منظوم خطوط کا مجموعہ ہے جو مرنیوالے عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام لکھے گئے ہیں، چوٹ کھایا ہوا بیقرار دل ان کو پڑھنے کے بعد تسلّی پاتا ہے۔ قیمت ۶ر۔ رعایتی ۳ر

کلید مراد :۔ قرآنی اور پیغمبری دعاؤں کا بیمثل و بے مثال مجموعہ، جن کی اجابت یقینی ہے، اور جسمیں قادریہ و چشتیہ منظوم شجرے بھی شامل ہیں، ہر مسلمان کے لیے نعمت غیر مترقبہ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ر

جواہرات :۔ یہ ابن حجر عسقلانی کی مشہور کتاب "منبہات" کا اُردو ترجمہ ہے اور جناب سرورِ کائنات کی اُن چھوٹی چھوٹی حدیثوں کا مجموعہ ہے جنکی تعلیم بچوں کے لیے نہایت مفید ہے۔ قیمت ۶ر۔ رعایتی ۳ر

شریعت و طریقت شریعت و طریقت کے تعلق کی نسبت جو غلط فہمیاں صوفیوں اور ظاہر پرست مولویوں نے پھیلا رکھی ہیں اُنکی اصلاح۔ قیمت ۶ر۔ رعایتی ۳ر

نور ایمان مولانا عبد السمیع صاحب بیدل رح مصنف انوار ساطعہ کا مشہور نعتیہ دیوان۔ قیمت ۱۰ر۔ رعایتی ۵ر

خنجر تسلیم شہادت امام حسینؑ کے متعلق ہندوستان کے مشہور انشاپردازوں کے مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۷ر۔ رعایتی ۳ر

آئینۂ قیامت مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی کا لکھا ہوا نئے رنگ کا شہادت نامہ۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ر

تعلیم موٹر :۔ اس کتاب میں موٹر کے چلانے اور فٹ کرنے اور خراب ہو جانے پر درست کرنے کے متعلق نہایت خوبی کے ساتھ تعلیم دی گئی ہے۔ ہر پُرزہ کا بیان شرح و بسط کے ساتھ ہے۔ ایک معمولی علم و عقل والا بھی اس کو پڑھکر بحرتہ کار ڈرائیور بن سکتا ہے۔ قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ر

روح انجینیری :۔ اس کتاب میں فن انجینیری کے متعلق نہایت خوبی سے تعلیم دی گئی ہے اور مشکل سے مشکل باتوں کو اس طرح سمجھایا ہے کہ آسانی کیساتھ ہر بات ذہن نشین ہو جاتی ہے قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ر

اسوۂ حسنہ جناب رسول خداؐ کے مختصر خصائص فلسفیانہ پیرایہ میں قابل قدر چیز ہے۔ قیمت ۲ر۔ رعایتی ۱ر

فیضان قدسی آیۃ الکرسی شریف کے فضائل اور اعمال میں عجیب تحفہ ہے بیحد مقبول قیمت ۱۰ر۔ رعایتی ۵ر

برگزیدہ نبیؐ کے برگزیدہ خصائل اس کتاب کے متعلق کچھ عرض کرنا عبث ہے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کتاب کیسی ہوگی۔ قیمت ۱۲ار۔ رعایتی ۶ر

انقلاب کا دوسرا ورق مولانا ابو الکلام آزاد دہلوی کا ایک شاندار خطبۂ صدارت جو دہلی میں بماہ دسمبر ۱۹۲۳ء جلسۂ کانگریس میں ممدوح نے پڑھا تھا قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

تفسیر سورۂ یٰس ۔ سورۂ یٰس شریف کی بیمثل و بیمثال تفسیر مولانا سید ظہور احمد صاحب اڈیٹر دین و دنیا دہلی کے قلم سے۔ قیمت ۱۰ر۔ رعایتی ۵ر

محبوبۂ خداوند :۔ مولانا راشد الخیری کا لکھا ہوا ایک نہایت دلچسپ و نتیجہ خیز ناول۔ قیمت ۱۲ار۔ رعایتی ۶ر

جنگ یونان و روم :۔ یونان اور روم کی معرکہ آرائیوں کے متعلق زبردست تاریخی روزنامچہ نظم میں قیمت عہ۔ رعایتی ۸ر

صحیفۂ زریں مرزا نوشہ غالب دہلوی کے شاگرد رشید نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب نیر رخشاں بہادر والی ریاست لوہارو کا نایاب و بیمثال دیوان جو بالکل ڈہونڈہے سے نصیب نہ ہوتا تھا قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ر

سکندر نامہ خسروی حضرت امیر خسرو کا سکندر نامہ مولانا جامی کے سکندر نامہ کا جواب جسمیں ۴۴۵۰ اشعار ہیں۔ قابل دید اور قابل قدر کتاب ہے قیمت عہ۔ رعایتی ۸ر

دیوان نہایت الکمال :۔ امیر خسرو کا دیوان جس میں کئی قصائد، بہت سی غزلیات قطعات رباعیات اور مطائبات اور چیستان وغیرہ شامل ہیں۔ قیمت عہ۔ رعایتی ۸ر

دیباچہ دیوان غرۃ الکمال یہ دیباچہ حضرت امیر خسرو رح نے خود اپنے دیوان غرۃ الکمال کے متعلق نثر میں تحریر فرمایا تھا، اسمیں حضرت امیر خسرو رح نے اپنے حالات بھی بیان فرمائے ہیں، اور اپنی تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے،

قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ر

حجاج ابن یوسف عبد الملک کی طرف سے حجاج بن یوسف ایک جرار فوج کے ساتھ مکہ پر چڑہائی کرتا ہے، حضرت عبد اللہ ابن زبیر حرم محترم میں محصور ہو جاتے ہیں اور آخر کار ایک خوفناک مقابلہ کے بعد شہید ہوتے ہیں، حسن و محبت کے واقعات نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ قیمت عہ۔ رعایتی ۱۰ر

عروس مصر احمد بن طولون ترکی گورنر مصر کا عہد حکومت، قبطیوں کی معاشرت اُس زمانہ کے سیاسی اور اجتماعی حالات، اور اس کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کا ایک نہایت دلفریب تاریخی افسانہ قیمت عا۔ رعایتی عہ

عبد الرحمٰن ناصر سرزمین اندلس میں اسلامی دورِ حکومت کا شاندار مرقع خلیفہ عبد الرحمٰن ناصر کے دلچسپ حالات اور واقعات حسن و عشق کی عجیب و غریب نیرنگیاں قیمت فی جلد عا۔ رعایتی عہ

انقلاب قسطنطنیہ ۔ ترکوں کی خداداد بہادری کا مرقع۔ جنگ کی خوفناک تصویریں، جنکے ملاحظہ سے رگوں میں جنبش اور بازوؤں میں حرکت پیدا ہوتی ہے ساتھ ہی ساتھ حسن و عشق کی دلآویزیاں بھی ہیں قیمت عہ۔ رعایتی ۸ر

وجدانی نشتر اُن پُرکیف اشعار تصوف کا مجموعہ جن کو پڑھنے یا سننے سے مشہور صوفیۂ کرام پر حالت وجد طاری ہوئی قیمت عہ۔ رعایتی ۸ر

حیات باقیہ ۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل سوانح عمری اور ملفوظات شریف کا متبرک مجموعہ۔ خدا کے دوستوں اور نیک بندوں کی حیات کا اصلی مرقع قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی ۸ر

بڑی سوانح عمری ۔ اسمیں حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز حضرت

خواجہ معین الدین حسن اجمیری رح کی حیات بابرکات کی اصلی اور سچی تصویر کھینچی گئی ہے، آپ کی ولادت باسعادت سے لیکر وفات شریف تک کے تمام وکمال حالات۔ قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

حکایات الصالحین خلفائے راشدین اور اولیائے کاملین کی بابرکت حالات اور کشف وکرامات معلوم کرنے ہوں تو فوراً اس کتاب کو منگائیے قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر

مولود محمود۔ محافل میلاد شریف میں پڑھنے کے لیئے بہترین و بے مثل کتاب ہے قیمت ۱عہ رعایتی ۸ر

سعادت الکونین :۔ اس مبارک اور مقدس مجموعہ میں سبطین رسول الثقلین ؑ کے حالات وفضائل نہایت معتبر و مستند صورت میں درج ہیں۔ حضرت امام حسن ؑ اور حضرت امام حسین ؑ کے حالات دیکھنے ہوں تو فوراً طلب فرمائیے۔ قیمت ۱عہ رعایتی ۸ر

بوستان غوثیہ یہ حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت صحیح اور قابل دید سوانح عمری ہے قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

چمنستان عرب اس کتاب میں قرآن مجید، احادیث شریف اور تواریخ و سیر سے حج بیت اللہ و زیارت مدینۃ الرسول کو ثابت کیا گیا ہے نیز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور سرزمین عرب کی تاریخی اور جغرافیائی حالات نہایت تحقیق اور شرح وبسط کے ساتھ درج کیے گئے ہیں اور ادعیہ و اوراد بھی شامل ہیں جن کی علمائے مکہ معظمہ سے تصحیح کرائی گئی ہے، حج اور عرب کے تفصیلی حالات کے لیئے یہ کتاب اپنا جواب نہیں رکھتی۔ قیمت عہ رعایتی ۱۰ر

الانتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدہ اس کتاب میں تعلیمیافتہ اصحاب کے اُن شبہات کو دور کرنیکی کوشش کی گئی ہے جو بعض اسلامی عقائد کے متعلق پیدا ہو گئے ہیں اس کتاب کے متعلق یہ لکھدینا اسکی عمدگی کی کافی ضمانت ہے کہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی کی تصنیف سے ہے قیمت ۱۲ر۔ رعایتی ۶ر

مجموعہ رسائل سماع یہ رسالہ چہل حدیث مولفہ امام عمر بن سعید علیہ الرحمہ اور رسالہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح اور مختصر کتاب الامتاع مصنفہ کمال الدین جعفر کا بیش ترجمہ ہے اس کو دیکھ لینے کے بعد پھر سماع کے متعلق کسی قسم کا اعتراض کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

عقائد صوفیہ یہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی مشہور رسالہ اعلام الہدٰے وعقیدہ ارباب التقٰی کا نہایت سلیس اُردو ترجمہ ہے اصل عربی عبارت بھی شامل ہے اسمیں عقائد اسلامیہ کو نہایت مدلل پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اور حضرات صوفیہ جو بعض لوگوں کے اعتراضات ہوتے رہتے ہیں اُنکا قلع قمع کر دیا گیا ہے قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ر

تفریح الاحباب یعنی مناقب الآل والاصحاب۔ ایک کالم میں اصلی کتاب بالمقابل ترجمہ اُردو۔ اس کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور آل واصحاب رسول ؐ سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ قیمت تین روپے رعایتی قیمت عہ

تفسیر سورہ الم نشرح تفسیر جناب مولوی عبد القادر صاحب سجادہ نشین جناب نواب محمد قطب الدین صاحب کی مصنفہ ہے اسمیں شرح صدر مصطفوی ؐ کو سلیس اُردو زبان میں نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے اور صدہا صحیح معجزات مع حوالہ کتب بیان کیے ہیں پھر اسلام کے چاروں رکن۔ صوم صلوٰۃ۔ حج۔ زکوٰۃ کا ایسی تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے کہ مبتدیوں کو اس کے مطالعہ سے دوسری فقہی کتابوں کے پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی غرض بے مثل کتاب ہے قیمت صرف ۸ر۔ رعایتی ۴ر

حیات بعد الموت :۔ انگلستان کی مشہور مصنفہ فلارنس میریٹ کی عجیب و غریب کتاب "دیر از ٹو ڈیتھ" کا نہایت سلیس اور پرلطف ترجمہ ہے۔ اسمیں زندگی کے بعد موت اور موت کے بعد حیات کے حیرت انگیز تماشے عجیب انداز سے دکھائے گئے ہیں مصنفہ کا بیان ہے کہ میں جو کچھ لکھ رہی ہوں وہ کوئی فرضی قصہ نہیں بلکہ حقیقت اور سراپا حقیقت ہے، روحوں کی باتوں اور عالم ارواح کی دلچسپیوں نے اس کتاب کو بیحد پُرلطف بنا دیا ہے۔ ۲۷۶ صفحات کا حجم قیمت ۱ر۔ رعایتی عہ

مجموعہ عشقیہ اس مجموعہ میں حسب ذیل رسائل شامل ہیں :۔

(۱) رسالہ مصنفہ قاضی حمید الدین ناگوری رح جو معرفت الٰہی اور عشق و محبت کی عجیب و غریب کتاب تسلیم کی جا چکی ہے۔

۲۔ رسالہ توحید از حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رح

۳۔ رسالہ روح ونفس از حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رح

۴۔ رسالہ عشق نامہ یعنی حضرت مولانا اوحدی علیہ الرحمہ کا مشہور و معروف ترجیع بند قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ر

نصاب المسلمین یہ وہ قابل دید لکچر ہے جو مولانا نذیر احمد دہلوی مرحوم نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اٹھارہویں اجلاس میں بمقام لکھنؤ دیا تھا ضرور منگائیے قابل دید بھی ہے اور قابل عمل بھی۔ قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

آزادی و بے پردگی۔ مولانا صاحب مرحوم کا یہ لیکچر عورتوں کی آزادی و بے پردگی کے متعلق اس قابل ہے کہ ہر مسلمان عورت اس کو سنکر اس سے فائدہ اُٹھائے قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

تعلیم :۔ مسئلہ تعلیم کے متعلق یہ عجیب و غریب اور نہایت مفید لیکچر مولانا نے مرحوم نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے بیسویں سالانہ اجلاس میں پڑھا تھا اور اس قدر پُر اثر تھا کہ تمام ملک میں دہوم مچ گئی ضرور منگائیے قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

تنبیہ :۔ یہ بھی مولانا نذیر احمد صاحب مغفور کا نہایت مفید اور شاندار لیکچر ہے جو اُنہوں نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سترھویں اجلاس منعقدہ ۱۹۰۳ء بمقام بمبئی دیا تھا۔ قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

ظفر جلیل شرح اُردو حصن حصین یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی اور آپکی تعلیم فرمائی ہوئی بابرکت اور زود اثر دعاؤں کا پاک و پاکیزہ مجموعہ ہے قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ر

کتاب النکاح یہ اپنے رنگ اور اپنی شان کی دُنیا بھر میں پہلی کتاب ہے اسمیں رسم کتخدائی کی تاریخ۔ تمام دنیا اور تمام قوموں میں شادی کے طریقے اور شادی کی رسوم جو رائج تھیں اور ہیں نہایت صحیح کمال تحقیق کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔ غرض مسئلہ کتخدائی کے متعلق یہ کتاب دنیا بھر کی وحشی اور مہذب اقوام کا بے مثال آئینہ ہے قیمت ۱عہ۔ رعایتی ۱عہ

سیرۃ آل عباس اگر آپ بنو عباس کی اصلی اور حقیقی تصویریں دیکھنی چاہتے ہوں اگر آپ اُن کی سیرتوں۔ عادتوں اور خصلتوں سے واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں تو یہ کتاب منگائیے اسمیں حضرت ابو الفضل عباس بن عبد المطلب کی وفات سے امیر المومنین عبد اللہ منصور عباسی تک تمام حالات و واقعات نہایت شرح وبسط کے ساتھ درج ہیں، قیمت دو روپے (۲عہ) رعایتی ۱عہ

یوسف پاشا ایک مشہور ترکی شہزادہ

کے حیرت انگیز کارناموں کا آئینہ جسمیں ایک نہایت حسین مسیحی ملکہ کا عشق اور اُسکی تحیّر خیز کرشمہ سازیاں، ڈاکوؤں کا ایک پُراسرار اور خوفناک قلعہ اور یوسف پاشا کے ہاتھ سے اُس قلعہ کی بربادی جنگ و جدل کا محشر نما مرقع اور کشت و خون کے دلسوز مناظر نظر آتے ہیں قیمت عہ - رعایتی ۱۲ار

رسول عربی نبی کریم کی سوانح عمری مسلمان بیبیوں کے لیئے نہایت سلیس اور بامحاورہ اُردو زبان میں قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

خدیجۃ الکبریٰ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی حالات قیمت ۴ہ رعایتی ۱۰ار

عائشہ صدیقہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی متبرک اور مقدس حالات قیمت ۱۰ا رعایتی عہ

اُمت کی مائیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی جملہ ازواج مطہرات کے حالات طیبہ - قیمت ۷ر رعایتی ۳-۲ر

سیرۃ خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ زہرا ؑ کی مکمل و مفصل سوانح عمری قیمت ۱۰ا - رعایتی ۵ر

سیرۃ الحسین ؑ :- حضرت امام حسین ؑ کی مفصل سوانح عمری مع تاریخ کربلا - قیمت ۲ا رعایتی ۸ر

اصحاب و ائمہ کرام برگزیدہ صحابۂ رسُول و خلفاء کی حالات قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

حضرت بلال رض عاشق رسول مؤذن مسجد نبوی حضرت بلال حبشی کے حالات قیمت ۴ہ رعایتی ۱۰ار

امام مالک رض امام مالک رض کے حالات - قیمت ۴ر - رعایتی ۲ر

امام مسلم رح امام مسلم رح کے مختصر حالات - قیمت ۴ر - رعایتی ۲ر

حضرت ذوالنون مصری - حضرت ذوالنون مصری رح کے حالات قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

حیات ابدی :- حضرت رابعہ بصری رح کے حالات قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

عارفات سلطانی چالیس ولی اللہ عورتوں کے متبرک حالات و اقوال قیمت ایک روپیہ - رعایتی آٹھ آنے -

حیات سعدی حضرت شیخ سعدی شیرازی کے عجیب و غریب دلچسپ حالات قیمت ۱۲ار - رعایتی ۶ر

یاد رفتگاں پنجاب کے مشہور اولیائے کرام کے حالات قیمت ۱۲ار رعایتی ۶ر

داتا گنج بخش :- مشہور بزرگ داتا گنج بخش کے حالات قیمت ۱۰ار - رعایتی ۵ر

تواریخ عجیبہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی مجاہد کے حالات قیمت ۱۲ار رعایتی عہ

شمائم امدادیہ حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ کے حالات قیمت عہ - رعایتی ۱۲ار

الوارث حاجی وارث علی شاہ دیوی کے دلچسپ حالات اور دلسوز سوانح عمری قیمت ۱۲ار - رعایتی ۶ر

حیات حالی مولانا خواجہ حالی رح کے مختصر حالات مع انتخاب کلام وغیرہ قیمت ۶ر - رعایتی ۳ر

حیات داغ - فصیح الملک مرزا داغ دہلوی کے حالات زندگی مع تصویر و انتخاب کلام قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

حیات گاندھی مہاتما گاندھی کی مفصل سوانح عمری، اُن کی ملکی اور قومی خدمات کا پورا تذکرہ اور اُن کے خیالات و جذبات مع تصویر قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

حالات علی برادران مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کی دلچسپ سوانحعمری اُن سیاسی اور عملی کارنامے، اُن کی اہم تقریروں کے خلاصے اور قومی و ملکی سرگرمیاں - قیمت ۸ر - رعایتی ۴ر

جمال الدین افغانی مصر کے امام الاحرار اور مجدد اعظم سید جمال الدین افغانی کی سبق آموز سوانحعمری - اسیر فرنگ مع لانا ظفر علی خاں کے قلم سے - قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

بغداد :- خلفائے عباسیہ کے صحیح اور دلچسپ حالات اور بغداد کی مفصل و مکمل تاریخ - قیمت عہ رعایتی ۱۲ار

مشاہیر اسلام - علمائے اسلام اور علمائے یورپ کی قابلیتوں کا مقابلہ اور موازنہ - حضرت محی الدین ابن عربی اور دیگر مشہور علمائے کرام کی صحیح اور قابل دید سوانح عمریاں قیمت عہ - رعایتی ۱۲ار

صدیق اکبر :- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مکمل سوانح عمری - قیمت عہ - رعایتی ۱۲ار

کراچی کا مقدمہ مولانا محمد علی اور شوکت علی وغیرہ خادمان ملک و ملت کی پوری روئداد مقدمہ - جس کو پڑھکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا مقدمہ آنکھوں کی سامنے ہو رہا ہے قیمت ہر سہ حصہ کامل ۴ہ - رعایتی ۱۰ار

برزخ :- موت کے بعد اور قیامت سے پہلے جو کچھ انسان پر گزرتی ہے اُسکا شرعی حوالوں سے نہایت دلچسپ بیان قیمت ۱۰ار - رعایتی ۵ر

اشباع الکلام فی اثبات المولود والقیام - میلاد شریف اور قیام کی جواز و ثبوت میں - قیمت ۸ر - رعایتی ۴ر

جذبات اوج مشہور شاعر حضرت اوج گیاوی کی نیچرل اور نعتیہ نظموں کا دلچسپ مجموعہ قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

جذبات اسلام دلکش قومی اور تاریخی مضامین کا مجموعہ - قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

چاند تارے - بچوں کے لیئے چھوٹی چھوٹی نظموں کا مجموعہ - قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

رنج و راحت خدیجہ بیگم کی دردناک سرگزشت - قیمت ۱۲ار رعایتی ۶ر

راہِ جنت دینداد عورتوں کی دلچسپ ہدایتیں قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

معلّمہ - عورتوں کے لیئے تمام ضروری مسائل دلچسپ قصّہ کے پیرایہ میں - نہایت مفید کتاب قیمت ۱۲ار رعایتی ۶ر

مجموعہ ظرافت ہنسی دل لگی کے مضامین کا مجموعہ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

اصلاح الرسوم - شادی اور غمی کی رسومات قبیحہ کی اصلاح قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم عورتوں کے لیئے مفید قصّہ قیمت ۱۲ار - رعایتی ۶ر

قومی گیت - قومی نظموں کا دلکش مجموعہ - قیمت ۴ر - رعایتی ۲ر

نظم لغت :- انگریزی زبان کی خالق باری قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

مجموعہ وظائف پُرتاثیر اُردو وظائف کا مجموعہ - قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

ہماری بہبودی کے وسائل (از خواجہ غلام الثقلین مرحوم) قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

حسن صحت - تندرستی اور حُسن قائم رکھنے کے اصول قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

صنعت خانہ :- خانگی ضروریات کی چیزیں بنانیکے طریقے - ۶ر رعایتی ۳ر

لاڈلا بیٹا :- اولاد کے ساتھ بیجا لاڈ پیار کے نتائج - قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

آداب لنسواں - عورتوں کی تعلیم و تربیت - قیمت ۸ر - رعایتی ۴ر

دایہ :- زچّہ اور بچّہ کے لیئے مفید اور کار آمد ہدایتیں قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

آئینۂ خود شناسی :- تصوّف کی بےنظیر کتاب ۶ر - رعایتی ۳ر

افسانۂ بلجیئم - جنگ یورپ میں بلجیئم کی تباہی کے حالات قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

طبیب العائلہ :- عورتوں کے مخصوص امراض کی تشریح و علاج کی مثل کتاب قیمت ۸ر - رعایتی ۴ر

گھر اور گھر والی - عورتوں کے لیئے بیحد مفید کتاب قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

عقیلہ بیگم ایک انتہا درجہ کی کفایت شعار بیوی نے ایک مفلس لڑکا ہار کو کیونکر مالدار بنا دیا - قیمت ۳ر رعایتی ۱ر

وبال جان کے لیئے ایک فیصلہ کن مباحثہ تین بیبیوں کا سبق آموز قصہ - قیمت ۷ر رعایتی ۳ر

پہیلی نامہ - کئی سو دلچسپ پہیلیاں مع حل - قیمت ۷ر - رعایتی ۳ر

لوری نامہ روتے بچوں کو ہنسانے اور جاگتوں کو نیند کا متوالا بنانے والی دلکش لوریاں قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

ترکی کھانے ترکوں کی نہایت عمدہ اور طرح طرح کے کھانے پکانے کی ترکیبیں قیمت ۳ر رعایتی ۱ر

نیا باورچی خانہ - ہندوانی مسلمانی انگریزی، ہندوستانی کھانے تیار کرنے کی ترکیبیں قیمت ۶ر - رعایتی ۳ر

الفاطمہ ایک دلکش قصہ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

ذخیرۂ صنعت و حرفت جس میں وارنش بنانا مصنوعی جواہرات - کاغذ بنانا فوٹوگرافی - آئینہ پر قلعی - ملمع سازی - اور لاکھوں صنعتیں بتائی گئی ہیں :-

حصۂ دوم قیمت عہ رعایتی ۸ر
" سوم " عہر " ۱۰ر
" چہارم " عہر " ۱۰ر
" پنجم " عہر " ۱۰ر
" ششم " عہر " ۱۰ر
" ہفتم " ۱۴ر " ۷ر
" ہشتم " ۱۲ر " ۶ر

القانون مرض طاعون کے متعلق تشریح تشخیص معلومات اور علاج وغیرہ - قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

استانی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا بیحد معقول نصاب - تین حصے کامل - قیمت عہ رعایتی ۹ر

خلافت صدیقی - خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی خلافت کا حال - قیمت ۵ر رعایتی ۲ر

خلافت فاروقی - حضرت فاروق اعظم عمر ابن خطاب کی خلافت کے حالات قیمت ۵ر رعایتی ۲ر

خلافت عثمانی حضرت ذی النورین عثمان غنی رضہ کی خلافت کے واقعات قیمت ۵ر رعایتی ۲ر

خلافت حیدری - حضرت مولا مشکلکشا علی ابن ابیطالب کی خلافت بابرکت کے حالات قیمت ۵ر رعایتی ۲ر

انتخاب زوج دہلی کی ایک معزز مسلمان خاتون کی قابل دید تصنیف، قیمت ۶ر - رعایتی ۳ر

ایک شاعر کا انجام :- مولانا نیاز فتحپوری کی دلچسپ تصنیف - دردناک قصہ قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر

پیارے نبی کے پیارے حالات - ہر مسلمان مرد اور عورت کے پڑھنے اور سننے کے قابل کتاب جناب رسولخدام کے حالات مبارک قیمت عہر - رعایتی ۱۲ر

عروس کربلا :- مولانا راشد الخیری کے قلم سے نکلا ہوا ایک نہایت درد انگیز ناول - قیمت عہر رعایتی ۱۲ر

جوہر قدامت - مولانا راشد الخیری کی عجیب و غریب اور دلکش تصنیف قیمت عہر - رعایتی ۱۲ر

یاسمین شام ایک قابل دید دلکش ناول - قیمت عہر رعایتی ۱۴ر

اجتماع ضدین :- مولانا اشرف تھانوی کی لکھی ہوئی ایک قابل دید کتاب ہے اور اس قابل ہے کہ آپ کے کتب خانہ کی زینت بنائی جائے قیمت صرف ۸ر - رعایتی ۴ر

تذکرۂ علماء و مشائخ :- علمائے اسلام اور صوفیائے کرام کے برکت افزا حالات - قیمت ۱۰ر - رعایتی ۵ر

علامات قیامت :- اس کتاب کا نام ہی ظاہر کر رہا ہے کہ اس میں کیا کچھ ہوگا - قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

فطرت و قانون فطرت عجیب و غریب اور قابل دید کتاب ہے ایک جلد ضرور منگا کر ملاحظہ کیجیئے قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

ہمارا طرز حکومت :- موجودہ زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ ضرورت ہے کہ اس عجیب و غریب کتاب کا ہر مسلمان مطالعہ کرے - ہر گھر میں رہنے کے قابل ہے - قیمت ۳ر رعایتی ۱ر

تذکرۂ خواتین دکن ملک دکن کی کئی نامور عورتوں کے حالات کا مجموعہ قابل دید - قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

اقوال اکبر :- یہ اقوال آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ضرور منگایئے قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

حیرت انگیز شہر - عجیب حیرت انگیز اور پُرلطف بیان ہے اور نہایت دلچسپ کتاب ہے - فوراً منگایئے قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

دین و دنیا کی

صرف دو جلدیں

باقی ہیں، پہلی جلد کے جس قدر فائل مہیا کر کے تیار کیئے گئے تھے سب ختم ہوگئے اس لیئے وہ تو اب کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہو سکتی اس لیئے اُس کی فرمائش تو لکھنی ہی بیکار ہے - البتہ دوسری جلد اور تیسری جلد کے کچھ فائل ابھی موجود ہیں - پس اگر آپ کے پاس ان دونوں جلدوں میں سے کوئی جلد نہ ہو اور آپ کو اُس کو حاصل کرنا چاہیں تو فوراً منگا لیجیے، ممکن ہے کہ جلد سے جلد یہ فائل بھی ختم ہو جائیں اور پھر ہم تعمیل ارشاد سے قاصر رہیں کیونکہ فائل بہت کم تعداد میں ہیں - ہر جلد کی قیمت ۵ہ ہے لیکن ماہ رمضان المبارک کی رعایت ان کے خریداروں کو بھی دی جاتی ہے اور یکم شوال سے پہلے صرف للعہ میں ہر فائل دیا جائے گا-

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

ذیل کی کتابوں پر فی روپیہ چار آنہ رعایت دیگئی ہے

علم مجلسی:۔ گفتگو کو مؤثر اور دلکش بنا دینے والی کتاب ہے۔ جن لوگوں کو بولنا نہیں آتا اور جو لوگ حسن تقریر کے خواہشمند ہیں وہ فوراً طلب فرمائیں حصہ اول کی قیمت عہ، رعایتی ۱۲ر حصہ دوم کی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

خلافت عثمانیہ:۔ اسمیں خلافت عثمانیہ کے متعلق بحث کی گئی ہے، آجکل جبکہ خلافت عثمانیہ کے عزل نے تمام دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً ہیجان و اضطراب پیدا کر رکھا ہے یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہیے۔ قیمت ایکروپیہ۔ رعایتی ۱۲ر

سمرنا میں یونانی مظالم اس کتاب میں اُن مظالم اور ستم رانیوں کی تصویر کھینچی گئی ہے جو یونانی درندوں نے مسلمانان سمرنا پر روا رکھے تھے۔ قیمت ایکروپیہ۔ رعایتی ۱۲ر

ٹرکی میں عیسائیوں کی حالت اس کتاب میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ٹرکی میں مسیحی اقوام کس طرح رہتی ہیں اور اُنکی کیا حالت ہے۔ قیمت ۵ رعایتی ۳ر

حوادث سمرنا۔ یہ بھی مسلمانان سمرنا کے مصائب کا دلسوز مرقع ہے۔ قیمت دو آنے۔ رعایتی ۱ر

سیرۃ الصدیق: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مکمل اور بے مثل سوانح عمری علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا کا ترجمہ۔ قیمت فی جلد ۱۲ر رعایتی ۹ر

اسلامی مساوات۔ نام ہی سے ظاہر ہے قیمت ۸ر۔ رعایتی ۶ر

بیگناہ مجرم ایک عجیب و غریب پاکیزہ مذاق کا اخلاقی ناول قیمت عہ، رعایتی ۱۲ر

تہذیب کے تازیانے بنگال کے ایک نامور پولٹیکل ناول نویس کے نہایت مؤثر اور دلکش مضامین کا ترجمہ قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر

چندن جناب سدرشن کے لکھے ہوئے پندرہ ادبی اخلاقی اور مجلسی افسانوں کا شاندار مجموعہ۔ قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ر

قوم پرست۔ بنگال کے ایک مشہور ڈرامہ نویس کے مشہور ڈرامہ کا اُردو ترجمہ۔ قیمت عہ، رعایتی ۱۲ر

چٹکیاں دل میں اُتر جانیوالے خیالات روحانی اشارے۔ عبرت کی ٹھوکریں۔ درختوں پتھروں اور چاند ستاروں کی لیکچر نہایت متین اور لطیف عبارت۔ قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

محبت کا انتقام ایک عجیب و غریب عبرت انگیز ناول قیمت عہ، رعایتی ۱۲ر

صبح وطن بارہ قومی ملکی قابل دید کہانیوں کا بے مثل و بے مثال مجموعہ۔ قیمت فی جلد ۱۲ر رعایتی ۹ر

کنج عافیت جناب سدرشن جیسے فسانہ نگار کی لکھی ہوئی نہایت دلکش اور پاکیزہ کتاب قیمت ۶ر۔ رعایتی ۴ر

رباعیات سرمد:۔ نہایت خوشخط جلی قلم۔ ہر رباعی کے تحت میں اُسکا منظوم ترجمہ۔ شروع میں مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی کی لکھی ہوئی سرمد کی سوانح عمری۔ مجلد۔ قیمت ۱۴ر رعایتی ۱۰ر

سعید ایک تعلیمیافتہ نوجوان اور ایک پاتر کے جذبات، معاملات حسن و عشق۔ سچے واقعات نیک انجام۔ قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

سعادت اسمیں دہلی کی ایک تعلیمیافتہ سلیقہ شعار خوبصورت طوائف کی حالات زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ انجام حیرت انگیز ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر) رعایتی ۶ر

شاہد رعنا دہلی کی ایک ڈیرہ دار طوائف کی خود نوشت سوانح عمری۔ بیحد دلچسپ اور مؤثر قیمت عہ رعایتی ۲؁

سزائے عیش ایک نہایت دلسوز اور دلکش ناول قیمت ۱۰ر رعایتی ۷ر

انجام عیش سلسلہ طوائف کا آخری اور تازہ ترین نتیجہ خیز قابل قدر اور لائق دید بے مثل ناول قیمت ۱۱ر۔ رعایتی ۸ر

لطف زندگی یہ بھی قابل دید اور لائق خرید کتاب ہے قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

احیاء ملت ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اس لاجواب کتاب کا خود بھی مطالعہ کرے اور دوسروں کو بھی پڑھکر سُنائے۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۶ر

قربان گاہ حسن حضرت نیاز فتحپوری کی قابل قدر عجیب و غریب اور دلچسپ تصنیف قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

تبصرۃ المبتدی عربی صرف و نحو بطرز جدید قیمت عہ، رعایتی ۱۲ر

جامع الترکیب۔ فارسی صرف و نحو بطرز جدید۔ قیمت ۵ر رعایتی ۴ر

تعلیم الاطفال۔ دین کی ضروری باتیں اور مسائل۔ قیمت ۵ر رعایتی ۴ر

کما یقول یقال وحدت وجود و شہود کی بحث قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

تحقیق الحق فی الوجود المطلق فلسفیانہ استدلال سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت اور منکرین کی غلط فہمیوں کا ازالہ۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۶ر

آئینہ حق نما بمسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

تائید الاسلام واللہ خیر الماکرین کی آیت پاک پر آریہ وغیرہ کی طرف سے جو لغو اعتراض کیئے جاتے ہیں اُن سب کا مدلل اور شافی جواب قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

ہدایت الاسلام۔ اسلامی سلام کے فضائل۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

معراج النبی معراج جسمانی کا ثبوت۔ قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

تحقیق الفائق معقولی و منقولی دلائل سے تقلید شخصی کا ثبوت قیمت آٹھ آنے۔ رعایتی ۶ر

تحفۃ المسلمین فی دفع نزاع التامین جو حدیثیں پکار کر آمین کہنے کے ثبوت میں ہیں اُنہی سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔ رعایتی ۶ر

تنبیہ المنکرین پکار کر آمین کہنے کی رد میں قابل دید کتاب قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

علم الکونین۔ جناب رسول خدا کو علم ماکان و مایکون حاصل ہونیکا ثبوت قیمت ۷ر رعایتی ۵ر

تحقیق البدعت۔ نذر و نیاز اور فاتحہ و مولود شریف کا ثبوت۔ قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

تنبیہ المعالجین ایک مشہور عالم کے مسلک و عقائد کی تقلید ۳ر رعایتی ۲ر

اظہار الحق۔ باجہ کے ساتھ گانا سننے کا جواز۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

کرامات نظامیہ تاج الاولیاء مولانا نظام الدین حسین صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

کے دلچسپ حالات۔ قیمت فی جلد عہ۸ر۔ رعایتی عہ ۱۴ر

دافع الزام شاہ نظام الدین صاحب بریلوی رح پر جو تفضیلیت کا الزام لگایا جاتا ہی اسکا جواب قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

حملۂ صفدری شاہ نظام الدین حسین صاحب رح کی ذات خاص کے متعلق بعض الزامات کا جواب قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

صمصام حیدری ۔ حملۂ صفدری کے جواب کا جواب۔ قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

الفاروق۔ حضرت عمر فاروق رض کی شاندار سوانح عمری مولانا شبلی کے قلم سے۔ قیمت سے، رعایتی عہ۱۴ر

الغزالی۔ حضرت امام غزالی رح کی سوانحعمری۔ قیمت عہ۸ر۔ رعایتی عہ۲ر

سیرۃ النعمان حضرت امام اعظم رح کی سوانحعمری قیمت عہ۸ر رعایتی عہ۲ر

سوانح مولانا روم۔ مولانا شبلی کے قلم سے قیمت عہ۸ر رعایتی عہ۲ر

اورنگ زیب عالمگیر:۔ مولانا شبلی رح کی لکھی وہ دلچسپ تاریخی کتاب جسمیں شاہ اورنگ زیب عالمگیر کو اُن الزامات سے بری ثابت کیا گیا ہی جو ہندوؤں نے اُنپر لگائے ہیں۔ قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

رسائل شبلی مولانا شبلی کے کئی رسالوں کا مجموعہ قیمت عہ۸ر رعایتی عہ۲ر

المامون۔ خلیفہ مامون الرشید کی مکمل سوانحعمری قیمت عہ۸ر۔ رعایتی عہ۲ر

سفرنامہ مصر و شام قیمت عہ۸ر رعایتی عہ۲ر

بیان خسرو امیر خسرو کے حالات ۱۲ر رعایتی ۹ر

مجموبۂ خداوند قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر
صبح زندگی ” عہ۸ر ” عہ۲ر
شام زندگی ” عہ۱۴ر ” ۱۵ر
شب زندگی ” عہ ” ۱۲ر
” حصۂ دوم ” عہ ” ۱۲ر
نوحۂ زندگی ” ۱۲ر ” ۹ر
ستارو جونکے اعمالنامے ” ۸ر ” ۶ر
سراب مغرب ” ۸ر ” ۶ر
آفتاب دمشق ” عہ ” ۱۲ر
موؤدہ ” ۸ر ” ۶ر
سمرنا کا چاند ” عہ۱۴ر ” ۱۵ر
منازل السائرہ ” عہ ” ۱۲ر
در شہوار ” ۱۰ر ” ۷ر
انگوٹھی کا راز ” ۸ر ” ۶ر
فسانۂ سعید ” ۱۰ر ” ۷ر
جوہر عصمت ” ۶ر ” ۴ر
روداد قفس ” ۶ر ” ۴ر
مضامین مولانا ابوالکلام ۱۰ر ” ۷ر
” حصۂ اول ۱۰ر ” ۷ر
” ” دوم ۱۲ر ” ۹ر
حصۂ سوم ۱۲ر۔ ۹ر حصہ چہارم ۱۲ر۔ ۹ر
حصہ پنجم ۱۲ر۔ ۹ر حصہ ششم ۱۲ر ۹ر
مضامین گاندھی قیمت ۱۰ر رعایتی ۷ر
دعوت حق ۱۲ر۔ ۴ر۔ صدائے حق ۸ر۔ ۶ر
حزب اللہ ۱۲ر۔ ۹ر دعوت عمل ۸ر۔ ۶ر
خطبات سیاسیہ ۸ر رعایتی ۶ر
خلافت اور انگلستان عہ ” ۱۲ر
تقاریر مولانا محمد علی ۸ر ” ۶ر
” حصۂ دوم ۸ر ” ۶ر
مضامین لاجپت رای ۸ر ” ۶ر
سوراج ۸ر۔ ۶ر بالٹیکس ۴ر۔ ۳ر
خطبہ مسٹر سی آر داس ۳ر رعایتی ۲ر
مولانا ابوالکلام کا مکمل بیان ۱۲ر۔ ۹ر
جہاد اور اسلام۔ ۶ر رعایتی ۴ر
سیاسی پیشینگوئی ۴ر ” ۳ر

ذیل کی کتابوں پر فی روپیہ دو آنہ رعایت ہے!

اقبال دلھن عہ۸ر عہ۵ر
حسن معاشرت عہ۱۴ر عہ۱۰ر
نغان اشرف عہ۸ر عہ۵ر
نشاط عمر عہ۱۴ر عہ۱۰ر
بچیوں سے دو دو باتیں عہ ۱۴ر
اصلاح معیشت عہ۸ر عہ۵ر
لخت جگر ۸ر ۱۰ر
جز طفلاں عہ ۱۴ر
عصائے پیری عہ ۱۴ر
عزم بالجزم ۴ر ۳ر

دربار اکبری ۵ر ۴ر سیر ایران عہ۸ر عہ۵ر
سخندان فارس قیمت عہ۸ر رعایتی عہ۲ر
نگارستان فارس ” سے ” عہ۱۰ر
دیوان ذوق ” عہ ” عہ۱۲ر
مکتوبات آزاد ” عہ۸ر ” عہ۲ر
آب حیات ” سے ” عہ۱۰ر
نصیحت کا کرنپھول ” ۸ر ” ۷ر
نیرنگ خیال کامل ” عہ۸ر ” عہ۲ر
تذکرۂ علماء ” ۵ر ” ۴ر
نظم آزاد ” ۸ر ” ۷ر
قند پارسی ” ۱۰ر ” ۸ر
آموزگار فارسی ” ۱۲ر ” ۱۰ر
بیاض آزاد ” عہ ” ۱۴ر
عزیزوں کا اسرا ” سے ” عہ۱۰ر
اُردوئے معلّے ” عہ۸ر ” عہ۲ر
گیتان جلی ” عہ ” عہ۱۲ر

میلاد نامہ قیمت عہ رعایتی ۱۴ر
محرم نامہ ” عہ ” ۱۴ر
یزید نامہ ” عہ۱۴ر ” عہ۱۰ر
طمانچہ بر رخسار یزید ” عہ ” ۱۴ر
کرشن بیتی ” عہ۱۰ر ” عہ۶ر
غدر حصہ اول ” عہ ” ۱۴ر
” ” دوم ” ۸ر ” ۷ر
” ” سوم ” ۴ر ” ۳ر
” ” چہارم ” عہ ” عہ۱۲ر
” ” پنجم ” عہ۱۴ر ” عہ۱۰ر
” ” ششم ” ۴ر ” ۳ر
” ہفتم ” ۱۲ر ” ۱۰ر
” ہشتم ” عہ ” ۱۴ر
فاطمی دعوت اسلام سے ” عہ۱۰ر
گیارہویں نامہ ۱۲ر ” ۱۰ر
بیوی کی تعلیم عہ۱۴ر ” عہ۱۰ر
بیوی کی تربیت عہ ” ۱۴ر
اولاد کی شادی عہ ” ۱۴ر
بچوں کی کہانیاں ۱۰ر ” ۸ر
جگ بیتی ۱۰ر ” ۸ر
خدائی انکم ٹیکس ۱۰ر ” ۸ر
حزب البحر ۱۰ر ” ۸ر

کم تو موت عہ رعایتی ۱۴ر
سی پارۂ دل عہ۸ر ” عہ۱۲ر
چٹکیاں گدگدیاں ۱۲ر ” ۱۰ر
اتالیق خطوط نویسی ۱۲ر ” ۱۰ر
” حصہ دوم و سوم ۱۲ر ” ۱۰ر
سفرنامہ مصر و شام عہ۸ر ” عہ۳ر
سفرنامۂ ہندوستان ۱۲ر ” ۱۰ر
اُردو دعائیں ۸ر ” ۷ر
مرشد کو سجدۂ تعظیم ۸ر ” ۷ر
قرآن آسان قاعدہ ۸ر ” ۷ر
خطوط اکبر عہ۸ر ” عہ۳ر
سیر دہلی کی معلومات ۱۲ر ” ۱۰ر
قبروں کے غیبی نوشتے ۴ر ” ۳ر
لاہوتی آپ بیتی ۲ر ” ۱ر
آپ بیتی عہ۱۴ر ” عہ۶ر
حکم امام ۴ر ” ۳ر
اسرار ۶ر ” ۵ر
نظم الہام ۴ر ” ۳ر
بزم معراج ۸ر ” ۷ر
لڑائی کا گھر ۶ر ” ۵ر
تسکین احساس ۸ر ” ۷ر
اہلبیت کے معجزات ۴ر ” ۳ر

ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

ماہ شعبان سنہ ۱۳۴۲ھ

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ

رسالہ

دین و دنیا

جلد ۴

نمبر ۱

حمد

(از جناب ملک الکلام نوحی امروہوی دہلی)

دیکھے تجھے بے پردہ کیا طاقت انسانی ‏ ‏ وہ ذرہ شکستہ تو جلوۂ نورانی

ہر شے میں ترا جلوہ - کیا جلوہ نمائی ہے ‏ ‏ ہر آنکھ سے پوشیدہ - یہ عالم پنہانی

پر ڈھونڈے نہیں ملتا ڈھونڈی ہے بہت تیرا ‏ ‏ ہر قرب کہ ہر لحظہ ہے نزدِ رگِ جانی

قادر ہے تو دانا ہے بے مثل و یگانہ ہے ‏ ‏ خلاقِ زمانہ ہے تو مالکِ لاثانی

وہ [illegible] ہے ناصیہ عالم ‏ ‏ ہے خاک پہ شاہوں کی رکھی ہوئی پیشانی

جذبات حقیقت کا ہو جاتے ہیں کچھ ظاہر ‏ ‏ بس یہ ہی تو ہے نوحی اپنی معراج سخندانی

جلوۂ توحید

ہر جگہ اُس کی جلوہ آرائی ‏ ‏ اک نئی شان سے نظر آئی

گلرخوں میں بحسن زیبائی ‏ ‏ عاشقوں میں بشرکت رسوائی

یار من باکمال رعنائی

خود تماشا و خود تماشائی

چشم آفاق سے نہاں بھی نہیں ‏ ‏ پھر تہ پردہ کہیں عیاں بھی نہیں

خاص اُسکا کوئی مکاں بھی نہیں ‏ ‏ نہ ملے ایسا بے نشاں بھی نہیں

یار من باکمال رعنائی

خود تماشا و خود تماشائی

نور سے اُس کے ہی جہاں پر نور ‏ ‏ جا بجا ہے اُسی کا رنگ ظہور

گو ہے لاکھوں حجاب میں مستور ‏ ‏ ہے تجلی مگر نظر کے حضور

یار من باکمال رعنائی

خود تماشا و خود تماشائی

نعت

(از جناب حاجی مولوی سید تجمل حسین صاحب)

ترا رخ جو ہو جلوہ فگن کملی والے ‏ ‏ تو حیراں ہو مہرِ زمن کملی والے

جو دیکھیں تمہاری پھبن کملی والے ‏ ‏ فدا ہوں حسین گلبدن کملی والے

تمنا ہے یہ میرے مرغِ نظر کی ‏ ‏ مدینہ کا دیکھوں چمن کملی والے

بکھر جائیں انمول موتی زمیں پر ‏ ‏ ذرا کھول دُرجِ دہن کملی والے

طبیبِ دلِ دردمندانِ عالم ‏ ‏ حبیبِ خدائے زمن کملی والے

کل بخشوانے کو ہم عاصیوں کے ‏ ‏ لباسِ شفاعت پہن کملی والے

پھٹے جیب و دامن - کھلے داغ وحشت ‏ ‏ بڑے میرا دیوانہ پن کملی والے

پلا دے پیالہ شرابِ ولا کا ‏ ‏ مٹا دے تو دل کی جلن کملی والے

جو حالت مری ہے وہ تو جانتا ہے ‏ ‏ نہ دانستہ انجان بن کملی والے

سیہ کاروں کو زیرِ دامن چھپا لے ‏ ‏ بحقِ حسین و حسن کملی والے

رسائی جو ہو منزلِ مدعا تک ‏ ‏ اُتر جائے ساری تھکن کملی والے

اگر عاشقِ چشم کی دیکھے وحشت ‏ ‏ ہرن کا ہو نقشہ ہرن کملی والے

زہے بخت ہیں پیارے آقا ہمارے ‏ ‏ محمد رسولِ زمن کملی والے

نہیں کوئی حامی مصیبت زدوں کا ‏ ‏ غریبوں کا والی تو بن کملی والے

تمہاری ثنا کی بدولت تجمل ‏ ‏ بنا شاہِ ملکِ سخن کملی والے

رباعی

اے ہستیِ کائنات فیضِ دمِ تو ‏ ‏ بیروں ز حدودِ کن فکاں عالمِ تو

جاں یافت جہاں و میکہ دم زد آدم ‏ ‏ کامد علمِ علامتِ مقدمِ تو

(ملک الکلام)

تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ۔ اور اگر تم کو اس کتاب کے متعلق جسے ہم نے اپنے بندہ پر اُتارا ہے کچھ شک ہو تو اس کے مانند کوئی سورت تم بھی بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتوں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو لیکن اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے طیار کی گئی ہے۔

تشریح الفاظ:۔ نَزَّلْنَا (از تنزیل) نزول کے معنی ہیں اوپر سے کسی چیز کا اُترنا۔ اس جگہ قرآن پاک مراد ہے جو حضرت جبرئیلؑ کے توسط سے سرورِ عالمؐ پر نازل ہوا۔ انزال کے معنی ہیں کسی شے کا یکدم نازل کرنا لیکن تنزیل کے معنی ہیں درجہ بدرجہ اور تھوڑا تھوڑا نازل کرنا۔ اگرچہ قرآن مجید لوح محفوظ سے یکبارگی نازل ہوا لیکن یہ نزول بیت معمور میں تھا جو پہلے آسمان پر ہے اور پھر بیت معمور سے آنحضرتؐ کے پاس حسب ضرورت وقت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آیا۔ **سُوْرَةٌ**:۔ قرآن مجید کے اُس محدود حصے کا نام ہے جس میں کم سے کم تین آیتیں ہوں اور اسکا کچھ نام بھی ہو جیسے اخلاص عصر وغیرہ۔ **شُهَدَآءُ** (جمع شہید) حاضر۔ گواہ۔ حاکم۔ مددگار۔ اس جگہ شہید اس قدر فصیح و بلیغ واقع ہوا ہے کہ یہ سب معانی ادا کر رہا ہے یعنی منکرین سے ارشاد ہوتا ہے کہ تم ان لوگوں کو جو بڑے فصیح و بلیغ ہیں بلا لو اُن لوگوں کی مدد حاصل کرو جنکو تم اپنے خیال باطل میں اپنا معبود اور مددگار سمجھتے ہو اور قرآن پاک کی طرح ایک ٹکڑا بنا کر لاؤ اگر کسی فیصلہ کرنے والے کے سامنے کہو اور دیکھو کہ تم اپنی دعوے میں کیسے ناکام رہے۔ وقود ایندھن۔ وہ چیز جو آگ میں جلائی جائے اور وہ چیز جس کے جلانے سے آگ اور زیادہ تیز ہو جائے۔ حجارہ۔ پتھر۔ گندھک کے پتھر جو آگ کو خوب مشتعل کر دیتے ہیں۔ کفار کے بت جنکو وہ اپنا معبود اور مددگار سمجھتے تھے۔ اعداد۔ تیار کرنا۔ بالکل آمادۂ عمل رکھنا۔

تفسیر:۔ آیات ماسبق میں بندوں کو خدائے واحد کے بیشمار احسانات جتا کر عبادت کیطرف توجہ دلائی گئی تھی اور یہ ارشاد ہوا تھا کہ جان بوجھ کر اُس خالق یکتا اور خدائے بے ہمتا کی وحدانیت اور یکتائی میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو۔ اُسے وحدہٗ لاشریک سمجھو اور اُس کے رسول کو رسول برحق تسلیم کرو چنانچہ ان آیات میں سرورِ عالمؐ کا رسول برحق ہونا اس انداز سے ثابت کیا گیا ہے کہ ساتھ ہی ساتھ قرآن پاک ایک معجزہ قرار پایا۔ ارشاد ہوا کہ ہم نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو کتاب نازل کی ہے اگر اس کے متعلق تمہیں کچھ شک ہو یعنی تم خیال کرتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی کتاب نہیں بلکہ حضرتؐ نے خود بنالی ہے تو تم بھی ایسا کر دکھاؤ۔ پوری کتاب کا بنانا تو ایک طرف تم اسطرح کی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ اور صرف ایک شخص نہیں بلکہ تمام فصیح و بلیغ اور ناثر و ناظم اشخاص کو جمع کر لو اور سب مل کر متفقہ کوشش سے چند آیتیں تصنیف کریں۔ اپنے معبودوں سے بھی جنکو خدا کے قدوس کے سوا تم نے تجویز کر رکھا ہے مدد لو۔ غرض جسطرح ممکن ہو قرآن پاک کے مانند چند آیات تصنیف کرو اور اگر تم سچے ہو اور تمہارا یہ خیال درست ہے کہ قرآن مجید خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود تصنیف کر لیا ہے تو اپنے اس قول کو ثابت کر دکھاؤ نبی کریمؐ اُمی ہیں۔ گوشہ نشین ہیں۔ میلوں اور جلسوں میں جن کی شرکت معلومات اور ادبی قابلیت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے نہیں جاتے بلکہ غاروں میں عزلت پذیر ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اس کے برخلاف تم لوگ لکھے پڑھے ہو شعر و سخن کے جلسوں میں شریک ہو کر علم و ادب کی مشق حاصل کرتے ہو پس آنحضرتؐ کی نسبت تمہارے لئے زیادہ آسان ہے کہ تم فصیح و بلیغ کلام تصنیف کر لو۔ لیکن ان باتوں کے باوجود اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے کیونکہ قرآن پاک خدا کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے اور اُس کی نقل انسانی طاقت سے بالاتر ہے تو پھر تمہیں چاہیئے کہ سرورِ عالمؐ کے حضور میں سر تسلیم خم کر دو۔ خدا کی وحدانیت اور رسول امیؐ لقب کی رسالت پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتے تو دوزخ کی آگ سے ڈرو جس میں گنہگار انسانوں کو اور پتھروں کو ایندھن کی جگہ جلایا جائے گا۔

جن لوگوں نے کوہ آتش فشاں کا نظارہ کیا ہے وہ اس خوفناک آگ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہ پتھر گندھک کے ہونگے جو آگ کی تیزی کو حد سے زیادہ بڑھا دینگے اور وہ بت ہونگے جنکو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ تم جب ان کو اپنے ساتھ جلتے ہوئے دیکھو گے تو تمہاری آنکھیں کھلیں گی اور معلوم ہوگا کہ ہم کیسی غلطی اور غفلت میں مبتلا تھے۔ ان آیات کریمہ سے بڑی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ قرآن پاک کا زبردست معجزہ ہونا۔ خدا کے سوا تمام معبودوں اور ان کی عبادت کا بطلان۔ قیامت تک قرآن کا جواب کسی سے نہ بن سکنا دوزخ کا ہر وقت تیار رہنا اور اُس میں بحالت عذاب منکرین کا اپنے بتوں کے ساتھ ایندھن کے طور پر جلنا ثابت ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولینا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

قال اطعمنی فانی جائع ٭ فاعجل فالوقت سیف قاطع

ترجمہ:۔ روح نے کہا مجھے غذا دو کیونکہ میں بھوکی ہوں۔ اور عجلت کر کیونکہ وقت ایک تیغ براں ہے۔

لغات:۔ اطعم (صیغہ امر از اطعام۔ کھلانا) نی۔ مجھ کو۔ ف۔ پس۔ کیونکہ۔ جائع (از جوع۔ بھوک) بھوکا۔ اعجل (صیغہ امر از اعتجال۔ عجلت اختیار کرنا۔ جلدی کرنا) سیف تلوار۔ قاطع (از قطع۔ کاٹنا) کاٹنے والا تیز۔ برّاں۔

مطلب:۔ روح مولانا سے کہتی ہے کہ حضرت انکار نہ کیجئے۔ میں تو بھوک سے بیتاب ہوں اور آپ میری غذا سے جو پیر و مرشد کے ذکر پاک اور مدح و ثنا پر مشتمل ہے اعراض کرتے ہیں یہ روحانی غذا جلد عطا کیجئے کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں۔ وقت ایک تیز تلوار سے مشابہت رکھتا ہے۔ غیر محسوس تیزی کے ساتھ گذر رہا ہے پس فرصت کا جو لمحہ مل جائے اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق ٭ نیست فردا گفتن از شرط طریق

ترجمہ:۔ اے یار دمساز، صوفی تو ابن الوقت ہوتا ہے فردا کہنا طریقت کا شیوہ نہیں۔

لغات: صوفی:۔ منسوب بہ صوف پشمینہ پوش۔ کمل استعمال کرنے والا۔ چونکہ صوفی دنیا اور اُسکی آرائشوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور عموماً سردی سے بچنے کے لئے معمولی کملیاں وغیرہ استعمال کرتے ہیں اس لئے اس ظاہری پوشش کی بنا پر انہیں صوفی کہا جانے لگا۔ اصطلاحاً صوفی اس شخص کو کہتے ہیں جسکا دل ما سوائے اللہ سے خالی ہو اور اُسے ذکر الہی کے سوا کسی بات سے سروکار نہ ہو۔ ابن الوقت:۔ وقت کا بیٹا۔ وقت کا اُسی طرح پابند جسطرح بیٹا باپ کے احکام کا پابند ہوتا ہے۔ اس جگہ ابن الوقت کے یہ معنی ہیں کہ وقت کا ایک لمحہ برباد نہ کیا جائے اور ہر لحظہ یاد خدا میں دل کو مشغول رکھا جائے۔

مطلب:۔ روح مولانا سے کہتی ہے کہ حضرت آپ صوفی ہیں، صوفی ابن الوقت ہوتا ہے یعنی ہر وقت یاد الہی میں مشغول رہتا ہے۔ پس ایسی حالت میں آج اور کل کی تفریق کا کیا مطلب ہے۔ جس کام میں آپ کو ہر وقت مصروف رہنا چاہئے اُسے آپ "کل" پر کیوں موقوف کرتے ہیں۔ یہ کونسی طریقت اور سلوک کی کونسی راہ و رسم ہے۔

تو مگر خود مرد صوفی نیستی ٭ نقد را از نسیہ خیزد نیستی

ترجمہ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفی نہیں ہیں۔ نقد کو تو اُدھار سے نقصان پہنچتا ہے۔

لغات:۔ نسیہ۔ قرض۔ اُدھار

مطلب:۔ یہ شعر شعر ماسبق سے مسلسل ہے۔ روح نے پہلے صوفی کا طریقہ بتایا اور اب مولانا سے کہتی ہے کہ جب آپ اس طریقہ کے خلاف عمل کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفی نہیں ہیں ورنہ نقد کی جگہ ادھار پر رضامند نہ ہوتے۔ حضرت اُدھار سے تو نقد کا سراسر نقصان ہے۔

گفتمش پوشیدہ خوشتر سرّ یار ٭ خود تو در ضمن حکایت گوش دار

ترجمہ:۔ میں نے روح سے کہا کہ دوست کا راز مخفی ہی اچھا ہے۔ تو حکایت میں ضمنی طور پر غور کرتی رہ۔

مطلب:۔ اس شعر میں مولانا روح کو جو پیر و مرشد کے تذکرہ کے لئے بیقرار ہو رہی ہے جواب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوست کا راز برملا اور آشکار کہنا مناسب نہیں۔ ان باتوں کا پوشیدہ رہنا ہی بہتر ہے۔ اگر تو ایسی ہی مشتاق ہے تو حکایت کے مطالب و معانی پر غور کرتی رہ۔ حکایت کے ضمن میں تجھے تیری مراد بھی مل جائیگی۔

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں ٭ گفتہ آید در حدیث دیگراں

ترجمہ:۔ یہ بہت اچھا ہے کہ محبوب کا راز دوسروں کی داستان میں آجائے۔

لغات:۔ حدیث۔ بیان۔ داستان۔ گفتگو۔ بات چیت۔

مطلب:۔ یہ شعر شعر ماسبق سے مربوط ہے۔ مولانا روح سے فرماتے ہیں کہ دوست کے راز علی الاعلان اور علیحدہ بیان کرنے کی نسبت یہ بہت اچھا ہے کہ وہ دوسروں کی داستان میں پردہ اور اخفا کے ساتھ ضمناً بیان کئے جائیں۔

گفت مکشوف و برہنہ بی غلول ٭ بازگو دفعم مدہ ای بو الفضول

ترجمہ:۔ روح نے کہا کہ کھلا کھلا بے کم و کاست حال بیان کیجئے اور زیادہ باتیں بنا کر مجھے ٹالئے نہیں۔

لغات:۔ مکشوف (از کشف) کھلا ہوا غلول۔ آمیزش۔ گھٹانا بڑھانا بے غلول۔ بے کم و کاست بو الفضول۔ یاوہ گو۔ فضول گو۔ زیادہ باتیں بنانے والا۔

مطلب:۔ مولانا سے یہ سنکر کہ میں ضمناً حکایت میں حضرت پیر کی توصیف و ثنا یا اسرار وحدت بیان کرونگا۔ روح ذرا بگڑ کر کہتی ہے کہ نہیں جناب یہ بات مجھے پسند نہیں بس آپ بہت باتیں نہ بنائیے اور کہنا ہے تو ٹھیک ٹھیک اور بالکل کھلے ہوئے الفاظ میں حضرت پیر و مرشد کا حال اور وحدت کے اسرار بیان فرمائیے۔

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من ٭ می نگنجم با صنم با پیرہن

ترجمہ:۔ پردہ اٹھا دیجئے اور صاف صاف کہئے کیونکہ میں پیرہن ہوتے ہوئے محبوب کے ساتھ جذب نہیں ہوسکتی۔

لغات:۔ صنم۔ بت۔ معشوق۔ محبوب۔ پیرہن۔ کرتہ۔ کپڑا۔ ۔۔۔

شرح دیوان حافظ

(بسلسلۂ ماہ گذشتہ)

بدعا آمدہ ام ہم بدعا و برآر کہ وفا با تو قرین باد و خدا یاور ما

ترجمہ:۔ میں دعا کرتا ہوں تم بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤ کہ تم وفادار رہو اور خدا میرا مددگار ہو۔

لغات:۔ قرین ۔ نزدیک ۔ پاس یاور ۔ مددگار ۔ معاون ۔

مطلب:۔ ظاہر ہے کہ انسان اُس چیز کی تمنا کرتا ہے اور اُس شے کے لئے دست بدعا ہوتا ہے جو اُسے میسر نہیں ہوتی ۔ پس شعر سے ظاہر ہے کہ عاشق کو دو چیزیں میسر نہیں ایک وفائے محبوب اور دوسرے اطمینان خاطر یا بالفاظ دگر خدا کی یاوری ۔ پس وہ ان دونوں باتوں کیلئے خدا کی جناب میں دعا کرتا ہے اور نہایت لطیف انداز کے ساتھ جس سے معشوق کا دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اُسے بھی اپنی دعا میں شامل کرنا چاہتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ آؤ ہم تم مل کر بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کریں کہ تم کو وفاداری اور مجھ کو خدا کی امداد نصیب ہو۔

گر ہمہ خلق جہان بر من و تو حیف خورند بکشد از ہمہ انصاف ستم داور ما

ترجمہ:۔ اگر تمام دنیا میری تمہاری تعلقات پر رشک کریں تو خدا اُسکا بدلہ لے گا ۔

لغات:۔ حیف:۔ افسوس ۔ ظلم و ستم ۔

مطلب:۔ عاشق محبوب کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تجھپر اور مجھپر دنیا از راہ رشک جو ظلم کر رہی ہے اور ہمارے ان تعلقات سے جو ناگواری پیدا ہو رہی ہے اُسکا بدلہ خدا لینے والا ہے ۔

بسرت گر ہمہ عالم بسرم جمع شوند نتوان برد ہوائے تو برون از سر ما

ترجمہ:۔ تیرے سر کی قسم اگر ساری دنیا بھی ہنگامہ برپا کرے تو میرے سر سے تیری تمنا نہیں جا سکتی ۔

لغات:۔ ب ۔ قسم ہے ۔ ہوا ۔ خواہش ۔ تمنا ۔ محبت ۔ خیال ۔

مطلب:۔ تیری محبت میرے دل میں ایسی مستحکم اور تیرا خیال میرے دماغ میں اس قدر اُستوار ہے کہ اگر ساری دنیا بھی مخالفت اور ہنگامہ آرائی پر آمادہ ہو جائے تو یہ محبت میرے دل سے اور یہ خیال میرے دماغ سے جدا نہیں ہو سکتا ۔

فلک آوارہ بہر سو کندم می دانی رشک می آیدش از صحبت جان پرور ما

ترجمہ:۔ آسمان مجھے ہر طرف آوارہ پھرا رہا ہے ۔ گویا اُسے میری تمہاری روح پرور ہمنشینی پر رشک آگیا ہے ۔

مطلب:۔ آسمان جو ہمیشہ سے عشاق کا دشمن اور عاشق و محبوب کی ہمنشینی کا مخالف ہے مجھے چین سے بیٹھنے نہیں دیتا اور تم سے جدا ہونے پر مجبور کر رہا ہے ۔ تمہیں کچھ خبر ہے کہ اس کا باعث کیا ہے؟ اسکا باعث یہ ہے کہ اُسے ہماری صحبت جاں پروری پر رشک آ گئی ہے

وردمندیم خبر میدہد از سوز دل دہن خشک و لب تشنہ و چشم تر ما

ترجمہ:۔ ہم بیمار ہیں لب دہن کی خشکی اور آنکھوں کی نمی ہمارے سوز باطنی کی خبر دے رہی ہے

مطلب:۔ شعر میں عاشق کے اضطراب قلب کی تصویر دکھائی گئی ہے ۔ اور اُسکی ظاہری حالت سے باطنی حالت کا اندازہ کیا گیا ہے چنانچہ اُسکا مُنہ سوکھ رہا ہے لب خشک ہو رہے ہیں اور آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں جس سے اُسکی دلی سوزش اور اندرونی بیتابی کا سراغ ملتا ہے اور وہ اپنی زبان سے کچھ نہ کہے تو بھی یقین ہوتا ہے کہ وہ رنجور ۔ دردمند اور بیتاب ہے ۔

تا ز وصف رخ زیبائے تو دم زد قلم ما ورق گل خجل است از ورق دفتر ما

ترجمہ:۔ ہمنے جب سے تمہارے رخ زیبا کی تعریف لکھی ہے اُس وقت سے گلاب کی پتیاں ہمارے لکھے ہوئے اوراق سے شرما رہی ہیں ۔

مطلب:۔ محبوب کے پھول سے چہرے کی دلربائی اور رعنائی کی تعریف لکھنے سے صفحہ کاغذ ایسا دلربا اور خوشنما ہو گیا کہ گلاب کی پتیوں میں وہ رنگینی اور تازہ آفرینی نہیں پائی جاتی ۔ چنانچہ گلاب کی پتیاں کاغذ کے ان اوراق سے شرما رہی ہیں ۔

زود باشد کہ بیاید بسلامت یارم ای خوش آن روز کہ آید بسلامت بر ما

ترجمہ:۔ کہیں جلد ایسا ہو کہ ہمارا دوست سلامتی کے ساتھ آجائے ۔ کیسا اچھا دن ہوگا کہ وہ صحیح سلامت ہمارے سامنے آئیگا ۔

مطلب:۔ پہلے اشعار کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ حافظ صاحب خود کسی جبری سفر پر آمادہ ہیں اور محبوب سے وداعی کلمات کہہ رہے ہیں لیکن اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب سفر میں ہے اور یہ اُسکے منتظر ہیں ۔ بہرحال شعر کا مطلب یہ ہے کہ عاشق ہمہ تن شوق و انتظار بنکر اُسکی راہ دیکھ رہے ہیں اور کہتا ہے کہ کہیں جلدی یہ مسرت حاصل ہو کہ محبوب صحت و سلامتی کے ساتھ میرے پاس آئے ۔

ہر کہ گوید کہ کجا رفت خدا را حافظ گو بزاری سفری کرد و برفت از بر ما

ترجمہ:۔ کوئی کہے کہ خدا کے لئے بتاؤ حافظ کہاں گیا تو کہہ دو کہ وہ آمادۂ سفر ہوا اور ہمارے پاس سے چلا گیا ۔

مطلب:۔ حافظ صاحب محبوب سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حافظ کے متعلق دریافت حال کرے تو کہہ دینا کہ اُس نے گریہ و زاری کے ساتھ سفر اختیار کیا ۔ چونکہ شعر ماسبق میں ۲۴

شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

آں پیرلاشہ راکہ سپردند زیر خاک خاکش چناں بخورد کزو استخواں نماند

ترجمہ:- وہ پیر ضعیف جسے خاک کے نیچے سپرد کیا تھا اُسے خاک نے ایسا کھایا کہ ہڈیاں بھی نہ رہیں۔

لغات:- لاشہ۔ کمزور۔ لاغر۔ قالب۔ تن نعش۔ استخواں (مرکب است و خوان) است۔ پھینکنا۔ خوان۔ دسترخوان یعنی دسترخوان کی پھینکی ہوئی۔ ہڈی۔

مطلب:- شارحوں نے اس شعر کے مختلف معانی لکھے ہیں اور بعض نے یہ دلچسپ حکایت بھی لکھی ہے کہ جب نوشیرواں اپنا ایوان شاہی تعمیر کر رہا تھا ایک ضعیفہ کا مکان ایک گوشہ پر واقع ہونے سے ایوان میں کمی باقی رہتی تھی۔ نوشیرواں نے قصر کا یہ نقص گوارہ کر لیا لیکن اُس ضعیفہ کو تکلیف نہیں دی۔ جن شارح نے یہ حکایت بیان کی ہے اُن کے نزدیک "پیر لاشہ" سے وہی ضعیفہ مُراد ہے۔ بعض لکھتے ہیں کہ پیر لاشہ سے گدھا مراد ہے۔ بعض کے نزدیک خود نوشیرواں کی ذات مقصود ہے۔ لیکن اِن تکلفات کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ شعر کے الفاظ سے جو مطلب سمجھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی ہستی بالکل فانی ہے۔ اور جب اُسے سپرد خاک کر دیا جاتا ہے تو زمین کے شور ذرات اُس کے پوست و استخوان سب کو نیست و نابود کر دیتے ہیں پس ایسی بے نام و نشان ہو جانے والی ہستی کے لئے مناسب ہے کہ اعمال نیک سے اپنی حیات و بقا کا سامان کرے۔

زندست نام فرخ نوشیرواں بعدل گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند

ترجمہ:- نوشیرواں کا مبارک نام عدل کی وجہ سے زندہ ہے اگرچہ نوشیرواں کو فنا ہوئے عرصہ دراز گزر چکا ہے۔

لغات:- فرخ۔ (مرکب فر۔ رخ) خندہ رو۔ مبارک۔ نوشیرواں۔ ایران کے ایک نامور بادشاہ کا نام ہے جس نے عدل و انصاف میں بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ چنانچہ پیغمبر اسلامؐ نے بطور فخر فرمایا ہے کہ "میں ایک عادل بادشاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوں"

مطلب:- انسان فانی ہے لیکن اُس کے اعمال نیک باقی اور زندہ رہتے ہیں۔ چنانچہ نوشیرواں کو دنیا سے رحلت کئے ہوئے اور خاک میں ملے ہوئے زمانہ دراز گزر گیا لیکن چونکہ وہ عادل تھا اور اپنے عدل سے خلق خدا کو فائدہ پہونچایا تھا اس لئے اُسکا نام اب تک زندہ ہے۔

خیری کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ترجمہ:- عمر کو غنیمت سمجھو اور اس سے پہلے کہ تمہارے فنا ہونے کی صدا بلند ہو نیکی کر لو۔

لغات:- خیر۔ نیکی۔ بھلائی۔ فلاں۔ ایک نامعلوم شخص ایک نامعلوم شخص کو مخاطب کرنے کے لئے خطاب۔ فلاں۔ او میاں۔ بانگ۔ آواز۔ صدا۔

مطلب:- یہ شعر اشعار ماسبق کا نتیجہ ہے۔ نوشیرواں کی حکایت اور دنیا کی بے ثباتی بیان کر کے فرماتے ہیں کہ جب دنیا ایسی بے ثبات ہے اور تم کو ایک دن فنا ہو جانا ہے تو نیکی میں عجلت کرو اور مرنے سے پہلے کوئی ایسی بھلائی کر جاؤ جو تمہاری نیکنامی اور حیات جاوید کا باعث ہو۔

حکایت

ملک زادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند و خوبروئے

ترجمہ:- میں نے ایک شاہزادہ کے متعلق سُنا ہے کہ پستہ قامت اور کم رو تھا حالانکہ اُس کے دوسرے بھائی بلند قامت اور خوبصورت تھے۔

لغات:- کوتاہ۔ چھوٹا۔ پستہ قامت۔ ٹھگنا۔ حقیر۔ کم رو۔ بلند۔ اونچا۔ اچھے قد کا۔ بلند بالا۔ بلند قامت۔

مطلب:- حضرت سعدی ایک شہزادہ کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ وہ بہت ہی کم رو معمولی شکل و صورت کا اور پستہ قد تھا۔ اس کے برخلاف اُس کے دوسرے بھائی نہایت شکیل خوبصورت تنومند اور بلند قامت تھے۔

بارے پدر بکراہیت و استحقار درو نظر ہمی کرد۔

ترجمہ:- ایک دفعہ باپ شہزادہ کو حقارت اور کراہت کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

لغات:- کراہت۔ ناپسندیدگی۔ استحقار۔ کم سمجھنا۔ حقیر سمجھنا۔

مطلب:- ایک دفعہ شاہزادہ اپنے والد کی خدمت میں حاضر تھا۔ بادشاہ نے شاہزادہ کی طرف اس انداز سے دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُسے نہایت حقیر و کم سمجھ رہا ہے یہ خیال کر رہا ہے

پسر بفراست و استبصار بجائے آورد و گفت

ترجمہ:- شاہزادہ نے تیز طبعی اور ہوشمندی سے یہ بات معلوم کر لی اور کہا۔

لغات:- فراست۔ دانائی۔ زیرکی۔ تہ کو پہنچ جانا۔ قیافہ شناسی۔ استبصار۔ ہوشمندی۔ دور بینی

مطلب:- لڑکا باپ کے اس انداز کو سمجھ گیا اور اُس نے عقل و ہوشمندی کے زور سے بادشاہ کے دلی خیالات معلوم کر کے کہا۔

اے پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند۔ نہ ہرچہ بقامت مہتر بقیمت بہتر

ترجمہ:- والد صاحب، کوتاہ قامت عقلمند بلند قامت نادانوں سے بہتر ہیں۔ ہر وہ چیز جو قد میں بڑی ہے قیمت میں بھی بڑی نہیں ہوتی۔

لغات:- مہتر:- سردار۔ بزرگ۔ بڑا۔

مطلب:- لڑکے نے باپ کے خیالات معلوم کر کے کہا کہ آپ جو مجھے میری پستہ قامتی اور کم روئی کی وجہ سے حقیر سمجھ رہے ہیں آپ کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ آدمی اگر کوتاہ قامت لیکن عقلمند ہو تو اُس بلند بالا جوان سے کہیں بہتر ہے جو بلند قامت تو ہو لیکن ساتھ ہی بے وقوف ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز قد و قامت اور جسامت میں بڑی ہو وہ قیمت میں بھی بڑی ہو ؎

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہ ہو گر پست قامت ہو تو ہو

(ایڈیٹر)

وارداتِ قلب

اگر تمہیں کوئی شخص کسی بڑے خطرہ سے آگاہ کردے تو تم اُس کے رہینِ منت ہوگے پھر تم "بیماری" سے کیوں گھبراتے ہو؟ یہ تمہاری سب سے بڑی شفیق ہے۔ عملی طور پر تمہاری معلم ہے۔ یہ صرف اس لئے آتی ہے کہ تمہیں گہری نیند سے چونکا دے اور جن فرائض کو تم نے فراموش کر رکھا ہو اُن کی یاد دلادے۔ معمولی سے معمولی شکایت بھی تمہاری اُس نازک زندگی کا خاتمہ کردینے کے لئے کافی ہے جسکا مدار ہوا کے ایک باریک تار پر ہے۔ درد کی ایک چمک۔ ہوا کی ایک گردش اور دل کی ایک غیر معمولی جنبش وجود و عدم کی سرحدیں ملادیتی ہے۔ لیکن ایسے زبردست خطرہ سے تم بال بال بچ جاتے ہو اور بیماری سے نجات پاجاتے ہو تو اس کے یہ معنی ہیں کہ کارکنانِ قضا نے تمہیں ایک بار متنبہ کرکے کچھ مہلت دی ہے تاکہ تم دین و دنیا کے بگڑے ہوئے کام سنوار لو۔ اور میدانِ عمل کا جو حصہ تمہاری دوڑ دھوپ سے باقی رہ گیا ہے اُسے طے کرلو۔ اگر تندرستی پر اِس کے سوا کہ تمہیں کچھ مہلت اور مل گئی ہے کوئی اور وجہ مسرت ہے تو غلطی پر مبنی ہے۔ لیکن افسوس بہت کم ایسے لوگ ہیں جو بیماریوں سے عبرت حاصل کرتے ہوں۔ وہ جتنے عرصہ تک بیمار رہتے ہیں اور جب تک اُن کی حالت موت اور زندگی کے درمیان رہتی ہے اُسوقت تک اُن کا دل پاک ارادوں اور نیک ولولوں سے لبریز رہتا ہے لیکن جب تندرستی کا نیا خون رگوں میں آتا ہے۔ اور دل کو حیاتِ نو کی تازہ حرکتیں میسر ہوتی ہیں تو اُن کے خیالات بدل جاتے ہیں۔ وہ پھر غفلت کے ظلمات میں غرق ہوجاتے ہیں اور بیماری کے شفقانہ پند و وعظ کو فراموش کردیتے ہیں۔ چند روز کے بعد بیماری کا فرشتہ پھر غفلت کی رگوں میں نشتر دیتا ہے اور مرض اُن کو پھر متنبہ کرتا ہے لیکن پھر اُن کی یہی حالت ہوتی ہے۔ آخر کار ایک دن یہ تنبیہ سزا کی آخری صورت اختیار کرتی ہے اور زندگی بادۂ پیاری زندگی جو ہزارہا نیکیوں کا سرچشمہ ہے ہمیشہ کے لئے ختم ہوجاتی ہے۔

یہ بات تو بہت مشکل ہے کہ تم خدا کو دیکھو لیکن ایسا بھی تو نہیں کہ تم یقین رکھو کہ آسمان کی بلندیوں سے ایک آنکھ تمہیں دیکھ رہی ہے اور ایک ہستی ہے جو تمہارے نیک و بد پر نظر رکھتی ہے۔ تمہارا ایمان ہے کہ خدا حاضر و ناظر ہے۔ لیکن تم عملی طور پر ایسا نہیں سمجھتے۔ خدا کو حاضر و ناظر سمجھنے سے ضمیر کو نئی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اور کسی گناہ کا سرزد ہونا غیر ممکن ہے۔ اگر پولیس کے چند آدمی کسی شخص کے ہمراہ ہوں اور رات دن میں کسی وقت اُسے تنہا نہ چھوڑیں تو ظاہر ہے کہ وہ کبھی چوری نہیں کرسکتا۔ پس اگر کسی شخص کے دل میں یہ خیال قایم رہے کہ خدا حاضر و ناظر ہے تو اُسکو برائی کی جرأت نہیں ہوسکتی۔

بازار میں کوئی شخص دو خوبصورت چڑیاں لے جائے۔ ایک زندہ ہو اور ایک مُردہ زندہ چڑیا اور مُردہ چڑیا میں زندگی اور موت کے سوا کوئی فرق نہیں۔ دونوں حسین ہیں۔ دونوں کے پَر رنگین اور خوبصورت ہیں۔ دونوں کا ایک نام ہے۔ لیکن بازار میں زندہ چڑیا کی قیمت لگتی ہے۔ مُردہ چڑیا کو کوئی نہیں پوچھتا اور مفت بھی نہیں لینا چاہتا۔ یہی حال اُن کاموں کا ہے جن میں خلوص کی روح نہیں ہوتی۔ یہی حال اُن عبادتوں کا ہے جو قلبی توجہ سے خالی ہیں۔ وہ نماز جسمیں دل خدا کی طرف متوجہ نہ ہو۔ جس میں خلوص نہ ہو۔ اور جو مخلوق کو دکھانے کے لئے پڑھی جائے ثواب کی جگہ عذاب کا باعث ہے۔

تمہاری آنکھیں بڑی رسیلی نشیلی اور البیلی تھیں۔ تمہیں ان پر بڑا ناز تھا دھوپ میں نکلے۔ گرمی سے آشوب کر آئیں۔ دوا استعمال کی۔ اُلٹا اثر ہوا۔ دو ہفتے میں پتلی پر جالا آگیا۔ وہ آنکھیں جو بجلیاں گراتی تھیں اب دیکھنے کو ترستی ہیں۔ اللہ اللہ تم کو خدا نے کیسی گویائی دی تھی۔ جس مجمع میں گفتگو کا اتفاق ہوا دلوں کو تسخیر کرلیا۔ ایک دن چائے پی رہے تھے۔ زبان پر ایک چھالا پڑگیا۔ دو چار دن میں خود بخود اچھا ہوجاتا لیکن احتیاطاً دوا لگائی۔ دوا سے اچھا خاصہ زخم بنگیا اور پھر یہانتک پھیلا کہ میڈیکل کالج میں زبان نکلوا ڈالنی پڑی۔ اب بات کرنی محال ہے۔ آہ معلوم ہوا کہ جس بات پر فخر تھا وہ عضلات کی گردش کا ایک کرشمہ تھا۔ کل کی بات ہے۔ تم کسقدر تنومند اور صحیح القویٰ تھے۔ کیسے ڈھلے ہوئے ہاتھ پاؤں تھے۔ ورزش نے جسم کو کیسا سڈول اور خوبصورت بنا دیا تھا۔ جلسوں میں تمہیں تم نظر آتے تھے۔ بازاروں میں انگلیاں اُٹھتی تھیں۔ تم اپنے تناسب اعضا۔ جامہ زیبی۔ اور قوت جسمانی پر کسقدر اتراتے تھے۔ مگر افسوس کہ موسم کے ادنےٰ تغیر نے اس غرور کو خاک میں ملادیا۔ تم ایک دفعہ بارش میں بھیگے۔ ملیریا بخار میں مبتلا ہوئے اور ابھی اچھی طرح بخار نہیں اُترا تھا کہ طاقت و جوانی کے بھروسہ پر ٹھنڈے پانی سے نہالئے۔ سارے بدن میں درد پیدا ہوگیا۔ سرد و گرم روغنوں کی مالش سے رفتہ رفتہ وجع مفاصل کی شکایت پیدا ہوگئی ہے اب یہ حالت ہے کہ سہارے کے بغیر دو قدم چلنا دشوار ہے۔

بعض ارباب ہوس کو یہ وہم ہوگیا ہو کہ مسلمانوں کی حالت سود نہ لینے سے تباہ ہورہی ہے وہ کھلم کھلا شریعت کی مخالفت تو نہیں کرتے کیونکہ اُنہیں عامۂ مسلمین کے خلاف ہوجانیکا اندیشہ ہے اِس لئے شرعی مسائل میں تحریف کرکے جواز کے پہلو نکال لیتے ہیں اور جس بات کو اسلام نے قطعی حرام قرار دیا ہو اُسے حلال کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کا خیال ہو کہ اگر

مسلمان مر دینے لگینگے تو اُنکی ملی حالت سنور جائیگی۔ مثال میں وہ ہنود کو پیش کرتے ہیں جب دولت میں زوال نظر آتا ہے تو اُسکی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ جانتا ہے کہ میں نے جن باتوں کو وجہ مسرت سمجھا تھا درحقیقت وہی باعث رنج وغم تہیں۔ جنکی حالت مسلمانوں سے بہتر ہے اور اس بہتری کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ سود دیتے نہیں لیتے ہیں۔

انہیں سے بعض تکلف پسند لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے تو نہیں مگر غیر مسلم یعنی ہندوؤں اور انگریزوں سے ضرور سود لینا چاہئے۔ درحقیقت یہ اہل ہوس بڑے مغالطہ میں ہیں جب وہ جانتے ہیں کہ انگریز اور ہندو مسلمانوں سے زیادہ مالدار ہیں تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں سے سود پر قرض لینے کی انہیں ضرورت نہ ہوگی اور جسطرح آج ہندوؤں سے مسلمان قرض لے رہے ہیں اس طرح ہندو مسلمانوں سے قرض نہ لینگے اور آخرکار نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسلمان ہی مسلمان کا خون چوسنے لگیں گے اور بیچارے مال حرام کا چسکا پڑ جانے کے بعد وہ اپنے پرائے میں مشکل سے تمیز کرسکیں گے۔ علاوہ بریں ان سے کوئی پوچھے کہ مسلمان کس لئے سود لیں؟ کیا بیش قیمت لباس پہننے۔ بہترین کھانا کھانے اور فضول لہو ولعب میں روپیہ برباد کرنیکے لئے؟ اگر اس مقصد سے سود لیں گے تو مال حرام بجائے حرام کے مصداق ہونگے اور اگر زندگی پس انداز کرنے اور سرمایہ حاصل کرنے کے لئے اُنہیں روپیہ کی ضرورت ہے تو اُن کی موجودہ آمدنی ہی کم نہیں۔ روپیہ محض آمدنی سے نہیں بلکہ اُسے سنبھالکر رکھنے اور احتیاط کیساتھ سوچ سمجھکر خرچ کرنے سے پس انداز ہوتا ہے۔ ہندو روپیہ پیدا کرنے میں مسلمانوں کی نسبت کم عقل رکھتے ہیں البتہ کمائے ہوئے روپیہ کو روک رکھنے میں مسلمانوں سے بہت زیادہ برداشت و تحمل اُنمیں پایا جاتا ہے۔ جن مصارف کے لئے مسلمان کا دل ایک دم مچل جاتا ہے ہندو اُن کی پرواہی نہیں کرتے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ سال بھر کی تگ و دو کے بعد مسلمان کچھ مقروض ہو جاتے ہیں اور ہندو کے پاس ایک معقول رقم پس انداز ہوتی ہے۔ وہ مسلمان جو روپیہ کے شایق ہیں اور دولتمندی کی ہوس رکھتے ہیں اُنہیں چاہیئے کہ سود کے جواز کی فکر نہ کریں بلکہ اپنی معاشرت کی اصلاح کریں۔ زیادہ کمائیں اور کم خرچ کریں۔ اسلام نے کمانے سے بالکل منع نہیں کیا ہے لیکن فضول خرچی سے بہت روکا ہے ان اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے وہ جلد دولتمند بن سکتے ہیں۔ اور سود لئے بغیر دنیا میں عزت حاصل کرسکتے ہیں۔ ایک مسلمان کی معاشرت جتنی ارزاں ہے دنیا کی کوئی قوم اُسکی مثال پیش نہیں کرسکتی بشرطیکہ مسلمان اپنے مذہب کا پابند ہو۔

دنیا میں بہت سی ایسی مسرتیں ہیں جنکو حاصل کرکے انسان اپنی کامیابی پر اتراتا ہے لیکن درحقیقت وہی مسرتیں اُس کے رنج وغم کی تمہید ہوتی ہیں۔ ایک طامع اور حریص شخص ملک و قوم کو دھوکا دیکر قومی اور مذہبی ضرورتوں کے بہانہ سے روپیہ وصول کرتا ہے اور منی آرڈر کا ہر فارم اُس کے لئے مسرت کا پروانہ ثابت ہوتا ہے لیکن اُسے خبر نہیں کہ یہ روپیہ اُسکی سرسبزی کو روک دیتا ہے۔ اُسکی صحت اُسکی زندگی اور اُسکی اولاد خطرہ میں پڑ کر دلکو ہر وقت تڑپاتی ہے اور دوسری دنیا میں اُس کے لئے عذاب کی تیاریاں ہوتی ہیں۔ ایک شخص بازار میں مٹھائی خرید کرتا ہے اور دوکاندار کو بے ایمانی سے دام نہ دیکر دلمیں اپنی چالاکی پر خوش ہوتا ہے۔ اُسے خبر نہیں کہ یہ مٹھائی اُس کے لئے زہر بنجائیگی اور جزو بدن ہونے کی جگہ صدہا بیماریوں کا باعث بن جائیگی ایک بوالہوس ہوس پرستی کے عالم میں کسقدر مست و بیخود ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس یہی مسرتوں کا خزانہ ہے لیکن چند روز کے بعد جب صحت

نہ معلوم آپ تولید کی کتنی مقدار نشست و شو کی نذر ہو جاتی ہے اور اس تباہی پر آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی سنگدل آنکھوں سے نہیں نکلتا۔ لیکن جب زندگی کے یہ موتی انسانی صورت اختیار کرلیتے ہیں اور انسان کو اُبوت کا شرف حاصل ہوتا ہے تو اِن کے ضایع ہونے سے کلیجے میں زخم پڑ جاتے ہیں۔ اگر غور کیجئے تو وہ ماں باپ کا کھلونا جسے اولاد کہتے ہیں پانی کے ایک قطرہ کی بدلی ہوئی اور ترقی پائی ہوئی صورت ہے۔ کوتاہ بیں اِن مجسموں کے لئے تڑپتے ہیں لیکن دوربین نگاہیں ہنوز انسانی ہستی کو ایک حباب اور ایک قطرۂ آب سے زیادہ وقعت نہیں دیتیں اور اس لئے دنیا کے بڑے بڑے سانحے اُن لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ڈالتے جو حقائق اشیاء پر غور کرنے کی عادت رکھتے ہیں۔

بہت لوگ کفایت شعاری کا غلط مطلب سمجھتے ہیں۔ اُن کا یہ خیال ہے کہ چیزوں کی خرید و فروخت میں ہوشیاری سے کام لینا کم خرچ میں بالانشین بننا کفایت شعاری ہے مثلاً شادی میں رقص و سرود کا انتظام ہے لہذا رقاصہ کو کم سے کم معاوضہ پر حاصل کرلینا کفایت شعاری ہے۔ جو کپڑا بازار میں پانچ روپے گز ملتا ہے اُسے کسی تدبیر سے پونے پانچ میں خرید لینا کفایت شعاری ہے۔ مگر یہ محض مغالطہ ہے ایسی کفایت شعاری سے کچھ فائدہ نہیں کفایت شعاری یہ ہے کہ ایک سرے سے رقص و سرود ہی ملتوی کیا جائے کفایت شعاری یہ ہے کہ قیمتی لباس نہ پہنا جائے۔ کفایت شعاری یہ ہے کہ ضرورتوں کے سمندر پر ایک پل صراط بنایا جائے جسکی دھار تلوار سے باریک تر ہو۔ اس تلوار پر جو صرف ٹھہرے اُسی جائز سمجھا جائے اور باقی مصارف کو ناجائز قرار دیا جائے۔ کفایت شعاری نفس کشی کا دوسرا نام ہے۔ خواہشوں کو پامال کرنا۔ دل کے ہر بات پر مچلنے کو روکنا اور حقیقی ضرورت کے بغیر کچھ خرچ نہ کرنا کفایت شعاری ہے کوئی شخص چوبیس گھنٹے کے مصارف کا حساب لکھے اور پھر غور کرے تو معلوم ہوگا کہ تین چوتھائی خرچ ناجائز ہے اور بمشکل سے ایک چوتھائی جائز ہے۔

تم دنیا بھر کا انتظام کرنا چاہتے ہو لیکن اپنے نظام ہستی سے بے خبر ہو۔ تم ہر شخص پر نکتہ چینی کرتے ہو لیکن کبھی اُس نامراد کا محاسبہ نہیں کرتے جو "میں" کہکر تمہارے اندر بولتا ہے۔ تم بچوں کی تربیت کے لئے بیتاب رہتے ہو لیکن کبھی اُس شریر و سرکش کی سرکوبی و سرزنش کا خیال بھی نہیں کرتے جسے نفس کہتے ہیں۔ نفس انسانی بالکل ایک بچے کیطرح ہے۔ اگر بچہ کی نگرانی نہ کیجائے اور اُسکی تربیت کا خیال چھوڑ دیا جائے تو وہ آوارہ اور آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر نفس کو اُسکے حال پر چھوڑ دیں تو گناہ کی پستیوں میں جا گرتا ہے اور وہ انسان جس کے تقدس کے سامنے فرشتے ہیچ ہیں حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے پس نفس کی تربیت نہایت ضروری ہے۔ اسے کبھی آرام نہ دو اسے کبھی خوش نہ ہونے دو۔ اسے کبھی چین سے نہ بیٹھنے دو۔ اگر تم نے اِس دشمن پر فتح پائی تو اپنے وقت کے سکندر ثابت ہوگے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ تم اِسے اور اپنے آپ کو ایک سمجھ رہے ہو۔ اِسے تکلیف دیکر خود تکلیف محسوس کرتے ہو لیکن یہ غلطی ہے

دین و دنیا چوتھے سال میں

والمنۃ للہ کہ دین و دنیا نے اپنی عمر کا ایک سال اور خیر و خوبی کے ساتھ ختم کرکے چوتھے سال میں قدم رکھا۔ اپریل سے اپریل تک یہ بارہ مہینے اپنے موسمی تغیرات اور ارضی و سماوی حالات کی بنا پر کارکنانِ دین و دنیا اور بالخصوص ایڈیٹر کیلئے نہایت ہمت آزما اور صبر طلب ثابت ہوئے لیکن "بے مروت وقت" نہ کسی کی تعزیت کے لئے کبھی ایک لمحہ ٹھہرتا ہے اور نہ تہنیت کے لئے دم بھر توقف کرتا ہے دنیا کسی رنگ میں ہو لیکن کیا مجال کہ صبح و شام کی آمد میں کوئی تغیر واقع ہو۔ ایسی حالت میں کہ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار ند دل کو غیرت آتی ہے اور حالات کیسا ہی بے دست و پا کیوں نہ کریں لیکن "تو بغفلت نخوری" پر عمل کرنا ہی پڑتا ہے۔ چنانچہ مشکلات و مصائب کے باوجود جہاں تک ہم سے ہوسکا ناظرین دین و دنیا کی خدمت گزاری کے لئے دست بقلم اور نظر بکتاب رہے۔

ہم ناظرین دین و دنیا کی قدر افزائی کے نہایت شکر گزار ہیں جنہوں نے ہماری ناچیز خدمات کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور ہماری ناکام کوششوں کو "سعی مشکور" بنا دیا۔ چنانچہ ہم اب کے سال گزشتہ پر تبصرہ کرنے کی بجائے ناظرین کے صدہا تحسین آمیز اور آفرین خیز خطوط میں سے چند نامہ ہائے کرم کا اقتباس ذیل میں درج کرتے ہیں

جناب مخدومی تسلیم۔ اگر "دین و دنیا" کے حسن و جمال کی تشریح و تفسیر مجھ سے پوچھی جاتی ہے تو میں کہونگا کہ اُس کے کمال حسن کی ایک حد مقرر کر دیتا ہے اور اُس کے قیمتی خیالات جنکو وہ ہر ماہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اُن کے حسن و جمال کو کم کر دیتا ہے۔

رسالہ دین و دنیا ہر ماہ دین داری دنیا داری دونوں اپنے مخصوص انداز میں سکھلاتا ہے۔ بچے بوڑھے جوان اور صنف نازک ان سب کے لئے زبردست ہادی ہے اور ادیب بھی۔ اخلاق و معاشرت و اقتصادات کا علم بردار۔

یوں تو ہر مضمون اچھا ہوتا ہے مگر تفسیر قرآن کا سلسلہ اور شرح مثنوی و گلستاں و دیوان حافظ قابل قدر ہیں۔ اور ہر ماہ ایک قصہ جو درستیِ اخلاق کے لئے شایع ہوتا ہے مجھے بہت پسند ہے۔ اور کم سرمایہ والوں کے لئے وسائل معاش کا سلسلہ جو فی زمانہ مسلمانوں کے لئے ایک بڑی قومی خدمت کا ادا کرتا ہے۔

(سید محمد بدیع الزماں خاں۔ حیدر آباد)

رسالہ دین و دنیا ماہ دسمبر و ماہ جنوری آپ کے سوالات دیکھے اسکا جواب اختصار کے طور پر ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) رسالہ دین و دنیا سے پہلا فائدہ یہ ہوا کہ میں نماز کا پابند ہو گیا ہوں۔ دوسرا فائدہ یہ کہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے۔ تیسرا فائدہ یہ کہ تاجر رہنے کی وجہ سے تجارت میں زیادہ مشقت اور کفایت شعاری کا خیال پیدا ہوا۔ (۲) مندرجۂ ذیل مضامین نہایت دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔

تفسیر قرآن مجید۔ سوالات و جوابات۔ صنف نازک۔ انشائے لطیف اور قصے۔

(احمد۔ از بلگام)

سوال اول کے جواب میں صرف اتنا عرض کر دینا میری خیال میں کافی ہوگا۔ کہ جب سے ہم رسالہ ہذا کے خریدار ہوئے۔ ہماری معلومات وسیع ہوئے۔ کئی امراض کے مجرّب و تیر بہدف نسخہ جات کا گھر بیٹھے پتہ لگ گیا۔ اُردو زباندانی و انشاء پردازی میں ترقی ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ سوال دوم کے جواب میں یہ عرض ہے کہ یوں تو بحیثیت مجموعی رسالہ میں جو جو مضامین درج ہوتے چلے آئے ہیں قابل تعریف ہیں مگر مجھے ذیل کے زیادہ پسند ہیں۔

(۱) تفسیر قرآن مجید (۲) شرح مثنوی مولانا روم (۳) شرح دیوان حافظ (۴) شرح گلستاں (۵) حمد و نعت (۶) سوال و جواب (۷) عبرت انگیز قصص و مفید نتیجہ خیز کہانیاں مثلاً "امرا کی دوستی" درج رسالہ ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء وغیرہ وغیرہ

(نیازمند۔ سائیں۔ نذر چشتی کلیامی)

سخت بے انصافی ہوگی کہ اگر جناب کی جرأت۔ ہمت۔ استقلال کی داد نہ دی جائے۔ کیونکہ آپ نے صرف یہی نہیں کیا کہ اس قلیل معاوضہ میں رسالہ کا اجراء فرما کر ایثار کا ثبوت دیا ہو۔ بلکہ اُسکو ہر دلعزیز اور کار آمد بنانے میں جس محنت و جانفشانی سے کام لیا ہے اُسے کچھ وہی حضرات خوب جانتے ہیں جو اس کے خریدار ہیں یا جنہوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں نہ داخل ہوگا کہ موجودہ زمانہ میں اس سے اچھا۔ اس سے سستا اور وقت پر شایع ہونیوالا دوسرا رسالہ نہ ہوگا۔

(سید احمد علی از کانپور)

میری رائے میں۔ "دین و دنیا" جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے میں اپنی تین سال کے لگاتار اور پُر شوق مطالعہ کے تجربہ سے یہ کہنے کے واسطے مجبور ہوں کہ واقعی اس بے نظیر رسالے میں دین و دنیا دونوں کی فلاح و بہبود کا خاصہ سامان موجود ہے یوں تو ہندوستان میں بہت سے رسالے نکلے اور نکل رہے ہیں۔ لیکن۔ دین و دنیا۔ کے مضامین مطالعہ کے وقت جو اثر دل پر ڈالتے ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ میرے خاندان کی تمام مستورات اس پرچہ کی مداح ہیں اور جو ترقی اُنہوں نے اس سے کی وہ صرف تعجب انگیز ہی نہیں بلکہ حیرت میں ڈالدینے والی ہے مجھکو خود بھی اخلاقی اور مذہبی ترقی حاصل ہوئی۔

(راقم نیاز ابوالحسن خاں از شاہجہانپور)

مکرمی جناب منیجر صاحب السلام علیکم۔ سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) دین و دنیا نے حسیات اور جذبات کو برانگیختہ، اس کے ادبی و تاریخی مضامین نے دائرہ معلومات کو وسیع کرکے اور اخلاقی تحریروں نے دل و دماغ پر گہرا اثر ڈالکر مجھے معتد بہ فائدہ پہونچایا ہے۔ (۲) رسالہ یوں تو گلہائے مضامین بوقلمون کا گلدستہ ہے لیکن میں جن پھولوں کی نکہت اور نشہ طیب سے اپنے دماغ کو تازگی پہنچاتا ہوں اور جو باعثِ سرور روحانی ہے وہ زیادہ تر قرآن پاک کی تفسیر، مثنوی مولانا روم، دیوان حافظ اور گلستاں کے شروح، اور علامہ ابو الفضل و دیگر اہل قلم کے مخصوص مضامین ہیں جو انشائے لطیف کے دل آویز عنوان کے تحت میں

شایع ہوتے رہے ہیں۔ (محمد کشف اللہ خاں)

جواب (۱) پہلے پہل میرے مذہبی خیالات کچھ اور تھے۔ مگر جب سے میں رسالہ دین و دنیا کا خریدار ہوا ہوں۔ وہ خیال میرے دل سے محو ہوگئے ہیں۔ اور مذہبی طاقت مجھ میں پیدا ہوگئی ہے۔ میرے علم کو بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے۔ غرضکہ بہت سے فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

جواب (۲) رسالہ دین و دنیا میں زیادہ سے زیادہ اچھے مضمون شایع ہوتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی ایسا مضمون نہیں ہے کہ میں اس کو پسند نہ کرتا ہوں۔ رسالہ کا ہر ایک مضمون اس کے لئے زینت ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کے لئے فائدہ مند ہے۔ میں نہیں جانتا کہ رسالہ کے کس مضمون کو دوسرے پر ترجیح دوں۔ ایک سے ایک زیادہ دلچسپ اور دلپسند ہے۔ (گلزار احمد خاں گلزار شکرگڑھی)

(۱) میں جب سے اس رسالہ کا خریدار ہوا ہوں میری علمی قابلیت دور اندیشی اور پابندیٔ شریعت پہلے سے بدرجہا اچھی ہے۔ (۲) مجھے اس رسالہ سے ہرچہار تشریحات قرآن مجید وغیرہ۔ مضامین اور آخری دلچسپ قصہ زیادہ عزیز ہیں اگرچہ باقی مضامین بھی اچھے ہی ہوتے ہیں۔ (محمد فاضل نکی جیٹھ تحصیل حافظ آباد)

مجھے آپ کے بیش بہا "رسالہ دین و دنیا" کا خریدار بنے ہوئے تقریباً دو ماہ گزرگئے اس قلیل مدت میں میں اس رسالے سے بہت کچھ مستفید ہوا ہوں۔ اس کے مضامین ایسے دلچسپ پسندیدہ اور سبق آموز ہیں کہ دل چاہتا ہے بار بار پڑھوں۔ مضامین کے لحاظ سے میں پہلا درجہ اُن اوراق کو دونگا جن میں مثنوی مولانا روم و شرح گلستاں وغیرہ وغیرہ درج ہوتی ہیں۔ بہرکیف دین و دنیا دونوں کے لئے رسالہ ازحد مفید اور کارآمد ہے۔ (سید امیرالدین میرمدرس ننديال)

(۱) وسائل معاش کی بدولت کئی پرچوں سے چند آسان ترکیبیں لیکر دو روپئے روزانہ کما لیتا ہوں۔ (۲) سب سے زیادہ پسند آخری قصہ۔ بہر معلومات۔ شرح مثنوی و دیوان حافظ استاد سے بہتر سبق دیتی ہیں۔ سوال و جواب نہایت اچھے ہیں۔ حمد و نعت سے مجھے بیحد دلچسپی ہے۔ اور یوں تو بلا مبالغہ واقعی ہر مضمون قابل تعریف ہوتا ہے۔ (مولوی محمد صالح نعمان نشتر)

(۱) یہ رسالہ دین و دنیا دونوں کی واقعی تعلیم دینے والا ہے۔ اس میں بعض ایسے ایسے قیمتی مضامین ہوتے ہیں۔ کہ شاذ و نادر ہی معمولی لیاقت کے آدمی کو دستیاب ہوسکیں۔ اخلاقی مضامین قابل تحسین ہیں۔ لیاقت بڑھتی ہے۔
(۲) مجھے تو اس رسالہ کے ہر مضمون سے دلچسپی ہے۔ (غلام دستگیر صادق)

تفسیر قرآن مجید۔ شرحات۔ وہ عبرت خیز اور سبق آموز قصص جن پر رسالہ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اُن کے جو مختلف عنوانات ہوتے ہیں اُن کے تحت میں لکھے جانے والے مضامین میں سے بعض بعض رسائل کی روح کے زیر عنوان بعض انتخابات۔ دراصل رسالہ ہذا بحیثیت مجموعی کل پسندیدہ ہے۔
(علی حسن خاں۔ مرزاپور)

مخدومی و مکرمی سید صاحب زاد مجدہٗ۔ تسلیم مزاج مبارک۔ جناب کا سوالیہ مضمون مندرجہ رسالہ دین و دنیا مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ء مخاطب بہ ناظرین دین و دنیا نظر سے گزرا۔ جواب سے خاموشی اختیار کرنا اخلاقی جرم خیال کرکے چند سطور ذیل پیش خدمت ہیں۔

(۱) خاکسار تقریباً دو تین ماہ سے رسالہ دین و دنیا کا خریدار ہے اس زمانہ میں ہر پرچہ کو اول سے آخر تک دیکھا گیا کسی مضمون کو ناگوار خاطر نہیں پایا بلکہ بغیر ختم کئے صبر کرنا ممکن ہوتا ہے (فائدہ) معلومات میں وسعت ہو رہی ہے۔

(۲) عبارات و الفاظ علم میں اضافہ کر رہے ہیں (خاص فائدہ) اسی پرچہ کے آخری مضمون۔ اُمرا کی دوستی نے خاص اثر پیدا کیا ایک روز کا قصہ بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ۳ دسمبر ۱۹۳۰ء کو اجمیر شریف اپنی ضرورت سے گیا اور ایک متمول مہربان صاحب سے ملنے کی ضرورت پیش آئی مگر وہاں جانے کے لئے ضرورت یہ ہوئی کہ مفلر سے گلا خالی ہے پہلے اس کو خرید کرو اور پھر جانا چاہیئے مفلر کی قیمت لکھی تھی فوراً آپ کے مضمون متذکرہ بالا نے برقی اثر پیدا کیا اور فضول خرچی کا مانع ہوکر مفلر کی خرید سے باز رکھا۔ اور بالکل سادہ طریقہ پر اُس در تک پہونچا دیا جہاں پہونچنا منظور تھا اور اب سادہ طریقہ پر رہنا اپنا مسلک اختیار کرلیا۔ یہ بالکل بلا مبالغہ واقعہ ہے

(۳) کسی خاص مضمون پر اپنی پسندیدگی اظہار نہیں کرسکتا کیونکہ رسالہ میں کوئی ایسا مضمون ہی نہیں پایا جاتا جو ناپسند ہو۔ ایک مضمون پر دوسرے مضمون کو فوقیت حاصل ہو۔

آپ کا رسالہ ہر مذہب و ملت کے لئے مفید ہے۔ قیمت کی ارزانی کافی ہے جو غالباً دوسرے پرچوں میں نہیں پائی جاتی۔

رسالہ میں کوئی مضمون اس قسم کا اب تک دیکھنے میں نہیں آیا جو کسی مذہب و ملت کو ناگوار یا مشتعل کرتا ہو۔ یہ بات عام پسندیدہ ہوسکتی ہے۔
(سید غلام حسین نجم رضوی گیگل ضلع اجمیر)

(۱) میں ابتدا سے خریدار ہوں۔ رسالہ دین و دنیا سے ہر قسم کے دینی و دنیاوی ہزار ہا فائدہ ہوئے ہیں۔

صوفیانہ۔ و صنعت و حرفت و قصہ جات اعلیٰ ہوتے ہیں اور مجھے نہایت پسند ہیں۔ (ایم امام الدین انجینئر میونسپل کمشنر)

(۱) میں ابتدا سے دین و دنیا کا خریدار ہوں۔ میری معلومات میں اسقدر اضافہ ہوا کہ سیکڑوں روپیہ کی کتابیں خرید کر اگر مطالعہ کرتا تو شاید اسقدر فوائد نہ حاصل کرسکتا۔

سوالات و جوابات کا صفحہ بہت مفید ہے۔ اکثر جوابات کا میں نے تجربہ کیا بالکل سچ پایا۔

تفسیر۔ دیوان حافظ۔ گلستاں۔ اور مثنوی شریف کا ترجمہ اتنا عمدہ اور عام فہم ہے کہ سبحان اللہ ہزاروں روپیہ خرچ کرنے سے یہ دولت ملتی جو دین و دنیا دے رہا ہے۔ جزاک اللہ ہر پرچہ میں جو قصہ درج ہوتا ہے

وہ نتیجہ کے لحاظ سے قابل صد ہزار تحسین و آفرین ہے ۔ الغرض دین و دنیا سے بہتر پرچہ کوئی نظر نہیں آتا۔ (محمد حمزہ خاں جذبی نظامی)

واقعی آپ کا رسالہ دین و دنیا اسم بامسمّٰی ہے ۔ یعنی منافع دین و دنیا پہونچانے میں لاجواب ہے ۔ تفسیر قرآن مجید و تشریحات مثنوی مولانا روم و دیوان حافظ و گلستاں و معلومات بہت پسند ہیں ۔

(ابو راشد مقبول احمد صاحب وارثی اسلام آبادی - برما)

(۱) میری علمی لیاقت اور دینی معلومات میں ترقی ہوئی جس سے اخلاق کی تہذیب ہوتی جاتی ہے ۔

تفسیر قرآن مجید شرح مثنوی مولنا روم - شرح دیوان حافظ اور شرح گلستاں - اور وہ عبرت انگیز و فصیح قصے جو رسالہ دین و دنیا کے اخیر میں شایع ہوا کرتے ہیں زیادہ پسند ہیں - (قلندر حسین مدرس مدرسہ سلامیہ دلور پوسٹ کملاپورم کڈپہ)

بندہ کو خریداری کئے کوئی زیادہ عرصہ تو نہیں ہوا - لیکن اس قلیل عرصہ میں جس قدر مستفید ہوا ہوں - رسالہ ہذا اور یہاں تک کہ رسالہ پہونچانے والے چٹھی رساں کا بھی از حد مشکور رہوں -

(راقم محمد شفیع خریدار المتخلص فانی گکھڑ مدرس مدرسہ گوجرانولہ)

رسالہ دین و دنیا تقریباً چھ سات ماہ سے مسلسل دیکھ رہا ہوں حقیقت میں دین و دنیاوی عنوانات پر جو مضامین شایع ہو رہے ہیں اُن سے قلب و دماغ لذت اندوز ہے اسکی خوبی کو کیا بیان کروں دل ہی جانتا ہے ۔

(محمد رضی الدین از شیخ پورہ ضلع مونگیر)

مجھے رسالہ دین و دنیا کے خریدار ہونے سے اور اس کا مطالعہ کرنے سے علمی ادبی اور اخلاقی فوائد پہونچے ۔ میری دینی معلومات وسیع ہوئیں - اور دنیوی علم میں اضافہ ہوا - اس رسالہ کے صوفیانہ مضامین ادب اور اخلاق آمیز تحریرات نے مجھے اس کا گرویدہ بنایا - میری نادانی کو اس سے کافی فائدہ پہونچا -

مجھے اس رسالہ کے خصوصاً وہ مضامین زیادہ پسند ہیں جو تعلیم نسواں تربیت اطفال اور حفظ صحت کے متعلق ہوتے ہیں - اس کے بعد اس رسالہ کے اخیر میں جو نصیحت آمیز کہانی درج ہوتی ہے - وہ بہت دلچسپی کا باعث ہوتی ہے -

(نذیر احمد قریشی - بی - او - ٹیچر - سی - ٹی - آئی - سیالکوٹ)

(۱) میں ایک چھوٹا سا حکیم بن گیا اور معلومات دینی اور دنیوی بھی حاصل ہوئیں -

(۲) مجھے حکمت - صنعت - وغیرہ کے مضامین پسند ہیں -

(محمد عبدالرشید خاں سب انسپکٹر پولیس تھانہ نانڈ گھاٹ ضلع داگ سی پی)

السلام علیکم - مکرمی بندہ جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ دین و دنیا -

تین سال سے رسالہ ہذا کا خریدار ہوں اور انشاءاللہ تا زیست اس کا خریدار رہونگا -

(۱) مجھے اس سے وہ فوائد حاصل ہوئے ہیں جو آجتک شاید ہی کسی رسالہ سے حاصل ہونگے جنکی تعریف میرے امکان سے باہر ہے -

(۲) رسالہ کے تمام مضامین قابل تعریف ہیں مگر خاص کر تفسیر قرآن مجید شرح مثنوی مولانا روم - دیوان حافظ - گلستان - ان مضامین کی تعریف انسان کیا بلکہ فرشتے بھی نہیں کر سکتے - اور شرح ایسے طریقہ سے کیجاتی ہے کہ کم علم بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے - اس میں دین و دنیا کی دونوں نعمتیں ملتی ہیں -

(مرزا عبدالرحمٰن صاحب بریاں)

مثنوی شریف اور گلستاں اور دیوان حافظ کے بعض ادق مضامین سے آگاہی ہوئی -

رسالہ سے اخلاقی سبق حاصل ہوتا ہے - معلومات میں اضافہ ہوتا ہے -

(بہتر حسین بینپوری)

نیازمند تاریخ اجرا سے رسالہ کا خریدار ہے وہ ضرور قابل قدر ہے - نیز سوال وجواب کا جو سلسلہ قایم کیا گیا ہے وہ صد ہا قسم کے فوائد پر مبنی ہے واقعی ہندوستان میں آجتک ایسا رسالہ جو بلحاظ قیمت ارزاں و بلحاظ علم و ادب و دین کی رہنمائی کرنیوالا ہو شایع نہیں ہوا - ضرورت ہے کہ برادران ملک و ملت اس کی طرف ضرور اپنی خاص توجہ مبذول کرا کر اس گوہر بے بہا کو حاصل کرنیکی کوشش کریں گے - (محمد فیاض الدین آگرہ)

شروع میں میری ایک سہیلی نے آپ کا رسالہ دکھایا - رسالہ دیکھکر حیرت میں رہ گئی - ایسا بہترین رسالہ اور چندہ عا خدا کا شکر ہے کہ دو سال سے رسالہ کی خریدار ہوں - رسالہ کے مطالعہ سے جو جو فوائد مجھکو پہونچے اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے - چند باتیں لکھتی ہوں - اپنی چند برادری کی تمام بیہودہ رسموں کو بند کرانے میں کامیاب ہوئی - اپنی قابلیت میں زمین و آسمان کا فرق پاتی ہوں - نماز پابندی سے پڑھتی ہوں - میں کبھی روزے نہیں رکھتی تھی - پچھلے سال ۱۹ روزے رکھے اس سال خدا کو منظور ہے تو پورے روزے رکھونگی -

(زبیدہ خاتون - نجیب آباد)

ہم ان ہمت افزائیوں پر جناب الٰہی میں سربسجود ہو کر عرض کرتے ہیں کہ ؎

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ۔ ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے ۔ جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

چوتھے سال سے رسالہ میں جو مفید اضافہ کیا گیا ہے وہ اہل اوراق سے ظاہر ہے اور امید ہے کہ ناظرین کی نگاہ میں مطبوع ثابت ہوگا - اب ہم خدائے برتر و بالا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ دین و دنیا اور اس کے ناظرین کے لئے یہ نیا سال برکتوں سے بھر دے اور ہم سب کو اپنی طاعت اور خدمت دین و ملت کی توفیق عطا فرمائے - آمین -



ماہِ صیام

(از جناب منشی عبد الحمید صاحب شملوی)

بعض ناداں لوگ خیال کرتے ہیں کہ محض خداوند تعالے کے مختلف اسمار کو بار بار زبان سے دہرا لینے یا مساجد میں محض نماز ادا کر لینے یا محض رسمی طریقہ سے خدا کی یاد کر لینے کا نام عبادت ہے۔ لیکن جن لوگوں نے فطرت انسانی پر نظر ڈالی اور اس آسمان و زمین پر تدبر و تفکر کیا، ان کا یقین یہ نہیں ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عالم روحانیت اور مادیت سے مرکب ہے۔ اور حصول و تکمیل روحانیت کا ذریعہ اس عالم میں یہی ہے کہ مادیت کو روحانیت کا مغلوب بنا دیا جائے، اور مادی اشیار اور مادی وسائل سے اسطرح کام لیا جائے کہ وہ روحانیت کے مخالف اور معاندنہ واقع ہوں بلکہ روحانیت میں ممد و معاون ہوں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں ضرورت ہے کہ مادی وسائل سے کام لینے کی اصل محرک ہمیشہ روحانیت بھی رہے، جب انسان کے قوائے ملکیہ اسکی شیطانی و بہیمی قوتوں پر غالب اور انسانی اعضاء جوارح قوائے ملکیہ کے اشارے پر کام کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور انھیں ملکی قوتوں کے احکام بجالانے میں تکلیف لاحق نہیں ہوتی۔ اس وقت انسان اخلاق حسنہ کے زیور سے مزین ہوکر تزکیہ و تصفیہ باطن کے مرتبہ اعلیٰ پر فائز ہو جاتا ہے۔ قد افلح من تزکیٰ

اگر انسان مادی وسائل اور اپنے اعضاء جوارح کو بیکار و معطل رکھے اور ان سے کام نہ لے، تو وہ نہ تو بنی نوع انسان کے واسطے مفید ہو سکتا ہے۔ اور نہ اپنی ذات کے لیے۔ اسی لئے اسلام نے جو دین الفطرۃ ہے رہبانیت سے منع فرمایا لیکن یہ امر بھی ذہن نشین کر لینے کے قابل ہے کہ اگر انسان ہر وقت اور ہر گھڑی دنیاوی عیش و عشرت میں منہمک رہے اور اپنے اعضاء جوارح کو لذت و انبساط میں مصروف رکھے تو اُس کے قلب پر غفلت کا ایسا پردہ پڑھ جاتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کے حقوق سے بھی لاپروا ہو کر اخلاق ذمیمہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور حیوانوں سے بھی بدتر نظر آنے لگتا ہے اور کالانعام بل ھُم اضل کا مصداق قرار پاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام نے انسان کو اُس کے فرائض انسانیت سے کماحقہ باخبر رکھنے کے لئے اسپر مالی و جسمانی قربانیاں فرض کی ہیں تاکہ تقویٰ و تکمیل اخلاق و تزکیہ باطن کا نصب العین ہر وقت اُس کے پیش نظر رہے۔ تمام ادیان و مذاہب نے اپنے متبعین کے لئے کسی نہ کسی قسم کی قربانی ضرور قرار دی ہے لیکن ان کی اور اسلام کی ہدایات کا مقابلہ کرنے سے یہ امر بخوبی منکشف ہو جاتا ہے کہ اسلام کی ہدایات کس قدر کامل اور فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ سال بھر تک انواع و اقسام کے لذیذ کھانے انسانی دہن کو متلذذ بنائے رکھتے ہیں۔ اور اس کو اختیار ہوتا ہے کسی قسم کی پاک اور طیب چیزوں سے جسطرح اور جس وقت چاہے مستفید اور محظوظ ہو۔ لیکن اپنے بیشمار مفلس و محتاج بھائیوں کی احتیاج کا احساس نہ صرف تکمیل اخلاق و روحانیت کی غرض سے بلکہ تمدن و معاشرت کی شیرازہ بندی کے لحاظ سے بھی اُس کے دلمیں پیدا ہونا لازمی ہے ورنہ اس کا دل رحم و ہمدردی کے اعلیٰ انسانی جذبات سے محروم رہ جائیگا۔ پس سال کے بارہ مہینوں میں سے یہ ایک ماہ ایثار اور قربانی کے لئے قرار دیا گیا تاکہ انسان بھوک پیاس کی جسمانی تکالیف سے آشنا ہو اور اسکو محسوس ہو کہ اس کے وہ بھائی جو نان شبینہ کو محتاج ہیں ان پر کیا گزرتی ہے۔ وہ اپنی زندگی کے دن کس طرح کاٹتے ہیں۔ ظاہر بیں آنکھیں روزہ یا صوم میں محض جسمانی تکلیف کا منظر دیکھتی ہیں۔ لیکن چشم بصیرت رکھنے والے اسمیں وہ روحانی تعلیم مخفی دیکھتے ہیں جو صدہا معلمین اخلاق اور ہزارہا کتب حکمت سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ انسان زبان سے خواہ کچھ ہی کہتا رہے لیکن جبتک واقعی اسپر مصیبت نہیں پڑتی وہ مصیبت کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔ تکلیف و مصیبت انسانی اخلاق کی اصلاح و تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے۔ مصیبت میں جن دلی جوش سے خدا یاد آتا ہے، عیش و عشرت کی گھڑی میں کبھی یاد نہیں آتا۔

عیش و عشرت میں خدا کی یاد، اور مصیبت میں خدا کا یاد کرنا، ہر دو صورتوں میں مختلف لذتیں ہیں۔ اسلام نے دونوں لذتوں سے اپنے متبعین کو لقدر مناسب مستفید محظوظ ہونے کے مواقع بہم پہونچائے ہیں اس لئے ارشاد ہوا

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جسطرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔ روزہ کے گنتی کے چند ہیں۔

اس آیت شریفہ کے بعد ہی سنایا گیا ہے کہ یہ روزے رمضان میں رکھنے ضروری ہیں۔ کیونکہ اس میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ اور بعض ضروری امور بتانے کے بعد ارشاد کیا گیا ہے کہ "خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی کرنی نہیں چاہتا اور روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں کہ تم شکر کرو۔"

تقویٰ اور شکریہ، دو لفظ ایسے بلیغ اور پر معنی ہیں کہ ان کی تشریح و تفسیر کے لئے ایک جدا مضمون کی حاجت ہے لیکن اس موقع پر اس قدر سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالے کی تمام نعمتوں کو اُسکی مرضی کے مطابق صرف کرنے اور تمام قوائے روحانی و جسمانی کو اسکی تعمیل میں مشغول کر دینے کا نام شکر ہے اور اسی سے انسان کے دلمیں خداوند کریم کی نعمتوں کی قدر پیدا ہوتی ہے جو عالم روحانی میں ایک اجر عظیم کا باعث ہے اور عالم انسانی میں انسان کی ہیئت اجتماعی و شیرازۂ تمدن کو انتشار سے محفوظ رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ انسان کی تمام ضروریات زندگی میں پانی اور غذا دو سب سے ضروری اور اہم چیزیں ہیں۔ اس میں اپنے بھائیوں کی خاطر قربانی اور ایثار کرنا اس حد تک کہ خود انسان کی صحت جسمانی کے لئے بھی مفید ہو اور اس کے جسم کو ردی اخلاط و مواد سے پاک کرنے کا ذریعہ ہو ایک بڑی نیکی ہے۔

بہر حال گناہوں کا کفارہ صوم کو قرار دیا گیا ہے تاکہ جسمانی تکالیف برداشت کرنے سے آئندہ ارتکاب معاصی کی جرأت نہ ہو، اور انسان میں نعمائے الٰہی کی حقیقی قدر شناسی کی روح پیدا ہوجاوے۔

تمام ممالک اسلامیہ میں اس ماہ مبارک کا نہایت جوش کے ساتھ خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ و قرون اولیٰ سے آجتک مسلمانوں کا شعار رہا ہے کہ اس ماہ مبارک کے احترام میں کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہے۔ اس ماہِ مبارک کے انتظار میں، مومنین مخلصین کے قلوب بیقرار و مضطرب رہتے ہیں۔ کہ اسی ماہ میں وہ مبارک رات ہے جسے "لیلۃ القدر" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور جسکی فضیلت ہزار مہینوں کی عبادت سے زائد ہے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہونا چاہیئے کہ مبارک و محترم مہینہ اپنے خدائے عزوجل کی یاد میں گزارے لہو لعب سے پاک و صاف رہ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ پس ہم علمائے کرام و صوفیائے عظام سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے قلوب میں اس ماہ مبارک کا احترام کا جوش زندہ رکھنے کی سعی فرمائیں۔ اور مسلمانوں سے التماس ہے کہ اس فرض دینی کی بجا آوری میں پوری سرگرمی سے فرمان الٰہی اور اپنے رسول کریم صلعم کے احکام کی تعمیل کریں اور اس ماہ مبارک کو اپنے گناہوں اور معافی کا کفارہ بنائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

بہترین زبان عربی ہے

(جناب ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی گورکھپور)

مدعائے دلی کا اظہار زبان سے ہوتا ہے۔ ہر شخص ایک نہ ایک زبان رکھتا ہے جو اُس کے بطون کی ترجمانی کرتی ہے۔ ماں زبان کی معلم اول ہوتی ہے اس لئے ہر ایک اپنی زبان مادری سے ایک خاص مناسبت رکھتا ہے۔ اور اُسی زبان پر اُسے پورا قابو بھی رہتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ زبان مادری سے زائد زبان اکتسابی میں مہارت حاصل ہوسکتی ہے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ پانچ چھ برس کی عمر تک جو زبان سیکھ لی جاتی ہے اُسکا مقابلہ وہ زبان نہیں کرسکتی جسے تمام عمر تعلیم یا صحبت سے انسان سیکھتا رہتا ہے۔ ہر شخص کیلئے وہی زبان آسان ہے جو ماں یا دایہ کے ذریعہ سے وہ حاصل کرتا ہے! ایک زبان کو دوسری زبان پر فوق دینا مشکل ہے۔ ہر شخص کے لئے جب صرف اُسکی زبان مادری بہترین زبان ٹھہری تو پھر ایک زبان کو دوسری زبان پر ترجیح کہاں رہی؟۔

کلیات میں مستثنیات بھی ہوتے ہیں۔ گو ہر ملک کی زبان اُس مُلک کے باشندوں کے لئے بہترین زبان ہے۔ لیکن زبان عربی اپنے خصوصیات کی وجہ سے مستثنیات میں شمار کئے جانے کے لائق ہے۔ یہ زبان نمونہ قدرت الٰہی ہے۔ اور اپنی خوبیوں میں اعجاز کلام تک پہونچی ہوئی ہے۔ مثلاً:۔

(۱) وسعت زبان۔ ایک مادّہ سے سیکڑوں الفاظ عربی میں نکلتے ہیں اور سب کے معنی جدا جدا ہوتے ہیں۔ لیکن مناسبت لفظی کے ساتھ اس سے بہت ہی سہولیت اکتساب زبان نہیں ہوتی ہے۔ قوت حافظہ کو تکلیف نہیں پہونچتی اور ذہن سے الفاظ بنتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ گویا سکے ہیں کہ ٹکسال سے ڈھلتے اور نکلتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ سماعت سے زیادہ قیاس کو زبان عربی میں دخل ہے۔ اور یہی وجہ اس کے حیرت انگیز وسعت کی ہے۔

(۲) قواعد یعنی صرف و نحو۔ جسے انگریزی میں گرامر کہتے ہیں۔ جیپور شہر کی نسبت مشہور ہے کہ پہلے شہر پورا تیار کر لیا گیا۔ اُس کے بعد باشندوں کو اس میں سکونت کی اجازت ملی۔ اسی طرح یہ بھی مشہور ہے کہ سنسکرت زبانِ رائج الوقت سے تراش و خراش کرکے پہلے بنائی گئی پھر درباریوں اور اُمرا کی وہ زبان قرار پائی۔ اور اسی لئے اس کے صرف و نحو کے قواعد بدرجہ اتم مکمل ہیں۔ مستثنیات کو بہت کم یا بالکل ہی دخل نہیں ہے۔ مورخین خیال کرتے ہیں کہ سنسکرت کبھی ملکی بول چال میں نہیں آئی۔ صرف پنڈتوں اور اُمرا کی زبان رہی۔ لیکن یہ عجائبات عالم سے ہے کہ اونٹ اور بکری چرانیوالے عربوں کی زبان کو جب صرفیوں اور نحویوں نے قواعد و ضوابط کی کسوٹی پر کسا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا پہلے فطرت نے قواعد و ضوابط کے سانچے بنائے اور پھر اس میں زبان عربی کے الفاظ ڈھالے۔ نحویوں اور صرفیوں کی دماغی قابلیت کو بھی اسمیں بڑا دخل ہے۔ لیکن انکی مثال نیاریوں کی سی ہے جو خاک دھو کر اور چھانکر سونے کے ذرے نکالتے ہیں۔ مثل سنسکرت کے عرب کے نحویوں اور صرفیوں کے متعلق سونے کے ذروں کے پیدا کرنے کی خدمت نہ تھی اور اس لئے بے تکلف کہا جاتا ہے کہ عربی زبان کے ساتھ ایک خاص فیضان الٰہی شامل تھا جسکے ذریعہ سے خانہ بدوش بدوی بھی ایسی باقاعدہ زبان بولتے تھے جو قواعد کے سانچوں میں ڈھلنے کے بعد جڑاؤ زیوروں کی طرح عجمیوں کی آنکھیں خیرہ کرنے لگے اور انہیں ماننا پڑا کہ زبان عربی عجائب روزگار میں شمار کئے جانے کے لائق ہے۔

(۳) اختصار۔ اظہار مدعا میں طوالت عیب ہے اور اختصار خوبی ہے۔ عربی زبان میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہے۔ صرف اور نحو دونوں میں یہ خوبیاں ہیں۔ صرف میں تو حرفوں کے اضافہ اور حرکتوں کے ردوبدل سے وہ کام نکلتا ہے جو دوسری زبان میں لفظوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً فلس بمعنی پیسہ۔ اور مُفلس وہ جس کے پاس پیسہ نہ ہو۔ قتل بمعنے مارا قتیل بمعنے مارا گیا۔ نحو میں تو جملے اختصار میں اور بھی اعجاز کلام دکھاتے ہیں۔ مثلاً۔ الکلمۃ لفظ وضع بمعنی کا ترجمہ ہوا ہر ایک کلمہ ایک لفظ ہے جو ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ عربی میں صرف ۱۷ حروف ہیں اور ترجمہ میں ۴۲ حروف۔

غرضکہ عرب کے جاہلوں کو اپنی زبان کے فصاحت و بلاغت اور اختصار پر

نازتہا۔ اُن کے پاس کچھ نہ تہا لیکن وہ یہ سمجھتے تھے کہ قوت ناطقہ ان کے سوا کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے وہ تمام دیگر ملکوں کے باشندوں کو عجم یعنے کند زبان کہتے تھے۔ شمال کے عیسائی باشندوں کو مسلمان ہونے پر عربوں نے بہ لحاظ اُن کے رنگ کے اصفر یعنی زرد رو خطاب دیا اور عجم کا لفظ ایرانیوں کے لئے مختص رہ گیا ورنہ زمانہ جاہلیت میں عرب تمام غیر ملک والوں کو عجمی یا عجم کہتے تھے۔

(۴) عرب عموماً شاعر ہوتے تھے۔ اور غالباً وہ حصہ عرب جسکی زبان دیگر زبانوں سے مخلوط ہو کر اسوقت خراب نہیں ہوتی ہے۔ اب بھی شاعروں سے معمور ہوگا۔ زبان کی وسعت شاعری کے پھیلنے کا سبب ہوئی۔ الفاظ کی کثرت ہو تو ردیف اور قافیہ کی قید باعث زحمت نہیں ہوتی۔ عربی میں الفاظ کی کثرت ہے۔ اور اس لئے زبان عربی میں شاعری بہت آسان ہے۔

(۵) عربوں کا لہجہ گفتگو اور اُن کے الفاظ وزنی ہوتے ہیں۔ اور ہر حرف تہجی کے لئے مخارج مقرر ہیں۔ جو لب سے حلق تک مختلف درجوں میں منقسم ہیں۔ یعنی گفتگو کرنے میں اُن کے مُنہ کے مختلف حصوں سے آواز نکلتی ہے۔ وہ مختلف حصے گویا موسیقی کے پردے ہیں۔ کوئی شخص عربی لہجہ میں قرآن خوش الحانی سے پڑھے تو اہل بصیرت کے نزدیک بہت خوشگوار آواز ہوگی۔ میں نے عیسائیوں کے کلیسا میں مزامیر کے ساتھ مناجات سنے ہیں۔ اور رام لیلا میں مزامیر کے ساتھ رامائن بھی سُنی ہے۔ سنسکرت اور بھاشا کے بھجن بھی بارہا کھنجریوں پر گاتے ہوئے سادھوؤں سے سُنے ہیں اور عربی اور مصری لہجے میں تلاوت قرآن بھی سنی ہے۔ میں نے آخر الذکر کو ان سب میں بہتر پایا ممکن ہے کہ میری رائے طرفدارانہ ہو۔ ناظرین اس مضمون کو نصب العین رکھ کر ان مفصلہ بالا مقامات پر جائیں اور خود فیصلہ کریں۔ عربی میں "شعر پڑھنا" کوئی نہیں کہتا ہے۔ بلکہ شعر گانا بولتے ہیں۔ شعر پڑھنے کے لئے لفظ انشاد ہے۔ اس کے معنی ہیں خوش الحانی سے شعر پڑھنا۔ ہندوستان میں تحت لفظ پڑھنا اور سوزخوانی کرنا یہ دو الفاظ علاوہ گانے کے اشعار کو بہ خوش اسلوبی پڑھنے کے لئے بولے جاتے ہیں۔ لیکن عربوں کا طریقہ سب پر بالا ہے۔ مزامیر کی احتیاج نہیں نہ موسیقی کے پردوں کی ضرورت ہوتی ہے عربی زبان کے قواعد میں مخارج حروف کا ذکر بھی ایک انوکھی شے ہے۔ میں زمانہ طالب العلمی میں اسے فضول سمجھتا تہا۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا کہ مخارج حروف کا جاننا اُن عربی پڑھنے والوں کو جو غیر ملک کے ہوں۔ از بس ضروری ہے۔ میں نے ایکمرتبہ ایک بنگالی سے گفتگو کرتے ہوئے خیال کیا کہ اُس نے بجائے "پانی پیو گے" کے جل کھاؤ گے؟ کہا۔ لیکن اس طرح کہ مُنہ کا دہانہ گول کرکے کل الفاظ مُنہ سے ایک ساتھ اُس نے باہر نکالدئے۔ تو الفاظ کی حالت یہ ہوئی "جُول کھوبو"۔ چونکہ سب لفظوں کے ابتدا میں دہانہ گول رہا زبان کو حرکت نہوئی اور نہ لب سے لب ملنے پائے اور پورا جملہ ادا ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ بنگلہ زبان کے لئے مخارج حروف بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر عربی زبان کوئی بنگالی پڑھنا چاہئے تو اُستاد پر لازم ہے پہلے شاگرد کو یہ بتائے کہ زبان عربی کا کون حرف مُنہ کے کس حصہ سے ادا ہوتا ہے۔ اُسکو یوں بھی سمجھا سکتے ہیں کہ دریائی جانور اور پرند اپنی غذا نگل جاتے ہیں۔ اور انسان اور بہائم دانتوں سے غذا کو چبا کر اور تمام مُنہ کے اجزا سے کام لیکر غذا کو شکم تک پہونچاتے ہیں۔ اُسی طرح مرطوب یا کمزور آب و ہوا کے آدمیوں کی آواز نرم اور تلفظ آسان ہوتا ہے اور خلاف آب و ہوا کے رہنے والے آواز سخت اور تلفظ ثقیل رکھتے ہیں۔

(۶) عربی نہایت فصیح زبان ہے۔ فصاحت و بلاغت کی ایک جدا بحث عربی قواعد میں ہے۔ بلاغت معنے سے تعلق رکھتی ہے اور فصاحت لفظوں سے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی عربوں کو فصاحت و بلاغت پر ناز تہا۔ تہذیب پہلے پر اسمیں بالکل ترقی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ یہاں پر بلاغت کا ذکر چنداں ضروری نہیں ہے۔ صرف فصاحت کی تشریح کیجاتی ہے۔ عرب کو بہ اعتبار آب و ہوا کے بہت سخت تلفظ اور سخت آواز رکھنا چاہئے تہا۔ جیسے کہ افغانستان کی پشتو یا پنجابیوں کی ہندی یا پوربیا اور بالخصوص جونپی اور ایشیا کی زبانیں ہیں۔ مگر سختی اور کرختگی مخارج کے ساتھ عربوں کی زبان سے کلام ایسے نرم نکلتے تھے اور اب بھی نکلتے ہیں جس طرح قاریوں گل ہوتے ہیں۔ اسی کا نام فصاحت ہے یعنی ایسے حروف سے الفاظ کو مرکب کرنا کہ سننے والوں کو گراں نہ معلوم ہوں۔ یہ بھی ایک ثبوت اس کا ہے کہ فیضان الٰہی خاص طور پر اس زبان کے شامل حال ہے۔ مسلمانوں کا قول ہے کہ جنت کی زبان عربی ہوگی میں اسپر کچھ رائے زنی نہیں کرتا لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ عربوں نے تمام اقطار عالم کی فتح اور سیر کرنے اور تمام زبانوں سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد اور باوجود اُس بے تعصبی کے جس میں وہ اپنے زمانہ عروج میں آپ اپنی نظیر تھے اور باوجود اس آزادی خیالی کے جس کی بدولت اُنہوں نے اپنی مفتوح قوموں کے کسی اچھے عمل یا اچھی بات کے اخذ کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ یہانتک کہ وطن چھوڑ کر بغداد میں جو ایران کا ایک حصہ تہا اور پہلوی زبان یا دری فارسی تہی اپنا دارالحکومت قایم کیا۔ اور خود کو بجائے عرب کے عجمی قرار دیا۔ لیکن زبان کے متعلق ان کا یہی خیال رہا کہ زبان عربی بہترین زبان ہے۔ اور جنت میں جو بہترین جگہ ہے اس بہترین زبان کے سوا دوسری زبان مستعمل نہ ہوگی۔



صبر

(ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

صبر جہانتک اُسے ذاتیات سے تعلق ہے - بیشک بہترین ذریعۂ آسائش ہے لیکن جب اُسے قوم سے تعلق ہو تو ہر وقت وہ مناسب نہیں ہے - ان دونوں باتوں کے لئے آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے - آنحضرت نے جبتک اُن کی ذات کو تعلق تھا صبر کا اچھے سے اچھا نمونہ دکھایا - اور جب وہ وقت آیا کہ اہل مدینہ پر صبر کا اثر پڑتا تو آنحضرت نے صبر کو نظر انداز کیا - ملکی معاملات میں صبر سے کام نہ لینا شانِ ملک داری تھی اور اسی صبر شکنی نے رسول اللہ کو نبی کے ساتھ بادشاہ بھی بنایا - اور پھر جانشینانِ رسول سے بھی مذہبی اور ملکی خدمتیں ایک ساتھ متعلق رہیں - اور اب تک کم و بیش یہ تعلق قایم ہے - آنحضرت سے قبل بھی یہ خدمتیں اور رتبوں کے متعلق تھیں - لیکن موقع اور حالات کے مطابق کبھی الگ الگ تھیں اور کبھی یکجا تھیں - حضرت داؤد و سلیمان کے متعلق یہ دونوں خدمتیں ساتھ تھیں - یہ پیشوائے دین بھی تھے اور پیشوائے دنیا بھی تھے - نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے - بہت سے پیغمبر ایسے قرآن میں مذکور ہیں جن کے تعلقات جہانداری سے وابستہ نہیں معلوم ہوتے - یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور آنحضرت محمد صلعم کے علاوہ اور کون کون انبیا بادشاہ وقت ہوئے ہیں - لیکن قیاس چاہتا ہے کہ بہت سے انبیا دونوں کام کرنیوالے اطراف عالم میں گزرے ہونگے - انتظام عالم مقتضی ہے کہ ایسا ضرور ہوا ہوگا -

صبر کو جہانتک ذاتیات سے تعلق ہے اخلاق کے متعلق اُسی کا ذکر ضرور ہے - یہی وہ شے ہے جو ہر انسان کو آسائش میں رکھ سکتی ہے - تکالیف دنیا سے بچنے کا صرف یہی ایک علاج ہے - انجیل میں ہے کہ اگر مارنے ایک رخسار پر کوئی تھپیڑ مارے تو تم دوسرا رخسار بھی اُسکی طرف کر دو - بہترین صورت آسائش کی یہی ہے - اگر مارنے والے نے اسپر عمل کیا تو جھگڑا ختم ہو اور مارنیوالا اپنی حرکت پر ضرور پشیمان ہوگا - لیکن صبر سے کام لیا گیا تو یہ چشمۂ فساد دریا ہو کر اُبلے گا - اور ضارب و مضروب دونوں کے لئے بے انتہا زحمتیں پیش آئینگی - بعض نادان مسلمان اس قول پر مضحکہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسپر عمل کرنا صرف حضرت عیسیٰ کا کام تھا ہم مسلمانوں کا کام نہیں ہے - ایسا خیال ایمان کے خلاف ہوتا ہے - حضرت عیسیٰ کی تعلیم ذاتیات سے بحث کرتی ہے - مذہبی یا ملکی معاملات سے وہ تعلق نہیں رکھتی اس لئے جب تنہا مضروب کی ذات کو تعلق ہو وہ تعلیم واجب العمل ہے - ملکی اور مذہبی جھگڑوں میں البتہ اُس تعلیم کو دخل نہیں ہے - تعلیم عیسوی کے معنی غلط سمجھ کر اس سے انحراف کرنا بے دانشی ہے -

کسی نے گالی دی اور فریق مقابل نے سکوت کیا - معاملہ ختم ہو گیا - گالی دینے والے کا مُنہ خراب ہوا سُننے والے کے کانوں کا کیا نقصان ہوا؟ لیکن گالی کے جواب میں گالی دی جائے تو سلسلہ بُرائیوں کا جاری ہوگا - اور فریقین جتنے نقصانات پہونچ جائیں تھوڑے ہیں -

کسی کوشش میں ناکام رہنا بیحد باعث تکلیف ہوتا ہے - لیکن وسعت نظر سے دیکھا جائے کہ کسی کی تمام کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہوئیں تو صبر آجاتا ہے - اور یہ صبر باعث راحت ہوتا ہے - جسے لذیذ غذا ملتی ہے اس کے معدہ کی قوت ہضم خراب ہو جاتی ہے - اور پھر اغنیا لذیذ کھانوں میں وہ لطف نہیں پاتے جو مساکین سوکھی روٹی کے ٹکڑوں میں پاتے ہیں - جس طرح اغنیا زوال قوت معدہ پر صبر کرتے ہیں اُسیطرح مساکین کو سوکھی روٹی کے ٹکڑوں پر صبر کرنا چاہئے - واویلا کرنا عبث ہے - دونوں کے لئے صبر ہی باعث نجات ہے - زار روس کو اسی حال میں سلطنت روس کے نکل جانے پر اتنا ہی صدمہ ہوا ہوگا جتنا کسی کاشتکار کو ایک بیگہ کھیت سے بے دخل ہو جانے پر ہوتا ہے - ان دونوں کو تسلی خاطر کا ایک ہی ذریعہ صبر ہے - صبر کرنا ہی فطرت انسانی میں داخل ہے فرق اتنا ہے کہ بے دانش کو دیر میں اور دانشمند کو فوراً صبر آجاتا ہے - دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے - کسی نے دنیا کے نسبت لکھا ہے - ع

خوابے است کہ در خواب ببینم آں را - پھر ایسی ناپائدار چیز کے فوت ہونے پر غم کرنا اور حاصل ہونے پر خوش ہونا دونوں عبث - ناکامی پر صبر اور کامیابی پر شکر کرنا ہی بہترین فلسفہ ہے - اور اس کے خلاف کرنا جہالت ہے امیدوں کا منقطع کرنا بہترین صورت صبر کی ہے - جو شے مل جائے اسکی بابت انسان سمجھے کہ مرنے والے کے لئے اتنا بہت ہے "اِنَّ ھذا لمن یموت کثیر" یہ بہترین ذریعہ جمعیت خاطر کا ہے - ایک شخص کو دولت نہ ملی تو یہ فکر ہوا کہ یہ دولت زمین سے بدل جائے تو اُسے استقلال رہیگا زمینداری مل گئی تو یہ فکر ہوا کہ تعلقہ داری کی حد تک پہونچ تو اچھا - یہ خیال لامتناہی زحمتوں کا باعث تھا ہی کہ ہم خواب کا فکر دامنگیر ہوا - بیمہ صفت موصوف بی بی اگر کوئی بی بی گئی تو یہ فکر ہوا کہ اولاد ہو - اور اولاد بھی ہو تو نرینہ - خدا نے کہا اچھا یہ بھی لے - تو اب یہ فکر ہوا کہ اولاد لائق ہو - اب اُسکی لیاقت حاصل کرنیکے زمانے کا استدراد العظمۃ للہ کیسا روح فرسا ہے - خدا نے یہ بھی پورا کیا تو اب اولاد کی اولاد کا تسلسل چلا - اور کنبہ بڑھا تو یہ فکر ہوا کہ اولاد اپنی زندگی کا بیمہ خدا کے گھر سے کرائی ہوئی آئے - خدا کہاں تک کسی کی خواہش کے مطابق کرے اُسے تو عالم کا انتظام کرنا ہے نہ کہ کسی خاص گھر کا - اور انتظام عالم ایک کے نقصان سے دوسرے کے منحصر ہے - فائدہ کی صورت میں قایم کیا گیا ہے - خدا کو محض رحمدلی اپنی تمام مخلوقات میں نعمتوں کا تقسیم کرنا ہے

خدا سب کی خواہشوں کو پورا کرے تو عدل کے خلاف ہے۔ یہاں مخلوق کی یہ حالت ہے کہ کوئی بات مرضی کے خلاف ہوئی تو چہرہ اُتر گیا۔ خلاف مرضی حوادث و واقعات کا پیش آنا لازمی ہے۔ انسان یا تو تمام عمر مُبتلائے غم رہے یا غم کو صبر سے بدل کر خوش رہے۔ یہی دو صورتیں ہیں۔ خوش رہنے کی صورت صرف صبر سے خوگر ہونے سے پیدا ہو سکتی ہے۔ صبر تو فطرت انسانی میں داخل ہے۔ جیسے غالب نے یوں موزوں کیا ہے

ع مشکلیں مجھ پہ پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

صبر تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن بہترین صورت صبر ہے۔ فوراً دل سے اُس اثرِ بد کا کھو دینا جو کسی خلاف مرضی واقعہ کے پیش آنے سے دل پر پڑے۔ لوگ بہادری کو پسند اور بزدلی کو ناپسند کرتے ہیں۔ لیکن بہادری کے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ بہادری اور صبر مترادف الفاظ ہیں وہ بہادر نہیں کہا جا سکتا جو صبر نہیں کرتا۔ شجاع عموماً صابر ثابت ہوئے ہیں۔

جوشِ دلی کا ضبط نہ کرنا اور بات بات پر لڑنا جھگڑنا غصہ کرنا اور طیش میں آنا شان شجاعت نہیں ہے حتیٰ کہ خودکشی کرنا بھی شان بزدلی اور رد اصل عیب ہے۔ اصل بہادری ہے مصائب دنیا کا مقابلہ کرنا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ اپنے پندنامہ میں قناعت اور صبر کے متعلق لکھتے ہیں:۔

دلا گر قناعت بدست آوری در اقلیم راحت کنی سروری
اگر تنگدستی ز سختی منال کہ پیش خردمند ہیچ است مال
ہر آنکس کہ در بند حرص اوفتاد دہد خرمن زندگانی بباد
ترا گر صبوری بود دستیار بدست آوری دولت پائدار
صبوری ترا کامگاری دہد ز رنج و بلا رستگاری دہد

علم

(از حضرت فصیح الملک کپتان سید نور الدین احمد صاحب فصیح مرحوم ٹونکی)

اصل نخل گل مراد ہے علم ثمر گلشن معاد ہے علم
ہے یہ دریائے معرفت کا گہر ہے یہی معدن جواہر و زر
ہے اسی سے فروغ انسانی ہے یہی حسن صورت مانی
ہے اسی سے ضیائے عقل و شعور شمع ایماں اسی سے ہے پُر نور
یہی زینت ہے آدمیت کی یہی بنیاد قابلیت کی
اس سے ہوتا ہے واجب التعظیم ہے یہی راہِ گلشن تنعیم
ہے یہی خضر منزل مقصود ہے یہی شمع راہِ رب ودود
ثمر نخل گلشن جنت ہے یہی راہ عفت و عصمت
اختر برج معرفت ہے یہی توشۂ راہِ آخرت ہے یہی
آفتاب سپہر عزت و جاہ ہے یہی سایۂ پناہ الٰہ
گوہر شبچراغ ہے یہ ہی فضل و رحمت کا باغ ہے یہ ہی
رحمت ایزدی کا باب ہے یہ انتخابوں میں انتخاب ہے یہ
زینت آدمیت عالم وجہ شان و فضیلت آدم
ثمرۂ حسنِ عقلِ لقمانی زینت خاتم سلیمانی
علم میراث انبیا و رسول علم سے ہے دعا میں رنگ قبول
دین و دنیا کا علم سے ہے کام یہ نہ ہو جس کے پاس ہے ناکام
علم باب حدیث و قرآں ہے علم زیب وجود انساں ہے
علم ہے شمع خانۂ دل کی گر نہ یہ ہو تو پھر ہے تاریکی
دشمن جاں نہ کیوں ہو بے علمی ہے جہالت ہی وجہ نافہمی
ہر طرف ہے لوائے علم بلند کہتے ذی علم کو ہیں دانشمند
ہے اسی پر مدار دانش کا اس سے بینش کا اقتدار ہوا
ہے یہی وجہ شان و عز و وقار ہے جہاں کا اسی پہ دار و مدار
علم سے شان حق ہوئی معلوم اس سے جو راز تھے ہوئے مفہوم
علم ہی سے ہیں سب یہ کاروبار یہ نہ ہوتا تو بند تھا ہر کار
ہے یہی کحل چشم انسانی اس سے بنتا ہے قلب نورانی
علم ہی ہے کلید قفل کمال جس کے یہ پاس ہے وہی ہے نہال
ہے یہی وجہ امن ایمانی ہے یہی زینت مسلمانی
علم پڑھ کر بنوگے خیر اندیش جان لوگے جہان کو کم و بیش
علم سے ہے یہ سب نظام جہاں گر نہیں علم انتظام کہاں
نہیں سمجھوگے کچھ بنا بگڑا کیا کیا تم نے اور ہو گیا کیا
کیونکہ تمیز نیک و بد ہی نہیں ایسے ہوتا ہے انتظام کہیں
علم سیکھو نہ اس سے بھاگو دور کیونکہ آتے ہیں اس سے عقل و شعور
کرو عالم کی دل سے تم تعظیم ہیں یہی نائب رسول کریم
وارثِ علم انبیا ہیں یہی مقتدا اور پیشوا ہیں یہی
جس نے کی ان کی کفش برداری اُس نے عقبیٰ سنبھال اپنی

رسائل کی روح

علی مرتضیٰ کی روحانی زندگی!

علامہ سبط ابن جوزی اپنے جد ابو الفرج اصفہانی سے اپنے تذکرۃ خواص الامۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ معاویہ ابن ضمرہ سے علی علیہ السلام کے فضائل بیان کرنیکو کہا اُس نے عذر کیا معاویہ نے تاکیداً کہا کہ نہیں تم کو ضرور بیان کرنا ہوگا۔ تب ضمرہ نے ایک پرجوش اسپیچ میں اس طرح فضائل شروع کئے کہ قسم خدا کی حضرت علی کرم اللہ وجہ ایسی بات کہتے تھے۔ فیصلہ کردیتی تھی اور فیصلہ ان کا عدالت کے ساتھ ہوتا تھا۔ ان کے پہلوؤں سے علم کی نہریں ابلتی تھیں اور ان کی ہر ہر بات سے حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا اور اس کی سرسبزی سے وہ گھبراتے تھے شب تاریک اور اُس کی وحشت سے اُن کو اُنس تھا۔ آنسو بکثرت جاری رہتے تھے۔ امر آخرت میں ان کی فکر نہایت طولانی ہوتی تھی۔ لباس ان کو موٹا اور سادہ پسند تھا غذا درشت و بدمزہ کھاتے تھے۔ برتاؤ ہر کسی سے سادہ تھا۔ جب ہم ان سے کچھ پوچھتے تھے فوراً بتلادیتے تھے۔ جب کبھی ان کو بلاتے تھے فوراً چلے آتے تھے۔ باانیہمہ انہوں نے ہمیں اپنا مقرب اور گستاخ بنالیا تھا تاہم ان کی ہیبت ایسی تھی جو بات نہیں کرنے دیتی تھی اہل دین کی تعظیم کرتے تھے۔ اور مساکین کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور کبھی کسی زبردست کو ایسا موقع ہی نہ دیتے تھے کہ وہ اپنے امر باطل پر رجوع کرسکے اور نہ کسی ضعیف کو اپنے عدل سے مایوس رکھتے تھے جبکہ شب اپنے پردوں کو لپیٹنے والی ہوتی تھی اور ستارے بھی شمع سحر کی طرح جھلملانے لگتے تھے تو وہ اپنی محاسن کو پکڑے ہوئے اسطرح بلبلاتے تھے اور تڑپتے تھے کہ جیسے کسی مارگزیدہ کی حالت ہو اور ایسے روتے تھے جیسے کہ درد رسیدہ اور محزون روتا ہو۔ اور فرماتے تھے کہ اے دُنیا! میری غیر کو دھوکا دے مجھ سے کیا معترض ہوتی ہے کیا تجھے مجھ سے رغبت پیدا ہوئی ہے لیکن مجھ سے دور ہو۔ میں تجھے تین مرتبہ طلاق دیچکا ہوں۔ تیری عمر بہت کم ہے۔ اور تیرا خطرہ بہت بڑا ہے اور لطف زندگی تیرا بہت حقیر و کم ہے۔ "آہ آہ من قلۃ الزاد و بعد السفر" افسوس کہ زادِ راہ تھوڑا اور سفر دور۔

(الواعظ)

قوم کی تباہی

قرآن مجید میں آپ جابجا اس مضمون کو پڑھینگے کہ جب کسی قوم کی تباہی آتی ہے تو اُسکی نشانی یہ ہے کہ وہاں کے امراء اور دولتمند لوگ فسق و فجور کی طرف مائل ہوجاتے ہیں۔ اور فسق و فجور کی زیادتی کا نتیجہ قوم کا ہلاک ہونا ہے۔ اسی کے ساتھ اگر آپ غور کریں تو بہت سارے نظائر آپ کو ایسے بھی ملیں گے کہ امراء کی اصلاح سے عوام کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطراف کے بادشاہوں اور امراء میں سے کسی کو نہیں چھوڑا۔ قاصد بھیجے۔ فرامین روانہ کئے۔ اُسمیں ان کو جتلا دیا۔ کہ اگر دعوت اسلام قبول کیجاتی ہے تو اُسمیں ان کی بھی سلامتی ہو اور ان کی سلطنت و امارت کی بھی۔ اور اگر خلاف امر کام کیا گیا تو خیر نہیں۔ پھر ہر حاکم یا بادشاہ سے خطاب فرمایا جارہا ہے تو اُس کے مناسب حال طریقہ سے۔ نجاشی حاکم حبش نے فرمان مبارک بسر و چشم تسلیم کرلیا۔ سلطنت برقرار رہی۔ دولت دائمی حاصل کی۔ اور سرکشی کرنیوالوں کا انجام بُرا ہوا۔ اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہوا۔ دُنیا بھی گئی اور آخرت بھی خراب ہوگئی۔ نعوذ باللہ منہ۔ (واعظ)

ترقی کا یقینی ذریعہ

"قرآن مجید سب سے ضروری اہم سبب قطعی ذریعہ ہماری بہتری بہبودی اور کامرانی کا ہے۔ جب تک ہم قرآن مجید سے تمسک نہ کریں جب تک ہم قرآنی کرہ میں رہ کر کوشش نہ کریں۔ تب تک ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ہماری ذلت اور رسوائی اسی واسطے ہوئی ہے کہ ہم نے قرآن مجید چھوڑ دیا۔ معاملات کا پہلو درست نہ رہا۔ علوم و فنون سے بالکل بیگانہ ہوگئے۔ دائرہ قرآن مجید صرف (رسمی) عبادات اور جنت دوزخ تک ہی محدود کردیا۔ حالانکہ اس میں دنیا بھر کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ بعض آیات مدنظر ہیں بعض ترک کی گئیں۔ ساری دنیا کے اسباب ترقی ایک طرف اور قرآن مجید ایک طرف بار بار پڑھو پھر کہو کیا کچھ وسعت رکھتا ہے، اور اس کا اشارہ کیا ہے قرآن الحکیم اور رسول کریم کی شان میں یہی کہتے بنتی ہے۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

لیکن ہمارے اعمال و افعال کیسے ہی صحیح اعتقاد اور اعلیٰ خیال پر مبنی ہوں توسط و اعتدال کا لحاظ ہر حال میں واجب و لازم ہے" البتہ اسی متاع قلیل کو اپنی زندگی کا حصل سمجھکر اس میں ایسے طور سے منہمک ہوجانا کہ الٰہیات کا پہلو ہی چھوڑ دیا جائے اور دین کا خیال ہی نہ رہے ایک سخت غلطی ہے۔ قرآن مجید علوم و فنون، وحکمت و سائنس، فلسفہ صحیحہ سے روکتا نہیں بلکہ اصولی اور اجمالی رنگ میں تحریک کرتا ہے کہ ایسے حاصل کئے جائیں، بشرطیکہ نمائشی اور فریب دہ نہ ہو۔ جو دنیا یا دنیوی وسائل اور ترقیات علوم و فنون رو دین سے بے راہ کرتی ہیں وہ خسر الدنیا والآخرہ ہیں ان سے بہتر ہے کہ انسان جاہل ہی رہے۔

وسعت عبادت

"نعوذ باللہ حقیقت کچھ نہیں، یہ جو شخص نماز روزہ کا منکر ہے وہ اسلام کا منکر ہے" مگر "عبادت نماز روزہ زہد ہی نہیں انکشاف قدرت بھی ہے۔ اس سے اسکی عظمت و قدرت کا عملی رنگ میں علم ہوتا ہے جس کے بغیر انسان کا ایمان و یقین کامل نہیں ہوتا نہ وہ آسائش روحانی و جسمانی حاصل کرسکتا ہے جو اس کا مدعا ہستی ہے محض عابد و زاہد ہونا ہی کمال انسانیت نہیں، دنیا سے

جا فضیلت بھی ایک واجبی امر اور شر دنیا مسلک ہے" جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے بعض وقت ایک ساعت کا فکر تمام شب کی عبادت سے افضل ہوتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سنن تدبر کا اور دیگر احکام مفوضہ پر بھی توجہ اس رنگ میں دلائی گئی ہے۔

انکشافات قدرت یعنی علمی ترقی کی جانب ہی توجہ دلانے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جا بجا معاملات کی درستی یعنی اخلاقی اصلاح پر بھی بہت کچھ زور دیا گیا ہے اور واجبی نکتہ چینی کے پیرایہ میں علمائے کرام کے فرائض منصبی کے احساس کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مغربی تقلید

عجب نہیں مذہبی گروہ میں سائنس کی سرگرم تائید پر یہی گمان کیا جائے کہ مغربی تقلید کے لئے مشرقی رنگ میں موثر پیرایہ تلاش کیا جا رہا ہے لیکن مقلدین یورپ علما سے زیادہ اس کے مطالعہ سے برافروختہ ہونگے ان کو بھی اس کتاب سے مایوسی ہوگی اور مشرقی حلقہ بگوشی کی ہدایت میں انہیں دقیانوسی جھلک صاف نظر آئیگی

"دین وسعادجان وروح ہے اور دیگر مواد بطور قالب اور وسائل زندگی کے اہل مغرب نے علوم وفنون میں بہت کچھ ترقی کی لیکن مادیت اس قدر غالب آگئی کہ اب مغرب میں سوائے مادیت کے گویا اور کچھ رہا ہی نہیں۔ مغرب میں نہ تو صبر و سکون ہے نہ طمانیت وتسلی ہر زندگی مختلف خودغرضیوں کے تحت شب وروز ایک تکلیف دہ مخمصہ میں رہتی ہے جو تجربہ رعونت مغربی زندگی میں مقابلتاً پائی جاتی ہے مشرق میں اسکی نظیر مشکل سے ملیگی۔ اسلام وقرآن کا کبھی یہ منشا نہیں ہوا کہ دنیاوی علوم وفنون کی ترقی سے ضمیری روحانی اور دینی مراحل چھوڑ دیئے جائیں"

صراط مستقیم

جب مشرق ومغرب دونوں جگہ دوش مشرق ومغرب خراب کی ہولناک سیاہی چھائی ہوئی ہے تو اس مہیب تاریکی میں سیدھی راہ کہاں تلاش کی جائے؟ یہ سوال جسقدر اہم اور ضروری ہے ویسا ہی اسکا جواب آسان اور صاف دیا گیا ہے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز در پئے مصطفے

"مچھلی کہ آب سے باہر نکل کر کب زندہ رہ سکتی ہے؟ ... آب میں نہ تو مچھلی زندہ رہ سکتی ہے اور نہ سراب اس کے واسطے دریا کا کام دے سکتا ہے۔ قدرت نے مسلمانوں کا کرہ قرآن مجید بنایا تھا ہم اس میں رہ کر زندہ رہ سکتے ہیں کسی دوسرے رنگ کی کوئی زندگی زندگی نہیں بلکہ ایک موت ہے"

"قل متاع الدنیا قلیل والآخرۃ خیر لمن اتقی پر عمل ہونا چاہئے۔ مغربی علوم وفنون حاصل کرکے بھی دینی اور مشرقی دوائر میں رہنا ہی طرز عمل حقیقی انسانیت اور شرف ہے۔ میزان قرآن مجید کے دونوں پلڑے اپنی اپنی جگہ رکھو۔ دینی پلڑا بہرحال جھکتا ہی رہے۔

"اتفاق بیا عاشقی کنم ابد از — خدا امر آدر ترا بہر کار ساختہ است"

علم و مذہب

علم ہر شئے کی حالت بے کم وکاست ایسے الفاظ میں بیان کرنا چاہتا ہے جس میں ابہام یا شک کی گنجائش نہ ہو، اس کا موضوع ایسی چیزیں ہیں جن کی تحقیقات پیمائش، وزن، یا مقدار کے ذریعہ سے کیجا سکتی ہے اسی لئے وہ حتی الامکان اپنے معلومات ایسے پیرایہ میں ظاہر کرتا ہے جس سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے، مثلاً وہ مخصوص علامات استعمال کرتا ہے جو فی نفسہ بے معنی ہوتی ہیں قدرت کی کسی شے سے تعلق نہیں رکھتیں اور دانستہ تمام ذاتی (شخصی) اثرات سے معرّیٰ ہوتی ہیں، مگر مذہب کی حالت اس کے برعکس ہے، اس سے خیالات کی تعیین یا تحدید ممکن نہیں اس سے وہ صرف اشارہ کرنا چاہتا ہے علم کی طرح مذہب کی بھی طریقہ علامات سے ہے لیکن مختلف ہے، مذہبی علامات کا ماخذ اپنا اور دنیا کی چیزیں، آفتاب، سمندر، چٹانیں، جنگل، جانور، ہیں حتی کہ روح کے لئے بھی کوئی خاص نام نہیں، چنانچہ جن الفاظ سے اسے تعبیر کرتے ہیں ان کے اصلی معنی سانس یا ہوا ہیں، علمی علامات کے برعکس مذہبی علامات کا رنگ شوخ اور مدلولات ضمنی خاص طور پر شخصی ہوتے ہیں بلکہ وہ آئندہ زمانہ میں انجو خرافات ومجازات کا قالب اختیار کر لیتے ہیں لیکن اسکی وجہ یہ نہیں کہ ان میں تشبیہات برمحل ہوتی ہیں بلکہ عالم ناسوت میں بھی شبہ بہ شبہ کا نمونہ ہوتا ہے، علم جب اپنی تحقیقات کے نتائج میں ضروری تصرف کے بعد ایک عام معیار قائم کر لیتا ہے تو اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے لیکن مذہب کا مقصد کبھی پورا نہیں ہوتا وہ ان مجازات کے پردہ میں اپنی جستجو کا سلسلہ جاری رکھتا ہے، علم کا دائرہ بحث بقول سر ولیم جیمس، ظاہری اور مائشی چیزیں ہیں، لیکن مذہب کا دائرہ بحث حقائق زندگی ہیں چونکہ مذہب کی تمام مباحث کا دارومدار شعوریت جس کی بدولت ہمیں محسوسات کا علم ہوتا ہے یہی شعور ہمارے لئے سب سے زیادہ اہم ہے اگر یہ نہ ہو تو ہمارے لئے دنیا کا عدم وجود سب یکساں ہے۔

دماغی غلامی

اگرچہ اس عہد میں غلامی کی رسم یا دوسروں کو جبراً مول لیکر غلام بنانے کا طریقہ بہت کچھ کم ہو چکا ہے اور ممکن ہے کہ اسمیں اور بھی دن بدن کمی آتی جائے۔ جن قوموں اور ملکوں میں کسی وقت اس کا چرچا تجارت کے رنگ میں تھا یا جن ملکوں کے مدعیان اتحاد میں ہر قسم کے لوگ اپنی ذاتی خدمات کے لئے ایسی ضرورت سمجھتے تھے اور انسانی جنس کو خرید کر غلاموں کی طرح ان سے کام لیتے تھے اس میں بھی رفتہ رفتہ کمی آتی گئی اور جوں جوں زمانہ ترقی پذیر ہوتا گیا غلامی کے بندھن ٹوٹتے گئے لیکن ان قیود کے شکستہ ہونے سے بھی غلامی کی رسم دنیا سے ختم نہ ہوئی اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے گردنوں سے غلامی کے طوق اتر کر دماغوں اور دلوں کو غلام بنانے لگے جسمانی غلامی میں تو خیالات پر کوئی گرفت اور قید نہیں رہتی کیونکہ ہر غلام

غلام ہونے پر بھی اپنا دماغ اور دل اس خواہش میں منہمک رکھتا ہی کہ میرا جسم اور میرے جسم کی جوارح پابند ہیں اور ان کی پابندی اور تقید سے میں مجبور ہوں لیکن دماغی غلامی سے ہر انسان باوجود آزاد ہونے کے بھی خود کو غلام ہی جانتا ہے وہ آزادی سے چلتا پھرتا ہے آزادی سے کھاتا پیتا سوتا اور جاگتا ہے لیکن اسکی دماغی اور فطری قوتیں مقید اور پابند ہوتی ہیں اس کے دل اور دماغ کی حس اور ذکاوت ماری جاتی ہے جسطرح انسان خواب میں ہو کر بیداری کے احساسات سے محروم اور غافل ہوتا ہے باوجود اس کے کہ خواب میں بھی وہ قسم قسم کے نظارے دیکھتا اور ایک قسم کی حس بھی رکھتا ہے مگر پھر بھی محو رہتا ہے اور بیداری کے عالم سے بیگانہ اور محروم۔

دماغی اور دلی غلامی میں دل اور دماغ بیکار ہو جاتے ہیں اور حسیات باطنی مُردہ ہو جاتی ہیں۔ وہ شخص جو دماغی غلامی میں مبتلا ہوتا ہے وہ باوجود ایک قسم کی آزادی اور حس کے بھی پابند اور بے حس ہوتا ہے اسی کو اپنی آزادی سمجھتا ہے۔ اس کو اپنے دل و دماغ کی بیحسی محسوس نہیں ہوتی اور خود کو صحیح الدماغ اور صائب الرائے جانتا ہے۔

جسطرح ایک دیوانہ اور مجنون خود کو صحیح الدماغ اور صحیح الخیال جانتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں زندگی کے صحیح مسلک سے بیگانہ اور دور افتادہ نہیں ہوں اور اپنے ہر فعل کی عمدگی اور صحت پر دلیل لانے کا مدعی ہوتا ہے اسی طرح وہ شخص بھی خیال کرتا ہے جسکا دماغ و دل احساس غلامی کا شکار رہتا ہے۔

بظاہر دُنیا کے اکثر حصص سے جسمانی غلامی دور ہو چکی ہے اور لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹ چکی ہے لیکن اگر مزید غور سے کام لیا جائے تو کہنا پڑیگا کہ ابھی تک دنیا کے بعض حصوں میں دماغی غلامی پر زور دیا جاتا ہے اور یہ کوشش کیجاتی ہے کہ قوموں یا افراد اقوام کے دماغ زنجیر غلامی میں جکڑے رہیں اور حسیات دماغی میں فتور پڑا رہے۔

خواہشیں چھوڑ دے

خواہشیں چھوڑ دے، وہ تیری خوشیوں میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ وہ تجھے زندگی کا لطف نہیں اُٹھانے دیتیں!

تو جیتے جی کبھی خوش نہ ہوگا جبتک تمناؤں کی خام خیالی سے تو اپنے منہ کو نہ پھیرے وہ کوشش جو غرض کے پیچھے دوڑتی ہے کاوش ہو جاتی ہے اور وہ خوشی ہیچ ہے جو فکر و تشویش کو اپنا پیشرِ خیمہ بنائے، خوشی وہی ہے جو نیک کاموں کے کرنے میں آپ ہی پیدا ہو۔ وہ میٹھے نغموں سے زیادہ شیریں اور دلفریب نظاروں سے بڑھ کر زندگی بخش ہے! اسکی شیرینی اور لطف اسی کے اندر موجود ہے، وہ اپنی مٹھاس کو اپنے دائیں بائیں سے ادھار نہیں لیتی!

پُر صبر درخت کی ٹہنیاں صحرائی ہواؤں کے انتظار میں بے صبری کا اظہار نہیں کرتیں، وہ خاموش کھڑی رہتی ہیں یہانتک کہ ہوا کا پہلا جھونکا اُنہیں جھومنے کا پیام دے، وہ ذرا جنبش نہیں کرتیں جبتک ننھی نسیم ان کی ہم آغوشی کے لئے قدم نہ بڑھائے، پھر یہ محسوس نہیں ہوتا کہ ہوا اُن سے مست ہے یا وہ ہوا سے تو بھی لذت کی چاشنی کو دلمیں جگہ دیکر آپ ہی آپ عیش و عشرت کا غلام نہ ہو جا بلکہ انتظار کر یہانتک کہ خوشی تیرا دامن پکڑ لے!!

اپنے جسم و جان میں وہ حالت پیدا کر

اپنے جسم و جان میں وہ حالت پیدا کر جس کے ساتھ تو ان کی ہر وقت دیکھ بھال سے بری ہو جائے اور اپنے دل و دماغ کو اُن وہموں سے بے نیاز ہو جانے دے جو تیری زندگی کو ایک بوجھ کی طرح دبائے ہوئے ہیں!

"تو اپنی زندگی کو گھانس کے ایک تنکے کی طرح صاف و سادہ بنالے؟ ننھے سے ننھے جھونکے سے متاثر ہو جا۔ اور ہلکی سے ہلکی ہوا کے استقبال کو ہر گھڑی تیار رہ۔ لیکن آنیوالے اور گزرے ہوئے وقت کی یاد میں نوحہ خوانی نہ کر!

اے بہت سے سالوں کے بوجھ کو اپنی گردن سے اُتار ڈال اور اپنے بھولے ہوئے بچپن کو پھر پالے اگرچہ معاملہ فہم دُنیا تجھے کن انکھیوں سے کیوں نہ دیکھے! اُن گزرے ہوئے مہینوں اور سالوں کو اکارت سمجھ اور اس اپنے گھاٹے پر ذرا بھی شرمسار نہ ہو۔ بلکہ دلمیں ایک اسی شئے پر فخر کر کہ تونے زندگی کی اصلیت کو پالیا۔ اس سے پہلے کہ زمانہ کی کتاب تیرے لئے تمام ہو چکی اور تو قبر کے اندھیرے کونے میں جا لیٹا!

وہ وقت جو تیرے سامنے کسی بے پایاں سمندر کی مانند پھیلا پڑا ہے دُنیا کی حدوں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ جبتک تیری زندگی کی ناؤ چلتی رہیگی اسکی انتہا تجھ سے اوجھل ہی رہیگی، تو اس نازک سی کشتی پر دُنیا کے ہوا پانی کو غالب نہ آنے دے بلکہ عمر کی گھڑیوں کو اسی کے درست کرنے میں صرف کر تاکہ جب کوچ کے وقت سمندر زیادہ طوفانی ہو جائے تو اس لمبے سفر کے لئے تیری تیاری کسی طرح بھی ادھوری نہ ہو۔

تاریخ کیا ہے

دور حاضرہ کی حیرت انگیز علمی ترقی نے اس مغالطہ کو بالکل رفع کر دیا ہے کہ تاریخ جنگ آزماؤں کی صف شکنی۔ عالم سیاسیات کی کشمکش اور مختلف قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال کی ایک مسلسل داستان ہے اور صرف اُن واقعات کی لقید تاریخ ایک مکمل فہرست ہے جو مختلف ممالک میں مختلف اوقات میں پیش آتے رہے ہیں اب بجائے اس کہنہ عقیدہ کے یا مرپایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ تاریخ بنفسہ ایک مستقل علم ہے جسکا موضوع عمران بشری و اجتماع انسانی ہے۔ تاریخ گویا وہ عالم ہے جس میں نظر ڈالتے ہی تجربہ کا آفتاب نور افشانی کرتا ہوا نظر آتا ہے جس سے دل کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ شاہراہ ترقی ایسی نمایاں ہو جاتی ہے کہ بیشمار گم کردگانِ راہ۔ منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہ ایسی بزم عام ہے جہاں ہر علم و فن کے باکمال اساتذہ کی زیارت کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ رہنمایان تبلیغ فدائیان ملک و ملت ارباب علوم و فنون۔ صاحبان صنعت و حرفت۔ ماہران علم و حکمت وغیرہ وغیرہ سے حسب لیاقت فیض صحبت حاصل ہو سکتا ہے"

دُنیا میں کوئی شے ایک حالت پر قائم نہیں رہتی۔ روز بروز نہیں بلکہ لمحہ بلمحہ تغیر پذیر رہتی ہے ؎ سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں ، ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

مَعلُومَاتُ

امریکہ اور سینما کا فلم

سینما نے جسقدر ترقی امریکہ میں حاصل کی ہے اسکی نظیر کسی اور ملک میں نظر نہیں آتی۔ اگر شروع سے لیکر اسوقت تک کا اوسط نکالا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں سالانہ ایک ارب فٹ لمبا فلم تیار ہوتا ہے جسکی قیمت ۸۰ لاکھ گنی ہوتی ہے۔ اس سے قبل وہاں کے فلم باہر نہیں جاتے تھے، لیکن سنہ ۱۹۱۲ء سے یہ پابندی اُٹھ گئی ہے اور کثرت سے غیر ممالک میں بھیجے جانے لگے ہیں، چنانچہ سنہ ۱۹۱۸ء میں وہاں سے ۳۰ ہزار میل لمبائی کے فلم وہاں سے باہر گئے یعنے اگر اس فلم کو خط استوا پر کرۂ زمین کے گرد لپیٹا جاتا تو بھی ہزاروں میل کی لمبائی کا فلم بچ رہتا

انڈوں کو دُھونا

ممالک مغربی میں انڈوں کی تجارت کرنے والی کمپنیاں فروخت کرنے سے قبل انڈوں کو پانی سے دھویا کرتی ہیں تاکہ وہ صاف ہو جائیں اور دیکھنے میں اچھے معلوم ہوں، لیکن جدید تحقیقات سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ انڈے کے اوپر ایک مادہ جیلاتین کی قسم کا ہوتا ہے جو جراثیم وغیرہ کو اندر جانے سے روکتا ہے، اس لئے اگر انڈے دھو دئے جائیں گے تو وہ مادّہ دور ہو جائیگا۔ مسامات کھل جائینگے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ جراثیم آسانی سے اندر نفوذ کر جائیں گے اور انڈے کو جلد خراب کر دینگے۔

ایک ذہین مچھلی

مچھلی اُن حیوانات میں شامل کیجاتی ہے جو بہت زیادہ بیوقوف اور بلید ہیں۔ اور اُس کے مُنہ اور آنکھوں سے اسکی بلادت صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ بلاد مغرب کی بعض زبانوں کا محاورہ ہے کہ کسی شخص کی بیوقوفی ظاہر کرنے کے لئے مچھلی سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ لیکن مشرقی ہند کی طرف ایک مچھلی ہوتی ہے جو حد درجہ ذہانت کے ساتھ اپنا شکار حاصل کرتی ہے۔ جسوقت وہ کسی بحری کیڑے کو اپنی غذا بنانی چاہتی ہے تو نہایت آہستگی سے جاکر کچھ فاصلہ پر سکون کے ساتھ ٹھہر جاتی ہے اس کے بعد وہ پانی کی ایک بوند نہایت قوت اور تیزی کے ساتھ اپنے شکار کی طرف پھینکتی ہے جس سے چند لمحوں کے لئے وہ کیڑا یا جانور بدحواس ہو جاتا ہے اور اس کے بعد ہی یہ مچھلی جھپٹ کر اسکو کھا جاتی ہے

دُنیا میں پانی کی قوت

اسوقت تجارت کا دار و [illegible] کوئلہ اور پیٹرول پر ہے، لیکن اگر یہ دونوں چیزیں آج مفقود ہو جائیں تو بھی انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا کیونکہ پھر اس کے پاس پانی ایک ایسی چیز ہے جس سے وہی کام لیا جا سکتا ہے، چنانچہ اب ممالک یورپ میں اسطرف خاص توجہ صرف کی جا رہی ہے اور مستقبل قریب میں زیادہ تر اسی سے کام لیا جائیگا۔

پرندوں کا فائدہ

علمار طبیعین کی رائے ہے کہ اگر چڑیاں نہ ہوتیں تو نباتات دنیا سے مفقود ہو جاتے، کیونکہ وہ کیڑے جو پرندوں کی غذا بنتے ہیں نباتات کو تباہ کر دیتے اور انسان کسی تدبیر سے انھیں دفع نہ کر سکتا۔ اب بھی کہ حشرات الارض کی کھانے والی بیشمار چڑیاں موجود ہیں، ہر سال کچھ نہ کچھ نقصان کھیتوں اور باغوں کو ان کیڑوں سے پہونچتا رہتا ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۴ء میں جو اندازہ اس نقصان کا علمار طبیعین نے لگایا تھا اس کی مقدار ۷۹۵ ملین گنی تھی۔

بعض پرندے تو ایسے ہیں جن کی غذا صرف یہی کیڑے ہیں، بعض ایسے ہیں جو چند ہفتوں تک اپنے بچوں کو بھی کہلاتے ہیں چنانچہ ایک گھونسلے کا روزانہ خرچ ایکہزار کیڑے ہیں۔ بعض چڑیاں کیڑوں کے انڈے کھاتی ہیں اور اسطرح حشرات الارض کی پیدائش پر بھی اثر پڑتا ہے۔

سب سے زیادہ طویل دِن

دن کے طویل ہونے کے یہ معنے ہیں کہ آفتاب خط استوا سے ہٹ کر شمال کی طرف مائل ہو کر طلوع کرے پھر جو مقام خط استوا سے جسقدر زیادہ شمال کی طرف ہٹا ہوا ہوگا وہاں اسی قدر زیادہ طویل دن ہوگا۔ چنانچہ لندن میں دن کا ۱۶ ½ گھنٹہ تک طویل ہو جاتا ہے۔ ہمبرگ میں ۱۷ گھنٹے تک، اسٹاکہلم میں ۱۸ ½ گھنٹے تک، پٹروگراڈ میں ۱۹ گھنٹے تک ٹورنیا میں ۲۲ گھنٹے تک اور قطب کے قریب ۲۴ گھنٹہ تک پہونچ جاتا ہے۔

لیکن آپ کو یہ سُنکر حیرت ہوگی کہ ناروے کے شمال میں ورڈہس ایک مقام ہے، جہاں کا دن ۶۲ دنوں کے برابر ہوتا ہے اور ۲۱ مئی سے لیکر ۲۲ جولائی تک آفتاب غروب نہیں ہوتا۔

نقصان علمی

جاپان کے زلزلہ سے جسطرح انسانی جانوں کو غیر معمولی نقصان پہونچا ہے، اسیطرح علمی نقصان بھی کچھ کم نہیں ہوا۔ ٹوکیو کے کتب خانہ میں سات لاکھ کتابیں موجود تھیں، جو سب کی سب زلزلہ کی آتش فشانیوں کے نذر ہوگئیں۔ اسکی کمی پوری کرنے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی گئی ہے کہ لندن کے تمام دار العلوم، ہدیۃً اپنے ہاں کی کتابیں جاپان کو روانہ کریں ہر چند یہ ظاہر ہے کہ وہ نادر کتابیں جو برٹش میوزیم یا انڈیا آفس لائبریری میں پائی جاتی ہیں کسی طرح منتقل نہیں ہو سکتیں اور محض چند سوسائٹیوں کا کچھ کتابیں فراہم کر دینا، اس عظیم الشان نقصان کی تلافی کسی طرح نہیں کر سکتا تاہم لندن کے ارباب علم کا یہ خیال قابل قدر ضرور ہے اور ہمیں امید ہے کہ دیگر ممالک یورپ بھی اس کی تقلید میں عملی حصہ لینگے۔

امریکہ اور تمبا کو نوشی

امریکہ میں مینوشی کا تو سدباب ہو گیا ہے، لیکن اس کے بجائے دوسری بلا تمباکو نوشی کی مسلط ہو گئی ہے جنگ سے پہلے سنہ ۱۹۰۵ء میں وہاں ۵۰۰ ملین سگار تیار کئے گئے لیکن سنہ ۱۹۱۷ء میں ان کی تعداد ۶۰۰ ملین تک پہونچ گئی ہے۔

کم سرمایہ والوں کے لئے

وسائل معاش

کپڑے کے پھول بنانا:۔ جسطرح کاغذ کے پھول بنتے ہیں اسیطرح کپڑے کے پھول بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔ اور نہایت معقول قیمت پر بازار میں فروخت ہوسکتے ہیں۔ شروع شروع میں ایک دو دن کسی باغ و بہاری بنانیوالے سے کاغذ کے پھولوں کا تراشنا سیکھا جائے۔ اور چار پانچ روز برابر کاغذ کے پھول بنانے کی مشق کی جائے۔ جب کاغذ کے پھولوں پر ہاتھ صاف ہوجائے تو کپڑے کے پھول بنانا نہایت آسان اور ایک معمولی سی بات ہے۔ پہلے تو جس رنگ کا پھول بنانا ہو کپڑے کو اسی رنگ میں رنگ دیا جائے۔ اس کے بعد رنگے ہوئے کپڑے کو گوند کے پانی میں اچھی طرح کلف دیکر سایہ میں خشک کرلیں۔ کپڑہ کو کلف دینے کے بعد اچھی طرح صاف کرلینا چاہیئے تاکہ اسمیں کوئی خرابی باقی نہ رہجائے۔ جب کپڑہ خشک ہوجائے تو اسکو کاغذ کی طرح کاٹ کر پھول بنالیں اور پھول پتیوں کو قینچی کے دونوں پھلوں میں دباکر اسطرح کھینچیں کہ انمیں کسی قدر پھول کی پتیوں کیطرح خم پیدا ہوجائے۔ مثلاً۔ اگر آپ کو گلاب کا پھول بنانا ہے تو ململ سے یا سکیم لٹھے یا موٹی ململ کو گلابی رنگ میں رنگ لیجیے اور اچھی طرح گوند کا کلف دیدیجیے۔ جب کپڑہ خشک ہوجائے تو گلاب کی صورت میں پتیاں تراش لیجیے اور بعد میں ان کو یکجا کرکے گلاب کا پھول بنا لیجیے۔ اگر پتیاں بنانی ہوں تو حسب بالا طریقہ پر کپڑہ کو سبز رنگ کر گلاب کی پتیوں کی شکل کی پتیاں تراش لیجیے۔ پھولوں کی پتلی پتلی اور نازک ٹہنیوں کے لئے کسیقدر موٹا تار استعمال کیا جاتا ہے اور اسپر بغیر کلف کا سبز رنگا ہوا کپڑہ لپیٹ دیتے ہیں اسیطرح ریشم کے پھول بھی تیار ہوسکتے ہیں اور نہایت معقول قیمت پر بازار میں فروخت کئے جاسکتے ہیں۔ بعض لوگ اس قسم کے پھولوں کا گلدستہ بناکر مٹی کے ایک خوبصورت اور نازک گملے میں فروخت کرتے ہیں۔ ایک معمولی عقل کا جاہل شخص بھی اس قسم کے پھول بناکر ڈیڑھ دو روپیہ روزانہ آسانی پیدا کرسکتا ہے۔

کپڑے پر ابھرے ہوئے پھول بنانا ابھرے ہوئے پھولوں کے تکیے کے غلاف اور گاڑیوں کے گدے ولایت سے تیار ہوکر آتے ہیں اور انگریزی دوکانوں پر کثرت سے بکتے ہیں یہ گدے تکیوں کے غلاف وغیرہ عورتیں گھروں میں بیٹھکر با آسانی تیار کرسکتی ہیں۔ اس قسم کی پھول پتی بنانے کی مشین ولایت سے آتی ہے۔ جو کہ محض ہاتھ کے اشارہ سے کام کرتی ہے ایک طرف سے اس مشین میں ڈورا پڑتا جاتا ہے اور دوسری طرف بیل بوٹے بنتے چلے جاتے ہیں۔ یہ مشین، ہاؤس ہولڈ ایمبرائڈری مشین کے نام سے مشہور ہے قریب قریب ہر ولایتی دوکان سے ۔۔۔ روپیہ میں مل سکتی ہے مشین کے ساتھ ایک کاپی بھی آتی ہے جسپر مختلف جانوروں کی تصویریں اور پھول بوٹے بیلیں وغیرہ علحدہ علحدہ بنی ہوتی ہیں۔ ان تصویروں اور پھولوں پتیوں کے چربے علحدہ کاغذ پر بنالئے جاتے ہیں اور انکو قینچی سے کاٹکر تکیہ یا اور کسی دبیز کپڑے پر چسپاں کردیتے ہیں۔ اسکے بعد ان ہی پھول پتیوں پر اس مشین کو چلاتے ہیں۔ تو ابھرے ہوئے بیل بوٹے تیار ہوجاتے ہیں۔ اس مختصر سی مشین سے تھوڑے سے وقت میں بہتر سے بہتر کام تیار ہوسکتا ہے۔ تکیہ کے غلاف میز پوش گاڑی کی گدیاں اور اس قسم کی دوسری چیزیں بازار میں خاطر خواہ قیمت پر فروخت ہوسکتی ہیں۔ معمولی عقل والا بھی اس مشین کی ذریعہ سے دو ڈھائی روپیہ روز نہایت آسانی سے پیدا کرسکتا ہے۔

صابون بنانا صابون کا رواج دن بدن اسقدر ترقی پر ہے کہ ہندوستان میں صبح سے شام تک ہزارہا روپیہ روز کا ولایتی صابن استعمال ہو جاتا ہے۔ صابون کا کام نہایت چلنے والا ہے۔ چونکہ ضرورت کی چیز ہے۔ ہر شخص اسکا حاجتمند ہی نہیں بلکہ محتاج ہوگیا ہے۔ آجکل صابن بھی انسانی زندگی کی ضروریات کا ایک جزو شمار کیا جاتا ہے۔ غریبوں اور امیروں کو اسکی یکساں ضرورت ہے۔ صابون نہانے اور ہاتھ منہ دھونے ہی کے کام نہیں آتا۔ بلکہ کپڑے دھونے کے کام میں اس سے کہیں زیادہ آتا ہے دھوبی صابون کے بالکل محتاج ہوگئے ہیں۔ بلا صابون کی مدد کے کپڑے صاف ہی نہیں کرسکتے۔ اگر صابون تیار کیا جائے تو خاطر خواہ نفع حاصل ہوسکتا ہے۔ سب سے زیادہ ہاتھ منہ دھونے کے صابون کی نکاسی ہے اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تین سیر کاسٹک سوڈے کو سات سیر پانی میں خوب حل کرلیں اور اسمیں اکیس سیر ناریل کا نہایت عمدہ تیل اور ۸ تولہ کوئی عطر ملادیں جب یہ سب چیزیں بخوبی مل جائیں تو چوبیس گھنٹہ اسکو اسی حالت میں ڈھک کر رکھا رہنے دیں جب سخت ہوجائے تو اسکی ٹکیاں کاٹ لیں اور انکو سانچے میں دباکر کسی خوبصورت شکل کا بنالیں اور کاغذ کے بکسوں میں تین تین چھ چھ ٹکیاں رکھ کر ولایتی صابنوں کی طرح فروخت کریں جس شکل کا صابون بنانا منظور ہو اسی شکل کا سانچا۔ بھی سانچا بنانیوالے سے تیار کرالیں۔ اور اس سانچے میں جو صابن اور کارخانہ کا نام لکھنا ہو وہ بھی کھدوالیں۔ رنگ اور سانچا دیدہ زیب ہونا چاہیئے۔ خوشبو کا خصوصیت سے خیال رکھا جائے۔ رنگ اور خوشبو فنا سی چیز ہے جس قسم کا رنگ یا خوشبو آپ رکھنا چاہیں وہی قوام میں ملادیں رنگ و خوشبو اگر ولایتی ہو تو زیادہ بہتر ہے جو کہ انگریزی دوا فروشوں کے ہاں سے نہایت معمولی قیمت پر دستیاب ہوسکتی ہے سانچے ہر بڑے شہر میں خوبصورت سے خوبصورت اور عمدہ سے عمدہ تیار ہوسکتے ہیں۔ آئندہ کسی اشاعت میں کپڑہ دھونے کے صابون۔ کاربولک صابون۔ نیم کے صابون۔ حجامت بنانیکے صابون وغیرہ کے نسخے درج کئے جائینگے۔

نوٹ:۔ جس برتن میں صابون کو جمانا مقصود ہو اسمیں صابون ڈالنے سے پہلے چکنائی لگائی جاوے۔

سوالات

مذہبی

(۱۰۷۶) قیامت میں سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا۔ (۲۳ ص)

(۱۰۷۷) ہمہ زندگی یا مکان وغیرہ ازروئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو اس کا نفع لینا بھی جائز ہے یا نہیں (محمد الحکیم خریدار)

(۱۰۷۸) اسلحہ پر زکوٰۃ دینی واجب ہے یا نہیں (")

(۱۰۷۹) فروختگی شراب کے لئے مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں (")

(۱۰۸۰) مسلمان کو سیونگ بنک یا دیگر بنک میں روپیہ جمع کرکے سود لینا چاہیئے یا نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں لو مگر خیرات کردو۔ بعض کہتے ہیں مت لو۔ بعض کہتے ہیں خرچ کر سکتے ہو گناہ نہیں ہے۔ لہٰذا مفصّل طور پر اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس مسئلہ سے سب مسلمان آگاہ ہو جائیں (شاہد علی خریدار)

طبّی

(۱۰۸۴) کان کے پاس ایک سفید داغ ہے جو کہ میرے ۱۱ برس کی عمر سے تھا۔ مگر اب میری عمر ۲۰ سال سے زائد ہے۔ ابھی تک وہ یوں ہی تھا نہ بڑھتا تھا نہ گھٹتا تھا۔ ۱۱ برس سے ۱۶ برس تک وہ بدستور رہا مگر بعد ۱۶ برس کے وہ بڑھ کر اور اس وقت دوانی کی برابر ہو گیا ہے اور اس میں کچھ سوزش بھی ہوتی ہے۔ ایسا نسخہ درکار ہے جس سے یہ شکایت جلد رفع ہو جاوے۔ (۲۳ ص)

(۱۰۸۵) درد شقیقہ کا مجرب و مؤثر نسخہ مطلوب ہے۔ (ادیب خریدار)

(۱۰۸۶) دانتوں میں درد رہتا ہے اور مواد نکلتا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (احمد ظہیر الحق۔ خریدار)

(۱۰۸۷) جریان کا کم قیمت اور مجرب نسخہ درکار ہے۔ (محمد عمر خریدار)

(۱۰۸۸) درد سر بہت شدت سے ہوتا ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (بی۔ آر۔ علی خریدار)

(۱۰۸۹) عرصہ دو ماہ سے ذیابطیس کی شکایت ہے۔ ڈاکٹروں سے امتحان کرایا وہ کہتے ہیں۔ کہ پیشاب میں شکر آتی ہے جس کو

ہی علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کوئی صاحب براہ کرم مجرب نسخہ تحریر فرمائیں۔

صنعتی

( ) فوٹو گرافی بغیر استاد کے سیکھنے کی کونسی کتاب ہے۔ اور وہ کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے (۴۷۳ ع)

متفرّق

(۱۱۱۹) شمس تبریز کے والدین کے نام کیضرورت ہیں (۲۳ ص)

(۱۱۲۰) تاریخ شیر جو بحکم اکبر بادشاہ لکھی گئی ہے اور طبقات ناظری اور تاریخ نظامی و ماثر الامرا چھاپہ جلد کہاں سے اور کس قیمت پر ملیگی۔ (اکبر علیخاں خریدار)

(۱۱۲۱) ایلچ پور میں کونسے افغانوں میں نواب ہوئے ہیں۔ اور اب کونسے خاندان کے نوابوں سے نوابی جاگیر انگریزی ہو گئی اگر کسی صاحب معلوم ہو تو مطلع فرمائیں۔ (")

(۱۱۲۲) کتاب یوسف و زلیخا فارسی جس کے ہر ایک بیت کے پہلے مصرعہ سے یوسف علیہ السلام اور دوسرے مصرعہ سے زلیخا کا نام بنتا ہے۔ اور ہر دو مصرعہ سے مصنف کا نام بنتا ہے۔ اس کے طریقہ سے کوئی صاحب مطلع فرمائیں کہ کس حساب سے بنتا ہے۔ اور اگر حساب کی کوئی کتاب ہو تو وہ کہاں سے اور کس قیمت پر ملتی ہے۔ (عبد الحکیم خریدار)

(۱۱۲۳) کیا کوئی اسلامی کمپنی بیمہ کرانے والی ہندوستان میں موجود ہے اور اگر ہے تو کہاں ہے (")

(۱۱۲۴) شاہ نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ کے مطابق نزول دجال وغیرہ کا ۱۳۴۰ھ حساب سے آتا ہے مگر کوئی نشان وغیرہ ظاہر نہیں ہوئی۔ کیا کوئی اور سند اس قابل ہے جس سے پتہ لگ سکے۔ کہ قیامت کتنے عرصہ تک آنے والی ہے۔ (عبد الحکیم خریدار)

(۱۱۲۵) کرگہ یعنی کپڑا بننے والی مشین کا ماڈل کہاں سے آتا ہے پتہ مطلوب ہے۔ (احمد ظہیر الحق خریدار)

(۱۱۲۶) میرے بھتیجوں کے نام تاریخی رحمٰن و کریم سے ایسے بنائیں جس میں ۱۳۴۲ ہجری نکلتے ہوں (محمد عمر خریدار)

(۱۱۲۷) پرانی جیبی اور ٹائم پیس اور گھنٹے کونسی کمپنی خرید کرتی ہے۔ (شیخ چاند۔ خریدار)

(۱۱۲۸) لفافے بنانے کی مشین کی جن صاحب کو ضرورت ہو

رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ

میں

رسالہ دین و دنیا کے متعلق

ایک غریب فنڈ کا افتتاح

اگرچہ رسالہ دین و دنیا کی سالانہ قیمت صرف دو روپے ہے اور ششماہی صرف ایک روپیہ۔ پھر بھی دفتر میں بہت سے خطوط ایسے لوگوں کے موصول ہوتے رہتے ہیں جو مسلمان ہیں غریب ہیں۔ دین و دنیا کے مطالعہ سے دینی اور دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے متمنی ہیں لیکن اپنی عسرت اور تنگدستی سے مجبور ہو کر یہ معمولی قیمت بھی ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے اور اس لئے اظہار شوق کے ساتھ اپنی مجبوری و معذوری ایسے دردناک الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ کلیجے پر چوٹ لگتی اور آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔

ادھر دین و دنیا کی مالی حالت اس قدر کمزور اور نازک ہے جو کسی مزید رعایت بطور مزید ایثار کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن باوجود اس کے ہم نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ فی غریب خریدار آٹھ آنہ کی رعایت ہم دیں گے اور ۸/ "غریب فنڈ" بطور امداد دیگا اور صرف ایک روپیہ سالانہ خریدار سے لیا جائے گا۔

چنانچہ یکم رمضان المبارک ۱۳۴۲ ہجری سے رسالہ دین و دنیا کے غریب فنڈ کا افتتاح کردیا جائے گا۔ دین و دنیا کے ہزارہا متمول، ذی ثروت اور اولوالعزم ناظرین اور خریداروں سے امید ہے کہ وہ اپنے مفلس نادار اور کم استطاعت بھائیوں کے لیئے اس "غریب فنڈ" میں ذوق و شوق اور خندہ پیشانی کے ساتھ حصہ لیں گے اور خوشگوار تبسم کے ساتھ ان کی مالی امداد کرکے ان کو رسالہ دین و دنیا سے دینی دنیوی علمی اور عملی فوائد حاصل کرنے کا موقع دینگے اور خود عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں گے۔

اس فنڈ کے متعلق تمام آمد و خرچ وغیرہ کے حسابات باقاعدہ دین و دنیا میں شائع ہوتے رہیں گے۔ نیز جو غریب بھائی دین و دنیا خریدنا چاہتے ہیں فوراً ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کردیں۔ نیازمند منیجر

وہ پتہ ذیل سے طلب کریں۔

پتہ:۔ ملک رحمت اللہ۔ کالری دروازہ۔ گجرات۔

(۱۱۲۹) کلکتہ کے شیشے والوں کا پتہ مطلوب ہے (کاکل دین خریدار)

(۱۱۳۰) ہر ایک قسم کی چکن نکالنے کی مشین کا پتہ مطلوب ہے۔ (ر)

(۱۱۳۱) ایک ہینڈ پریس مع کل چھاپنے کے سامان کے بالکل نیا ہے حروف انگلش میں پیسے کے ٹائپ کے ہیں قیمت صرف للعہ علاوہ محصول جن صاحب کو ضرورت ہو پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

پتہ:۔ اے۔ ایس عبدالقیوم۔ نز مسجد روڈ۔ مقام رائپور۔ (سی۔پی)۔ (۴۹۱/ع)

(۱۱۳۲) چربی کی عفونت دور کرنے کے لئے کوئی انگریزی دوا مطلوب ہے۔ (محمد مہرالدین خریدار)

جوابات

(۱۰۹۵) آئینہ جرم نامی کتاب اُرگو پتہ ذیل سے طلب فرمائیے۔ صاحبزادی جناب نواب محمد مزمل اللہ خاں صاحب مقام بھیکم پور جدید۔ علیگڈھ۔

( ) نقاد۔ مخزن۔ معارف۔ تمدن۔ عصمت۔ پردہ نشین وغیرہ وغیرہ کے پرچے بندہ سے دستیاب ہوسکتے ہیں

پتہ:۔ رحمت اللہ خاں کلرک ٹی۔ٹی۔ ای سیکشن این ڈبلیو ریلوے۔ لاہور۔

( ) دوا کی گولیاں بنانے کی مشین کے لئے پتہ ذیل پر خط و کتابت کیجئے۔

پتہ:۔ عبدالرب صاحب مدرس مسلم ہائی اسکول انبالہ شہر۔

( ) مفصل حال مریضہ کا لکھ کر منیجر دواخانہ ہاشمی دہلی سے خط و کتابت کریں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

( ) مرکب سیلان الرحم دواخانہ ہاشمی دہلی سے منگواکر استعمال کریں۔ (؍)

( ) منیجر دواخانہ ہاشمی دہلی سے مفصل حال لکھ کر دوا طلب کریں۔ (؍)

( ) منیجر دواخانہ ہاشمی دہلی سے دوا طلب کریں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

اِنشائے لطیف

اُٹھ

اُٹھ اُو ناکام تمنا اُٹھ۔ سنبھل او مایوس طلب سنبھل۔ تیرے ٹوٹے ہوئے دلمیں رحمت جلوہ نما ہوئی ہے۔ تیرے خونی آنسوؤں پر مشیت کو ترس آگیا ہے۔ تیرے کمزور دست و بازو کو توفیق نئی طاقت عطا کر رہی ہے۔ ہمت کا فرشتہ تیری مدد کو تیار ہے۔ تدبیر اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ حاضر ہے تقدیر پکار رہی ہے کہ ایکبار اور مجھے آزما۔

ہستی کے سمندروں میں تدبیر کے جہاز ڈال دے۔ زندگی کی کشاکشوں کے لئے تیار ہوجا۔ دلکو صبر کی تلقین کر۔ دست و پا کو سرگرمی کی تعلیم دے۔ دماغ کو ایجاد و اختراع کا سبق پڑھا۔ کانٹوں میں اُلجھ مگر پھولوں سے دامن بھرے۔ غوطوں پر غوطے کھا لیکن گوہر مقصود کو نہ چھوڑ۔ تکلیف اُٹھا۔ راحت کے لئے۔ رنج و غم برداشت کر۔ مسرت کے لئے۔

اُو وادیٔ ناکامی کے راہرو۔ آنکھ اُٹھا اور منزل مقصود کی راہ دیکھ۔

اُو قعر ذلت کے اُفتادہ۔ سنبھل اور شوق و محنت کے پروں سے باہر نکل۔

(ایڈیٹر)

عیشِ اَبدی

(از شوکت علی فہمی میرٹھی)

شراب کا دور چل رہا تھا۔ رقص و سرود کی محفل گرم تھی۔ سارنگی کی دلکش آواز سے بیخود ہوکر عیش کے متوالے گریباں تار تار کئے دیتے تھے۔ طبلہ کی آواز صبر و سکون کو رخصت کرنے کے لئے نقارہ کا کام دے رہی تھی۔ رہزن ایمان دشمن دین مہوش کی نغمہ سرائیوں پر اہل محفل کے سر ہل جاتے تھے۔ ہر شخص اس کافر کے ادنیٰ سے اشارہ پر دل و جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتا۔ گستاخ بادصبا اگر کبھی اس کی زلف شبگوں کو چھیڑ دیتی تھی تو اہل محفل کے دلوں پر سانپ لوٹ جاتے تھے۔ اُس کے ابرو کا اشارہ محفل کو بات کی بات میں رشک مقتل بنا دیتا تھا۔ اس کی دلکش آواز حاضرین پر جادو کا اثر کر رہی تھی۔ ہر فرد بشر تصویر حیرت بنا ہوا خاموش نظر آتا تھا۔

شمع کافوری کی ہلکی ہلکی روشنی نے محفل میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دی تھی۔ ایک گوشہ میں فانوس کا برقعہ اوڑھے کھڑی تھی اور اہل محفل کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر جل رہی تھی۔ اشرف المخلوقات کی یہ خستہ اور نازیبا حالت اس سے نہ دیکھی گئی اس نے ضبط سے کام لینا چاہا مگر وہ ناکام رہی۔ اس کا نرم و نازک دل دکھا اس پر رقت طاری ہوگئی اور زار و قطار رونے لگی۔ اس کے رخساروں پر آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ وہ سنبھلی اور سنبھلکر حاضرین کی طرف نگاہ آتشیں سے دیکھا اور زبان حال سے کہنے لگی کہ اے مے عیش کے متوالو۔ آنکھیں کھولو ہوش میں آؤ۔ دنیائے ناپائدار میں عیش و آرام کے خواہاں نہ بنو۔ اگر تم عیش چاہتے ہو اگر تم راحت کے طالب ہو تو عیش ابدی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ یہ عیش جسکو تم عیش سمجھے ہوئے ہو۔ ایک خواب ہے۔ ایک تصویر خیال ہے۔ ذرا آنکھیں کھولو غفلت کی نیند سے بیدار ہو۔ تم سراب کے دھوکے میں آگئے دنیوی عیش کے خیال نے تمہارے دماغ کو بالکل معطل کر دیا۔ سیاہ کاریوں نے تمہاری دل سیاہ کر دیے۔ تم کیسے اشرف المخلوقات ہو تم کو اچھے بُرے کی بھی تمیز نہ رہی۔ شغل شراب نے تمہارے دل سے روز حساب کے خوف کو دھو ڈالا۔ تم سب کچھ سنتے ہو مگر بہرے ہو تم سب کچھ دیکھتے ہو مگر اندھے ہو۔ محفل کی ہر ایک شے عیش ابدی کی خواہاں ہے مگر تم نہیں۔ ممکن کا ذرہ ذرہ یاد خدا میں مشغول ہے مگر تم غافل ہو۔ تمہارے کانوں کے پردے غفلت کے پردے بنگئے ہیں۔ ذرا گوش حقیقت کھولو اور سنو کہ طبلہ اللہ ہو کی صدا سے گردوں کو ہلا رہا ہے۔ سارنگی کے ہر تار سے تو ہی ہے تو ہی ہے کی آواز نکل رہی ہے۔ چشم عبرت کو کھولو اور دیکھو کہ صراحی نشۂ معرفت میں جھوم رہی ہے۔ پیمانہ حالت وجد میں ہے۔ ہر ایک پھول سے وحدت کی بو آرہی ہے۔ وہ دشمن ایمان شمع رو جسکے تم سب پروانے بنے ہوئے ہو۔ وہ بت جس کے تم سب پجاری ہو۔ ذرا غور سے دیکھو کیا ہے۔ چشم عبرت کو کھولوگے تو تم کو معلوم ہوجائیگا کہ یہ پیکر حسن خاک کا ڈھیر ہے اور خاک ہی میں مل جائیگا یہ تمام سامان عیش جس پر تم ہزار جان سے قربان ہو۔ اس خدائے پاک کی قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ مصنوع پر کیوں مٹے ہو صانع حقیقی پر مٹ جاؤ فنا ہوجاؤ۔ اپنے عشق مجازی کو عشق حقیقی سے بدل ڈالو۔ میری طرح دنیائے ناپائدار کے شمع رخوں کو چھوڑ کر اس ذات حق سے لو لگاؤ۔ تمام تمام رات ایک پیر سے کھڑے ہوکر اسکی عبادت میں مشغول رہو۔ اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور میری طرح آٹھ آٹھ آنسو روؤ اور اپنی ہستی کو فنا کر دو تو تم کو بھی عیش ابدی حاصل ہوجائے گا۔

تیری یاد میں

(از مولانا نازا حمد القادری صاحب)

صبح صادق کا وقت ہے آسمان پر ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہوچلی ہے میں اپنے مضطرب دل کو لئے فرش زمرد میں پر بیٹھا ہوں اور تیری یاد میں مصروف ہوں۔

تو مجھے نظر نہیں آتا میں تیری محبت میں سرشار ہوں تیری جستجو میں پریشان ہوں معلوم نہیں تو مجھے کیوں بھول بیٹھا ہے۔ میں نیلگوں آسمان کے رہنے بسنے والے ننھے ننھے ستاروں پر رشک کرتا ہوں۔ وہ تجھے دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

کاش میرے دماغ دل ہی روشن ستارے بن جاتیں۔ انمیں تیرا جلوہ نظر آئے رات کے وقت جب ساری دنیا آغوشِ خواب میں آرام کرتی ہے میں گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر تجھے یاد کرتا ہوں اور تیرے دیکھنے کے لئے بیقرار ہوتا ہوں لیکن تو نظر نہیں آتا میری آرزوئیں دم توڑنے لگتی ہیں میری تمنائیں خاک میں مل جاتی ہیں اور میری خوشیاں غم سے تبدیل ہو جاتی ہیں۔

میں تیرے وصل کا طلبگار تیرے کرم کا خواستگار ہوں میرے عشق کی لاج رکھ لے جلوہ دکھا دے پیامِ وصل سنا دے میں تیرا ہوں تو میرا ہے اپنے رحم و کرم سے اپنے فضل و احسان سے میری دعا قبول کر۔

میں تیرے دیدار کا مشتاق ہوں تو میری آنکھ سے اوجھل ہے میں بیتاب ہوں بیقرار ہوں۔ کیا میں مایوس ہو جاؤں اور یہ سمجھ لوں کہ تو مجھے نہیں ملیگا۔

نہیں، ہرگز نہیں میں ناامید نہیں ہو سکتا۔ پیامِ "لاتقنطو" میرے دل کو تسکین دیتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تو ضرور ملیگا۔

پھر کبتک تلاش کروں کبتک انتظار کروں میں بے چین ہوں۔ میں بیتاب ہوں۔ میرے لئے جینا عذاب۔ زندگی مصیبت۔ اور جان آفت ہے۔

مجھے دولتِ معرفت اور چشمِ بصیرت عطا فرما تا شجر میں حجر میں کوہ میں دریا میں۔ دن میں رات میں اور کائنات کے ہر ذرے میں تیرا ہی جلوہ دیکھوں میری شوق میں ڈوبی ہوئی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور ستاروں کی ننھی ننھی نورانی کرنوں سے کہتی ہیں کہ مجھے میرے محبوب کا جلوہ دکھا دو لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔

میں باغ میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ بلبل شاخِ گل پر بیٹھ کر نغمۂ عشق گاتی ہے دلکش راگنیاں سناتی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اپنے محبوب کو اپنا دردِ دل سناؤں۔ اسکی صدائے دلنواز سنوں اور عالمِ بیخودی میں یہ کہوں کہ ؎

شب کو ہو جاتی ہے جب شورشِ عالم خاموش
ہم فضا میں تری آواز سنا کرتے ہیں

ڈاکٹر

(شوکت علی صاحب میرٹھی)

اگر کوئی دل جلا سوال کرے کہ کیوں صاحب "مرض زیادہ خطرناک ہے کہ ڈاکٹر"؟ تو ناتجربہ کار اس سوال کا مضحکہ اڑانے لگیں گے۔ لیکن ایک تجربہ کار بیساختہ جواب دیگا کہ "ڈاکٹر" ڈاکٹر۔ ہاں بیشک ڈاکٹر۔ ملیریا۔ انفلوئنزا۔ ہیضہ۔ طاعون اور ٹائیفائیڈ یعنی اختلاج الرحم غرض جملہ امراض سے زیادہ خطرناک ہے۔ میں انسے خائف نہیں ڈاکٹر سے نہیں ڈرتا۔ لیکن ڈاکٹر کا نام آتے ہی کانپ اٹھتا ہوں کیوں؟ اس لئے کہ جو سارے ڈاکو مجھسے اس قدر دبا کہ گویا میرے پاس میں اور میرے گھر موجود ہے۔ لیکن ایک ڈاکٹر اسپر اکتفا نہیں کرے گا۔ وہ مجھ کو

قرض منگوا کر اپنی حریص جیب کو پُر کرے گا وہ مجھے مجسم احتیاج اور دوبارہ مقروض بنا کر چھوڑے گا۔

سُنائے جا

(از جناب ماسٹر امیر حسن صاحب نازؔ سیالکوٹی)

صدیوں کی بھولی ہوئی کہانیاں۔ مدتوں کے فراموش ہوئے ہوئے قصے صداقت کی زبان میں سچائی کے لفظوں میں سُنائے جا۔ عشقِ حقیقی کی ولولہ انگیز داستانوں کو معرفتِ الٰہی کے جوش پیدا کرنے والے قصوں کو سُنا۔ اور بار بار سُنا۔

جہالت اور لاعلمی کی نیند سے بند ہوئی ہوئی آنکھیں بزرگانِ سلف کے زرّیں کارناموں کا تذکرہ سُنکر کھل رہی ہیں۔ تغیراتِ زمانہ اور انقلاباتِ عالم کی دستبرد سے پژمردہ ہوئے ہوئے دل احساساتِ الفت اور جذباتِ محبت کے ہجوم کے تقاضوں سے مجبور ہو کر ایک نئی زندگی حاصل کرنے کی آرزو میں بیتاب ہو رہے ہیں۔ پامال شدہ تمنائیں جنہیں مایوسیوں کے سرد ہاتھوں نے مدتیں گزریں ٹھنڈا کر دیا تھا۔ اب پھر اُس آتشِ عشق کے احساس سے تپش اندوز ہو رہی ہیں۔ جس کی کرشمہ سازیوں نے کبھی ایران کے آتشکدوں پر توحید کے بادل برسائے تھے برباد ہوئی ہوئی امیدیں جنہیں غلبۂ یاس نے صدیوں سے ناکامی کی تاریک گہرائی میں پھینکدیا تھا۔ پیامِ امید کی روشن کرنوں کے زندگی بخش نور کا نظارہ کر کے جنبش میں آ رہی ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں ہی اپنی خوبیاں کھو دینے والی منتخب شدہ امت اُس جد و جہد کے لئے جس نے کبھی دنیا بھر میں اُسے ممتاز کر دیا تھا پھر مستعد ہو رہی ہے ضروریاتِ زمانہ کی اہمیت سے بے خبر قوم ایک ایسی تحریک کی محتاج ہے جو خون بنکر ہر فرد کی رگوں میں دوڑ جائے۔ پُرانے حوصلے پھر آموجود ہوں۔ دیرینہ اُمنگیں پھر ظاہر ہوں۔ اور دلوں کی افسردہ طبیعتیں ایک سچے "ناپائدار جوش سے بھر جائیں۔ اس لئے عہدِ سلف کے بزرگوں کے کارناموں پر دورِ جدید کی ضروریات کا رنگ چڑھا۔ اور میٹھی زبان میں اُن واقعات کو دہرائے جا۔ جو کبھی تہذیب اور تمدن کی جان تھے۔ اُس رشتۂ اخوت کو جس نے کبھی دنیا بھر کے مسلمانوں کو منسلک کیا ہوا تھا۔ ازسرِ نو تازہ کر۔ گزشتہ اور موجودہ حالت کا دردناک فرق دکھا کر نرم اور چبھتے ہوئے لفظوں میں تنبیہ کئے جا۔ تاکہ مردہ دل ازسرِ نو زندگی حاصل کریں۔ پس اپنی مخصوص روش نباہے جا اور روشن مستقبل کی نویدِ جانفزا کو ڈگمگاتے قدموں کو سہارا دے اور دھڑکتے ہوئے دلوں کو تسلی کا پیام سُنائے۔

شاعرِ ناکام کی یادیں

آہ وہ کس قدر جلد رخصت ہو گیا۔ اُس شہابِ ثاقب کی مانند جو فضا میں نمودار ہوتا ہے اور پیشتر اس کے کہ دنیا اُسکی بے قدر شعاعوں کیطرف متوجہ ہو۔ وہ غائب ہو جاتا ہے۔ جب ہی اُنکی حیات پر ظاہر ہوا اور جبھی اُسوقت کہ ابھی تک مخذول نظروں سے اہلِ درد کی محدود دنیا معدوم ہونے کو تھی۔ وہ چل بسا جب تک اس

عالمِ فانی میں رہا۔ اُس نے کسی کا دل نہ دکھایا۔ وہ تنہائی کا شائق اور خلوت کا دلدادہ تھا اور پُر رونق صحبتوں سے گریز کرتا تھا۔ ندی کے ساحل شکستہ کا ایک ویران اور ناہموار گوشہ اُسکا دلپسند مقام تھا۔ وہاں سرد آہوں اور پُر درد نالوں سے اپنی تخیل کی محفل آراستہ کرتا اپنے جذبات کو لفظوں کا جامہ پہناتا اور کسی نامعلوم حسن کے قدموں پر سر ڈالدیتا۔ یہ اُسکا معمول تھا۔ قدرت نے اُسے ایک فیاض، لیکن افسردہ اور پژمردہ دل عطا کیا تھا۔ لوگ اُس کی طرف کم متوجہ ہوتے تھے اور یہ اچھا تھا کیونکہ یہ آدم کے فرزندوں کی بھیڑوں سے گھبراتا اور اُن کی دل آزار چالوں سے ڈرتا تھا اُس کے دوست تھوڑے تھے مگر دشمن کوئی بھی نہ تھا اُس کی مختصر سی زندگی اُن تاریکیوں سے پاک تھی جو گناہ بنکر حیات انسانی پر چھا جاتی ہیں اور ضمیر کو اندھا کر دیتی ہیں۔ یہ ضرور تھا کہ اُس نے کہیں محبت کی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اپنی کہانی کسی کو نہ سنائی۔ اُسکی ناکام محبت کا افسانہ ایک راز سربستہ رہا اور اُس کے ساتھ ہی زمین کی گہرائیوں میں دفن ہو گیا۔

رخصت ہونے والے شاعر نے اپنے بعد کوئی نشان بھی ایسا نہ چھوڑا۔ جس سے پتہ چل سکتا کہ اُس کے درد آشنا دل نے کس کے آغوشِ حُسن میں پرورش پائی تھی۔ وہ اُداسیوں کی اقلیم میں پیدا ہوا افسردگیوں کی فضا میں پڑھا۔ مایوسیوں نے اُسے اپنا بنالیا اور موت نے اُسے ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔ جب اُس نے ہوش سنبھالا اور بچپن کی مسکراہٹ سے نکلکر جوانی کی آہوں میں قدم رکھا تو وہ محبت کی حسرتوں کے ہجوم میں گھر گیا۔ زندگی کی نامرادیوں نے اُسے آمادہ کیا کہ اپنے ارمانوں کو پُر اندوہ شعروں کی الم آگیں صداؤں کے پردے میں چھپادے اور تلخ زندگی کی تلخ فرصتوں کی بے رونقی کو اس مشغلۂ مجبور سے آباد کرے چنانچہ بدقسمت نوجوان نغمہائے درد کی ترتیب میں محو ہو گیا۔ اُس کی مصروفیتوں نے اُسے فرصت ہی نہ دی۔ کہ زندگی کی خوشگواریوں سے بہرہ یاب ہوتا۔ اور عالم شباب کی اُمنگوں کی کامرانی سے مسرت حاصل کرتا موت نے وقت کی ایک قلیل سی مدت اُس کے سپرد کی تھی۔ چاہتا تو اُسے شادمانی کے قہقہوں میں بسر کرتا۔ مگر اُس کے حزن پسند دل نے خوشی کے قہقہوں پر سرد آہوں کو ترجیح دی اور روتا رُلاتا چلا گیا۔

دنیا میں عیش بھی ہے اور غم بھی۔ حیاتِ فانی کی پُر بہار منزل نے جب اُسے جوانی کی منزل پر پہونچا دیا۔ تو دونوں چیزیں پیش کرکے اختیار دیا کہ جس چیز کو چاہے اپنی رفیقِ زندگی بنائے۔ نوجوان شاعر نے کچھ دیر کے لئے اپنے دل کی گہرائیوں میں ٹٹولا۔ ایک آہ کی۔ اور غم کو منتخب کر لیا۔ اُسوقت سے لیکر مرتے دم تک اُس نے اپنی زندگی کے ہر لمحے کو آنسوؤں کی لگاتار بارش سے شاداب رکھا اور اپنے تھوڑے سے سفرِ حیات کو اشک فشانیوں میں ختم کر دیا۔ اکثر حضرات کا خیال ہے کہ اگر وہ محبت نہ کرتا تو اچھا تھا مگر ایسا ہوتا ہی کیوں۔ قضا و قدر نے ایک کام اُس کے سپرد کیا تھا اور وہ اُسے کرتا تھا۔ سوائے خدا کے کوئی صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ کہ وہ کہاں تک کامیاب ہوا۔ مگر عالمِ تنہائی کی خموشی شاہد ہے کہ اُس نے اپنی ننھی سی عمر کے لمحوں کو خون کے آنسوؤں سے رنگین کر دیا جب اُس کی روحِ گریاں جسم کی پابندیوں سے آزاد ہو رہی تھی۔ اگر اُسکا کوئی آشنا پاس ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی حیاتِ ناکام کی عبرتناک داستان اُسکو سُنا دیتا۔ مگر اُس کی موت دشتِ غربت میں ایسی جگہ واقع ہوئی جہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔

اب وہ ایک تودۂ خاک ہے۔ جس کے بقا کا مسئلہ بگولوں کی تند اور تیز گردشوں کے سپرد ہے صحرا کی بسیط فضا اُس کی بے وقت موت پر وقفِ ماتم ہے اور اسکی خاک کا ہر ذرہ۔ شکوہ سنجِ بربادی،

ماں کی حسرتیں

(ایک غم نصیب کے حالات)

مرنے والے! کس زباں سے میں کہوں مردہ ہے تو — پھر رہی ہے شکل تیری اب بھی آنکھوں میں مری
لوگ سمجھے ہیں تجھے مردہ، مگر زندہ ہے تو — موت کی سرحد سے اب باہر ہے تیری زندگی

نقش ہے دل پر تری اک اک ادائے جانفزا — کان کو بھی یاد ہیں تیری ترنم پاشیاں
غنچۂ سربستہ تھا تو ہائے کیوں مرجھا گیا، — یہ تو دن تھے پھولنے پھلنے کے اے خلد آشیاں

زندگی سے تیری وابستہ تہیں ماں کی حسرتیں — مرگ بے ہنگام نے سب کو ملایا خاک میں
رہ گئیں ناکام اس دکھیا کی ساری ملتیں — گردشِ ایام نے سب کو ملایا خاک میں

اف! تری وہ نزع کے دم کی نگاہِ واپسیں — دیکھتی تھی جسکو وہ بے کس کلیجہ تھام کر
زندگی تھی تیری یا اک خوابِ حسرت آفریں — ڈھونڈھتی ہے آنکھ مل مل کر جسے ہر سو نظر

تیری آئینِ وفا کا کیا یہی ہے اقتضا؟ — تشنۂ دیدار صورت کو تری ترسا کریں
ہو بھی سکتی ہے کوئی تدبیر ایسی سچ بتا؟ — تو ہمیں دیکھا کرے اور ہم تجھے دیکھا کریں

ای غریقِ بحرِ غم اے نامرادِ زندگی! — ڈوبتے یوں تو لبِ ساحل کبھی دیکھا نہ تھا
آہ تیری پاؤں کو لغزش ہوئی تو کب ہوئی — بام تک جانے میں جب باقی کوئی زینا نہ تھا

نامرادی حسرت و یاس و تمنا بیکسی ہے — وقف ہیں یہ چند کلیاں تیری تربت کیلئے
ذرہ ذرہ ان کا ہے تفسیرِ خوابِ زندگی — تیری تربت آئینہ ہے چشمِ عبرت کے لئے

(زمانہ کانپور)

مجاز و حقیقت

(ایڈیٹر)

خندہ زن ہے تپ الفت جو دوا کرتے ہیں ہم مسکراتی ہے مشیت جو دعا کرتے ہیں

دل بیتاب ہوا دیدۂ پُرآب ہوا یہی کاشانے ہیں جنمیں وہ رہا کرتے ہیں

دامن لالہ و گل ہو کے نقاب مہ و مہر دیکھنے والے تمہیں دیکھ لیا کرتے ہیں

دل کو بیتاب کئے دیتے ہیں مرغان چمن یہ بھی گویا ترا افسانہ کہا کرتے ہیں

شب کو ہو جاتی ہے جب شورش عالم خاموش ہم فضا میں تری آواز سنا کرتے ہیں

روح سی کیوں تن بسمل سے کھنچی آتی ہے دل سے شاید ترے پیکان جدا کرتے ہیں

ہمکو معلوم ہے انجام دعا کا لیکن پند گو ہم ترے کہنے سے دعا کرتے ہیں

نعش اک خون میں ڈوبی ہوئی آتی ہے نظر ہم جو اندیشۂ انجام وفا کرتے ہیں

کچھ جو باقی ہیں ابھی دیکھنے والے ہیں جن انتظار نگہ ہوش ربا کرتے ہیں

ہیں وہ پہلو میں بھی اُن چہرہ ہوا محفل دوست جسے آئینہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں

چھلک اُٹھا ہے مگر ساغر خونناب دل ورنہ آنسو بھی یہ طوفان بپا کرتے ہیں

مسکراتی ہے وفا دل کی تنگ ظرفی پر جب خیال گلۂ جور و جفا کرتے ہیں

تیرے اعجاز کا دعویٰ نہ ہو باطل تو کہیں دل کو جس بات سے تسکین دیا کرتے ہیں

شرم کے ساتھ جو ہو جائے تبسم بھی شریک اپنی حد پر کہیں جذبات رہا کرتے ہیں

دل ستم دیدہ انجام لرز جاتا ہے اب جو دو شخص بہم عہد وفا کرتے ہیں

تو گرفتار ہوں وحشی مجھے معلوم نہیں
دل کسی شخص پہ آجائے تو کیا کرتے ہیں؟

(از شوکت علی فہمی میرٹھی)

تیرے سودائیوں کو جب جنوں کا جوش ہوتا ہے تو ایک ایک تار پیراہن وبال دوش ہوتا ہے

معاذ اللہ آغاز محبت کی دل آویزی کسے انجام کی بربادیوں کا ہوش ہوتا ہے

رُخِ روشن کے صدقے اب تو باز آؤ تغافل سے کوئی دم میں چراغ زندگی خاموش ہوتا ہے

خدا جانے یہ کیا حالت ہے بیمار محبت کی کبھی ہشیار ہوتا ہے کبھی بیہوش ہوتا ہے

تمنا چٹکیاں لیتی ہے کیا کیا دل میں اے فہمی
وہ جب عرض نیاز شوق پر خاموش ہوتا ہے

(صدرالدین شاہ کسمنڈوی)

وہ عجب گھڑی تھی عجب سماں کہ نہ مرا تھا نہ خیال تھا ہمہ جلوہ جلوہ نما کوئی، کوئی محو سحر جمال تھا

تری یاد میں جو ملول تھا ترے ہجر میں جو نڈھال تھا یہ اسی کی لاش ہے بیوفا جسے اپنا جینا وبال تھا

دم نزع آئے بھی وہ تو کیا رہی دل ہی دل میں حسرتیں وہ ادھر تھا قصد جواب تھا نہ ادھر ہی تاب سوال تھا

نہ وہ زندگی کا جواب سر، کوئی پھر بھی ہو تو کیا کرے جو کہا کہ تم نے وفا نہ کی، تو کہا کہ امر محال تھا

یہ غلط کہ شکوۂ غم نہیں، وہ سُنیں تو بھی قصہ دل یہ غلط کہ ہوش بجا نہ تھا مجھے صرف انکا خیال تھا

جو ملول ہیں مرے واسطے ہیں مرگ تو ہو گیا انہیں کیا خبر نہ تھی ہجر میں مجھے اپنا جینا وبال تھا

مجھے اپنے مرنے کا غم نہیں، گلۂ فراق و ستم نہیں مری قبر تک جو وہ آگئے انہیں کچھ تو میرا خیال تھا

مری آرزوں کو ناز تھا، وہ فریب حسن سہی مگر وہی دن تھے حاصل زندگی جب انہیں بھی میرا خیال تھا

مری بیخودی نے بھلا دیا مجھے خود بھی یاد نہیں رہا جسے سُن کے کوئی ہنسا بھی تھا وہ جو میری مرگ کا سوال تھا

ہوئے عفو صدر گناہ سب، مرے کام حشر میں آگیا
مرا ایک سجدۂ بے ریا نہ عتاب تھا نہ جلال تھا

(از جناب مضطر خیرآبادی)

کسی بت کی ادا نے مار ڈالا بہانے سے خدا نے مار ڈالا

یہی وجہ جدائی ہے ہمدم اناڑی کی دوا نے مار ڈالا

دکھایا اُن کو محشر میں ستم ہے جلا کر پھر خدا نے مار ڈالا

جفا کی جان کو سب رو رہے ہیں مجھے ان کی وفا نے مار ڈالا

مصیبت اور لمبی زندگانی بزرگوں کی دعا نے مار ڈالا

انہیں آنکھوں سے جینا چاہتا ہوں جن آنکھوں کی حیا نے مار ڈالا

جفا کی ابتدا ہونے لگی ہے وفا کی انتہا نے مار ڈالا

انہیں پیدا کیا ناحق خدا نے ہمیں ناحق خدا نے مار ڈالا

کبھی حوروں کی جنت میں جو دیکھی حسینوں کو خدا نے مار ڈالا

نہ پوچھو مجھ سے مرنے کا سبب تم سمجھ لو جس ادا نے مار ڈالا

یہ بت ہیں تو سُن لینا کسی دن خدائی کو خدا نے مار ڈالا

پڑا ہوں اسطرح اس در پہ مضطرؔ
کوئی دیکھے تو جانے مار ڈالا

(از جناب مولوی محمد حسین صاحب محوی لکھنوی)

روح کا قالب خاکی سے ہوا ہو جانا ہے یہی قید سے طائر کا رہا ہو جانا

دے نزاکت جو ٹہلنے کی اجازت تم کو چلتے پھرتے مری تربت پہ ذرا ہو جانا

جان لی شیفتۂ حسن کی بیخود کر کے آگیا تیرے کرشمہ کو قضا ہو جانا

حسرت و بیکسی و یاس کھڑی روتی ہیں دیکھنا ماتم عاشق کا بپا ہو جانا

دامن یار پہ گرتا تو ہے اے قطرۂ اشک شرط آئی ہے کہ تو نقش وفا ہو جانا

ہے شہیدان محبت کو حیات ابدی روح کا قالب ہستی سے جدا ہو جانا

ہائے پھر ٹوٹ پڑا رنج و مصیبت کا پہاڑ کیا قیامت ہے ترا مجھ سے جدا ہو جانا

اتنا غرہ دل نالاں سمجھے کس بات پہ ہے ہم کو معلوم ہے نالوں کا رسا ہو جانا

نگہ یاس نے میرا تو کیا کام تمام ورنہ دشوار نہ تھا مجھکو شفا ہو جانا

لاکھ ہوں جور و ستم اف بھی نہ کرنا محویؔ
دیکھ دل خوگر تسلیم و رضا ہو جانا

(رباعی مولانا صفی لکھنوی)

تقدیر شباب و عمر فانی کیا تھی یہ بھی نہیں یاد وہ کہانی کیا تھی

غفلت سے کھلی آنکھ تو معلوم ہوا اک نیند کا جھونکا تھا جوانی کیا تھی

صنفِ نازک کیلئے

برابری کا شوق

عام طور پر لوگوں میں ایک دوسرے کی برابری کا شوق بہت دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ زیادہ تر طبقۂ مستورات میں پایا جاتا ہے۔ کم سے کم حیثیت کی عورت کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اپنے سے بڑے درجہ کی بی بی کے برابر میری حیثیت بھی ہو۔ جیسا سامان آسائش اُس کے پاس ہے۔ ویسا ہی میرے گھر میں بھی ہو۔ جیسا قیمتی زیور کپڑا اُس کا ہے۔ ویسا ہی میرے پاس بھی ہو۔ جیسے نوکر خدمتگار مامائیں اُس کی ہیں۔ ویسے ہی میں بھی رکھوں۔ یہ خیال زندگی کی خوشی اور قناعت کے آرام کو بالکل کھو دیتا ہے۔

اپنے دل کو دوسروں کی برابری کے شوق میں حیران کرنا سخت غلطی ہے۔ اگر ہم نے کسی بی بی کی برابری پیدا کر لی بھی۔ تو وہ بھی شاید کسی ایک بات میں ایک خاص وقت کے لئے ہوگی۔ لیکن ہر ایک بات میں برابر نہیں ہو سکتے۔ تاوقتیکہ دونوں کی حیثیت برابر نہ ہو۔ مثلاً دو بیبیاں قریب ہی قریب رہتی ہیں۔ ایک کا شوہر ڈیڑھ سو کا انسپکٹر پولیس ہے۔ دوسری کا شوہر بیرسٹر ہے۔ اور چھ سات سو روپیہ کی آمدنی رکھتا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ دونوں کی حیثیتیں بالکل مختلف ہیں۔ اور دونوں کی آمدنی میں بہت فرق ہے۔ پھر کس طرح دونوں کے اخراجات برابر ہو سکتے ہیں؟ اب اگر بیرسٹر صاحب کی بی بی دو ڈھائی سو روپیہ کا کمخواب یا زربفت کا پائجامہ پہنیں۔ اور انسپکٹر کی بی بی بھی یہی چاہیں۔ کہ ہم بھی ایسا ہی پائجامہ پہنیں تو غلطی نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ یہ غلطی معمولی سی غلطی نہیں ہوتی بلکہ اس غلطی سے بعض بیبیاں سخت نقصان اُٹھاتی ہیں۔

ہر ایک شخص کا اپنی حیثیت کو بڑھانا اپنی اپنی محنت پر منحصر ہے۔ یعنی جس قدر تعلیم یافتہ اور عقلمند ہوگا ویسی ہی اپنی حیثیت بھی بنائے رکھے گا۔ لیکن بعض شخصوں کی موجودہ حالت میں ان کے بزرگوں کی حیثیت کو بہت کچھ دخل ہے مثلاً دو شخص یعنے نصیر اور ظہیر ہم عمر ہم مکتب اور دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ نصیر کو ترکۂ وراثت پدری میں پانچ لاکھ کی جائداد ملی۔ اور ظہیر کو بیس ہزار کی۔ اس حالت میں ظہیر اگر نصیر کے برابر ہونے کے لئے خواہ مخواہ اپنے تئیں رنج میں پھنسائے۔ تو سخت احمق سمجھا جاوے گا۔

سب سے زیادہ برابری ذاتی خوبیوں میں کرنی چاہئے۔ اگر ہم اپنا جسم زریں لباس اور بیش قیمت زیورات سے آراستہ نہیں کر سکتے۔ تو کچھ پروا نہیں۔ لیکن ہمیں اپنا دل ضرور، نورِ اخلاق اور زیورِ علم سے آراستہ کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالے نے سب طرح کی خوبیاں ایک ہی شخص میں پیدا نہیں کیں۔ اگر ایک شخص کو دولت دی ہے۔ تو اولاد نہیں دی۔ اگر اولاد بھی ہے تو شاید پوری صحت نہ ہوگی۔ اگر صحت بھی ہے۔ تو شاید میاں بی بی ہی میں ناچاقی ہو۔ غرضکہ جب کسی حالت کا اندازہ کرو۔ تو جہاں وہ چند باتوں میں غنی معلوم ہوگا۔ وہاں چند باتوں میں ضرور مفلس اور محتاج بھی ہوگا۔ پس ہمیں ان امور کی طرف خیال کر کے جن باتوں میں اللہ نے ہمیں غنی کیا ہے۔ اس کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ ورنہ لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوں گے۔ اور اپنا دل آپ ہی مبتلائے غم کرینگے اور فائدہ کچھ بھی نہ ملیگا۔

اپنے درجہ کو بڑھانے کا خیال ایک نہایت ہی عمدہ خیال ہے۔ لیکن سچا رتبہ اور برابری وہی ہے۔ جو نمائشی نہ ہو۔ بلکہ اصلی اور واقعی ہو۔ اور اُس میں کسی قسم کی ملاوٹ یا دکھاوے کا نام بھی نہ ہو۔ ہر ایک تعلیم یافتہ بی بی کو اپنے روپے کو اپنی حیثیت کے موافق خرچ کرنا چاہیئے۔ تاکہ خوشی قناعت اور راحت سے زندگی بسر ہو۔

مینا کا میکا

مینا تو بنگالہ ہی کی مشہور ہے۔ مگر میری پیدائش حیدر آباد دکن کی ہے۔ مجھے اپنے بچپن کا پہلا ہفتہ یاد نہیں۔ مگر اتنا مجھے خیال ہے کہ تاڑ کے درخت پر ہمارا گھونسلا تھا۔ اور دونوں ماں باپ جو کچھ دانا دُنکا میسر ہوتا چگ کر لاتے اور پیٹ میں ڈال دیتے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ ادہر میری اماجان نے اپنی باریک آواز سے سنسان جنگل کے پتوں کو صبح کا پیغام پہنچایا۔ اور ادہر آسمان سے موسلادھار بارش شروع ہوئی ہم دونوں بہن بھائی بھوک کے مارے تڑپ رہے تھے۔ اور مینہ کسی طرح نہیں تھمتا تھا۔ جب تین پہر اسیطرح گزر گئے تو ماں مامتا کا مارا باپ اسی چمک و کڑک میں گھونسلے سے نکلا اور وہ قیامت خیز مینہ سر پر لیتا ہوا ہوا میں اُڑا ہماری بدقسمتی سے ایک ظالم باز برابر کے درخت پر بھوکا بیٹھا تھا۔ اباجان کی صورت دیکھتے ہی جھپٹا اور ہماری آنکھوں کے سامنے اس ظالم نے بوٹی بوٹی کر کے کھا لیا۔ اماں جان تو آج کی تاریخ سے بیوہ ہو گئیں تھیں۔ مگر جسطرح ممکن تھا ہماری پرورش کی۔ اور ہم ماں کے آغوش میں پلکر اس قابل ہوئے کہ پنجاب کے ایک خاندان سے نسبت کا پیغام آیا۔ بیوہ ماں کی بچی ہی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں اپنے وطن سے ہزاروں کوس دور پنجاب بھیج دی گئی۔ یہاں آکر جب میں چھ بچوں کی ماں تھی۔

ایک دن رات کے وقت جب ہم دونوں میاں بیوی اور بچے اپنے گھونسلے میں بیٹھے ہوئے تھے برابر کے درخت پر بجلی زور شور سے گری۔ اور ہمارا گھونسلا بھی جلنے لگا تو ہم باہر نکلے اور جدھر منہ اٹھا روانہ ہوئے۔ رات کا خاموش وقت تھا۔ دریائے راوی زور سے لہریں لے رہا تھا۔ ہم ایک مکان کی ممٹی پر جا کر ٹھہرے۔ دس بج چکے تھے ابر گھرا ہوا تھا۔ اور ایک کلاک

لڑکی خاموش بیٹھی تھی۔ دفعتاً اسکی ماں نے بآوازِ بلند کہا بیٹی! تھوڑی سی دیر بھائی کو بہلالو۔ کہ میں شام سے پھرتے پھرتے تھک گئی۔ یہ آواز تین دفعہ ہمارے کان میں آئی۔ مگر لڑکی کے کان پر جوں نہ چلی۔ البتہ تیسری دفعہ اسکے یہ الفاظ سُنائی دئیے میں تم سے زیادہ تھک رہی ہوں۔ مجھے نیند آئی ہے اور میں سوتی ہوں۔

مجھے اِسوقت اپنا میکایاد آیا۔ اور میں یہ کہکر وہاں سے اُٹھ گئی کہ یقیناً ایسے انسان سے تو ہم جانور بہت بہتر ہیں۔ کہ آجتک سرزمین حیدرآباد کا نام مجھے خون کے آنسو رُلوا دیتا ہے ؂

شیرخوار بچوں کو کسطرح اٹھانا چاہیئے

بچہ کو ہمیشہ بہت ہوشیاری سے ہاتھ لگانا چاہیئے کیونکہ اس کی ہڈیاں ملایم ہوتی ہیں اور بے احتیاطی کے ساتھ خدمات صدمہ سے ٹیڑھی ہوجاتی ہیں بعض اوقات ٹوٹ بھی جاتی ہیں۔ بچہ کو گود میں لینے کے خراب نتیجہ سے بچے کے عضلات میں درد ہوجاتا ہے جس سے بچہ چڑ چڑا ہوجاتا ہے۔ دُودھ کے پینے کے بعد بچہ کو زیادہ گود میں لینے سے اس کا ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے۔ بچہ کو زیادہ ہلانے یا اُچھالنے سے بچہ جھجکنے اور ڈرنے لگتا ہے۔

چھوٹا بچہ خود کروٹ نہیں لے سکتا۔ اگر وہ ایک کروٹ سے زیادہ دیر تک پڑا رہتا ہے تو تھک جاتا ہے۔ جب اسکو دودھ پینے کے واسطے جگاؤ تو ہمیشہ اُسکی کروٹ بھی بدل دیا کرو۔ بچہ کو ایک ہاتھ پر لینے کے لئے اُسکو چت لٹاؤ اور ہتھیلی اور انگلیوں سے گردن اور سر کو سہارا دیتے جاؤ اور اُلٹی کہنی سے اُس کے جسم کو اپنے جسم کیطرف دباتے رہو۔ بچہ کو کبھی کندھے سے مت لگاؤ۔

چار مہینے سے کم عمر میں کبھی بچہ کو آپ اپنا سر اُٹھانے کی کوشش کرنے یا چھ مہینے سے پہلے بیٹھنے کی کوشش نہ کرنے دو۔ اگر بچہ کو کھٹولے پر سے اُٹھاؤ تو ہمیشہ آہستہ سے اور خاموشی کے ساتھ اٹھاؤ کیونکہ بچے بہت نازک مزاج ہوتے ہیں اگر بے احتیاطی سے شور کرکے اُٹھاؤ گی تو بچہ نازک مزاج اور (ڈرپوک) ہوجائیگا جسوقت بچہ کو اُٹھاؤ تو ریڑھ کی ہڈی۔ گردن اور سر کو ہمیشہ سہارا دیکر اُٹھاؤ۔ بازو پکڑ کر ہرگز نہ اُٹھاؤ ہمیشہ اس کے کندھے یا جسم کو اچھی طرح پکڑ لو۔

بچہ کو لٹاتے وقت سر اور ریڑھ کو ہمیشہ بالکل سیدھا رکھو اور ہاتھ پاؤں ہمیشہ سیدھے رکھو۔ آنکھیں روشنی کیطرف کرکے کبھی نہ لٹاؤ۔

شیرخوار بچوں کو کم عمر لڑکوں کے سپرد نہ کرو۔ اس طرح کی غفلت سے بہت سے بچے ضایع ہوچکے ہیں۔ چوٹیں کھائی ہیں۔ اگر ناسمجھ لڑکی کی گود میں سے بچہ گرجائے تو بچہ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے یا جوڑ اُکھڑ جاتا ہے یا ریڑھ کو صدمہ پہونچتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ناسمجھ لڑکے سے اُس کے کپڑوں وغیرہ میں آگ لگجائے۔ یا کوئی ایسی چیز کھلادے جو بچہ کے لئے ہلاکت کا باعث ہو ؂

ماں کی مامتا

(ازجناب طالب صاحب بنارسی)

کل رات اِنتہا کا مجھے اِضطراب تھا　　دِل جل رہا تھا رنج سے سینہ کباب تھا
روتی تھی اپنے بچۂ مرحوم کے لئے　　گویا گناہ کرتی تھی معصوم کیلئے
ہاری تھی مامتا سے۔ جو گریہ کناں تھی میں　　کیونکر نہ اپنے بچے کو روتی کہ ماں تھی میں
پالا تھا جسکو رنج مصیبت میں جبر میں　　ہیہات داب آئی تھی میں اُسکو قبر میں
نیند آگئی ذرا جو غم و اضطراب میں　　طُرفہ تماشہ مجھ کو نظر آیا خواب میں
تقدیر نے نوید رسائی دیا مجھے　　بچوں کا ایک غول دکھائی دیا مجھے
تاروں کے ساتھ ساتھ مہِ نور زا بھی تھا　　یعنی اُنہیں کے زُمرے میں بچہ مرا بھی تھا
سب پاک تھے خیال میں۔ دِلمیں نگاہ میں　　دامن کسی کا تھا نہ مُلوّث گُناہ میں
کچھ فرق و امتیاز نہ تھا خوب و زشت کا　　ہر ایک کے گلے میں تھا حُلہ بہشت کا
نُورانی سب کے چہرے تھے۔ کچھ بے صفا نہ تھا　　سب تھے سفید پوش کوئی دُوسرا نہ تھا
آکر مرے قریب۔ رفیقوں کو چھوڑ کے　　کہنے لگا وہ لال مرا ہاتھ جوڑ کے

نُورِ نظر کے واسطے آنکھیں نہ کھوئیے
قُربان جاؤں آپ کے۔ امّاں نہ روئیے"

ہر طفلِ نونہال کا دِل باغ باغ تھا　　ہر ماہ وش کے ہاتھ میں اک اک چراغ تھا
روشن تھا ہر چراغ بڑی آب و تاب سے　　دل کا کنول کھِلا تھا فزوں تر گلاب سے
لیکن یہ حال دیکھ کے صدمہ سوا ہوا　　یعنی مرے پسر کا دیا تھا بجھا ہوا
اُس کا چراغ گل جو نظر مجھ کو آگیا　　آنکھوں میں میری ایک اندھیرا سا چھا گیا
پوچھا کہ اے قرارِ دل و جاں یہ کیا ہوا　　تیرا چراغ کیوں ہے ابھی تک بجھا ہوا؟
کہنے لگا وہ۔ کیا کہوں اندوہ سخت ہے　　یہ نورِ چشم آپ کا تاریک بخت ہے
اعمال سے مرے ہے نہ قہرِ خدا سے ہے　　میرا یہ حال آپ کے گریہ بکا سے ہے
امّاں مجھے بھی تھا۔ وہی روشن دِیا دیا　　لیکن تمہاری آہ نے اِسکو بجھا دیا!

"سینے پہ اب سے صبر کی سِل رکھ کے سوئیے
قُربان جاؤں آپ کے۔ امّاں نہ روئیے"

رونے سے روح پاک کو میری عذاب ہے　　اچھا نہیں۔ جو حال تمہارا خراب ہے
رونے نے آپ کے مجھے پانی بنا دیا　　باران بنکے اُس نے گُل کو گلا دیا!
معصوم تھا شمول نہ رکھتا تھا زشت میں　　مجھ کو جگہ ملی ہے ریاضِ بہشت میں
لیکن تمہاری گود میں جو لُطف تھا مجھے　　زنہار وہ مزہ نہ ارم میں ملا مجھے
دم توڑتا تھا جب میں تمہاری کنار میں　　اُس دم بھی تم کو دیکھ کے دِل تھا قرار میں
مجھ سے قضا نے ساتھ تمہارا چھُڑا دیا　　ہمجولیوں کے غول میں لاکر ملا دیا
کیا فائدہ ملال و بُکا سے اُٹھاؤ گی؟　　مر جاؤ گی جو رو کے۔ تو مجھ کو نہ پاؤ گی
اک بات اور بھید کی کہتا ہوں کان میں　　امّاں کوئی کسی کا نہیں ہے جہان میں
تخمِ ملال کشتِ جگر میں نہ بوئیے　　قُربان جاؤں آپ کے امّاں نہ روئیے"

پیکرِ وفا

(۱)

او۔آر۔آر پر ۱۲ میل کا سفر طے کرنا تھا۔ اور صبح کرنا شام کالانا تھا جو کہ "شہر کا انتظار" کے بے چین وقفے عموماً کتب بینی میں بسر ہوتے ہیں لیکن طبیعت اس قدر بے کیف ہو رہی تھی کہ اس خاموش رفاقت سے دلبستگی نہ ہوئی اور میں بیتابانہ اور بے ضرورت اپنے ہمسفروں سے گفتگو کرنے لگا۔ حضرت، آپ کہاں جائیں گے اور پھر یہ کہ حضرت آپ کہاں سے آتے ہیں۔ لیجئے پان ملاحظہ کیجئے وغیرہ وغیرہ چند گرما گرم فقروں نے بے تکلفی کی بنیاد ڈال دی اور تھوڑی دیر میں دنیا کے تمام مسائل مذہبی۔ ادبی سیاسی۔ قومی۔ تمدنی وغیرہ پر بحث ہونے لگی۔ میرے رفیق ایسے گویا ثابت ہوئے کہ مجھے ہمہ تن گوش بن جانا پڑا اور

چنان بستم لب از گفتن کہ گوئی
دہن بر چہرہ زخمے بود و بہ شد

گفتگو ٹرین سے کم تیز رفتار اور اس کا سلسلہ ریلوے لائن سے کم دراز نہ تھا۔ بستیاں اور ویرانے آتے تھے اور گزر جاتے تھے۔ صحرا اور دریا راستہ روکنے کے لئے بڑھتے تھے اور ہٹ جاتے تھے لیکن مکالمہ باہمی کا یہ سلسلہ غیر منقطع اور غیر محدود رہتا تھا آخر صحرا کی مقاصے ایک نائرہ شہر رقصاں بلند کیا۔ لائنوں کے تقاطع سے اس کے پاؤں ڈگمگائے۔ پے در پے جنبشوں نے مسافروں کو چونکایا اور چند منٹ میں رحمت خاں کے بسائے ہوئے شہر کا اسٹیشن آیا جو دیوانوں اور زندانیوں کی معالجہ گاہ میں خاص شہرت و امتیاز رکھتا ہے۔ اسٹیشن کے ساتھ قلیوں کی صدائیں۔ خوانچہ والوں کی آوازیں۔ مسافروں کی بے چینیاں آنکھوں کے سامنے آئیں لیکن میرے درجہ کے مسافر بدستور دریائے تکلم میں غرق رہے۔ ان کو خاموش کیا تو جنس لطیف کے دو سیم تن نمائندوں نے جنکے ہمراہ رشب جمال کے سوا کوئی محافظ نہ تھا اور جنہوں نے ساری کے آنچل کو نقاب کی ایسی خدمتیں سپرد کر رکھی تھیں جن کی انجام دہی سے وہ بالکل قاصر تھا۔ اب گویا مسافروں کی تمام قوت ... سے آنکھوں کی طرف منتقل ہو چکی تھی اور وہ ان "تازہ واردانِ بساط ہوائے دل" کو اس طرح دیکھتے تھے کہ ان کے متعلق یہ فیصلہ دشوار تھا کہ وہ کلکتہ کے عجائب خانہ میں ہیں یا او۔آر۔آر کی ایک گاڑی میں۔

(۲)

ٹرین چلی اور ٹرین کے ساتھ ان دوستوں کی زبان بھی چلی لیکن اب دنیا کے عمیق مسائل پر ریویو موقوف ہو چکا تھا اب گفتگو کا تمامتر موضوع "عورت" قرار پایا تھا۔ کچھ دیر حسن پر بحث رہی۔ پھر "بیوی" کے متعلق خیالات کا تبادلہ ہوا اور آخر میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ عورت کی ذات بے وفا ہے یا وفادار۔ اس مسئلہ پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ بعض اشخاص کا یہ فتویٰ تھا کہ عورت کی ذات بالکل بے وفا ہے۔ بعض کہتے تھے کہ "خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد" کوئی بیوفا ہے کوئی وفادار۔ ایک صاحب کابلی وضع مگر ہندوستانی۔ خوبصورت مگر "چہل سال عمر عزیزت گزشت" کے نوحہ خواں خاموش بیٹھے تھے۔ فریقین کا مکالمہ سنکر یکایک ان کے لبوں پر تبسم لہرایا۔ آنکھوں کو گردش ہوئی اور ایک آواز جو نالہ و آہ دونوں سے مرکب تھی ان کے حلق سے نکل کر فضا میں گونج گئی حاضرین ان کیطرف متوجہ ہو گئے اور انہوں نے فرمایا کہ صاحبو آپ نے جو کچھ کہا وہ خیالی ہے میں عورت کی وفاداری کا زندہ نمونہ رکھتا ہوں اور یہ کہکر موصوف نے اپنا دلچسپ واقعہ بیان کیا جسے ذیل میں صرف اتنے تغیر کے ساتھ کہ متکلم کی ضمیریں واحد غائب سے بدل دیگئی ہیں درج کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد یوسف نے انٹرینس کا امتحان پاس کیکے لاہور کے میڈیکل اسکول میں ڈاکٹری کی تعلیم شروع کی لیکن ابھی انہوں نے تعلیم کا ایک سال بھی ختم نہیں کیا تھا کہ یکے بعد دیگرے والدین کا انتقال ہو گیا۔ کوئی جائداد یا پسماندہ رقم نہ تھی جس سے انکی کفالت ہوتی اور اس لئے وہ ترک تعلیم پر مجبور ہوئے لیکن احباب نے انہیں مشورہ دیا کہ تعلیم شروع کر دینے کے بعد تکمیل سے پہلے چھوڑ دینا کسیطرح مناسب نہیں۔ جسطرح ممکن ہو یہ تین سال کا زمانہ بسر کرنا چاہئے آخر محمد یوسف نے اپنا مکان گیارہ سو روپیہ میں فروخت کر کے وطن کے تمام تعلقات ختم کر دئے اور تعلیم کا سلسلہ بدستور جاری رکھا تعلیم کی مصروفیت میں تین سال کا زمانہ بڑی عجلت کیساتھ ختم ہو گیا اور محمد یوسف امتحان میں پاس ہو گئے۔ پاس ہونیکے بعد امتحانی طور پر ایک ڈسپنسری میں اُن کا تقرر ہوا لیکن اسی اثنا میں کابل سے ایک میڈیکل اسسٹنٹ کی مانگ آئی۔ محمد یوسف سیر و سفر کے بڑے شائق تھے۔ اور والدین کا سایہ اٹھ جانیکے بعد وطن میں اُن کیلئے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی تھی وہ کابل جانے کے لئے فوراً طیار ہو گئے۔

(۳)

کابل پہونچکر محمد یوسف نے رفتہ رفتہ بہت اقتدار حاصل کیا اور کبھی کبھی اُن کو بارگاہ امیر میں شرف اندوزی کا موقع ملنے لگا۔ یہاں سو روپے ماہوار پر ملازم ہو کر گئے تھے لیکن ایک ہی سال میں انکی تنخواہ ڈیڑھ سو ہو گئی۔ کابل کی آب ہوا بھی اُن کو ایسی راس آئی کہ چند روز میں ایک تنومند خوش وضع کابلی جوان نظر آنے لگے۔ الغرض اسی حالت میں انہوں نے تین سال کا زمانہ کابل میں بسر کیا۔ اب اُن کے پاس ڈیڑھ دو ہزار روپیہ بھی پس انداز ہو گیا تھا اُن کے دلمیں شادی کا قدرتی جذبہ پیدا ہوا۔ وہ چاہتے تو کابل میں بھی اُن کی شادی ہو جاتی لیکن شادی کے خیال کے ساتھ وطنی محبت کی دبی ہوئی چنگاریاں بھڑک اٹھیں اور انہوں نے یہ فیصلہ کر کے کہ اپنے وطن ہی میں شادی کریں گے چار ماہ کی رخصت حاصل کی اور چند روز میں اپنے وطن پہونچ گئے۔ محمد یوسف کو قسمت نے قریبی رشتہ داروں کی محبت و سرپرستی سے محروم رکھا تھا۔ دور کے رشتہ سے انکی ایک عم زاد بہن تھیں چنانچہ وہ انہیں کے ہاں فروکش ہوئے اور انکے توسط سے شادی کے متعلق سلسلہ جنبانی کرنے لگے آخر ایک ہم کفو خاندان میں انکو کامیابی ہوئی اور چونکہ واپسی کابل کا ایک ... معقول تھا اس لئے معمولی گفت و شنید کے بعد انکی شادی ہو گئی۔ محمد یوسف نے اپنی بیوی کو امید سے زیادہ حسین۔ تعلیم یافتہ اور سلیقہ مند پایا اور ہزار جان سے فریفتہ ہو گئے اور یہی حال انکی بیوی کا ہوا کیونکہ محمد یوسف خود بھی اسم باسمی خلیق ...

اور محبت کے قدر دان تھے۔ اب انکی رخصت میں صرف پندرہ دن باقی تھے جنکو شوق و محبت کے ولولہ انگیز مشغلوں میں بسر کیا گیا۔ کابل سے واپسی کے وقت محمد یوسف کے پاس جوڑ پندرہ سو روپے تھے جنمیں سے ایکہزار روپیہ شادی میں صرف ہوا اور دو سو کچھ زیادہ شادی سے پہلے اور بعد اُٹھے۔ چلتے وقت اُنھوں نے سو روپے بیوی کو مصارف خانگی کیلئے دئے اور باقی رقم اپنے زاد راہ کے لئے لیکر کابل واپس ہوگئے۔

(۴)

یہ عجیب حسن اتفاق تھا کہ محمد یوسف کی بیوی کا نام زلیخا تھا۔ اگرچہ محمد یوسف شاعر نہ تھے لیکن اس نکتہ لفظی پر میاں بیوی میں اکثر خوش طبعی ہوتی تھی۔ زلیخا کے والد منشی عنایت علی کچہری میں عرائض نویس تھے اور مقدمہ بازی کے بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ جھوٹی شہادت فراہم کرنا اور جھوٹے مقدمات کا لڑا دینا اُن کے لئے ایک معمولی بات تھی اور کسی طرح کی علمی قابلیت نہ ہونیکے باوجود اپنے اس کمال کی بدولت وہ سوا سو روپے ماہوار کما لیتے تھے۔ اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن منشی صاحب کے برخلاف اُنکی بیوی بڑی دیندار اور نیک مزاج تھیں دراسی کا اثر تھا کہ زلیخا میں تمام نسوانی خوبیاں اور نیکیاں موجود تھیں۔ منشی صاحب کو خدا نے اولاد تو نصف درجن سے زیادہ عطا کی تھی لیکن اُس میں صرف دو بچے زندہ رہے ایک زلیخا اور دوسرا اُسکا چھوٹا بھائی حمایت علی جو پرائمری اسکول میں تعلیم پاتا تھا۔ زلیخا شوہر کے کابل چلے جانے کے بعد میکے چلی آئی کیونکہ بدقسمتی سے سسرال کے تمام لوازم و اسباب اُسکے لئے مفقود تھے اور جدائی کا زمانہ بے تابی کے ساتھ بسر کرنے لگی۔ وہی گھر تھا جسمیں وہ بڑھی پلی تھی اور وہی آدمی تھے جنمیں وہ اتنی بڑی ہوئی لیکن شادی کے بعد اُس کی حالت میں ایسا انقلاب ہوا اور قدر دان شوہر کی محبت نے اس قدر خود فراموش بنا دیا کہ کسی طرح اُسکا جی نہیں بہلتا تھا اور ہر وقت محمد یوسف کی تصویر اُس کے پیش نظر رہتی تھی۔ چلتے وقت محمد یوسف نے اُس سے کہا تھا کہ میں گیا یہ ماہ کے بعد ایک ماہ کے لئے آؤنگا بس وہ دن گن رہی تھی کہ کسطرح یہ وقفہ ختم ہو اور اُسکی دیدار طلب آنکھیں اپنی مراد پائیں۔ مہینے پیچھے محمد یوسف کا ایک خط اُسے ملتا تھا۔ اور اُس کے بے چین دل کے لئے تسلی کی یہی ایک صورت تھی۔ آخر کار دن گزرے ہفتے گزرے اور چھ مہینے اسی طرح ختم ہوگئے۔ اس اثنا میں دو مرتبہ محمد یوسف کی طرف سے خرچ بھی آیا جو زلیخا کے لئے کافی ہی نہیں بلکہ ضرورت سے زیادہ تھا لیکن چھ ماہ گزرنے کے بعد جبکہ زلیخا کا انتظار اشتیاق سے بدل رہا تھا محمد یوسف کی خط و کتابت بند ہوگئی۔

(۵)

جب اسی حالت پر پوری سہ ماہی گزر گئی کہ محمد یوسف کا کوئی خط نہیں آیا تو زلیخا کا اضطراب بہت ترقی کر گیا۔ وہ پہلے بھی اپنے محبوب شوہر کی جدائی سے مضطرب تھی لیکن یہ اضطراب سراسر امیدوں اور ولولوں سے لبریز تھا لیکن اب اُسکی بیتابیاں اپنے اندر مایوسی کی تاریکیاں رکھتی تھیں۔ اُسکا دل خود بخود بیٹھا جاتا تھا۔ اُسے غیبی اور روحی دنیا سے یہ صدا سنائی دیتی تھی کہ اُس کے شوہر پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے اور شاید اب وہ واپس نہیں آئیگا۔ آخر اسی مایوسانہ اور مضطربانہ حالت پر ایک سال گزر گیا لیکن کابل کے مسافر کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ نسوانی مکر و ریا نے زلیخا کو بدگمان بنا رکھا تھا اور وہ یہ سمجھتی تھی کہ کہیں محمد یوسف نے کابل میں دوسری شادی نہ کر لی ہو لیکن ساتھ ہی محمد یوسف کی خلوص سے بھری ہوئی گفتگو اور [illegible] نگاہیں [illegible] اکثر [illegible] کی تردید کرتی تھیں اور وہ پھر مایوسی کے سمندروں میں غرق ہو جاتی تھی۔ اسی حالت پر ساڑھے سال کا طویل زمانہ گزر گیا۔ اب زلیخا اور اُس کے والدین محمد یوسف کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ اسی اثنا میں کابل سے تعلق رکھنے والے کئی ہندوستانیوں سے منشی عنایت علی کی ملاقات ہوئی لیکن محمد یوسف سے بالکل لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ اس نام کا کوئی ڈاکٹر کابل میں موجود نہیں یعنی عنایت علی نے ان بیانات سے یہ نتیجہ نکالا کہ یا تو محمد یوسف کابل پہونچنے سے پہلے ہی سفر میں کسی حادثہ کا شکار ہوا اور یا کابل پہونچتے ہی اُس نے وفات پائی۔ بہرحال اب محمد یوسف کی واپسی کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی۔ زلیخا کا اضطراب ساڑھے سال کا زمانہ گزر جانے کے باوجود بھی ناقابل برداشت تھا۔ وہ بیوگی کی طرح افلاس زندگی بسر کر رہی تھی۔ اچھا کھانا، اچھا پہننا اور دنیا کی تمام آرائشیں اُس سے چھوٹ گئی تھیں۔ ہر وقت خاموش اور مغموم رہنا۔ بات بات پر آنکھوں کا پُرآب ہو جانا ایک ایسی بات تھی جو ماں باپ تو کیا غیروں کو رُلا دیتی تھی۔ لیکن اس درد کی کوئی دوا نہ تھی۔ اگر زلیخا درحقیقت بیوہ ہوتی تو اُسکا دوسرا نکاح ممکن تھا۔ اگر مطلقہ ہوتی تو عدت کے بعد وہ اپنی مسرتوں کو دوبارہ آغاز کر سکتی تھی لیکن اُسکی حالت ان دونوں مصیبتوں سے بالاتر تھی اور نالہ و آہ پچھلے پہر کی غمناک دعاؤں کے سوا اُس کے مرض کا کوئی علاج نہ تھا۔

(۶)

اسی اثنا میں جبکہ زلیخا بیتابی کے انگاروں پر لوٹ رہی تھی کہ یہ خوفناک حادثہ پیش آیا کہ منشی عنایت علی پر دروغ حلفی کا مقدمہ قایم ہوا جسکی پیروی میں گھر کا تمام اثاثہ فروخت ہو گیا اور پھر آخر میں مکان کو رہن کرکے روپیہ صرف کیا گیا لیکن چونکہ جج عرصہ سے منشی عنایت کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتا تھا اور ان کی ہتھکنڈوں سے خوب واقف تھا اُس نے نہ صرف دو سال قید بامشقت کی سزا دی بلکہ فیصلہ بھی ایسا زبردست لکھا کہ تحت جد و جہد اور زرپاشی کے باوجود ہائیکورٹ سے بھی سزا بحال رہی۔ سود کے اندیشہ سے مکان کو دخلی طور پر رہن رکھا گیا تھا اس لئے فوراً اُسے خالی کر دینا پڑا۔ اور اس مصیبت زدہ کنبہ نے ایک کم کرایہ کے چھوٹے سے مکان میں قیام اختیار کیا۔ باپ کے قید ہو جانے اور گھر میں کچھ باقی نہ رہنے کی وجہ سے حمایت علی جو نویں درجہ میں انگریزی پڑھتا تھا اپنی تعلیم کو جاری نہ رکھ سکا اور اُسے ملازمت تلاش کرنی پڑی تاکہ گھر کی کفالت کر سکے۔ حمایت علی جس کرایہ کے مکان میں رہتا تھا اُس سے ملا ہوا ایک عالیشان محل تھا جس کے بالاخانہ کی چند کھڑکیاں اسی جانب کھلتی تھیں اور اُن کے کھلنے سے صریح بے پردگی ہوتی تھی۔ حمایت علی کی والدہ اور ہمشیرہ نے اس مکان کو ناپسند کیا لیکن کوئی دوسرا مکان بھی نہ مل سکا آخر حمایت علی اس خیال سے کہ اس بڑے مکان میں ایک شریف آدمی رہتے ہیں وہ اپنے اخلاقی فرض کو فراموش نہیں کرینگے اُن کے پاس یہ کہنے کے لئے گیا کہ ہمارے بے پردگی ہوتی ہے اگر آپ ان کھڑکیوں کو بند رکھیں تو آپکی بہت مہربانی ہوگی۔ اس مکان کے مالک ایک نوعمر رئیس تھے جو تین چار گاؤں کے زمیندار بھی تھے اگرچہ نوجوانی کی بد اعتدالیوں نے تیس چالیس ہزار کا قرضدار بھی بنا دیا تھا طبیعت میں عیش پرستی اور راحت پسندی کا مادہ بہت زیادہ تھا اپنی خواہشوں کے مقابلہ میں اخلاق و مذہب سب کو ہیچ سمجھتے تھے۔ اِن کا نام مرزا علی حسین تھا۔ اُنھیں

اپنی انکھ ہی پر تھی کہ پڑوسن کا مکان آباد ہو گیا ہے وہ بھی اپنی بالاخانہ کی کھڑکیوں سے تاک جھانک کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے چنانچہ حمایت علی نے جب اُن سے صورت واقعہ بیان کی تو اُن کے دل میں گدگدی ہونے لگی کہ نئی پڑوسن کو ضرور دیکھنا چاہیئے۔ لیکن بظاہر وہ حمایت علی کے ساتھ بہت اخلاق سے پیش آئے اور اُسکی مصیبت بھرے حالات بڑی دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے جب حمایت علی نے ملازمت کی ضرورت ظاہر کی تو اُنہوں نے وعدہ کیا کہ میں بھی تمہاری مدد کرونگا اور تم دو تین دن کے بعد مجھ سے ضرور ملنا۔ حمایت علی کے جانے کے بعد مرزا صاحب نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بالاخانہ پر پہنچے اور جنوب رویہ کھڑکیاں جو حمایت علی کے مکان کی جانب واقع تھیں بند کر دیں لیکن ساتھ ہی اُنہوں نے تاک جھانک شروع کر دی۔ زلیخا نہایت حسین و جمیل اور اپنی صدمات شبانہ روزی کے باوجود لاکھوں میں انتخاب تھی اُسے دیکھتے ہی مرزا صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ صبر جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ہوش رخصت ہوئے اک آہ کے ساتھ اُنہیں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ زلیخا تقریباً بیوہ ہے اس لئے ہوس پرستی کے جذبات کو اور بھی اشتعال ہوا اور اُنہوں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ آسانی کے ساتھ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جائینگے

(۷)

ایک ہی نظارہ سے مرزا صاحب کا اشتیاق اس درجہ ترقی پذیر ہوا کہ اُنہوں نے دوسرے دن حمایت علی کو بلا بھیجا اور جب وہ آیا تو کہا بھائی ہمیں خوب یاد آیا ایک جگہ ہماری ہاں بھی خالی ہے لیکن شاید تم دیہات کی تحصیل اور مقدمات وغیرہ کا کام اچھی طرح انجام نہ دے سکو اس لئے بہتر ہے کہ پہلے ہمارے گماشتہ کے پاس کام سیکھو اور اس کے بعد تم کو مستقل جگہ دیجائیگی جبتک تم کام سیکھو گے ہم تمہیں پندرہ روپے ماہوار اور کام سیکھنے کے بعد بیس روپے ماہوار تنخواہ دونگا۔ حمایت علی بہت جستجو کر چکا تھا اور اُسے پندرہ روپے ماہوار کی ملازمت کا بھی کہیں سہارا نہیں ملا تھا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور بڑی شکرگزاری کے ساتھ اُس نے مرزا صاحب کی ملازمت قبول کر لی۔ جب وہ مرزا صاحب سے رخصت ہو کر مکان پر آیا اور اُس نے یہ ماجرا اپنی والدہ اور ہمشیرہ سے بیان کیا تو وہ بھی مرزا صاحب کی حسن اخلاق سے بہت متاثر ہوئیں کیونکہ انکو کیا معلوم تھا کہ اس اخلاق کے پردہ میں انتہائی رذالت اور اس حسن سلوک کے نقاب میں خودغرضی اور ہوس پرستی مخفی ہے۔

بہرحال دوسرے دن سے حمایت علی نے مرزا صاحب کے ہاں کام شروع کر دیا اور ادہر مرزا صاحب نے اپنے بالائی دریچوں سے لاوارث عورتوں کو دیکھنا شروع کیا جبکہ وہ دونگاہ نگاہ آنکھوں کی شرارت سے بے خبر اور اپنے آپ کو محفوظ یقین کئے ہوئے گھر میں بے تکلفی سے چلتی پھرتی تھیں اس مکان میں آئے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ حمایت علی کی والدہ علیل ہوئیں۔ صدمات نے اُنہیں ایسا کمزور کر دیا تھا کہ معمولی علالت کی بھی تاب نہ لاسکیں اور صرف ایک ماہ بخار میں مبتلا رہکر راہی ملک بقا ہوئیں۔ ناتجربہکار اور تنہا رہ جانے والے بھائی بہن کے لئے یہ حادثہ قیامت خیز تھا غربت و افلاس نے اُن کی مشکلات کو اور زیادہ بڑھا دیا تھا۔ ماں کی نعش بے گور و کفن پڑی ہوئی تھی اور حمایت علی کے امکان سے باہر تھا کہ اُسکی تجہیز و تکفین کرے۔ آخر وہ مرزا صاحب کے پاس گیا اور اُن سے کچھ روپیہ لایا تو بدنصیب ماں کو سپرد خاک کر سکا۔ ماں کی ناوقت وفات سے زلیخا پر بہت ناگوار اثر پڑا۔ اول تو وہ مکان میں بالکل تنہا رہ گئی اور اُن اوقات میں جب حمایت علی ملازمت پر گیا ہوا ہو اُسکی تنہائی کو دور کرنیوالا کوئی شخص نہیں تھا۔ دوسرے جب وہ اپنے شوہر کے مایوسانہ رنج و غم میں بے چین ہو تو اُس کی دلجوئی اور تسکین و تسلی کی کوئی صورت نہ تھی۔ لیکن مرزا صاحب کے لئے زلیخا کی تنہائی بہت ہمت افزا ثابت ہوئی۔ اُنہیں زلیخا کے تعلیم یافتہ ہونے کا حال معلوم تھا۔ ایک دن اُنہوں نے ایک نامۂ شوق لکھ کر اُسوقت جب غم نصیب عورت صحن میں بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکی نگاہیں محل کی جانب تھیں کھڑکی سے نیچے پھینک دیا اور کاغذ کو ہوا نے ٹھیک زلیخا کے سینے پر گرایا۔ اُس نے کاغذ اُٹھا کر پڑھا جسکا بیشتر حصہ عاشقانہ اشعار سے لبریز تھا اور پھر اُسی احتیاط کے ساتھ طاق میں رکھدیا۔ اُسے اپنی سادہ دلی کی بنا پر خیال بھی نہ گزرا کہ اس نامۂ شوق کی مخاطب خود اُسی کی ذات ہے۔ چنانچہ شام کو جب حمایت علی مکان پر آیا تو زلیخا نے وہ خط اُسے دیکر کہا کہ دریچہ سے یہ کاغذ صحن میں آپڑا تھا۔ مرزا صاحب کو واپس کر دینا۔

(۸)

مرزا صاحب نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا کہ زلیخا نے اُن کا نامۂ شوق پڑھا لیکن جب حمایت علی نے یہ کاغذ اُنہیں واپس دیا تو وہ عصمت و سادگی کا یہ حیرت انگیز نمونہ دیکھ کر انگشت بدنداں ہو گئے۔ اگر اُنکی سرشت میں نیکی ہوتی تو وہ یقیناً ایسی نیک بخت عورت کے درپے آزار نہ ہوتے اور اُسکی لاوارثی اور بیکسی پر ترس کھانے کی جگہ اُس سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرتے لیکن اس سادگی کا اثر اُن کے دل پر برعکس ہوا وہ پہلے سے زیادہ فریفتہ ہو گئے اور پہلے سے زیادہ اُن کے ارادوں نے مستقل صورت اختیار کر لی۔ حمایت علی اب اچھی طرح کام سیکھ چکا تھا لہذا مرزا صاحب نے اُسکی تنخواہ میں پانچ روپے کا اضافہ کرکے اُسے علاقہ پر بھیجا جاتا تاکہ اُسکی عدم موجودگی میں اُنہیں ناجائز کوششوں کا موقع مل سکے۔ لیکن جب حمایت علی نے اپنی بہن سے یہ ارادہ ظاہر کیا تو اُس نے تنہا مکان میں رہنے کی سخت مخالفت کی اور آخرکار اپنے ایک رشتہ کے ماموں کے ہاں اُٹھ گئی۔ حمایت علی کی روانگی کے بعد دوسرے دن جب مرزا صاحب بالاخانہ آئے تو اُنہیں سخت مایوسی ہوئی۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ مکان میں قفل لگا ہوا ہے۔ کوشش کا برعکس نتیجہ نکلنے سے مرزا صاحب کو بہت افسوس ہوا۔ اور وہ دن اُنہوں نے بڑے اضطراب کے ساتھ بسر کیا جب تک حمایت علی علاقہ پر رہا۔ حمایت علی کی واپسی کے بعد اُنہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اُسے ہمیشہ صدر ہی میں رکھیں گے اور علاقہ پر نہ بھیجیں گے

حمایت علی عدالت کے کاموں اور مقدمات کی پیروی میں بھی مشاق ہو چکا تھا اُس نے اپنے فرائض خوبی کے ساتھ انجام دئے لیکن جب اُس نے دیکھا کہ مرزا صاحب حساب تک بھی اور اُس کی نگرانی کیطرف سے بے پروا ہیں تو وہ اپنی دیانت کو قایم نہ رکھ سکا اور سال بھر کے عرصہ میں اُس نے مرزا صاحب کا دو ہزار روپیہ ادہر سے اُدہر کر دیا۔ اگر وہ جہاندیدہ اور تجربہ کار ہوتا تو اس روپیہ سے کچھ فائدہ اُٹھاتا لیکن کچھ تو اس وجہ سے کہ وہ ناتجربہ کار تھا اور کچھ اسوجہ سے کہ ناجائز روپیہ ہمیشہ ناجائز کاموں میں صرف ہوتا ہے اُس نے اپنی عنان شباب کے گمراہ ہاتھوں میں دیدی اور سارا روپیہ جمع کیا تھا اُسے تندرستی کی بربادی میں خرچ کر دیا۔

(۹)

حمایت علی کا یہ خیال غلط تھا کہ مرزا صاحب اُسکی نگرانی نہیں کرتے وہ درپردہ اُس کی نگرانی کر رہے تھے اور انہوں نے اُسے دانستہ بے اعتدالیوں کا موقع دے رکھا تھا چنانچہ جب

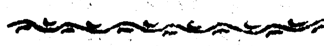
اُن کے پاس چند ثبوت مکمل ہوگئے تو انہوں نے حمایت علی سے حساب فہمی کی خواہش کی اگرچہ حمایت علی حساب کتاب میں بڑا چالاک تھا لیکن پھر بھی سات سو کا غبن نکلا اور اسطرح کہ قانونی چارہ جوئی کی حالت میں حمایت علی جیلخانہ سے نہیں بچ سکتا تھا لیکن مرزا صاحب نے کہا کہ میں تمہاری آبروریزی نہیں چاہتا البتہ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایک کاغذ پر لکھدو کہ مجھے اس رقم کا غبن تسلیم ہے اور آپ جب چاہیں مجھ پر مقدمہ چلا سکتے ہیں۔ حمایت علی نے بچاؤ کی یہ صورت غنیمت سمجھی اور مرزا صاحب کو اُن کی مرضی کے مطابق ایک رقعہ لکھدیا۔ جب مرزا صاحب حمایت علی کو قابو میں کر چکے تو ایک دن انہوں نے اُس سے پوچھا کہ اب تم اس مکان میں کیوں نہیں رہتے۔ حمایت علی نے کہا کہ والدہ کے انتقال کے بعد میری بہن تنہا رہ گئی ہے اور اس لئے وہ اکیلے مکان میں رہنا پسند نہیں کرتی۔ مرزا صاحب نے ہمدردی کے لہجہ میں کہا کہ پھر تم اُسکا دوسرا نکاح کیوں نہیں کر دیتے۔ حمایت علی نے کہا کہ میں تو آج چاہتا ہوں کہ ہو جائے لیکن وہ اس نو سال کے عرصہ میں اپنے شوہر کو نہیں بھولی اور ہر وقت اُسکی یاد میں روتی ہے اس لئے شاید وہ منظور نہ کرے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اُسے سمجھانا بجھانا چاہئے حمایت علی نے کہا کہ والد صاحب جیل سے آجائیں تو کچھ کام چلے۔ اب اُنکی رہائی میں دو تین دن باقی ہیں۔ اسی اثنا میں مرزا صاحب کے ایک کارندہ کا انتقال ہو گیا اور منشی عنایت علی جب جیل سے چھوٹ کر آئے تو اُنکو انہوں نے نوکر رکھ لیا۔ منشی عنایت علی کے آنے پر زلیخا پھر اسی مکان میں آگئی کیونکہ اُس کے ماموں کے ہاں اتنی گنجائش نہ تھی۔ زلیخا کے آتے ہی مرزا صاحب نے اُس کے لئے دام تزویر پھیلایا۔ کٹنیوں کو مقرر کیا اور ہر طرح کوشش کی کہ رام ہو جائے لیکن اُس پر کوئی جادو نہ چلا۔ آخر میں اُس نے مرزا صاحب کو بہت سخت سست کہا اور ہر اجنبی عورت کا آنا بند کر دیا مرزا صاحب کو زلیخا کی اس انداز سے بہت طیش آیا اور اُنکی محبت اشتعال و نفرت سے بدل گئی اور انہوں نے اپنے دل میں انتقام و دلآزاری کا فیصلہ کر کے منشی عنایت علی سے براہِ راست زلیخا کے نکاح کا معاملہ چھیڑا۔ منشی صاحب نے کہا کہ کوئی حرج کی بات نہیں لیکن اُس کے شوہر کے انتقال کی خبر ہم تک نہیں پہونچی لہذا علما سے فتویٰ لئے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔

(۱۰)

منشی عنایت علی کی اخلاقی حالت پہلے ہی اچھی نہ تھی اور جیل کے دو سالہ قیام نے اُنہیں اور بھی پست خیال بنا دیا تھا۔ وہ دل سے چاہتے تھے کہ زلیخا کا نکاح مرزا صاحب سے ہو جائے اور اسطرح اُنہیں دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کا موقع ملے۔ حمایت علی بھی مخالف نہ تھا کیونکہ وہ پہلے ہی مرزا صاحب کے بس میں آچکا تھا۔ آخر منشی صاحب نے علما سے فتویٰ لیا اور معلوم ہوا کہ اگر شوہر سفر سے واپس نہ آئے اور اُسکی موت و زندگی کا کچھ حال نہ معلوم ہو تو عورت دس سال انتظار کر کے دوسرا عقد کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر محمد یوسف کی گمشدگی اور بے نشانی کو نو سال دس ماہ گزر چکے تھے۔ منشی عنایت علی نے مرزا صاحب سے کہا کہ دو ماہ کے بعد نکاح تو ہو سکتا ہے لیکن خدا کے فضل سے آپ کے بال بچے موجود ہیں۔ میری لڑکی پہلے ہی نہایت مصیبت زدہ ہے میں اُسے جان بوجھ کر دوبارہ مبتلائے مصیبت نہیں کرنا چاہتا البتہ اگر آپ اُس کے گزارے کے لئے سو روپیہ ماہوار کی جائداد لکھدیں اور نکاح سے قبل یہ معاملات طے ہو جائیں تو میں تیار ہوں۔ چند روز تک یہ مسئلہ زیر بحث رہنے کے بعد مرزا صاحب یہ سوچکر تیار ہو گئے کہ نکاح کے بعد جائداد کا واپس لے لینا شوہر کیلئے دشوار نہیں ہے۔ اپنا ایک گاؤں کلیتہً نام منشی عنایت علی کی خواہش کے مطابق زلیخا کے نام اسطرح رجسٹری کرا دیا کہ سب رجسٹرار کے روبرو روپیہ لے جاکر زرِ ثمن کی وصول یابی تسلیم کر لی۔ حمایت علی نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور مرزا صاحب سے اپنا رقعہ اور وہ تمام کاغذی ثبوت جو اُسے جیل تک پہنچا سکتا تھا حاصل کر کے دہکتی ہوئی آگ کے سپرد کر دیا۔ اس کارروائی کے بعد ایک دن منشی عنایت علی نے زلیخا کو ان تمام واقعات سے اطلاع دی۔ باپ کی زبان سے یہ فیصلہ شدہ گفتگو سنکر اُسے غش آگیا اور دیر تک بیہوش رہی جب ہوش میں آئی تو بے اختیار رونا شروع کیا لیکن منشی صاحب نے اُسے سمجھایا اور جب دیکھا کہ وہ کسیطرح آمادہ نہیں تو آخر میں ابوّت کے حقوق جتائے اور خفا ہو کر کہا کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانوگی تو میں زبردستی تمہیں مرزا صاحب کے مکان پر بھیجدونگا۔ کیونکہ مجھ کو جو کچھ سوچنا تھا وہ میں سوچ چکا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکا۔

(۱۱)

آخرکار دس سال کی میعاد پوری ہو گئی۔ اور وہ منحوس گھڑی بھی آپہونچی جبکہ زلیخا اپنے وفا پسند دل کے برخلاف جواز کی زنجیروں میں بے دست و پا ہو کر مرزا صاحب کے گھر جانیوالی تھی۔ اُسے دُلہن بنایا گیا لیکن عروسی کپڑوں میں وہ ایک مُردہ کیطرح زرد اور سفید نظر آرہی تھی۔ اُسکے رخسارے حسن کی آخری کرن اور اُسکی موتیوں سے بھری ہوئی آنکھیں لوٹ کی آخری شعاع پیش کر رہی تھیں۔ دن کے ۲ بجے نکاح ہوا اور جسوقت زلیخا کو پالکی میں سوار کیا جانے لگا تھا اُسکے سینے سے خون کا ایک فوارہ بلند ہوا اور وہ غش کھا کر گر پڑی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جب باہر خبر پہونچی تو مرزا صاحب کے اضطراب کی کچھ انتہا نہ تھی اُنہوں نے فوراً آدمی بھیجا کہ جو ڈاکٹر یا جو ڈاکٹر عجلت کے ساتھ مل سکے وہ لایا جائے تھوڑی دیر میں ایک گاڑی منشی صاحب کے دروازے پر آکر ٹھہری۔ منشی صاحب نے یہ سمجھ کر کہ ڈاکٹر آگیا ہے پردہ کا انتظام کیا اور عالمِ بےخبری میں پکارے کہ ڈاکٹر صاحب اندر تشریف لے آئے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب گاڑی سے اُتر کر اندر پہونچے۔ مریضہ کو اب کچھ ہوش ہو چلا تھا لیکن ڈاکٹر اور مریضہ کی آنکھیں چار ہوئی تھیں کہ وہ پھر بیہوش ہو گئی۔ آہ یہ وہ ڈاکٹر نہ تھا جسے مرزا صاحب نے بُلوایا تھا۔ یہ ڈاکٹر محمد یوسف تھے جو ایک سیاسی سازش کے اشتباہ میں کچھ کم دس سال کابل کے جیلخانہ میں رہ کر اپنے وطن کو واپس ہوئے تھے۔ اُنہوں نے فوراً زخم کو دھویا۔ اس اثنا میں ایک لیڈی ڈاکٹر بھی سامان لے کر آپہونچی اور زخم پر دوا لگا کر پٹی باندھ دی گئی۔ یہ غنیمت تھا کہ چاقو جس سے ایک نازک ہاتھ نے کام لیا تھا نیچے نہیں اُترا تھا۔ اور زخم بالائی سطح سے آگے نہیں بڑھا تھا۔ محمد یوسف صاحب کے یکایک آجانے سے جو انقلاب واقع ہوا وہ منشی عنایت علی۔ مرزا صاحب اور زلیخا کے لئے قیامت سے کم نہ تھا لیکن کسی کے لئے قیامت صغرے اور کسی کے لئے قیامت کبریٰ ہ



رمضان متبرک اور قرآن شریف

پڑھنے کو تقریباً ہر مسلمان ضروری خیال کرتا ہے۔ متمول اصحاب اکثر قرآن مجید کی متعدد جلدیں خرید کر غریب مسلمانوں کو تقسیم کرتے ہیں اور اسطرح ثواب عظیم اور برکات کثیرہ سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ ہمنے بھی دین دنیا کے مسلمان ناظرین کے لیئے رمضان المبارک کا بہترین تحفہ کلام الٰہی کو سمجھا اور ذیل کے عجیب و غریب بہتر سے بہتر قرآن مجید اور حمائلوں کا کافی ذخیرہ مہیا کیا ہے۔ امید کہ ہمارے ناظرین جلد سے جلد طلب فرمائینگے فرمائش میں صرف نمبر کافی ہے

قرآن مجید نمبر ۱

یہ قرآن شریف دہلی کے مشہور خوشنویس منشی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی کا لکھا ہوا اور مطبع مصطفائی کی بے مثل چھپائی کا شاندار نمونہ ہے۔ بین السطور میں شاہ رفیع الدین رح کا اُردو ترجمہ اور حاشیہ پر مولانا شاہ ولی اللہ رح کا فارسی ترجمہ اور شاہ عبد القادر رح کے فوائد درج ہیں ہر بسم اللہ کی شان کی ہر صفحہ پر بیل ۲۹×۲۲ سائز سفید کاغذ ہدیہ ۹ محصول علاوہ مجلد چرمی ...

قرآن مجید نمبر ۶

مترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی حاشیہ پر فوائد بسیط۔ اس قرآن مجید کو عام طور پر نہایت مقبولیت حاصل ہے، کیونکہ اس کی لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے، مختلف مطابع میں ۵ لاکھ جلدیں چھپ چکی ہیں ترجمہ کے ساتھ فوائد تفسیروں سے مستغنی کر دینے والے ہیں ہدیہ دس روپے ۸ محصول ۱۲ ار۔ مجلد چرمی۔

قرآن مجید نمبر (۲)

نہایت خوشخط۔ ایک صفحہ پر معرا قرآن مجید۔ مقابل کے صفحہ پر ڈپٹی نذیر احمد صاحب شمس العلماء مرحوم کا مشہور اُردو ترجمہ، ہر آیت پر نمبر لگے ہوئے ہیں اور وہی نمبر ترجمہ میں بھی موجود ہیں، زبان نہایت لطیف حاشیہ پر مستند فوائد اور بعض سورتوں پر تفسیر ۲۹×۲۲ کا خوشنما سائز بہترین کتابت۔ عمدہ طباعت اعلیٰ درجہ کا کاغذ۔ ہدیہ مجلد چرمی للعہ۔ محصول ڈاک ۱۳ ار

قرآن مجید نمبر ۴

مترجمہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر رح ترجمہ بامحاورہ حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن دہلی کے مشہور خوشنویس کا لکھا ہوا۔ کاغذ مضبوط اور سفید سب سے زیادہ مقبولیت اسی ترجمے کو ملی ہے۔ ہدیہ ۸ محصول ڈاک الحر

قرآن مجید نمبر ۵

اس قرآن مجید پر میرزا حیرت صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی کا ترجمہ ہے ۲۹×۲۲ کی بڑی تقطیع۔ حاشیہ دار۔ کاغذ نہایت مضبوط۔ وزن ۵ سیر۔ ہدیہ فی جلد تیرہ روپے آٹھ آنے۔

قرآن مجید نمبر ۷

مترجمہ میرزا حیرت صاحب دہلوی یہ قرآن شریف بھی نہایت ہی خوشخط اور بہترین چھپا ہوا ہے اسکا صفحہ ۱۳ انچ لمبا اور دس انچ چوڑا ہے۔ شروع میں قرآن مجید کے مضامین کی شاندار فہرست ہے۔ جلد بھی بہت خوشنما چرمی بنائی گئی ہے اور اُس پر نقرئی بیلیں بنائی گئی ہیں جو ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ ہدیہ للعہ۔ محصول ڈاک عہ

حمائل شریف نمبر ۱

مترجمہ مولانا حافظ نذیر احمد صاحب ترجمہ بین السطور مع فوائد و تفسیر وغیرہ۔ جسمیں فہرست مضامین قرآن شریف بھی شامل ہے۔ بہت عمدہ خوشخط۔ ہدیہ مجلد چرمی چھ روپے (للعہ) محصول ۱۰ ار

حمائل شریف نمبر ۲

مترجمہ میرزا حیرت صاحب دہلوی ترجمہ بین السطور۔ حاشیہ پر تفسیر اور فہرست مضامین ہمراہ ہے سفید۔ گلابی اور زرد ہر رنگ کی ہدیہ مجلد چرمی (۵ عہ) محصول ڈاک ۱۰ ار

قرآن مجید نمبر ۳

یہ بھی ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کا قرآن مجید ہے ۲۹×۲۲ کی بڑی تقطیع۔ نہایت دبیز کاغذ۔ بہت پاکیزہ چھپائی اور جید نفیس لکھائی، قلم اسقدر جلی کہ اسی برس کا بوڑھا بھی بخوبی پڑھ سکتا ہے۔ حاشیہ پر تفسیر ہمراہ فہرست مضامین اور ہزار ہا مفید اور ضروری باتیں۔ ہدیہ مجلد چرمی نقرئی فی جلد ۱۶ محصول ڈاک (عہ)

حمائل شریف نمبر ۳

مترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین رح ترجمہ بین السطور۔ حاشیہ پر مولانا شاہ عبد القادر رحمۃ کے لکھے ہوئے فوائد القرآن۔ ہدیہ مجلد گندہ کاغذ ۱۲ ار۔ سفید کاغذ چھ روپے

حمائل شریف نمبر ۴

مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب ترجمہ بین السطور حاشیہ پر فوائد۔ نہایت شرح و بسط کے ساتھ۔ قابل دید و خرید۔ ہدیہ صرف ۶ روپے محصول ڈاک ۱۰ ار

قرآن مجید نمبر ۸

یہ قرآن شریف کتابی صورت سے دگنا یعنی ۲۲×۱۸ کی تقطیع پر ہے کاغذ سفید۔ حاشیہ دار۔ جلد چرمی باوجود کم قیمت ہونے کے بہت بہتر ہے۔ حاشیہ پر فوائد ایسے جامع ہیں گویا پوری تفسیر درج ہے، فہرست مضامین بھی شامل ہے ہدیہ صرف (۶ روپے ۱۲ ار) محصول ڈاک ایک روپیہ

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت جامع مسجد دہلی

قانونِ الٰہی

نے ہر مسلمان کے لیئے (بالتخصیص امیر و فقیر) جس طرح پانچ وقت کی نماز بجالانے اور رمضان المبارک میں روزے رکھنے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اُسی طرح اور بالکل اُسی طرح اُن مسلمانوں پر جو صاحب نصاب ہیں ادائے زکوٰۃ کو بھی ضروری اور لازمی قرار دیا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو ان تینوں فرائض کو باحسن وجوہ بجالا کر دین و دُنیا کی فلاح و شادمانی حاصل کر رہے ہیں اور احکام الٰہی کی تعمیل میں بدل و جان مصروف و منہمک نظر آتے ہیں۔

رمضان المبارک میں روزہ رکھنے والے

کمال مسرت و انبساط کے ساتھ صوم و صلوٰۃ کا فرض بجالانے پر موجب ہزار آفریں ہیں مسجدوں میں نماز و تراویح کے لیئے خاص طور پر زینت و زیبائش کا انتظام ہے، خدا کے مخیر اور متمول بندے (جن کو خدا نے توفیق دی ہے) اپنی سیر چشمی اور اُلوالعزمی سے ادائے زکوٰۃ کا فرض بجالانے کے لیئے بھی اسی مبارک اور مقدس مہینے کو افضل اور بہترین سمجھتے ہوئے تعمیل حکم زکوٰۃ پر کمربستہ ہیں اور اس طرح اس مبارک و مقدس مہینے میں ایک چھوڑ تین تین فرض ادا ہوتے ہیں اور رحمت و برکاتِ الٰہیہ کا رات دن نزول رہتا ہے +

اِس وقت زکوٰۃ کا مصرفِ خیر

اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ اُن نادار مسلمانوں کو جو روپیہ نہیں رکھتے اور احکام خدا و رسول سے واقف نہیں، نہ دُنیاوی معاملات کے متعلق کچھ علم رکھتے ہیں، ضروریات دین و دُنیا سے مستغنی کر دیا جائے۔ اور وہ بھی ذی ثروت حضرات کے الطاف و کرم کے طفیل میں فلاح دین و دُنیا سے محروم نہ رہیں۔

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں، ایک تو یہ کہ ہندوستان میں زیادہ تر غریب ایسے نکلینگے کہ اُن کو دو وقت چھوڑ ایک وقت بھی پیٹ بھر کر روٹی کھانا نصیب نہیں ہوتا اس لیئے اُن کے پیٹ اور دوسری ضروریات کا انتظام کیا جائے یا اُن کو کتابیں پڑھائی جائیں۔

دوسرے یہ کہ ہندوستان کے ہر شہر میں ہزارہا بیچارے فاقہ مست اور غریب مسلمان ایسے ہیں جو دینی اور دُنیاوی تعلیم کے محتاج ہیں اگر اُن کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے تو اخراجات کی رقم لاکھوں سے بھی کہیں متجاوز ہو جائے گی اور رمضان شریف میں جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے وہ اس بار کثیر کی ہرگز متحمل نہیں ہو سکتی۔

دونوں سوال بادی النظر میں نہایت وقیع اور اہم ہیں لیکن پہلے سوال کی نسبت تو غالباً یہ عرض کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ عطا شدہ زکوٰۃ کی رقم کہاں تک اُن بیچاروں کے تن پیٹ کی کفیل ہو سکتی ہے، آپ تو زکوٰۃ کی رقم سے اُنہیں وہ چیز دیجیے جس سے وہ اپنے دین و ایمان کی دولت سے بھی مالا مال ہو جائیں اور اپنے تن پیٹ اور اہل و عیال کے متعلق بھی کسی دوسرے کی امداد و اعانت کے محتاج نہ رہیں۔ پھر مذہبی واقفیت اور معلومات ایک مسلمان کے لیئے دُنیا بھر کی ضروریات سے کہیں زیادہ ضروری اور مقدم ہے۔ اور اس سے کسی شخص کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا و رسول کے احکام سے ناواقف، روزہ نماز حج زکوٰۃ سے بیخبر اور اسلامی خصوصیات کو نہ پہچاننے والا شخص اگر مسلمان بھی ہو تو مسلمان نہیں۔ خواہ وہ بادشاہ ہو یا فقیر۔ امیر ہو یا غریب۔ مرد ہو یا عورت۔

رہا دوسرا سوال، تو ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ زکوٰۃ کے روپیہ سے کوئی دینی اور دُنیاوی کالج۔ اسکول۔ مدرسے یا مکتب قائم کیئے جائیں، ماسٹر اور مدرس نوکر رکھے جائیں، چپراسیوں اور دوسرے ملازموں کی فکر کی جائے، میز۔ کرسی یا فرش فروش کا انتظام کیا جائے، بچوں کی تلاش اور جستجو میں دردسری اور پریشانیاں برداشت کی جائیں، نہیں، ہرگز نہیں ان میں سے کسی ایک بات کی بھی ضرورت نہیں، جو مدرسے اس وقت قائم ہیں اُن کو اپنا کام کرنے دیجیئے، آپ تو صرف مشہور و معروف کتاب

فلاحِ دین و دُنیا

کی جلدیں (جس قدر بھی آپ کے زکوٰۃ کے روپیہ سے خریدی جا سکیں) خرید کر نادار مسلمانوں کو تقسیم فرما دیجیئے۔ یہی ایک کتاب اُن کو اس قدر فائدہ پہنچائیگی کہ بڑے بڑے مدارس میں پڑھنے والوں کو برسوں میں بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔

فلاح دارین کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ اسکا پہلا اڈیشن چند مہینوں ہی میں ختم ہو گیا اور اب دوسرا اڈیشن نقش ثانی کی صورت میں طبع ہوا ہے اس کتاب کی قیمت مع محصولڈاک پانچ روپے (صہ) ہے لیکن نادار مسلمانوں اور اُن متمول حضرات کو جو غریب اور کم استطاعت مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی غرض سے کتاب فلاح دین و دُنیا کی جلدیں خریدینگے مع محصول [illegible] فی جلد کے حساب سے دی جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جس قدر جلدوں کی خریداری منظور ہو اُن کی قیمت کا روپیہ [illegible] فی جلد کے حساب سے پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیجدیا جائے کسی شخص کو ایک کتاب بھی بذریعہ وی۔پی نہ بھیجی جائے گی۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے

کہ کتاب فلاح دین و دُنیا جس طرح تمام دینی ضروریات کی حامل ہے اسی طرح

تمام دُنیوی معاملات کے لیے بھی جامع ہے۔ اور جس طرح کوئی دینی مسئلہ
ایسا نہیں جس سے فلاح دین و دنیا خالی ہو، اسی طرح کوئی
دُنیاوی ضرورت اور معاملہ بھی ایسا نہیں ہے جس کو فلاح دین و دنیا
کے صفحات میں جگہ نہ ملی ہو۔ پس

زکوٰۃ کا صحیح ترین مصرف

اور سب سے زیادہ ضروری فرض یہی ہے کہ آپ اپنی زکوٰۃ کی رقم سے
کتاب فلاح دین و دنیا کی جلدیں خرید کر اپنے غریب اور
نادار مسلمان بھائیوں کو تقسیم فرما دیں۔ اور اس طرح حقیقی فلاح دین و
دُنیا حاصل فرمائیں۔
یقیناً آپ کا یہ فعل خدا و رسولؐ اور تمام مسلمانوں کے نزدیک قابل
قدر اور مستحسن ٹھہریگا اور آپ ضرور ثواب دارین کے مستحق ہونگے۔

آجکل اکثر امراء کی حالت

بھی بیحد افسوسناک ہے، وہ بھی احکام شرعیہ سے ناواقف
اوامر و نواہی سے بے خبر اور آئینِ اسلامی کی پیروی سے بے پروا
ہیں، زرق برق لباس پہنکر عیدگاہ میں عید کے روز جاتے
ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ آخر عیدگاہ تک گام فرسائی کا مقصد
کیا ہے۔ عید کی نماز کیا ہے۔ رکوع و سجود اور قیام و قعود کس
طرح اور کس ترکیب سے عمل میں لائے جائیں گے۔ کیا پڑھا جائے گا
وہ صرف ایک رسم کی پابندی کرتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں۔
یہی رمضان المبارک کی تراویح کی صورت ہے، اور یہی روزوں کا
حال ہے وقس علیٰ ہذا۔

آخر یہ بھی کچھ مسلمانی ہے

اور یہ بھی کچھ مسلمان ہیں؟ اگر ایسے امراء بھی فلاح دین و دنیا کا
مطالعہ کریں تو سچے اور صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں، اور اُن کو
گھر بیٹھے بغیر کسی محنت و جانکاہی کے تمام دینی اور دُنیوی معلومات
حاصل ہو جائے۔ وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہو جائیں
وہ نہ صرف نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے فلسفہ کو سمجھ لیں، بلکہ
دین اور دُنیا کے ہر پہلو، ہر شعبہ اور ہر نکتہ پر اُن کو کامل عبور
حاصل ہو جائے +

کتاب فلاح دین و دنیا

تقریباً چھ سو صفحات کی ضخیم اور مجلد کتاب ہے جو تمام احکام
و ضروریات شریعت اور معاملات دُنیوی کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے
سلیس بامحاورہ اور عام فہم اُردو زبان میں عمدہ کاغذ اور بہترین
لکھائی چھپائی کے ساتھ شایع ہوئی ہے، اور اس وقت کوئی بھی
دوسری کتاب اپنی جامعیت کے اعتبار اور حُسنِ فوائد کے لحاظ سے
اس کی ہمسری کا دعوےٰ نہیں کر سکتی۔

اِس خاص رعایت سے فائدہ

اُٹھانے کے لیئے اور اجر عظیم حاصل کرنے کے واسطے صرف ماہ رمضان
المبارک مخصوص ہے، کیونکہ یہی وہ مقدس و متبرک مہینہ ہے
جسمیں آسمانی رحمت و برکات کا نزول یقینی ہے اور جس میں ہم لوگوں
کو قرآن مجید جیسی مقدس کتاب بارگاہِ احدیت سے مرحمت ہوئی تھی
اس لیئے وقت کو ضائع نہ کیجیے اور فوراً اپنا فرمائشی خط بعد قیمت
کا روپیہ "منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی" کے پتہ پر بھیجکر مطلع فرمائیے
کہ کتاب فلاح دین و دُنیا کی کتنی جلدیں آپ کی خدمت میں ارسال
کی جائیں؟ رمضان المبارک کے بعد قیمت کی رعایت کا سلسلہ
ختم ہو جائے گا اور یکم شوال سے یہ کتاب پھر ۶؎ میں دی جائیگی

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

ایک دوسری دنیا

تقدیر آزمائی کیلئے

جب دست و بازو کی طاقت جواب دے چکتی ہے ۔ جب اس دنیا کی تمام تدبیریں ختم ہو جاتی ہیں۔
جب معاملہ زور۔ اور زرداری کی حدسے گزر جاتا ہے ۔ جب قانونِ وقت دادرسی کے لئے بیکار ثابت ہوتا ہے
جب معاش کی سب راہیں بند ہو جاتی ہیں ۔ جب ہر کوشش ناکام قرار پاتی ہے ۔
جب طبیب اور ڈاکٹر علاج سے عاجز آ چکتے ہیں ۔ جب ایک ٹوٹی ہوئی ناؤ منجدھار میں آ پھنستی ہے ۔
جب غمخوار منہ تکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے ۔ جب ہر طرف مایوسیوں کے بادل چھائے ہوتے ہیں ۔
اُس وقت آسمانی بلندیوں سے امید کی ایک کرن عکس فگن ہوتی ہے ۔ اُس وقت انسان کا دل دوسری دنیا کیطرف متوجہ ہوتا ہے ۔
اُس وقت روحانی طاقتیں کارفرما ہوتی ہیں ۔ اس وقت تمام کوششیں دعا کی دو حرف بنکر زبان پر آتی ہیں۔

ایسی نازک وقتوں میں

کام آنیوالی ۔ مایوسوں کو امید دلانیوالی ۔ ڈوبتوں کا سہارا ۔ غمزدوں کا دلاسا ۔ ہجراں نصیبوں کو مژدۂ وصل سنانیوالی
ستم رسیدوں کو دشمنوں سے نجات دلانیوالی ۔ بیکاروں کو باکار اور مفلسوں کو زردار بنانے والی ۔ مایوس مریضوں کیلئے
نسخۂ شفا ۔ بے اولادوں کیلئے پیام بقا ۔ آسیب زدوں کیلئے نقش سلیمان ۔ بچوں کیلئے حرز جاں ، مقدمات میں کامیاب کرنیوالی ۔ مشکلات سے بچانیوالی ۔

اگر ہے تو صرف ایک چیز ہے

اور وہ

عملیات

ہے۔ جس میں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ
اور زبردست عاملوں کے زیر عمل رہی ہیں۔ کتاب میں پہلے عمل اور وظیفہ پڑھنے اور نقش لکھنے کے طریقے
لکھے گئے ہیں شاید جو بڑی بڑے عاملوں کو بھی معلوم نہ ہونگے اور پھر ہر قسم کے اعمال و وظائف اور نقوش درج کئے گئے ہیں

اُردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں

خدانخواستہ آپ کو جب کوئی مشکل پیش آئیگی یا جب کوئی مصیبت رونما ہوگی اُسوقت یہ کتاب آپ کی ڈوبتی ہوئی
کشتی کو ناخدا بنکر بچالیگی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ایک زبردست عامل بن سکتے ہیں اور آپ کے اندر نہ صرف
ایک محبوب کو۔ ایک حاکم کو یا ایک امیر کو تسخیر کرنیکی بلکہ دنیا کو زیر و زبر کرنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔
اب آپ مضامین کتاب کی فہرست ملاحظہ کیجیے جسکے بعد آپ اندازہ کر سکینگے کہ اس کتاب کی تالیف میں کسقدر
محنت کیگئی ہے اور ہر شخص کیلیے یہ کتاب کیسی کارآمد اور ضروری ہے۔

اس کتاب میں صدہا ایسی سربستہ عملیات ہیں جو سالہا سال کی خدمت و ریاضت کے بعد بھی کسی عامل سے مشکل معلوم ہو سکتی ہیں

فہرست مضامین کتاب عملیات

مضمون

دیباچہ

ابتدائی معلومات

حروف تہجی اور اُن کے اعداد۔
حروف تہجی کے موکل۔
حروف تہجی کی طبیعت اور سمت۔
حروف تہجی کی اقسام
برجوں کے باہمی تعلقات۔
ستاروں کے باہمی تعلقات۔
بروج کا رنگ۔ ذائقہ اور سمت
کواکب کا رنگ ذائقہ اور سمت
ستاروں کے بخورات۔
کس عمل میں کونسی غذا استعمال کیجائے
بروج۔
ستارے۔
ستاروں کے مقامات۔
ستاروں کے ماتحت ایام
ستاروں کا حساب
ستاروں کی رفتار
سیر آفتاب
سیر قمر
سنکرات معلوم کرنے کا قاعدہ
سنکرات کا نقشہ۔
لگن دریافت کرنے کا قاعدہ
ہر شخص کا طالع جاننے کا طریقہ
عمل تسخیر کواکب
عمل تسخیر کواکب
عمل تسخیر زہرہ
عمل تسخیر زحل
عمل تسخیر آفتاب
عمل تسخیر قمر

مضمون

عمل تسخیر مریخ
عمل تسخیر عطارد
عمل تسخیر مشتری
یہ معلوم کرنا کہ دن کب سے شروع ہوتا ہے
نیک و بد ساعتیں
نحس تاریخیں
جہات رجال الغیب
دعائے رجال الغیب
قمر در عقرب
نماز استخارہ
پرہیز جلالی
پرہیز جمالی
لوازم عملیات
عملیات بغض وعداوت وغیرہ کی شرطیں
عملیات محبت و تسخیر کی شرطیں۔
عملیات برائے بلندی۔ کشائش رزق
تسخیر امراء۔ دفع مرض وغیرہ کی شرطیں
قواعد نقش نویسی
قواعد عمل تسخیر

باب دوم

اسماء حسنیٰ

ننانوے نام مع معانی واعداد واقسام و موکل وعناصر۔
اسماء جمالی اور اُنکے خواص و اعمال۔
اسماء جلالی اور اُنکے خواص و اعمال
اسماء مشترک اور اُنکے خواص و اعمال
عمل اسم وہاب

باب سوم

عملیات محبت

مضمون

عمل اسم یا ودود
عمل اسماء الٰہی
سر محبت
تصور محبوب کا عمل
عمل کلمہ طیبہ
عمل اذا السماء انشقت مع زکوٰۃ
عمل الم ترکیف
عمل سورۃ الم نشرح
عمل اذا زلزلت
عمل القارعہ
عمل الم نشرح آتشی
عمل آیات معظمہ
پڑھے ہوئے پھول
آیت تسخیر
عمل آیات قرآنی تسخیر محبت کیلئے۔
لوح زریں تسخیر محبوب کے لئے۔
عمل آیات کریمہ التفات محبوب کیلئے
وظیفہ حب مجرب
عمل آیہ مبارکہ
وظیفہ حاضری محبوب
نقش مثلث
نقش ازدیاد محبت کے لئے
نقش اعظم
عمل فلفل
بازو بند تسخیر محبت
دعائے حب۔
لوح مسی تالیف و تسخیر کے لئے
بیوی کی اطاعت کے لئے
گرمی محبت کے لئے۔
لوح تسخیر
نقش مربع برائے تسخیر

مضمون

لوح مسی زیادتی محبت کے لئے
ہرن کی کھال کا نقش
لوح ہفت جوش محبت
نقوش آدم وحوا
نقش وعزیمت مجربہ
رفع ناراضی محبوب کے لئے
اعجاز نما شربت
عمل قل اعوذ مع نقش
عمل زہرہ مع نقش
تسخیر محبوب کے لئے
نقش مشتری
نقش تسخیر
نقوش محبت
اطاعت محبوب کے لئے
محبت و بیتابی کے لئے
فلیتہ محبت۔
طلسم محبت
بیقراری محبوب کے لئے
طلسمی فلیتہ۔
فرماں برداری محبوب کے لئے
طلسم عطارد
طلسم مجرب
طلسم لعل در آتش
طلسم آتشی
تان طلسم
طلسم محبت کے لئے
طلسم خاص

باب چہارم

عملیات عداوت و جدائی

عمل آیت کریمہ جدائی کے لئے

مضمون

نقش تباہی دشمنی کے لئے
عمل القارعہ جدائی کے لئے
نقش مؤثر جدائی کے لئے۔
عمل اسماء تباہی وجدائی کے لئے
عمل مجربہ آیات دشمنی وجدائی کیلئے
نقش بغض و پراگندگی۔
تفرقہ وجدائی کے لئے۔
بغض وعداوت کے لئے۔
نقش تباہی دوکان دشمن کے لئے
لوح شمسی خواری دشمن کے لئے۔
عمل انا اعطینا ہلاکت دشمن کیلئے
عمل سورۃ کوثر ہلاکت و بربادی کیلئے
عمل ماہی برائے جنگ و تباہی دشمنان
عمل کلمہ طیبہ
وظیفہ جلیلہ بربادی اعدا کے لئے
اذیت دشمن کے لئے
وظیفہ اسم مذل
عمل سر شف
عمل سورۃ لایلاف
ویرانی و بربادی اعدا کے لئے
نقش کارد
نقش ہاروت و ماروت
عمل اذا زلزلت
نقش یا قہار
طلسم ہلاکت
نقش اسم دشمن
حفاظت جان و مال کے لئے
مقابلہ کشتی میں فتحیابی کے لئے۔
دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے
ابتری و شکست دشمنان کے لئے
عمل قرآنی فتوح ملکی کے لئے۔

مضمون	مضمون	مضمون	مضمون	مضمون

نقش عقد اللسان
نقش شر حاسد
زبان بندی دشمنان
زبان بندی حاسدان
زبان بندی دشمن کے لئے
ایضاً
خواب بندی کے لئے
طلسم کلاہ
بدگوئی سے حفاظت کے لئے
طلسم بنگالہ
طلسم جدائی

باب پنجم

عملیات کشائش رزق

نقوش دست غیب
عمل سورۂ فاتحہ
رفع افلاس کے لئے
دوکان کی ترقی کے لئے
دوکان کی کامیابی کے لئے
عمل یا معطی
عمل اسمار مکرمہ
بحالی ملازمت کے لئے
دعوت درہم و دینار
عمل اسمار الٰہی برائے رزق
حصول روزگار کے لئے
نقش فتاح و لطیف
حصول دولت کے لئے
بازو بند فتوح
اسم اعظم دولت
نقش برکت
جاہ و ثروت کے لئے
لوح نقش مربع
عمل سورۃ والشمس

عمل ہفت روزہ
نقش چہار آنہ
عمل اسم وہاب
عمل اسمار پیغمبرانؑ
نقش آتشی عوا
نقش فتوح غیب

باب ششم

عملیات تسخیر خلائق

عمل یا مستطیع
عمل اسم الٰہی
عمل اسم اعظم
آیت تسخیر خلق
عمل اسم قادر
آیات تسخیر عالم
عمل قل ہو اللہ بہ ترکیب خاص
تسخیر امرا
سرمۂ اکسیر حب
عمل خطبۂ آدم
عمل سورۂ جن

باب ہفتم

عملیات تسخیر سلاطین و امرا

لوح زریں برائے تسخیر سلاطین
تسخیر بادشاہ کے لئے
نقش آیات جلیلہ
بازو بند تسخیر بادشاہ
نقش تسخیر
طلسمی انگوٹھی
نقش مخمس
نقش ذوالکفایہ
نقش تسخیر الامرا
غضب سلطانی سے بچنے کے لئے

عتاب شاہی دور کرنے کے لئے

باب ہشتم

تسخیر حکام و کامیابی مقدمات وغیرہ

عمل حصار
وظیفہ تسخیر حکام
نقش آیۂ معظمہ
کامیابی مقدمات کے لئے
حکم جلاوطنی کی واپسی کے لئے
قیدی کی رہائی کے لئے
ایضاً

باب نہم

چور کی شناخت اور مال مسروقہ کی بازیافت

بازیافت مال مسروقہ کے لئے
برآمدگی مال مسروقہ کے لئے
ایضاً
چور کی شناخت کے لئے
ایضاً
ایضاً
نقش مربع قل ہو اللہ
چور کی شناخت
ایضاً
ایضاً
ایضاً
چور کی ایذادہی کے لئے

باب دہم

عملیات مفرور اور گم شدہ کی واپسی کیلئے

نقش فلکی
نقش صرصر

نقش زنجیر
عمل یٰسین
نقش عجیب
طلسم ابریشم
نقش مثلث
واپسی مفرور کے لئے
سفر سے باز رکھنے کے لئے
ایضاً
طلسم مفرور
عمل تقل
عمل والعٰدیات
مفرور بیوی کی واپسی کے لئے
نقش یٰسین برائے واپسی گم گشتہ و رفع تکان سفر و بازیافت مال مسروقہ

باب یازدہم

عملیات مختلف امراض کیلئے

درد چشم کے لئے
دعائے نور بینائی کے لئے
طلسم درد سر
درد سر کے لئے
ایضاً
درد نیم سری کے لئے
درد گوش کے لئے
درد شکم کے لئے
داڑھ کے درد کے لئے
ہر قسم کے درد کے لئے
ورم و درد گلو کے لئے
شکایات جگر وغیرہ کے لئے
پرانے درد شکم کے لئے
گھوڑے کے درد کے لئے
درد پستان کے لئے
پیشاب کھولنے کے لئے

ایام ماہواری کی باقاعدگی کیلئے
نقش خون بند کرنے کے لئے
قیام حمل کے لئے
قیام حمل کے لئے
گنڈہ حمل کے لئے
اسقاط حمل کے لئے
عمل اسمار باری برائے حمل
استقرار حمل کے لئے
رفع اسقاط حمل کے لئے
استقرار حمل کے لئے
ایضاً
ایضاً
اسقاط حمل کے لئے
قیام حمل کے لئے
نقش آیۃ الکرسی
آسانی ولادت کے لئے
ایضاً
ایضاً
ایضاً
دودھ زیادہ ہونے کے لئے
ایضاً
گریۂ اطفال کے لئے
ایضاً
ایضاً
جھوگہ دور کرنے کے لئے
ایضاً
ایضاً
ایضاً
چیچک کے لئے
بخار کے لئے
تپ و لرزہ کے
ایضاً
ایضاً

مضمون

ایضاً
ایضاً
نقش بواسیر خونی و بادی
نقش نقرہ بواسیر
نقش اعظم بواسیر
نقش بواسیر
نقش سورۂ فلق
خواب پریشاں کے لئے
ناف ٹل جانے کے لئے
رفع سرعت کے لئے
طاعون سے حفاظت کے لئے
تپ دق کے لئے
نقش سورۂ یٰسین

مضمون

تمام امراض و آسیب کے لئے
دعائے قربانی
عمل گندم
نقش قرآن شریف
نقش اسم شافی
تمام امراض کے لئے
نقش بسم اللہ بقاعدہ خاص

باب دوازدھم
عملیات اولاد کیلئے

نقش مقطعات
نقش عمران

مضمون

نقش عیسیٰ
نقش زکریا
فرزند نرینہ کے لئے

باب سیزدھم
عملیات آسیب

دفع آسیب کے لئے
شناخت آسیب کے لئے
نقوش آسیب
فلیتہ برائے جملہ بلیات
آب طلسم
ام الصبیان وغیرہ کے لئے
فلیتہ آسیب زدہ کے لئے

مضمون

عزیمت آسیب
حرز خبائث
فلیتۂ سوزاں
طلسم توراۃ

باب چھاردھم
حل مشکلات و حاجات

نقوش اجل
رفع حاجات کے لئے
جملہ امور کے لئے۔
نقوش ملائکہ
نقش ارض و سما
عمل اسمار الٰہی

مضمون

عمل بسم اللہ شریف
عمل الم ترکیف مع موکلات
عمل خاص سورۂ مزمل
وظیفہ سورۂ اخلاص
عمل آیت قطب
عمل سبع مثانی
نقش قاضی الحاجات
نقش کاشف اسرار
دعائے رافع غم

باب پانزدھم
فالنامہ حضرت غوث الاعظمؒ



روح انجنیری

اگر آپ ٹھیکیدار بننا چاہتے ہیں

اور دولت کے خواہشمند ہیں۔ اگر آپ صاحب جائداد ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کی جائداد نہایت خوبصورت اور بکفایت تیار ہو اور مرمت میں روپیہ بہت کم خرچ ہو۔ اگر آپ سیول انجنیر بننا چاہتے ہیں تو روح انجنیری ملاحظہ کیجیئے۔ اس کتاب کو ہندوستان کے تمام اُردو دان انجنیروں اور ٹھیکیداروں نے بے حد پسند کیا ہے اُن کا مقولہ ہے کہ شاید ہی اُردو میں اِس سے زیادہ مفید اور کارآمد اس فن کی کوئی کتاب موجود ہو اس کتاب میں انجنیری کے متعلق تمام فارمولے نہایت آسانی کے ساتھ کوئی سمجھائے گئے ہیں۔ اور فن انجنیری کو اوّل سے آخر تک اس قدر خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ کتاب مبتدیوں کے لیئے بھی بے حد مفید ہے۔ غبی سے غبی شخص بھی اس کتاب کو پڑھ کر فن تعمیر کا ایک ماہر بن سکتا ہے۔ انجنیری کے تمام اصول نہایت آسان اور صحیح درج کیئے گئے ہیں۔ انگریزی کتابوں کا عطر ہے۔ قیمت ۱۰ عہ/

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی



تعلیم موٹر

اگر آپ کے پاس موٹر ہے

یا آپ موٹر چلاتے ہوں۔ یا چلانا چاہتے ہوں تو کم از کم ایکمرتبہ تعلیم موٹر کا بھی مطالعہ کر لیجئے۔ اسمیں موٹر چلانے کے صحیح اور ضروری اصول و قواعد نہایت خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور اردو زبان میں اس قدر آسانی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ ایک معمولی عقل و قابلیت والا شخص انکو ذہن نشین کر لینے کے بعد چند ماہ کے عرصہ میں قابل موٹر ڈرائیور بن سکتا ہے نہ صرف یہ بلکہ وہ موٹر کے معاملہ میں یک لائق میکنکل انجنیر بن جائیگا۔ ہر قسم کی مرمت بآسانی خود کر سکیگا جنگل و بیابان میں جہاں موٹر کی درستی کی کوئی صورت نہ ہو گی یہ کتاب فرشتہ رحمت بنکر مدد کرے گی اسمیں موٹر کے تمام چھوٹے بڑے پرزوں کی تصویریں موجود ہیں۔ ان کا فٹ کرنا مرمت کرنا نہایت خوبی کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ انگریزی کے چند مشہور کتابوں کی مدد سے اس کتاب کو تیار کیا گیا ہے اس لئے یہ موٹر کے متعلق اپنی قسم کی پہلی اور بہترین کتاب ہے۔ قیمت ۸ عہ/

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

اُردو زبان میں انگریزی انشاپردازی

اگر آپ لطف اٹھانا چاہتے ہیں تو جناب سدرشن صاحب کے مندرجہ ذیل ناول ملاحظہ کیجیے

بیگناہ مجرم یہ ناول ہر لحاظ سے بے انتہا دلچسپ ہے مصنف نے اس ناول میں بالکل انگریزی ناولوں کی شان قایم رکھی ہے اور اسپر کمال یہ کہ ادب اردو کا بہترین نمونہ ہے۔ اگر بہتر سے بہتر کوئی اخلاقی پاکیزہ اور دلچسپ ناول ہو سکتا ہے تو بیگناہ مجرم ہے۔ قیمت عہ/

چندن اسمیں جناب سدرشن کے پندرہ ادبی اخلاقی افسانے درج ہیں ہر افسانہ پڑھنے کے بعد خیال ہوتا ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرا افسانہ اس سے زیادہ دلچسپ ہو۔ یہ فسانے علاوہ دلچسپی کے اخلاق کے لئے اچھے خاصے معلم ہیں۔ ضخامت ۳۰۴ صفحے۔ عمدہ سفید چکنا کاغذ قیمت مجلد صرف عیہ/

صبح وطن اگر آپ کو ان قومی جاں نثاروں کے واقعات دیکھنے ہیں جنہوں نے لیڈری کے اسٹیج پر بغیر آئے قوم کی ایک بڑی خدمت انجام دی اور گمنامی میں پڑا رہنا پسند کیا۔ اگر آپکو اپنے ملک کی ان پاک روحوں کی قومی خدمات دیکھنی ہیں جنہوں نے اپنی قوم کی خاطر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالدیا تو صبح وطن دیکھیے اسمیں قومی اور ملکی نہایت دلچسپ اور سچی بارہ کہانیاں درج ہیں قیمت عہ/

محبّت کا انتقام یہ جناب سدرشن صاحب کی تحریر کا بہترین نمونہ ہے یہ ڈرامہ عجیب و غریب اور ایک بالکل نئی شان کا ڈرامہ ہے بے انتہا دردانگیز ہے۔ دل ہلا دینے والا ہے قیمت عہ/

اُردو زبان میں بنگالی انشاپردازی

تہذیب کے تازیانے بنگال میں قومی روح پھونکنے والے ایشیا کے نامور ناول نویس بابو بنکم چندر چیٹرجی کے قومی اور ادبی مضامین کا ترجمہ جسکو فطرت نگار جناب سدرشن صاحب نے اردو جامہ پہنایا۔ قیمت ۱۲/

قوم پرست اس بنگالی ڈرامہ کا بھی اردو ترجمہ جناب سدرشن صاحب کے قلم سے ہوا ہے۔ خاص خوبی یہ ہے کہ ترجمہ کے بعد بھی وہی بنگالی شان قایم ہے۔ قیمت عہ/

ماہ نو ڈاکٹر رابندرناتھ ٹیگور کے شششو کا اردو ترجمہ جسکو جناب حامد اللہ صاحب افسر۔ بی۔ اے۔ نے اردو کا لباس پہنایا اپنی قسم کی بالکل نئی تصنیف ہے۔ نہایت دلچسپ کارآمد۔ اعلی تخیل کا بہترین نمونہ۔ قیمت ۱۲/

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

دو آنے روپیہ کمیشن

محض معزز خریداران دین و دنیا کو دیا جائیگا۔ بشرطیکہ وہ اس فارم پر فرمایش کتب بھیجیں اور رسالہ کے نمبر خریداری کا بھی حوالہ دیں۔ ایک روپیہ سے کم قیمت کتابوں پر کمیشن نہیں دیا جائیگا۔

نیازمند مینیجر

منیجر صاحب السلام علیکم

مندرجہ ذیل کتب بذریعہ وی پی بھیجدیجیے

نام کتاب	تعداد	قیمت

نمبر خریداری

نام معہ مفصل پتہ

ڈاکخانہ

دہلی میں خون کے دریا بہہ گئے

حضرت خواجہ حسن نظامی کے زور قلم کا نمونہ

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے غدر دہلی کے جو دردناک حالات آٹھ حصوں میں تحریر فرمائے ہیں جناب موصوف نے ان واقعات کی دہلی کی بیگمات اور دوسرے ذرایع سے واقفیت بہم پہنچا کر لکھا ہے۔ یہ آٹھ حصے آپکو اپنی تباہی پر آٹھ آٹھ آنسو رلانے کے لئے بہت کافی ہیں۔

غدر اول | غدر دہلی کے افسانے اس حصہ میں ان مصیبتوں کا بیان ہے جو غدر میں بادشاہ انکی بیگمات اور انکے بچوں کو پیش آئیں۔ شہزادہ کا بازار میں گھسیٹنا بھیک مانگنا غدر میں فاقہ کرنا۔ شہزادیوں کا بے یار و مددگار در در ٹھوکریں کھانا اسقدر عبرت خیز اور دردناک واقعات ہیں جنکو پڑھ کر کلیجہ پاش پاش ہوجاتا ہے۔

غدر دوم | انگریزوں کی بپتا۔ اس حصہ میں انگریزوں کی اس مصیبت کا حال ہے جو انکو انکی عورتوں اور بچوں کو پیش آئیں۔ قیمت عہ ر

غدر سوم | محاصرہ دہلی کے خطوط اس حصہ میں محاصرہ دہلی کے وہ خطوط ہیں جو انگریز افسروں نے محاصرہ دہلی کے مورچوں سے افسران پنجاب کو لکھے اور غدر کے حالات کی رپورٹ بھیجی۔ عہ ر

غدر چہارم | بہادر شاہ کا مقدمہ اس حصہ میں اس مقدمہ کی کیفیت ہے جو انگریزوں نے دہلی کے آخری چراغ بہادر شاہ پر قائم کیا تھا۔ اس مقدمہ میں بہادر شاہ بادشاہ کا جواب اور صفائی کے گواہوں کے بیانات اور حضرت خواجہ صاحب کا دیباچہ بس دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ عہ

غدر پنجم | غدر دہلی کے گرفتار شدہ خطوط۔ اس حصہ میں وہ خفیہ خط و کتابت درج ہے جو ہندوستان میں غدر کرنیوالوں نے بہادر شاہ بادشاہ کو لکھے اور انکے جوابات جو بہادر شاہ نے انکو بھیجے۔ یہ خط و کتابت بہت معنی خیز ہے۔ قیمت عہ ر

غدر ششم | غدر دہلی کے اخبار اس حصہ میں ان اخبارات کے مضامین ہیں جنپر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ غدر کی آگ ان ہی مضامین سے بھڑکی ذرا غور فرماکر آپ ہی فیصلہ کیجیے۔ ۱۲ ر

غدر ہفتم | غالب کا روزنامچہ اس حصہ میں وہ واقعات ہیں جنکو دہلی کے مشہور و معروف شاعر مرزا غالب نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اپنے دوستوں کو خطوط کی صورت میں لکھ کر بھیجا جو نہایت دردناک معتبر اور دلچسپ ہیں۔ غدر کے حالات پر مرزا غالب نے فارسی زبان میں ایک مستقل کتاب "دستنبو" لکھی تھی اسکا اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے یہ مجموعہ تاریخی و ادبی حیثیت سے قابل دید ہے۔ قیمت ۱۲ ر

غدر ہشتم | دہلی کی جانکنی اس حصہ میں غدر دہلی کے تمام دردناک واقعات تاریخی حیثیت سے درج کیے گئے ہیں۔ غدر دہلی کے اسباب۔ بادشاہ بیگمات اور شہزادوں و شہزادیوں کی کیفیت۔ باغی فوجوں کی حالت۔ جاسوسوں کے حیرت انگیز کارنامے مارشل لا کا خونی منظر۔ پھانسیوں کا دلخراش نظارہ۔ بادشاہ کی گرفتاری اور مقدمہ۔ اہل دہلی کے جانسوز اور دل ہلا دینے والے واقعات۔ خانماں بربادی اور قتل غارت کے غمناک واقعات درج ہیں۔ قیمت عہ ر

حضرت خواجہ حسن نظامی کی دیگر تصانیف ٹائیٹل کے دوسرے صفحہ پر دیکھیے

شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد مرحوم کو قیامت خیز کہنہ ولی کتابیں

نگارستان فارس

فارسی زبان کے مشاہیر شعرا کا تذکرہ - اور فارسی زبان کی عہد بعہد ترقیاں - فارسی شعرا کا کلام - موازنہ حیثیت لئے ہوئے دوسری آب حیات ہے - استاد رودکی سے لیکر خان آرزو تک کے حالات لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ - قیمت فی جلد سے ر

سخندان فارس

فارسی زبان کی مکمل تاریخ جس میں مختلف زبانوں کے مقابلہ سے قوموں کے باہمی رشتوں کے مٹے ہوئے سراغ نکالے گئے ہیں - ژند - پہلوی - دری - سنسکرت کے الفاظ کا مقابلہ کرکے تاریخی نتائج نکالے ہیں - قیمت عار ۱۲ر

آموزگار پارسی

آپ اگر اپنے بچوں کو فارسی زبان پڑھانا چاہتے ہیں تو آزاد صاحب کی تصنیف سے زیادہ اور کونسی کتاب ہو سکتی ہے - فارسی زبان کا بہترین نمونہ قیمت ۱۲ر

دیوان ذوق

دہلی کے آخری چراغ بہادر شاہ کے استاد ملک الشعرا حضرت ذوق کا کلام ان کی تمام غزلیات - قصائد - قطعات - رباعیات تاریخیں اور اشعار - سوانحعمری - لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت فی جلد - تین روپئے (سے ر)

مکتوبات آزاد

حضرت آزاد صاحب کے خطوط کا مجموعہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے خطوط میں وہی رنگینی پیدا ہو جائے جو ایک انشا پرداز کے خطوط میں ہو سکتی ہے تو آزاد صاحب کے خطوط پڑھئیے جو کہ نہایت دلچسپ ہیں - مکتوبات آزاد میں مولانا کے کئی سو سبق آموز خطوط کا گرانبہا مجموعہ ہے - قیمت فی جلد عہ آٹھ آنہ ر

بیاض آزاد

آپ اپنے دل میں خود فیصلہ کر لیجئے کہ آزاد جیسے شخص کی بیاض میں کیا ہو سکتا ہے - یہ وہ بیاض ہے جسمیں آزاد صاحب نے مختلف شعرا غالب - ذوق - مومن - داغ وغیرہ کے تمام کلام کا انتخاب اور عطر کھینچ رکھا تھا - اسمیں تمام اردو شعرا کے کلام کی روح ہے - ۱۲ر

نظم آزاد

آزاد صاحب کی نظموں کا مجموعہ - قیمت نو آنے ۹ ر

ڈرامہ اکبر

جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ ہند کے نور نظر جہانگیر و نور جہاں کے عشقیہ قصہ کو مولانا موصوف نے ڈرامہ اردو کا لباس پہنا کر ادبی دنیا میں پیش کیا ہے - نہایت دلچسپ چیز ہے مجلد سنہری عہ آٹھ آنہ ر

نصیحت کا کرن پھول

مولانا موصوف نے لڑکیوں کے لئے تعلیم نسواں کے متعلق دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے لڑکیوں کے لئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوسری کتاب اسکے بعد لکھی جاسکے ۹ ر

تذکرہ علماء

اسمیں مولانا ممدوح نے ہندوستان کے چالیس علماء مشاہیر کا تذکرہ فرمایا ہے ۹ ر

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

طوائفوں کی چالبازی اور مکّاری

میں اب کوئی نہ پھنسیگا چونکہ قاری سرفراز حسین صاحب نے انکے سلجھے راز کو فاش کردیا

سعید

اسمیں ایک تعلیم یافتہ مسلمان نوجوان اور ایک پاتر کے جذبات کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ حسن وعشق اور طوائفوں کے مکر و فریب پر نہایت پر لطف بحث کی گئی ہے۔ ناول اخلاقی حیثیت سے بہت اعلیٰ ہے۔ آجکل کے رنگین طبع نوجوانوں کے لئے اسکا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۸ر

سعادت

اسمیں دہلی کی ایک تعلیم یافتہ سلیقہ مند چلتی پرزہ خوبصورت طوائف کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اسکی چالاکیاں ناچ رنگ۔ حسن وعشق وصال فراق ہر ایک کا دلچسپ نقشہ کھینچا گیا ہے۔ واقعہ بالکل سچا ہے۔ ناول کی ہیرو دہلی میں موجود ہے۔ قیمت ۸ر

شاہد رعنا

اسمیں دہلی کی ایک ڈیرہ دار طوائف کی "خود نوشت" سوانحعمری ہے یہ ناول آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ اسمیں طوائف نے بتایا ہے کہ ہمارا فرقہ کسطرح شریف نوجوانوں کو پھانس کر اپنا گرویدہ بنالیتا ہے اور ہم کیونکر ان کے مال و دولت پر قابو پاکر ان کو محتاج بنادیتے ہیں۔ زبان میں انتہا درجہ کی سلاست ہے نہایت نتیجہ خیز اور اصلاحی ناول ہے۔ قیمت ۱۲ر

سزائے عیش

اسمیں دکھایا گیا ہے کہ عیاشی کیا ہے عیاشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے مصنف نے اس ناول میں نہایت قابلانہ طور پر فلسفہ حسن و عشق پر بحث کی ہے درحقیقت حسن وعشق کے فلسفہ کو اسقدر صاف اور سلجھی ہوئی زبان میں بیان کیا ہے کہ کم علم سے کم علم بھی اس فلسفہ سے واقف ہوسکتا ہے اور جب اس فلسفہ سے واقف ہوگیا تو حسن وعشق کے جال میں پھنسنا آسان نہیں نہایت دلچسپ ناول ہے قیمت ۱۰ر

انجام عیش

اس ناول میں پاکیزہ زندگی اور مروجہ بدکاری اور آوارگی کو مختلف پہلو اس خوبصورتی ... اور اسقدر تحقیق وتدقیق کے ساتھ دکھائے گئے ہیں کہ نوجوانوں کو اس سے بہتر سبق آموز کتاب ملنا دشوار ہے اگر آپ کے خاندان میں کوئی نوجوان اس شرمناک زندگی میں گرفتار ہے تو اسکو یہ کتاب پڑھ کر سنائیے ... جہانتک میرا خیال ہے چند ہی دنوں میں اسکی زندگی بالکل پلٹ جائیگی۔ نہایت موثر ناول ہے۔ ۱۰ر

سراب عیش

اسمیں طوائف سے نکاح کرکے بہو بیٹیوں میں لاکر ملانے کے نتائج پر دلچسپ پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک مذہبی نائکہ کے حالات کا پورا خاکہ ۱ر

لطف زندگی

قاری صاحب کے سحر نگار قلم کا ایک مختصر مگر دلچسپ قصہ۔ قیمت ۲ر

دل کا عجائب خانہ

قاری صاحب کے پھڑکتے ہوئے مضامین کا مجموعہ قیمت ۴ر

مولینا نیاز فتحپوری کی چار منتخب تصنیفات

گیتان جلی

یہ رابندر ناتھ ٹیگور کی گیتان جلی کا اردو ترجمہ ہے۔ نیاز فتحپوری صاحب کی رنگینی قلم کی نسبت لکھنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کو چراغ دکھانا۔ اگر اس اشتہار کے ساتھ اخبار و رسائل کے ریویو جو اس تصنیف پر لکھے گئے ہیں شائع کردیئے جائیں تو شاید رسالہ اچھی خاصی ڈکشنری بن جائے۔ ۶ر

ایک شاعر کا انجام

یہ حضرت نیاز فتحپوری ... کی مشہور سحر نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ میرا بلاخوف تردید یہ دعویٰ ہے۔ کہ بلحاظ ندرت جذبات وحسن تخیل اور زبان۔ کوئی ناول اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ ادبی مرقع اسقدر لاجواب ہے کہ ایک ایک سطر پر آپ بیچین ہو ہو جائیں گے۔ ذی ہوش کے لئے تعلیم ہے۔ سوختہ سامانوں اور فراق نصیبوں کے واسطے پیام سوز۔ قیمت ۱۲ر

جذبات بھاشا

عربی زبان کے بعد اگر کوئی شاعری مانی گئی ہے تو وہ بھاشا کی شاعری جس کے اشعار کا اعلیٰ تخیل روح کو پھڑکا دیتا ہے۔ جو لوگ شعر وسخن سے دلچسپی رکھتے ہیں یا ادب اردو سے جن صاحبان کو ذوق ہے۔ ان کے لئے یہ غذائے روح ہے اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی تصنیف۔ قیمت ۱۲ر

قربان گاہ حسن

یہ مولانا نیاز فتحپوری ... کی مخصوص افسانہ نگاری کا بہترین نمونہ۔ نہایت دلچسپ قصہ۔ نہایت دلچسپ عبارت۔ قیمت ۴ر

مکمل کفر توڑ

آریوں کی شرمناک حالت اور ان کی .... کو تہذیب کے رنگ میں رنگ کر بے پردہ کیا ہے۔ سوامی شردہانند کی ..... دکھائی ہے ۸ر

بزم خسروی

حضرت امیر خسرو صاحب کی مشہور غزلیات کا ترجمہ اردو غزلیات میں کیا ہے۔ ۸ر

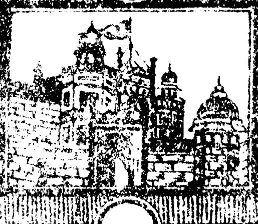
طبیب العائلہ

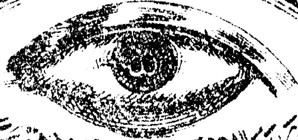
حمل و رضاعت اور بچوں کی پرورش و پرداخت کے متعلق عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا بیان اور ان سے چھٹکارا پانے کے طریقے۔ ہر گھر میں ایسی کتاب کا رہنا نہایت ضروری ہے۔ ۸ر

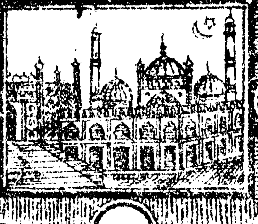
منیجر خواجہ بک ڈپو نظامیہ دار الاشاعت دہلی

REGISTERED, No. L, 1313

جلد ۴ نمبر ۷







ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ

چیست دنیا؟ از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جو

ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کرکے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے





سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی عہ مع محصول وغیرہ

مصوّرِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی بے مثال کتابیں

میلاد نامہ
نئے رنگ کا قابل دید مستند مولود شریف ہے، اور خواجہ صاحب کی اسلامی تاریخ کے سلسلے کا پہلا حصّہ اس میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس حالات اور پاک و پاکیزہ اخلاق اور عادات کا تفصیلی بیان ہے۔ قیمت عہ

محرم نامہ
اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جس میں وفات رسولؐ کے بعد کے واقعات۔ خلافت کے جھگڑوں کا پورا بیان جنگ جمل و صفین کا تفصیلی حال۔ شہادت امام حسینؑ کا اصلی سبب۔ معرکۂ کربلا کی تحقیقی اور درد انگیز کیفیت درج ہے۔ قیمت عہ

یزید نامہ
یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے محرم نامہ کے بعد اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں خلفائے بنو اُمیہ کے حالات ہیں۔ معرکۂ کربلا کے بعد حجاج بن یوسف کی مکۂ معظمہ پر خوفناک چڑھائی۔ خانۂ کعبہ کی بربادی ہزارہا صحابیوں کا قتل۔ عبداللہ ابن زبیرؓ کی شہادت وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل کو درج کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

طمانچہ بر رخسار یزید
اسمیں اشرارِ بنی اُمیہ کی خفیہ اور شرمناک سازشوں اور بدچلنیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے، نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ

فاطمی دعوتِ اسلام
ان دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہؓ نے اشاعتِ اسلام کے لیئے اختیار کیئے۔ قیمت ۳ر

سفرنامہ مصر و شام و حجاز
حضرت خواجہ صاحب کے سفر ممالک اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات باتصویر، نہایت دلچسپ اور پُرلطف کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

[illegible]
حضرت خواجہ صاحب کے [illegible]

آپ بیتی
(... کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہے جو تمام ملک سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ قیمت ۱۲ر)

حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت اپنی طرز کی بالکل نئی سوانح عمری مع تصاویر۔ قیمت عہ

کرشن بیتی
ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابل دید باتصاویر سوانح عمری۔ قیمت عہ

گیارھویں نامہ
یہ گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لیئے خواجہ صاحب نے حضرت غوث پاک کے حالات میں بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے قیمت فی جلد صرف ۱۲ر

اردو دعائیں
ہر موقع اور ہر محل کے لیئے نہایت مؤثر اور نہایت پُرلطف دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اوقات میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۸ر

بیوی کی تعلیم
عورتوں کی تعلیم کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی بے مثل و بے نظیر کتاب ہے فوراً منگائیے۔ قیمت عہ

بیوی کی تربیت
یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمیں سولہ نہایت اہم سوالات اور اُن کے بیحد مفید اور کارآمد جوابات ہیں جو ہندوستان کی بڑی بڑی معزز اور تعلیمیافتہ بی بیوں نے تحریر کیے ہیں۔ قیمت عہ

اولاد کی شادی
یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں اولاد کی شادی بیاہ کے متعلق تمام ضروری دینی و دنیاوی معلومات موجود ہے۔ قیمت عہ

بچوں کی کہانیاں
بچوں کے بہلانے کے لیئے نہایت سبق آموز کہانیوں کا دلپذیر مجموعہ باتصاویر قیمت صرف دس آنے۔

جگ بیتی
دردِ غم کے پُرسوز اور عبرت خیز مضامین اور پُرالم انگیز قصّوں ...

تسخیر مہر و قہر
(کا دلسوز مجموعہ۔ قیمت ۱۰ر)

اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی نہایت مشہور اور مقبول کتاب۔ قیمت ۱۰ر

معلوماتِ سیر دہلی
جو حضرات غیر مقامات سے دہلی آتے ہیں یا گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنی چاہتے ہیں ضرور منگائیں۔ قیمت صرف ۱۲ر

تسکین احساس
تصوف کے ابتدائی اصول و قواعد اور اذکار و اشغال کی تعلیم۔ قیمت صرف ۸ر

چٹکیاں اور گدگدیاں
حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ مگر بے حد نتیجہ خیز مضامین کا قابل دید مجموعہ جسکو پڑھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے قیمت ۱۲ر

خدائی انکم ٹیکس
زکوٰۃ ادا کرنے کی ترکیب۔ زکوٰۃ کا فلسفہ۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دیجائے۔ بہت سی ضروری معلومات۔ قیمت ۱۰ر

مرشد کو سجدۂ تعظیم
قرآن مجید۔ حدیث شریف اور اقوال بزرگان دین سے سجدۂ تعظیمی کا جواز۔ قیمت ۸ر

روزنامچہ سفر ہندوستان
حضرت خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات قیمت ۱۲ر

کم ٹو موت
عشق دُنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانیوالی درد انگیز۔ قابل دید اور نہایت مقبول کتاب۔ قیمت عہ

مرگ نامہ
کم ٹو موت جیسی مشہور کتاب کا دوسرا حصہ جو حال ہی میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۶ر

اتالیق خطوط نویسی
یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حصّہ اول و دوم یکجائی۔ قیمت ۱۲ر حصّہ سوم۔ قیمت ۱۲ر

قرآن آسان قاعدہ
مسلمان بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لیئے خواجہ صاحب کا لکھا ہوا عجیب و غریب قاعدہ جس کی تمام ملک میں دھوم ہے۔ قیمت ۸ر

تعلیم القرآن
یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہے اور اس کو پڑھکر وہ قرآن کی تمام ضروری باتوں سے بہت جلد واقف ہوجاتے ہیں قیمت ۸ر

امام الزماںؑ کی آمد
شیخ سنوسی کے پانچوں رسالوں کا خلاصہ امام الزماںؑ کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ واقعات جس میں حیرت انگیز پیشینگوئیاں شامل ہیں قیمت ۴ر

لڑائی کا گھر
خواجہ صاحب کے سات متفرق رسائل۔ توپخانہ۔ بم۔ بندوق وغیرہ کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۶ر

قبروں کی غیبی نوشتہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت اطہارؑ کے مزارات کے لیئے مؤثر کتبے بالکل نئی چیز۔ قیمت ۴ر

ہندو مذہب کی معلومات
یہ کتاب داعیانِ اسلام کی معلومات کیلیئے لکھی گئی ہے قیمت ۸ر

سکھ قوم
اس کتاب میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ قیمت ۶ر

غزنوی جہاد
سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ۔ قابل دید تاریخی کتاب قیمت ۸ر

حلال خور
اس کتاب میں ہندوستان بھر کے حلال خوروں کے مذہبی قصے۔ رسم و رواج اور عقائد وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸ر

داعی اسلام
اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنیکی ترکیبیں اور حکمتیں بتلائی ہیں۔ قیمت ۳ر

گاندھی نامہ
مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا قابل دید اور دلچسپ تذکرہ قیمت ۸ر

منیجر نظامیہ ادارۃ الاشاعت دہلی

جلد ۴ | فہرست مضامین رسالۂ دین و دنیا دہلی بابتہ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر ۶

حمد و نعت صـ۱
تفسیر قرآن مجید صـ۲
شرح مثنوی مولانا روم صـ۳
شرح دیوان حافظ صـ۴
شرح گلستان صـ۵
واردات قلب صـ۶-۷
کلمات الرسول صـ۸
حصول معاش صـ۸
شیطان کو کیوں پیدا کیا صـ۸
قرآن کریم صـ۹
فلسفۂ حیات صـ۱۰
عالمگیر کی قبر صـ۱۱
میں کیا ہوں صـ۱۲
حصولِ زندگی کامل صـ۱۳
محل تغافل صـ۱۴

رسائل کی روح

قرض اور کفر برابر ہیں صـ۱۵
قرض کشی بھی ایک ذلت ہے صـ۱۵
آزادی اور اس کے حصول کے ذریعہ صـ۱۵
صحابہ کرام کا کسب معاش و پیشہ صـ۱۵
تعلیم کا مقصد اسلامی نقطہ نظر سے صـ۱۵
تحصیل علم صـ۱۶
لارڈ ایبری کا خیال صـ۱۶
فلچر کہتا ہے صـ۱۶
مسٹر بوک کا قول صـ۱۶
صحیفہ عالم کا مطالعہ صـ۱۶
یورپ کا معلم اسلام ہے صـ۱۶
حضرت علی صـ۱۷
نا امید نہ ہو صـ۱۷
صحبت کا اثر صـ۱۷

معلومات

شہد کی مکھی کی بعض خصوصیات صـ۱۸
مونگے کی غذا صـ۱۸
دنیا کا سب سے بڑا غار صـ۱۸
کہربا اور انسان کا بال صـ۱۸
ہیڈروجن کا انجماد صـ۱۸
کتابوں کی قدر دانی صـ۱۸
کاغذ کا تعلق صنعت و تجارت سے صـ۱۸

وسائل معاش

فاؤنٹن قلم کی سیاہی بنانا صـ۱۹
مارکنگ انک بنانا صـ۱۹
گندک کا گلاس بنانا صـ۱۹
چوکھٹے جڑنا صـ۱۹
قینچی سے شیشہ تراشنا صـ۱۹

سوالات و جوابات

مذہبی۔ طبی۔ صنعتی۔ متفرق۔ جوابات صـ۲۰

انشائے لطیف

جسکی جستجو تھی وہ مل گیا صـ۲۱
برسات صـ۲۱
بجلی کا بٹن صـ۲۲
چاند صـ۲۲
انجام صـ۲۳
بلبل اور شب تاب صـ۲۳

مجاز و حقیقت

ایڈیٹر سیماب۔ ہادی۔ برق صـ۲۴

صنف نازک کیلئے

بیوی صـ۲۵
جوتی بیزار صـ۲۵
نوجوان بیوہ کا اضطراب صـ۲۶
پیر فرتوت (کہانی) صـ۲۷ تا ۳۰

غریبوں کا کتب خانہ

سلطان القلم مولانا مولوی نواب صدر الدین خانصاحب کی تصانیف

قال اللہ اس میں تمام احکام قرآنیہ کا لب لباب نہایت وضاحت کے ساتھ سلیس اردو زبان میں عالمانہ طریق پر تحریر فرمایا گیا ہے۔ ۵/

قال الرسول اس میں احادیث شریف جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کا لب لباب ایسے عالمانہ انداز و خوبی کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ آپ اپنی نظیر ہے۔ ۴/

دلی کی پہچان اس کتاب میں قابل مصنف نے جھوٹے ولیوں اور سچے اولیاء اللہ کا فرق نہایت خوبی کے ساتھ ظاہر فرمادیا ہے تاکہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔ ۲/

تحریم الخمر والزنا واللواطۃ والمعازف والعشق زنا۔ شراب۔ راگ۔ اور عشق کے متعلق مفصل بیان ہے اور ان کی خرابیاں بیان کیگئی ہے۔ قیمت ۳/

گلدستہ فوائد اس رسالہ میں مفید اور مضر رسم و رواج پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کی خرابیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۴/

اصلاح المومنین اس میں تخلیق انسان کی غرض و غایت اور انسان کی فرض بیان کرنیکے علاوہ مشرکین اور رمتدین اور رضائے الٰہی کی تدابیر وغیرہ بیان کیگئی ہیں ۳/

اصلاح النفوس اس میں بتایا گیا ہے کہ نفس کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے قلب کی حالت کیونکر درست کی جاسکتی ہے استقامت کسطرح پیدا کی جائے۔ قیمت ۲/

اصلاح اللعین اس میں ترغیبات شیطانیہ و رسومات بدعت و شرک وغیرہ کی تردید نہایت خوبی کے ساتھ کیگئی ہے۔ قیمت ۲/

اسلام کی تعلیم اس کتاب میں قرآن مجید سے اصول و احکام اسلام کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے۔ قیمت ۶/

اسلام کی خوبیاں اس میں روزہ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ کلمہ کی خوبیاں اور ان کے فوائد دلائل عقلیہ سے بیان کیے گئے ہیں۔ ۲/

اسلام کا اتالیق اس میں ناجائز رسم و رواج کو ترک کرنے کے متعلق زور دیا گیا اور ان کے عیوب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۲/

اسلام کی ترقی اس رسالہ میں یہ بات نہایت قابلیت کے ساتھ بتائی گئی ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی کن تدابیر پر عمل درآمد کرنے سے ہو سکتی ہے۔ ۲/

اسلام کی حمایت اسمیں یہ بتایا گیا ہے کہ قوم کی اصلاح کسطرح ہو سکتی ہے۔ ۴/

اسلام کی نواہی اس رسالہ میں منہیات اسلام۔ کفر و شرک۔ بدعت۔ اور گناہ صغیرہ و کبیرہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ قیمت ۲/

تعلیم الصیام اس رسالہ میں روزہ کے متعلق تمام احکام احادیث صحیحہ سے انتخاب کرکے درج کیے گئے ہیں

تصانیف مولانا مولوی شاہ محمد فائق صاحب

تحقیق الحق فلسفیانہ استدلال سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت اور منکرین کی غلط فہمیوں کا ازالہ۔ قیمت ۸/

تحقیق الفائق معقولی و منقولی دلائل سے تقلید شخصی کا ثبوت۔ ۸/

علم الکونین الرسول الثقلین رسول اللہ کو علم ما کان وما یکون حاصل ہونے کا ثبوت۔ قیمت ۷/

جامع الترکیب فارسی صرف و نحو جدید طریقہ پر بتایا گیا ہے۔ طالبعلموں کے لئے بیمثل کتاب ہے۔ قیمت صرف ۵/

تعلیم الاطفال دین کی ضروری باتیں اور مسائل بتائے گئے ہیں۔ ۵/

کما یقول یقال وحدت وجود و شہود پر عالمانہ بحث۔ قیمت ۶/

ہدایت الاسلام اسلامی سلام کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ ۳/

تائید الاسلام والله متیم لما کرین کی آیت پر آریہ وغیرہ کی طرف سے جو لغو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان سب کا مدلل اور تشفی جواب۔ ۸/

الفوائد الضابطہ عمل رابطہ معمولہ صوفیہ کا ثبوت از مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی۔ قیمت ۴/

مجموعۂ خطب تمام خطبوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۴/

تحفہ خیر اس میں شرائط جمعہ کے متعلق علمائے اسلام اور فقہائے امام کے اقوال درج ہیں۔ قیمت ۳/

فلاسفی احکام اسلام اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کی ہر عبادت اور ہر کام میں فلاسفی ہے۔ قیمت ۳/

تنقید لطیف اس میں علیگڑھ کی تعلیم سے جو دہریانہ و ملحدانہ خیالات پیدا ہوجاتے ہیں ان کو عقلی، نقلی، علمی، منطقی، فلسفی، اور سائنٹفک دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ قیمت ۶/

نماز اور اسکی حقیقت جس میں مع دیگر دینی ضروریات کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز تمام دنیا کی عبادات سے افضل و برتر ہے اور نہایت مکمل عبادت ہے۔ قیمت ۴/

کفر توڑ جس میں آریوں کے تمام اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیا گیا ہے اور انکی شرمناک حالت کی تصویر مہذب پیرایہ میں دکھائی ہے۔ ۸/

خنجرِ تسلیم | شہادت حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات پر مضامین۔ قیمت ۶ ر

اسلامی مساوات | جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اسلام کے نزدیک امیر و غریب گدا و بادشاہ سب برابر ہیں اور اسلام اس معاملہ میں تمام مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ قیمت ۸ ر

محبوب الٰہی | حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے حالات خواجہ حسن نظامی صاحب کے قلم سے۔ قیمت ۲ ر

معراج شریف | اسمیں شب معراج کے حالات مفصل درج ہیں۔ ۱ ر

حیات صابر | حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صاحب کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سید ظفر حسن بی۔اے کے قلم سے۔ قیمت ۵ ر

الوارث | سوانح حضرت امام العاشقین سرمست مے الفت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب قدس سرہٗ۔ قیمت ۱۲ ر

امام مالکؒ | امام الزماں حضرت مولانا ابو عبداللہ بن انس کے حالات زندگی سید سلیمان ندوی کے قلم سے۔ قیمت ۴ ر

میر درد | اُردو کے پہلے صوفی شاعر حضرت میر درد کے حالات زندگی۔ ۲ ر

زینت الریش | ڈاڑھی منڈانے کی برائی اور ڈاڑھی رکھنے کی خوبی عقلاً ونقلاً بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۴ ر

عمارات حکومت | مولوی سید محمد صاحب کی نہایت دلچسپ تصنیف ۳ ر

بعد الموت | مرنے کے بعد کے حالات کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ ۲ ر

سیرت مسلم | دربار رسالت کے واقعات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے حالات اسلامی تاریخ کا عطر۔ ۸ ر

فیضی شاعر | ملک کے مشہور شاعر سید احمد علی اجمیری کے کلام کا مجموعہ جس پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے دیباچہ تحریر فرمایا ہے۔ قیمت ۸ ر

مناجات بیوہ | مثنوی حقوق اولاد مصنفہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مرحوم مغفور۔ قیمت ۵ ر

انقلاب کا دوسرا ورق | جس میں مولانا ابو الکلام نے ایک زبردست انقلاب کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ قیمت ۴ ر

اتحاد اسلامی | مولانا ابو الکلام صاحب کی اتحاد اسلام پر زبردست تقریر۔ ۳ ر

صدائے حق | مولانا ابو الکلام صاحب نے اس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر مفصل بحث فرمائی ہے اور احکام خداوندی کی تشریح کی ہے۔ ۸ ر

دعوتِ حق | دربار مامون الرشید۔ مناظرہ۔ اعلان اور دعوت حق۔ مولانا ابو الکلام آزاد کے قلم سے۔ قیمت ۶ ر

خطبۂ صدارت تقریری | جلسہ جمعیۃ علمائے ہند میں مولانا کی زبردست تقریر ۶ ر

حزب اللہ | مولانا ابو الکلام آزاد کے قلم سے۔ قیمت ۱۲ ر

مساجد اسلامیہ | مساجد اسلامیہ کے متعلق مولانا ابو الکلام کی عالمانہ تصنیف ۸ ر

تاج حریت | سید احمد علی اجمیری نظموں کا مجموعہ۔ قیمت ۳ ر

مجموعہ نظم | علامہ اقبال۔ حضرت اکبر الہ آبادی۔ حسرت موہانی۔ شبلی نعمانی۔ آزاد سبحانی۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا ظفر علی خاں۔ میر نیرنگ۔ نیاز فتحپوری۔ سید ہاشمی وغیرہ وغیرہ کی دل ہلا دینے والی نظموں کا مجموعہ۔ ۸ ر

جہاد اسلام | از جناب مولانا ابو الکلام صاحب۔ جس میں مسئلہ جہاد حقیقت اسلام قربانی۔ اسوۂ ابراہیمی پر مفصل بحث ہے۔ قیمت

حکومت اور خلافت | از جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نہایت مفید تصنیف۔ قیمت ۴ ر

حیات گاندھی | باتصویر یعنی فدائے وطن مہاتما گاندھی کی سوانحعمری مع دیباچہ حضرت سیدی و مولائی خواجہ حسن نظامی صاحب۔ قیمت ۸ ر

حالات علی برادران | فدائیان ملک وملت حضرت مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی صاحبان کی پیدائش سے لیکر آجتک کے کل واقعات۔ ۸ ر

حیات سعدی | از جناب مولانا شبلی صاحب نعمانی جس میں شیخ کے بچپن کے حالات۔ طالب علمی سیر و سیاحت۔ شیراز میں واپس آنا۔ دربار کے تعلقات وفات عام حالات و اخلاق و عادات۔ تصانیف۔ شاعری۔ آزادی۔ اظہار جذبات غزل گوئی اور اسکی خصوصیات۔ قیمت ۸ ر

حوادث سمرنا | اس میں سمرنا کے مظالم نہایت دردانگیز پیرایہ میں دکھائے ہیں قیمت۔ دو آنے (۲ ر)

جذبات بھاشا | از سحر نیاز فتحپوری۔ اس میں بھاشا کی شاعری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اشعار کا ترجمہ سلیس اردو میں درج ہیں۔ ۱۲ ر

جذبات روح | ہندوستان کے مایۂ ناز شاعر محمد یعقوب صاحب اوج گیاوی کے کلام کا مجموعہ۔ قیمت ۸ ر

تذکرۃ العلماء والمشائخ | ہندوستان کے علما و مشائخ کے حالات۔ قیمت۔ دس آنے (۱۰ ر)

سمرنا کی خونی داستان | اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ کے بھائیوں پر کیسے کیسے دل ہلا دینے والے مظالم کئے گئے ہیں تو یہ کتاب ملاحظہ کیجئے۔ قیمت صرف ۴ ر

برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان | برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان کے مسئلہ پر ایک نہایت دلچسپ اور کارآمد تصنیف۔ قیمت ۴ ر

انگریزی حکومت اور عراق عرب | عراق عرب اور انگریزی حکومت پر ایک عجیب اور مفید تصنیف۔ ۸ ر

مسدس حالی | شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم کا مشہور معروف مسدس جس میں شاعر موصوف نے اپنی قابلیت کی انتہا کردی ہے۔ یہی وہ مسدس ہے جس کے سبب سے وہ دنیائے ادب میں آفتاب شہرت بنکر چمکے۔ قیمت ۸ ر

عورتوں کا کتب خانہ

خلافت صدیقی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے۔ قیمت ۵ر

خلافت فاروقی حضور سرور عالم کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حالات زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کیلیئے قیمت پانچ آنے ۵ر

خلافت عثمانی حضور سردار دو جہاں کے خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے حالاتِ زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے قیمت پانچ آنے ۵ر

خلافت حیدری رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی مبارک زندگی کے حالات بچیوں اور مستورات کے لیئے۔ قیمت ۵ر

فتح سرمدی خواتین اسلام کے لیئے پردے اور بے پردگی کے متعلق شرعی احکام اور دلچسپ بحث دیکھنی ہو تو فتح سرمدی منگائیے۔ ۲ر

ہدایۃ الزوجین میاں بیوی کے حقوق کا مختصر بیان۔ قیمت ۲ر

انشار لنسوال مستورات اور لڑکیوں کو صاف شستہ اردو زبان میں خط و کتابت سکھانے کے لیئے بہترین تصنیف۔ قیمت ۸ر

جمیلہ خاتون مانگے کا زیور پہننے کی خرابیاں ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کیسے راہِ راست پر آئی۔ قیمت ۳ر

حوران جنت مسلمان۔ عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ۔ محدثہ۔ اور فقیہا بیبیوں کے تاریخی حالات اور ان کی زندگی کے دلچسپ واقعات۔ قیمت ۴ر

شریف بیبیاں دنیا کی مشہور۔ عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ۔ اور نیک طینت شہزادیوں کے دلچسپ حالات درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر

محب وطن خواتین ہند تینتیس ۳۳ ایسی خواتین کے حالات درج ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی خاطر مصیبت مشکل اور نیز تکلیف برداشت کی۔ ۸ر

دایہ جس میں ایام حمل سے لیکر عالم زچگی کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شکایات اور امراض کا ذکر مع علاج کے لکھا گیا ہے قیمت ۸ر

خالدہ ادیب خانم وزیر تعلیمات ٹرکی خالدہ ادیب خانم کی سوانحعمری قیمت ۸ر

طبیب العائلہ حمل و رضاعت اور بچوں کی پرورش و پرداخت اور عورتوں بچوں کے مخصوص امراض کے بیان میں اور ان خطرناک بیماریوں کے ذکر میں بہترین تصنیف۔ قیمت ۸ر

تذکرہ خواتین دکن جس میں سرزمین دکن کی نامور ممتاز صاحب سیف اور اہل قلم خواتین کے حالات درج ہیں۔ اس کے علاوہ شاہزادیوں کے ایسے دلچسپ اور ولولہ خیز واقعات موجود ہیں جو خواتین کو پستی کے غار سے نکالکر ترقی کے بالاترین کنگرے پر پہونچا سکتے ہیں۔ قیمت ۸ر

ناصح مشفق یہ کتاب ایسے سو قیمتی نصیحت کے جواہرات کا مجموعہ ہے جسکو پڑھنے کے بعد ہر عورت۔ کنبہ میں برادری میں۔ چھوٹوں میں بڑوں میں میکے میں سسرال میں غرض ہر شخص کے دلمیں جگہ پیدا کرسکتی ہے۔ ۴ر

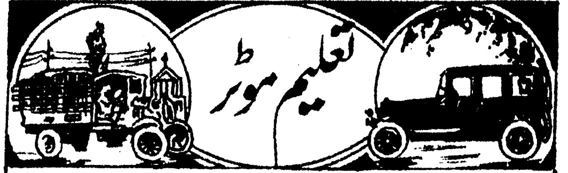
نصیحت کا کرن پھول اگر تم چاہتی ہوں کہ تمہاری معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہو جائے اگر تم کو خواہش ہو کہ تمہاری واقفیت بہت زیادہ بڑھ جائے تو مولانا محمد حسین صاحب آزاد کی یہ کتاب دیکھو نہایت دلچسپ نہایت مفید۔ قیمت ۸ر

روداد قفس ماتا۔ حسن سیرت۔ بچپن کی یاد بیٹیوں کی فریاد۔ ماں کا پیام شوہر کا خط۔ بیوی کا محبت نامہ۔ لوری۔ بہن کا خط۔ دلہن کو نصیحت۔ صدائے راشد۔ مظلوم حسینہ روضہ اقدس پر۔ سرخاب کا آخری وقت۔ جیسی دلچسپ نظموں کا مجموعہ جو مولانا راشد صاحب کے قلم کا نتیجہ ہے۔ شاید کسی خاتون کو بھی چار آنے میں خرید ناگوار نہیں معلوم ہوگا۔

چار چاند تمہارے بھولے بھالے بچے تمہاری ننھی ننھی معصوم بچیاں جب محبت بھری نگاہ سے تم کو دیکھتی ہیں تو تم کو کس قدر ان پر پیار آتا ہے مگر یہ پیار جھوٹا ہے۔ حقیقی پیار یہ ہے کہ تم ان کی اخلاقی حالت درست کرو ان کو تربیت دو نصیحت آموز کہانیاں سناؤ۔ چار چاند میں نہایت دلچسپ اور مفید کہانیاں درج ہیں۔ قیمت ۵ر

خاتون جنت باتصویر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی۔ ڈھائی سو صفحے کی نہایت مکمل سوانح مع تصاویر۔ (۱) روضہ مقدسہ حضرت فاطمۃ الزہرا (۲) مدفن بتول در روضہ حضرت رسول مقبول صلعم (۳) مدفن ل پر برقی روشنی کا نظارہ (۴) مزار حضرت فاطمہ کا پر نور نظارہ (۵) جنت البقیع کا خاکہ (۶) قبۂ اہل بیتؓ (۷) مدینہ شریف کا خاکہ (۸) مکہ معظمہ کا خاکہ (۹) شجرہ۔ قیمت ۸ر

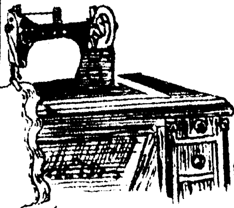
منیجر نظامیہ دار الاشاعت و خواجہ بک ڈپو دہلی



تعلیم موٹر

اگر آپ کے پاس موٹر ہے - یا آپ موٹر چلاتے ہوں - یا چلانا چاہتے ہوں تو
کم از کم ایک مرتبہ تعلیم موٹر کا بھی مطالعہ کر لیجئے - اس میں موٹر چلانے کے
صحیح اور ضروری اصول و قواعد نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور
اردو زبان میں اس قدر آسانی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ ایک معمولی عقل و قابلیت
والا شخص ان کو ذہن نشین کر لینے کے بعد چند ماہ کے عرصہ میں قابل موٹر ڈرائیور
بن سکتا ہے نہ صرف یہ بلکہ وہ موٹر کے معاملہ میں ایک لائق میکنکل انجنیر بن جائے گا -
ہر قسم کی مرمت بآسانی خود کر سکیگا - جنگل و بیابان میں جہاں موٹر کی درستی کی کوئی
صورت نہ ہوگی یہ کتاب فرشتۂ رحمت بنکر مدد کرے گی - اسمیں موٹر کے تمام چھوٹے
بڑے پرزوں کی تصویریں موجود ہیں - ان کا فٹ کرنا مرمت کرنا نہایت خوبی کے
ساتھ بتایا گیا ہے - انگریزی کی چند مشہور کتابوں کی مدد سے اس کتاب کو تیار کیا گیا
ہے اس لیئے یہ موٹر کے متعلق اپنی قسم کی پہلی اور بہترین کتاب ہے - قیمت عہ

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

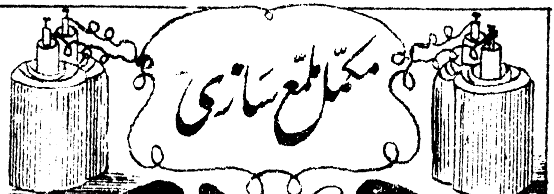


فنّ خیاطی

معقول رقم بچانیکی ترکیب

کم از کم آپ سال بھر میں ساٹھ ستر روپیہ محض سلائی کا دیدیتے ہونگے - یہ کل
رقم بچ سکتی ہے - اگر آپ کی بہو بیٹیاں کپڑوں کی قطع برید سے اور سینے
پرونے سے اچھی طرح واقف ہوں اور ایسی اچھی طرح واقف ہوں کہ
آپ درزیوں سے بالکل مستغنی ہو جائیں - ہمارے خیال میں یہ بات اسیوقت
ممکن ہے کہ آپ کی مستورات فنّ خیاطی کا مطالعہ کریں جس میں جدید و
قدیم ہر وضع اور ہر قسم کے کپڑوں کی قطع برید اور سلائی کی مکمل تعلیم
دی گئی ہے - اور جس کی ہدایتوں پر عمل کرنے سے سات آٹھ سال کی
معصوم بچیاں بھی پوری مہارت حاصل کر سکتی ہیں - قیمت صرف عہ
محصول ڈاک بذمہ خریدار

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی



مکمّل ملمع سازی

اگر آپ کے پاس محض ایک مکمل ملمع سازی کی جلد ہو اور آپ اس سے کام
بھی لیں تو بہت ممکن ہے کہ یہی کتاب آپ کو معاش کے تفکرات سے آزاد
کر دے اور اگر آپ اس کام میں زیادہ کوشش فرمائیں تو بہت ممکن ہے کہ
یہ بجلی کی دو بیٹریاں آپ کے رگ و پے میں خوشحالی و فارغ البالی کی رو دوڑا دیں
کتاب صدہا تجربوں کے بعد لکھی گئی ہے - اس میں بیٹری خود تیار کرنا بجلی
پیدا کرنا اور ہر قسم کے دھات کا دوسرے تمام دھاتوں پر ملمع کرنا حتیٰ کہ کانچ
مٹی لکڑی وغیرہ تک پر ملمع کرنے کے نہایت آسان طریقے درج ہیں - اس کے
علاوہ ہر قسم کے سانچے بنانا بتایا گیا ہے ضروری تصاویر جا بجا دی گئی ہیں انگریزی
ادویات کے نام علیحدہ درج ہیں - قیمت ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی



رُوح انجنیری

اگر آپ چاہتے ہیں کہ عمارتوں کے ٹھیکے لیکر بہت جلد مالدار بنجائیں
اگر آپ کی خواہش ہو کہ آپکی جائداد نہایت خوبصورت اور بکفایت تیار ہو
اگر آپ کی تمنا ہے کہ بلا کسی ڈگری کے چند ماہ میں آپ فن تعمیرات میں
ایک انجنیر کے مقابل میں جائیں - تو روح انجنیری ملاحظہ کیجئے جسکی
نسبت ٹھیکیداروں - سب ڈویژنل افیسرز - اور انجنیروں کا خیال ہے
کہ فن معماری میں زبان اردو کی یہ سب سے بہتر کتاب ہے - اس کتاب
میں انجنیری کے متعلق نہایت آسان اصول درج ہیں - اور فن
معماری کو اسقدر آسان اور سلیس زبان میں لکھا گیا ہے کہ ایک
غبی سے غبی شخص کو بھی اس کے سمجھنے میں کوئی دقت واقع نہیں ہو سکتی
قیمت علاوہ محصولڈاک - ایک روپیہ دس آنے (عہ)

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

اسلامی تاریخ کے صفحات

خون میں رنگے ہوئے

حضرت سیدنا امام حسینؑ کے دردناک حالات اور قیامت خیز تاریخی واقعہ اگر دیکھنا ہو تو

کربلا نامہ

ملاحظہ فرمائیے جسمیں تمام واقعات نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد درج کیے گئے ہیں قیمت ۱۲/

فلاح دین و دنیا

تیار ہوگئی

اگر نفع نقصان دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر طلب فرمائیے

ملنے کا پتہ:- مینجر نظامیہ دارالاشاعت۔ دہلی

REGISTERED. No L. 1313

جلد ۴ - نمبر ۱



رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً

چیست دُنیا؟

از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

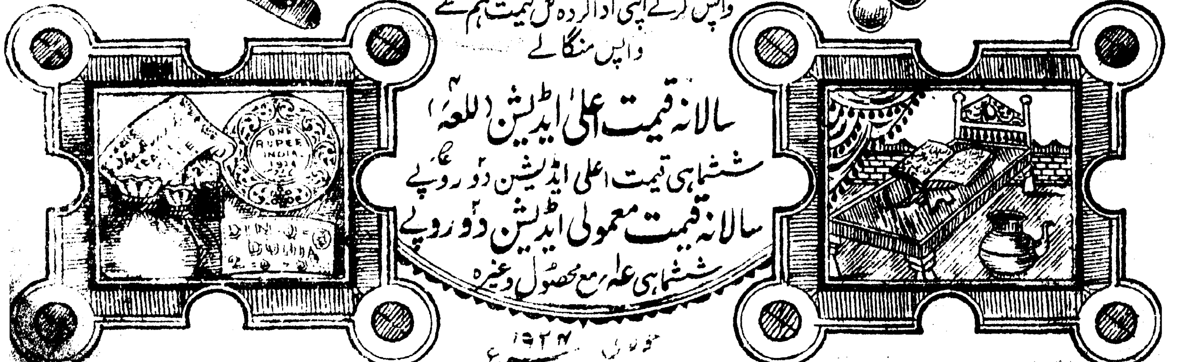
دین و دُنیا

جو

ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے



سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن (للعہ)
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی علہ مع محصول وغیرہ

جنوری ۱۹۲۴ء

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی بے مثال کتابیں

میلاد نامہ

نئے رنگ کا قابل دید مستند مولود شریف ہے، اور خواجہ صاحب کی اسلامی تاریخ کے سلسلے کا پہلا حصہ۔ اس میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس حالات اور پاک و پاکیزہ اخلاق اور عادات کا تفصیلی بیان ہے۔ قیمت عہ

محرم نامہ

اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جس میں وفات رسول کے بعد کے واقعات۔ خلافت کے جھگڑوں کا پورا بیان جنگ جمل و صفین کا تفصیلی حال۔ شہادت امام حسین کا اصلی سبب۔ معرکۂ کربلا کی تحقیقی اور دردانگیز کیفیت درج ہے۔ قیمت عہ

یزید نامہ

یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے محرم نامہ کے بعد اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں خلفائے بنو اُمیہ کے حالات ہیں۔ معرکۂ کربلا کے بعد حجاج بن یوسف کی مکہ معظمہ پر خوفناک چڑھائی۔ خانہ کعبہ کی بربادی ہزارہا صحابیوں کا قتل عبداللہ ابن زبیر کی شہادت وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل کو درج کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

طمانچہ برخسار یزید

اسمیں اشرار بنی اُمیہ کی خفیہ اور شرمناک سازشوں اور بدچلنیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے، نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ

فاطمی دعوت اسلام

اُن دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہؓ نے اشاعت اسلام کے لیئے اختیار کیئے۔ قیمت سے

سفرنامہ مصر و شام و حجاز

حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات با تصویر نہایت دلچسپ اور پرلطف کتاب ہے۔ قیمت عہ

سی پارۂ دل

حضرت خواجہ صاحب کے اُن ادبی اور مذہبی مضامین کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہے جو تمام ملک سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ قیمت عہ

آپ بیتی

حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت اپنی طرز کی بالکل نئی سوانح عمری مع تصاویر۔ قیمت عہ

کرشن بیتی

ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابل دید باتصاویر سوانح عمری۔ قیمت ۱۰ ار

گیارھویں نامہ

یہ گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لیئے خواجہ صاحب نے حضرت غوث پاک کے حالات میں بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۱۲ ار

اُردو دعائیں

ہر موقع اور ہر محل کے لیئے نہایت مؤثر اور نہایت پرلطف دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اوقات میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۸ ر

بیوی کی تعلیم

عورتوں کی تعلیم کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی بے مثل و نظیر کتاب ہے فوراً منگائیے۔ قیمت عہ

بیوی کی تربیت

یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمیں سولہ نہایت اہم سوالات اور اُن کے بیحد مفید اور کارآمد جوابات ہیں جو ہندوستان کی بڑی بڑی معزز اور تعلیمیافتہ بی بیوں نے تحریر کیئے ہیں۔ قیمت عہ

اولاد کی شادی

یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں اولاد کی شادی بیاہ کے متعلق تمام ضروری دینی و دُنیاوی معلومات موجود ہے۔ قیمت عہ

بچوں کی کہانیاں

بچوں کے بہلانے کے لیئے نہایت سبق آموز کہانیوں کا دلپذیر مجموعہ با تصاویر قیمت صرف دس آنے۔

جگ بیتی

درد و غم کے پُرسوز اور عبرت خیز مضامین اور الم انگیز قصّوں کا دلسوز مجموعہ۔ قیمت ۱۰ ار

تسخیر مہر و قہر

اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی نہایت مشہور اور معقول کتاب۔ قیمت ۱۰ ار

معلومات سیر دہلی

جو حضرات غیر مقامات سے دہلی آتے ہیں یا گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنی چاہتے ہیں ضرور منگائیں۔ قیمت صرف ۱۲ ار

تسکین احساس

تصوف کے ابتدائی اصول و قواعد اور اذکار و اشغال کی تعلیم۔ قیمت صرف ۸ ر

چٹکیاں اور گدگدیاں

حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ مگر بے حد نتیجہ خیز مضامین کا قابل دید مجموعہ جسکو پڑھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے قیمت ۱۲ ار

خدائی انکم ٹیکس

زکوٰۃ ادا کرنے کی ترکیب۔ زکوٰۃ کا فلسفہ۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دیجائے۔ بہت سی ضروری معلومات۔ قیمت ۱۰ ار

مرشد کو سجدۂ تعظیم

قرآن مجید۔ حدیث شریف اور اقوال بزرگان دین سے سجدۂ تعظیمی کا جواز۔ قیمت ۸ ر

روزنامچہ سفر ہندوستان

حضرت خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات قیمت ۱۲ ار

کم ٹو موت

عشق دُنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانیوالی دردانگیز۔ قابل دید اور نہایت مقبول کتاب۔ قیمت عہ

مرگ نامہ

کم ٹو موت جیسی مشہور کتاب کا دوسرا حصہ جو حال ہی میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۶ ر

اتالیق خطوط نویسی

یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حصّہ اول و دوم یکجائی۔ قیمت ۱۲ ار حصّہ سوم۔ قیمت ۱۲ ار

قرآن آسان قاعدہ

مسلمان بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لیئے خواجہ صاحب کا لکھا ہوا عجیب و غریب قاعدہ جس کی تمام ملک میں دھوم ہے۔ قیمت ۸ ر

تعلیم القرآن

یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہے اور اس کو پڑھکر وہ قرآن کی تمام ضروری باتوں سے بہت جلد واقف ہو جاتے ہیں قیمت ۸ ر

امام الزماںؑ کی آمد

شیخ سنوسی کی پانچوں رسالوں کا خلاصہ امام الزماںؑ کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ واقعات جس میں حیرت انگیز پیشینگوئیاں شامل ہیں قیمت ۱۰ ار

لڑائی کا گھر

خواجہ صاحب کے سات متفرق رسائل۔ توپخانہ۔ بم۔ بندوق وغیرہ کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۶ ر

قبروں کی غیبی نوشتہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت اطہارؑ کے مزارات کے لیئے مؤثر کتبے بالکل نئی چیز۔ قیمت ۴ ر

ہندو مذہب کی معلومات

یہ کتاب داعیان اسلام کی معلومات کیلیئے لکھی گئی ہے قیمت ۸ ر

سکھ قوم

اس کتاب میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ قیمت ۶ ر

غزنوی جہاد

سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ۔ قابل دید تاریخی کتاب قیمت ۸ ر

حلال خور

اس کتاب میں ہندوستان بھر کے حلال خوروں کے مذہبی قصّے۔ رسم و رواج اور عقائد وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸ ر

داعی اسلام

اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنیکی ترکیبیں اور حکمتیں بتائی ہیں۔ قیمت ۳ ر

گاندھی نامہ

مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا قابل دید اور دلچسپ [illegible] قیمت ۸ ر

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

جلد ۴ فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا دہلی بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء نمبر ۴

حمد و نعت ص۱
تفسیر قرآن مجید ص۲
شرح مثنوی مولانا روم ص۳
شرح دیوان حافظ ص۴
شرح گلستان ص۵
واردات قلب ص۶
خیالات منتشر ص۷
اسلام کیا ہے ص۸
اسلام آخری دین ہے ص۸
میں مسلم ہوں کہ فی الحال مسلمان نہیں ہوں ص۹
ہم کیا تھے ص۹
اول فنا ہے آخر فنا ہے ص۱۰
برکات مذاہب ص۱۱ و ۱۲
اسلامی تمدن و آئین معاشرت ص۱۳

مفلس بھی پڑھیں زردار بھی ص۱۴-۱۵

رسائل کی روح

ایثار سخاوت و بخل ص۱۶
تصوف ص۱۶
عبرت ص۱۶
اخلاص ص۱۶
تسبیح تحلیل و تکبیر ص۱۶
غصہ میں صبر ص۱۷
زندگی کے توقعات ص۱۷-۱۸

معلومات

نئی قسم کا جوتا ص۱۹
علم اقتصاد گھڑی ص۱۹
عینک کا استعمال مفید نہیں ص۱۹
دیکھنے کا نیا طریقہ ص۱۹
زمین کا اندرونی حصہ ص۱۹
ڈاکٹری کے معجزے ص۱۹
رنگ کی تبدیلی ص۱۹

وسائل معاش

بائیسکل کا تیل ص۲۰
بائیسکل کی لالٹین کا تیل ص۲۰
کپڑہ سینے کی مشین کا تیل ص۲۰
گھڑیوں کے پرزوں کا تیل ص۲۰
ٹریسنگ پیپر بنانا ص۲۰

سوالات

مذہبی۔ طبی۔ متفرق ص۲۱

جوابات ص۲۲

انشائے لطیف

تونے سنایا نہیں ص۲۳
برسات ص۲۳
مخمور خواب ناز جاگ ص۲۳
نوشش و خمار ص۲۴
مجاز و حقیقت ص۲۵

صنف نازک کیلئے

ملک کی اصلی دولت ص۲۶
برہمی عورتیں ص۲۶
چینی عورتیں ص۲۶
جاپانی عورتیں ص۲۶
امریکن عورتیں ص۲۶
فرانسیسی اور انگلستانی عورتیں ص۲۷
بیمار اور اسکی تیمارداری ص۲۷
سودخوار کا حشر (قصہ) ص۲۸

اس رسالہ کے چودھویں صفحہ پر

یہ مضمون غور سے پڑھئے جسکی سرخی ہے

"مفلس بھی پڑھیں اور زردار بھی"

ایڈیٹر

فہرست مضامین کتاب مستطاب سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

خطبہ اور تمہید کتاب از طرف مصنف علیہ الرحمۃ
سبب تالیف اور ترتیب فصول و ابواب کی بسیط تفصیل
اہلبیت کے معنی کی تحقیق میں ایک مفید اور معقول عمدہ
آنحضرت صلعم کی ذات مقدس آیات میں شہادت کے علاوہ مجموعہ صفات انبیاء سابقین ہونا۔
شہادت جلی اور خفی کی تحقیق میں عجیب و غریب بحث
اہلبیت کی وجوب محبت پر جو نصوص دلالت کرتی ہیں انکا تفصیلی ذکر۔
آنحضرت کا چار قسم کے لوگوں کیواسطے شفاعت کا ضامن ہونا اگرچہ وہ تمام روئے زمین کے گناہ لیکر جائیں
اُن احادیث صحیحہ ثابتہ کا بیان جنمیں جناب امام حسنین کی فضیلت ثابت کیگئی ہے۔
سادات کی توقیر و احترام نجات کا عمدہ ذریعہ ہے۔
حضرات شیخین کو تمام صحابہ کبار اور اہلبیت اطہار پر فضیلت و بزرگی ثابت ہو اور اسباب میں ایک محکم عقلی و نقلی دلیل۔
جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مراتب فضیلت میں اہل تسنن کا اعتقاد اور اُنکی تفصیل
حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرات حسنین کی بیحد دلجوئی اور از حد توقیر و تعظیم کیا کرتے تھے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلفاء ثلاثہ کو اپنے سے بہتر و افضل سمجھتے تھے۔
سبط اکبر یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا حال
امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کا بیان
حضرت فاطمہ زہرا رض کا حیض و نفاس سے پاک ہونا
امام حسن کی اسم مبارک کی تحقیق میں مفید بحث
امام حسن رض کے عقیقہ اور ختنہ کے بیان میں
امام حسن کے نسب و لقب و کنیت میں جدید تحقیق
حضرت حسن رض سر سے ناف تک جناب رسولخدا صلعم کے ساتھ تمام مشابہت رکھتے تھے۔
حضرت حسن رض کا صحیح حلیہ
اُن صحیح حدیثوں کا بیان جو امام حسن کیساتھ مخصوص ہیں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن رض سے
اسقدر محبت تھی کہ آپ کی دلجوئی کیواسطے پہروں سر بسجدہ رہا کرتے تھے۔
زید بن حارث کا پورا اور صحیح قصہ۔
حضرت امام حسن کی ذکاوت و ذہانت ذہن میں ایک عجیب لطیفہ
ایک یہودی کے سوال پر امام حسن رض کا نہایت شائستہ اور دلچسپ جواب دینا۔
امام حسن رض کی عبادت کا مختصر سا ذکر
امام حسن کے جود و سخا کا ذکر
امام حسن کے خلق شریف اور عادت جمیل کا ذکر
ایک شامی کی حکایت جو امام حسن اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے سخت عداوت رکھتا تھا اور حضرت آپ کے خلق کیوجہ سے بندہ بے زر ہوگیا۔
امام حسن ع کی کرامات کا صحیح بیان۔
حضرت امام حسن ع کے کلمات قدسی سمات کا ذکر
امام حسن ع کی بلاغت و فصاحت مجمل ذکر
اُن وصیتوں کا بیان جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رحلت کے وقت امام حسن ع کو کی تھیں۔
امام حسن کی تزویج کا بیان۔
امام حسن کی خلافت اور اُسکا عمدہ اثر کرنا۔
امام حسن کا صرف مسلمانوں کی خونریزی محفوظ رکھنے کے لئے حضرت معاویہ سے صلح کرلینا۔
امام حسن کا حضرت معاویہ کو صلح کا خط لکھنا
حضرت امام حسن ع کا ایک مفید و نصیحت آمیز خطبہ
امام حسن کا احق بالخلافت ہونا۔
حضرت امام حسن ع کی شہادت و غسل و تکفین و تجہیز اور صلاۃ و تدفین کا ذکر
حضرت امام حسن کی اُن وصایا کا ذکر جو آپنے رحلت کیوقت سبط ثانی حضرت امام حسین کو کی تھیں
امام حسن ع کی معزز اولاد کا مختصر سا بیان
امام حسن ع کے بڑے صاحبزادے زید کا مجمل سا ذکر
امام حسن ع کے پوتے حسن بن زید کا بیان
امام حسن ع کے منجھلے صاحبزادے حسن بن حسن بن علی کا بیان جنہیں حسن مثنی بھی کہتے ہیں
حسن مثنی کے پانچوں صاحبزادوں کا بیان
امام حسن کے منجھلے صاحبزادے عمرو بن حسن بن علی کا احوال
امام حسن ع کے بقیہ فرزندوں کا ذکر
امام حسن کے چھوٹے صاحبزادے طلحہ بن حسن بن علی کا ذکر
سبط ثانی حضرت امام حسین بن علی کے بیان میں
امام حسین کی ولادت اور تسمیہ و عقیقہ وغیرہ کا بیان
امام حسین رضی اللہ عنہ کے نسب اور کنیت و القاب کا ذکر
امام حسین کے فضائل و مناقب کا بیان
امام حسین کی جود و سخا کا بیان
آپ کی عبادت و طاعت کا مختصر سا ذکر
آپ کی ہمت کا بیان
امام حسین ع کے کلمات نصیحت آمیز کا بیان
اُن صحیح حدیثوں کا ذکر جو بالخصوص حضرت امام حسین کے باب میں آئی ہیں
سبط کے معنی تحقیق و تنقیح
اُن حدیثوں کا ذکر جنمیں ابو عبد اللہ امام حسین کے مقتل کی خبر دیگئی ہے۔
حضرت امام حسین ع کی شہادت سنہ ۶۰ ہجری میں حدیث نبوی سے ثابت ہے۔
امام حسین ع کی شہادت کے علامات
امام حسین ع کے قاتل کا نام و نشان حدیث نبوی میں آیا ہے۔
یزید کی مذمت حدیث نبوی سے ثابت ہے
یزید عنید اور حضرت امام حسین ع کے درمیان باعث عداوت کیا چیز تھی
سبط اکبر یعنی امام حسن ع کے انتقال کے بعد معاویہ کا اپنے فرزند کیلئے اہل شام سے بیعت یزید لیکر اہالیان مدینہ کو اسپر آمادہ کرنا
معاویہ کا حج کے موسم میں مکہ آنا اور عبد اللہ بن زبیر و عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ کو بیعت یزید کیواسطے جمع کرنا اور ان حضرات کا صاف انکار کرنا اور اسپر ایک مبسوط تقریر پرشیر کرنا
معاویہ کا اپنے فرزند یزید کو حضرت عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن زبیر اور حسین بن علی کی بابت وصیت کرنا۔
اُن قوی اور مستحکم دلائل کا ذکر جو حضرت معاویہ کے مومن ہونے اور آپکو برائی سے یاد کرنے پر دلالت کرتی ہیں
قدوۃ العلماء مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی اسبات میں ایک مفید اور عمدہ شرح تحقیق۔
امام حسین کے پاس کوفہ سے بیحد قاصد اور خطوط اُسکا بیان
امام حسین کا مکہ سے عراق کیطرف کوچ کرنا اور راہ میں حضرت مسلم بن عقیل کی خبر شہادت سُننا
یزید کا بمشورہ سرجون عبید اللہ بن زیاد کو واسطے مسلم کے قتل اور امام حسین کے گرفتاری کیواسطے کوفہ بھیجنا
حضرت امام حسین کے مولا کا بصرہ میں مارا جانا
ہانی بن عروہ کا شہید ہونا
مسلم بن عقیل کی شہادت کا تفصیلی ذکر
مسلم بن عقیل کے صاحبزادوں کی شہادت کا واقعہ
حضرت امام حسین ع کا عراق کیجانب کوچ کرنا اور میدان کربلا میں نزول فرما کر انواع و اقسام کی تعب کی برداشت کرنا
امام حسین ع کی تاریخ روانگی
راہ میں فرزدق شاعر کا امام حسین ع سے ملنا
حر بن یزید الریاحی کا ایک ہزار مسلح سوار کیساتھ امام حسین ع سے ملاقات کرنا
نزول کربلا کی تاریخ کا بیان
ابن زیاد کیا دکا یزید کی بیعت کیواسطے امام حسین کو خط لکھنا اور آپ کا اُسے قبول نہ کرنا
عمرو بن سعد کے لشکر کی تعداد
یزید ہمدانی کا عمرو بن سعد کے پاس آکر سلام علیک نکرنا اور اسکی وجہ ایک مطول طویل بحث سے ثابت کرنا
امام حسین کا اپنے دشمنوں کو سمجھانا
امام حسین کا عمرو بن سعد کو خط لکھنا کہ تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کر
عمر بن سعد کے جواب سوال کا ذکر جو امام حسین سے ہوئے تھے۔ امام حسین ع کے امور کی بابت عمرو بن سعد کا ابن زیاد کو لکھنا اور شمر ذی الجوشن کا اُس سے انکار کرنا
عمرو بن سعد کا لڑائی میں کچھ توقف کرنا اور ابن زیاد

کا شمر ذی الجوشن کو اسپر معین کرنا۔
عمرو بن سعد کا پانی کو بند کرنا اور اہلبیت اطہار کو ایک ایک قطرہ پانی سے ترسانا
امام حسینؓ کی شہادت کا مفصلاً ذکر
حر بن یزید الریاحی کا امام حسینؓ کے پاس آ کر شہید ہونا
امام حسینؓ کا اپنے رفقا کو بلا کر اپنی رفاقت سے رخصت دینا مگر انکا اپنی جانبازی کو قبول کرنا اور امام حسینؓ سے علیحدگی اختیار نہ کرنا۔
ایک شخص طرماح نامی کا امام حسینؓ کے پاس آ کر التجا کرنا کہ آپ یہاں سے اٹھیے اور میرے قبیلہ میں تشریف لے چلیے۔
امام حسینؓ کے رفقا کی شہادت کا تفصیلی بیان
حضرت علی اکبرؓ کا شہید ہونا۔
حضرت مسلم کے صاحبزادے عبداللہ کی شہادت کا بیان
جعفر بن عقیل حضرت مسلم کے برادر کی شہادت
حضرت قاسم فرزند امام حسنؓ کی شہادت کا ذکر
علی اصغر فرزند صغیر امام حسینؓ کی شہادت
حضرت امام حسینؓ کا فوج اعدا سے تا دیر جنگ کر کے جنت میں سدھارنے کا تذکرہ۔
عمرو بن سعد کا امام زین العابدین کو مارنے سے ممانعت کرنا
امام حسینؓ کے قاتل میں مورخین کے مختلف اقوال
شہدائے دشت کربلا کے مبارک سروں کا ذکر
اہلبیت اطہار کا قیدیوں کی طرح کوفہ روانہ ہونا
اہلبیت اطہار کا کوفہ پہنچ کر ابن زیاد کی عام دربار میں پیش ہونا اور حضرت ام کلثوم کا ابن زیاد کا جواب مناظرہ کرنا
امام حسینؓ کا مبارک سر ابن زیاد کے آگے رکھا جانا
ابن زیاد ملعون کا حضرت زین العابدین کے قتل کا حکم دینا اور حضرت زینب کا ایک موثر تقریر اسے ان کی جان بچا لینا
امام حسینؓ کا مبارک سر معہ قیدیان اہلبیت کوفہ سے دمشق پہنچنا۔
راہ میں ایک گرجا کا سر مبارک کی کرامت دیکھ کر مسلمان ہونا
امام حسینؓ کا مبارک سر یزید کے دربار میں پیش ہونا اور شمر ذی الجوشن کا یزید کے سامنے واقعہ بیان کرنا
یزید کا امام حسینؓ کے سر کو دیکھ کر رونا اور انکی پیشانی پر چھڑی لگانا
[illegible]
سازوسامان مدینہ روانہ کرنا۔
حضرت امام حسینؓ کے قتل پر یزید کی رضامندی اور نارضامندی میں مورخین کے مختلف اقوال
امام حسینؓ کے مبارک سر کے مدفون ہونے کی تحقیق
ان واقعات اور حادثات کا ذکر جو امام حسینؓ کی شہادت کے بعد واقع ہوئے۔
امام حسینؓ کے قتل پر آسمان کا خون رونا۔
حضرت عباسؓ کا قصہ۔
وحشی قاتل حمزہ کا قصہ۔
شریعت کے موافق مرثیہ خوانی
امام حسینؓ کی شہادت کے بعد جنوں کی نوحہ کرنا
عبداللہ بن جعفر اور ان کے غلام ابو السلاسل کا تذکرہ
جھوٹی اور بے اصل باتیں تک بندی کر کے بیان کرنی سخت ممنوع ہیں۔
ایام محرم میں روافض کی بدعات اور خرافات سے پرہیز کرنا ہر مومن کیلئے ضروری بات ہے
امام حسینؓ کی شہادت کی تاریخ اور آپ کے سن شریف کی تعیین میں مختلف اور جداگانہ اقوال
آپ کی بزرگی اور معزز اولاد کا بیان۔
علی بن الحسین المعروف با امام زین العابدین کے صحیح صحیح حالات
حضرت امام زین العابدین کی تعداد اولاد میں اختلاف
حضرت زید شہید کی اولاد کا ذکر
امام محمد باقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا ذکر
امام محمد باقر کی تعداد اولاد میں اختلاف
امام محمد باقر کے صاحبزادوں کی اولاد کا ذکر
امام جعفر فرزند امام محمد باقر بن زین العابدین کا ذکر
امام جعفر کی اولاد کا ذکر
امام جعفر کی تعداد اولاد میں اختلاف
شیعہ اسمعیلیہ اسمعیل بن جعفر بن باقر کو امام مانتے ہیں
شیعہ افطحیہ عبداللہ بن جعفر بن محمد باقر کو امام کہتے ہیں
امام موسی کاظم کا تذکرہ
امام موسی کاظم کی اولاد کا بیان
امام علی رضا بن موسی کاظم بیان
امام علی رضا کی والدہ کے نام میں اختلاف
امام علی رضا کے زہر سے وفات پانے اور اپنی
موت سے مرنے میں مورخین کا سخت اختلاف
امام محمد تقی بن علی رضا بن موسی کاظم کا تذکرہ
آپکی والدہ ماجدہ کے نام میں اختلافات
امام محمد تقی کا قاضی یحیی بن اکثم سے ایک عجیب و غریب مسئلہ پوچھنا اور اسکا لاجواب ہونا۔
مامون رشید خلیفہ عباسی کا امام محمد تقی سے اپنی لڑکی ام الفضل سے بھری مجلس میں نکاح کرنا
امام محمد تقی کی اولاد کا ذکر
امام جعفر بن محمد تقی کا ذکر جنہیں شیعہ جعفر کذاب کہتے ہیں
امام حسن عسکری کا ذکر
امام مہدی کا ذکر شیعوں کے اعتقاد کے موافق
نام اور شخص مہدی میں شیعوں کا سخت اختلاف
شیعہ عباسی کے اعتقاد کا مفصل ذکر
اہل سنت الجماعت کا مہدی کے باب میں اعتقاد
امام حسین کے قاتلوں کے احوال بد مآل کا ذکر
حضرت فاطمہ زہرا کا میدان حشر میں اپنے بچوں کی انصاف کیواسطے عرش کا پایہ پکڑ کر دادرسی چاہنا
امام حسین کے عام قاتلوں کا احوال خسران مآل
یزید اور اسکے لشکر کے سرداروں کا ذکر
اہل مدینہ کا یزید سے خلع بیعت کرنا اور یزید کا لشکر کو ان سے قتال کے واسطے بھیجنا۔
یزید کا ابتدا سے انتہا تک پورا قصہ۔
لشکر یزید کی خرابی کا ذکر۔
خانہ خدا سے لشکر یزید کا جنگ کرنا۔
یزید بن معاویہ کا مرنا اور اسکے بیٹے معاویہ کا تخت سلطنت پر بیٹھ کر حضرت علی کی خلافت کو حق اور معاویہ بن ابی سفیان کی نزاع کرنا حق ثابت کر کے یزید کو برا کہنا۔
معاویہ بن یزید کے استاد کو صرف اس گمان پر کہ خاندان نبوت کی تعلیم معاویہ کو اسنے دی ہے مروانیوں کا زندہ درگور کرنا
عبداللہ بن زبیر کا امیر المومنین کیساتھ ملقب ہو کر جملہ اطراف حجاز اور عراق و شام اپنے قبضہ تصرف میں لانا
عراق کی بڑی بڑی سرداروں کا عبداللہ بن زبیر کی بیعت پر مشورت کرنے
عبیداللہ بن زیاد کے مشورہ سے مروان کا تخت پر بیٹھنا
تمام لوگوں سے بیعت لینا اور ضحاک بن قیس کا شام پر جو عبداللہ
بن زبیر سے بیعت کر چکا تھا ایک لشکر عبیداللہ بن زیاد کی سرکردگی سے بھیجکر اسے قتل کرنا اور اسی اثنا میں مروان کا مر جانا
کوفیوں کا سلیمان بن صرد رئیس کوفہ کیساتھ ہو کر امام حسینؓ کے خون کی طلب میں خروج کرنا
مختار بن عبید کا مکہ سے بگڑ کر کوفہ آنا اور کوفیوں کو خروج پر ابھار کر عراق کی جانب لے نکلنا
مختار کا مفصل اور صحیح قصہ
مختار کے خروج کا تفصیلی ذکر
ابراہیم بن اشتر رئیس کوفہ اور مختار کا عبداللہ بن زبیر کے عامل کو سخت جنگ و جدل کے بعد شکست دینا
مختار کا کوفہ پر عام تسلط اور تمام غلبہ ہونا
مختار کا یزید بن انس کو عبیداللہ بن زیاد سے لڑنے کیلئے بھیجنا اور لڑائی کے بعد عبیداللہ بن زیاد کا شکست کھا کر بھاگنا
ابراہیم ابن اشتر رئیس کوفہ کو یزید بن انس کی مدد کیلئے جانا اور اسکے جانیکے بعد کوفیوں کا مختار پر خروج کر کے اسے قید کر لینا اور ابراہیم کا واپس آ کر کوفیوں کو تہ تیغ کر ڈالنا۔ مختار کا ان لوگوں کو جو قتل امام حسین میں تھے چن چن کر قتل کرنا
ابراہیم بن اشتر کا عبیداللہ بن زیاد کی مقابلہ کیلئے جانا اور اسکو شکست دیکر قتل کر ڈالنا اور اسکا سر کوفہ میں مختار کے پاس آنا
عمرو بن سعد اور شمر وغیرہ کا مارا جانا
یزید عنید کے سرداروں اور اکابر کا انواع عذاب سے مارا جانا
عبداللہ بن زبیر کا اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو کوفہ بھیجنا اور اسکا مختار کو قتل کر ڈالنا۔
مصعب بن زبیر کا عراق میں جا کر عبدالملک بن مروان سے قتال کرنا اور خود شہید ہو جانا
عبدالملک بن مروان کا حجاج بن یوسف کو مکہ کی تخریب عبداللہ بن زبیر کو شہید کرنیکے واسطے بھیجنا۔
حجاج بن یوسف کا ہزاروں صحابہ کو ناحق قتل کر ڈالنا
عبداللہ بن زبیر کا ابتدا سے انتہا تک ذکر
عبداللہ بن زبیر کے فضائل و خصائل کا ذکر
انکی عبادت و زہادت کا مختصر سا بیان
مروان کا مفصل قصہ۔
خاتمہ کتاب یزید پر لعنت کرنے میں سلف و خلف کے مختلف اقوال ۵

سید الشہداء کی یاد

محرّم نامہ

حضرت مولنا خواجہ حسن نظامی صاحب کی لکھی ہوئی وہ بےمثل کتاب ہی جسکو شیعہ سُنّی دونوں نہایت شوق سے خرید کر پڑھتے ہیں اور اسمیں کلام نہیں کہ واقعات کربلا کے متعلق یہ کتاب آپ اپنا نظیر ہے۔ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات سے لیکر معرکہ کربلا کے آخر تک اسلامی تاریخ کے ہر چھوٹے بڑے واقعہ کا بیان ہی اور بیان شہادت تو اس تفصیل سے ہی کہ آجکل مجلسوں میں تمام شہادت ناموں کے مقابلہ میں محرم نامہ ہی کو ترجیح دیجاتی ہی جنگ جمل اور جنگ صفین کے حالات بھی نہایت خوبی کیساتھ بیان کیئے گئے ہیں پھر خواجہ صاحب کا مخصوص مستانہ رنگ بیان نے پر سہاگہ ہی قیمت عہ/ ۱

یزید نامہ

اس کتاب میں کربلا کے جانسوز واقعہ کے بعد کے حالات نہایت تفصیل کیساتھ قلمبند فرمائے ہیں، بنی اُمیہ کی پوری تاریخ ہی اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو بیحد وضاحت کیساتھ بیان کیا ہی۔ محرم نامہ کے بعد اس کتاب کو دیکھنا ضروری ہی اسمیں حجاج بن یوسف کی ستمرانیاں بھی کمال خوبی سے ظاہر کیگئی ہیں۔ قیمت عہ/

طمانچہ برخسار یزید

اس کتاب میں بنی اُمیہ کے شریر لوگوں کی خفیہ بدچلنیوں کا حال ہی اور اُن لوگوں کی بیہودہ سازشوں اور بدکاریوں کی اچھی طرح قلعی کھولی گئی ہی۔ مسٹر آصف علی بیرسٹر کی رائے میں یہ کتاب، خواجہ صاحب کی تمام تصنیفات سے بہتر ہی۔ خواجہ صاحب کا انداز بیان صاف و شستہ زبان نادلانہ طرز۔ سلیس اور دلکش عبارت قیمت عہ/

اہلبیتؑ کے معجزات

معجزات اہل بیت علیہم السلام کے متعلق قابل دید کتاب ہی اسمیں بتایا گیا ہی کہ ابتک کہاں کہاں کیا کیا معجزات ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں گویا معجزات اہلبیت کی عجیب و غریب تاریخ اور اپنی طرز کی سب سے پہلی کتاب ہی اُن حضرات کے لئے جو معجزات کے قائل ہیں عموماً اور جو قائل نہیں اُن کیلیے خصوصاً مطالعہ کے قابل ہی قیمت علاوہ محصولڈاک

رنگ شہادت معروف بہ نیرنگ بلاغت

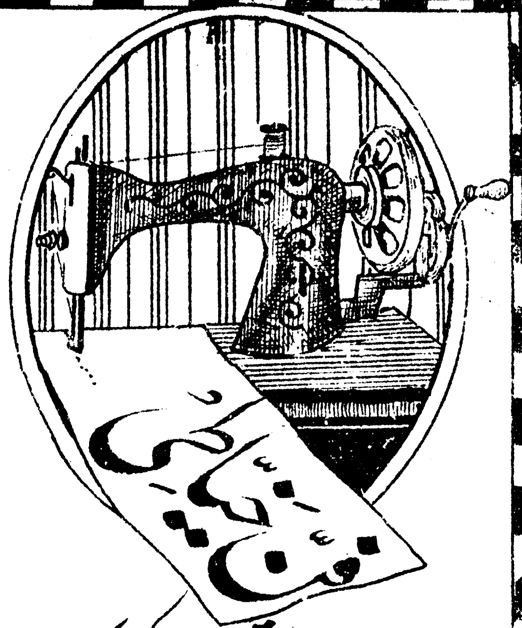
جادو نگار خوش بیان و طلیق اللسان شاعر سلطان المعانی مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب بیان و یزدانی (اعلی اللہ مقامہٗ) کے عجیب و غریب مرثیوں اور سلاموں کا بے بہا مجموعہ ہے جو بیحد تلاش و جستجو اور بکمال جد و جہد کے ساتھ مہیا کرکے خوشخط چھپوایا گیا ہی ہر مرثیہ کا ہر بند، ہر بند کا مصرع، ہر مصرع کا ہر لفظ اور ہر لفظ کا ہر حرف کیف و سوز میں ڈوبا ہوا اپنے مصنف کی بلند خیالی۔ کہنہ مشقی۔ اُستادی اور طباعی کی شہادت دے رہا ہے۔ محرم وغیرہ کی مجالس میں انیسؔ و دبیرؔ (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے مرثیوں کے سامنے صرف بیانؔ کے مرثیوں کا رنگ جمتا ہے۔ قیمت ۱۲ ر

خنجر تسلیم

یہ شہادت امام حسینؑ اور واقعاتِ کربلا کے متعلق ملک کے مشہور اور زبردست اہل قلم اور انشا پرداز حضرات کے پاک و پاکیزہ اور قابل دید مضامین کا نادر مجموعہ ہے جسمیں مختلف خیالات۔ مختلف جذبات۔ مختلف طرز بیان۔ مختلف انداز کلام نے "ہر گلے رنگ و بوئے دیگر است" کا لطف دکھایا ہے۔

یہ کتاب ضرور اس قابل ہی کہ ہر مسلمان خواہ شیعہ ہو یا سُنّی اسکو منگا کر مطالعہ کرے اور دیکھے کہ شہادت امام حسینؑ کے متعلق اہل قلم حضرات نے کیا کیا گلفشانیاں کی ہیں، جو نثر مضامین ہیں وہ بھی بلند اور جو نظمیں ہیں وہ بھی چوٹی کی اور جو بات ہی وہ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی۔ قیمت علاوہ محصول چھہ آنہ (۶/)

منیجر خواجیہ بک ڈپو نظامیہ دار الاشاعت دہلی



سال میں معقول رقم بچانیکی ترکیب

سال بھر میں آپ کپڑونکی سلائی کیا دیتی ہیں؟

شاید پچاس روپیہ

یہ کل رقم بچ سکتی ہے۔ اگر آپکی بہو بیٹیاں کپڑونکی قطع برید سے اور سینے پرونے سے اچھی طرح واقف ہوں اور ایسی اچھی طرح واقف ہوں کہ آپ درزیوں سے بالکل مستغنی ہوجائیں ہمارے خیال میں یہ بات اسیوقت ممکن ہے کہ آپکی مستورات فن خیاطی کا مطالعہ کریں۔ جسمیں جدید و قدیم ہر وضع اور ہر قسم کے کپڑوں کی قطع برید اور سلائی کی مکمل تعلیم دیگئی ہے۔ اور جسکی ہدایتوں پر عمل کرنے سے سات آٹھ سال کی معصوم بچیاں بھی چند دنوں میں پوری مہارت حاصل کرسکتی ہیں۔ فن خیاطی میں بتایا گیا ہے کہ سینے پرونے کے لئے کون کونسی اشیا نہایت ضروری ہیں۔ اسمیں سوئی کے باریک ناکہ میں بیس بیس ڈورے ایک ساتھ پرونا سوئی پکڑنا۔ بخیہ کی قسمیں تین چار قسم کی نامعلوم سلائی کرنا۔ استری وغیرہ کرنا۔ ہر قسم کے ہندوستانی کپڑے سینا۔ کوٹ پتلون پیسٹر واسکٹ۔ ٹرکش کوٹ۔ شیروانی۔ برجس کی تراش اور ان کا سینا بتایا گیا ہے۔ غرض کہ یہ کتاب بغور مطالعہ کے بعد اچھا خاصہ ٹیلر ماسٹر بنا سکتی ہے۔ قریب پچاس کے ہر قسم کی تراشس کی تصاویر درج ہیں۔ قیمت ایکروپیہ عہ

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

برگزیدہ نبی کی برگزیدہ خصائل

ہر مسلمان کیلئے آنکھوں سے لگانیکے قابل مقدس کتاب سب سے پہلے اور سب سے آخری رسول کی پاک پاکیزہ خصائل کا دلکش مجموعہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات قدسیہ کا صاف و شفاف آئینہ آپکی عادات و اطوار کا قابل قدر گنجینہ۔ معاشرت مصطفویؐ کا گرانبہا نمونہ۔ بانی اسلام کی مقدس زندگی کا مبارک و مقدس مرقع محبوب خدا کے تمدن و اخلاق کی شاندار اور صحیح ترین تصویر خود پڑھیے۔ اپنے بچوں اور بچیوں کو پڑھائیے۔ اپنی معزز خاتونوں کو پڑھ کر سنائیے اپنی زندگی اور اپنے خاندان کا رہنما بنائیے اپنے ہمسایہ اور اہل وطن مسلمانوں کو اسپر عمل کرنیکی ترغیب دلائیے نیز تبلیغ کا فرض بجالائیے۔

قیمت مجلد صرف ۱۲ر

ترکان احرار باتصویر

جسمیں۔ غازی انور پاشا۔ مصطفےٰ کمال پاشا۔ جرنیل عصمت پاشا۔ رؤف پاشا۔ رفعت پاشا۔ فتحی پاشا۔ جرنیل نور الدین۔ فخری پاشا۔ محمود شوکت پاشا۔ جتی پاشا۔ احمد مختار پاشا۔ شکری پاشا۔ حسین حلمی پاشا۔ عبداللہ پاشا۔ جمال پاشا۔ یوسف خانم زغلول پاشا۔ رضا نور بے۔ جاوید بے۔ فتحی بے۔ حاجی عادل بے عزیز بے۔ وزیر تعلیم خالدہ ادیب خانم بلقیس خانم۔ فاطمہ علیا خانم جیسے فدائیان ملت کی سوانح اور ولولہ انگیز کارنامے دکھلائے گئے ہیں اور قریب قریب تمام علمبرداران قوم کی فوٹو موجود ہیں

قیمت عہ

مقدمہ قرآن مجید

حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب شیخ الہند اسیر مالٹا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نظربندی مالٹا کے زمانہ میں یہ مقدمہ تصنیف فرماکر اور قرآن شریف کی خدمت بجالاکر مسلمانوں پر جو احسان عظیم فرمایا ہے وہ نہایت قیمتی ہے۔ اسکے پڑھنے سے کلام مجید کی پوری پوری عظمت و حقیقت معلوم ہوتی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہوجاتا ہے کہ ترجمۂ قرآن شریف کرلینا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے، یہ بے حد مفید و کارآمد کتاب ہے، زبان سلیس صاف اور عام فہم ہے۔ قرآنی نکات کو اور ترجمہ کی مشکلات کو اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ اس سے بہتر ناممکن ہے قیمت مجلد صرف ۸ر

اردو ترجمہ رباعیات عمر خیام منظوم

عمر خیام محض اپنی رباعیات کی وجہ سے دنیائے ادب میں افتاب شہرت بنکر چمکے۔ انکی شہرت ایران اور عرب ہی تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ان رباعیات نے ایشیا سے کہیں زیادہ یورپ کے ادبی طبقے میں گرویدگی اختیار کرلی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ ڈچ۔ اسپینش۔ امریکن زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور ہاتھوں ہاتھ لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوگیا۔ اردو ہی ایک ایسی بد قسمت زبان تھی جو مدت تک اس نعمت سے محروم رہی خدا کا شکر ہے کہ سنہ ۲۴ کے مبارک کیلنڈر نے اس کمی کو پورا کردیا۔ اور رباعیات عمر خیام کا ترجمہ اردو میں ہوا اور نہایت بہتر ترجمہ ہوا یعنی رباعیات کا ترجمہ اردو رباعیات ہی میں بخوشش تمام تیار ہوگیا۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ لطف زبان فارسی کیطرح اردو میں موجود ہے۔ قیمت عہ

ترجمہ اردو رباعیات سرمد

رباعیات عمر خیام کیطرح رباعیات سرمد بھی کسی طرح اپنی خصوصیات میں کم نہیں رباعیات کا ترجمہ اردو رباعیات ہی میں کیا گیا ہے۔ ترجمہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فارسی رباعیات کی شان بدستور اردو میں قایم ہے۔ اس کے علاوہ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ۔ قیمت عہ

سال بھر کا فائدہ ایک دن میں

نہ ماہ بماہ انتظار کی زحمت۔ نہ ڈاکخانہ کی دراز دستی کا اندیشہ مضامین اور معلومات کا جو دلچسپ ذخیرہ سال بھر میں علحدہ علحدہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر میسر آتا اُسی یکجا ملاحظہ کیجئے ایک ایک سال کی بارہ بارہ رسالوں کی مکمل جلدیں تیار کیگئی ہیں۔ جلدیں بجائے خود نہایت خوشنما ہیں۔ دین و دنیا کی ہر جلد بلا مبالغہ ایک اسلامی اور لٹریری انسائیکلوپیڈیا کا حکم رکھتی ہے۔

جلد از اپریل سنہ ۲۲ء تا مارچ سنہ ۲۳ء قیمت ؎

جلد از اپریل سنہ ۲۳ء تا مارچ سنہ ۲۴ء قیمت ؎

وہ کتاب جس کی اسوقت ہندوستان میں ہر شخص کو ضرورت ہے

تجارتی انسائیکلوپیڈیا

یا

معلومات تجارت



ہے جسکے ہزاروں بیش بہا اور قابل قدر مشوروں میں سے ممکن ہے کہ ایک ور صرف ایک ہی مشورہ آپ کی فلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور جس کی قیمتی معلومات سے بھری ہوئے صفحات میں سے کیا عجیب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک ہی سطر آپکو غریب سے امیر بنادی

معلومات تجارت یا تجارتی انسائیکلوپیڈیا کے چار حصے نظامیہ دارالاشاعت نے زرکثیر صرف کرکے یورپ کی نادر و مستند ضخیم کتابوں سے اردو دان ہندوستانیوں کی مخصوص ضروریات کو مدنظر رکھکر ماہرین تجارت کی امداد و مشورہ سے تالیف کرائی ہیں جسکی نسبت یہ دعوےٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ فن تجارت پر اُردو میں ایسی جامع اور مفید کتاب شائع نہیں ہوئی

تجارت کی پہلی کتاب میں کیا ہے

اُردو کی تجارتی انسائیکلوپیڈیا کے حصہ اول یعنی تجارت کی پہلی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ تجارت کیا ہے۔ دنیا میں کب سے شروع ہوئی۔ دوسرے پیشوں پر اسے کیا فوقیت حاصل ہے عقل و دماغ اور عادات و اطوار پر اسکا اثر کیا ہوتا ہے ایک تجارتی شخص کا کیرکٹر کیسا ہونا چاہیئے۔ تجارت کی تعلیم کب۔ کیونکر اور کہاں حاصل کیجائے۔ تجارت کی کتنی صورتیں ہیں جنسے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے کس شخص کو کونسی تجارت اختیار کرنی چاہیے۔ نئے تاجر کے لئے نقصان سے بچنے اور معقول منافع حاصل کرنیکی صورتیں کیا کیا ہوسکتی ہیں سرمایہ کیا شے ہے۔ سرمایہ کی تجارت کیلئے کس حدتک ضرورت ہے سرمایہ اگر نہ ہو تو تجارت کسطرح کیجا سکتی ہے۔ مشترکہ سرمایہ سے تجارت کرنیکے طریقے۔ تہوڑے سرمایہ سے کون کون سی تجارت ہوسکتی ہے۔ تجارت میں کامیابی کیونکر حاصل کیجا سکتی ہے۔ ہندوستان میں اسوقت کن کن اشیار کی تجارت ہوتی ہے۔ مال کی درآمد و برآمد کی آسان صورتیں کیا ہیں۔ عورتیں گھر میں بیٹھکر کسطرح تجارت کرسکتی ہیں۔ علاوہ بریں صدہا تجارتی معلومات۔ تجارتی اصطلاحات۔ تجارت کے متعلق قانونی واقفیت۔ دُنیا کے کامیاب تاجروں کے مختصر حالات۔ اول ریل ڈاک تار وغیرہ کے متعلق معلومات۔ الغرض آغاز تجارت کے وقت ایک تاجر کے لئے جسقدر معلومات درکار ہیں وہ حتی المقدور اسس پہلی کتاب میں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ مدیہ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے بہتر اور اتنی جامع کوئی کتاب اس موضوع پر ہندوستانیوں کے لیئے اردو کیا انگریزی میں بھی نہیں ملسکتی۔ آجکل ذخیرہ صنعت و حرفت۔ پانسو بیوپار اور ہرفن مولا وغیرہ کے نام سے جو کتابیں حشرات الارض کیطرح ہندوستان میں پہیلی ہوئی ہیں تجارت کی پہلی کتاب اس قسم کی کتابوں میں نہیں ہے۔ لیکن ان سب سے زیادہ کارآمد اور ان سب سے مستغنی کردینے والی کتاب ہے۔

اس کتاب کو خریدار کر آپ وہ روپے خرچ نہیں کرینگے بلکہ ایک ایسے نفع بخش کام میں لگائینگے کہ اگر آپ کی تقدیر نے یاوری کی تو کیا عجب ہے کہ آپ لاکھوں روپیہ اسکے ذریعہ سے پیدا کرلیں۔

ایسی مفید کتاب کی اشاعت میں کوشش کرنا ہر ایک ہندوستانی کا فرض ہے تجارت کی پہلی کتاب کی قیمت غیر مجلد عمہ مجلد عکر

ہر کتاب کے مفصل اشتہار کیلئے ایک پورا دفتر درکار ہے اسلئے دوسرے حصوں کے متعلق مختصر اعرض ہے

تجارت کی دوسری فن اشتہار پر نہایت مکمل کتاب۔ محض اشتہار کے ذریعہ سے گھر بیٹھے ہزارہا روپیہ پیدا کیجیئے۔ اشتہارات کا مضمون بنانا ڈزائن تیار کرنا بتایا گیا ہے یہ کتاب مغربی تصانیف کا عطر ہے۔ غیر مجلد عمہ مجلد عہر

تجارت کی تیسری اسمیں دوکانداری کی تعلیم ہے۔ دوکان کی ترتیب جس سے سیکڑوں کا مال ہزاروں سے زیادہ بکے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی مزاج کا گاہک آپکی دوکان سے بلا کچھ خریدے نہیں جاسکتا۔ آپکی فروخت دوسرے دوکانداروں کے مقابلہ میں بہت کچھ بڑھ سکتی ہے۔ اس فن پر سب سے پہلی اور بے نظیر کتاب غیر مجلد ۱۲ مجلد عمر

تجارت کی چوتھی مراسلات تجارت۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ ایک میز کرسی بہم پہونچا کر ایک معقول رقم فراہم کرسکتے ہیں محض دوات اور قلم کے ذریعہ سے ولایت سے ہزاروں کے مال کی درآمد ہوسکتی ہے۔ تجارت کے متعلق خط و کتابت کے اصول بیجک۔ ہنڈی۔ چک وغیرہ تمام مفصل طور پر بتائے گئے ہیں بہت ممکن ہے کہ ایک ہی کتاب آپکو افلاس کی مصیبتوں سے آزاد کردے۔ مجلد عمار غیر مجلد عہر

مکمل سٹ ہر چہار جلد۔ للعہ

منیجر خواجہ بک ڈپو دھلی

ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۲ھ

رسالہ

جلد ۴

نمبر ۴

دین و دنیا

حمد

(محمد عبدالحمید برق چتوروی فتحپوری)

الٰہی پاک ہے تو، پاک ہے کلام ترا — ہے لاشریک تری ذات صدہی نام ترا

تو صادق اور پیمبر ہی تیرے برحق ہیں — ہے راست وعدہ ترا سچا ہے کلام ترا

بقا اگر ہے کسیکو تو ہے مدام تجھے — وجود اگر ہے کسی کا تو ہے دوام ترا

خیال و فہم سے بالا ہے ماہیت تیری — بہت بلند ہے اور اک سے مقام ترا

ترے گدا کی سلیمانؑ سے بڑھکے رتبہ ہو — کہ اُسکے خاتم دل کا نگین ہو نام ترا

زباں سے بات کرے کوئی، یہ مجال نہیں — جو گفتگو سے سخن ہے وہ لا کلام ترا

مکانِ دیر و حرم میں تری تجلی ہے — زبانِ برہمن و شیخ پر ہے نام ترا

جو کام کرتا ہے تو مصلحت سے کرتا ہے — ہمارے کام جو آئے وہی ہو کام ترا

تری ہی لطف کا محتاج ذرہ ذرہ ہو — اسے آقا! عالم اسباب ہو غلام ترا

مدام باز در گنج فضل ہے۔ یعنی — ہمیشہ لطف و عطا و کرم ہو کام ترا

سما سے تا بہ سمک نور ہے ترا یا رب! — ہے جلوہ ماہی سے لے تا مہ تمام ترا

اے آقا! بندے سے کیا بندگی تری ہوگی — (خطا معاف) کہ مجبور ہے غلام ترا

یوں مہر و ماہ شب و روز حمد کرتے ہیں — کہ نور صبح ترا ہے، سواد شام ترا

نہ کیوں ہوں جوشِ مسرت میں آپسے باہر — کہ اہلِ دل کو اجل ہی تو ہے پیام ترا

الٰہی برق کے لب پر ہو وقت آخر بھی

مصیبتوں میں مزہ دینے والا نام ترا

نعت

(نور محمد خاں ستوس یوسفی)

تو رسولِ برگزیدہ احمدِ مختار ہے — مصطفیٰ و مجتبیٰ و سیدِ ابرار ہے

دردِ دل کا چارہ گر ہو درد دل کی ہو دوا — ہم غریبوں کا مری مولا تو ہی غمخوار ہے

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا پھر خدائی کا وجود — كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا تو کاشفِ اسرار ہے

اے نبی پیاسے تڑپتا ہوں تری دیدار کو — مضطرب حالِ تباہ یہ طالبِ دیدار ہے

تیرے آگے سر جھکاتے ہیں سلاطین زمیں — سجدہ گاہِ قدسیاں واللہ ترا دربار ہے

دیکھ لو ہے روضۂ پاک عاشقانِ مصطفیٰ — کیا بڑی سرکار ہے کیسا بڑا دربار ہے

ڈوبتی ہے بار عصیاں سے مری کشتی حضور — نور پر نظرِ عنایت ہو تو بیڑا پار ہے

(از جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب نظم بدنادری)

خبر لیجیے شہر یار مدینہ — مدد کیجیے تاجدار مدینہ

اُترتے ہیں خوان کرم روز لیکر — فلک سے ملک بہر زار مدینہ

نزول کلام الٰہی کی جا ہیں — یہ دشت و جبل کوہ و غار مدینہ

چلو گلشن ہند سے اب عرب کو — کہ پھولوں سے بہتر ہیں خار مدینہ

میں کام اپنے پرونکا آنکھوں جبیں سے — نظر آئیگا جب غبار مدینہ

ہے میرے لئے چشمۂ آب کوثر — وہ انہار وہ آبشار مدینہ

مرے زرد دل کو یہ اکسیر ہو — صبا جا اُٹھا لا غبار مدینہ

تلاطم میں کشتی مری آپڑی ہے — مدد کیجیے تاجدار مدینہ

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۵

ترجمہ:- وہ اس سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو اس سے ہدایت دیتا ہے۔ اور گمراہ تو بدکاروں ہی کو کرتا ہے جو خدا کے عہد کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور خدا نے جن باتوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں نقصان میں پڑے ہوئے۔

تشریح الفاظ:- فاسقین (جمع فاسق) بدکار۔ نافرمان۔ طاعت الٰہی سے باہر فسق کے لفظی معنی ہیں نکلنا۔ اصطلاح شرع میں طاعت و احکام الٰہی سے باہر ہو جانے کا نام فسق ہے۔ فسق کے تین درجے ہیں (۱) گناہ کو برا سمجھنا لیکن بتقاضائے بشریت اس کا مرتکب ہو جانا (۲) گناہ کو برا سمجھنا لیکن اس کے باوجود بے تکلفی اور بے پروائی کے ساتھ ہمیشہ مرتکب ہونا (۳) گناہ کو اچھا سمجھکر ارتکاب کرنا اور احکام خدا و رسول سے بے پرواہ ہو جانا۔ پہلی دو صورتوں میں ایمان سلامت رہتا ہے لیکن تیسری صورت میں کفر عائد ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اگر اچانک کوئی گناہ صادر ہو تو جلد سے جلد توبہ کر لی جائے اور بارگاہ ایزدی میں ندامت و زاری اور اشک باری کے ساتھ معافی طلب کیجائے۔ ینقضون (از نقض) پیمان شکنی۔ عہد توڑنا۔ وعدہ کر کے وفا نہ کرنا۔ نذر مان کر پھر جانا۔ عہد۔ رسی (اسی بنا پر کہ وہ دو چیزوں کے باہم پیوستہ کرنے کا ذریعہ ہے) گھر (اس بنا پر کہ آدمی ہر پھر کے گھر پر آتا ہے) وہ امور جنکی حفاظت اور رعایت کیجاتی ہے۔ مثلاً وصیت۔ قسم۔ نذر۔ اسجگہ عہد سے وہ عہد پاک مراد ہے جسکا بندوں کی جانب سے جلوہ گاہ ازل میں اعتراف کیا گیا تھا یعنی جب عالم روحانی میں قدرت الٰہی نے تمام ذریت آدم کو رونما کر کے اس سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا اور فرمایا کہ الست بربکم (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں) اور سب نے یک زبان ہو کر کہا بلیٰ (ہاں) اس عہد مبارک پر آسمان و زمین کو گواہ قرار دیا گیا۔ اور بارگاہ خداوندی سے بنی آدم کو یہ فرمان ہوا کہ اس عہد کو نہ توڑنا اور لاعلمی کے عذر پر خدا کی معبودیت اور ربوبیت سے انکار نہ کرنا۔ قرآن پاک میں جہاں (امانت) کا تذکرہ ہے وہاں بھی یہی عہد مراد ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس جگہ عہد سے تین عہد مراد ہیں۔ ایک تو یہی عہد جو حضرت باری نے ذریت آدم سے لیا تھا کہ وہ ربوبیت کے مقر رہیں دوسرے انبیا کا عہد کہ وہ دین کو قایم رکھیں۔ تیسرے علما کا عہد کہ وہ حق پوشی نہ کریں۔ اسی آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ہر عہد کی پاسداری کرنی چاہیئے اور خدا کی جناب میں کوئی نذر مانکر اس پر قایم رہنا چاہیئے۔ عہد سے پھر جانا اور نذر کو توڑ دینا مشکلات و مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے

نقضِ میثاق و شکستِ توبہا
موجب لعنت شود در انتہا

میثاق = توثیق۔ مضبوط کرنا۔ موکد کرنا۔ خاسرون (جمع خاسر از خسارت) نقصان۔ زیادہ خسارہ۔

تفسیر:- خدائے تعالےٰ ایک مچھر کی مثال دینے میں تامل نہیں فرماتا۔ ارباب ایمان تو ان مثالوں کو حق سمجھتے ہیں لیکن کفار کہتے ہیں کہ نہ معلوم ایسی ناچیز مثالوں سے خدا کی کیا مراد ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت لوگ اپنی خالی عقل اور شکوک و شبہات کی بنا پر گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ سعادت ازلی اور نور عرفاں کی بدولت ہدایت پاتے ہیں۔ گمراہ ہونے والے صرف وہی لوگ ہیں جو بدکار ہیں۔ جنہوں نے اُن تمام قیود کو جو خدا کی طرف سے اُن پر عائد کیگئی تھیں توڑ ڈالا ہے اور اُس عہد پاک کو جو روز ازل اُن سے لیا گیا تھا فراموش کر دیا ہے حالانکہ یہ عہد نہایت مضبوط تھا۔ اس عہد شکنی کے ساتھ ہی وہ اُن باتوں کو قطع کرتے ہیں جنکے جوڑنے اور قایم رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ مثلاً صلہ رحمی کا لحاظ اعزہ و احباب سے محبت۔ ہم وطنوں اور پڑوسیوں کی پاسداری وغیرہ خدا کی نگاہ میں پسندیدہ ہے لیکن یہ فاسقین ان باتوں کی پروا نہیں کرتے حکم الٰہی کے برخلاف محبت کے اِن خوشگوار تعلقات کو منقطع کر رہے ہیں اور اِن امور کی بنا پر دنیا میں اُنہوں نے فتنہ و فساد کے ہنگامے برپا کر رکھے ہیں یہ لوگ اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم منفعت کے کام کر رہے ہیں حالانکہ واقعہ اس کے برخلاف ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سراسر خسارہ میں ہیں۔ نہ اِن کو دنیاوی زندگی میں کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہے اور نہ عالم اُخروی میں یہ فردوس بریں کی نعمتوں اور انعامات الٰہی کی لذتوں سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

(ایڈیٹر)

شرح مثنوی مولانا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

کس بزیر دم خر خارے نہد — خر نداند دفع آں برمی جہد

ترجمہ:- اگر کوئی شخص گدہے کی دم کے نیچے ایک کانٹا چبھو دے تو گدہے کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ اس کانٹے کو کیونکر نکالا جائے اس لئے وہ اُچھلنے کودنے لگیگا

خر زبہر دفع خار از سوز درد — جفتہ می انداخت ہر جا زخم کرد

ترجمہ:- گدھا کانٹے کو نکالنے کے لئے درد اور تکلیف سے دولتی پھینک کر سو جگہ زخم کرلیگا۔

آں لگد کے دفع خارا و کند — حاذق باید کہ بر مرکز تند

ترجمہ:- دولتی پھینکنے سے اس کا کانٹا کیونکر نکل سکتا ہے ایک ہوشمند کی ضرورت ہے کہ وہ اس جگہ توجہ کرے جہاں کانٹا چبھا ہوا ہے۔

برجہد واں خار محکم تر کند — عاقلے باید کہ خارے برکند

ترجمہ:- اُچھلنے کودنے سے وہ کانٹا اور پیوست ہو جاتا ہے - ایک عقلمند کی ضرورت ہے۔

لغات:- جفتہ = لات - سرین - جفتہ انداختن - دولتی پھینکنا - لگد - لات - حاذق - دانشمند - عاقل - محکم - مضبوط - استوار -

مطلب:- اشعار سابق میں مولانا نے تمثیلاً فرمایا ہے کہ کانٹے کا نکالنا انسان کا کام نہیں اور اس سے آپکی مراد یہ ہے کہ جب تک ایک مرشد کامل نصیب نہ ہو اسوقت تک نفس انسانی عادات قبیحہ اور اخلاق رذیلہ سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اب ایک دوسری مثال دیکر اس حقیقت کو اور زیادہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی گدھے کے کانٹا چبھ جائے اور کسی ایسی جگہ چبھ جائے جو اسکی دسترس سے باہر ہو تو وہ اُچھلنے کودنے لگیگا کیونکہ اس کانٹے کو دور کرنے سے عاجز ہے - اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ کانٹا دور ہونیکے بجائے اور زیادہ پیوست ہو جائیگا - ساتھ ہی اُچھلنے کودنے کی وجہ سے اپنے آپ کو اور زخمی کرلیگا - پس ضرورت ایک ایسے دانشمند کی ہے جو ٹھیک اسجگہ توجہ کرے جہاں کانٹا چبھا ہوا ہے - اس مضمون کو حکایت کے ساتھ مطابقت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آں حکیم خار چیں استاد بود — دست می زد جا بجا می آزمود

ترجمہ:- وہ کانٹا چننے والا استاد تھا - آزمائش کے لئے جا بجا ہاتھ مارتا تھا۔

لغات:- خار چین - کانٹا چننے والا - استاد - ماہر - کامل -

مطلب:- پہلے فرمایا ہے کہ اُچھلنے کودنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ دانشمندی یہ ہے کہ جس جگہ کانٹا چبھا ہوا ہو اسجگہ توجہ کرنی چاہئے - اب قصہ کیطرف متوجہ ہو کر لکھتے ہیں کہ وہ حکیم بڑا تجربہ کار اور صاحب کمال تھا اس نے کانٹے کی جستجو میں جا بجا ٹٹولنا شروع کیا۔

زاں کنیزک بر طریق راستاں — باز می پرسید حال دوستاں

ترجمہ:- اس کنیز سے سچائی اور خلوص کے ساتھ وہ حکیم حالات اور واقعات دریافت کر رہا تھا۔

لغات:- راستاں (جمع راست) راستباز - صادق -

مطلب:- صورت حال یہ تھی کہ حکیم نے کنیز کی نبض پر انگلیاں رکھ لیں تھیں اور اس کے گذشتہ واقعات اور حالات دریافت کر رہا تھا - اور ہر واقعہ کے اظہار پر نبض کی رفتار دیکھتا جاتا تھا۔

با حکیم او قصہا می گفت فاش — از مقام و خواجگان و شہر تاش

ترجمہ:- کنیز اپنے شہر ہموطنوں اور آقاؤں کے حالات صاف صاف بیان کر رہی تھی۔

لغات:- قصہا (جمع قصہ) کہانیاں - حالات - فاش - کھلا ہوا - آشکار - خواجگان = (جمع خواجہ) مالک - آقا - شہر تاش - ایک ہی شہر کے باشندے ہموطن -

سوئے قصہ گفتنش میداد گوش — سوئے نبض و جستنش میداشت ہوش

ترجمہ:- اس کے حالات سن رہا تھا لیکن نبض کی حرکات سے غافل نہ تھا

تا کہ نبض از نام کے گردد جہاں — او بود مقصود جانش در جہاں

ترجمہ:- وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کسکے نام پر اسکی نبض اچھلتی ہے کیونکہ دنیا میں وہی اسکا محبوب ہوگا۔

لغات:- جہاں = جہندہ - اچھلنے والا -

مطلب:- حکیم بظاہر تو کنیز کے واقعات سن رہا تھا لیکن اسکی تمام تر توجہ کنیز کی نبض پر مبذول تھی اور وہ یہ بات دیکھنی چاہتا تھا کہ کس نام پر اور کس واقعہ پر نبض میں غیر معمولی حرکت پیدا ہوتی ہے -

داستان شہر او را بر شمرد — بعد ازاں شہر دگر را نام برد

ترجمہ:- پہلے حکیم نے کنیز سے اسی کے شہر کا حال پوچھا پھر دوسرے شہروں کے نام لئے۔

مطلب:- چونکہ انسان کے تعلقات اپنے وطن میں سب سے زیادہ ہوتے ہیں اسلئے فطرت شناس طبیب نے کنیز سے اسکے وطن کا حال پوچھا اور جب وطن کے نام سے نبض میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا تو اس نے دوسرے شہروں کے نام لئے۔ (ایڈیٹر)

شرح دیوان حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

گر نشان ز آب زندگی جوئی — بنوشی بجو بابانگ رباب

ترجمہ:- اگر آب حیات کی جستجو ہے تو رباب کے نغموں کے ساتھ شراب خالص کی جستجو کرو۔

لغات:- آب زندگی - آب حیات - وہ پانی جسکے پی لینے سے زندگی دائمی ہو جائے - رباب - ایک قسم کا باجہ ہے جسکی صدائیں نہایت جاں پرور اور کیف آفریں ہوتی ہے -

مطلب:- شراب اور رباب دونوں اپنی دلکشائی اور روح افزائی کی بنا پر ست و بیخود کر دینے والے ہیں اور روح کی ستی و بیخودی ہی ایک ایسی چیز ہے جو اسی دنیائے فانی کے تفکرات سے اور حیات جاودانی کی لذتوں سے بہرہ اندوز کر سکتی ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں آب حیات کی جستجو ہو یعنی روح کو مادی دنیا کے رنج و غم سے نجات دے کر روحانی مسرتوں سے شادکام کرنا چاہتے ہو تو شراب خالص اور اسکے ساتھ ہی رباب کی مست کن صداؤں کی جستجو کرو۔

چوں سکندر حیات گر طلبی — لب لعل نگار را دریاب

ترجمہ:- اگر سکندر کیطرح زندگی کی تلاش ہے تو محبوب کا لب لعلیں تلاش کرو۔

لغات:- سکندر- مشہور بادشاہ کا نام ہے جو کہ حضرت خضر کی رہنمائی میں آبحیات تک پہونچکر تشنہ کام واپس آیا - نگار - محبوب - معشوق -

مطلب:- اگر سکندر کیطرح حیات جاودانی کی تمنا ہے تو محبوب کے لب ہائے رنگین کے حصول کی کوشش کرو کیونکہ عاشق کے لئے آب حیات کا حکم رکھتے ہیں -

بر رخ ساقی پری پیکر — موسم گل بنوش بادۂ ناب

ترجمہ:- ساقی پری پیکر کے سامنے موسم بہار میں شراب خالص پیو-

مطلب:- جب بہار کا موسم ہو اور ساقی پری پیکر بھی موجود ہو تو شراب خالص پینی چاہیئے یعنی جب قدوسی فضاؤں سے انوار کی بارش ہو رہی ہو اور شاہد معنی کی بے نقابیاں مشاہدات پر عکس فگن ہوں تو ارباب کا فرض ہے کہ کیف بیخودی سے لذت اندوز ہوں

حافظا غم مخور کہ شاہد وقت — عاقبت بر کشد ز چہرہ نقاب

ترجمہ:- حافظ اداس نہ ہو کبھی تو نصیب کھلیگا۔

لغات:- شاہد- معشوق - شاہد وقت - نصیب کا معشوق - نصیب - عاقبت آخر کار - کسی نہ کسی دن - کبھی نہ کبھی -

مطلب:- مذہبی تعلیمات کے لحاظ سے مایوسی کفر ہے - اور انسان کو ہمیشہ رحمت الٰہی کی امید رکھنا چاہیئے - اسی بنا پر حضرت حافظ فرماتے ہیں کہ غم نہ کرو - ملول نہ ہو اگرچہ آج نصیب سویا ہوا ہے لیکن کسی نہ کسی دن جاگے گا - اور اگرچہ آج تقدیر کے چہرہ پر نقاب ہے مگر یہ نقاب کسی نہ کسی دن اٹھ کر رہیگا -

غزل

گفتم اے سلطان خوباں رحم کن بر ایں غریب
گفت در دنبال دل راہ گم کند مسکیں غریب

ترجمہ:- میں نے کہا کہ اے حسینوں میں سب سے بڑھ کر اس غریب پر رحم کر اس نے کہا کہ یہ غریب مسکین، دل کے پیچھے بھٹکتا پھرتا ہے -

لغات:- غریب - بے چارہ - مسافر - دنبال - دم - پیچھے

مطلب:- عاشق اپنے محبوب کو حسینوں کا بادشاہ اور اپنے آپکو غریب بے نوا کہکر رحم کی درخواست کرتا ہے - محبوب اس درخواست کا جواب دیتا ہے کہ تم تو اپنے دل کی بدولت اس حالت کو پہونچے ہو اور جب یہ تمہارے دل کا قصور ہے تو مجھسے تلافی کی درخواست کرتے ہو۔

گفتمش بگذر زمانے گفت معذورم بدار
خانہ پرورد ے چہ تاب آرد غم چندیں غریب

ترجمہ:- میں نے اس سے کہا کبھی مجھپر بھی کرم کرو - اس نے کہا مجھے معذور رکھ - ایک خانہ پرورد ہ اتنے مسافروں کے غم کی کیونکر تاب لاسکتا ہے -

لغات:- خانہ پرور دہ جس نے گھر میں پرورش پائی ہو -

مطلب:- عاشق جو مسافروں کی طرح خانماں برباد اور آوارہ گرد ہے اپنے محبوب سے التجا ہے کہ کبھی میری طرف بھی آ - محبوب جواب میں کہتا ہے کہ مجھے معذور رکھ کیونکہ وہ شخص جس نے ہمیشہ گھر میں ناز و نعمت کی زندگی بسر کی ہو مسافروں کے درد دکھ کی تاب نہیں لاسکتا -

خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینے را چہ غم
گر ز خار و خارا سازد بستر و بالیں غریب

ترجمہ:- اس نازنین کو جو سنجاب شاہی (کے نرم بستر) پر سو رہا ہو اس بات کا کیا غم کہ پتھر اور کانٹوں کا کوئی غربت زدہ تکیہ اور بچھونا بنائے -

لغات:- سنجاب - ایک جانور جسکی کھال نہایت نرم اور بھورے رنگ کی ہوتی ہے خارا - پتھر - بالیں - تکیہ -

مطلب:- یہ شعر - شعر سابق کی تائید میں ہے - مطلب یہ ہے کہ جو لوگ عیش و راحت اور ناز و نعمت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور نرم بستروں پر خواب نوشین کا لطف اٹھا رہے ہیں انہیں اسکا احساس ہی نہیں ہوتا کہ کچھ ہستیاں ایسی بھی ہیں جنکو

شرح گلستان

(گذشتہ سے پیوستہ)

برادران حسد بردند و زہر در طعامش کردند۔ خواہر در غرفہ بدید و دریچہ برہم زد پسر دریافت۔ دست از طعام باز کشید و گفت محال ست کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنران جائے ایشاں بگیرند۔

کہ پدر ازیں حال آگہی دادند برادرانش رابخواند و گوشمال بواجب دادپس ہریکے راازاطراف بلاد حصہ مرضی معین کرد تافتنہ فرو شد و نزاع برخاست کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو پادشاہ در اقلیمے نہ گنجند

ترجمہ :- اس بات سے بھائیوں کو حسد ہوا۔ انہوں نے شہزادہ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ شہزادہ کی بہن نے بالاخانہ سے دیکھ لیا اور بھائی کو اشارہ کیا۔ شہزادہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا "یہ محال ہے کہ ہنرمند مرجائیں" اور بے ہنر اُن کی جگہ حاصل کریں۔

لغات :- حسد - دوسروں کی خوشحالی دیکھ کر رنجیدہ ہونا اور یہ خواہش کرنا کہ وہ خوشحالی زائل ہوجائے۔ غرفہ بالاخانہ۔ دریچہ۔ کھڑکی۔ مجازاً آنکھ

مطلب :- شہزادہ کی بہادری اور شجاعت دیکھ کر بادشاہ کے دلمیں بہانتک گنجائش پیدا ہوئی کہ اس نے اسے اپنا ولیعہد قرار دیا لیکن یہ بات بھائیوں کو بہت ناگوار گزری اور انہوں نے اسکی زندگی کا خاتمہ کردینے کے لئے کھانے میں زہر ملادیا۔ اتفاقاً شہزادہ کی بہن محل کے بالائی حصہ سے یہ واقعہ دیکھ رہی تھی۔ شہزادہ نے جب حاصہ تناول کرنا چاہا تو شہزادی نے اشارہ سے آگاہ کردیا۔ شہزادہ نے کھانے سے فوراً ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ "یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اہل کمال اور ہنرمند مرجائیں اور بے ہنر انکی جگہ حاصل کرلیں۔

بیت

کس نہ آید بزیر سایہ بوم ور ہما از جہاں شود معدوم

ترجمہ :- اگر دنیا سے ہما ناپید ہوجائے تو کوئی الو کے سایہ کے نیچے نہیں آتا۔

لغات :- بوم - چغد - الو - وہ جانور جسکی نحوست مشہور ہے۔ ہما ایک مشہور جانور جسکی متعلق یہ خیال ہے کہ جس شخص کے سر پر اسکا سایہ پڑجاتا ہے وہ بادشاہ ہوجاتا ہے جسکی خوراک پرانی ہڈیاں ہیں۔ کہتے ہیں اسکا رنگ بھی پرانی ہڈیوں کی طرح ہوتا ہے۔ معدوم (از عدم) مفقود - ناپید۔

مطلب :- شہزادے نے یہ شعر اپنے مقصد کی تائید میں پڑھا جسکا مطلب یہ ہے کہ ہما اگر دنیا سے ناپید ہوجائے اور اسکا سایہ نصیب نہ ہو تو لوگ اس خیال سے کہ کسی نہ کسی کا سایہ سر پر پڑنا ہی چاہیئے یہ نہیں چاہینگے کہ ہما کی جگہ الو کا سایہ انکے سر پر پڑے۔

ترجمہ :- باپ کو اس حال سے آگاہ کیا گیا اس نے بھائیوں کو طلب کرکے واجبی طور پر گوشمالی کی۔ اسکے بعد اطراف ملک میں سے ہر ایک کے لیئے خاطرخواہ حصہ مقرر کردیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فتنہ فرد ہوگیا اور کوئی جھگڑا باقی نہیں رہا۔ سچ ہے دس درویش ایک کملی میں سو سکتے لیکن دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں سماسکتے

لغات :- گوشمال کن اینٹھنا سزا۔ بواجب واجبی۔ مناسب۔ جتنی چاہیے اتنی اطراف (جمع طرف) کنارہ۔ حصہ۔ مرضی۔ پسندیدہ۔ خاطرخواہ۔ گلیم کمبل کملی

مطلب :- زہر کے واقعہ سے بادشاہ کو اطلاع دیگئی اور اس نے شہزادوں کو جنکی یہ کارروائی تھی اپنے روبرو طلب کرکے کافی سزا دی اور اس خیال سے کہ انہیں پھر اسطرح کی کسی کارروائی کا موقع نہ ملے اس نے اپنے ملک کے مختلف حصوں میں انکو جدا جدا جاگیریں مقرر کردیں۔ بادشاہ کی تدبیر کارگر ثابت ہوئی چنانچہ فتنہ و فساد فرو ہوگیا اور شہزادوں میں باہم کسی قسم کی نزاع باقی نہیں رہی۔ اسکے بغیر کام بھی نہیں چل سکتا تھا کیونکہ اپنی قناعت پسندی کے لحاظ سے دس فقیر تو ایک کملی میں گزر کرسکتے ہیں لیکن اپنی ہوس پرستی اور ملک گیری کی بنا پر دو بادشاہوں کا ایک ملک میں زندگی بسر کرنا دشوار ہے

قطعہ

نیم نانے گر خورد مرد خدا بذل درویشاں کند نیمے دگر
ملک اقلیمے بگیرد پادشاہ ہمچناں دربند اقلیمے دگر

ترجمہ :- ایک مرد خدا اگر آدھی روٹی کھاتا ہے تو آدھی فقیروں کو دیدیتا ہے لیکن ایک بادشاہ ایک پورا ملک حاصل کرلینے پر بھی قانع نہیں ہوتا اور چاہتا ہے کہ ایک ملک اور مل جائے۔

لغات :- بذل - صرف بخشش - اقلیم - ولایت۔ حکمانے ربع مسکوں کو سات حصوں پر تقسیم کرکے ہر حصہ کو ایک اقلیم سے تعبیر کیا ہے۔

مطلب :- یہ قطعہ مضمون سابق کی تائید میں واقع ہے مطلب یہ ہے کہ خدا کے وہ نیک بندے جنکے دل قناعت سے آسودہ ہیں اگر ایک روٹی بھی پاتے ہیں تو اسمیں سے بھی آدھی فقیروں کو دے ڈالتے ہیں۔ لیکن ہوس پرست اور ملک گیری کے متمنی

وارداتِ قلب

تمہارے دلمیں یہ تمنا ضرور موجود ہے کہ ہر شخص تمہارا مطیع و فرماں بردار ہو تم چاہتے ہو کہ دنیا تمہارے اشاروں پہ چلے - یہی ایک تمنا ہے جو بسا اوقات تمہارے دل کو رنج یا غصہ کے جذبات سے لبریز کردیتی ہے - جو ہستیاں تم سے بالاتر ہیں وہ اگر تمہارا کہا نہیں کرتیں تو تمہیں رنج پیدا ہوتا ہے - اور وہ لوگ جو تمہارے ماتحت ہیں اگر تمہاری نافرمانی کرتے ہیں تو تمہیں غصہ آتا ہے - رنج اور غصہ کے یہ ہنگامے تمہاری دل کی دنیا میں ہر وقت برپا رہتے ہیں کبھی آنسو تمہارے رخساروں کو تر کرتے ہیں - اور کبھی تمہاری قہر آلود آواز فضا کو پرشور بناتی ہے - اگر تم چاہتے ہو کہ اس رنج و غضب کے عذاب سے رستگاری ہو اور اگر تم چاہتے ہو کہ اس امن و سکون سے تمہارا دل مالامال ہو جو جودی پر - طور پر اور فاران پر اپنی جھلک دکھا چکا ہے تو اسکی صرف ایک تدبیر ہے - تم خدا کا حکم مانو دنیا تمہارا حکم مانیگی - تم خدا کی نافرمانی نہ کرو - دنیا تمہاری نافرمانی نہیں کریگی - یاد رکھو کہ سب کچھ تمہارے لئے ہے اور تم خدا کے لئے ہو - جو شخص خدا کا حکم نہیں مانتا اُسکا حکم کوئی کیوں مانے جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے دنیا اُسکی نافرمانی کیوں نہ کرے - جو خدا کے لئے نہیں اُسکے لئے کچھ نہیں -

---

وہ سشن جج جو بڑے غور و خوض کے بعد کسی قتل کے مقدمہ میں اپنا تکلیف دہ فرض ادا کرتا ہے اور قاتل کو جو اُسی کیطرح آدم و حوا کا نورِ عین ہے موت کا حکم سناتا ہے شاید اتنا بیوقوف نہیں ہوتا کہ انسان کی اخلاقی کمزوریوں سے واقف نہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ غصہ انسان کی سرشت میں اور لالچ انسان کے خمیر میں ہے - وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ غصہ آدمی کو دیوانہ اور لالچ دونوں آنکھوں کو بند کردیتا ہے - لیکن وہ یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے باوجود پھانسی کا حکم سنانے میں تامل نہیں کرتا - عدالتوں میں روز مرہ یہ واقعات پیش آتے ہیں اور تم کو بھی ان باتوں کا علم ہے لیکن نہ تم کبھی قانون پر نکتہ چینی کرتے ہو اور نہ کبھی جج کو ناانصاف کہتے ہو - پھر سنو تو سہی جب تمہاری تنگ ظرف عقل جبر و قدر کے مسائل پر غور کرتی ہے تو تم جزا سزا پر کیوں اعتراض کرتے ہو - اور کیوں کہتے ہو کہ جب خدا نیک و بد کا خالق اور نیک و بد سے واقف ہے تو بندوں کو کیوں سزا دیتا ہے - تمہارا یہ فیصلہ کیسا منصفانہ ہے - نیک و بد اعمال پر جزا سزا ملنا تو بالکل ایسی ہی معمولی اور عقل میں آنے والی بات ہے جیسی عدالتوں کی سزائیں جو روزمرہ وقوع میں آتی رہتی ہیں -

---

تم کو بڑی فکر ہے کہ مرنے کے بعد بال بچوں کا کیا حشر ہوگا لیکن کچھ اس بات کی بھی فکر ہے کہ مرنے کے بعد تمہارا کیا حشر ہوگا - اس خیال سے کہ جب موت کی جبری نیند تمہاری آنکھیں بند کردے تو تمہارے زن و فرزند تکلیف نہ اُٹھائیں تم وہ سب کچھ کر رہے ہو جو تمہارے امکان میں ہے - نہ سورج تم کو اس فکر سے آزاد دیکھتا ہے اور نہ چاند - حالانکہ تمہارے سامنے ایسی صدہا مثالیں موجود ہیں کہ وہ بچے آسمان عزت پر آفتاب بنکر چمکے جنکے والدین نے اُن کے لئے کچھ نہیں چھوڑا تھا اور اُن بچوں نے دنیا میں ذلت و خواری کی زندگی بسر کی جنکے ماں باپ اُنکے لئے ہر طرح کی عزت و آسائش کا بندوبست کر گئے تھے - لیکن سوال یہ ہے کہ بچوں کی فکر میں غرق ہو کر تم اپنے آپ کو کیوں بھول گئے ہو - تمہارے بال بچے تو پھر بھی عزیزوں دوستوں اور ہمجنسوں میں رہینگے - کوئی نہ کوئی اُن پر ترس کھانے والا نکل آئیگا - مگر تم کیا کروگے کیونکہ تم ایک اجنبی جگہ ہوگے جہاں تمہارا کوئی ہمدرد اور واقفکار نہیں ہے - تم کہوگے کہ وہاں خدا ہوگا جو بڑا رحیم و کریم ہے - لیکن اُسکے رحمت و کرم کو تم اُسوقت کیوں بھول جاتے ہو جب تمہیں بچوں کی پرورش کا خیال دامنگیر ہوتا ہے -

---

کہتے ہیں کہ سمندروں اور دریاؤں میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں سے اپنی خوراک حاصل کرتی ہیں - یہ دنیائے آب ہی پر موقوف نہیں - اس ربع آباد میں بھی اکثر حیوانات اور حشرات میں یہ طریقہ رائج ہے - جب ایک مکڑی اپنے نازک ترین تاروں میں زمین سے کئی فٹ بلند اڑنے والی مکھی کو بے بس کردیتی ہے - جب موسم باراں کی مرطوب راتوں میں روشنی کے گرد پروانوں کا ہجوم ہوتا ہے اور ایک سنگدل چھپکلی مذاق عشق کا احترام کئے بغیر انہیں یکے بعد دیگرے نگلنا شروع کرتی ہے تو ہم کیسے تعجب سے دیکھتے ہیں لیکن ہمیں اس سے زیادہ تعجب ہوگا جب ہم غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ ضعف و طاقت اور زور و کمزوری کی یہ کشاکش انسانوں میں بھی جاری ہے انسان کو قدرت نے دیگر حیوانات کیطرح صرف جسمانی طاقت ہی نہیں دی ہے بلکہ اسکو اور بھی طاقتیں عطا ہوئی ہیں جنمیں سب سے زیادہ خطرناک اسکی عقلی طاقت ہے جب اس طاقت کو خودغرضی اور مکاری میں مشاقی حاصل ہوجاتی ہے اور وہ چالاکی کا لقب اختیار کرتی ہے تو نہایت خطرناک ثابت ہوتی ہے - انسان کی بہت سی اخلاقی کمزوریاں اسی عقلی قوت کی مدد سے اسکے ضمیر کو شکست دیتی ہیں دنیا کے تمام معاملات میں یہی عقلی قوت اپنا کام کر رہی ہے - تقریباً تمام فوائد اسی بنا پر حاصل کئے جارہے ہیں کہ ایک عقل دوسری عقل کو شکست دے - آپ بازار میں کسی دوکان پر بیٹھ کر اسکا عملی مشاہدہ کیجئے دوکاندار کی عقل اپنے گاہکوں کی عقل پر جس حد تک فتحیاب ہوتی ہے - اسی حد تک وہ ان سے فائدہ اُٹھاتا ہے - جب تم اس جنگ زرگری میں مشغول ہوتے ہو اسوقت سدرۃ المنتہا کی شاخوں سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ اپنے بھائیوں کی کمزوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ کبھی تمنے یہ صدا سنی ؟

ایڈیٹر

خیالات منتشر

(از شوکت علی فہمی میرٹھی)

جب تم کسی کو خوشحال دیکھتے ہو تو تمہارے دلمیں فوراً یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ تم بھی اسی آسایش کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرو۔ تمہارے دلمیں معاً یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ جسطرح وہ اچھی سے اچھی غذا کھاتا ہے تم بھی کھاؤ۔ اور جسطرح وہ بہتر سے بہتر لباس پہنتا ہے تم بھی پہنو۔ بعض کوتاہ اندیشوں کی یہ خواہش اسی حد تک محدود نہیں رہتی بلکہ رشک و حسد کی خطرناک صورت اختیار کرلیتی ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ تم اس شخص کو اچھی حالت میں دیکھ کر متاثر ہوئے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ تمہارے دلمیں اس قسم کی خواہشات پیدا ہوئیں۔ اب یہ تمہاری ذاتی قابلیت ہے کہ تم اس خواہش سے فائدہ اٹھاؤ یا نقصان۔ یہی خواہش تمکو پستی اور ذلت کے غار میں دھکیل سکتی اور یہی خواہش تمہارے لئے خضر راہ بنکر ترقی کے بالاترین مقام پر پہونچا سکتی ہے۔ تم اس خواہش کو اپنے دل کے عمیق ترین گوشہ میں پوشیدہ رکھو اور زبان تک نہ پہونچنے دو چونکہ اس خواہش سے مغلوب ہو کر اگر تمہاری زبان کو حرکت ہوئی تو تمہاری تمام قوتیں نصف رہ جائینگی بجائے زبان کے اپنے دست و بازو کو حرکت دو۔ بجائے رشک و حسد کے اپنے دل و دماغ سے اس قسم کے جائز وسائل کا اختراع کرو کہ ایک دن لوگ تم کو بھی اسی نظر سے دیکھیں جس نظر سے کہ آج تم انکو دیکھ رہے ہو۔

بہت سے بیوقوف " پدرم سلطان بود" کی مصداق بنے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ کیسی ہی رذی سے ردی حالت میں کیوں نہ ہوں مگر وہ اپنے آپ کو محض اس لئے قابل عزت خیال کرتے ہیں کہ ان کے باپ دادا بڑے عزت اور باوقار لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ چونکہ انکو اپنی خستہ حالی کا احساس ہوتا ہے اسی لئے وہ دوسروں پر یہ ظاہر کرکے کہ ہم فلاں شخص کی اولاد ہیں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر یہ عزت محض ان کے خیال ہی تک محدود رہتی ہے۔ ان کا یہ مہمل خیال ان کی ہی ذات کو نقصان نہیں پہونچاتا بلکہ انکے بزرگوں کی اس عزت کو بھی جسپر کہ آج وہ نازاں ہیں بٹہ لگا دیتا ہے۔ اس سے زیادہ انسان کے لئے خودغرضی اور اولاد کے لئے نالائقی کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی عارضی عزت کے لئے اپنے آبا و اجداد کی مستقل عزت کو خاک میں ملادیں۔ اور اپنی پردہ پوشی کے لئے انکی پردہ دری کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ کاش جسطرح ان کے دلمیں باپ دادا کے نام سے کسب عزت کا خیال پیدا ہوتا ہے اسی طرح اگر وہ اپنی ذات کو اس قابل بنانا چاہتے تو وہ خود اپنی ذات پر اس سے کہیں زیادہ فخر کرسکتے تھے۔ اور اگر سچ پوچھیے تو یہی حقیقی عزت ہے

جب کبھی تمکو کوئی عجیب و غریب ایجاد نظر پڑجاتی ہے تو تم اسکو پہروں بغور دیکھتے رہتے ہو۔ تمہاری آنکھ تمہارے دل و دماغ سے موجد کی حیرت انگیز ایجاد کی داد چاہتی ہے۔ یہی نہیں ہوتا بلکہ فطرتی طور پر تمہارے دلمیں اسکے بنانے والے کی تلاش کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور تم ہر ممکن طریقے سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ اسکا بنانیوالا کون ہے۔ کس قوم سے ہے۔ کس ملک میں رہتا ہے۔ مسٹر فورڈ کی تصویر کو تم اس لئے بغور نہیں دیکھتے کہ وہ ایک تصویر ہے بلکہ اس لئے کہ وہ ایک مخصوص اور مشہور موٹر کا موجد ہے۔ جارج اسٹیفنس کا فوٹو تم اس غرض سے نہیں دیکھتے کہ وہ ایک فوٹو ہے بلکہ اس لئے کہ وہ انجن کا موجد سمجھا جاتا ہے۔ مگر کبھی تمہارے ذہن میں یہ بھی خیال آیا کہ تمہارے جسم کی مشینری کا موجد کون ہے۔ تمنے کبھی غور کیا کہ یہ چھوٹی سی آنکھ جو بظاہر ایک پانی کے بلبلے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی اور جس سے تم یہ سب کچھ دیکھتے ہو اسکی تیاری میں کونسا سائنس داں کام کررہا تھا۔ افسوس تمنے کبھی اسپر غور نہیں کیا اگر تم غور کرتے تو آج دنیا کے عجائبات کو حیرت و استعجاب سے نہ دیکھتے۔

تم آزادی کے خواہشمند ہو چونکہ آزادی انسان کی فطرت ہے۔ مگر تم خود آزاد ہونا نہیں چاہتے۔ تم محض آزادی کا نام لیکر آزاد نہیں بن سکتے مٹھائی کا پہلے دیئے تلفظ تمہارے منہ کو ہرگز میٹھا نہیں کرسکتا۔ تمہارے پیروں میں جو غلامی کی زنجیر پڑی ہوئی ہے تم خود اپنے ہاتھ سے روزانہ ایک دو کڑیوں کا اضافہ کرلیتے ہو۔ تمہاری ہر خواہش تمہاری غلامی کی زنجیر کو استوار بنادیتی ہے۔ اپنی خواہشات کو کم کرو۔ تمہاری ہر خواہش کی کمی تمہاری غلامی کی زنجیر کی ایک کڑی کو کم کردیگی۔ اسطرح رفتہ رفتہ تم اپنی خواہشات کو جسقدر گھٹاتے جاؤگے اسی قدر اس زنجیر کی کڑیاں بھی ٹوٹتی چلی جائینگی اور بہت جلد ایک وہ دن بھی آجائیگا جبکہ تمام دنیاوی خواہشات سے کنارہ کش ہو کر غلامی کے شکنجے سے آزاد ہو جاؤگے۔

وکیل کو موکل کی اصلی حالت کا پورا پورا علم ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ معاملہ بالکل بے سروپا ہے مقدمہ بالکل جھوٹا ہے مگر وہ کسقدر مستعدی اور دلیری کے ساتھ اپنی موکل کی صداقت ثابت کرنے میں جد و جہد کرتا ہے اور ہر ممکن طریقے سے عدالت کو ذہن نشین کرانا چاہتا ہے کہ وہ حق بجانب ہے۔ وہ حاکم وقت کو اپنی لسانی سے مغلوب کرنا چاہتا ہے اور اکثر اوقات اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ وہ یہ سب کچھ حصول دولت کی خواہش میں کرتا ہے اور اسکی اس جد و جہد کا نتیجہ روپیہ ہوتا ہے۔ اسکا دل روپیہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے مگر اسکا ضمیر ملامت کرتا ہے اور اسکو بتاتا ہے کہ جب تجھ کو اس شرمناک فعل کی کوشش پر معقول رقم ملگئی تو سوچ اگر تو سچائی کے لئے اتنی جد و جہد کرتا تو خدا جانے خداوند خداوندی سے کیا عطا ہو جاتا۔

اِسلام کیا ہے؟

(از مولانا گرامی)

چیست اسلام؟ شاہراہِ نجات! نکتۂ امتیاز موت و حیات

چیست اسلام؟ از قلب سلیم! اثرِ آں دعائے ابراہیمؑ

چیست اسلام؟ علم را پروبال! نوبہار حدیقۂ اعمال

چیست اسلام؟ جلوہ ریز قلوب! مشرق و مغرب و شمال و جنوب

چیست اسلام؟ نطرۂ ازلی! نقش موج محیط لم یزلی

چیست اسلام؟ شاہد توحید! معنیٔ نسخۂ ادب تمہید

اِسلام آخری دین ہے

(از جناب مولانا عبد العظیم صاحب قادری)

اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کلہ الایۃ اُس ذات پاک نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے - دین اسلام کے بعد اگر کوئی دوسرا نیا دین آنیوالا ہوتا تو اس دین کو تمام ادیان پر غلبہ نہ دیا جاتا - ارشاد الٰہی ہے وَمَنْ یبتغ غیر الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ الایۃ جس نے اسلام کے سوا دوسرا دین اختیار کیا اُسکا دین ہرگز صحیح نہیں اور وہ آخرت میں خسارہ والوں میں سے ہے اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ الایۃ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دین مقبول اسلام ہی ہے - اور ارشاد فرماتا ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول و نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں - اب اگر ہم حضور کے بعد کوئی نیا نبی یا نیا دین مانیں تو تکذیب باری تعالیٰ لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے اور جو مستلزم باطل ہے وہ خود باطل ہے تو ثابت ہوا کہ بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ دین اسلام کے بعد کوئی نیا دین آئیگا علاوہ ازیں جب ختم نبوت حضور کی ذات اقدس پر فرما دیا گیا تو اب نئے دین و کتاب کا آنا ضرور مستبعد ہے اس لئے کہ جب کسی شخص کے ذریعہ مولےٰ تبارک و تعالےٰ نیا دین و نئی کتاب نازل فرمائیگا تو ضرور ہے کہ وہ نبی یا رسول ہی ہو نبی اسکو کہتے ہیں جو منجانب اللہ کسی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہو اور اُسپر وحی نازل ہوئی ہو - رسول کے لئے اتنی بات اور بھی زائد ہے کہ اُسپر کوئی کتاب بھی نازل فرمائی گئی فی الشرح العقائد النسفیہ والرسول بعثہ اللہ تعالی الی الخلق تبلیغ الاحکام وقد یشترط فیہ الکتاب بخلاف النبی فانہ اعم لہذا ثابت ہوا کہ جسطرح حضور کے بعد کوئی نبی جدید نہیں آسکتا اسیطرح دین اسلام

قرآن عظیم کے بعد دین جدید و کتاب جدید بھی نہیں آسکتی - کوئی قائل کہہ سکتا ہے کہ خاتم النبیین فرمایا گیا خاتم المرسلین نہ فرمایا گیا تو جائز کہ کوئی نبی نہ آئے لیکن رسول آئے - تو یہ جواب ہے کہ رسول کے لئے نبی ہونا لازم ہے نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں - صفت نبوت عام ہے صفت رسالت سے اور جب صفت عام کی نفی کر دی گئی تو صفت خاص جو صفت عام کے تحت میں داخل اور اُس کے لئے فصل ممیز ہو اُسکی بھی نفی ہوگئی - اس سے کلام کی فصاحت بھی معلوم ہوگئی جو ان دو جملوں میں ودیعت رکھی گئی کہ صفت مثبت صفت رسالت ہے جس سے حضور کی جلالت شان کی طرف اشارہ ہے اور صفت مختومہ صفت نبوت فرمائی گئی جو ختم صفت رسالت کو مستلزم ہے -

اور معلوم ہو چکا کہ تمام ادیان سے بہتر دین اسلام ہے - اب اگر اس کے بعد کوئی دین جدید مانیں تو نسخ فاضل بالمفضول لازم آئیگا اور یہ عقلاً و نقلاً دونوں طرح سے ناجائز ہے کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا الایۃ کہ حضرت رب العزت جل جلالہ کسی آیت کو منسوخ نہیں فرماتا مگر اُس بہتر یا کم از کم اُس کے مثل کے ساتھ (تفسیر کبیر) میں زیر آیہ کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم ہے ان دین محمد علیہ السلام افضل الادیان فیلزم ان یکون محمد صلی اللہ علیہ افضل الانبیاء بیان الاول انہ تعالی جعل الاسلام ناسخ لسائر الادیان والناسخ یجب ان یکون افضل الخ -

اسی طرح ہم کلام زینگے نبوت و رسالت جدیدہ میں بھی جیسا کہ اسکی طرف اشارہ بھی معلوم ہوتا ہے کلام امام رازی علیہ الرحمہ زیر آیہ مذکورہ انہ علیہ الصلاۃ والسلام خاتم المرسل فوجب ان یکون افضل لان نسخ الفاضل بالمفضول قبیح فی المعقول ہے قال اللہ تبارک و تعالےٰ ویتم نعمتہ علیک وقال اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا الایۃ جب اتمام نعمت آپ کی ذات پر نور پر ہوا اور نعمت بھی خاص نہ فرمائی بلکہ عام تو اب یہ متصور نہیں کہ بعد اتمام نعمت دوسرا نبی دوسرا دین لیکر آئے جو اس کے لئے ناسخ ہو اس لئے کہ جب دین ناسخ آئیگا تو ضرور وہ ایک نعمت عظمیٰ افضل از اسلام یا اس کے مساوی ہوگا جو حضور کو نہ عطا کیا گیا اور یہ اتمام نعمت کے منافی ہے تو معلوم ہوا کہ حضور بعد کسی نئے نبی یا دین غیر اسلام کا نزول ممتنع ہے - اگر عیسیٰ ع سے یہ شبہ وارد ہو تو نہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نئے نبی نہ ہونگے - علاوہ ازیں دین محمدی دین اسلام ہی کی تائید و اشاعت فرمائیں گے نہ کہ دین عیسوی کی - کما شہدت الاحادیث ولا یخفی من لہ ممارستہ بالعلم وعرضت منہا الخوف الاطناب وقال اللہ عزوشانہ وجل و برہانہ وما ارسلنٰک الا

کافۃ للناس ہم نے تمکو نہیں رسول بناکر بھیجا مگر سارے آدمیوں کے لئے الف ولام للناس مفید استغراق اور پھر کافۃ تاکید مزید مفید کہ ابتدائے خلق سے لیکر قیامت تک جتنے افراد پیدا ہوئے یا ہونگے اُن سب کی طرف حضور رسول بناکر بھیجے گئے۔ اس سے زمانہ حضور سے قیامت تک سب کے لئے رسول ہونا تو ظاہر ہے ہاں زمانہ مبارک سے ماسبق والوں کے لئے رسول ہونا محتاج دلیل ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ انبیائے کرام ورسل عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے حضور پر ایمان لانے کی فرضیت آیہ کریمہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین سے ثابت ہے جیسا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لو کان موسی بن عمران حیا لما وسعہ الا اتباعی اگر موسی بن عمران (علیہ الصلوۃ والسلام) زندہ ہوتے تو انکو میری پیروی کے سوا گنجائش نہ ہوتی ومن شاء مزید الاطلاع فلیطالع تفسیر الکریمۃ المذکورۃ فی التفاسیر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم اولین وآخرین سب کے لئے رسول ہیں پھر اگر کوئی نیا نبی کسی نئے دین کے ساتھ آئے ضرور ہے کہ حضور اُسکے لئے بھی رسول ہوں اور یہ صورت مستلزم ہے دونوں کے دین کو۔ اور بعض کے نزدیک دونوں کی رسالت کے نسخ کو بھی اور ان میں سے ہر ایک اُسکا ناسخ ٹھہرے گا جسکا منسوخ ہو چکا اور منسوخ ٹھہرے گا اُسکا جسکا ناسخ ہو چکا وھذا ظاھر البطلان فقد ظھر وصح ان لا یکون النبی بعد نبینا علیہ التحیۃ والثنا ولا دین بعد دینہ ولا کتاب بعد کتابہ۔ دوم یہ کہ رسول مقتدا ومطاع ہوتا ہے مرسل الیہ کا وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور صورت مفروضہ میں مقتدی ومقتدا ومطاع ومطیع میں خلاف واقع ہوگا اور یہ کنایہ اسکی طرف کہ وہ مدعی نبوت یا تو اپنے دعوی نبوت ودین میں کاذب ہے جسکی وجہ کر اس دین محمدی اور اس دین مدعی میں اختلاف واقع ہوگیا یا یہ کہ حضور کافۃ الناس کے لئے رسول بناکر نہ بھیجے گئے۔ لیکن حضور کا کافۃ الناس کی طرف مبعوث ہونا تو نص قطعی سے ثابت ہے . . . . لہٰذا معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اپنے دعوی نبوت ودین وکتاب میں کاذب ہے۔ **تنبیہ** کوئی یہ نہ کہے کہ اس دلیل سے انبیائے سابقین کی نبوت بھی باطل ہوتی ہے اس لئے کہ حضور انکی طرف مبعوث ہیں حالانکہ انبیائے سابقین اور حضور کے دین میں اختلاف ہے (لیکن اُصولی اختلاف نہیں ہے) اور حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوۃ والتسلیم کا حضور پر ایمان لانا اور حضور کے دین کی اتباع مشروط ہے حضور کا زمانہ پانے پر جیسا کہ آیہ کریمہ واذ اخذ اللہ وحدیث لو کان موسی بن عمران سے واضح ہے اور انبیائے سابقین نے حضور کا زمانہ نہ پایا اگرچہ یوم میثاق میں یہ اعتراف ہو چکا تھا علاوہ ازیں ہمارا کلام زمانہ حضور کے بعد کی نبوت میں ہے نہ کہ قبل زمانہ مبارکہ کی نبوت میں۔ ھذا ماصح عندی والعلم الصحیح عند اللہ العلی وھو اعلم بالخفی والجلی فی الدنیا والآخرۃ

لنا الولی +

میں وہ مسلم ہوں کہ فی الحال مسلماں بھی نہیں

بوئے گل وجہ نشاطِ غمِ پنہاں بھی نہیں — یعنی دل کو ہوسِ سیرِ گلستاں بھی نہیں،
لطف وحشت سے گلوگیر گریباں بھی نہیں — زیر بار غم عشرت تن عریاں بھی نہیں،
دو جہاں پر ہے گراں خانہ بدوشی میری — ساز وساماں بھی نہیں بے سروساماں بھی نہیں
پرسش آبلہ پائے جنوں کون کرے — لطف آگیں خلش خار مغیلاں بھی نہیں
میرا دل مخزن ارماں سہی لیکن یارب — تیری بخشش کے لئے وسعت داماں بھی نہیں
برق خاطف نگراں خرمن امید کی ہے — اور اس لطف پہ غش موسی عمراں بھی نہیں
تو وہ خالق کہ کیا احسن تقویم سے مجھے — میں وہ حیواں منش انساں ہوں کہ انساں بھی نہیں
ہر خطا پر ہے مری لطف وکرم تیرا مزید — اور مری جرات عصیاں پہ پشیماں بھی نہیں
تیری مخلوق کو پوجوں کہ تجھے دل میں کہوں — اس تذبذب میں مسلم ہوں کہ ایماں بھی نہیں

مجھ سے اوہام پرستی تو نہ ہوگی رسوا،
میں وہ مسلم ہوں کہ فی الحال مسلماں بھی نہیں

ہم کیا تھے؟

(ایم - اے گلشن - جالندھری)

للعجب - اے دنیائے بے اعتبار للعجب - تونے انہیں خاک میں ملایا - انکو زمین کا پیوند کیا - جنکی جرأت - ہمت - طاقت زمانہ میں یکتا، جنکی عظمت - شہرت - ہیبت - دنیا میں لا انتہا، جنکا جوش - جنکا خروش - جنکا ولولہ - جہان کے گوشہ گوشہ پر - عالم کے قطعہ قطعہ پر - دنیا کے چپہ چپہ پر نقش، کندہ تحریر اور جن کی شوکت - ہیبت - شرافت، ہر سلطنت میں ہر مملکت میں ہر ریاست میں بے مثل - بے عدیل وبے نظیر،

اے زمانۂ غدار اس ہستی ناپائدار کی وہ مایۂ ناز ہستی جس نے کبھی اپنے نور سے عرب وعجم کو منور بنایا، وہ صاحب کمال - وہ شخص بے مثال - وہ ہستی پر جلال جس نے اس سرائے فانی کے غیر مہذب وبد تہذیب مسافروں کو دینی ودنیوی تہذیب کا بہترین سے بہترین جامہ پہنایا، وہ مخزن جود وکرم - وہ منبع اخلاق ورحم - وہ پیغمبر خدا - وہ سالک راہ ہدا جس نے غلط اور ٹیڑھے راستہ پر چلنے والوں کو اُس واحد برحق، اُس قادر مطلق کی معرفت کا سیدھا اور سچا راستہ بتایا، اے فلک کج رفتار - عرب کا چاند جسکی ضرب سے تیرا چاند مضروب، جسکے رعب ودبدبہ سے جبرئیل ومیکائیل جیسے فرشتے مرعوب اور آہ . . . جسکے پیروؤں کے سچے حقیقی جوش سے زمانے کا ہر متنفس مغلوب، تیرے درمیان سے - اس مکان سے - یعنی جہان سے اُٹھ جائے - چلا جائے - فنا ہو جائے اور تجھ پر اتنا اثر بھی نہ ہو جتنی اُرد پر سپیدی،

گرہاں - اِس مذہب وطریقت کے ماننے والوں نے، اِس راہ حقیقت پر جان فدا کرنے والوں نے وہ کارہائے نمایاں کئے کہ زمانہ اُن کی تلوار کو مان گیا۔ کسی برتر و اکبر و جلیل القدر ہستی کی پندہائے سودمند کے اثر کو پہچان گیا، لیکن اسے انقلابِ زمانہ - خدا تیرا ستیاناس کرے، اسے نیرنگیٔ جہاں کاش کہ تو تباہ و برباد ہوجائے، تونے اُسی ملک کے رہنے والوں کو، جنہوں نے کبھی جنوبی یورپ میں تہلکہ مچایا، ہندوستان کو اپنی تلوار کا جوہر دکھایا، افریقہ میں اپنی بہادری کا سکہ جمایا، ایران و افغانستان کو اپنی رعایا بنایا، جنکی جرأت وہمت سے - جنکے رعب و دبدبہ سے جنکے جوش و خروش سے، ہر مُلک کا ملک - ہر بادشاہت کا بادشاہ - ہر سلطنت کا سلطان مرعوب و مغلوب تھا بامِ ترقی سے اُتار کر پستی و تنزلی کے اندھیری غار میں گرا دیا، اُن کے ہوش و خرد کے سامان کو غفلت کے دریا کی ایک رو سے بہا دیا۔

اسے میرے ریگستانی پہلوانو - سنبھل جاؤ - ہوش میں آؤ - کمر ہمت باندھکر تیار ہوجاؤ اور اُن قوموں کو جو تمہاری ہستی کو صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کیطرح مٹانے پر تلی ہیں یہ ثابت کر دکھاؤ کہ ؎

اسلام کا ہوگا نہ کبھی بال بھی بیکا
گر لاکھ رہے درپے آزار زمانہ

میرے عربستانی بہادرو - آج تمہارا اتفاق نفاق سے کیوں مبدل ہوگیا؟ کیا تمہیں ماژندران و سیستان کی خونریز لڑائیاں یاد نہیں؟ کیا تمہارے سینے جنگِ فلسطین کے کارناموں سے آباد نہیں؟ کیا وہ تمہاری ہی قوم ہے جس کے اتفاق سے نپولین بوناپارٹ نے اتفاق کا سبق سیکھا؟ جسکے اتحاد کی یکجہتی نے اسپین کے بچہ بچہ کا دل ہلا دیا؟ مگر حیف اور صد حیف - افسوس اور ہزار افسوس کہ آج تم ہی خانہ جنگیوں کے شکار - بے یار و مددگار نظر آتے ہو، ٹھوکریں کھاتے ہو مصیبتیں اُٹھاتے ہو - پھر بھی اپنے چہروں سے نا اتفاقی کی چادر نہیں ہٹاتے ہو۔

جا - جا - اسے نفاق - جا - نکل - نکل - اسے خانہ جنگی - نکل، دور ہو - دور ہو - اسے باہمی تعصب - دور ہو مسلمانوں کے دِلوں سے - فدائیانِ اِسلام کے گھروں سے - پرستارانِ احد کے کاموں سے، تونے مٹایا - برباد کیا - ویران کیا - غیر آباد کیا، اُن مقاموں کو - اُن شہروں کو جو کبھی اتفاق کی ہمیشہ بہنے والی ندی سے سیراب تھے، جنکے گلزارِ اتحاد میں کسی وقت وہ سدا بہار پھول تھے جو دنیا میں نایاب تھے، تونے پستی کے غار میں گرایا، تنزل کا راستہ بتایا، بے خبری کے بستر پر سُلایا، اُن اولو العزم بہادروں کو - اُن جرار سپاہیوں کو - اُن پیاسے لڑنے والوں کو جنکی جرأت - ہمت - شرکت یکتا - جنکا جوش و ولولہ بے انتہا اور جنکا قول نیک و فعل سچا تھا، بس - بس - اب اس قوم پر رحم کر، چلا جا - شکل نہ دکھا، کھِلنے دے - کھِلنے دے - اسلام کا غنچۂ اُمید کھِلنے دے، ؎

پھر ہویا رب قوم مسلم تاجدارِ اتحاد پھر رہے اِس کے تصرّف میں دیارِ اتحاد
گلشنِ اسلام میں پھر ہو بہارِ اتحاد پھولتا پھلتا رہے پھر سبزہ زارِ اتحاد
پھر رواں یارب ہو وہ ہی جوئبارِ اتحاد

میرے معزز مسلمانو - اِتفاق کے ساتھ دانشمندی بھی تم سے رخصت ہوگئی دوربینی نے تم سے کنارہ کیا - کامرانی کا وہ بلند و ذیشان قصر تمہارے قبضہ سے نکل گیا اور تم حسرت و ناکامی کے ٹوٹے ہوئے مزار کے مجاور رہ گئے، تم نے اپنی یہ حالت خود اپنی آنکھوں سے دیکھی لیکن افسوس ایسی غفلت کی نیند سوئے ہو کہ کروٹ تک نہ لی - تمہارے دوست نما دشمن تمہارے مال و متاع کے رہزن ہیں - میری غریب مسلمانو - ؎

کھو دیا تم نے اگرچہ مال و زر سب کھو دیا
پھر بھی نظروں میں جہاں کی ہو کھٹکتے خار سے

تمہیں یہ بھی خبر ہے کہ جن سے تمہیں اتفاق کی امید تھی آج وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں، جنہوں نے کل ہی تم سے پیمانِ وفا باندھا تھا آج اُن کا وہ عہد کہاں گیا - ہاں بس معلوم ہوگیا - وہ سب باتیں صرف برائے گفتن تھیں ؎

پلاتے تھے مجھے سم شربتی ساغر میں بھر بھر کر
جنہیں احباب سمجھا تھا عدوئے جانی شن نکلے

اسلام کی عزت قایم رکھنے والو - اب اِن کی غداری سے واقف ہوجاؤ، ان گندم نما جو فروشوں کے دھوکے میں نہ آؤ، خود اپنے پیروں پر کھڑے ہوکر اسلام کی حرمت بچاؤ اور اپنے اُن مظلوم و غریب بھائیوں کو ظلم و ستم کی قید سے رہا کراؤ جنپر ہر وقت - ہر لمحہ ہر ساعت ایک نئی افتاد پڑتی ہے اور وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہوجاتے ہیں۔

مٹا دینگے عدو تمکو نہ چھوڑینگے کبھی زندہ
ذرا ہشیار ہوجاؤ مرے غافل مسلمانو

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

اوّل فنا ہے آخر فنا ہے

(از جناب مولانا اسعد صاحب شاہجہانپوری)

خورشید و مہ کی مجلس فروزی اہل جہاں کی ہنگامہ زائی،
کیا دائمی ہے یہ دورِ ہستی پھر صبح ہوگی پھر شام ہوگی
اس روز و شب کا انجام کیا ہے
اول فنا ہے آخر فنا ہے

فانی ہیں جھونکے بادِ سحر کے گردوں کے تارے دھوکے نظر کے
وہ صبح تک کے یہ رات بھر کے مٹ جائینگے سب ایک ایک کرکے
یہ راز افشا ہوتا رہا ہے
اوّل فنا ہے آخر فنا ہے

سقدونیہ سے طوفان اُٹھا مسنگولیا سے سیلاب آیا
نادر، سکندر، چنگیز، دارا آنکھوں نے دیکھا سب کا تماشا
اب کس کی قوت زور آزما ہے
اوّل فنا ہے آخر فنا ہے

حسن تصور حسن تکلم بُلبُل کے نغمے گُل کا تبسم
شکل خیالی نقش توھم اک آن میں سب ہوجائیگا گم
ہر شے اسیکی صورت نما ہے
اوّل فنا ہے آخر فنا ہے

اُڑتے ہیں طائر پھرتے ہیں انساں فتاح عالم سیاح دوراں
لیکن اجل نے کھینچا جو داماں پُست بازو دہ پا بجولاں
دُنیا کا منظر عبرت فزا ہے
اوّل فنا ہے آخر فنا ہے

اے مست غفلت ہشیار ہوجا خواب گراں سے بیدار ہوجا
دنیائے دوں سے بیزار ہوجا وقت سفر ہے تیار ہوجا
ساز حقیقت بانگ درا ہے
اول فنا ہے آخر فنا ہے

کب تک رہیگی فرمانروائی کب تک کروگے کشور کشائی
نمرود نے کی کے دن خدائی قاروں کی دولت کیا کام آئی
بیتاب کُن ہے جو ماجرا ہے
اول فنا ہے آخر فنا ہے

عیش جہاں کیا کیوں شادماں ہوں رنج والم کیا کیوں سرگراں ہوں
جس حال میں ہوں سعد جہاں ہوں آزاد خاطر فارغ نشاں ہوں
راز خفی سے دل آشنا ہے
اوّل فنا ہے آخر فنا ہے

برکات مذاہب

(ازجناب خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی)

آدمی مختلف خیالات کا سرچشمہ ہے اور طرح طرح کی ایجادات اور مادے اسمیں بھرے ہوئے ہیں وہ اپنے حصول مقاصد میں عقل کے خلاف کوشش کرنے کو بہترین کارگزاری سمجھتا ہے۔

اگر اسپر ایک زبردست قوت جسکا نام مذہب ہے حکومت نہ کرتی ہوتی تو کوئی حکومت اور کوئی سیاست اس کو اپنے زیر اثر نہ لاسکتی۔

اگر ہم کو خدا کا خوف نہ ہوتا اگر ہم خدا کو حاضر ناظر جانکر خلوت میں اس کا خوف نہ کرتے ہوتے تو کوئی قانون ہکو گناہ سے نہ روک سکتا اس لئے کہ قانون کا تعلق اعضائے ظاہری پر ہے لیکن ہمارے وہ گناہ جنکو سوا خدا کے کوئی دوسرا نہیں جان سکتا قانون نے ہم کو ان کی سزا نہیں دی - مذہب کا خوف ہم کو اسکی سزا سے ہمیشہ ڈراتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے جو ظلم جو بدکاریاں جو بدعنوانیاں تخلیئے میں کی ہیں ایک دن ان کی سزا کے لئے مقرر ہے اور مکافات عمل کے لئے تیار رہو۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہر حکومت پر واجب ہے کہ سب سے پہلے مذاہب کی ترقی میں کوشش کرے ہمارے کندھے پر مذہبی جوے کو مضبوط رکھے اس کے بعد ہمپر حکومت کرے مذہبی آزادی کے سبب سے یہ زمانہ ہمارے لئے بہت مبارک عہد ہے - کفر والحاد کی ہوا کھا کر جو لوگ مذہب کو دام تزویر سمجھ لیتے ہیں وہ بہت آزادی سے قانونی جرم کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور قانون ان کی بدکاریوں کی گرفت نہیں کرسکتا۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر مذہب کا اصول قریب قریب ایک ہے یعنے سب نیکی اور اخلاق اور تہذیب کی شاہراہ پر چلنا چاہتے ہیں اور ایک واحد خدا کی پرستش کرنا چاہتے ہیں - مگر قدامت نے مذہب کے روشن رخساروں پر اسقدر گہرے پردے ڈالدئے کہ لوگ اپنے مقصد سے دور پڑگئے اور ایک دوسرے کو بُرا سمجھنے لگا مسلمان ہندو کو بت پرست اور کافر کہتے ہیں اور ہندو مسلمانوں کو ملیچھ اور نشٹ بتاتے ہیں یہ عالمگیر جنگ ہی جو مختلف مذاہب میں ہو رہی ہے اور ہوا کرے گی گر سچ پوچھئے تو ہر مذہب میں کم وبیش ایسی باتیں کثرت سے ہیں جو ہم کو اخلاق تہذیب نیکی کا سبق دیتی ہیں اور یہ ہٹ دھرمی ہے کہ ہم غیر مذہب کی اچھی بات کو بھی بُرا بتاتے ہیں اور اسکی ہر اچھی چیز کو بری نگاہ سے دیکھیں مثلاً گوتم بودھ کی مذہبی ہدایتوں میں لکھا ہے کہ مسکرات سے پرہیز کرنا چاہیئے دوسرے کی چیز بے اجازت نہ لینا چاہیئے جھوٹ نہ بولنا چاہیئے - ناجائز جماع سے پرہیز کرنا چاہیئے -

یہ ایسی باتیں ہیں جو اور مذاہب میں بھی پائی جاتی ہیں انسان کو خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل کرنا چاہیئے اس لئے ضرورت ہے کہ مذاہب کے اصول کی اشاعت کیجائے جس سے لوگ منہیات سے بچیں اور امن عامہ میں خلل نہ پڑے ہم بحیثیت مسلمان ہونے کے اپنی دینی برکتوں کو سب سے زیادہ متبرک مہتم بالشان سمجھتے ہیں اس لئے ان کا تذکرہ لطف سے خالی نہیں ہے -

والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی ہدایت میں لکھا ہے کہ اگر ماں باپ مسلمان ہیں اور لڑکا ان کے پاس صبح کو حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسپر دو دروازے جنت کے کھول دیتا ہے اور اگر دونوں میں سے ایک کو خفا کردیا تو اللہ راضی نہیں ہوتا جب تک وہ راضی نہ ہوں گناہ کبیرہ نو ہیں ایک شرک دوسرے قتل تیسرے بھاگنا لڑائی سے چوتھے منکوحہ عورت پر حرام کی تہمت لگانا پانچویں سود کھانا چھٹے یتیم کا مال کھانا ساتویں مسجد میں الحاد کرنا آٹھویں مسخرہ پن کرنا نویں رونا ماں باپ کا حقوق ولدے یعنے ماں باپ کو رولانا منجملہ عقوق اور کبائر کے ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور نے کہ بہتر گھر مسلمانوں کا وہ ہے جسمیں
کوئی یتیم ہو اور اس سے نیکی کیجائے اور بدتر گھر مسلمانوں میں وہ ہے جسمیں
کوئی یتیم ہو اور اس سے بُرائی کیجاوے ۔

قیس بن عاصم نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی اللہ سے ڈرو
اور اپنی قوم کے بزرگ اور دیرینہ آدمی کو اپنا سردار بنا کر جب قوم بڑے
بزرگ کو اپنا سردار بناتی ہے تو اپنے آباؤاجداد کی عزت کرتی ہے اور جب
چھوٹے کو سردار بناتی ہے تو حقیر کرتی ہے اپنے آباؤاجداد کو

ابو ہریرہ نے کہا کہ حضرت جب گدر پھل لاتے تو سب سے چھوٹے بچے کو جو
اُن کے سامنے ہوتا دیتے تھے ۔

ابن عمر نے فرمایا کہ حضرت فرماتے تھے وہ مومن جو لوگوں سے ملتا ہے
اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتا ہے وہ نہ ملنے والے اور نہ صبر کرنے
والے سے بہتر ہے ۔

سفیان بن اسید سے مروی ہے کہ سخت چوری یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو
ایک جھوٹی بات کہے اور وہ تجھے سچا جانے

ابن انس سے مروی ہے کہ باہم بغض نہ کرو اور حسد نہ کرو اور ایک
دوسرے سے پشت نہ پھیرو اللہ کے بندے آپس میں میل رکھیں مسلمان کو
درست نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ خفا رہے ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر میں کچھ بھائیوں کی دعوت کروں تو یہ
اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں ایک غلام آزاد کروں ۔

شیخ عبد القیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا دو چیزوں کو اللہ دوست
رکھتا ہے ایک حلم کو اور ایک حیا کو ۔

حدیث میں ہے کہ دُعا غائب کی غائب کے لئے جلد قبول ہوتی ہے ۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں ایک مہمان حضرت کے پاس آیا آپ نے اپنی ازواج
کے پاس بھیجا انہوں نے کہا ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے حضرت
نے فرمایا اسکو کوئی اور اپنی طرف لیتا ہے ایک انصاری اسکو اپنے گھر میں
لیگئے اور بی بی سے کہا یہ رسولخدا کا مہمان ہے اسکی عزت کرو اُس نے کہا
میرے پاس فقط بچوں کی روٹی ہے انصاری نے کہا اچھا چراغ جلا کر کھانا
پکانے میں اتنی دیر کرو کہ بچے سو جائیں بی بی نے ایسا ہی کیا جب بچے سو گئے تو
عورت نے کھڑے ہو کر بتی کسانے کے بہانے سے چراغ بجھا دیا اور کھانا مہمان
کے آگے رکھدیا اور آپ بھی دونوں آدمی انکے ساتھ جھوٹ موٹ کھانے لگے
یہانتک کہ مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور میاں بیوی بھوکے سو رہے
جب صبح کو وہ انصاری حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا
اللہ تعالےٰ تم دونوں کے فعل سے بہت ہنسا اور متعجب ہوا ۔

ابو شریح عدوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے کان سے سنا کہ حضرت نے
فرمایا جو کوئی ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور آخرت پر ۔
وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو
وہ مہمان کی عزت کرے اور اسکو جائزہ دے (جائزہ کہتے ہیں ایک رات
اور ایک دن مہمان رکھنے کو) اور جو کوئی ایمان خدا پر اور عقبیٰ پر ایمان رکھتا ہو
وہ زبان سے اچھی بات کہے یا چپ رہے ۔

اور حلال نہیں مہمان کو کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگدست
ہو جائے جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ایک بازار سے گزرے اور لوگ
آپ کے دہنے بائیں تھے اپنے ایک مردہ بکرے کے کن کٹے بچے کو پکڑ کر اٹھایا
اور کہا تم میں کون اسکو ایک درہم کو مول لینا چاہتا ہے سب نے کہا ہم تو
اسکو کچھ بھی دیکر لینا نہیں چاہتے فرمایا اچھا تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے
کہا نہیں تین بار اسی طرح پوچھا سب نے کہا اگر یہ زندہ ہوتا جب بھی اس کے
لینے میں عذر ہوتا اس لئے کہ یہ کن کٹا ہے اور اب تو مردار ہے آپ نے
فرمایا دنیا اس سے بھی زیادہ خوار ہے اللہ کے نزدیک ۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ داخل نہ ہو گے تم جنت
میں جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایمان نہ لاؤ گے یہانتک کہ آپس میں
دوستدار ہو اور کہا میں تم کو نہ بتاؤں جس سے تم باہم دوست بنجاؤ سب نے
کہا ہاں کہا اچھا آپس میں سلام کیا کرو ۔

جابرؓ کہتے ہیں سوار پیادے کو سلام کرے اور راستہ چلنے والا
بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور دو راستہ چلنے والوں میں جو پہلے سلام
کرے وہی افضل ہے مجموعۃً یہ احکامات ایسے ہیں جو ہمکو کسی قانون میں نہیں
ملتے صرف مذہب ایسی باتیں سکھاتا ہے اور صرف مذہب کی طاقت ایسی ہے
جو ہمیں حاضر و غائب ماننا پڑتی ہے ۔

ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ میرا مذہب تمام مذاہب سے بہتر اور عمدہ ہے اس
سے ہم کو کوئی بحث نہیں ہے غرض یہ ہے کہ مذہب ہمکو بدی سے بچاتا ہے اور
اچھی باتیں بتاتا ہے اور ہر مذہب میں کم و بیش اچھی باتیں ہیں اور اچھی
باتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اگر ہمارا مذہبی سبق ہمکو یاد کرا دیا
تو دنیا میں عافیت برقرار رکھنے کا ایک بہت اچھا ذریعہ ہے اور اگر ہم سب کو
صرف اپنے اپنے مذہب کی پابندی پر مجبور کیا جائے تو پھر کسی دوسرے
قانون اور کسی دوسری سیاست کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مذہب سخت
دل کو نرم کرتا ہے مذہب غیرت حمیت اخلاق تہذیب انسانیت خاکساری
فروتنی عاجزی ہمکو سکھاتا ہے ۔ مذہب درحقیقت ایک مکمل اور عمدہ قانون ہے
کسی مذہب میں چوری جائز نہیں ہے کسی مذہب میں زنا روا نہیں ہے کسی
مذہب میں جھوٹ بولنا اچھا نہیں ہے ۔ کسی مذہب میں ظلم پسندیدہ نہیں ہے
قانون اور سیاست سلطنت اور حکومت کی بنیاد آج چار دن سے پڑی ہے
مذہب ہمیشہ دراز مدت سے سلطنت کر رہا ہے اور مذہب نے ہم کو سدھارا
قانون تو شخص گناہ کی سزا دیتا ہے نیک چلنی کا کوئی معاوضہ قانون میں

نہیں لکھا ہے۔

لیکن مذہب نے گناہ کی سزا بہت کم لکھی ہے اور نیکی کا اجر بہت زیادہ دیا ہے۔

قانون ایک چور کو سزا دیتا ہے لیکن ایک آدمی کو جو متقی اور پرہیزگار ہے اور جس نے احتیاطاً زندگی بھر چوری نہیں کی کوئی اجر کوئی مزدوری نہیں دیتا مذہب سزا کم دیتا ہے اور مزدوری سوا

قانون کی سزا عارضی ہے مذہب کی سزا اور جزا دونوں دائمی اور ابدی ہیں۔

لیکن بات یہ ہے کہ لوگ اس زمانے میں مذہب کے احکام سے بہت غافل ہوتے جاتے ہیں گھر سے نکلکر ہم کالج میں جاتے ہیں جہاں ہمکو مذہب کی تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں رہتا کالج سے نکلکر ہم کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں غرض ہماری مذہبی تعلیم نہایت کمزور ہوتی جاتی ہے اور اگر یہی غفلت رہی تو خوف ہے کہ ایک دن مذہب کے زریں اصول ہم کو یاد بھی نہ رہیں گے اور صرف قانون ہمپر حکومت کریگا اور پھر ہماری اصلاح ذرا غیر ممکن ہو جائے گی کیونکہ فقط حکومت اور سلطنت مختلف خیالات کے لوگوں پر حکمرانی نہیں کر سکتی۔

اسلامی تمدن و آئین معاشرت

(از مولانا سید زاہد الحق دری صاحب)

مذہب اسلام کی نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے متبعین کو خالص خدا پرستی سکھاتا اور دنیا میں زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام مانع ترقی دنیا ہے اور اسکو تہذیب و تمدن سے کوئی علاقہ نہیں وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں "اسلام" جیسے مکمل دین کی نسبت ایسا خیال کرنا محض نادانی کا نتیجہ ہے۔ "اسلام" انسان کو بہترین تمدن سکھانے والا اور نامعلوم حد تک ترقی دینے والا ہے۔ جسکا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے اس نے اس قوم کو جو صدیوں سے وحشیانہ زندگی بسر کر رہی تھی ذلت و نکبت کے گڑھے سے نکالکر چشم زدن میں عزت و وقعت کی اعلیٰ منزل پر پہونچا دیا۔ جس زمانہ میں کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان تھے اُن کا تمدن قومی الاساس اور اُن کا ملکی و قومی نظام محکم البنیان تھا۔ دنیا اُن کی عزت کے سامنے اپنا سر جھکاتی تھی۔ وہ عزت والے تھے اور عزت اُن کی تھی دُنیا کے ہر گوشہ میں اُن کی عظمت و جلالت کا سکہ جما ہوا تھا اور اُن کے اخلاق و محاسن کا ہر متنفس کو اعتراف تھا۔ اگرچہ اسوقت مسلمان تھوڑے تھے لیکن اُن میں کا ایک ایک لاکھوں پر بھاری تھا دنیا کی کوئی زبردست سے زبردست طاقت ان کو خائف و مرعوب نہ کر سکتی تھی۔

لیکن افسوس جب سے مسلمانوں نے مذہب کی طرف سے غفلت اختیار کی اور خود غرضی و نفس پرستی اُنمیں پیدا ہوئی وہ قعر ذلت میں گر گئے اور ایسے گرے کہ آجتک نہ اُٹھ سکے۔ آج اُن کا تمدن قابل اعتراض، ان کے جذبات و خیالات قابل نفرت اور اُن کا شیرازہ منتشر ہے۔ اُنمیں سچی اخوت و ہمدردی مفقود ہے ان کے وہ تعلقات جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث تھے منقطع ہیں۔ مختصر یہ کہ آج دنیا بھر کی خرابیاں اُنمیں جمع ہو گئی ہیں لیکن ان کو اپنی حالت کی اصلاح اور اپنے اخلاق کی درستی کی پرواہ نہیں اسی غفلت و سرشاری کا نتیجہ ہے کہ نہ آج اُن کے پاس مال و دولت ہے نہ علم و فضل ہے نہ صنعت و حرفت ہے اور نہ امارت و ریاست ہے بلکہ آج دُنیا کی روشن خیال اقوام کے نزدیک وہ نہایت حقیر و ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ آج ہم بدنصیبوں کی نالائقیوں اور بداخلاقیوں کے باعث "اسلام" جیسا کامل اور پاکیزہ مذہب ہدف ملامت بنا ہوا ہے۔ جدید روشنی کے مسلمان جو مذہب سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے وہ علی الاعلان کہتے ہیں مسلمانوں کی ذلت و پستی کا باعث قرآن اور اسلام ہے۔ وہ جب تک یورپ کی تقلید نہ کرینگے ہرگز دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے۔ ان کا خیال ہے کہ ترقی و کامیابی کا مطلع صرف یورپ ہے۔ اور اسلام دنیاوی ترقیوں کا مانع ہے۔

جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی بدعقیدگی اور برگشتگی کا باعث صرف یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی تمدنی و معاشرتی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے دیکھتے ہیں اور مدعیان دین و مذہب کی توعیظ و تبلیغ کو خطرناک سمجھتے ہیں آج علماء کی یہ حالت ہے کہ اُنمیں سے اکثر کا "مبلغ علم" دین کے متعلق بس اتنا ہی ہے کہ وہ جانتے ہیں قرآن پاک ایک مذہبی آسمانی کتاب ہے جسمیں روزہ نماز، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق احکام ہیں اور گذشتہ اقوام کے قصے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا مقصد محض روحانی اصلاح ہے دنیا سے اسکو کچھ واسطہ نہیں۔ اسلام کی تعلیم صرف یہ ہے کہ مسجد کے حجروں میں بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھتے رہو اور ترقی و کامیابی کے ذریعہ تلاش نہ کرو۔ دنیا مسلمانوں کے لئے نہیں ہے بلکہ کافروں کے لئے ہے "لهم الدنیا و لنا الآخرة" حاشا و کلا یہی وہ خیالات ہیں جو مسلمانوں کو ذلت و پستی کی طرف لیجانیوالے ہیں اور یہی وہ توعیظ و تبلیغ ہے جو جدید روشنی کے مسلمانوں کو یورپ کی تقلید پر آمادہ کرتی ہے لاریب "اسلام" ایک کامل اور مکمل مذہب ہے جو ہر قسم کی ترقیوں کا سرچشمہ اور دنیا و آخرت کی سعادات کا کفیل ہے۔

آج یورپ میں جو خوبیاں نظر آرہی ہیں یقیناً وہ سب اسلام کی برکتیں ہیں۔ حریت، مساوات، اخوت، اتحاد، خودداری، ہمدردیٔ قوم، غمخواریٔ ملت، محنت، استقلال، راستبازی، خود پسندی، وقت کی پابندی اپنے اوپر بھروسہ کرنا، رزق و معاش کی تلاش میں سرگرم رہنا یہ سب باتیں اسلام کی تعلیم کی ہوئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے بیش بہا موتیوں کو بیدردی کے ساتھ پھینکدیا اور اہل یورپ نے

ان کو اٹھا کر سر آنکھوں پہ رکھ لیا - خلاصہ مافی الباب یہ کہ اسلام ایک مذہب حق ہے، قرآن خدائی قانون ہے جسکے احکام انسانی فطرت کے موافق ہیں، اسلام اگر ایکطرف خالص خدا پرستی اور دین داری کی تعلیم دیتا ہے تو دوسری طرف ہر قسم کی دنیاوی ترقیوں کو بھی ضروری بتلاتا ہے - اِس موقع پر معاندین اسلام یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر در حقیقت اسلام کی تعلیم ایسی ہی ہے تو پھر مسلمان آج ذلیل و خوار کیوں ہیں؟ وہ اعلیٰ درجہ کے متمدن اور سب سے زیادہ مہذب کیوں نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذلت و پستی کا سبب ان کی غفلت اور عدم فرض شناسی ہے اس میں اسلام کی کچھ خطا و تقصیر نہیں - مسلمانوں نے جب سے اسلامی تمدن و آئین معاشرت کو چھوڑا ہے وہ ذلیل و خوار ہیں اور جب تک غافل رہینگے ہر قسم کی ترقیوں سے محروم رہینگے -

بڑی خرابی یہ ہے کہ مسلمان اب بھی یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہماری موجودہ زندگی خالص اسلامی زندگی ہے - اور ہماری موجودہ حالت کچھ زیادہ قابل افسوس نہیں کیونکہ امام مہدی ظاہر ہوکر ہماری مشکلیں حل کر دینگے اور ہم پھر ترقی حاصل کر سکینگے - یقیناً یہ ایک ایسی خوفناک غلط فہمی ہے کہ جس نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور وہ بالکل ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے ہیں - اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے اور وہ تعلیماتِ اسلام پر غور و تدبر کرنا فعلِ عبث سمجھتے ہیں ورنہ کجا "لہم الدنیا ولنا الاخرۃ" کا ناقابل عمل مسلک اور کہاں قرآن و اسلام کی تعلیم -؟

اسلام کی تعلیم ہے کہ مسلمانو تم اپنے قدرت والے خدا سے یوں دعا مانگو کہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اے خدا ہمیں دنیا میں بھی بھلائی اور ترقی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ -

ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیٰمۃ -

اے محمد لوگوں سے پوچھو تو کہ جو زینت و آرائش کی چیزیں اور پاک و صاف رزق اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کئے ہیں وہ کس نے حرام کئے ان سے کہدو کہ یہ تمام ان لوگوں کے لئے ہیں کہ جو دنیا میں ایمان لائے ہیں بحالیکہ قیامت کے دن یہ صرف انہی کا حصہ ہونگے کیا قرآن کریم کی ان بیّن تصریحات کے باوجود بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ "اسلام" دنیا طلبی اور دنیاوی ترقی کا مانع ہے؟ اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے کی تعلیم دیتا ہے -؟ باللہ العظیم کہ اسلام انقطاع دنیا کو ہرگز جائز نہیں رکھتا بلکہ اسکی کھلی ہوئی تعلیم یہ ہے کہ مسلمانو دنیا کی زندگی کے لئے جد و جہد سے کام لو اور کسی کے محتاج و دست نگر نہ بنو - لا رھبانیۃ فی الاسلام واللہ الموفق المعین وبہ نستعین ؎

مفلس بھی پڑھیں اور زردار بھی

مسلمان آجکل جن مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں اور معاملات اس قدر واضح ہیں کہ اگر آپ سے اس عام بربادی و تباہی کا سبب پوچھا جائے تو غور و فکر کے بغیر آپ بتا سکیں گے کہ **افلاس** ان تمام مصیبتوں کا اصلی باعث ہے -

اگر **مسلمان** مذہب اور مذہبی احکام سے بے پروا ہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے
اگر **مسلمانوں** کی اخلاقی حالت درست نہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے -
اگر **مسلمان** مجرمانہ زندگی کیطرف مائل اور قانون کی خلاف ورزی پر آمادہ ہیں تو اسکا **افلاس** ہے
اگر **مسلمانوں** میں تعلیم کی کمی ہے تو اسکا سبب **افلاس** ہے -
اگر **مسلمانوں** میں صنعت و حرفت کی طرف توجہ نہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے
اگر **مسلمانوں** کو اچھی ملازمتیں نہیں ملتیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے -
اگر **مسلمانوں** میں تجارت کا رواج نہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے -

الغرض قوم میں جتنی برائیاں ہیں اُن سب کا باعث افلاس ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عالمگیر افلاس کو دور کرنے کے لئے ہماری قوم میں کتنی انجمنیں قایم ہیں اور ایسے کتنے اشخاص ہیں جو عملی طور پر اس کار خیر میں حصہ لے رہے ہیں - جن لوگوں پر خدا کا فضل و کرم ہے اور وہ افلاس کی مصیبتوں میں مبتلا نہیں ہیں اُن سے میں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے اس احسان خداوندی کے شکریہ میں اُن لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جنکو افلاس و تہیدستی نے تباہ کر رکھا ہے -

جب دن میں دو وقت آپ کے دستر خوان بچھایا جاتا ہے اور طرح طرح کی نعمتیں سامنے آتی ہیں تو کیا اُسوقت آپ کا ذہن اس امر واقعہ کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ محلہ میں ایسے کئی گھر ہونگے جن کے چولہے میں آگ بھی نہ جلی ہوگی اور جنکے معصوم بچے بھوک سے تڑپ رہے ہونگے - جب آپ نفیس اور قیمتی لباس زیبِ تن کرتے ہیں تو کیا آپ کے دلمیں یہ خیال گزرتا ہے کہ آپ کی قوم میں صدہا ایسے اشخاص موجود ہیں جنکو تن پوشی کے لئے دو گز ثابت کپڑا میسر نہیں - اسیطرح جب اپنی ملکیت میں روپوں اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے بکس دیکھ کر آپ کے دلمیں مسرت کی لہریں اُٹھتی ہیں تو کیا اُسوقت آپ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ کے قومی اور مذہبی بھائیوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں جنکے صدہا منصوبے صرف اس لئے خاک میں مل جاتے ہیں کہ اُنہیں دس بیس روپے بھی یکمشت نصیب نہیں ہوتے - آپ پہروں اپنے معاملات پر غور کرتے ہیں اور ترقی کی راہیں نکالتے ہیں کیا کبھی آپ نے

اپنے کسی مصیبت زدہ ہم قوم کی ترقی کے لئے بھی غور و خوض کی تکلیف گوارا کی -

میں جانتا ہوں کہ آپ نے تعلیمی انجمنوں میں غریب بچوں کی تعلیم کے لئے وظائف مقرر کئے کہ قوم میں غریب بچے ہی نہ پائے -

میں جانتا ہوں کہ آپ نے یتیم خانوں میں چندہ دیا ہے لیکن اس سے کہیں بہتر تھا کہ آپ کی امداد سے بچے یتیم ہی نہ ہونے پاتے اور یتیم بھی ہوتے تو اُن کی مالی حالت ایسی نازک نہ ہوتی کہ انہیں یتیم خانہ میں داخل ہونا پڑتا -

میں جانتا ہوں کہ آپ پیسہ پیسہ کر کے صدہا روپے محتاجوں کو دیتے ہیں لیکن کیا خوب ہوتا کہ آپ کی قوم میں کوئی محتاج باقی ہی نہ رہتا -

میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے بہت سی نیکیاں کی ہیں اور میں فرض کئے لیتا ہوں کہ آپ کی تمام عمر نیک کاموں میں بسر ہوئی ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ کیا کبھی شخصی امداد کی طرف بھی آپ نے توجہ فرمائی؟ کبھی آپ کے دلمیں یہ ولولہ بھی پیدا ہوا کہ اپنے عزیزوں - دوستوں اور ہم قوموں میں سے کسی شخص کو درمے قدمے امداد دے کر ترقی کا موقع عطا کریں اور جسطرح ایک چراغ سے ہزار چراغ روشن ہو سکتے ہیں اپنے چراغ دولت سے اُسکی تاریکیوں کو روشنیوں سے بدل دیں - آہ اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے ابتک اپنے مذہبی قومی اور انسانی فرض کو نہیں پہچانا - ابتک آپ اسلامی اخوت و تمدن کا مفہوم نہیں سمجھے اور ابتک آپ اُس سچی اسپرٹ سے ناآشنا ہیں جو تمام مذہبی تعلیمات کا ماحصل ہے -

ایسی حالت میں کہ لوگ شخصی امداد سے ناآشنا ہیں اور ایسے زمانہ میں کہ لوگ خدا اور رسول کے لئے نہیں اور اپنے دلی خلوص کی بنا پر نہیں بلکہ صرف بااثر اور بارسوخ شخصیتوں سے مغلوب ہو کر چندہ دینے کی عادت رکھتے ہیں میں شخصی امداد کی صدا بلند کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ امداد باہمی کا ایک باقاعدہ نظام بناؤں - میری خواہش ہے کہ فلاکت زدہ مسلمانوں کو افلاس و بیکاری سے بچانے اور باکار و بار روزگار بنانے کے لئے ایک بیت المال قایم کیا جائے - اس بیت المال میں جسقدر وسعت ہو اُسکے لحاظ سے مصیبت زدہ لوگوں کو امداد دی جائے - اور وسائل معاش کے کالموں میں بے روزگاروں کے لئے جو مشورے لکھے جاتے ہیں انہیں عملی صورت میں لایا جائے - ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان افلاس و تنگدستی میں مبتلا ہیں - ان کو کام پر لگایا جائے - ہر شخص کے حسب حال کام تجویز کیا جائے - کسیکو صنعت و حرفت کی طرف توجہ دلائی جائے - کسی کو مالی امداد دے کر تجارت کرائی جائے - امداد باہمی کا یہ نظام ملک کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں اپنی شاخیں رکھتا ہو -

جب تک یہ تحریک رواج پذیر ہو اور جب تک ملک میں شخصی امداد کا مذاق پیدا ہو میں اس تحریک کا ابتدائی نظام دہلی میں قایم کرتا ہوں - چونکہ دہلی میں ایک حرفتی اور تجارتی شہر ہے اس لئے دیگر مقامات کی نسبت اس جگہ مقاصد میں کامیابی کی زیادہ امید ہے - سر دست اس صورت میں کام کا آغاز مقصود ہے کہ چند بیکار اشخاص کو ایسی حرفتوں کی تعلیم دلائی جائے جو ایک سال یا اس سے کم میں آسکتی ہیں اور کام آنے تک اُن کے مصارف خورد و نوش برداشت کئے جائیں - اسیطرح چند اشخاص کو جو اسکی اہلیت رکھتے ہوں تجارت کی لائنوں پر ڈالا جائے اور جو روزگار کم سرمایہ سے شروع ہو کر منفعت بخش ثابت ہو سکتے ہیں وہ اُن کے لئے تجویز کئے جائیں -

یہ نیک کام روپئے کے فراہم ہوتے ہی شروع کر دیا جائیگا لہذا میں اُن تمام مسلمانوں سے جو شخصی امداد سے دلچسپی رکھتے ہوں اور محتاجوں کی امداد کی نسبت محتاجی کا انسداد یا ضروری سمجھتے ہوں عموماً اور اپنے محترم ناظرین سے خصوصاً عرض کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں پوری ہمدردی اور دلسوزی کے ساتھ حصہ لیں - اگر صرف ناظرین دین و دنیا ہی توجہ کریں اور ہر شخص کم از کم صرف ایک دن کی آمدنی بھیجدے تو باسانی کام شروع ہو سکتا ہے اور چند روز کے عرصہ میں صدہا بے روزگار باروزگار بن سکتے ہیں -

اس تحریک کے متعلق جو قوم آئینگی اور لوگوں کی طرف سے ہمدردی و دلچسپی کا جو اظہار ہوگا وہ رسالہ کے صفحات میں شایع ہوتا رہیگا - تمام خط و کتابت و ترسیل زر صیغہ امداد باہمی رسالہ دین و دنیا دہلی کے پتہ سے ہونی چاہئے ۔

نیازمند ایڈیٹر

فلاح دین و دنیا کا دوسرا ایڈیشن

انشاءاللہ اگست کے پہلے ہفتے میں بالکل تیار ہو جائیگا - اس مرتبہ مولنا سید ظہور احمد صاحب وحشی ایڈیٹر رسالہ ہذا نے فلاح دین و دنیا پر نظر ثانی فرما کر اور بھی اسمیں چار چاند لگا دئے ہیں - فرمائشوں کا یہ عالم ہے کہ سیکڑوں سے متجاوز ہو چکی ہیں - جن قدردان اصحاب نے تیاری سے پہلے فرمائشیں روانہ فرمائیں ہیں اگر اب ان کو کسی وجہ سے فلاح دین و دنیا کی خریداری منظور نہ ہو تو دفتر کو اطلاع کر دیں تاکہ محصول ڈاک کے نقصان سے ہم بچ جائیں - اگر فرمائشوں کا یہی عالم رہا تو شاید اخیر اگست تک یہ بھی ایڈیشن ختم ہو جائیگا - ہم آپ کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔

نیازمند
منیجر

رسائل کی روح

ایثار - سخاوت و بخل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تین دن آسودہ ہو کر ہمنے کبھی نہیں کھایا۔ ہم کھا سکتے لیکن ایثار کیا۔ یاد رہے کہ ایثار سخاوت سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ سخی وہ ہے کہ جس چیز کی اسے احتیاج نہ ہو وہ دیدے لیکن ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا خود محتاج ہو اسے دوسرے کی حاجت میں صرف کرے۔ جسطرح کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دوسرے کی حاجت میں صرف کرے اسی طرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمی کو جس چیز کی حاجت ہو وہ اپنے صرف میں بھی نہ لائے حتےٰ کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے بلکہ اس کے دلمیں یہی آرزو رہے کہ کسی سے مانگ لوں اپنے مال سے خرچ نہ کرسکے۔ ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی چنانچہ قرآن کریم میں ہے "یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" (پ ۲۸ س الحشر ع ۱) اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو مہاجرین بھائیوں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ بلاشبہ انصار نے بڑے بڑے ایثار کئے۔ جنکے پاس دو بیویاں تھیں بعض نے اپنے مہاجر بھائی کے لئے ایک بیوی کو طلاق دیدی ؎

تصوف

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تصوف دو خصلتوں کا نام ہے (۱) استقامت (۲) حسن خلق اس بنا پر جس شخص نے استقامت اختیار کی اور لوگوں کے ساتھ محاسن اخلاق سے پیش آیا وہ سچا صوفی ہے۔ استقامت کیا ہے انسان اپنے حظ نفس کو خیرباد کہے۔ بلاشبہ استقامت نہایت مشکل امر ہے کیونکہ اپنے حظ نفس سے دست بردار ہو جانا ہر کس و ناکس کا کام نہیں اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ شیبنی ھود۔ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ کہتے ہیں اس آیۃ شریفہ کی طرف اشارہ ہے۔ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (پ ۱۲ س ہود ۱۰) اے پیغمبر جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے تم اور جو لوگ شرک اور کفر سے توبہ کرکے تمہارے ساتھ ہوئے ہیں استقامت اختیار کرو اور حد اعتدال سے نہ بڑھو بیشک جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو خدا دیکھ رہا ہے۔ یہاں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو استقامت کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی من تاب معک۔ انسان کو اپنی ذات کی ذمہ داری مشکل ہے چہ جائیکہ دوسروں کا ذمہ اٹھانا پڑے حسن خلق کیا ہے انسان لوگوں کو اپنے نفس کی مراد کی متابعت پر مجبور نہ کرے بلکہ خود ان کے منشاء کو پورا کرے۔ بشرطیکہ وہ شریعت کی مخالفت نہ کریں، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستاں میں تصوف کی تعریف اسطرح بیان کی ہے "یکے را پرسیدند از بزرگاں کہ حقیقت تصوف چیست؟ گفت آنکہ مراد خاطر یاراں بر مصالح خود مقدم دارد"

عبودیت

عبودیت تین چیزوں کا نام ہے (۱) محافظت احکام شریعت (۲) قضا وقدر اور مقسوم پر راضی رہنا (۳) اپنے نفس کی رضا کو اللہ تعالےٰ کی رضا کی خاطر چھوڑ دینا پیدائش جن وانس کی غرض وغایت کیا ہے؟ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷ س الذریٰت ع ۳) اور ہمنے جنوں آدمیوں کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری عبادت کریں ؎

اخلاص

اخلاص کیا ہے انسان کے سب اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور اس کا دل لوگوں کی تعریف سے خوش اور ان کی مذمت سے رنجیدہ نہ ہو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ مخلوق کی تعظیم و تکریم سے ریا پیدا ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ انسان مخلوق کو قدرت خدا کے ماتحت سمجھے اور اسکو جمادات کی مانند خیال کرے۔ جو نہ نقصان پہونچا سکیں نہ نفع۔ اگر یہ خیال انسان کے دل پر چھا جائے تو وہ ریا کے اثر بد سے محفوظ و مصئون رہ سکتا ہے ورنہ اگر مخلوق کو صاحب قدرت سمجھے گا تو ریا سے کبھی نہیں بچ سکے گا هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ ۲۴ س المومن ع ۱۳) وہی ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو خالص اسی کی فرمانبرداری مدنظر رکھ کر اسی کی عبادت کرو۔ سب تعریفیں خدا ہی کو سزاوار ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ؎

تسبیح - تحمید - تہلیل و تکبیر

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کے متعلق کہ رات کو تسبیح - تحمید - تہلیل اور تکبیر (سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ) پڑھ کر سونے میں کیا حکمت ہے۔ ایک نہایت لطیف وغریب نکتہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ جیسا کہ کسی کو تحفہ دیا جائے ویسا ہی اس کے ہاں سے انعام ملتا ہے۔ جو شخص جناب الٰہی میں تسبیح - تحمید - تہلیل وتکبیر کا ہدیہ پیش کرے گا۔ خدا تعالےٰ اسکے بدلے میں اسکو گناہوں سے پاک کر دیگا اور پسندیدہ خصائل سے متصف ومحمود بنا دیگا وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؎

غصہ میں صبر

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں صبر کیا کرو تاکہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلہ لے سکتے ہو تو معاف کردو۔

خلیفہ ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگ ایک مجرم لائے۔ اس نے صدائے احتجاج بلند کی۔ ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کرنے میں بندے حجت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے یَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا (پ ۱۴ س النحل ع ۱۵) اس دن ہر شخص اپنی ذات کے لئے جھگڑے گا۔ تو میں تیرے سامنے کیوں نہ حجت کر سکوں؟ ہشام نے کہا اچھا بیان کر کیا عذر ہے؟ بالآخر اسکا عذر سنکر اسکو معاف فرمایا۔

(جماعت)

زندگی کی توقعات

ہمیشہ اس امید و توقع کو عادت بنالینا کہ زندگی کی بہترین اشیاء ہمارے ہی لئے بنی ہیں بہت ہی نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔ اپنے چہرے پر پریشانی کے آثار ظاہر نہ ہونے دو۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ خیال کرنے لگیں کہ دنیا کی اچھی چیزوں میں سے تمہیں کوئی حصہ ہی نہ ملا۔ اپنے من کو بڑی بڑی امیدیں رکھنا سکھاؤ۔ اس طرح تم اپنی حالت کو بہتر بنا سکو گے۔ اگر تم اپنے متعلق بہا سے بڑھکر بڑے بڑے کاموں کی امید رکھو گے تو یقیناً تم اپنے آپ کو انکے واسطے تیار کرنے کی کوشش کرو گے دنیا کے آغاز سے آجتک جتنے بڑے بڑے کام ہوئے ہیں وہ ایسے ہی لوگوں نے انجام دئے ہیں جو اپنی موجودہ حالت سے ہر وقت غیر مطمئن رہتے تھے۔

جو شخص تھوڑے ہی سے مطمئن ہو جاتا ہے جسے اس بات کا یقین ہے کہ وہ معمولی اور ادنے کام کرنے کے واسطے ہی پیدا ہوا ہے۔ اور جو کچھ اس کے سامنے ہو اسی پر قناعت کر لیتا ہے۔ الغرض جو یہ کہتا ہے کہ

"ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہو گا"

تو یقیناً وہ کوئی قابل ذکر کام نہیں کر سکتا۔ برخلاف اس کے جو آدمی اپنے آپ سے بڑی امیدیں رکھتا ہے۔ وہ ہر وقت اپنی تنگ زندگی کے میدان کو وسیع کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے محدود علم کو بڑھانا چاہتا ہے اور ترقی کرنے اور اپنے ساتھیوں سے بڑھ جانیکی کوشش کرتا ہے۔ اس کے اندر ترقی کرنے کا پاک جذبہ اسے اعلیٰ اور بڑے کام کرنے کی ترغیب دلانے کے لیئے کافی ہوتا ہے۔ اور وہ بہترین چیزیں حاصل کرنے کی توقع رکھتا ہے۔

نوجوانوں کے دلوں میں عام طور پر یہ ایک غلط خیال جاگزیں ہو گیا ہے کہ اصلی ترقی خداداد لیاقت کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ بات ان کے راستے میں بڑی روک کا باعث ہوتی ہے۔ ایک نوجوان کے لئے محض اس خیال سے کہ وہ خاص طور پر قابل و لائق نہیں پیدا کیا گیا اپنے قیمتی سال شک و شبہ میں گزار دینا ایسا ہی نقصان دہ اور غیر معقول ہے جیسا کہ ایک رائی کے دانے کا اس وجہ سے اُگنے سے انکار کرنا کہ وہ ایک بڑا درخت نہیں ہو سکتا۔ یا ایک انگور کی بیل کے لئے بڑھنے سے محض اس وجہ سے انکار کرنا کہ وہ بڑھ کر ایک پیپل کا درخت نہیں ہو سکتی۔ پیپل کے درخت کے بیج کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ بڑ کا درخت یا گلاب کا پودا ہو سکے وہ اُگ کر پیپل کا درخت ہی ہو گا۔ یہ "خداداد لیاقت" دنیا میں ہرگز اسقدر نہیں پائی جاتی جتنا کہ لوگوں کا خیال ہے۔ یہ "خداداد لیاقت" وہ ہے جسکی بابت انگلستان کے مشہور مصنف سر جوشا رینالڈس لکھتے ہیں:۔

"یہ ایک طاقت ہے جس کی مدد سے انسان وہ اعلیٰ ترین محیر العقول کام کر سکتا ہے جنہیں علم و ہنر کے قواعد احاطہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایک ایسی طاقت ہے جو زیادہ سے زیادہ محنت سے بھی حاصل نہیں کیجا سکتی۔" بدقسمتی سے عام طور پر لوگوں میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ کئی آدمیوں میں ایک خاص خداداد طاقت کی روح بھری ہوتی ہے اور یہ کہ انہیں ایک ایسا غیر معمولی عطیہ ملا ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ بڑے بڑے کام بلا کسی محنت و مشقت کے کر جاتے ہیں۔ جتنا جلدی ان خام خیالات کو دل سے دور کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

اصلی معنوں میں کامیاب آدمیوں میں سے بہت کم یہ بتا سکتے ہیں کہ کسطرح انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا جسپر چل کر وہ اس قدر کامیاب ہوئے۔ وہ ایسا محسوس کرتے ہیں گویا کوئی نظر نہ آنے والی طاقت انہیں اس راستے پر چلاتی رہی ہے۔ مگر دراصل انہوں نے اس راستہ کو صرف اس لئے اختیار کیا کہ ان کی سوچ میں اسوقت یہی بات آئی تھی۔ کوئی شخص اپنی زندگی کے انجام کو شروع میں نہیں دیکھ سکتا۔ وہ صرف تھوڑا سا آگے دیکھ سکتا ہے۔ اسکی رہنمائی کے لئے کوئی ستارہ مقرر نہیں ہوتا جو اُسے دور ہی سے اشارہ کرکے سیدھے راستے پر چلائے بلکہ اسکا رہنما تو وہی لیمپ ہوتا ہے جو اسکے ہاتھ میں ہے۔ یہ لیمپ صرف چند ہی قدم تک اس کے سامنے راستے کو روشن کر سکتا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ دوسرا قدم یقین کے ساتھ اور بے خطر اُٹھا سکتا ہے۔ اس سے آگے سب کچھ دھندلا اور غبار میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں وہ آگے بڑھتا جاتا ہے وہ لیمپ اسکی مدد کرتا ہے۔ اور اسکا راستہ روشن کرتا جاتا ہے۔

جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہم ٹھیک رستے پر چل رہے ہیں تو ہمارے لئے اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ اپنے سفر کا دور دراز تک اندازہ کر لیں۔ ایک وقت میں ہم صرف ایک ہی قدم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اپنے دل کو خواہ مخواہ توہمات اور فکروں میں ڈالنا کہ نہ معلوم آگے چل کر ہمیں کیا کیا روکاوٹیں پیش آئیں بالکل بے سود بلکہ نقصان دہ ہے تمام زندگی کو ایک ہی نظر میں دیکھ لینے کی کوشش کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ لیکن ہر روز بہترین زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنا۔ اور

یہ پختہ ارادہ کرنا کہ اس دن کے بعد کم از کم ہمارا مطمح نظر نیچا رہنا نہ ہوگا بلکہ ترقی کرنا ہوگا - یہی اصلی اور سچی زندگی ہے - اور یہی بات ہے جس سے انسان میں پختہ مزاجی آتی ہے - ہمیشہ ترقی کرنے کی کوشش کرنا اور اپنے مطمح نظر کو بلند رکھنا ایک ایسی چیز ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں دل کو طاقت دینے والی اور ابھارنے والی اور تخیل کو وسیع کرنے والی اور کوئی شئے نہیں - خواہ تمہارا پیشہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اپنا مطمح نظر بلند کرنے کی کوشش کرو - بلکہ اسمیں اپنے آئیڈیل کو بھرنے کی کوشش کرو - اور اس بات کا یقین کرلو کہ تمہارے آئیڈیل میں بلندی ہے - اور اسمیں ابھارنے کی خاص صفت ہے ؛

امریکہ کے مشہور و معروف مصنف تھورو لکھتے ہیں "کیا تم نے کبھی ایسا آدمی بھی دیکھا ہے جس نے تمام عمر کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے لگاتار اور باقاعدہ کوشش کی ہو اور پھر اسکے حاصل کرنے میں ناکام رہا ہو؟ کیا محض بلند خیالی ہی کو ہمیشہ مدنظر رکھنا انسان کو ایک بالاتر مرتبے پر نہیں پہونچا دیتا؟

ہم میں سے بہتیرے اپنی خلاف فطرت زندگی، برے، فضول خیالات اور کم ہمتی کی وجہ سے اپنے اردگرد گویا دیواریں بنا دیتے ہیں اور اسطرح اپنے آپ کو زندگی کی بہترین چیزوں سے محروم کر دیتے ہیں نکتہ چینی - بے اطمینانی اور اپنے اردگرد کی چیزوں میں ناامیدی و تاریکی ہی دیکھنا - یہ گویا ان دیواروں کے لئے بمنزلہ اینٹ اور پتھر کے ہیں - تشویش - فکر تکلیفیں انکے لئے بطور گارا مٹی کے ہیں ہم اپنی کوتاہ نظری سے ان دیواروں کو اتنا بلند کرلیتے ہیں کہ ہم روشنی سے بھی محروم ہوجاتے ہیں کوئی آدمی بھی ان خودساختہ دیواروں کے اوپر سے باہر کی دنیا کو نہیں دیکھ سکتا -

مطمح نظر کیا ہے؟ یہ ایک مدعا ہے جو ہماری زندگی پر بہت ہی اثر انداز ہوتا ہے یہ ہماری آرزوؤں پر اثر ڈالتا ہے - ہمارے کاموں کو ڈھالتا ہے - ہماری قسمت کا فیصلہ کرتا ہے - ہماری تمام زندگی کا میلان اسی کی طرف ہوتا ہے - اگر ہمارا آئیڈیل نیچا ہوگا تو ہم کم ہمت ہی رہینگے - برعکس اس کے ہمارا مطمح نظر بلند و اعلیٰ ہوگا تو ہماری زندگی بھی برتر ہوگی ؛

(ہمایوں)

معلومات

نئے قسم کا جوتا

جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ پاؤں سے بہت سے امراض جوتوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہے کہ پاؤں کی ساخت میں تھوڑا خم ہے اور جوتوں میں اتنا خم نہیں ہوتا۔ جسوقت انسان کھڑا ہوتا ہے تو قدم پر تین نقطے قوسی شکل میں ایسے ہیں جو اس کے وزن کو سنبھالتے ہیں، لیکن جوتا پہننے کے بعد وہ قوسی شکل مٹجاتی ہے اور بعض اوقات سخت مرض لاحق ہوجاتے ہیں۔

معلّم اقتصاد گھڑی

حال ہی میں اہل مغرب نے ایک ایسی گھڑی ایجاد کی ہے جسکا پہننے والا اس بات پر مجبور رہے کہ وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ پس انداز کرتا رہے، کیونکہ اسکا چلانا کسیطرح ممکن نہیں جب تک اسمیں پیسہ نہ ڈالا جائے، پیسہ ڈالنے کے بعد وہ تھوڑی دیر تک چلتی ہے اور پھر بند ہوجاتی ہے اس لئے جن لوگوں کو ہر وقت اس گھڑی کے استعمال کی ضرورت ہے وہ برابر پیسہ ڈالتے رہتے ہیں اور گھڑی چلتی رہتی ہے۔

جب سال ختم ہوتا ہے تو یہ گھڑی کھلتی ہے اور اپنے مالک کے سامنے ایک معقول رقم پیش کرتی ہے، تمام بنکوں نے اس گھڑی کو خرید کیا ہے، اور ان لوگوں کو مہیا کرتے ہیں جو فضول خرچی سے تنگ آکر ان سے کوئی تدبیر پس انداز کرنے کی دریافت کرتے ہیں۔

عینک کا استعمال مفید نہیں

اسوقت دنیا میں عینک کے استعمال نے بہت ترقی کرلی ہے: علی الخصوص یورپ و امریکہ میں تو دو ثلث آبادی عینک پوش نظر آتی ہے۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ عام طور پر عینک کا استعمال آنکھوں کے لئے مفید اور کوتاہ نظری کا بہتر علاج سمجھا جاتا ہے، لیکن ایک ڈاکٹر نے ثابت کیا ہے کہ عینک بالکل غیر ضروری چیز ہے، قدماء کی تحقیق تھی کہ کوتاہ نظری کا سبب یہ ہے کہ شعاعیں آنکھ کے لینس کے مرکز سے ہوکر نہیں گزرتیں۔ لیکن اب اسکو بالکل لغو قرار دیا جاتا ہے اور اس لئے عینک کے ذریعہ ضعف بصر کا علاج کبھی مفید نہیں ہوسکتا۔

ڈاکٹر موصوف کا بیان ہے کہ نظر کا ضعف یا اسکی کوتاہی کا اصل سبب عضلات بصر کی خشکی ہے، اس لئے اگر آنکھ کو پوری راحت پہونچائی جائے تو تمام شکایتیں دور ہوسکتی ہیں اور عینک کے استعمال سے بجائے راحت کے عضلات کو اور زیادہ تکلیف پہونچتی ہے۔

دیکھنے کا نیا طریقہ

اس سے قبل دنیا میں صرف حواس خمسہ کی حکومت تھی، لیکن اب انسان میں اور جدید حواس بھی دریافت ہوئی ہیں، جنمیں سے ایک حس توازن ہے اور دوسری حس اجتماعیہ ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی کوشش جاری ہے کہ کسی ایک حس کے فقدان پر اس کا کام دوسری حس سے لیا جائے اور خصوصیت کے ساتھ بینائی کے باب میں بہت ہی زیادہ کاوشش سے کام لیا جارہا ہے چنانچہ فرانس کے ایک شخص جول رومائن نے دعوے کیا ہے کہ میں اپنی جلد سے بینائی کا کام لے سکتا ہوں اور ہر شخص معمولی مشق کے بعد ایسا کرسکتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ انسان کی ہتیلی، سینہ، اور گدّی میں بینائی کی حس بہت جلد پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ شخص اپنی پشت پر کھلی ہوئی کتاب کو آسانی سے پڑھ لیتا ہے جس کا مشاہدہ اناتول فرانس (شاعر) اور ہنری برگسن (فیلسوف) نے بھی کیا ہے۔

زمین کا اندرونی حصّہ

اس سے قبل خیال کیا جاتا تھا کہ زمین کا اندرونی حصہ کسی پگھلے ہوئے مشتعل مواد سے مرکب ہے، لیکن اب یہ رائے قایم کی گئی ہے کہ زمین کا سب سے زیادہ وزنی مواد اس کے اندر پایا جاتا ہے، اور سب سے ہلکا سطح کے قریب، چنانچہ پروفیسر آڈمس کا بیان ہے کہ ممکن ہے زمین کا مغز (یا اندرونی حصہ) سونا پلاٹینم یا کسی اور ایسے مادہ سے مرکب ہو جو سونے سے زیادہ وزنی ہے لیکن اس کے اعتقاد میں زیادہ مرجح یہ ہے کہ مرکز زمین کرۂ آہن سے مرکب ہے جسکا قطر ۴۲۰۰ میل ہے اور اس کرہ سطح زمین کا فاصلہ ۱۸۰۰ میل ہے جسکو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا طبقہ لوہے اور چٹان سے مرکب ہے جو سطح زمین سے ۹۰۰ میل دور ہے، دوسرا طبقہ مگنشیم اور چٹانوں سے مرکب ہے۔ تیسرا طبقہ سطح زمین سے ملا ہوا ۱۵۳ میل کا ہے۔

ڈاکٹری کے معجزے

برمنگھم کے ایک ڈاکٹر کرینسٹن کا دعویٰ ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کرسکتا ہے جس دوا کے ذریعہ سے وہ یہ عمل کرتا ہے وہ جانوروں کے گردوں سے تیار کیجاتی ہے اور پچکاری سے جسم میں پہونچائی جاتی ہے اسکا نام adrenatin ہے ڈاکٹر مذکور کا تجربہ ہے کہ پچکاری دینے کے چار منٹ کے بعد قلب کی حرکت جاری ہوجاتی ہے۔

رنگ کی تبدیلی

جسطرح بڈھے جوان ہوسکتے ہیں، اسی طرح انسان اپنا رنگ بھی تبدیل کرسکتا ہے۔ فرانسیسی ڈاکٹروں نے ایک ایسی پچکاری ایجاد کی ہے جسمیں رنگ بھر کر خون میں داخل کیا جاتا ہے، اور دوسرے مسامات سے بھی اس رنگ کی مقدار اور اندر پہونچائی جاتی ہے۔ اب تک سیکڑوں کامیاب تجربے ہوچکے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ عورتوں میں اسکی مقبولیت بہت عام ہوتی جاتی ہے۔

کم سرمایہ والوں کے لئے

وسائل معاش

بائیسکل کا تیل

بائیسکل کا تیل بنانا ایک نہایت معمولی بات ہے مگر چونکہ ہم اس سے ناواقف ہیں اس کا بنانا نہیں جانتے اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اسکو چلایا جائے تو انسان معاش کی فکر سے آزاد ہو سکتا ہے۔ اس زمانہ میں متوسط گھرانوں میں شاید ہی کوئی ایسا گھر ہوگا جہاں پر بائیسکل نہ ہوگی۔ پھر اس کے نہ چلنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ بائیسکل کے علاوہ اور ہزارہا قسم کی مشینیں ہیں جنکے لئے یہ تیل کسی صورت سے بھی ولایتی تیلوں سے کم مفید نہیں ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کسٹر آئیل اور کیروسین آئیل ہموزن لیکر ملالیں اور کسی خوبصورت شیشی میں بھرلیں اور دیدہ زیب لیبل جس پر تیل کا کوئی نام چھپا ہو لگا دیں اور بوتل کے منہ کو لاکھ سے بند کردیں۔ لاکھ سے بوتل کے منہ بند کرنے کے لئے بڑی صفائی کی ضرورت ہے۔ لاکھ نہایت صاف اور چاروں طرف سے بالکل برابر ہونا چاہئے۔ ولایت میں تو اس غرض کے لئے مشینیں موجود ہیں مگر ایک ہندوستانی طریقہ ان مشینوں سے سستا اور آسان ثابت ہوا ہے۔ اول لاکھ کو کسی کٹوری میں پگھلالیں اور اسکو بہت ہلکی آنچ پر رکھا رہنے دیں تاکہ جم نہ جائے۔ اس کے بعد کارک لگی ہوئی شیشیوں کا منہ اسمیں ڈبو کر فوراً نکال لیں اور اوپر سے مہر لگا دیں جس پر کارخانہ وغیرہ کا ہونا نہایت ضروری ہے اسقدر صاف اور خوبصورت لاکھ لگیگا کہ ولایتی شیشیوں کی خوبصورتی اس کے مقابلہ میں ہیچ نظر آئے گی۔

بائیسکل کی لالٹین کا تیل

اس تیل سے لالٹین کی روشنی نہایت صاف ہوتی ہے اور یہ بھی مشینوں کے تیل کی طرح رواج پا سکتا ہے۔ باقی شیشیاں وغیرہ بھرنے میں مندرجہ بالا ہدایتوں پر عمل کریں۔ اس کے بنانے کا طریقہ بھی بہت آسان ہے۔ روغن کافور اور کیروسین آئیل ہموزن ملا کر کام میں لائیں۔

کپڑا سینے کی مشین کا تیل

آجکل گھر گھر کپڑہ سینے کی مشینیں ہیں محض ایک سنگر کے کارخانے ہی کی مشینیں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو گئیں۔ جب لاکھوں کی تعداد میں مشینیں فروخت ہو چکی ہیں تو اوسط لگا لیجئے کہ ان کے لئے ہر مہینہ کتنا تیل درکار ہوتا ہوگا اگر ایک شیشی ہر ماہ کا حساب بھی رکھا جائے تو لاکھوں کی تعداد میں سربہر فروخت ہو سکتی ہیں۔ اگر آپ سستا اور اچھا مال تیار کریں تو یہ تیل یقیناً نکلیگا جس سے کہ آپ سیکڑوں روپیہ ماہوار کما سکتے ہیں۔ بنانے کا طریقہ نہایت معمولی یعنی ۲ حصہ پیرافین میں ۴ حصے پیرافین آئیل ملا دیجئے! اور اس کو چند گھنٹوں کے لئے چھوڑ دیجئے۔ بعد میں اوپر کا تیل نتار کر شیشیاں بھر لیجئے اور مندرجۂ بالا طریقہ پر خوبصورت لیبل لگا کر لاکھ سے منہ بند کر دیجئے اور بازار میں ولایتی تیل سے نصف قیمت پر فروخت کیجئے۔

گھڑیوں کے پرزوں کا تیل

گھڑیوں کے پرزوں کا تیل بھی نہایت ضروری چیز ہے۔ بمبئی۔ کلکتہ کے سوداگر اس تیل کو ۸ ر تولہ کے حساب سے فروخت کرتے ہیں نہایت معقول نفع ہے۔

ایک بوتل میں روغن زیتون بھر کر اس میں شیشہ کے ٹکڑے ڈالدیجئے۔ اور شیشی کا منہ اچھی طرح بند کرکے دھوپ میں رکھ دیجئے۔ بیس بائیس گھنٹہ دھوپ میں۔ رکھنے کے بعد بوتل کو کھولکر بلاٹنگ پیپر میں تیل چھان لیجئے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا تیل تیار ہوجائے گا۔

ٹریسنگ پیپر بنانا

یہ کاغذ چربہ اتارنے کے کام آتا ہے اس کے علاوہ اور صدہا کاموں میں اسکی بے انتہا ضرورت ہے۔ اگر زیادہ تعداد میں تیار کیا جائے تو معقول نفع ہو سکتا ہے۔ اس کے تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ معمولی باریک کاغذ کو جسکو پتنگ کا کاغذ بھی کہتے ہیں کسی صاف چیز پر بچھا دیجئے۔ اور مصالحہ کو کاغذ کے محض ایک طرف لگا دیجئے مگر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ مصالحہ صفائی کے ساتھ بہت ہلکا لگایا جائے اور کوئی حصہ مصالحہ کی پالش سے رہ نہ جائے۔ اس کے بعد خشک کر لیجئے جب خشک ہو جائے تو لکڑی کے کسی گول رول پر لپیٹ لیجئے تاکہ تمام سلوٹیں نکل جائیں۔ نسخہ مندرجہ ذیل ہے۔

Canada balsam 2 Pints
Spirit of turpentine 3 Pints
Old nut oil 10 m. m.

ان تمام اجزا کے ملانے سے مصالحہ تیار ہو جائیگا۔

سوالات

مذہبی

(۴۰) قبلہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کی کیا وجہ ہے - کیا خانہ کعبہ کو سجدہ کرایا جاتا ہے - نہایت مدلل جواب درکار ہے - (الف)

(۴۱) نسان میں رکوع و سجود کی ضرورت کیوں واقع ہوئی کیا اس کے بغیر عبادت نہیں ہوسکتی تھی - (۲۰۶)

(۴۲) میں مرید ہونا چاہتا ہوں - کسی خدا رسیدہ بزرگ کا پتہ درکار ہے - پھر صاحب کے اوصاف بھی تحریر فرمائیں - (۵)

(۴۳) مجھے شطرنج کھیلنے کا شوق ہے - لیکن بعض عالموں سے میں نے یہ سُنا ہے کہ شطرنج کھیلنے والا سخت گنہگار ہے اور اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی نیز یہ بھی سُنا ہے کہ شطرنج کھیلنا یزید کا طریقہ ہے براہ کرم آپ مدلل طور پر جواب تحریر فرمائیں کہ شطرنج کے متعلق شرع میں کیا حکم ہے ؟

(قاضی میر عالم - لوئر مڈل سکول سنوئی)
تحصیل پنڈ دادن خاں

طبی

(۴۴) میں ساٹھ سال کا بڈھا ہوں ضعیف ہوں کیا کوئی ایسی دوا ہے کہ آج سے چالیس سال پہلے کا زمانہ پھر لوٹ کر آجائے - (۱۱۱)

(۴۵) میرے نرینہ اولاد بالکل نہیں ، لڑکیاں ہیں کیا کوئی ایسا نسخہ ہے کہ ایک لڑکا بھی پیدا ہوسکے (۸۰)

(۴۶) بواسیر خونی ہے اور بواسیر بھی ہوگیا ہے کوئی مجرب زود اثر نسخہ درکار ہے - (۱۳۵)

(۴۷) تپ دق کا مجرب اور کم خرچ نسخہ مطلوب ہے -

(مستری محبوب خاں خریدار)

(۴۸) نکسیر کی دوا مطلوب ہے - (الف ۱۶۰)

(۴۹) میرے ایک دوست کو سوزاک ہوگیا ہے کوئی صاحب مجرب نسخہ بتائیں - (۳۸۹)

(۵۰) دانتوں کا درد اور ہر قسم کی خرابی جسکا تعلق دانتوں سے ہو اس کے لئے مجرب نسخہ درکار ہے - (۹۵)

(۵۱) سر کے درد کا نسخہ مطلوب ہے - (افسر)

متفرق

(۵۲) میں نوجوان ہوں خوبصورت تو نہیں مگر ہاں اچھی خاصی شکل کا ہوں کنوارا ہوں - کھاتا پیتا ہوں - مالدار ہوں - نسب حسب کا پتہ نہیں - ایک نہایت خوبصورت زعمر سلیقہ شعار شیریں گفتار عالی خاندان - کھاتے پیتے گھرانے کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں - کوئی صاحب کرم فرمائیں - (۲۰۰)

(۵۳) میں نہایت بدمزاج ہوں کوئی ایسی تدبیر مطلوب ہے کہ خوش مزاج بن جاؤں - (۴۰)

(۵۴) صابون سازی کے لئے سوڈا کاسٹک کی ضرورت ہے ارزاں اور عمدہ کہاں سے ملیگا - (سراج الدین احمد خریدار)

(۵۵) حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم کی کل تصانیف کہاں سے ملسکتی ہیں - (۲۳)

(۵۶) ہندوستان میں ایسی کونسی کمپنی ہے - جو نایاب و قلمی کتب و کلام مجید کا متلاشی ہے - ناظرین رسالہ میں سے کوئی صاحب مطلع فرمائیں - (اعجاز بریلوی - خریدار)

(۵۷) انگریزی سے اُردو میں ترجمہ سکھانے والی چند بے نظیر کتابوں کے ملنے کا پتہ اور قیمت مطلوب ہے - (الف ۱۰)

(۵۸) دیوان وطن - سفر در وطن - شاعر وطن - عجائب قلوب - یہ تمام کتابیں کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہیں - مطبوعہ ہوں خواہ قلمی - (۵۲)

(۵۹) فالودہ بنانے کی ترکیب مطلوب ہے (الف ۴۲)

(۶۰) پالش کو چمکدار بنانے کی ترکیب مطلوب ہے (۹۵)

(۶۱) مجھے جلد ۱ پرچہ ۱ و ۲ رسالہ درویش کی ضرورت ہے - کسی صاحب کے پاس ہو تو مطلع فرمائیں - (۲۳)

جوابات

(۱۰۸۷) موچرس - چھالیاں - نشاستہ گندم - طباشیر کبود -
۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ

گل مختوم - مازو سبز - تخم مورد - بڑ - بہیڑا - آملہ -
۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ

موصلی سیاہ - موصلی سفید - پوست انار - آب انار ترش
۱ تولہ ۱ تولہ ۶ ماشہ ۳ تولہ

آب امرود - ۳ تولہ - مصری و شہد ادویہ کے دوچند -
اول ان سب ادویہ کو باریک علیحدہ پیسکر پھر تول کر ملائیں -
پھر مصری اور شہد کا قوام کرکے سب ادویہ ملائیں - اور خوب
یکجاں کرکے مابعد آب انار و امرود ملاکر معجون رکھ لیں -
خوراک ۲ تولہ یومیہ - (یکے از خریدار)

(۴۳) ابن ماجہ" اور موطا امام مالکؒ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص شطرنج کھیلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اگر کوئی شخص شطرنج کھیل کر اُٹھے اور پھر نماز پڑھے تو اُسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص نے اوّل تو خنزیر کے خون سے وضو کیا اور پھر نماز پڑھی - سیدنا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ شطرنج اہل عجم کا قمار ہے جو شخص شطرنج کھیلتا ہے وہ گنہگار اور خدا کی نافرمانی کرنے والا ہے -

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ شطرنج لہو و لعب میں داخل ہے اور مسلمان کو زیبا نہیں کہ وہ لہو و لعب کو اختیار کرے ، (شعب الایمان) ہدایہ اور درمختار میں شطرنج کو تصریحاً حرام لکھا ہے ،

اس سے بحث نہیں کہ یزید شطرنج کھیلتا تھا تو اُس کے لئے بھی شریعت کا وہی حکم ہے جو عام مسلمانوں کے لئے ہے :

بعض لوگوں کو کہتے سُنا ہے کہ شطرنج کھیلنے سے ذہانت اور ذکاوت بڑھتی ہے اور کھیلنے والا آداب حرب سے واقف ہوجاتا ہے یہ تاویل نہایت لغو اور مہمل ہے مشاہدہ بتلاتا ہے کہ شطرنج کھیلنے والا نہایت کاہل وجود اور آرام پسند ہوجاتا ہے اس صورت میں ذکاوت نہیں بڑھ سکتی نہ آداب حرب سے واقفیت ہوسکتی ہے پھر آجکل کے آداب حرب ، "شطرنجی آداب حرب" سے بالکل متبائن ہیں ، بہرحال اس قسم کے اعذار لاطائل سے کام نہیں چل سکتا شرع شریف میں شطرنج کھیلنا ناجائز ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

(المذنب زاہد القادری عفا اللہ عنہ فی بلدہ دہلی)

(۴۲) S. Mr. S. Ahmad Saheb
P. O. Bhinmal
Marwar
via Mount Aboo

(۳۴) جسقدر سیندور بنانا ہو اُتنا سفیدہ لو اور اُسے کوٹ کر پھر چولہے پر کڑاہی چڑھا کر آگ دھیمی دھیمی جلا کر سفیدہ کو اس میں ڈالکر چلاتے رہو - رنگ بدلتے ہی اُتار لو - اور ٹھنڈا ہونے پر ویسے ہی گرم کرو - اسطرح سے ۶ - ۷ مرتبہ میں عمدہ سیندور بنجائے گا -

(۳۰) سلیم برادرس ۱۶ - ۱۷ ڈی کرن والیس بلڈنگ - پروپرائٹر ایم - ای خواجہ غلام نبی حافظ عبداللہ صاحب - کلکتہ (ایک خریدار)

(۳۶) غزل "وز دیدہ فگن دیدہ من از یار بگاہے" پتہ ذیل سے طلب کیجئے -
پتہ :- شیخ محمد اختر صاحب کلرک دفتر انگریزی - صدر بازار کرنال

(۳) دماغ کا تنقیہ کرنے کی بعد اطریفل خودو استعمال کریں
(حکیم محمد ظہیر علی)

(۳) کدو دراز کا حلوا تیار کرکے کھائیں - (")

(۴) مربائے سیب - ورق نقرہ بپیچیدہ علی الصباح بخورند -
اتولہ اعدد (")

(۵) اطریفل ملین شب کو سوتے وقت روزانہ کھائیں - اور نسخہ مندرجہ ذیل برائے نزول الماء استعمال کریں -
اقلیما فضہ - اقلیما ذہب - چاکسو مقشر - مغز تخم کھرنی - تخم سرس
۶ ماشہ ۴ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ
سیاہ سرمہ خالص - تمام ادویات کو سرمہ کی مانند باریک سلائی
۵ تولہ
سے آنکھ میں لگائیں - اگر زیادہ عرصہ نہیں ہوا تو فائدہ ہوجائیگا - اور اگر عرصہ گزر گیا ہے تو اپریشن کرا دینا چاہئے - (")

(۶) سکھانہ کی کھیر غذا میں استعمال کرائیں دودھ زیادہ ہوجائیگا
(حکیم محمد ظہیر علی)

(۷) محافظ معدہ کی ایک شیشی دواخانہ ہاشمی سے طلب کرکے استعمال کریں - ۱۲ (")

(۲۶) حسن افزا دواخانہ ہاشمی سے منگوا کر استعمال کیجئے - (")

(۳۳) گائے کی چربی ایک سیر کو آگ پر چڑھا دیں - جسوقت گرم ہوجائے تو تیزاب گندھک ½ تولہ اُس میں ڈال دیویں نصف گھنٹہ کے بعد آگ سے اُتار لیں اور کسی دوسرے برتن میں ڈالدیں - اس طریقہ سے کہ نیچے والی میل نیچے بیٹھی رہے - (صدیق احمد - خریدار)

انشائے لطیف

تو نے سُنا یا نہیں

(از پروفیسر اکبر خاں حیدری)

تو نے مجھے دولت دی۔ صحت دی۔ عزت اور نام آوری کے آسمان پر پہونچایا۔ میری مضطرب روح کی تسکین کے لئے خوشجمال اور خوشخصال شریک زندگی عطا فرمائی۔ بے چین دل کے اطمینان کے لئے معصوم بچے مرحمت کئے۔ دُکھ درد میں شریک ہونے کے لئے مخلص اور باوفا دوست فراہم کئے۔ میرے آرام کا خیال کرکے جاں نثار خدمت گزار مقرر کئے۔ میں نے سربسجود ہوکر تیری حمد کی اور تیرا شکر ادا کیا۔ مگر مجھے شک تھا کہ میری حمد اور میرا شکر تجھ تک پہونچا یا نہیں۔ تو نے میری آوازیں سُنیں یا نہیں"۔؟

ابتلا و آلام میں پھنسکر۔ زمانے کی گردشوں میں مبتلا ہوکر۔ افلاس کی ناقابل برداشت تکالیف سے متاثر ہوکر۔ مرض کی شدتوں سے نڈھال ہوکر۔ معصوم بچوں کی بے وقت موت سے متاسف ہوکر۔ دوست اور احباب کے مظالم کا شکار بنکر۔ خادموں کی نمک حرامی سے تنگ آکر۔ عزیز و اقارب کی خود غرضیوں سے مجبور ہوکر۔ گمنامی کے قعر مذلت میں گرکر۔ دوش تقدیر پر تدبیر کی میت کو دیکھکر۔ میں نے تجھ سے فریاد کی۔ دعائیں مانگیں مگر مجھے شک تھا کہ "میری فریادیں میری دعائیں تجھ تک پہونچیں یا نہیں تو نے اِن کو سنا یا نہیں"۔؟

ایک دن میری ضرورتیں مجھے ایک دوست کے ہاں لے گئیں۔ میں نے اپنے سوالات اُس سے پوچھے مگر وہ اُن کا جواب دینے سے قاصر تھا۔ اُس نے ایک کالی سی چیز میز پر سے اُٹھائی۔ ایک جزو اپنے کان سے لگایا اور دوسرا اپنے ہونٹوں کے سامنے رکھا۔ اُس نے ایک نمبر دہرایا اور خاموش ہوگیا تھوڑی دیر بعد وہ بولنے لگا اور اُس نے میرے تمام سوالات دہرا دیئے تھوڑی دیر کے بعد اُس نے یہ عجیب و غریب آلہ میز پر رکھدیا۔ اور میرے سوالوں کا جواب دیدیا۔

میں نے متحیر ہوکر پوچھا "یہ کیا چیز ہے مجھے بھی بتایئے۔ اُس نے کہا "اِسے ٹیلیفون کہتے ہیں۔ اِس پر بہت دور دور سے بات ہوسکتی ہے۔ لاہور اور شملہ تک بات کرسکتے ہیں بلکہ لندن اور ہندوستان کے ارباب حکومت منٹوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرلیتے ہیں۔ تمام آوازیں صاف سُنائی دیتی ہیں میرا اشتیاق اور بڑھا اور میں نے اُن سے درخواست کی کہ میں اس میں کسی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے ایک نمبر بلا کر مجھے دیدیا میں ایک دور اُفتادہ دوست سے اِسکے توسل سے گفتگو کرتا رہا اور قائل ہوگیا۔

میرا شک دور ہوگیا اور مجھے یقین ہے کہ میری حمد۔ میرا شکر گزاری۔ میری فریاد اور میری دُعا۔ تو نے ہی سُنی اور یہ سب تجھ تک پہونچیں۔

برسات

(از حضرت بیاں میرٹھی)

اُٹھی ہیں پہاڑ سے گھٹائیں، اُڑتی ہوئی آتی ہیں ہوائیں،
بادل سے چھلک رہی ہیں بوندیں پتّوں سے ڈھلک رہی ہیں بوندیں
مستی سے مچل رہا ہے پانی، نہروں میں اُچھل رہا ہے پانی
آفاق مہک رہا ہے سارا گلزار دہک رہا ہے سارا
غنچوں میں چہل پہل رہی ہے ٹہنی ایک ایک پھل رہی ہے
اِتراتی ہوئی ہوا چلی ہے اور ہنستی ہوئی کلی کلی ہے
اُڑ اسلے ہیں طیور چہچہا کر سبزہ اُبھرا ہے لہلہا کر
ہنستے ہیں شجر خوشی کی دُھن میں غنچوں کی چٹک ملی سخن میں
گلشن نے جو شوق سے اُبھارا جنگل کی طرف بھرا طرایا
پانی سے ہرا ہوا ہے جنگل شوخی سے بھرا ہوا ہے جنگل،
پھولوں سے رچا ہوا ہے جنگل جنگل میں مچا ہوا ہے منگل
گلشن میں ہیں پھول اگر رنگیلے کانٹے بھی ہیں دشت میں نکیلے
ہیں چوکڑیاں چکار بھرتے پھرتے ہیں ہرن طراریں بھرتے
ہے کوہ کے نیچے لالہ رخشاں گویا ہے چراغ زیر داماں
ہے قطرہ فشاں پھوار ہوتی ہے کوہ کی چوٹیوں میں موتی
چوٹی پہ ہیں بادلوں کے کیا جھنڈ جنگل کو بھرا ہوا کیا کُنڈ
دوڑے آتے ہیں بادل ایسے گھُردوڑ ہو ہاتھیوں کی جیسے
کیا شور مچا رہے ہیں چشمے، سوتوں کو جگا رہے ہیں چشمے،
سو رنگ بدل رہی ہے بیٹی یاقوت اُگل رہی ہے بیٹی
کیا کبک دری کا قہقہا ہے جنگل میں عجیب چہچہا ہے
منڈلاتی ہیں جا بجا گھٹائیں، اِٹھلاتی ہیں سو بسو ہوائیں
پُروائی ہوا کا رہگزر ہے دامن جنگل کا تر بتر ہے
اشجار پہ کوکتی ہے کوئل کب شور سے چونکتی ہے کوئل
ہے رنگ مغنیوں کا پھیکا غل ہے چڑیوں کی راگنی کا

مخمور خواب ناز جاگ

"اے مخمور خواب ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!

چڑیوں نے نغمہ سرائی شروع کردی، اور نسیم کے لطیف جھونکوں نے گلشن میں سبزہ خوابیدہ کو بیدار کردیا ـــــ "اے مخمور خواب ناز! جاگ!

کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!"

تیرے سرہانے شمع — ہاں رات بھر کی تھکی ماندی شمع نے آنسو روانی شروع کی ہے۔ اور اسکی مغموم روشنی ٹمٹما ٹمٹما کر تجھ سے التجا کر رہی ہے کہ —

"اے مخمورِ خواب ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے"

ستارۂ سحری ڈبڈبا ڈبڈبا کر اشارہ کر رہا ہے، نیلے نیلے آسمان کے کناری کناری سپیدۂ سحر نمودار ہے، اور دیکھ — کہ تیرے سرہانے والی کھلی ہوئی کھڑکی سے اک اک کرکے جاگ پڑنے والی پھولوں کی پتیوں سے دل لبھانے والی خوشبو آ رہی ہے کہ —

"اے مخمورِ خواب ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!"

نسیم شمال، تیرے قدم چوم چوم کر التجا کر رہی ہے اور رات کی خاموشیاں و شب کی تاریکیاں تجھ سے رخصت کی اجازت چاہتی ہیں، سمندر کی روانی میں تیزی آگئی، ہوائیں زور زور سے چلنے لگیں، مشرق میں طلوع آفتاب کی تیاریاں ہیں اور —

"اے مخمورِ ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!"

اے قدیم خواب عیش! اے اوبستر ناز پر انداز سے سونے والی! جاگ خدا کے لئے جاگ! تیرے اس کائنات کی ہر شے تیری منتظر ہے مشتاق ہے، بیقرار ہے، دیکھ! کہ تیرے سنہرے دراز گیسو تیری کمر میں حائل ہوگئے ہیں، اور اس طرح تجھے بیدار کرنے کی ایک ناکام کوشش کر رہے ہیں — اور اسی طرح تیری بلائیں لے لیکر کہہ رہے ہیں کہ —

"اے مخمورِ خواب ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!" "حجاب"

نوش و خمار

گا، اے مغنیہ گا مجھے اپنا نغمہ سنا!

تو گاتی ہے اور مرا دل مجھے محبت کا اولین درس لیتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ تیرا نغمہ مری کلفت حیات و ابتلائے زندگی کو محو کئے دے رہا ہے، تیرے بربط سے نکلنے والے زمزمے میری دنیا کو بدلے دے رہے ہیں گاتی رہ بجاتی رہ! ہاں مجھے اپنے نغمہ و ترنم میں سب کچھ بھول جانے دے مرے آنسوؤں میں گو اسی میں خشک اور موت کو فراموش ہو جانے دے!

میں نے شب ماہ میں فوارے کی روانی دیکھی ہے اور اسوقت تیری نغموں کا سعو دبھی دیکھ رہا ہوں، تیری آواز کا نقرۂ سیال فوارے کے اُس پانی سے زیادہ حسین ہے جس میں چاند کی کرنیں تحلیل ہو رہی ہیں۔ جسطرح وہ فوارہ اپنی روانی میں پابند خیال نہیں ہوتا تو بھی اپنے نغموں میں محو ہو کر سب کچھ بھول جاتی ہے۔

سنا، اے مغنیہ سنائے جا، کہ میں تیرے نغموں میں تیری زندگی راز عیاں دیکھتا ہوں۔ تیرے لبوں سے ادا ہونے والا ہر ہر لفظ ایک شرح ہے تیرے محسوسات متالم کی، اور ایک تفسیر ہے جذبات آسودگی کی وہ الم خیز حیات جب کسی نے تیری نسوانی پیش کش کو ٹھکرا دیا! اور وہ جذبات آسودگی جو تو کسی کے ساتھ وابستہ کر سکتی ہے!

آہ، اگر تو اپنے پُر صنعت تبسموں میں اپنے رازِ حیات کو چھپانا چاہتی ہے، لیکن میری نظروں میں وہ اتنے ہی سریع الفہم ہوتے جا رہے ہیں۔ تجھے نہیں معلوم تیری آواز میں ایک اعجاز ہے جو تیرے اشک ہائے ناکامی کو زندہ کئے دے رہی ہے تو نے ایک وفا دشمن کے لئے بہائے اور ان تمام داعیات کو ذی حیات بنائے دے رہی ہے جنکی آرزو تیری ان آنسوں کی روح ہے۔ تو نہیں جانتی کہ جس طرح مصروفِ شنا بط کا سایہ اُس کے ساتھ تیرتا ہے اسی طرح محسوسات انسانی اور حرکات موسیقی بھی ایک ہیں۔ ہاں گاتی رہ اور سناتی رہ، کہ میں تیرا فسانۂ عشق انتہائے شوق و دلچسپی کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔

گا، اے مطربہ مجھے اپنا نغمہ سنا!

تو جب گاتی ہے تو جب کسی سر کو کاپی کے ساتھ لگا جاتی ہے تو تیرے لب نور اتبسام سے منور ہو جاتے ہیں اور آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اُسوقت اپنی ذات کو بھول جاتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ تو دنیائے دل کی ایک ہلاکت ہے۔

میں نے نور آفتاب میں فوارے کی روانی دیکھی ہے اور اسوقت تیرے نغموں کا سیل بھی دیکھ رہا ہوں۔ تیری آواز کا طلائے رقیق اُس فوارے کے پانی سے زیادہ حسین ہے جس میں آفتاب کی شعاعیں تحلیل ہو رہی ہیں گا، اور میرے لئے گائے جا۔ اے پیکر نغمہ اور صدائے افسوں کار، تیرا نغمہ میری بہار شباب کے ساتھ کھیلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور مجھے پھر اُسی دور کیف و خمار میں پہنچائے دے رہا ہے ہاں سُنا مجھے میری ہی محبت کا فسانہ سُنا۔ میرے ہی عشق کا قصہ سُنا۔ آہ، وہ دور جو آفتاب و ماہتاب کی مشترکہ تجلیوں سے آباد تھا،

مشوق سفاک کا خنجر تیرے دل پر بھی چل چکا ہے اور میرا قلب بھی مجروح ہے۔ محبت کا خمار تجھ پر بھی مستولی ہے اور میں ڈوبا ہوا ہوں۔ گا اور گائے جا، اور کبھی خاموش نہ ہو، کہ نغمہ و موسیقی درد محبت کا نوش اور لذت عشق کا خمار ہے! (پیمانہ)

دین و دنیا میں شایع کرنے کے لئے مجھ کو ان لوگوں کے حالات مطلوب ہیں جنہوں نے نہایت غربت و گمنامی کی حالت سے ترقی کرکے محض اپنی قابلیت اور قوت بازو سے تمول و نیکنامی حاصل کی ہے۔ جوابات میں مبالغہ سے کام نہ لیا جائے۔ حالات صحیح صحیح تحریر کئے جائیں :

مجاز و حقیقت

(ایڈیٹر)

جگر کو دیجیے کب تک میسر ہو جگر ہونا
کہ اسکو خون ہونا ہے ابھی پھر اشک تر ہونا

کبھی اسکی نگاہ شرمگیں اُٹھتے نہیں دیکھی
سکھایا کس نے یارب آسماں کو فتنہ گر ہونا

کہا سب سے مرا افسانہ چاک جیب و داماں نے
ستم ہے پردہ پوشوں کا الٰہی پردہ در ہونا

وہ کیا سمجھے کہ یہ جولانگہ کون و مکاں کیا ہے
سکھائے عشق جسکو آپ اپنا راہبر ہونا

سنبھلکر عشق سے ایک وارفتہ پھر محو تماشہ ہے
ذرا اے حُسن پھر رونق فزائے بام و در ہونا

ادھر شوق آفرینی اس نگاہ ناز پرور کی
ادھر انجام سے اک سادہ دل کا بے خبر ہونا

کوئی آیا ہے پھر دلمیں ہزاروں حسرتیں لیکر
ذرا پھر برق خرمن سوز بنکر جلوہ گر ہونا

نسیم عنبر افشاں اسطرف زحمت نہ فرمائے
کہ ایک افسردہ کا اچھا نہیں افسردہ تر ہونا

مجھے اے عندلیب نوحہ گر تو دیکھتی کیا ہے
بڑی مدت میں سیکھا ہے فغاں نے کارگر ہونا

یہ وہ دریا ہے جسکا قطرہ قطرہ رشک طوفاں ہے
خدارا تم نہ ہمت آزمائے چشم تر ہونا

اگر اس پردۂ قدرت میں کوئی سُننے والا ہے
تو وحشیؔ اک قیامت ہے دعا کا بے اثر ہونا

(محمد عبد الحمید برق چتروی فتحپوری)

لاکھوں پیام آرزو حسن کے ایک ناز میں
لاکھوں سلام آرزو عشق کے اک نیاز میں

عقل حقیقت آشنا ہوتی اگر نہ رہنما
دل تو گرا چکا ہی تھا قعر رہ مجاز میں

دوڑے جو برق کیطرح ایسا تو شعلۂ اثر
کردے عطا خدا! مری آہ شرر نواز میں

صورت شمع گھل کے مٹ جائیں دونوں حسن و عشق
آئے مزہ نہ کاش اُنہیں نالۂ دلگداز میں

ایک نگاہ قہر میں برق فنا نہاں ہزار
سیکڑوں لطف زندگی ایک نگاہ ناز میں

مذہب عشق میں وضو خون جگر سے شرط ہے
سجدے سے پھر نہ سر اُٹھے فرض ہے یہ نماز میں

صورت ذرہ اشک جو برق اُٹھا گرا کرے
حال نہ اُسکا پوچھیے عالم سوز و ساز میں

(حضرت ریاض خیرآبادی)

علم کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہوجائے
کعبۂ دل مرے اللہ مدینا ہوجائے

وہ چمک درد کی ہو دلمیں کہ بجلی کی چمک
دامن طور ذرا آج یہ سینا ہوجائے

دیکھ کر بزم نشین تیرے یہ ہنگامہ حشر
چاہتے ہیں تری محفل کا قرینا ہوجائے

سختی نزع سہی موت نہ آئے نہ سہی
شوق دیدار میں مشکل مجھے جینا ہوجائے

ظلمت کفر سے بڑھکر ہے سیاہی دل کی
دور کیونکر دل اغیار سے کینا ہوجائے

دیکھنا ہے لب توبہ کا تبسم ساقی
تلخ اتنی ہو کہ مشکل مجھے پینا ہوجائے

سیل دم اور کبھی چھاؤں میں اُٹھنے والو
ہم بھی چلتے ہیں ذرا خشک پسینا ہوجائے

طول کچھ کھینچے مری عمر دراقدس پر
ٹھہر پھر میرے لئے ایک مہینا ہوجائے

(از جناب ہادی صاحب مچھلی شہری)

بالآخر بے اثر ہوگی محبت میں نہ سمجھا تھا
ملیگی نامرادی دست حسرت میں سمجھا تھا

بجز خون تمنا کچھ نہیں دامان حرماں میں
دل صد پارۂ غم کی یہ صورت میں سمجھا تھا

خبر کیا تھی فریب ناز کا پہلو بھی شامل ہے
ترے انداز کو اے ہمدم مروت میں سمجھا تھا

خدا رکھے تصور کو مجھے سب کچھ میسر ہے
تجھے صبح وطن اے شام غربت میں سمجھا تھا

ملا آرام جاں بعد فنا دم توڑ کر مجھکو
میسر ہوگی یہ دولت بدقت میں نہ سمجھا تھا

ترے پیکاں کو رکھوں یا دل خوں گشتہ کو رکھوں
مٹیگا اسطرح نقش محبت میں نہ سمجھا تھا

کبھی تصویر حسرت ہے کبھی شکل تمنا ہے
محبت کو شریک رنج و راحت میں سمجھا تھا

(از سید شفاعت حسین ریحانی - ایچ - پی)

باعث فخر سمجھ رکھا ہے انساں ہونا
مجھکو منظور ہے سنگ در جاناں ہونا

زیب دیتا نہیں درویش پہ خنداں ہونا
حاصل عیش ہے انسان کا گریاں ہونا

داغ دل ہوگئے آہوں سے فروزاں آخر
میری تقدیر میں تھا سرو چراغاں ہونا

صاحب درد کو کیا وصل صنم سے مطلب
لذت آموز اتھا ہے غم ہجراں ہونا

تم بازی کی حقیقت کو ہے افشا کرتا
ہر سخن اُس لب جاں بخش کا عریاں ہونا

فرقت یار میں گھل گھل کے میں ہوجاتا فنا
چاہیئے تھا مجھے ایک شمع شبستاں ہونا

کیا یہ کم ظرفی عاشق نہیں اے ریحانی
مثل بلبل ستم یار سے نالاں ہونا

خریداران دین و دنیا کیلئے رعایت

ماہ ذی الحجہ کے مبارک مہینہ میں بھی ہم حسب ذیل رعایت دینگے

یکمشت پانچروپیہ کی کتابوں کے خریدار کو محصولڈاک معاف

یکمشت دس روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو۔ ایکروپیہ کمیشن

یکمشت پندرہ روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو۔ دو روپیہ کمیشن

یکمشت بیس روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو۔ تین روپے کمیشن

یکمشت پچیس روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو چار روپیہ کمیشن

پانچروپیہ سے کم کے خریدار کو کوئی رعایت نہیں دیجائیگی

مقررہ کمیشن سے زائد کے لئے خط و کتابت بیکار ثابت ہوگی

صنفِ نازک کیلئے

ملک کی اصلی دولت

کسی ملک کی دولت سونا چاندی اور جواہرات نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ دولت تعلیم یافتہ گروہ ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ سچی اور حقیقی تعلیم ملک کی دولت اور قوت ہے۔ اور جھوٹی تعلیم ملک کی فنا کرنے والی چیز ہے۔ سچی تعلیم پانے سے انسان خدا پرست راستگو اور بہادر ہوتا ہے۔ اپنا دل و دماغ اور جسم قوی رکھتا ہے۔ سچے اور حقیقی تعلیم یافتہ انسان میں قوت بہبود پیدا ہوتی ہے اور بنی نوع انسان کے واسطے ہی بھلائی کرنے کی قوت ہوتی ہے وہ کبھی خود غرضی سے ایسا خیال بھی نہیں کرتا کہ اپنے آپ کو تو پلاؤ زردہ۔ مرغن غذا ملے۔ اور دوسرے انسان کو روٹی کا خشک ٹکڑا بھی نہ ملے۔ خصوصاً ہندوستانی مستورات کو سچی تعلیم ملنے کی ضرورت ہے۔

برہمی عورتیں

برہما کے سارے ملک میں کوئی عورت بھی ایسی نہیں ملتی جو لکھنا پڑھنا نہ جانتی ہو۔ وہاں کی خواتین کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے ہر قسم کی تجارت اور دستکاری وغیرہ کرتی ہیں۔ کسی قسم کا روزگار کرنے کی ان عورتوں کو ممانعت نہیں ہے۔ برہما کی عورتیں۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یورپین۔ چینی۔ جاپانی قوم کے مردوں سے شادی کرتی ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ مرتب ہو رہا ہے۔ کہ برہمی قوم نیست و نابود ہوتی جاتی ہے۔ اب سے پچاس برس کے بعد برہمی قوم کا آدمی نمائش کے لئے بھی نہیں ملیگا۔ لکھنے پڑھنے اور آزاد رہنے کا اور مذہبی قیود کے پابند نہ ہونے کا اگر یہی نتیجہ ہے کہ قوم نابود ہو جائے تو ایسی تعلیم اور آزادی سے ہم باز آئے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری قوم دنیا سے نابود ہو جائے۔

سیام کی مستورات کا بھی قریب قریب یہی حال ہے۔

چینی عورتیں

چین کی عورتیں بہت کم پڑھی لکھی ہیں۔ اس ملک کی مستورات کو آزادی بھی کم ہے یہاں کی عورتیں اپنے والدین کے قدم بہ قدم چلنا اور ان کے احکام کی پوری پوری تعمیل کرنا اپنا پہلا فرض جانتی ہیں۔ چینی مردوں کے سوا اپنے دوسری قوم کے مردوں سے کبھی شادی نہیں کرتیں۔ وہ اپنے خاوندوں سے بہت محبت کرتی ہیں۔ ادنیٰ طبقہ غرباء سے لیکر اُمراء کی عورتیں تک اپنے اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں۔ خصوصاً بچوں کی پرورش و پرداخت میں یہاں کی عورتوں کو بہت تجربہ حاصل ہے۔ ہر پیشہ کے کام میں لوہار۔ بڑھئی۔ درزی۔ موچی۔ سنار وغیرہ وغیرہ میں اپنے اپنے شوہروں کو کافی اور بیش قیمت امداد دیتی ہیں۔ جب چین کے آدمی پردیس میں جا کر کوئی پیشہ کرتے ہیں خصوصاً ہندوستان۔ برہما۔ جاپان۔ امریکہ میں اپنی اپنی بیویاں بھی ساتھ رکھتے ہیں۔ ان لوگوں میں فضول خرچی کی بری عادت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ سخت محنت سے بہت جلد دولتمند ہو کر اپنے وطن کو واپس آجاتے ہیں اور اپنی قوم میں عزت حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ چین کی عورتوں میں تعلیم اور آزادی بہت کم ہے اس پر بھی چین کی آبادی و جاہ و حشمت دن دونی رات چوگنی ہوتی جاتی ہے۔

جاپانی عورتیں

جاپان کی عورتوں میں تعلیم اور آزادی دونوں موجود ہیں۔ یہاں کی عورتیں کالج میں تعلیم پا کر ٹوکیو وغیرہ یونیورسٹی کی ڈگریاں بھی حاصل کرتی ہیں۔ برہما کی عورتوں کا رنگ ڈھنگ جاپانی لیڈیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ جاپانی عورتیں پردیس جا کر جن باتوں میں مشہور ہوتی ہیں وہ بھی آپ صاحبوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

جاپانی سوسائٹی میں اچھے اور برے کام کا امتیاز نہیں ہے۔ آج کل جاپان کی ساری دنیا تعریف کر رہی ہے۔ لیکن جس ملک کی مستورات کا طرز معاشرت ایسا ہو خواہ وہ قوم کتنی ہی ہوشیار ہو۔ لیکن سچی تعلیم یافتہ قوم کے مثل کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

امریکن عورتیں

امریکہ کی مستورات کسی قدر یورپین عورتوں کے برابر ہیں۔ امریکہ میں ہر قسم کی تعلیم مفت ہونے کی وجہ سے غریب سے غریب والدین کے لڑکے اور لڑکیاں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ امریکن مستورات بھی بہت محنتی اور جفاکش ہوتی ہیں۔ یہ بڑے بڑے کارخانوں میں مردوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں ڈسٹرکٹ کی جج بھی ہیں۔ بڑے بڑے تاجروں کے اور سرکاری دفتروں میں بڑے بڑے عہدوں پر کام انجام دیتی ہیں۔ ان عورتوں کا چال چلن بھی اچھا ہے۔ یہ بہت زیادہ ایماندار اور خوش مزاج صاف قلب اور صاف ہوتی ہیں۔ میرے نزدیک امریکہ اس سے بھی زیادہ بہت کچھ ترقی کرے گا۔ امریکن مستورات مذہبی عبادت کو بھی پابندی سے ادا کرتی ہیں۔ مذہبی امورات میں دیگر اقوام کی مستورات سے بہت زیادہ مشغول رہتی ہیں۔ امریکہ کی متمول لیڈیاں غریب مستورات کے

فائدہ اور مالی امداد پہونچانے میں ہر وقت کوشاں رہتی ہیں۔ یتیم بچوں کی
پرورش اور تعلیم کو وہاں کی لیڈیاں غریب مستورات کے فائدہ اور مالی
امداد پہونچانے میں ہر وقت کوشاں رہتی ہیں۔ یتیم بچوں کی پرورش
اور تعلیم کو وہاں کی لیڈیاں اپنا پہلا فرض سمجھتی ہیں ؛

فرانسیسی و انگلستانی عورتیں

جنوبی یورپ کی لیڈیاں بھی بہت محنتی اور عقلمند ہوتی ہیں خصوصاً انگلستان
کی لیڈیاں زیادہ تعریف کی مستحق ہیں۔ عموماً یہاں کی عورتیں شریف
اور ایماندار ہوتی ہیں۔ فرانس کی لیڈیاں اپنے لباس کی آراستگی
اور قطع برید اور نئی نئی وضع کے لباس کی تراش خراش اختراع اور آزادی
میں زیادہ مشہور ہیں۔ یہاں کی لیڈیاں بچوں کی پرورش اور پرداخت
کرنے سے اپنی جان بچاتی ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ فرانس کی آبادی کم ہوتی
جاتی ہے انگلستان میں مس فلورنس نائٹ انگیل جیسی مخیر اور غریب پرور
کے مثل لیڈیاں بہت سی موجود ہیں۔ ایسی لیڈیاں فرانس میں کمیاب
ہیں ہماری دعا ہے کہ انگلستان کی ایسی مخیر لیڈیوں کی نسل میں ترقی ہو اور
جو غربا کی بہبودی اور بہتری کے واسطے بڑی جانفشانی سے کام کرتی ہیں۔

بیمار اور اس کی تیمارداری

(از سردار محمدی بیگم صاحبہ)

ایسا کوئی انسان دنیا میں نہ ہوگا جسکو اپنی زندگی میں بیماری کا
مقابلہ یا تیمارداری کا موقعہ نہ آیا ہو۔ بلکہ ہر ایک گھر میں بیماری اور
تیمارداری کے مواقع ہمیشہ پیش آیا کرتے ہیں۔

اور غفلت و کم توجہی کی وجہ سے سیکڑوں جانوں کا نقصان ہوا کرتا
ہے۔ ایسے خوش نصیب مریض دنیا میں بہت کم ملیں گے۔ جنہوں
نے اپنے عزیزوں اور تیمارداروں کی مہربانی اور دلی توجہ
کی بدولت خدا کے فضل سے صحت جیسی نعمت دوبارہ حاصل کی ہو
ورنہ فیصدی ۹۹ تو ایسے ہی پائے جائیں گے۔ جو کس مپرسی کی
حالت میں اپنے عزیزوں اور تیمارداروں کی بے توجہی و فروگذاشت
کی بدولت ہلاک ہو گئے چنانچہ آئے دن ایسے واقعات دیکھنے میں آتے
ہیں۔ جن سے بہت صدمہ ہوا کرتا ہے۔ اور دل یہی چاہتا ہے۔
کہ اس باب میں کوئی خاص کوشش ہونی چاہئے جس سے بیماروں کو
فائدہ پہونچے۔ بیماری ایسی بری چیز ہے جسکے آنے سے
تمام راحت و آرام کی باتیں انسان سے چھوٹ جاتی ہیں۔ اور
جس کی وجہ سے اسکو کوئی خوشی۔ خوشی معلوم نہیں ہوتی۔ دولت
حکومت اولاد یہاں تک کہ زندگی بھی بھلی معلوم نہیں ہوتی۔
اُس میں ہمت و طاقت نہیں رہتی۔ جس سے وہ کسی قسم کا کام
کر سکے۔ وہ سراسر دوسروں کا محتاج و دست نگر ہو جاتا ہے۔

ایسی حالت میں نہایت ضروری ہے۔ کہ اپنے بھائیوں اور
بہنوں کی جان بچانے اور ان کی تکالیف کم کرنے میں خاص کوشش
اور توجہ کی جائے ؛

اس میں شک نہیں۔ کہ تیمارداری کوئی آسان اور
سہل کام نہیں ہے۔ اس میں کئی طرح کی مشکلات اور تکالیف کا
سامنا کرنا پڑتا ہے جسکو ایک متحمل شخص ہی برداشت کر سکتا ہے
مگر ایسی مجبوری کی حالت میں جیسی کہ میں نے اوپر بیان کی ہے۔
اپنے پر تکلیف گوارا کر کے ایسے معذور و مجبور شخص کو آرام
پہونچانے کی کوشش کرنا ہی انسانیت کا منشا ہے ۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اپنی ان بہنوں کے لئے جو تیمارداری
کے طریق اور اس کے فرائض سے آگاہ نہیں چند ضروری باتیں
لکھوں ؛

میں مریض کے کمرے اور اس کے صاف و خوشنما بنائے
رکھنے کے طریقے سے لکھنا شروع کرتی ہوں۔ کہ وہ کیسا اور کس
طرح صاف و خوشنما رکھا جائے ؛

مریض کا کمرہ بڑا وسیع۔ ہوادار ہو۔ جس میں دھوپ کا بھی
بخوبی گزر ہوتا ہو۔ مریض کے کمرے کی ہوا صاف رکھنا نہایت
ضروری و لازمی امر ہے۔ یہ بات تازی ہوا کے آمد و رفت سے
حاصل ہوتی ہے۔ کہ تازی ہوا کے آنے سے کثیف ہوا جو مختلف
طور سے خراب ہوا کرتی ہے۔ خارج ہو جاتی ہے۔ مریض کا
فضلہ۔ تھوک۔ پسینہ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے برابر
غلیظ اجزا اور جراثیم اُڑتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ گرد و غبار
بتی کا دھواں وغیرہ چیزیں ہوا کو خراب کر دیتی ہیں۔ اس لئے
ایسی ہوا میں بیمار کا اور دوسرے آدمیوں کا دم یا سانس لینا
مضر و خطرناک ہوا کرتا ہے۔ اور مریض کو تو سوا اس کمرے کے
اور کسی جگہ جا کر تازی ہوا کھا ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مریض
کے کمرے کی ہوا نہایت صاف رہنا لازمی امر ہے۔ اگر کمرہ تنگ
و تاریک ہے۔ تو اس میں دن میں ایک دو بار آگ جلائی جائے۔
اور اس میں خوشبو مثلاً لوبان یا چندن کا برادہ ڈال دیا جائے

سُود خوار کا حشر

(۱)

منشی نواب علی خاں نے جب سے دنیا کے عملی میدان میں قدم رکھا اور زندگی کی سرگرمیوں میں حصہ لیا اُسوقت سے اُنہیں شوق تھا کہ کسی طرح اپنی موجودہ حالت کو بدل دیں اور ترقی کے بلند ترین کنگرہ تک رسائی حاصل کریں لیکن ترقی کا مفہوم اُن کے نزدیک یہ نہ تھا کہ انسان اعلیٰ درجہ کا پابند مذہب بنکر خدا کے مقبول اور برگزیدہ بندوں میں شامل ہو جائے نہ وہ ترقی کا یہ مطلب سمجھتے تھے کہ اخلاقی حالت کی کماحقہ اصلاح کر کے آدمی دنیا میں ہردلعزیزی حاصل کرے اور نہ اُن کے خیال میں ترقی کا ماحصل یہ تھا کہ تعلیم و تربیت کی مدد سے دل و دماغ میں روشنی اور پاکیزگی پیدا کی جائے۔ ترقی سے اُنکی مُراد صرف اس قدر تھی کہ روپیہ پیدا کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اور جسطرح ممکن ہو دولت حاصل کیجائے۔ حصول زر کے یہ جذبات خاں صاحب کے دلمیں شادی کے بعد اور زیادہ ترقی پذیر ہو گئے۔ خاں صاحب ایک غریب آدمی تھے اور اُن کی شادی بھی ایک غریب گھر میں ہوئی تھی اس لئے جب اُنہوں نے خوبصورت بیوی کی سڈول کلائیوں کو طلائی کڑوں سے اور مصفا پیشانی کو جھومر کی دلاویزیوں سے خالی دیکھا اور ساتھ ہی عالم خیال میں بنارسی کارگاہوں کی پُرزر بر آور پیکر حسن و جمال کی آرائشوں کا اندازہ کیا تو اُن کا دل تڑپ گیا۔ اور اُنہیں اپنی پچاس روپے ماہانہ کی آمدنی نہایت حقیر محسوس ہوئی۔ اب خانصاحب کے خیالات دل سے زبان تک پہنچنے لگے تھے اور انہوں نے احباب سے اپنی پریشانیوں کا اظہار شروع کر دیا تھا۔ خانصاحب کے احباب اُن کو سمجھاتے تھے کہ اس ہوس پرستی سے باز آئیں اور خدا نے پچاس روپے ماہوار کی جو آمدنی دے رکھی ہے اُسپر قناعت کریں۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر آپ قناعت نہ کرینگے تو کیا کرینگے۔ اس لئے کہ آپ کے پاس حصول دولت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ موجودہ سے بہتر ملازمت حاصل کر لیں تو یہ خیال محال ہے کیونکہ آپ کی محدود تعلیم و قابلیت کے لحاظ سے اس سے بہتر ملازمت ملنی دشوار ہے۔ اگر آپ صنعت و حرفت کے ذریعہ سے کچھ کمانا چاہیں تو پہلے صنعت و حرفت کی تعلیم میں کئی سال صرف کریں اور پھر بھی یہ امر مشتبہ رہیگا کہ پچاس روپے ماہوار آمدنی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ البتہ تجارت میں کامیاب ہو کر انسان بہت کچھ کما سکتا ہے لیکن تجارت کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے اور سرمایہ آپ کے پاس موجود نہیں اگر آپ نے مکان اور بیوی کا زیور فروخت کر کے ہزار بارہ سو روپے فراہم بھی کر لئے تو اتنی رقم سے پہلی پہل پچاس روپے سے زیادہ آمدنی ہونی دشوار ہے۔ الغرض خاں صاحب کے تمام احباب کا فیصلہ یہی تھا کہ وہ توسیع آمدنی کی خام خیالی سے باز رہیں اور موجودہ آمدنی پر جو درحقیقت اُن کی ضروریات کے لئے بالکل کافی ہے قناعت کریں

(۲)

خاں صاحب کے احباب نے جو مشورہ دیا تھا وہ اُسے نہایت مخلصانہ اور صحیح مشورہ سمجھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ میں نے معمولی طور پر اُردو فارسی پڑھی ہے۔ کوئی ڈگری میرے پاس نہیں ہے اور اس لئے پچاس روپئے سے زیادہ تنخواہ ملنی ناممکن ہے۔ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ صنعت و حرفت سے اُنہیں کچھ مناسبت نہیں اور یہ بات اُن کے غیر مشاق دست و بازو سے ناممکن ہے کہ اہل حرفہ کیطرح محنت و مشقت کی زندگی بسر کریں۔ وہ اس امر واقعہ کے بھی معترف تھے کہ تجارت کے لئے سرمایہ درکار ہے اور سرمایہ اُن کے پاس موجود نہیں۔ لیکن ان سب باتوں کو تسلیم کرنے کے باوجود اُن کے دلمیں ہر وقت حرص و ہوس کا طوفان برپا رہتا تھا اور اُنہیں رات دن اس بات کی جستجو تھی کہ کسی نہ کسی طرح دولت پیدا کرنے کا کوئی مستقل ذریعہ معلوم ہو جائے۔ آخر کار اُنہوں نے عرصۂ دراز کے بعد توسیع آمدنی کی یہ تدبیر سوچی کہ موجودہ ملازمت کو برقرار رکھ کر کوئی کام اختیار کیا جائے۔ تدبیر معقول تھی اور اگر محنت و مستعدی کے ساتھ کوئی مناسب کام شروع کیا جاتا تو رفتہ رفتہ خانصاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہ ہو سکا۔ اس ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ خانصاحب کا دماغ جس تیزی کے ساتھ ایک اسکیم تیار کرتا تھا اُس تیزی کے ساتھ ہاتھ پاؤں کام نہیں کرتے تھے۔ وہ طبعاً نہایت سست اور کاہل واقع ہوئے تھے اور اس لئے تجارتی اور کاروباری جدوجہد اُن کے امکان سے باہر تھی۔ وہ صرف دولتمند بنا چاہتے تھے لیکن وہ اُن تکالیف کو برداشت نہیں کر سکتے تھے جنکے بغیر ایک غریب آدمی دولتمند نہیں بن سکتا۔ اس کاہلی اور سستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاں صاحب نے بیوی کا تمام زیور رہن رکھکر دو سو روپے کی جو رقم ڈیڑھ روپیہ ماہوار فیصدی شرح سود پر حاصل کی تھی وہ عرصہ دراز تک پھنسی رہی اور کاروبار میں اتنا فائدہ بھی نہ ہوا کہ کم از کم سود کی رقم ہی بیباق ہو سکتی۔ سال کے بھر کے بعد جب خانصاحب نے بیوی کے تقاضوں سے مجبور ہو کر "السی" کو (جو اُنہوں نے فصل کے موقع پر خرید کی تھی) اونے پونے فروخت کیا اور رہن شدہ زیور کو چھڑانا چاہا تو چھتیس روپے کی جگر شگاف رقم اپنی گرہ سے دینی پڑی اور اُس تاریخ سے اُنہیں تجارت سے نفرت ہو گئی۔

(۳)

خانصاحب چاہتے تھے کہ بخت و اتفاق کی یاوری سے اُنہیں دولت مل جائے یا کوئی ایسا ذریعہ اُن کی سمجھ میں آجائے جسکی بدولت ایک سست کم ہمت اور کمزور ارادہ کا انسان بھی تمول حاصل کر سکتا ہو۔ اسی غور و فکر میں تین سال کا زمانہ گزر گیا۔ خانصاحب اس عرصہ میں آمدنی کو تو نہ بڑھا سکے لیکن خرچ ضرور بڑھ گیا کیونکہ اب خیر سے وہ دو بچوں کے باپ بن چکے تھے بچوں کو دیکھ دیکھ کر اُن کو اور زیادہ اشتعال پیدا ہوتا تھا۔ اور وہ اپنے دلمیں کہتے تھے کہ اب توسیع آمدنی کی کونسی تدبیر اختیار کروں۔ کیا ریلوے اسٹیشنوں اور ٹکٹ گھروں میں جا کر مسافروں کی جیبیں کتروں یا نقب زنی کی مشق بہم پہنچاؤں آخر کس طرح آرام کی زندگی بسر کروں اور کیونکر افلاس کے فولادی پنجہ سے نجات حاصل کر کے دولت کے دامن میں پناہ لوں۔ افسوس میں نے تجارت کا سلسلہ چھیڑا اور اُسمیں کچھ کامیابی نہیں ہوئی حالانکہ تجارت نے لوگوں کو مالا مال کر دیا ہے۔ درحقیقت میں تجارت کی اہلیت ہی نہیں رکھتا جتنی محنت کاروبار کے لئے درکار ہے وُہ میرے امکان سے باہر ہے۔ مجھے تو کوئی ایسا ذریعہ معاش چاہئے جسمیں محنت مشقت کی

ضرورت نہ ہو اور آمدنی خود بخود ترقی پذیر ہوتی جائے - خاں صاحب اِسی اُدھیڑ بن میں تھے کہ یکایک اُن کا ذہن محلہ کے ساہوکار رام گوپال اگروال کیطرف منتقل ہوا جس سے انہوں نے چند روز قبل دو سو روپے کی رقم قرض لی تہی اور چند روز کے ۳۶ روپے سود میں دیکر اس قرض کو بیباق کیا تہا اور انہوں نے اپنے دل سے کہا "بس مجھے تو رام گوپال کی زندگی پسند ہے - دن بہر اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے - کسی کا نوکر نہیں محنت مشقت کی اُسے حاجت نہیں - کمرہ میں سفید چاندنی کا فرش ہے - وسط میں قالین پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہے - سامنے صندوقچہ اور صندوقچہ کے دونوں جانب بہیوں کا انبار ہے - صبح سے شام تک نوٹوں اور روپوں کے شمار کے سوا کوئی مشغلہ نہیں - ظالم لکھا ہے نہ پڑھا - اور سیکڑوں روپے ماہوار پیدا کرتا ہے - میں بھی کیوں نہ یہی کام شروع کردوں - کچھ زیادہ روپے کی حاجت نہیں - اگر دو سو روپے سے کام شروع کیا گیا تو سال بھر میں ایک معقول رقم فراہم ہو جائیگی - پہلی پہل دس روپے سے زیادہ قرض نہ دیا جائے - اور غربا سے کام کی ابتدا کی جائے - دو پیسہ فی روپیہ کے حساب سے سود لینے والے اکثر لوگ مل جائینگے - بہت سی بیوائیں بہت سے مصیبت زدہ جنکو فوری ضرورت درپیش ہوگی ہاتھ جوڑینگے - اپنا زیور رکہینگے اور زیادہ سے زیادہ شرح سود پر قرض لینے کے لئے تیار ہونگے -

(۴)

سودخواری کا خیال خاں صاحب کے دلمیں روز بروز راسخ ہوتا گیا اور وہ غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے کہ اگر ترقی کا کوئی ذریعہ ہے تو وہ یہی ہے کہ سود لیا جائے - چنانچہ انہوں نے بیوی کا زیور فروخت کرکے کام شروع کر دیا - خانصاحب کے دوستونکو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اُنمیں سے بعض نے تو اُنہیں بالکل بائیکاٹ کر دیا اور بعض چند روز تک اس کوشش میں رہے کہ کسی طرح اُن کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لے آئیں - اسی اثنا میں جوئندہ یابندہ کے مصداق خانصاحب کو بعض ایسے اخبارات اور رسالے مل گئے جنمیں سود لینے کے متعلق زور دار مضامین شایع ہوئے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جواز سود پر مباحثہ کرنے کے لئے اچھی طرح تیار ہو گئے - جہاں اُن سے کسی نے سودخواری کے متعلق کچھ کہا کہ وہ فوراً ترکی بہ ترکی جواب دینے لگے - ایک دن خانصاحب اپنی مردانہ نشستگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ منشی مراد علی نامی اُن کے ایک دوست تشریف لائے اور مسئلہ سود پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی - منشی مراد علی نے کہا کہ "خانصاحب آپ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ آپ اِس گناہ کے لئے آمادہ ہو گئے "

خانصاحب :- تعجب ہے کہ آپ جیسا لکھا پڑھا آدمی سود کو گناہ کہتا ہے - جس کام سے انسان اپنی مالی اصلاح اور ترقی کرسکتا ہو وہ گناہ ہے ؟

مراد علی :- "مالی اصلاح تو چوری سے بھی ممکن ہے - پس کیا آپکے نزدیک وہ بھی گناہ نہیں ؟"

خانصاحب :- کیا خوب - چوری اور روپے پر منافع لینے سے کیا نسبت - آپ سود کو گناہ سمجھتے ہیں - میں اس لفظ ہی کو ڈکشنری سے خارج کیئے دیتا ہوں - آیندہ سے اِسے منافع کہونگا - دیکھیئے انگریزی میں اِسے "انٹریسٹ" کہتے ہیں جسکا ترجمہ ہے "مفاد"

مراد علی (ہنسکر) بندہ پرور، اگر آپ زنا کا نام نماز رکھ لیں تو کیا اس سے زنا کی حرمت دور ہو سکتی ہے - آپ نے انگریزی لفظ کے ترجمہ کی تکلیف کیوں کی - سود کا ترجمہ بھی تو "نفع" ہی قرار پاتا ہے -

خانصاحب :- آپ غلط مثالیں دیکر مجھے مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں - جناب والا کسی شے کی حرمت اور جواز حالات پر موقوف ہے جسطرح حالات بدلتے جاتے ہیں اُسی طرح حرمت بدلتی جاتی ہے - کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فقہا اور مجتہدین نے ضرورت وقت کے مطابق جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز کر دیا ہے "

مراد علی (جوش میں بھر کر) ہرگز نہیں - فقہا اور مجتہدین نے ایسا کبھی نہیں کیا ہے میں اسکا قائل نہیں کہ سود حصول دولت کا ذریعہ ہے - کیونکہ حصول دولت کا بہترین ذریعہ تجارت ہے - سود کی طرف تو صرف وہ لوگ مائل ہو سکتے ہیں جو سست - نکمے اور کاہل ہوں اور چاہتے ہوں کہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر روپیہ ہاتھ آئے - علاوہ بریں اگر مان بھی لیا جائے کہ سود دولت کا ذریعہ ہے تو ہمارے مذہب نے دولت کو اتنی اہمیت نہیں دی ہے جسکے لئے مذہبی اصول میں ترمیم کیجائے - سود - شراب - زنا وغیرہ کبائر گناہ ہیں کیا ایسی کوئی مثال آپ کے پاس ہے کہ فقہائے اصول مذہب میں ترمیم کی ہو یا جس شے کی قطعی حرمت قرآن و حدیث سے ثابت ہو اُسکو جائز کر دیا ہو "

(۵)

خاں صاحب :- آپ بار بار اصول کا لفظ زبان پر لاتے ہیں لہٰذا اصولی طور پر غور کیجئے کہ سود کیوں ناجائز ہے - اس لئے کہ اس سے غریبوں کی تباہی ہوتی ہے - اور اسمیں ایک طرح کی بے رحمی اور سنگدلی پائی جاتی ہے " پس اگر ہندوؤں اور عیسائیوں سے سود لیا جائے تو کچھ حرج نہیں "

مراد علی " سبحان اللہ آپ نے اصول کو خوب سمجھا - زنا کو مذہب نے حرام قرار دیا ہے پس آپ کے اصول کے مطابق ہندو اور عیسائی عورتوں سے زنا جائز ہونا چاہیئے "

خاں صاحب :- اجی یہ اور بات ہے اور وہ اور بات ہے - اصل یہ ہے کہ آپ ہی جیسے تاریک خیال لوگوں نے مسلمانوں کو مفلس بنا رکھا ہے "

مراد علی :- "اور اصل یہ ہے کہ آپ ہی جیسے روشن خیال مذہب کی بیخکنی کر رہے ہیں کیا تماشا ہے کہ آپ مسلمانوں کے تو دوست ہیں لیکن اسلام کے دشمن ہیں "

خانصاحب :- "منشی صاحب خوب یاد رکھیئے کہ سود لئے بغیر آپ متمدن اور دولتمند اقوام کے دوش بدوش کبھی نہیں چل سکتے "

مراد علی :- "یہ خیال غلط ہے - ہم میدان ترقی میں اُن سے آگے بڑھ سکتے ہیں - ہم کو ہمارے مذہب نے ایسی ارزاں معاشرت سکہائی ہے کہ غریب سے غریب آدمی بھی اس معاشرت کو اختیار کرکے بہت کچھ پس انداز کرسکتا ہے - البتہ اگر آپ دیگر اقوام کی معاشرت اختیار کرینگے تو آپ مجبور ہونگے کہ اُن کے اصول بھی اختیار کریں - میں اس گفتگو کو اب زیادہ طول نہیں دینا نہیں چاہتا لیکن خاں صاحب، میں آپ کو جتائے دیتا ہوں کہ آپ نے ایک گناہ کو ترقی کا ذریعہ قرار دیا ہے اس لئے آپ کبھی سرسبز نہیں ہو سکتے "

خانصاحب :۔ میں آپ کے اس کوسنے کی پروا نہیں کرتا اور آپ سے صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ لاکھوں ہندو اور عیسائی سود لیتے ہیں اور دن دوگنے رات چوگنے بڑھ رہے ہیں پھر میں نے کیا قصور کیاہے کہ مجھے سرسبزی حاصل نہ ہوگی؟"

مرادعلی :۔ اسکا سبب بھی سُنیئے۔ دُنیا میں ہزارہا نقصانات احساس کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں۔ اگر آپ کوئی غذا یہ سمجھکر کھائیں کہ وہ مضر ہے تو آپ کو ضرور نقصان پہونچیگا لیکن اگر ایک مضر غذا کو مفید سمجھ کر آپ کھائیں تو وہ کبھی نقصان نہیں کریگی۔ اگر کوئی کام آپ یہ سمجھکر اور یہ جان کر اختیار کریں کہ وہ خدا و رسول کے حکم کے خلاف اور تمام قوم کے نزدیک ناپسندیدہ ہے تو آپ کا ضمیر ہر وقت آپ کو ملامت کرے گا اور وہ کام کیسا ہی منفعت بخش ہو لیکن باطنی طور پر اُسکی مضرتیں بڑہتی جائینگی اور آخرکار تباہی کا باعث ثابت ہوگا۔ قتل کے بعد ایک قاتل کا ہمیشہ مضطرب رہنا ایک خالی مکان میں بھی چوہے کا ہر کھٹکے پر سہم جانا۔ کسی کے ساتھہ بدی کرکے دل کا لرزنا اور اُسکے خمیازہ کا مضطرب رہنا۔ یہ سب باتیں احساس کا نتیجہ ہیں۔ آپ نے سود لینا اختیار کیا ہے۔ لیکن آپ کا ضمیر لعنت کر رہا ہے۔ خدا لعنت کر رہا ہے۔ فرشتے لعنت کر رہے ہیں۔ تمام مسلمان لعنت کر رہے ہیں اور آپ کو یقیناً اُن لعنتوں کا احساس ہے۔ پس یہ احساس نہ آپ کے دل سے جدا ہوسکتاہے اور نہ اسکی موجودگی میں آپ سرسبز ہوسکتے ہیں۔

(۶)

منشی مرادعلی کے یہ آخری فقرے خانصاحب کے دلپر انکاری قوتوں کے باوجود تیر و نشتر کا کام کرگئے۔ وہ اپنے ارادہ سے تو باز نہیں آئے لیکن یہ خیال اُن کے دلمیں جاگزیں ہوگیا کہ یہ ہوس پرستی کسی نہ کسی وقت رنگ لاکر رہیگی۔ بہرحال اس جدوجہد پر ۱۵ سال کا زمانہ گزرگیا۔ خانصاحب کو سود سے تو اتنی منفعت نہیں ہوئی لیکن واقعات نے اُنہیں مالامال کردیا۔ مثلاً ایسی صدہا صورتیں پیش آئیں کہ لوگوں نے زیورات رہن رکھے اور پھر اُن کی واپسی کا موقع نہیں ملا۔ مکانات اور جائدادیں گروی کیں اور پھر نیلام ہوکر کم سے کم قیمت میں خانصاحب کو مل گئیں۔ اِن سب سے بڑھکر ایک بڑی بات یہ تھی کہ جسقدر دولت بڑہتی گئی اُسیقدر خرچ کم ہوتا گیا۔ اُنکو دولت کی تلاش اس لئے تھی کہ اچھا کمائینگے اچھا پہنینگے اور صرف کے مواقع پر دل کھولکر صرف کرینگے لیکن اب اُن کی یہ حالت تھی کہ جب دس روپے خرچ کرنے کا ارادہ کرلیتے تو معاً اِس خیال سے ہاتھ روک لیتے کہ سال بھر میں دس کے بارہ ہوسکتے ہیں۔ بیوی اور بچے اچھا کھانے اور اچھا پہنے کو ترستے تھے۔ خانصاحب کو خدا نے دو فرزند نرینہ اور ایک لڑکی عطا کی تھی۔ اور یہ تینوں اب جوان تھے۔ لیکن برادری نے اِن کو اسطرح بائیکاٹ کر رکھا تھا کہ لڑکی کو ہم کفو شوہر اور لڑکوں کو ہم کفو بیویاں ملنے کی بہت کم امید تھی۔ حالانکہ لڑکی شکیل و نیک مزاج تھی لیکن خانصاحب کی سودخواری نے اُن کو شہر میں ایسا ذلیل کر رکھا تھا کہ کہیں سے اُسکا پیام نہیں آتا تھا۔ یہی حال لڑکوں کا تھا کہ جسکے ہاں اُنکی بات چیت کیگئی اُس نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ حالانکہ شہر میں اور بھی چند مُسلمان سودخوار تھے لیکن خانصاحب نے اس معاملہ میں غیرفانی شہرت حاصل کی تھی۔ وہ اول تو اپنے گھر سے نکلتے نہ تھے اور اگر کسی طرف چلے گئے تو دور سے انگلیاں اُٹھتی تھیں کہ وہ شیلاک یہودی جاتا ہے۔ اُنکی بیوی اگر کسی تقریب میں ہوتی تھیں تو برادری کی بی بیاں آوازے کستی تھیں اور شوہر کی بدولت بیچارہ بیوی کو طعنے سننے اور صدمے سہنے پڑتے تھے۔ خانصاحب کے بچے مکتب میں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ بازار میں اُنکی مطلق عزت نہ تھی۔ جہاں کسی شخص کو اُنکی کسی بات سے ناخوشی پیدا ہوئی کہ اُس نے سود کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ حالانکہ خانصاحب نے کئی سال سے پنجوقتہ نماز شروع کردی تھی اور رمضان کے روزے بھی رکھتے تھے لیکن لوگ اُن کو مردود و لامذہب اور فاسق و فاجر کہتے تھے۔ خانصاحب یہ سب کچھ سنتے تھے اور خاموش رہتے تھے۔

(۷)

اب خانصاحب کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہوچکی تھی لیکن ابھی تک زندگی کا صرف ایکہی رُخ اُن کے سامنے آیا تھا۔ مذہب کی خلاف ورزی اور سوسائٹی کی رسوائی سے قطع نظر کرکے اُن کی زندگی ہر طرح کامیاب تھی۔ وہ اسوقت کم و بیش پچاس ہزار کے آدمی تھے۔ خدا نے اولاد بھی دی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سارا گھر تندرست تھا لیکن مشرق کو مغرب سے بدلتے اور حالات کو ورق الٹتے دیر نہیں لگتی۔ کتنی معمولی بات تھی کہ دن کے ۲ بجے آسمان پر ابر محیط ہوا۔ ہوا میں خنکی پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر میں بارش ہونے لگی۔ اس موسمی تغیر سے خانصاحب کی بیوی کو زکام ہوگیا۔ زکام ہوجانا اور اُسکے لئے کسی دوا کا استعمال نہ کرنا اُن کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ لیکن زکام بہت زور کا تھا۔ بے احتیاطی سے نزلہ کا اثر سینہ تک پہونچا اور کھانسی بھی آنے لگی۔ جب کھانسی اور بخار پر پندرہ دن سے زیادہ مدت گزرگئی تو خانصاحب کو کچھ توجہ پیدا ہوئی اور جب پورا ایک ماہ ہوگیا تو اُنہوں نے خلاف معمول علاج کا ارادہ کیا۔ اُنکے قرضداروں میں محمدجان نامی ایک عطار تھا۔ جو عطاری کے ساتھہ ہی طب میں بھی کچھ معلومات رکھتا تھا۔ خانصاحب نے اُسکا علاج شروع کیا۔ محمدجان اور کسی بات سے واقف ہو یا نہ ہو لیکن ہر مرض میں علاج سے پہلے مسہل دینا نہایت ضروری سمجھتا تھا جو تعداد میں تین سے کم اور سات سے زیادہ نہیں ہوتے تھے چنانچہ اُس نے خانصاحب کی بیوی کو پے درپے تین مسہل دیئے۔ مسہلوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریضہ بہت کمزور ہوگئیں اور کھانسی بخار نے مستقل صورت اختیار کرلی۔ خانصاحب نے ایک ماہ سے زیادہ محمدجان کا علاج جاری رکھا لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی آخرکار رائے ہوئی کہ اب چند روز ڈاکٹری علاج کے لئے زنانہ شفاخانہ سے بہتر خانصاحب کے خیال میں کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ ایک دن وہ خود بیوی کو شفاخانہ لیکر پہونچے۔ ناواقف لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خیراتی شفاخانوں میں کچھ خرچ کئے بغیر کام چل جاتا ہے اور علاج اُسی خوبی کے ساتھہ ہوتا ہے جیسا بہت کچھ خرچ کرنے سے ممکن ہے۔ لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ خیراتی شفاخانوں میں بھی صرف اُنہی لوگوں کا علاج اچھی طرح ہوسکتاہے جو صرف زر کی استطاعت رکھتے ہیں۔ آہ وہ نگاہیں عرش کو ہلادیتی ہیں اور وہ لب و لہجہ آسمان کو ٹوٹ پڑنے کا اشارہ کرتا ہے جسکے ساتھ شفاخانہ میں ایک لیڈی ڈاکٹر غریب مریضوں سے مخاطب ہوتی ہے۔ لیکن یہ حالت فوراً

بدل جاتی ہے اگر غریب عورت اپنا تن پیٹ کاٹ کر اور مصیبت زدہ بچوں کی فاقہ کشی سے قطع نظر کرکے کم از کم دو روپے کی رقم سے "یہ لقمہ دوختہ یہ" کے لئے تیار ہوجائے جب خیراتی شفاخانوں کی یہ حالت تھی تو خانصاحب اپنے کفایت شعاری کے منصوبہ میں کیونکر کامیاب ہوسکتے ہیں۔ . . . .
. . . . اُنکی بیوی کا علاج تو شروع ہوگیا۔
لیکن نہ لیڈی ڈاکٹر نے کچھ توجہ کی اور نہ کمپوڈر کے دلمیں ہمدردی پیدا ہوئی قسمت بھی شریک حال نہ تھی ورنہ اس بے توجہی کی حالت میں بھی مریضہ کا اچھا ہوجانا محال نہ تہا۔ الغرض مہینے ڈیڑھ مہینے تک علاج جاری رہا اور بالآخر مایوس ہوکر خانصاحب نے شفاخانہ کی زحمتوں سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اب اُن کی بیوی سل کے پہلے درجہ میں تہیں۔ اور شفایابی کی صورت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ مینہ کے قطروں کیطرح روپے کی بارش کی جاتی لیکن وہ شوہر جسکے دلمیں ہر وقت یہ خیال جاگزیں رہتا تہا کہ سو روپے ایکسال میں سوا سو ہوسکتے ہیں بیوی کی زندگی اتنی قیمتی نہیں سمجھتا تہا کہ اپنی مالی بربادی کے لئے تیار ہوجاتا۔

(۸)

اب اس خوفناک مرض کا علاج لے دے کر یہ رہ گیا تہا کہ کبھی خاکسی مُنقی میں بھر کر اور توے پر الٹ پلٹ کر کھلائی جاتی تہی۔ اور کبھی برگ مکوہ سبز اور برگ کاسنی سبز کا عرق پھاڑ کر پلایا جاتا تہا۔ دوا نہ ملنے سے مرض نے غیر معمولی تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع کیا۔ غریب عورت تمام رات کھانس کر اور بلغم کر صبح کرتی تھی۔ جسم کا تمام خون ریم بنکر منہ سے خارج ہورہا تھا۔ بدن سوکھ کر کانٹا ہوگیا جسم کی تمام رطوبات خشک ہوچکی تہیں۔ موت کو صرف برسات کی مرطوب اور زخمونکو مہلک بنا دینے والی ہواؤں کا انتظار تہا چنانچہ بارش کے چند روز گزرتے ہی خانصاحب کی بیوی نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ بیوی کے انتقال کے بعد گھر کا انتظام بالکل تہ و بالا ہوگیا۔ خانصاحب کو خانگی معاملات میں سب سے زیادہ مشکل بچوں کی نگرانی کے متعلق پیش آئی۔ ایک جوان لڑکی کا گھر میں اسطرح رہنا کہ کوئی سرپرست موجود نہ ہو ایسی حالتمیں نہایت نامناسب تہا کہ خانصاحب تمام دن مردانہ میں رہیں۔ بیوی کے انتقال کے بعد اُنہیں شدت غم کے ساتھ یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسیطرح لڑکی کا نکاح ہوجائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے احباب سے تذکرہ کرکے امداد چاہی۔ جب خانصاحب کا یہ ارادہ لوگونکو معلوم ہوا تو سجاد علی نامی ایک صاحب جو خانصاحب سے دور کی رشتہ داری رکھتے تھے اور جنکی دو بیویاں انتقال کرچکی تہیں روپے کے لالچ سے آمادہ ہوگئے اور چند روز میں انکی شادی ہوگئی۔ سجاد علی کو توقع تہی کہ کم از کم چار یا پانچہزار کا جہیز ضرور ملیگا۔ لیکن خانصاحب نے مشکل سے چار یا پانچسو روپے شادی کے تمام اخراجات میں صرف کئے۔ اس واقعہ سے سجاد علی کو بہت ناگواری پیدا ہوئی کیونکہ خانصاحب کے ہاں رشتہ کرنے سے اُنکا مدعا روپے کے سوا اور کچھ نہ تہا۔ رفتہ رفتہ یہ ناگواری اس حد تک بڑہی کہ تعلقات بالکل منقطع ہوگئے۔ چنانچہ خانصاحب کا لڑکا مونیا میں ۵ ماہ مبتلا رہ کر فوت ہوگیا لیکن سجاد علی نے بیوی کو اجازت نہ دی کہ وہ میکے جاکر بھائی کو ایک نظر دیکھ لے۔ ان واقعات سے خاں صاحب کے دل پر بہت بُرا اثر پڑا۔ اب انہوں نے زنانہ مکان مقفل کر دیا تہا اور مردانہ میں رات دن پڑے رہتے تھے۔ قویٰ مضمحل ہوچکے تھے۔ دو موتوں نے دل کمزور کر دیا تہا۔ لڑکی زندگی ہی میں ہمیشہ کے لئے چھوٹ چکی تہی۔ کفایت شعاری کے خیال سے کوئی نوکر یا خادمہ ملازم نہیں رکھتے تھے۔ بڑا لڑکا امجد علی بازار سے کھانا لے آتا تہا وہی دونوں وقت کھاتے تھے جس سے معدہ پر بھی ناگوار اثر پڑا اور وہ بیمار رہنے لگے۔ اپنی بیماری کی وجہ سے لڑکے کو کام میں شریک کیا لیکن اُس نے روپیہ اڑانا اور عیاشی میں صرف کرنا شروع کیا۔ اور جب زدوکوب پر بھی اُس نے یہ عادت نہ چھوڑی تو خانصاحب نے اُسے گھر سے نکالدیا۔

(۹)

امجد باپ کی خبر رسی سے پہلے ہی تنگدل ہو رہا تہا اور خدا سے دعائیں مانگتا تہا کہ کسی طرح اُسکی زندگی کا خاتمہ ہو اور وہ اُسکے اندوختہ پر قابض ہوکر عیش و عشرت کی داد دے۔ جب باپ نے اُسے نکالدیا تو وہ آوارہ پھرنے لگا۔ کچھ لکھا پڑھا بھی نہ تہا کہ کہیں نوکری کرکے اپنا پیٹ پالتا۔ اتفاقاً اُسے سجاد علی مل گئے اور جب اُنکو یہ حال معلوم ہوا تو اُسے اپنے ہمراہ مکان پر لے گئے۔ اور بڑی مدارات سے پیش آئے۔ سجاد علی عرصہ سے اپنی بیوی کو آمادہ کر رہے تھے کہ ماں کے مہر کا دعویٰ کرے۔ لڑکی کسی طرح آمادہ نہ ہوتی تہی لیکن مجبور و بے بس تہی۔ مفر کی کوئی صورت نہ دیکھ کر اُسے ظالم شوہر کا کہنا ماننا پڑا لیکن سجاد علی کو خیال تہا کہ صرف ایک تہائی دعویٰ ہوسکے گا۔ امجد کو اس حالت میں دیکھکر وہ بہت خوش ہوئے اور اُنہوں نے معمولی گفت و شنید میں اُسے بھی آمادہ کرلیا اور پچاس ہزار یعنی پورے مہر کا دعویٰ دائر کیا گیا۔ معاملہ بالکل صاف تہا۔ چند روز کی جد و جہد میں ڈگری ہوگئی۔ اور خانصاحب کی تمام جائداد اُن کے قبضہ سے نکل گئی۔ سجاد علی نے امجد اور اُسکی بہن کو صلاح دی کہ جائداد فروخت کرکے نقد روپیہ حاصل کرلیا جائے۔ امجد کو یہ تجویز بہت پسند آئی کیونکہ وہ خود نقد روپے کا متلاشی تہا۔ نقد روپیہ گھر میں آتے ہی سجاد علی نے امجد کو زہر دیدیا اور چونکہ ان دنوں شہر میں ہیضہ پھیلا ہوا تہا اس لئے یہ راز فاش نہ ہوسکا۔ اب سجاد علی کل رقم کے مالک تھے خاں صاحب پر جائداد نکل جانے کا یہ اثر ہوا کہ اُنکا دماغ بالکل بیکار ہوگیا۔ جنون کا اثر شروع ہوا تہا کہ ایکدن ایک قرضدار سے جھگڑا ہوگیا اُس نے موقع پاکر گھر میں آگ لگادی جس سے نہ صرف تمام اثاث البیت بلکہ کل تمسکات اور دستاویزیں جل کر تباہ ہوگئیں۔ اس حادثہ نے خانصاحب کے رہے سہے حواس بھی کھودئے۔ جس روز خانصاحب کے گھر میں آگ لگی ہی تھی اُسی دن اُنکی لڑکی ولادت کی تکالیف میں مبتلا تہی۔ بچہ تو خیریت سے پیدا ہوگیا لیکن زچہ کے بدن میں سمیت دوڑ گئی اور وہ ایک ہفتہ سرسام میں مبتلا رہ کر راہی ملک بقا ہوئی۔ ماں کے انتقال کے آٹھویں دن بچہ بھی چل بسا۔ اب صرف سجاد علی اور روپیہ باقی تہا کہ ایکدن شطرنج کھیلتے کھیلتے اُنہیں استفراغ ہوا۔ استفراغ سے فرصت نہیں ملی تہی کہ دست آیا۔ اور صرف ۵ گھنٹہ کے عرصہ میں وہ بھی اس دنیائے ناپائدار سے رحلت کر گئے۔ خانصاحب پر پھیلی ہوئی وبا نے کچھ اثر نہیں کیا وہ زندہ ہیں اور معلوم نہیں کبتک زندہ رہینگے۔ داڑھی اور مونچھوں کے بال بڑھے ہوئے۔ ناخن بڑھے ہوئے بالکل برہنہ کوچہ و بازار میں پھرتے ہیں۔ لوگ اُنکو دیکھکر عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اُنکی یہ حالت دیکھکر کئی مسلمان سود خواروں نے توبہ کرلی۔ اور شہر میں بعض دشمنانِ . . . اسلام سے سود خواری کی جو اسپرٹ پیدا کرنی چاہی تھی اُسکا اثر بالکل زائل ہوگیا۔

مولینا راشد الخیری کے انتقال کے بعد

آپ کو انکی تصانیف کی قدر ہوگی۔ اسوقت آپ انکی تصنیفات کا محدود دائرہ دیکھکر افسوس کرینگے اس لئے کہ یہ خوبی خدا نے ان کے ہی قلم کو عطا کی ہو کہ چند کتابیں دیکھنے کے بعد آپکے دلمیں۔ شرافت۔ ایمانداری۔ ہمدردی۔ نیکوکاری کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ "قدر ہر نعمت ست بعد زوال"

صبح زندگی جسمیں نسیمہ کا بچپن۔ نسیمہ کا کوارپنہ۔ نسیمہ کی شادی نہایت موثر پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ ناول آپ کو بتائیگا کہ لڑکی کی پیدائش سے شادی تک کیونکر تعلیم و تربیت ہونی چاہیئے۔ قیمت عہ ر

شام زندگی اسمیں نسیمہ کی زندگی کے شادی سے لیکر موت تک کے حالات ہیں۔ یہ ناول عورتونکو خاوند کی خدمتگزاری اور اطاعت سکھاتا ہے۔ اور شادی کے بعد خانہ داری کے تمام امور میں اتالیق کا کام دیگا۔ اور شوہر کو بتائیگا کہ اسکے فرائض کیا ہیں۔ اور میاں بیوی کیونکر خوش و خرم رہ سکتے ہیں۔ قیمت عہ ر

شب زندگی یہ صبح زندگی کا تیسرا حصہ ہے۔ اسمیں نسیمہ کے مرنے کے بعد کی سرگزشت جو کہ نہایت نتیجہ خیز اور اصلاحی ہے۔ قیمت عہ ر

شب زندگی حصہ دوم شب زندگی حصہ اول کا بقایا مضمون جو ضخامت کی زیادتی کی وجہ سے چھپا تھا۔ قیمت عہ ر

محبوبۂ خداوند پھر دوبارہ چھپ گئی۔ یہی ایک وہ ناول ہے جسکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو مسلمانوں کی رگوں میں بہادری اور شجاعت کے خون کو موجزن کردیتا ہے۔ اسلامی جوش۔ ایمانداری۔ محبت۔ صداقت پاکیزہ۔ اخلاق سلف صالحین کے اطباع کی رغبت پیدا کرنے کا اور تبلیغ اسلام کا بہترین ذریعہ ہے۔ محبوبۂ خداوند کو پڑھ کر عہد عثمان کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ قرون اولی کے پرجوش دیا کیا ز مسلمانوں کی جانبازیاں عیسائیوں کی مخفی شرمناک کارروائیاں۔ طرابلس کے خداوند کا سفیرہ پر عاشق ہونا اور عورت کو قبضہ میں لانے کی تیر بہدف تدبیریں عمل میں لانا۔ سچی میں سفیرہ کا اپنی عصمت بچا کر اسلام قبول کرنا۔ راشد صاحب کے تمام ناولوں سے زیادہ دلچسپ ناول قیمت ۱۲ ار

عروس کربلا معصوم نے اس ناول میں شہادت امام حسینؑ کی دل ہلا دینیوالا تاریخی ناول کی صورت میں قلمبند کیا ہے یہ وہ تصنیف ہے جس پر مصنف کو ناز ہے۔ عہ ر

سمرنا کا چاند مولینا مرحوم کا نیا ناول جو کہ بہترین تاریخی ناولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ دلچسپ اسقدر کہ پہلا صفحہ پڑھنا غضب ہے پھر ختم کرنا فرض ہوجاتا ہے۔ عہ

منازل السائرہ اسمیں سائرہ کی زندگی کے مختلف حالات نہایت دلچسپ اور نصیحت آمیز طریق سے بیان کئے گئے ہیں۔ مولانا کی تحریر کا ایک لاثانی نمونہ ہے۔ اسکی مقبولیت کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ پانچواں ایڈیشن ہوچکا ہے۔ ۴۰ مضامین ہیں ۔۔۔۔ کی کا اعتراف کو بیان اسمیں شامل ہیں۔ عہ ر

یاسمین شام جسمیں حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی کا عہد حکومت معرکہ اسلام کی فتح اور تسخیر شام کے حالات نہایت خوبی کیساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حسن و عشق کی داستان نے ناول میں عجیب رنگ بھر دیا ہے۔ قیمت عہ ر

جوہر قدامت دو بہنوں کی نہایت پرلطف کہانی جنمیں سے ایک مدرجہالت کی تصویر اور دوسری طرز جدید کی شیدا اور دلدادہ۔ یہ کتاب آپکو بتائیگی کہ عالم نسواں آج سے پچاس برس پہلے کیا جوہر رکھتا تہا اور مغربی تعلیم کی روشنی اسکو کسطرف لئے جا رہی ہے۔ قیمت عہ ر

نوحۂ زندگی اس کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پانچواں ایڈیشن تیار ہوگیا اسمیں حشمت کے نکاح ثانی کرنے پر جو جو ماں باپ نے ظلم ڈھائے ہیں شاید دنیا میں کوئی ماں باپ بچوں پر نہ ڈھاتا۔ نظام قدرت حشمت کی مدد کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور اسکی تمام تکالیف عیش سے بدل جاتی ہیں۔ یکتا اسدرجہ مقبول ہوئی ہے کہ اہل ہنود اس کتاب کو پرانے زمانہ میں بہت خرید رہے ہیں تاکہ انکی بیوہ عورتیں اسکو پڑھ کر نکاح ثانی سے نفرت نہ کریں و چند دنمیں انکی تعداد بڑھ جائے قیمت ۱۲ ار

در شہوار مازندران۔ ایران۔ اور سیستان کی ہولناک جنگوں کا نقشہ سلجوقیوں کی بہادری اس زمانہ میں در شہوار جیسے ناول بیحد مفید ہیں۔ ان سے مسلمانونکی شجاعت بہادری کا پتہ چلتا ہے اور غیر اقوام کے مقابلہ کے لئے دلوں میں ولولے پیدا ہوجاتے ہیں ساتھ ہی ساتھ حسن و عشق بھی اپنا کام کر رہا ہے۔ قیمت ۱۰ ار

بنت الوقت جدید تعلیمیافتہ عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت کا خاکہ۔ نئی روشنی کی تعلیم و تربیت کے جگرخراش اور افسوسناک نتائج۔ ۸ ر

سیلاب مغرب مغربی تمدن کے دلدادوں کا انجام کورانہ تقلید فرنگ کے نقائص ۸ ر

موءودہ اسمیں لڑکیونکو ترکہ سے محروم کرنے کی مخالفت کیگئی ہے نہایت دلچسپ پرسوز۔ اور عبرت خیز قصہ۔ قیمت ۸ ر

تائید غیبی اندلس میں مسلمانوں کے عروج و زوال کے مناظر۔ اسباب مسلمانوں کے سرفروشانہ کارنامے۔ قیمت ۸ ر

انگوٹھی کا راز الف لیلہ۔۔۔ اور۔۔۔ بس ایک راز ہے خود ہی پڑھ لیجئے۔ قیمت ۸ ر

کیا آپ شاعر بھی ہیں بیشک علامہ راشد الخیری اپنے اعلیٰ درجہ کے شاعر ہیں۔ اگر آپنے ابتک انکی نظم نہیں دیکھی ہے تو درد دل ۶ بھی منگوا لیجئے۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

ماہِ ستمبر ۱۹۲۴ء ماہِ صفر ۱۳۴۳ھ

رسالہ

دین و دنیا

جلد ۴ نمبر ۶

حمد

(از سعید الدین حیدر (مولوی فاضل مختار عدالت دہلی))

سب حمد ہی اُسکو کہ جو ہر دم جلوہ اپنا دکھلاتا ہی
ہر رنگ سی پاک و منزّہ ہو ہر رنگ میں نگ جماتا ہی

کبھی چاند کی صُورت آتا ہی اور چاندنی فرش بچھاتا ہے
کبھی بنکے ستارے گرد و نبہ میں بازار لگاتا ہی

کبھی راحتِ جاں انسِ جاں آرام سی سبکو سُلاتا ہے
کبھی نور کا تڑکا بنکر وہی سوتوں کو جگاتا ہی

کبھی سورج مُکھ چمکاتا ہی کبھی ابر میں چہرہ چھپاتا ہی
کبھی برق کو آنکھ دکھاتا ہی کبھی رعد کو جا دھمکاتا ہی

ایک ہاتھ میں سبزہ و غنچۂ گل اِک ہاتھ میں قمری و بلبل
جب شانِ بہار میں آتا ہی تو کہیں کیا کیا لاتا ہی

کبھی بادِ صبا سحر بنکر کبھی قطرۂ شبنم تر بنکر
احسان کے بارِ گراں سی سر ہر نخلِ چمن کا جُھکاتا ہی

کبھی صُوت آبِ رواں جاری پھرتا ہوا کیاری کیاری
ہر نخل سی ہر گل اپنی بیچون و چرا منوا تا ہی

کبھی رنگ برنگ کے رنگ لگا اور قوسِ قزح کی لباس میں
نیرنگیِ قدرت کا پرچم گردوں پر جاکے اُڑاتا ہی

کبھی جامِ جہاں نما بنکر شیشۂ مئے عرفاں بنکر
کبھی ساقیِ کون و مکاں بنکر اس بزم میں دور چلاتا ہی

کبھی بنکر بلبلِ شیریں بیاں کبھی بنکر مطربِ خوش الحاں
کبھی بنکر حلقۂ پیرِ مغاں کیفیتِ وجد میں لاتا ہی

دریا کہ قدم کی موجیں ہیں کیا دشت جبل کیا شمس و سما
کہیں غیر کا ہی نہ پتہ نہ نشاں ہر سمت وہی لہراتا ہی

(نتیجہ فکر جناب سخن سیٹھی)

لکھوں تو صیف جو کچھ بھی وہ کم ہی اے خدا تیری
بشر سے ہو نہیں سکتی ہے کچھ حمد و ثنا تیری

سبھے زیبا کبریائی تجھ کو تو ہی شایانِ بزرگی ہی
سزاوار فضیلت ذات ہے اے کبریا تیری

اگر بخشے نہ بخشے تو گناہوں کو تری مرضی،
بہر صورت ہمیں منظور ہے مولا رضا تیری

ترے بے حکم پتہ بھی ہلا سکتا نہیں کوئی
رہینگے تیرے بندے جسطرح ہو گی رضا تیری

بجز کچھ بنکر فرد الو لگائے اس سی تو بندے
کریگا سہل خود مشکل کو وہ مشکل کشا تیری

گناہوں کے بھنور میں پھنس گئی کشتی مری مولا
ہو بیڑا پار دم بھر میں جو مرضی ہو ذرا تیری

اگر کچھ کام دنیا میں سخن اچھا کیا تو نے
بڑی توقیر ہو گی دیکھنا روزِ جزا تیری

نعت

(محمد عبد الحمید برق جستوروی فتحپوری)

اُسکی بو ہی بوئے عنبر و مشکِ ختن بنکر
اُسی کی آب ہے آبِ دُر و لعلِ یمن بنکر

اُس کی ضو ضیائے آفتاب و ماہ بنکر ہے
اُسی کا نور ہے نورِ چراغِ انجمن بنکر

وہی پھولوں کی صورت میں نکھرتا ہی سنورتا ہی
چہکتا ہو وہی صوتِ ہزارِ نغمہ زن بنکر

وہی مسرور کرتا ہی، وہی رنجور کرتا ہے
کبھی عیش و طرب بنکر، کبھی رنج و محن بنکر

اُسی کی آگ ہی عشقِ دلِ عاشق کیصورت میں
اُسی کا نور ہے حسن و جمالِ سیم تن بنکر

وہی اِس رنگ میں بھی ہو وہی اُس رنگ میں بھی ہے
دکھاتا ہو وہی نیرنگیاں ہر شے میں بن بنکر

خیالاتِ سخنور میں ہوا افکارِ سخن گو میں
وہی لُطفِ سخن بنکر، وہی رنگِ سخن بنکر

وہی فتنے اُٹھاتا ہے، وہی محشر اُٹھائیگا
خرامِ نازِ دلبر میں قیامت کا چلن بنکر

اُسی کا فرشِ رحمت شکلِ فرشِ خاک ہو کر ہی
اُسی کا سقفِ رحمت سر پہ ہی سقفِ کہن بنکر

وہی لطفِ خلش بنکر نہاں ہی خارِ صحرا میں
مزا بنکر ثمر میں ہو وہی گل میں پھبن بنکر

وہی جلوہ نما ہی برق گلزارِ دو عالم میں
اُسی کا رنگ ہی چھایا ہوا رنگِ چمن بنکر

(از صدر الدین سرشار کسمنڈوی)

میں قربان اے قصہ خوانِ مدینہ،
سُنا دے مجھے داستانِ مدینہ

ہمیشہ میں سُنتا رہوں یا الٰہی
بیانِ نبیؐ داستانِ مدینہ

ہوئی جس کے باعث سے تخلیقِ عالم
ملے کاش مجھ کو وہ جانِ مدینہ

فرشتے بٹھاتے ہیں آنکھوں پہ اُسکو
وہ ذی رتبہ ہے مدح خوانِ مدینہ

رہیں ہند میں شاد سرشار کیونکر
غلامِ نبیؐ عاشقانِ مدینہ

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۵

ترجمہ :- وہی (خدائے برتر) ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے اس کے بعد آسمان کیطرف متوجہ ہوا اور سات آسمان تیار کر دئے اور وہ ہر شے سے واقف ہے۔

تشریح الفاظ :- استوار - ارتفاع - بلند ہونا - قائم ہونا - متوجہ ہونا - ارادہ کرنا - تسویہ بنانا - تیار کرنا - ہموار کرنا - ٹھیک کرنا - اعتدال و استقامت - کسی شے کو بے عیب - بے نقص ٹھیک ٹھیک عملی صورت میں لے آنا - سما - بلندی - آسمان - آسمان کیا ہے اس کی حقیقت صرف خدائے دانا و بینا کو معلوم ہے جس نے اُسے اپنے دستِ قدرت سے بنایا - انسانِ ضعیف جسکی عقل محدود اور نظر محدود ہے اُسکی اصلی حالت اور حقیقت دریافت کرنے سے عاجز ہے - البتہ وہ چاہتا ہے کہ ہر شے کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرے - کیونکہ ہر شے کو دیکھ کر اُسکی حیرت زدہ عقل حیران اور حیرا ہے پکار اٹھتی ہے - حکما اور فلاسفہ نے آسمانوں کے متعلق جو کچھ بلند پروازیاں دکھائیں وہ محض قیاسات پر مبنی ہیں - کوئی اُسے حد نظر کہتا ہے - کوئی اُسے ایک ایسا جسم مانتا ہے جسکا خرق والتیام (کھلنا اور بند ہونا) ناممکن ہے - غرض ہر شخص اپنی عقل کے مطابق رائے زنی کرتا ہے - مذہب اسلام میں آسمان و زمین کی خلقت کے متعلق جا بجا اشارے ہیں لیکن تفصیلات مذکور نہیں - کیونکہ اسلام کسی شے کی تحقیقات میں اتنی مصروفیت روا نہیں رکھتا کہ انسان گمراہ یا خدا سے غافل ہو جائے - وہ آسمان و زمین کے عرفان کو اتنا ضروری نہیں سمجھتا جتنا خدا کے عرفان کو - تاہم مذہبی تعلیم کے مطابق یقینی ہے کہ آسمان ہے - آسمانوں کی تعداد سات ہے - اور ان کے علاوہ ایک عرش اور ایک کرسی بھی ہے جب حکما کے اقوال محض اٹکل - شک و وہم اور قیاس پر مبنی ہیں تو ہمارے لیئے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ ہم انبیائے کرام کے ارشاد کو باور کریں اور انہوں نے جس طرح آسمانوں و زمینوں کی تفصیلات بیان کی ہیں اُنپر ایمان لائیں - حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلا آسمان زمرد سبز سے بنا ہے اور اسکا نام رقیع ہے - دوسرا آسمان سیم سفید کا ہے اور اسکا نام ارقلون ہے - تیسرا آسمان یاقوت سرخ کا ہے اور اسکا نام قیدوم ہے - چوتھا آسمان سفید موتی کا ہے اور اسکا نام ماعون ہے - پانچواں آسمان زر سرخ کا ہے اور اسکا نام دبقا ہے - چھٹا آسمان یاقوت زرد کا ہے اور اسکا نام وفنا ہے - ساتواں آسمان نور درخشاں کا ہے اور اسکا نام عروبا ہے - واللہ اعلم بالصواب -

تفسیر :- اس سے پہلی آیت کریمہ میں ارشاد ہوا تھا کہ تم لوگ ذات الٰہی کا کیونکر انکار کرتے ہو جبکہ اُسنے تمکو عدم سے وجود میں لایا اور پھر وجود سے عدم میں پہونچائیگا اور اسکے بعد پھر ایک دفعہ زندگی عطا کریگا - پس جو خدائے برتر ایسا قادر اور توانا ہو اور جسنے اپنے کمال فضل و کرم سے تمہیں خلعتِ وجود کے ساتھ عزت بخشی ہو اُسکی ہستی واجب سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے - اب اس آیت مبارکہ میں اسی بیان کو اور زیادہ تقویت دیکر حکم ہوتا ہے کہ تم ہستی خداوندی کا کیونکر انکار کر سکتے ہو - وہ تو ایسا قادر مطلق اور مہربان و شفیق معبود ہے کہ اُس نے تم کو زمین کی تمام کائنات بخشدی ہے - زمین میں اُس نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ تمہارے لیئے پیدا کیا ہے - یہ وسیع صحن تمہارے لیئے ہے جسپر تم سر بفلک عمارتیں بناتے ہو - چلتے پھرتے ہو اور اُس سے طرح طرح کے فائدے اُٹھاتے ہو - یہ باغ و راغ اور لالہ و گل اپنی ہزاروں رنگینیوں اور بہاروں کے ساتھ تمکو عطا کر دیئے گئے ہیں جنسے تم اپنے دماغ کو معطر اور روح کو شگفتہ کرتے ہو - زمین کی تمام پیداوار جسپر تمہاری زندگی کا مدار ہے صرف تمہارے لیئے پیدا کیگئی ہے - لعل و گہر سیم و زر اور صدہا قیمتی اشیا جو تمہاری آسائش اور آرائش میں کام آتی ہیں قدرت کا بیبہا عطیہ ہیں جو اُس نے تم کو عطا کیا ہے - الغرض مشیت نے زمین میں جو کچھ پیدا کیا ہے اور قدرتِ کاملہ نے اِس صفحہ پر جو کچھ گلکاریاں کی ہیں وہ صرف تمہاری دلچسپی دلبستگی اور آسایش و استعمال کے لیئے ہے - پس جو خدا ایسی عظمت اور قدرت والا ہو اور اپنے بندوں پر ایسا شفیق و مہربان ہو وہ ہر طرح کی ستائش و پرستش کا سزاوار ہے - اُسکی ہستی سے انکار کرنا انتہائی کج فہمی اور اُسکی نوازشوں کا معترف نہ ہونا حد درجہ کی ناشکری ہے - اُس نے اپنے بندوں کو اگر ایسی نعمتیں عطا کی ہیں اور اتنی بڑی زمین کے جزو و کل کا مالک بنا دیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اُس کے خزانۂ غیب میں کسی بات کی کمی نہیں - اگر وہ کسی کو تمام آسمان و زمین دیدڈالے تو اُس کے خزائن قدرت میں اتنی کمی بھی واقع نہیں ہو سکتی جتنی سمندر میں ایک قطرہ کم ہو جانے سے اُسکی عظمت و سطوت اور طاقت و قدرت کا اندازہ دشوار ہے - دیکھو جب اُس نے آسمان کی طرف توجہ کی تو سات آسمان بنا کر کھڑے کر دیئے جنمیں کوئی عیب نہیں - کوئی فتور نہیں - بہتر سے بہتر - بالاتر سے بالاتر - اتنے وسیع اور ایسے رفیع - پھر مہر و ماہ اور درخشاں ستاروں سے آراستہ - پس جس ذات پاک میں ایسی قدرتیں موجود ہوں اور جسکی صنعت کاملہ کا یہ عالم ہو اُس کے انعامات کا کیا کہنا جیسا بے مثال اور جلیل القدر وہ بادشاہ ہے ویسی ہی شاندار اُسکی فیاضیاں ہیں - اور یہ سب کچھ کیوں نہ ہو - وہ ہر شے کی حقیقت سے بخوبی واقف ہے -

اِس آیت کریمہ سے یہ بات عیاں ہے کہ انسان اس دارِ فانی میں ایک مہمان مختار کی حیثیت رکھتا ہے اِس گھر میں جو کچھ ہے وہ اُسی کے لیئے ہے - جہاں چاہے جائے جہاں چاہے قیام کرے اور جس چیز کو چاہے استعمال کرے - کیونکہ جب دنیا میں جو کچھ ہے سب اُس کے لیئے پیدا کیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ہر شے کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور ہر چیز اُس کے لیئے جائز ہے - لیکن انسان کی حالت اس بھرے گھر میں اُس مہمان کے مانند تھی جسے میزبان اپنا گھر سپرد کر دے لیکن وہ گھر کے جغرافیہ اور موجودات سے ناواقف ہو - وہ یہ نہ جانتا ہو کہ کونسی چیز کسطرح اور کب اور کیونکر استعمال کیجائے - اس لئے میزبان کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مہمان کو تمام نشیب و فراز سے آگاہ کر دے - اور بتا دے کہ یہ صورت مضر اور یہ طریقہ مفید ہے تاکہ مہمان اپنی ناواقفیت کی بنا پر عیش و راحت کے بجائے تکلیف و مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائے - پس خدائے مہربان نے یہ فرمانے کے باوجود کہ زمینوں میں جو کچھ ہے وہ ہمنے تمہارے لئے پیدا کیا اور جوازِ عام کی سند عطا کرنیکے باوصف حلال و حرام کی قید لگا دی تاکہ ہم اِن قدرتی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانیکی جگہ اپنے آپکو نقصان نہ پہونچالیں - لیکن ان قیود سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ دنیا کی ہر چیز

شرح مثنوی مولینا رومؒ

(گذشتہ سے پیوستہ)

گفت آنگہ آں حکیم باصواب　　آں کنیزک را کہ رستی از عذاب

ترجمہ:- صائب الرائے حکیم نے پسنکر کنیز سے کہا کہ اب تو نے عذاب سے مخلصی پالی۔

گفت دانستم کہ رنجت چیست - زود　　در علاجت سحرہا خواہم نمود

ترجمہ:- کہا کہ میں تیرے درد دکھ سے واقف ہو گیا - میں جلد تیرے علاج میں انتہائی کوشش کروں گا۔

شاد باش وایمن و فارغ کہ من　　آں کنم با تو کہ باراں با چمن

ترجمہ:- خوش رہ بے خوف رہ اور مطمئن رہ کیونکہ میں تیرے ساتھ وہ سلوک کرونگا جو بارش چمن کے ساتھ کرتی ہے۔

من غم تو میخورم تو غم مخور　　بر تو من مشفق ترم از صد پدر

ترجمہ:- میں تیرا غمخوار ہوں تو غم نہ کھا - میں باپ سے بڑھ کر تجھ پر مہربان ہوں۔

لغات:- آنگہ - اُسوقت - صواب - ٹھیک - درست - عذاب - درد - دکھ - کڑھنا رنج - بیماری - غم - درد دکھ - سحر جادو - (ایسی کوشش جو جادو کی طرح زود اثر اور تیر بہدف معلوم ہو - ایمن (امالہ آمن) بے خوف - امن میں -

مطلب:- جب طبیب غیبی کو کنیز کی زبانی اُسکا حال معلوم ہو گیا اور یہ پتہ چل گیا کہ وہ سمرقند کے ایک زرگر پر فریفتہ ہے تو اُس نے نہایت دلداری اور دلجوئی کے ساتھ اُس سے کہا کہ اب تم مایوس اور اُداس نہ ہو - میں تمہاری بیماری سے واقف ہو گیا ہوں - میں جلد سے جلد تمہارا علاج کرتا ہوں - میرا علاج ایسا مؤثر اور تیر بہدف ہوگا کہ تم اُسے جادو سمجھو گی - تم سمجھ لو کہ بس اب تمہیں غم سے نجات مل گئی - میں تمہاری غمخواری کے لیئے آمادہ ہو گیا اور تم دیکھو گی کہ میں باپ سے بڑھ کر تمہارے ساتھ شفقت و مہربانی کا سلوک کرونگا پس اب تم غم نہ کھاؤ اور اپنے دل کو خوش رکھو۔

ہاں وہاں ایں راز را با کس مگوئے　　گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوئے

ترجمہ:- ہاں مگر یہ راز کسی سے کہنا نہیں - بادشاہ کیسا ہی اصرار کرے (لیکن تم خاموش رہنا)

مطلب:- طبیب غیبی نے اچھی طرح تسلی دیکر ارشاد فرمایا کہ میرے تمہارے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اور یہ بات کہ تمہیں سمرقند کے زرگر سے محبت ہے کسی پر ظاہر نہ کرنا - بادشاہ کیسا ہی اصرار کرے اور تم سے کرید کرید کر پوچھے لیکن تم اسے مخفی رکھنا۔

چونکہ اسرارت نہاں در دل شود　　آں مرادت زود تر حاصل شود

ترجمہ:- اگر تیرے راز دلمیں چھپے رہیں تو تیری مراد جلد تر حاصل ہو گی۔

لغات:- اسرار - (جمع سر) راز

مطلب:- طبیب غیبی نے کنیز کو ہدایت کی کہ یہ راز کسی سے بیان نہ کرنا اب مولانا ضمناً اخفائے راز کے فوائد بیان کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے راز چھپانے کی کوشش کرو - اپنے منصوبوں اور ارادوں کو کسی پر ظاہر نہ کرو - تو تمہاری مراد جلد سے جلد پوری ہو　- مولانا کا یہ ارشاد بعض احادیث نبوی کے مطالب پر مشتمل ہے - چنانچہ خود ہی اگلے شعر میں اسکی توضیح فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر ہر آں کو سر نہفت　　زود گردد با مراد خویش جفت

ترجمہ:- حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص راز کو مخفی رکھتا ہے وہ بہت جلد اپنی مراد پالیتا ہے۔

مطلب:- فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنا راز مخفی رکھتا ہے وہ اپنے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہو جاتا ہے غالباً اس شعر میں اِن احادیث مقدسہ کی طرف اشارہ ہے کہ من کتم سرہ حصل امرہ (جس نے اپنا راز چھپایا اُسکا کام بنگیا) استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان (اخفائے راز کی مدد سے مقاصد میں کامیابی حاصل کرو۔)

دانہا اندر زمیں پنہاں شود　　بعد ازاں سرسبزی بستاں شود

ترجمہ:- (پہلے) دانے زمین میں پوشیدہ ہوتے ہیں پھر کہیں باغ کو سرسبزی حاصل ہوتی ہے۔

لغات:- بُستان (مخفف بوستان) خوشبو کی جگہ - باغ -

مطلب:- اخفائے راز اور اُس کے فوائد کے متعلق مولانا مثال دیتے ہیں کہ دیکھو جب دانہ کچھ دنوں زمین میں مدفون و مخفی رہتا ہے تو اُسمیں روئیدگی پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ نشو و نما پاکر باغ کی سرسبزی اور رونق کا باعث بنتا ہے اگر دانہ زمین میں نہ چھپے تو وہ چند روز کے بعد ایک دلفریب پودے کی صورت اختیار نہیں کرسکتا اسی طرح راز جب تک دلمیں چھپایا نہ جائے اُسوقت تک اُس کا ثمرہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

زر و نقرہ گر نبودندے نہاں　　پرورش کے یافتندی زیر کاں

ترجمہ:- اگر سونا چاندی زمین میں چھپا ہوا نہ ہوتا تو اُسے کان میں پرورش کا موقع کیونکر ملتا۔

لغات:- زر - سونا - نقرہ - چاندی -

مطلب:- اخفائے راز کی تائید میں یہ دوسری مثال ارشاد فرماتے ہیں - یعنی اگر سونا چاندی زمین میں عرصہ تک مدفون نہ رہتے اور اُنہیں نشو و نما پانے سے قبل جبکہ وہ ابتدائی منزلوں میں تھے کوئی زمین سے نکال لیتا تو اُنکو ٹپہ بننے اور ایسی قیمتی صورت اختیار کرنے کا موقع کیونکر ملتا - (از مولانا سید ظہور احمد صاحب حنیفا پٹیالوی)

شرح دیوان حافظ رح

(گذشتہ سے پیوستہ)

دست ماہ و مہر بر بندد بحسن   ماہ بے مہرم چو بر بندد نقاب

ترجمہ:- ماہ و مہر حسن سے (مرعوب ہوکر) دست بستہ ہو جاتے ہیں جب ہمارا ماہ بے مہر (محبوب نامہرباں) نقاب الٹتا ہے۔

لغات:- دست بستن - بے بس کرنا - مطیع کرنا۔

مطلب:- ہمارے محبوب کے حسن کا اگرچہ وہ نامہربان ہے یہ عالم ہے کہ جب وہ نقاب اُلٹتا ہے تو ماہ و مہر بے حقیقت ثابت ہوتے ہیں اور اُن کا بے نور اور بے رونق ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے محبوب کا چہرہ اُن کے مقابلہ میں کیسا پر نور اور خوبصورت ہے۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ جب طالب کو تجلیات قدس کا شاہدہ ہوتا ہے تو ان جلوہ آرائیوں کے سامنے حسینان مجازی کا حسن و جمال بالکل بے حقیقت نظر آتا ہے۔ یا جب ذات کی تجلیات کا آغاز ہوتا ہے تو صفات کی گرم بازاری سرد ہو جاتی ہے۔

از خیالم بازنشناسد کسے   گر در آغوشش بہ بینم شب بخواب

ترجمہ:- مجھ میں اور خیال میں کوئی تمیز نہ کر سکے اگر کسی دن رات کو میں یہ خواب دیکھ لوں کہ وہ میری آغوش میں ہے۔

لغات:- خیال - صورت موہومہ۔

مطلب:- اگر خواب کے عالم میں بھی مجھے وصال کی دولت میسر آجائے تو یہ سرمستی و بیخودی میری حالت میں اس قدر انقلاب پیدا کردیگی کہ میری مادی اور جسمانی ہستی فنا ہوجائیگی اور پھر یہ فیصلہ دشوار ہوگا کہ میں عالم خیال کا ایک نقطۂ موہوم ہوں یا عالم مثال کی ایک ہستی

از برائے بادہ مے باید زدن   محتسب را حد بے حد و حساب

ترجمہ:- شراب کے لیئے محتسب کو بے حد اور بے حساب سزا دینی چاہیئے۔

لغات:- بادہ - شراب - محتسب - کوتوال - نگراں - وہ عہدیدار جو امور شرعیہ کی نگرانی کرے - حد - سزا - شرعی سزا - حد - انتہا۔

مطلب:- محتسب ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے اور ہمیں شراب سے روکتا ہے پس محتسب کی اس حرکت پر اُسے بے حد اور بے حساب سزا دینی چاہیئے۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ اُن ظاہر بیں اور ظاہر پرست لوگوں کو کافی سزا ملنی چاہیئے جو باطنی دنیا سے بے خبر ہماری روحانی سرمستی اور عرفانی بیخودی پر معترض ہیں۔ اگرچہ خواجہ صاحب کا مقصد تو یہ ہوگا لیکن شعر کا یہ مطلب بھی نکلتا ہے کہ محتسب کو چاہیئے کہ شراب کی بنا پر بے حد اور بے حساب سزا دے۔

سوز مستاں گر بداند محتسب   در دم از مے شاں زند بر آتش آب

ترجمہ:- اگر محتسب مستوں کے سوز دل سے واقف ہو تو اس آگ پر پانی کی جگہ شراب کے چھینٹے دے۔

مطلب:- محتسب بادہ نوشوں کے ساتھ جو بدسلوکی کر رہا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اُن کے اندرونی حالات سے ناواقف ہے۔ اگر اُسے معلوم ہو کہ مستوں کے دلمیں کیسی آگ لگی ہے تو وہ خود ہی اس آگ کو بجھانے کے لیئے پانی کی جگہ شراب استعمال کرے۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ اگر ظاہر بیں لوگ بادۂ عرفاں کی سرمستیوں اور باطنی مشاہدات و جلیوں سے آگاہ ہوجائیں تو کبھی نکتہ چینی کی جرأت نہ کریں بلکہ وہ بھی اسی کے خواہشمند ہوں کہ خمخانۂ سرمدی کے ان بیخودوں کی وارفتگی اور خود فراموشی میں کمی نہ واقع ہو۔

حافظا وعظ و نصیحت گو مکن   ترک ترکان خطا نبود صواب

ترجمہ:- اے حافظ کہدو کہ وعظ اور نصیحت نہ کریں۔ کیونکہ خطا کے معشوقوں کو ترک کردینا اچھی بات نہیں۔

لغات:- ترک - چھوڑنا - تُرک - معشوق - خطا - یا ختا - ترکستان اور چین کے درمیان ایک شہر کا نام ہے جس کے باشندے اپنے حسن و جمال میں خاص امتیاز رکھتے ہیں - صواب - ٹھیک - درست - اچھا۔

مطلب:- اے حافظ واعظوں اور نصیحت کرنے والوں سے کہدو کہ وہ اپنے وعظ و نصیحت سے ہمیں معاف رکھیں۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ خطا کے معشوقوں کو چھوڑ دیا جائے۔ (خطا اور صواب میں جو شاعرانہ لطافت ہے وہ ظاہر ہے اور شاید یہی اس مضمون کی آفرینش کا باعث ہوئی ہے)

غزل

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب   کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب

ترجمہ:- اللہ اللہ آج رات کو میں کیسی دولت کا مالک ہوں کیونکہ آج رات کو یکایک میرا محبوب آپہونچا ہے۔

لغات:- تعالے اللہ - اللہ بزرگ و برتر ہے - اللہ اللہ - سبحان اللہ - زہے قسمت

مطلب:- عاشق کے لیئے اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہوگی کہ اُسے وصال کی شادکامی نصیب ہو اور پھر وہ بھی شب کو ناگہاں - پس خواجہ صاحب جو شب کے کسی حصہ میں تجلیات باری سے فیضیاب یا معشوق مجازی کی آمد ناگہاں سے شادکام ہوئے ہیں اپنی خوبیٔ قسمت پر اظہار مسرت کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ اللہ میں آج کیسا خوش نصیب اور کیسی دولت سے مالامال ہوں کہ میرا محبوب یکایک مجھسے آملا ہے۔

(باقی آئندہ)

(از مولانا سید ظہور احمد صاحب جہاں ایڈیٹر)

شرحِ گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

چندانکہ پاسے از شب درگذشت

ترجمہ :- جب کچھ رات گزری

قرص خورشید در سیاہی شد یونس اندر دہان ماہی شد

ترجمہ :- خوب تاریکی چھاگئی (آفتاب کی ٹکیا سیاہی میں چھپ گئی - یونس مچھلی کے مونہہ میں چلاگیا)

لغات :- قرص - ٹکیا - روٹی - یونس - حضرت یونس علیہ السلام خدا کے پیغمبر - جماعت کی سرکشی سے تنگ آکر ترک وطن پر مجبور ہوئے - سفر میں آپ کو ایک مچھلی نگل گئی -

مطلب :- آفتاب کی ٹکیا سیاہی میں ایسی ڈوب گئی جیسے حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے - مدعا یہ ہے کہ بالکل رات ہوگئی - بعض شارحین کے نزدیک ان دونوں مثالوں سے مراد یہ ہے کہ چوروں کا گروہ نیند میں غرقاب ہوگیا - بہرحال جب ایسا ہوا تو -

مردان دلاور از کمین گاہ بدر جستند و دست یکان یکان بر کتف بستند. بامدادان بدرگاہ ملک حاضر آوردند ہمہ را بکشتن فرمود - اتفاقاً دراں میاں جوانے نو میوۂ عنفوان شبابش نو رسیدہ و سبزۂ گلستاں عذارش نو دمیدہ -

ترجمہ :- بہادر سپاہی اُن مقامات سے جہاں وہ تاک لگائے بیٹھے تھے ایک دم نکل پڑے اور ایک ایک کرکے سب کو باندھ لیا - صبح کو بادشاہ کے دربار میں اُنہیں حاضر کیا - بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کو قتل کر دیا جائے - اتفاق سے اِس گروہ میں ایک جوان بھی تھا بالکل نوخیز اور سبزہ آغاز -

لغات :- یکان یکان - ایک ایک - ایک ایک کرکے - کتف - شانہ (دست بر کتف بستند - شانہ پر ہاتھ باندھ دیئے) بامدادان - بامداد - سحر - صبح - اتفاقاً (اتفاق - متفق ہونا - ایرانی - ایک الف کا اضافہ کرکے ناگاہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں) اتفاق سے - ناگہاں - عنفوان ہر شے کا ابتدائی حصہ - جوانی کی ابتدا - (میوۂ عنفوان شبابش نورسیدہ - اُسکی جوانی کے آغاز کا میوہ ابھی نورس تھا یعنی پختگی کو نہیں پہونچا تھا) عذار - رخسار - گال (سبزۂ گلستاں عذارش نو دمیدہ - اُس کے رخساروں کے باغ کا سبزہ اُگا ہی تھا)

مطلب :- جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا اور چوروں کا گروہ گہری نیند میں غافل ہوگیا تو مردان دلاور اپنی کمینگاہوں سے نکلے اور یکایک موقع پر پہونچکر سب کو باندھ لیا - صبح کو یہ جرائم پیشہ جماعت بادشاہ کے حضور میں پیش ہوئی - بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کو قتل کر دیا جائے - اتفاق سے اس گروہ میں ایک نوجوان بھی تھا جس نے ابھی ابھی نوجوانی کی منزل میں قدم رکھا تھا اور رخساروں پر سبزہ کا آغاز ہوا ہی تھا -

یکے از وزیران پائے تختِ ملک را بوسہ داد و روئے شفاعت بر زمین نہاد و گفت ایں پسر ہمچناں از باغ زندگانی برنخوردہ است و از ریعان جوانی تمتع نیافتہ - توقع بکرم و اخلاق خداوندی آنست کہ بہ بخشیدن خونِ اُو بر بندہ منت نہد -

ترجمہ :- ایک وزیر نے تخت شاہی کو بوسہ دے کر نہایت ادب کے ساتھ سفارش کی اور عرض کیا کہ اس لڑکے نے تو ابھی زندگی کا کچھ بھی لطف حاصل نہیں کیا اور اپنی نوجوانی سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا ہے - مجھے حضور کے اخلاق و کرم سے امید ہے کہ اُس کا خون معاف کرکے مجھپر احسان فرمائیں گے -

لغات :- ہمچناں - ویسے ہی - ابھی تو - ریعان - بہتر ہر شے - بہترین حصۂ شباب نوجوانی - تمتع (از مشارع) فائدہ اٹھانا - توقع - امید -

مطلب :- وزرائے دربار میں سے ایک وزیر کو اس لڑکے کی حالت پر ترس آیا - اُس نے آداب شاہی کے مطابق پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور پھر مؤدبانہ سر جھکا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس لڑکے نے تو ابھی دنیا میں کچھ نہیں دیکھا ہے - اور اپنی نوجوانی سے ذرا بھی لطف نہیں اُٹھایا ہے جہاں پناہ اِسے بخشدیں تو مجھپر بہت احسان ہوگا - مجھے شاہانہ اخلاق و مہربانی سے امید ہے کہ میری درخواست قبول فرمائی جائیگی -

ملک روئے ازیں سخن درہم آورد و موافق رائے بلندش نیامد و گفت

ترجمہ :- بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری اور اُس کی بلند رائے اس سے متفق نہ ہوئی اُس نے کہا -

لغات :- روئے درہم آوردن - ناخوش ہونا -

پرتو نیکاں نہ گیرد آنکہ بنیادش بدست تربیت نااہل را چوں گردگان بر گنبد ست

ترجمہ :- جسکی بنیاد بری ہے وہ نیکوں کی روش اختیار نہیں کرتا - نااہل کی تربیت ایسی ہے جیسے گنبد پر اخروٹ -

لغات :- پرتو - عکس - روش - طریق - نااہل - نالائق جسمیں اہلیت نہ ہو - گردگان اخروٹ - کوئی گول چیز -

مطلب :- بادشاہ وزیر کی درخواست سے ناخوش ہوا کیونکہ وہ بڑا تجربہ کار اور دانشمند تھا - وزیر کی رائے سے اُسکی رائے متفق نہیں ہوئی اور اُس نے یہ شعر پڑھا کہ جس شخص کی اصل اور بنیاد اچھی نہ ہو وہ اچھے آدمیوں کا طریقہ اختیار نہیں کر سکتا جو لوگ اہلیت نہیں رکھتے اُنکی تربیت بے سود ہے جسطرح کسی گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھہر سکتا اُسی طرح ایک نااہل اور نالائق آدمی کے دلمیں اچھے خیالات نہیں ٹھہر سکتے -

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

واردات قلب

قضا و قدر کی بے نیازی اور بے حسی دیکھو - امیر و غریب اور شاہ و گدا میں کوئی امتیاز نہیں - سیلاب جب بڑھتا ہے تو مظفر الدولہ کی محلسرا دیکھتا ہے نہ ایک بیکس بیوہ کا خسخانہ - زلزلہ جب آتا ہے تو ایوان شاہی کے کنگرے بھی اُسی طرح جنبش میں آتے ہیں جسطرح کاشانۂ گدائی کے ستون - آندھیاں جب چلتی ہیں تو شبستان عشرت کی کافوری شمع اور سیاہ خانۂ غربت کے جاں بلب چراغ میں کوئی امتیاز نہیں کرتیں - تپ و مرض جب سفاکی پر آمادہ ہوتے ہیں تو نہ جوانی پر اُنہیں ترس آتا ہے نہ بچوں کی ناتوانی پر - آہ ہمیں اس بے نیازی سے مقابلہ کرنا ہے - اس کے لیئے ہمیں پتھر کا کلیجہ چاہیئے - اس کے لیئے ہمیں بڑے عزم و ہمت کی ضرورت ہے - اس کے لیئے ہمیں ایک ایسا دل مطلوب ہے جو درد کی نشترزنی پر بیقرار نہ ہو اور ایک ایسی آنکھ درکار ہے جو غم کا مجسمہ دیکھے مگر اشکبار نہ ہو -

---

صلاحیت اور استعداد کے لحاظ سے کائنات کی کوئی چیز ہیچ اور ناچیز نہیں - ہر ذرہ میں آفتاب ہر قطرہ میں دریا اور ہر سنگریزہ میں ہمالہ بننے کی طاقت موجود ہے - البتہ مشیت کی توفیق اور حالات کی مدد درکار ہے - کاغذ کے ایک پرزہ پر غور کرو کیسا بے حقیقت اور ناقابلِ التفات ہے لیکن اگر اُسپر تمہارے محبوب کی تحریر ہو؟ پھر تو تم اُسے آنکھوں سے لگاؤ گے - اور کوشش کروگے کہ پہلو چیر کر دل میں رکھ لو - اگر اُسپر ایک مصور نے قلمکاریاں کی ہوں؟ تو فن کے قدردان اُس کے لیئے سیکڑوں روپے صرف کر دینگے - لکڑی کے ایک ٹکڑے کو دیکھو - کسی باورچی کے پاس جا پڑے تو وہ اُسے چولھے میں پھونک کر تمام فطرتی استعدادوں کو فنا کر دیگا لیکن اگر تقدیر اُسے حرفتی دست و بازو تک پہونچا دے تو اوزاروں کی چند جنبشیں اُسے شاہی ایوانوں کے لیئے باعث رونق بنا دینگی - یہی حالت تمہارے دل کی ہے - گویا وہ کاغذ کا ایک پرزہ ہے اگر تم اُس کی طرف سے بے پروائی کروگے تو حرص و ہوا کی آندھیاں اُسے نجاستوں میں پھینک دینگی لیکن اگر تم اُسپر گلکاری کیلئے آمادہ ہوگے تو وہ قدرت کے نگارخانے میں کافی وقعت حاصل کرے گا - گویا وہ لکڑی کا ایک ٹکڑا ہے - اب یا تم اُسے نفس پرستیوں کی آگ میں پھونک دو اور یا نفس کشی کی بدولت اُسے اتنا قیمتی بنا لو کہ ملاءِ اعلیٰ کی مقدس شاخیں اُس پر رشک کریں -

---

انسان بے صبر ہے - بے صبری کی وجہ سے وہ ہمیشہ فوری فوائد کا آرزومند رہتا ہے - وہ نقد کو اُدھار پر اور امروز کو فردا پر ترجیح دیتا ہے - یہی بے صبری دین و دنیا کی بربادی کا باعث ہو جاتی ہے - ایک نوجوان اپنی تعلیم میں مصروف ہے اگر اُس نے صبر سے کام لیا اور تعلیم کو آخری منزل تک پہونچا دیا تو زندگی کا باقی حصہ آسائش و نیکنامی کے ساتھ بسر کریگا لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے - وہ درمیانی منزل تک پہونچکر اُکتا جاتا ہے - وہ چاہتا ہے کہ محنت کا ثمرہ مجھے ابھی مل جائے - فوری مفاد کیسا ہی بے حقیقت ہو لیکن وہ اُسپر قناعت کرکے اپنے درخشاں مستقبل کو تاریک بنا دیتا ہے - ہزارہا انسان جو دنیا کی ترکتازیوں میں واماندہ اور ناکام ہیں اُن کی ناکامی اور واماندگی کا یہی سبب ہے کہ اُنہوں نے پختگی کا انتظار نہیں کیا اور کچے پھلوں پر ٹوٹ پڑے - یہی بے صبری آخرت کی ناکامی کا باعث ہوتی ہے - کون نہیں جانتا کہ دنیا چند روزہ ہے - فانی ہے اس کے رنج و راحت کو بقا نہیں اور کسے معلوم نہیں کہ دنیا کے بعد جو عالم آنیوالا ہے وہ جاودانی ہے اور غیر محدود و لازوال ہے لیکن اس علم و یقین کے باوجود بے صبر انسان دنیا کو عقبیٰ پر ترجیح دینے کے لیئے آمادہ ہو جاتا ہے - وہ دُنیا کی عارضی مسرت کے مقابلہ میں عاقبت کے دائمی عذاب کا خیال نہیں کرتا - اور وہ دنیا کی عارضی تکلیف و محنت سے جسپر عقبیٰ کی سرمدی راحتیں موقوف ہیں اُکتا جاتا ہے پس ہم کو چاہیے کہ صبر کو اپنا شعار بنائیں بے صبری اور عجلت پسندی کو ترک کریں کیونکہ دارین کی فلاح و شادمانی صبر و استقامت پر موقوف ہے

بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں کے نام سُنکر اور اُن کے سائن بورڈ دیکھ کر جنپر کئی کئی سطروں میں ڈگریوں کے حروف مرقوم ہوتے ہیں لوگو کیسا اطمینان ہوتا ہے کہ اِن کی مسیحانفسی ہم کو موت سے بچالیگی یا کم از کم موت سے پہلے مرنے نہ دیگی لیکن جب عناصر کا اعتدال برہم ہوتا ہے - جب مرض طبیعت پر غالب آجاتا ہے جب کوئی تکلیف بیمار سے چین چھین لیتی ہے اور جب انسان زندگی کی آخری حدود تک جا پہونچتا ہے جسکے بعد عالم ہو کے سوا کچھ نہیں اُسوقت معلوم ہوتا ہے کہ بے بسی اور بے چارگی میں مریض اور طبیب دونوں برابر ہیں - اُسوقت اندازہ ہوتا ہے کہ دو دو سطروں میں آنے والے حروف خطابات حروف مہملہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے - اُسوقت بیمار کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ مشیت کے مواج سمندر میں ایک پتہ کی طرح چلا جا رہا ہے اور معالجین دور ساحل پر کھڑے ہوئے اپنی اور اُس کی بے بسی کا تماشا دیکھ رہے ہیں - ایسی خوفناک مثالیں جب انسان کے سامنے آتی ہیں اور جبکہ وہ گرداب بلا کی گردشوں کا اتفاق ہوتا ہے تو حقیقت اُسکی سمجھ میں آجاتی ہے کہ ایک تھمتی ہوئی نبض کو اُسکی اصلی حرکت پر لانا - ایک مائل بسکون قلب کو دوبارہ متحرک کرنا - پتھرائی ہوئی آنکھوں کو از سرنو پرنور بنانا اور ایک بے جان قالب میں

نئی روح پھونکنا طبیبوں اور ڈاکٹروں کا کام نہیں بلکہ صرف اُس شافی مطلق کی مہربانی پر موقوف ہے جو مرض اور صحت دونوں پر حکمراں ہے -

---

ایک تو یہ کہ آدمی سے بہ تقاضائے آدمیت کوئی گناہ سرزد ہو جائے لیکن ارتکاب گناہ کے بعد وہ نہایت نادم ہو - آئندہ کبھی اُسکا اعادہ نہ کرے اور بارگاہ ربوبیت میں سربسجود ہو کر معافی کا خواستگار ہو - امید ہے کہ خدائے مہربان ایسے گناہوں سے درگزر کرے گا اور اُن سے ایمانی قوتوں میں کوئی ضعف نہ پیدا ہوگا - دوسری صورت یہ ہے کہ انسان گناہ پر گناہ کرے - جانتا ہو کہ یہ گناہ ہے لیکن پھر بھی اُس کا مرتکب ہوتا ہو - اِس صورت میں انسان فاسق و فاجر ہو جاتا ہے اور اُس کی ایمانی طاقت میں ضعف آ جاتا ہے - تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہو اور قرآن و حدیث کے کھلے ہوئے احکام کے باوجود اُسے گناہ سمجھے - اپنی رائے سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے - ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے اور قہر الٰہی کے فرشتے اُس سے تمام ایمانی قوتیں چھین لیتے ہیں - ایسے بہت سے گناہ جنکو جان بوجھ کر ہمنے اختیار کیا ہے - اور کبھی کبھی فرعونی اور نمرودی سرکشی بھی ہم میں پیدا ہو جاتی ہے اور ہم گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام نہیں سمجھتے - ایسی حالت میں ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی اور ہمارا ایمان ہم سے چھن جاتا ہے - اور بہشت کی فہرست سے ہمارا نام کاٹکر دوزخ کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے کیونکہ ہم کافر ہو جاتے ہیں - لیکن اِس تغیر کا ہمیں اتنا احساس ہی نہیں ہوتا جتنا اُس کے رجسٹر میں درج ہو جانے سے ہمارا دل مضطرب ہو سکتا ہے - اگر شریعت کی اصطلاح ہمیں کافر کہتی ہے تو کہا کرے - ہم کفر سے کیوں ڈریں - تعزیراتِ ہند میں کوئی دفعہ نہیں جو کفر پر عائد ہو سکے - اور ایک لمحہ کے لئے ہمیں جرمانے یا سزا کا خوف دلا سکے - رہا دوسری دنیا کا خطرہ تو وہ اِس مصرع کے زبان پر آتے ہی کافور ہو جاتا ہے کہ "عاقبت کی خبر خدا جانے"

کسی دن جب تم عالم تنہائی میں بیٹھے ہو - رات کی خاموشی فضا پر طاری ہو اور ایک موم بتی تمہارے سامنے روشن ہو اُسوقت خیالات کو یکسو کر کے موم بتی پر نظر جماؤ اور غور کرو کہ یہی حالت تمہاری عمر کی ہے - جسطرح موم بتی کا ایک حصہ جل چکا ہے اور باقی تیزی کے ساتھ جل رہا ہے اسی طرح تمہاری عمر کا ایک حصہ گزر چکا ہے اور باقی تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے جسطرح موم بتی کا جلا ہوا حصہ اب دنیا کی کوئی طاقت واپس نہیں لا سکتی - اِسیطرح تمہاری عمر کا گزرا ہوا حصہ اب تمہیں دوبارہ نہیں مل سکتا - موم بتی اور تمہاری عمر میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے لیکن ایک بات میں اختلاف ہے - یعنی موم بتی کی مدت حیات اور عرصۂ انتہا سے تم واقف ہو لیکن اپنی عمر کے متعلق تم کچھ نہیں جانتے - تم ہرگز نہیں بتا سکتے کہ تمہاری عمر میں اب ایک لمحہ باقی ہے یا ایک دن یا ایک ماہ یا ایک سال یا ایک صدی - ایسی حالت میں تمہاری زندگی ابر اشکبار اور برف کی طرح پگھل کر تیزی سے فنا ہو جانیوالی موم بتی سے بھی زیادہ بے ثبات اور ناپائدار ہے - تاہم اُسکی زندگی کامیاب ہے اُسے بنانے والے نے جس مقصد سے بنایا تھا وہ تکمیل کو پہونچ گیا یعنی ابتک وہ در و دیوار پر نور پاشی کرتی رہی اور جب تک وہ جلیگی تمہاری پتلیاں اُس سے روشنی کا اکتساب کرینگی - لیکن تم بتاؤ کہ تمہاری زندگی بھی کامیاب ہے ؟ تم نے بھی اُن مقاصد کی تکمیل کی ہے جنکے لیئے تم دنیا میں آئے ہو ؟ تم میں بھی ایک موم بتی کی طرح سوز و گداز اور اس سے بڑھ کر یہ کہ فیضان عام کا مادہ پایا جاتا ہے ؟ تم بھی دوسروں کی ضیا بخشی کے لیئے اپنے آپ کو جلاتے ہو اور دوسروں کے فائدے کے لیئے نقصان اُٹھاتے ہو ؟

اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ تم کتے ہو وہ بے اختیار بھونکنے لگے گا اور اگر کسی سے کہا جائے کہ تم گدھے ہو تو وہ دولتیاں جھاڑنے پر آمادہ ہو جائے گا - اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہونے کے مغالطہ میں مبتلا ہے - بے شک انسان اشرف المخلوقات ہے مگر اُسیوقت جب اپنی فطرتی استعدادوں کو اُبھارے اور بہیمیت کو مغلوب کر کے اپنی ذات میں ملکی صفات پیدا کرے - ورنہ وہ ایک ادنےٰ جاندار سے بدتر ہے - خالق کائنات نے ہر نوع مخلوق کو ایک نہ ایک ایسا وصف عطا کیا ہے جو اُسی کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرے میں نہیں پایا جاتا مثلاً ایک گدھے میں جو مسکینی اور بردباری پائی جاتی ہے وہ اُسی کا حصہ ہے - ایک گدھا باربرداری کی جو طاقت رکھتا ہے وہ ایک شیر میں نہیں پائی جاتی - اور اس لیئے یہ تسلیم کرنے میں کسے انکار ہو سکتا ہے کہ اس نقطۂ نظر سے گدھا شیر پر فوقیت رکھتا ہے - کتا نجس عین ہے لیکن اس عینی نجاست کے باوجود اُس میں وہ صفات عالیہ پائی جاتی ہیں جو سالہا سال کی ریاضت اور نفس کشی کے بعد بھی ایک درویش کو بدرجۂ کمال حاصل نہیں ہوتیں - اگر کسی انسان میں یہ اخلاق حمیدہ پیدا ہو جائیں تو وہ انسانیت کی بلند ترین منزل تک پہونچ سکتا ہے - کتے میں دس خصلتیں پائی جاتی ہیں جنکو درویشی کی روح کہنا چاہیئے (۱) وہ صحیح معنی میں فقیر ہے یعنی اُسکی ملکیت میں کچھ نہیں ہے - (۲) زمین اُس کا بچھونا ہے - (۳) اگر مالک اُسے مارتا ہے تو بھی وہ اُس کا در چھوڑ کر کہیں نہیں جاتا - (۴) مالک اُسے جو کچھ دیتا ہے اُسپر راضی اور قانع ہے - (۵) وہ زیادہ تر خاموش رہتا ہے - (۶) اپنے مالک کے دروازہ کا محافظ ہے اور شب بیدار ہے (۷) اکثر اوقات بھوکا رہتا ہے (۸) مخلوق میں اُسکی کوئی عزت نہیں - ہر شخص اُسے حقیر سمجھتا ہے - (۹) دشمنوں پر جھپٹتا ہے اور دوستوں سے تعارض نہیں کرتا - (۱۰) جب وہ مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا ۔

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

کلمات الرسول ؐ

(ایڈیٹر رسالہ اسوۂ حسنہ)

(۱) کاموں کا دارومدار نیتوں پر ہے جس کی جیسی نیت ہوگی اس کو ویسا ہی پھل ملیگا۔

(۲) حیا ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے۔ یعنی ایماندار آدمی میں شرم ضرور ہوتی ہے۔

(۳) مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ (قول وفعل) سے دوسروں کو رنج نہ پہونچے اور مومن وہ ہے جس سے سب کی جان و مال کو امن ہو۔

(۴) کامل ایمان والا وہی ہے جو خدا واسطے دوستی اور خدا واسطے دشمنی رکھے اور جو کچھ دے خدا واسطے دے اور جہاں نہ دے وہ نہ دینا بھی خدا واسطے ہو یعنی نیک کام والوں سے ملے اور بدکاروں سے بچے اور اچھے کام میں دے اور بُرے کام میں نہ دے۔

(۵) جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں اور جو اپنی بات پر قایم نہیں وہ دیندار نہیں

(۶) جو نیک کام کرنے سے خوش اور بُرے کام سے رنجیدہ ہو تو جان لینا چاہئے کہ وہ ایمان والا ہے۔

(۷) اسلام میں وہی لوگ داخل ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ مصیبت میں بیدل ہو کر گھبراتے نہیں۔ آنے والی مصیبت سے مضطرب و پریشان نہیں ہوتے اور سخاوت کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں میں افضل وہ ہیں جنکی گفتار و کردار سے کسی کو نقصان نہ پہونچے اور تمام ایمان والوں میں افضل وہ ہیں جنکی عادتیں نیک ہوں۔

(۸) افضل ایمان کا مرتبہ آدمی کو اسوقت ملتا ہے جب خدا واسطے محبت اور خدا واسطے عداوت ہے اور ہر دم اللہ کا نام زبان پر ہو اور یہ مرتبہ اسوقت حاصل ہوتا ہے جب اپنا فائدہ دوسروں کے فائدہ میں اور اپنا نقصان دوسروں کے نقصان میں سمجھ کر عمل کرے۔

(۹) زناکار حرام کرنے میں اور چور چوری کرنے میں اور شرابی شراب پینے میں اور قاتل قتل کرنے میں ایمان والا نہیں ہوتا۔

حصول معاش

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے اُٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیشے کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ درزی کا کام۔ آپ نے فرمایا اگر تو راستی سے یہ کام کرے تو بہت اچھا ہے۔ قیامت کے دن تو ادریس ؑ پیغمبر علیہ السلام کے ہمراہ بہشت میں جائیگا۔ پھر ایک اور آدمی نے اُٹھ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیشے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ کھیتی باڑی۔ آنجناب نے فرمایا یہ بہت اچھا کام ہے۔ اسواسطے کہ یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔ یہ مبارک اور فائدہ مند کام ہے۔ خداوند تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے تجھے برکت دیگا اور قیامت کے دن بہشت میں تو حضرت ابراہیم ؑ کے نزدیک ہوگا پھر ایک اور آدمی نے اُٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رائے میں میرا پیشہ کیسا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے، اس نے عرض کی کہ میرا کام تعلیم ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے کام کو خداوند تعالےٰ بہت ہی اچھا جانتا ہے۔ اگر تو خلقت کو نصیحت کرے گا تو قیامت کے دن حضرت خضر علیہ السلام کا سا ثواب تجھے ملیگا۔ اور اگر تو عدل کریگا تو آسمان کے فرشتے تیرے لئے معافی کے خواستگار ہونگے پھر ایک اور آدمی نے اُٹھ کر عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیشے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ سوداگری۔ آنحضرت نے فرمایا اگر تو راستی سے یہ کام کریگا تو بہشت میں پیغمبر کا ہمراہی ہوگا۔

پھر فرمایا کہ روزی کمانیوالا خدا کا دوست ہوتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ نماز ہر وقت ادا کرے۔ اور شریعت کی حد سے قدم باہر نہ رکھے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایسا روزی کمانے والا خدا کا پیارا ہے اور خدا کا صدیق ہے۔

(ماخوذ)

شیطان کو کیوں پیدا کیا

ہاں شیطان کے وجود میں ایک فلسفیانہ راز بھی موجود ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر انسان کی سرشت خیر محض ہوتی ہے۔ اور اُسکی طبیعت کلیتہً خیر ہی کی طرف مائل ہوتی اور اُسے بدی کا میلان تک نہ ہو سکتا تو پھر اُس کے وجود میں کوئی فضیلت اور شرف کی بات نہ ہوتی ملائکۃ اللہ کا میلان طبیعت بدی کی طرف ہے ہی نہیں۔ اور اُن کا جھکاؤ ہی خیر کی طرف ہے۔ پس اُن کے لئے نیک ہونا کوئی فضیلت اور شرف کی بات نہیں۔ کیونکہ شر کی طرف اُنکا جھکاؤ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس کمال کیا ہوا۔ کمال یہ ہوتا ہے کہ ایک وجود جس کی طبیعت میں بُرائی اور بھلائی دونوں کی طرف میلان ہے۔ شر کا زور کے ساتھ مقابلہ کر کے میدان جیت جائے۔ اور خیر کی طرف متوجہ ہو جائے۔ پس کمال ہمیشہ جذبات نفسانی کا مقابلہ کرتا ہے۔ ایک ہیجڑا اگر زنا کی طرف مائل نہیں۔ تو یہ اُس کا کوئی کمال نہیں وہ زنا کی طرف رغبت ہی نہیں رکھتا۔ ایسا ہی جس شخص کے آنکھیں نہیں۔ وہ بدنظری سے بچنے کا ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔ جسکے کان نہیں وہ بُری باتوں کے سننے سے بچنے کا اجر نہیں لے سکتا۔ تو بات یہ ہے کہ انسان کا کمال جذبات نفسانی کے مقابلہ سے ہے اور یہی امر اُس کے لئے کمال اور شرف فضیلت کا موجب ہے جسکی وجہ سے وہ اشرف مخلوقات کہلاتا ہے۔

پس خدا تعالےٰ نے جس طرح انسان کے اندر دو قوتیں پیدا کر دی ہیں۔ ایک شہوانی جو انسان کو گناہوں کی اور بُری خواہشات کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری عقلی جو قبح اشیا ظاہر کر کے بُرے کام سے روکتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے خارج میں بھی پیدا کیا حاتم

ایک لمہ شیطان مقرر کر دیا ہے۔ اور ایک فرشتہ جو شخص قوائے شہوانی کو ترجیح دیتا ہے۔ اور ہوائے نفسانی کا بندہ بنتا ہے اُسکی لمہ شیطان تائید کرتا اور اپنے رنگ سے رنگین کرلیتا ہے۔ اور جو شخص قوائے عقلیہ کو غالب رکہتا اور ہدایت ربانی کا پابند بنتا ہے۔ اُس کی فرشتہ آسمانی مدد کرتا اور اپنے رنگ میں رنگین کرلیتا ہے۔ اور اس طرح دونو قسم کے لوگ اپنے اپنے افعال کے بموجب اپنے اپنے مقام کی طرف کھچے جاتے ہیں۔ ہوائے نفسانی کے بندے اولیاء الشیطان بن جاتے ہیں۔ اور اسفل السافلین میں جگہ پاتے ہیں۔ اور ہدایت ربانی پر عمل کرنے والے اولیاء الرحمان کی طرف کھچے جاتے ہیں اور آسمان پر پرواز کرجاتے ہیں۔ ہر ایک فرقہ اپنے اپنے مرکز اور مقام کی طرف کہنچا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فریقا ھدی و فریقا حق علیھم الضلالۃ انھم اتخذوا الشیطن اولیاء من دون اللہ الخ جسطرح انسان کی اندرونی قوائے شہوانی پر عقل غالب آکر میدان مارتی اور بازی جیت جاتی ہے۔ اسی طرح ہادی الی الخیر دخیر محض کی تاثیر جاذب شر پر غالب آکر اور عشق الٰہی میں تمام خار دار جہاڑیوں سے گزر کر مرد میدان کی طرح انسان ساحل قرب پر جا پہونچتا ہے اور ابدی وصال محبوب سے متلذذ ہوجاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے حفت النار بالشھوات و حفت الجنۃ بالمکارہ۔ ہاں زہر کو بھی اللہ تعالےٰ نے بالارادہ بنایا ہے۔ لیکن کسی کے کھانے پر راضی نہیں۔ اور اگر کوئی بے احتیاطی سے یا جان بوجھ کر کھا کر مرجائے تو نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے اُسے زہر کھلا کر مار ڈالا۔ یا اُس کے ہلاک کرنے پر راضی تہا بلکہ اگر جان بوجہ کر کھالیا ہے۔ تو یہ امر خودکشی بذات خود ایک جرم میں داخل ہے۔ پس اگر شیطان کو خدا نے بالارادہ بنایا ہے اور وہ ہوائے متعفن کی طرح بگڑ کر مظہر شر اور منبع شر ہوگیا۔ تو خدا تعالےٰ کی ہرگز ہدایت نہیں ہے کہ لوگ اُس کے قابو میں آئیں یا اُسکی طرف قدم اُٹھا کر جائیں بلکہ وہ ایک روک سے زیادہ نہیں ہے کہ اُس سے گزر کر اور اُس کی کچھ پرواہ نہ کرکے عاشقان الٰہی قرب ربانی کا میدان جیت لیں اور ایک ابتلا سے بڑھ کر نہیں۔ تاکہ خدا کے خالص و مخلص اور سرکش بندے پرکھے جائیں ہم کو اللہ تعالےٰ نے مطلع فرمایا ہے کہ شیطان حیلہ باز تمہارا دشمن ہے۔ تمہیں خدا کی یاد سے غافل اور کاہل دیکھ کر اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیتا ہے جس سے ہم ہر وقت چوکتے رہ سکتے ہیں۔ اور خدا کی یاد سے غفلت اور کاہلی کو دل میں راہ ہی نہیں دیتے۔

قرآن کریم

(مولوی غلام دستگیر صادق سلطوی - جہلم)

خداوند تعالےٰ کا پاک کلام ہے۔ قرآن کریم معجزات کا ایک مجموعہ ہے۔ جسکا ادنےٰ سا معجزہ یہ ہے۔ کہ اسکے پڑہنے سے طبیعت کبھی سیر نہیں ہوتی۔ بہتر سے بہتر اور دلچسپ سے دلچسپ ادبی نمونہ کے پہر دوبارہ پڑہنے سے طبیعت اکتا جاتی ہے۔ مگر اُس پاک کلام کو جتنا بھی پڑہا جائے۔ اُتنی ہی زیادہ دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ یہانتک کہ قریش کے کافر رات کو پوشیدہ گلی میں کھڑے ہوکر جبکہ نبی کریم صلعم نماز پڑہا کرتے تھے آکر سنتے تھے۔ حارث کا بیٹا نضر اور ربیعہ کا بیٹا عتبہ اور ابوجہل ہشام جو کہ نہایت فصیح و بلیغ تھے حیران و پریشان رہ جاتے تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے۔ جبکہ نبی کریم صلعم نماز میں ایک سورۃ پڑھ رہے تھے۔ عتبہ بیہوش ہوگیا۔ اور ابوجہل سے کہنے لگا کہ یہ کسی بندے کا کلام نہیں ہے۔ بنی نوع ہی اس کلام کے شیدائی ہیں بلکہ جنات پر یاں بھی رسول کریم صلعم کا قرآن سننے آیا کرتی تہیں قولہ تعالیٰ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا۔ پس کہا انہوں نے کہ ہمنے بہت عجب قرآن سُنا۔ اس کے سماع نے ہزارہا سنگدلوں کو موم کیا لاکھوں گمراہوں کو راہِ مستقیم دکھایا جب حضرت عمرؓ نے یہ سنا کہ آپکی بہن اور بہنوئی مسلمان ہوگئے ہیں۔ تو مارے غصہ کے بیتاب ہوگئے اور باہر سے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو وہ اسوقت سورۃ طٰہٰ میں سے طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى پڑھ رہے تھے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ پر رعب طاری ہوگیا۔ اور دل و جان سے فریفتہ ہوگئے تھے۔ حتیٰ کہ ایکدن ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے پاس آکر پڑہا۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ تحقیق عذاب رب تیرے کا البتہ ہونیوالا ہے۔ اِس کو کوئی بھی نہیں ٹال سکتا۔ تو حضرت عمرؓ نے سُنکر نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے۔ لوگ آپکو اُٹھا کر گھر تک لے گئے۔ حضرت ایکماہ تک اس خوف سے بیمار رہے۔ ابو العباس عطا سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ روزانہ کتنی تلاوت کرتے ہیں۔ تو آپنے جواب میں کہا۔ کہ اس کے پہلے تو چوبیس گھنٹے میں دو ختم کیا کرتا تہا۔ مگر اب چودہ سال ہوئے ہیں کہ ابھی تک سورۂ انفال پر پہنچا ہوں۔ باوجود اِس تمام کے اللہ کریم نے ہر ایک فرد بشر کے لیئے حکم کیا ہے کہ پڑہو اور سنو۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ جب قرآن پڑہا جائے پس اسکو سنو اور چُپکے رہو۔ تاکہ رحم کیئے جاؤ۔ اور پھر اس کے مخالف گروہ کی مذمت کی ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ اللہ تعالیٰ نے اُنکے دلوں پر اور اُنکے کانوں پر مہر لگادی ہے اور آنکھوں پر پردہ ہے۔ قیامت کو اہل دوزخ کہیں گے۔ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ اگر ہم سُنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ میں نے سورۃ ہود سُنی۔ اور سورۃ ہُود نے مجھ کو بوڑہا کردیا اور یہ اسواسطے ہوا کہ اس سُورۃ مذکورہ میں فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ والی آیت موجود ہے حیرانی ہوئی کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ میں اس امر کے حکم کے مطابق قیام کرسکوں۔ دل کے رنج سے دل کی قوت چلی گئی۔ اور رنج پر رنج زیادہ ہوا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت صلعم ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر اور زور دیکر اُٹھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم یہ کیا ماجرا ہے باوجودیکہ آپ جوان اور تندرست ہیں۔ فرمایا سُورۃ ہود نے مجھ کو بوڑہا کر دیا ہے۔

ابو جعفر تابعین میں سے گزرے ہیں۔ صالح مریؒ نے اُن کے پاس ایک آیت پڑہی اور اُنہوں نے نعرہ مار کر جان بحق تسلیم کر دی۔

ابی الحواری کے بیٹے احمد روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک جنگل میں جارہے تھے کہ ایک جوان کو اُنہوں نے جنگل میں دیکھا جسکی کہ گدڑی پارہ پارہ ہورہی تھی اور ایک کنوئیں کے پاس کھڑا تہا مجھ سے کہا اے احمد تو وقت پر آیا ہے کوئی آیت سُنا۔ میں نے یہ آیت پڑہی کہ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یہ سنکر کہا۔ مجھے رب کعبہ کی قسم کہ ابھی ایک فرشتہ اسوقت میرے پاس آیا اور یہی آیت پڑہی اور اُسی وقت مرگیا۔ ثابت ہوا۔ کہ یہی ایک پاک کلام ہے جسمیں کہ اسقدر برکت اور تاثیر ہے۔ افسوس کہ آجکل کے مسلمان اِس نعمت

بے بہا سے بے بہرہ ہوئے جاتے ہیں۔ دنیاوی جاہ و حشم کے لئے ٹکریں مارتے پھرتے ہیں۔ مگر خالق کے دربار سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ فی زمانہ قرآن کریم کو رد ا جا پڑھا جاتا ہے۔ اور وہ بھی پہلی دفعہ۔ تلاوۃ تو دنیا سے مفقود ہوئی جاتی ہے۔ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لئے کیا تباہی ہوسکتی ہے وہ ایسے پاک کلام کو جسمیں دین اور دنیا کی نعمتیں مضمر ہیں بھلانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ چھوٹے بچوں کو خود پڑھ کر سنائیے۔ ہوشمند لڑکے لڑکیوں کو روزانہ باقاعدہ تلاوت کرائیے۔ بچے آپ عزیز رکھتے ہیں جنسے آپکو محبت ہے انکو اس نعمت کی اہمیت سے آگاہ کیجئے اپنے رشتہ داروں کو ہر ممکن طریقہ سے ترغیب دیجئے کہ وہ کلام الٰہی سے مستفید ہوں۔ دنیا بھر کا فلسفہ۔ کلام پاک میں موجود ہے۔ اسکو نہ صرف پڑھئے بلکہ اسپر عمل بھی فرمائیے۔ اور سعادت دارین حاصل کر لیجئے۔

فلسفۂ حیات

(از جناب سید محمد انور بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر۔ ایم۔ بی سکول مری)

اک رات میں نے خواب میں دیکھا یہ ماجرا — میں مبتلائے غم ہوں بیاباں میں جا رہا،

وہ دشت کیا تھا دشتِ بلا تھا کہ سربسر — چاروں طرف تھا اسپہ اندھیرا ہی چھا رہا

ہُو کا سماں تھا اور تھی آندھی بھی چل رہی — ہر ہر قدم پہ خوف تھا آنکھیں دکھا رہا

قندیلِ ماہتاب بھی پنہاں نظر سے تھی — ابرِ سیہ فلک پہ تھا سکہ جما رہا

بادل کی تھی کڑک کبھی بجلی کی تھی چمک، — خوف و ہراس تھا مرے دِل کو ستا رہا

عالم تھا اضطراب کا منظر تھا ہولناک، — مارے خطر کے مونہہ کو کلیجہ تھا آ رہا

رستہ نظر نہ آتا تھا ظلمت بَلا کی تھی — میں بحرِ رنج و غم میں تھا غوطے لگا رہا

دل نے کہا سنبھل یہ قیامت کی رات ہے

اس دشت میں اندھیرا ہے اور تیری ذات ہے

حیراں کھڑا تھا میں کہ کدھر جاؤں کیا کروں — راہ سوجھتی نہ تھی کہ اندھیرا بلا کا تھا

آندھی کا زور شور تھا ایسا کہ الاماں — جمتے نہ تھے قدم وُہ تلاطم ہوا کا تھا

دائیں طرف پہاڑ تھا مثلِ فلک بلند — چوٹی پر اُس پہاڑ کی ڈیرا قضا کا تھا

بجلی کے کوندنے سے نظر آیا سامنے — ایک بحر بیکراں جو سمندر فنا کا تھا

ساحل پہ اُس کے تھا شجرِ سر بلند اِک — اِس بے بسی میں گویا وہ سایہ ہما کا تھا

دل کو قلق تھا جان کو تھا سربسر عذاب — اس یاس میں سہارا اگر تھا خدا کا تھا

فضلِ خدا کہیں جو میرا حرزِ جاں ہوا

گرتا سنبھلتا پیڑ کی جانب رواں ہوا

ناگاہ سنائی دی مجھے آوازِ ہولناک — آواز تھی کہ صُور تھا یوم وعید کا

مُڑ کر جو کی نگاہ تو کیا دیکھتا ہوں میں، — طوفان آ رہا ہے بلائے شدید کا

دامانِ کوہسار سے اِک گرگِ زور مند — جسکی زباں پہ ورد ہے "ھَلۡ مِنۡ مَّزِيۡد" کا

سر توڑ آ رہا ہے کہ میرا کرے شکار — شب پر اُسے گمان ہوا روزِ عید کا

موذی کو دیکھتے ہی مرے ہوش اُڑ گئے — اور چھُٹ چلا تھا ہاتھ سے دامن اُمید کا

ہمت سے کام لے کے میں پہونچا شجر کے پاس — اِس کشمکش میں تھا وہ سہارا اُمید کا

ٹہنی پہ چڑھ گیا تو خشوع و خضوع سے — لایا زباں پہ شکر یہ ربِ مجید کا

اُس گرگِ جاں ستاں سے ملی جو اماں مجھے

بھلی تمام بھول گئیں سختیاں سب مجھے!

تختِ افق پہ اتنے میں مشرق کا شاہسوار — نیزہ کرن کا ہاتھ میں لیکر عیاں ہوا،

فوجِ ظلم کو ایسی ہزیمت ملی وہاں — تحت الثریٰ میں جا کے اندھیرا نہاں ہوا

مُرغانِ خوشنوا ہوئے شاخوں پہ نغمہ زن — پیدا طرب کا دشت و جبل میں سماں ہوا

نخل و شجر پہ وجد کی طاری تھی کیفیت — جوبن عجیب سبزہ پہ جلوہ فشاں ہوا

شاخِ خمیدہ پر تھا شگوفہ بھی کھل رہا — غنچہ وفورِ ذوق سے خندہ دہاں ہوا

ہر چیز میں عیاں تھا نیا دورِ زندگی — یا یوں کہو کہ مر کے یہ پیدا جہاں ہوا

وہ دشت تھا جو رات کو میدانِ پُربلا — اِس صُبح کے اُجالے میں آرامِ جاں ہوا

لیکن جو دیکھا غور سے میں نے سوئے زمیں

بیتاب ہو گیا وہیں میرا دلِ حزیں

کیا دیکھتا ہوں میں کہ وہ گرگِ ستم شعار — بیٹھا ہے میری گھات میں کھولے دہان کو

میں مُضطرب کہ اُس سے ملے کسطرح نجات — وُہ منتظر کہ تر کرے کام و زبان کو

اتنے میں ایک تازہ بلا پر نظر پڑی — صدمہ ہوا اِک اور دلِ ناتوان کو

دو مُوش ہیں کہ ایک سیاہ اک سفید ہے — دیتے ہیں وہ پیامِ قضا میری جان کو

یعنی کہ کھا رہے ہیں یکے بعد دیگرے — بیخ شجر کو یا میری جائے امان کو

اِس خوف و اضطراب سے میں تنگ جو ہوا — دستِ دعا بلند کئے آسمان کو

اُوپر جو دیکھا شہد کا چھتہ نظر پڑا — اُسکو جو دیکھا بھول گیا کُل جہان کو

اُنگلی سے اپنی شہد لگا میں نکالنے — اور اُس سے بہرہ ور کیا اپنی زبان کو

مکھیوں کے ڈنگ کی بھی نہ پروا ذرا ہوئی — کاٹا انہوں نے ہاتھ کو چہرے کو کان کو

وہ گرگ اور مُوش فراموش ہو گئے

مکھیوں کے نیش میرے لیئے نوش ہو گئے

پھر دیکھتا ہوں دہر کو تاریک و تار ہے — دشت و جبل میں ظلمتِ شب پردہ دار ہے

اِس تیرگی میں غیب سے آئی ندا مجھے، — اے بے خبر تو محوِ تماشائے کار ہے

پھنسکر مجاز میں تو حقیقت سے دور ہے — نسیان و کُفر اسی لیئے تیرا شعار ہے

یہ واقعات تو نے جو دیکھے ہیں حال میں — اور جنکے ہول سے تیرا دِل بیقرار ہے

اِن کی حقیقتوں پہ تہِ دل سے غور کر — سن لے سمجھ لے جان لے گر ہوشیار ہے

دنیائے پُر محن کی ہے تمثیل لاجواب — یہ دشتِ پُربلا جو تیرا رہگذار ہے

وہ نور جو کہ برقِ تپاں میں تھا جلوہ گر — وُہ نور۔ نورِ معرفتِ کردگار ہے

وہ بحرِ بیکراں ہے نظر کے جو سامنے — اِک شاہراہ جانبِ دارالقرار ہے

یہ نخل سربلند کہ بیٹھا ہے جسپہ تو — نخلِ حیاتِ عالمِ ناپائدار ہے

جو گرگ تو نے دیکھا ہے گرگِ اجل ہے یہ — جسکا جہاں میں ادنےٰ و اعلیٰ شکار ہے

جو کاٹتے ہیں جڑ کو سفید و سیاہ مُوش — اِنہا سے مراد گردشِ لیل و نہار ہے

اِس شہد سے مراد ہیں دنیا کی لذتیں — جنکے لیئے ہمیشہ تو سرگرم کار ہے

اِن لذتوں کے جال میں ایسا پھنسا ہے تو — بھُولا ہے تو کہ گرگِ اجل کا شکار ہے

دُنیائے بے ثبات کی فانی ہیں لذتیں — پروانہ وار اُنپہ تو لیکن نثار ہے

عالمگیر کی قبر

(از علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی)

قبر پرستی کا رواج ایک نہ ایک طور پر زمانہ نامعلوم سے چلا آتا ہے - اور ایک صورت میں یہ بت پرستی کی شاخ ہے - زمانہ رسول میں یہودیوں اور عیسائیوں میں قبر پرستی جاری تھی - آنحضرت ؐ نے توحید پھیلانے اور شرک مٹانے کے لئے جہاں بتوں کی پرستش روکی وہاں قبر پرستی مٹانے کی بھی فکر کی - اور یہ حکم دیا کہ قبریں نہ مزین کی جائیں اور نہ اُن کی پرستش ہو -

قبروں کی زینت کے خلاف جو حدیثیں ہیں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے -

مسلم میں ابو مرثد غنوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو"

ابن ماجہ میں ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "تم میں سے اگر ایک چنگاری پر بیٹھے اور جل جائے تو یہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے"

مسلم میں ابو الہیاج اسدی سے روایت ہے کہ "حضرت علی نے فرمایا کہ میں تمکو اس کام پر بھیجتا ہوں جسپر مجھے رسول اللہ صلعم نے بھیجا تھا - وہ یہ کہ ہر تصویر کو مٹا کر اور ہر بلند قبر کو زمین کے برابر کر کے رہوں"

مسلم میں ثمامہ سے روایت ہے کہ ہم روم کے جزیرہ روڈس میں حضرت فضالہ کے ساتھ تھے کہ ہمارے ایک رفیق نے انتقال کیا - فضالہ نے کہا کہ "قبر برابر کر دیجائے" اور وہ برابر کر دی گئی - پھر فضالہ نے کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلعم کو قبروں کے برابر کر دینے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے"

ابن ماجہ میں ابو سعید سے روایت ہے کہ "نبی صلعم نے قبر پر عمارت بنانے سے منع فرمایا"

مسلم اور ابن ماجہ میں حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے قبروں کو پختہ کرنے اور اُن پر بیٹھنے اور اُنپر کچھ تعمیر کرنے سے منع فرمایا"

ابن ماجہ میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے قبروں کو پختہ کرنے - اُنپر کچھ لکھنے اور اُن کو پامال کرنے سے منع فرمایا"

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم قبروں کی زیارت کرو کہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے"

ابن ماجہ میں حضرت ابن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے پہلے زیارت قبور سے روکا تھا - اب اجازت ہے کہ زیارت کرو کہ اس سے دنیا سے نفرت اور آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہے"

مسلم میں - حضرت ابو ہریرہ ؓ کی ایک روایت ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا قبروں کی زیارت کرو - کہ یہ موت یاد دلاتی ہے"

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ مردوں کو محکم تماشاگاہ اور قابل پرستش نہ بناؤ البتہ قبروں کے پاس اس شرط سے جاؤ کہ موت یاد آئے -

ہم ان احادیث کو ذہن میں رکھ کر جب مشاہیر ہند کے قبروں پر جاتے ہیں تو بلا استثنا سب کو احکام نبوی کے خلاف پاتے ہیں - یہ امکان منطقی ہے کہ یہ حدیثیں غلط ہوں لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ حدیثیں بھی صحیح ہوں اور موجودہ مقابر کی حالتیں بھی شرع کے موافق ہوں - ان قبروں کے بنانے والے اور اگر متوفی نے بنانے کی وصیت کی تو وصیت کرنے والے دونو کے افعال کہاں تک شرع کے موافق ہیں - میں اسپر کچھ لکھنا نہیں چاہتا - ناظرین خود غور کریں بڑے بڑے سلاطین کا کیا ذکر ہے بڑے بڑے مشائخ کے مقبرے بھی پختہ بنے ہوئے ہیں - ہندستان کے اکثر حصوں کی میں نے سیر کی - قبروں کی حالت میں نے تمام یکساں پائی -

صرف ایک عالمگیر ہندوستان میں ایسا گزرا ہے جسکی قبر کھلے ہوئے آسمان کے نیچے ایک درخت کے سایہ میں مٹی سے چھپی ہوئی واقع ہے - میں صاحب دل نہیں ہوں نہ صاحب مراقبہ ہوں لیکن اس قبر کی سادگی سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آسمان سے نور برس رہا ہے - عالمگیر نے جسطرح زندگی میں خزانہ شاہی سے قوت لایموت سے زائد نہ لیا بلکہ مزدوری سے مایحتاج مہیا کرتا تھا اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس نے حق امانت پورا ادا کیا کہ خزانہ شاہی سے اپنے مقبرے کی زیب و زینت نہ کرائی - عالمگیر کے دوست بھی ہیں دشمن بھی ہیں - مخالفین آپکے سیکڑوں اعتراض کرتے ہیں - میرے نزدیک مخالفوں کا بہتر جواب یہ ہے کہ اُنہیں عالمگیر کے قبر پر لے جا کر کھڑا کر دیا جائے - اور دکھا دیا جائے کہ بدو خلقت سے آجتک جس بادشاہ کے برابر باعتبار وسعت حدود ارضی حکومت کوئی دوسرا بادشاہ ہندوستان میں نہیں ہوا وہ یہاں کس حالت میں زیر زمین ہے - اور اسکی قبر کی خاک زبان حال سے کہتی ہے کہ صرف یہی ایک بادشاہ ہندوستان میں ایسا گزرا ہے جس نے حق امانت پورا پورا ادا کیا - خزانہ سرکاری کو جو رعایا کی امانت تھی اس نے نہ جیتے جی اپنے آپ پر صرف کیا اور نہ مرنے کے بعد اپنی قبر پر اُسے صرف کرایا - اسقدر سننے کے بعد ناظرین کو عالمگیر کی قبر کے مزید حالات سننے کا شوق ہوگا اس لئے میں اپنے ایک سفر کی داستان سناتا ہوں -

میں بمبئی سے لکھنؤ آتے ہوئے راہ میں اُس جنکشن پر اُترا جہاں سے حیدرآباد کو ریل جاتی ہے - نظام ریلوے پر سوار ہو کر الورا غار کے دیکھنے کو چلا - ایک اسٹیشن پر اتر کر تانگے پر سوار رہا - راہ میں دولت آباد ملا جسے محمد شاہ تغلق دارالسلطنت قرار دینا چاہتا تھا - یہاں سے جانب شمال پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوئی - دن ڈھل چکا تھا - راہ میں دیکھا کہ لوگ کھانا لئے ہوئے چلے آتے ہیں - معلوم ہوا کہ عالمگیر کی قبر کے پاس نظام کی طرف سے ہر روز کھانا تقسیم ہوتا ہے - اب مجھے عالمگیر کی قبر کے دیکھنے کا شوق ہوا - قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک خانقاہ کے پاس عمارت خانقاہ کے باہر ایک چہار دیواری سے گھیری ہوئی ایک کچی قبر ایک درخت کے نیچے واقع ہے جہاں نہ کوئی مجاور ہے نہ خادم ہے - یہ سادگی مجھے بہت پسند آئی اسکے بعد تھوڑی دور اور شمال کیطرف جانے سے وہ فراز اور سطح زمین ملی جس سے بہتر منظر میں نے کہیں دیکھا نہ تھا -

یہیں تاناشاہ اور دیگر چند مشاہیر کے پختہ مقبرے بنے ہوئے تھے - اور یہیں سرکاری مہمانوں اور عام سیاحوں کے لئے دو بڑے بڑے ڈاک بنگلے بھی بنے ہوئے تھے - انہیں ڈاک بنگلوں کے نیچے پچھم جانب پہاڑ تراش کر بہت سے مکانات بنے ہوئے ہیں - جو غارہائے الورا کے نام سے مشہور ہیں - یہ مقام ضلع اورنگ آباد میں ہے اور اسی مقام کے پچھم جانب سیواجی بانی حکومت مرہٹہ کی پیدائش کا مقام ہے ⁂

میں کیا ہوں؟

(از شوکت علی فہمی)

میں انسان ہوں اشرف المخلوقات ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا محض میرے ہی لئے پیدا کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ دنیا کی تمام رنگینیوں کا مقصد صرف میری دل آویزی اور خوش طبعی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کی ہر چیز پر میرا اختیار ہے۔ میں جانتا ہوں کہ دنیا کی ہر بڑی سے بڑی قوت پر مجھے قدرت حاصل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں سر بفلک پہاڑوں کو آن واحد میں جھکا سکتا ہوں۔ اور اگر میں چاہوں تو کوہ ہمالیہ کو ایک چٹیل میدان کی شکل میں تبدیل کر سکتا ہوں۔ میں بازوؤں کی چند جنبشوں کے بعد افریقہ کے بڑے سے بڑے کوہ پیکر درخت کو اپنے روبرو سربسجود دیکھ سکتا ہوں۔ صبا اپنی سبک رفتاری پر نازاں ہے۔ مگر میری قوت پرواز اسکو بھی شرما دیتی ہے۔ میں آن واحد میں ناگاپربت کی چوٹیوں کو عبور کرتا ہوا اپنی ہوائی ایجاد کی مدد سے دنیا کے کونے کونے کا گشت لگا سکتا ہوں۔ جسوقت ہوا کے طاقتور بازو میرے تخت سلیمانی کو اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں تو یہ ہزاروں میل کی دنیا میری نظر میں ایک گیند سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ میں سمندر کے خوفناک طوفان کو دیکھ کر مسکراتا ہوں۔ میں سمندر کی ہیبت ناک گرج پر کوئی توجہ نہیں کرتا چونکہ میں جانتا ہوں کہ سمندر میرا محکوم ہے۔ سمندر پر میری حکومت ہے۔ میں سمندر کی سطح ہی پر حکمراں نہیں ہوں۔ محض سمندر کا بالائی حصہ ہی میری ایجادوں کی خدمت کے لئے سینہ سپر نہیں رہتا بلکہ میں جسطرح سمندر کی سطح کا مالک ہوں اسیطرح سمندر کی تہہ بھی میرے ہی قبضہ میں ہے۔ میں سمندر کی گہرائیوں میں بے غل وغش اتر جاتا ہوں اور اس خزانہ سے جسکو کہ سمندر نے میرے لئے اپنے دامن میں چھپا رکھا ہے مالامال بنجاتا ہوں دنیا کے خونخوار درندے مجھ کو اپنا شکار بنانا چاہتے ہیں مگر وہ میری ایجاد کا نشانہ بنکر رہ جاتے ہیں۔ ان کی تمام طاقت اور قوت بیکار ثابت ہوتی ہے۔

جب میں ان تمام باتوں پر غور کرتا ہوں تو مجھ کو اپنی طاقت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ میں اپنے دماغ پر فخر کرتا ہوں میں اپنی لامحدود قوت پر ناز کرتا ہوں۔ بعض اوقات انہی خیالات سے مغلوب ہو کر میں خدا کی خدائی سے انکار کر بیٹھتا ہوں اور بے ساختہ میری زبان سے نکل جاتا ہے کہ "ایک طرقی یافتہ دماغ کا نام خدا ہے"

مگر جسوقت میرے نظام جسم میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے۔ جب بیماری کے پے درپے حملے مجھ میں نقاہت پیدا کر دیتے ہیں۔ جب ڈاکٹر اپنی تمام ایجادوں کا مجھکو تختۂ مشق بنانے کے بعد بھی میری زندگی کیلئے ناامید نظر آتے ہیں جب تمام حاذق اطبا اپنے کمالات اور مجربات ختم کرنے کے بعد جواب دے دیتے۔ جب میرے اعزہ میری زندگی سے ناامید ہو کر چشم پر آب اور دست بدعا نظر آتے ہیں۔ اسوقت میں نفس کی آمد و شد کیلئے کسقدر بیچین نظر آتا ہوں۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ میرے لئے ایک نعمت ہوتا ہے۔ ان تمام تکالیف کے بعد جب میری حالت خود بخود رو بصحت ہونی شروع ہو جاتی ہے اور چند دن کے بعد میں بالکل تندرست ہو جاتا ہوں۔ اسوقت مجھے یقین ہوتا ہے کہ انسانی قوت سے کہیں زیادہ بالاتر کوئی غیبی طاقت کارفرما ہے۔

جسوقت ایک ایسا کوہ پیکر جہاز جسکی رفتار سمندر میں طوفان برپا کر دیتی ہے کسی چٹان سے ٹکرا جاتا ہے۔ اور آن واحد میں سائنس کا کرشمہ ٹوٹے ہوئے تختوں کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور میں اپنی زندگی کو موت کے بھنور سے نکالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا بیہوش ہو جاتا ہوں اور ہوش آنے پر اپنے آپ کو ساحل پر دیکھتا ہوں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ میری مدد کے لئے انسانی بازو سے زیادہ کوئی دوسرا قوی بازو کام کر رہا ہے۔

جس وقت میں ہمالیہ کی ان چوٹیوں کو جو آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ سائنس کی مدد سے عبور کرتا ہوتا ہوں اور عین اسوقت میری ایجاد کا انجن فیل ہو جاتا ہے۔ میں کرہ ہوا میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا اپنی زندگی سے ناامید ہو کر زمین کی طرف گرتا ہوں اور میرا دامن کسی گنجان درخت سے الجھ کر مجھ کو موت کی گھاٹی سے بچاتا ہے اسوقت مجھ کو آسمانی قوتوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ آسمانی قوتیں کیا ہیں۔

جسوقت میں مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرتا ہوں تو انسانی طاقت مجھے حیرت میں ڈالدیتی ہے۔ مگر جسوقت جارج اسٹیفنن کی دو ایجادیں باہم ٹکرا جاتی ہیں تو میں موت کے خیال سے خوف زدہ ہو کر بیہوش ہو جاتا ہوں۔ مجھے سر دپا کی خبر نہیں رہتی جب میں اس خواب غفلت سے بیدار ہوتا ہوں تو اپنے آپ کو دو تختوں کی حفاظت میں دیکھ کر حیرت زدہ رہجاتا ہوں اور اسوقت میں محسوس کرتا ہوں کہ خدا بھی کوئی چیز ہے۔ اسوقت مجھے علم ہوتا ہے کہ میں کیا ہوں۔ سچ ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ جو اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے وہ خدا کو پہچان لیتا ہے۔

حصول زندگی کامل

(محمد اسمٰعیل خاں)

انسانی زندگی کے دو پہلو یا دو حصے ہیں ایک جسمانی دوسرا روحانی۔ جسمانی زندگی تو وہ ہے جسکا تعلق اس کالبد خاکی سے ہے۔ اور اس جسم فانی پر جسوقت موت طاری ہوگی تو اس کے ساتھ ہی اس زندگی کا دور بھی ختم ہو جائیگا۔ مگر روحانی زندگی جسکو ایک حقیقی اور دائمی زندگی کہنا چاہئے۔ وہ ہے جس کا تعلق روح کے ساتھ ہے۔ اور یہ زندگی موت کے بعد بھی قایم رہتی ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیئے کہ وہ اس زندگی کے حصول کا خواہشمند ہو جو ابدی اور دائمی زندگی ہو۔ اور جسپر موت کا کچھ اثر نہ ہو۔

روحانی زندگی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے؟

یہ زندگی حق تعالے سے رشتۂ الفت جوڑنے اور اس سے سچا تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ خداوند تعالے جو منبع فضل وکرم ہے۔ اور جو اپنی مخلوق کے ساتھ باپ سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔ اور جو اپنے بندوں پر نہایت رحیم و مہربان ہے۔ اور اسی مہربانی و محبت کے تقاضہ سے جب خدا اور بندوں کے درمیان تعلقات ذرا کمزور ہوئے۔ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی

کے لیئے دنیا میں بیشمار پیغمبروں کو چراغ ہدایت و رہنمائی بنا کر بھیجا - ان خدا کے مرسلوں اور نبیوں نے مخلوق خدا کی رہنمائی کی - اور دنیا کی محبت اور اس کی پرستش سے نکالکر - خدا پرستی کے اس اونچے چٹان پر جا بٹھایا جہاں خدا اور بندوں کے درمیان صرف نور کا پردہ حائل تہا - اور وہ اپنی آنکھوں سے اس نور کو دیکھ کر سرور حاصل کرتا تہا - اور یہی اصلی راحت اور سچی زندگی ہے -

خدا سے تعلق کیونکر جوڑا جا سکتا ہے ؟

جب انسان خدا سے محبت پیدا کرنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ دل سے غیر اللہ جسقدر خیالات ہیں نکالدے - یعنی وہ چیزیں جو اس کے دلمیں خدائے قدوس کی جگہ لینی چاہتی ہیں اور انسان کو اپنی ظاہری شان و شوکت اور دبدبہ سے مرعوب کرکے اپنے آگے جھکاتی ہیں - ان تمام کو مخلوق سمجھ کر ان کی عزت و عظمت کا خیال دل سے دور کر دے - اور سوائے خدا کے کسی کی عزت و عظمت اور کسی کے لیئے جھکاؤ کو اپنے دلمیں جگہ نہ دے - اظہار عبودیت و انکساری کے لیئے اسی حی و قیوم خدا کے آستانہ جبروت و جلال پر اپنی جبین نیاز کو خم کرے جو چیزیں خدا کی ذات اور اسکی شان میں دخل دینا چاہیں ان سب کو ٹھوکر مار دے - اور اپنا سر نیاز اسی فاطر السموات والارض کے حضور جھکا دے - اور اگر اس کے دلمیں ذرا بھی غیر اللہ کی پرستش کا خیال . . یا . . ذرا بھی بدی اور برائی کا شائبہ ہوگا - تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا - مثلاً ہمارے سامنے ایک گلاس رکھا ہے - جس میں زہر ہلاہل اور سم قاتل گھلا ہوا ہے - مگر ہم اس گلاس میں ایک نہایت شیریں اور خوش ذائقہ اور مرغوب رنگ شربت پینا چاہتے ہیں - تو ہمیں چاہیئے کہ اس گلاس کا تمام زہر پھینکدیں - اور اسے خوب صاف کر ڈالیں - کیونکہ اگر اسمیں زہر کا ایک قطرہ بھی باقی رہ گیا تو اپنے مہلک اثر سے نہ صرف شربت کا ذائقہ ہی خراب کر دے گا بلکہ ہماری ہلاکت کا باعث ہوگا -

پس اگر ہم خدا سے سچا تعلق اور پاک رشتہ جوڑنا چاہیں تو ہمیں اپنے اندر اس کی محبت کی شمع روشن کرنی چاہیئے - کیونکہ جسطرح ایک انسان باوجود بینا ہونے کے شب کی تاریکی میں کوئی چیز نہیں دیکھ سکتا - تاوقتیکہ لمپ کی روشنی نہ ہو اسی طرح انسان خدا سے سچا تعلق ہرگز نہیں جوڑ سکتا - تاوقتیکہ اس کے دلمیں خدا کی محبت کا جذبہ نہ ہو - اور یہ محبت اسیوقت ہو سکتی ہے - جبکہ اس کی محبت کے مقابلہ میں دنیا کی تمام چیزوں کی محبت کو ذبح نہ کر ڈالا جائے -

انسان قدرتاً و فطرتاً کمزور طبیعت کا واقع ہوا ہے اور اسپر جسقدر بدی اور برائی اپنا اثر ڈال سکتی ہے - نیکی نہیں - اس لیئے انسان کو ہر نیکی کی جانب جھکنا چاہیئے - اور بدی اور برائیوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے - اور جسقدر انسان برائی سے بچیگا - اور نیکی کی طرف راغب ہوگا - اس کا پاک ضمیر زیادہ قوی اور طاقتور ہوتا جائیگا -

انسان کے دل کو ایک دائرہ کہنا چاہیئے - جس کے اندر بدی ہر وقت داخل ہونے کی کوشش کرتی ہے - یا یوں کہنا چاہیئے کہ دل ایک میزان ہے اور اسمیں نیکی و بدی کے دو پلڑے ہیں - جسوقت انسان ایک چھوٹا سا گناہ بھی کرتا ہے تو اس کا کچھ نہ کچھ وزن یا اثر ضرور ہوتا ہے - اس کے بعد . . . وہ دوسرا گناہ کرتا ہے - اسی طرح اس کا بدی کا پلڑا بوجھل ہو کر جھکتا ہی جائیگا - نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا پاک ضمیر اس کے بوجھ کے اثر سے کمزور ہوکر مردہ ہو جائیگا - اور پھر اسے نیکی کی توفیق نہ ہوگی اسیطرح اگر وہ نیکی کی طرف راغب ہوگا تو بدی کا اثر اسپر ہرگز نہ ہوگا - اور دن بدن اس کا قلب اس صداقت و ایمان اور یقین کے نور سے منور ہو کر بقعۂ نور ہو جائیگا پھر اس سے ہرگز برائی کا کام کیا - گناہ کا خیال تک بھی نہ آئیگا - اور وہ نیکی مجسم بنکر خداوند تعالےٰ کی محبت میں محو ہو جائیگا - اور جسوقت یہ حالت ہو گئی اس وقت قلب انسانی خدا کے سچے تعلق اور انوار الٰہی سے منور ہو جائیگا - اور پاک و محبت بھرا دل اسی کی طرف راغب ہوگا - اور ہمیشہ صداقت راستبازی اور نیکوکاری کی طرف مائل ہوگا کیونکہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو آنکھیں بھی رکھتا ہو بجلی کی روشنی میں - یا گیس کے لمپ کے سامنے دیوانہ وار چلے - نہیں وہ تو اس روشنی میں نہایت آرام و اطمینان سے بغیر ٹھوکر کھانے کے راستہ چلے گا - پس جس نے یہ قوت اور دولت حاصل کرلی - یا بہ الفاظ دیگر اپنی زندگی سنوار لی وہی کامیاب ہوا اور جس نے اس کے برعکس عمل کیا - وہی گھاٹے میں . . . . . اور نامراد رہا جیسا کہ فرمایا :- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ بیشک کامیاب ہے وہ شخص جو اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کرلے اور بیشک نامراد ہے وہ شخص جو اسے گناہوں کے بوجھ سے دبا دے - (اللیل ۹۲)

پس یہی وہ حالت ہے - اور یہی وہ زندگی ہے جسکا اثر نہ صرف اس دنیا تک ہے - بلکہ آنے والی زندگی تک ہے - اور یہی وہ حقیقی کامیابی اور دائمی زندگی ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسی زندگی کی تلاش میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ؎

گلۂ تغافل

ایک بیمار ہر قدم پر لڑکھڑاتا ہے۔ کمزوری اور نقاہت اُسے چلنے نہیں دیتی تم اُسے سہارا نہ دینا۔ اور اپنی صحت و طاقت کے صدقے میں اُسکی امداد پر آمادہ نہ ہونا۔ ایک شریف آدمی پر وقت پڑا ہے۔ بھوک سے اُس کے تیور ٹھکانے نہیں تم اُس کے حال سے آگاہ ہو کر مُنہ پھیر لینا اور اُسوقت بھی اُس کا خیال دلمیں نہ لانا جب گھر میں یہ حساب لگایا جا رہا ہو کہ اس مہینے میں کمائی کر تین سو روپے کی بچت ہوئی۔ جب تم دیکھنا کہ کسی مکان میں آگ لگی ہوئی ہے تو مکینوں کے بچانے اور اُن کے مال و متاع کی حفاظت کے لیئے اپنی جان خطرہ میں نہ ڈالنا ہاں اگر موسم بسرما ہو تو دور ٹھہر کر تاپنے کے لئے تیار ہوجانا۔ جب اتفاقاً تمہیں نظر آئے کہ دریا میں کوئی ڈوب رہا ہے تو اعلیٰ درجہ کے تیراک ہونے کے باوجود تم اُس کی طرف توجہ نہ کرنا۔ تم بدستور مچھلی کے شکار میں مصروف رہنا۔ جب تم کسی فلاکت زدہ شریف کو پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھنا تو اُسکی خستہ حالی پر غمخواری نہ کرنا بلکہ اپنے قیمتی لباس پر اترانا اور اُس زمین پر جو دار او جم کی ہڈیاں چبا چکی ہو اکڑ کر چلنا۔ جب تم کسی انسان کو ضرورتمند پانا تو فوراً محسوس کرنا کہ تمہیں تو اُسطرح کی ضرورت نہیں اور جب اپنے آپ کو مطمئن دیکھنا تو اُس ضرورتمند کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دینا۔

اگر تمہاری حالت قابل اطمینان ہو تو قوم کی درماندگی اور بے اطمینانی کا خیال بھی دلمیں نہ لانا۔ تم کبھی یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے قوی بازوؤں پر اُن لوگوں کا حق ہے جنکے بازو کمزور رہیں۔ تم کبھی اِسکی پرواہ نہ کرنا کہ تمہیں یہ لطیف غذائیں اُسوقت تک ہضم نہیں ہوسکتیں جب تک تم قومی قرض اور اخلاقی فرض ادا نہ کرلو۔ اگر تمہارے آراستہ کمروں میں گیس اور بجلی کے لمپ نورپاشی کر رہے ہیں تو ایک بیوہ کے بے چراغ اور تاریک کھنڈر کا کبھی تصور نہ کرنا جو اپنے یتیموں کو لیئے ہوئے بیٹھی ہے اور واہمہ اُسے ہر لحظہ ڈرا رہا ہے کہ وہ سانپ نکلا اور یہ بچھو آگے بڑھا۔ دنیا کسی حال میں ہو تم فارغ البال رہنا اور حضرت سعدیؒ کے اِس شعر پر عمل کرنا۔

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک،
ترا ہست۔ بط را ز طوفاں چہ باک

میں تم کو امداد باہمی کی طرف توجہ دلائی، منتیں کیں کہ مصیبت زدہ افراد قوم کی مدد کرو۔ اور مدد بھی کیا۔ گلشن سے ایک پھول کی درخواست۔ اور دریا سے ایک قطرہ کی التجا۔ میری آواز پانچ ہزار سے زیادہ زندہ ہستیوں تک پہونچتی ہے مگر جواب نہیں ملتا۔ خداوندا یہ کیا ماجرا ہے۔ میں در و دیوار سے سر ٹکرا رہا ہوں یا ایک قبرستان میں چلا رہا ہوں۔

نقارے بھی بجتے ہیں۔ ماتم بھی ہوتے ہیں۔ خوشیاں بھی ہوتی ہیں غم بھی ہوتے ہیں۔ دنیا کا کوئی کام بند نہیں لیکن بند ہے تو امداد باہمی کا کام۔ لوگ سنتے ہیں اور جواب نہیں دیتے۔ اس تحریک کو ضروری اور مفید سمجھتے ہیں لیکن اُسے عملی صورت میں لانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ تین ماہ کی جد و جہد میں روپے آنے وصول ہوئے ہیں۔ فرمائیے کہ ناظرین دین و دنیا کے اس گرانقدر عطیہ سے کتنی دوکانیں کھلوائی جائیں اور کتنے فلاکت زدہ مسلمانوں کو صنعت و حرفت کی تعلیم دلوائی جائے۔ کاش مجھے ناظرین کرام کی سرد مہری اور اغماض و تغافل کا پہلے سے اندازہ ہوتا۔ میں مسلمانوں کی دردناک حالت پر خود ہی چار آنسو بہا لیتا اور دوسروں کو اس اشکباری میں شریک نہ کرتا۔

بہرحال میں پھر ایک دفعہ اس کار خیر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں پھر ایک دفعہ عرض کرتا ہوں کہ مصیبت زدہ افراد قوم پر رحم کیجیئے اور اُنکی اصلاح حالت کے لیئے کم سے کم ایک دن کی آمدنی سے دریغ نہ فرمائیے۔ آپ نے میری گزارش پر توجہ نہیں کی لیکن آپ کو اگر صحیح طور پر یہ علم ہو کہ آج آپ کے صدہا قومی بھائی کس مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہندو مسلم فسادات نے لوگوں کو کیسا بے روزگار اور مصائب کا شکار بنا دیا ہے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں اور آپ اُن کو اس کشمکش سے نجات دینے کے لیئے دو چار روپے صرف کر دینا اپنی عمر کا سب سے زیادہ نیک کام تصور کریں۔ والسلام

خاکسار

سید ظہور احمد ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا دہلی

رسائل کی روح

قرض اور کفر برابر ہیں

نسائی شریف اور مستدرک حاکم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت مروی ہے کہ آپ نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّیْنِ ۔ الٰہی! میں کفر اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے سنتے ہی ایک صحابی سے نہ رہا گیا۔ عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَعْدِلُ الْكُفْرَ بِالدَّیْنِ یارسول اللہ! کیا آپ کفر کو قرض کے برابر قرار دیتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ نَعَمْ۔ ہاں یعنی دونوں کو برابر ہی سمجھتا ہوں۔

قرض کشی بھی ایک ذلت ہے

مستدرک حاکم میں ایک اور حدیث مرفوع موجود ہے جس میں حضرت سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلدَّیْنُ رَایَۃُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یُّذِلَّ عَبْدًا وَضَعَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ۔ قرض کیا ہے وہ اللہ سبحانہ کا ایک علم ہے جو زمین میں نصب کیا گیا۔ حق سبحانہ تعالےٰ کی ارادت اور مشیت جب کسی بندے کی ذلت سے متعلق ہوتی ہے تو اس کو گلے میں ڈالدیتا ہے انسان کی عزت و ذلت اس کے قرضدار ہونے اور نہ ہونے سے بھی ہے اور کیونکر نہ ہو کہ مدیون انسان اپنے جیسے ایک دوسرے انسان کے آگے اپنی حاجت لے جاتا اور اس سے اپنے مقصد کی تکمیل کا خواستگار ہوتا ہے۔ اگرچہ بہ نسبت سوال یا بھیک کے قرض لینا ایسا ذلیل کام نہیں ہے اگرا پنی حاجت کسی سے بیان کرنا اور اس سے حاجت روائی کی خواہش کرنی بھی ایک غور طلب بات ہے۔ اگر بعض صورتیں قرض کشی کی بتلادی گئیں تو اس کا منشا ر یہ نہیں ہے کہ بات بات پر قرض لیا جائے۔ بہرحال قرض لینے والوں کو اس حدیث شریف کا علم حاصل کرلینا ضرور ہے کہ قرض سے انسان کی عزت و ذلت کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور گویا ذلت کا دروازہ انسان پر کھل جاتا ہے۔ مثلاً وہ ادائی قرض سے پہلو تہی کرے اور قرض ادا نہ کرے تو ساہوکار کو شرعاً یا قانوناً یہ حق حاصل ہے کہ مدیون کو عدالت سے قید کی سزا دلائے یہ ذلت قرض سے نہیں تو پھر اور کس چیز کی بدولت نصیب ہو رہی ہے؟

آزادی اور اس کے حصول کا ذریعہ

سنن بیہقی میں یہ روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو یہ وصیت فرمائی۔ اَقْلِلْ مِنَ الدَّیْنِ تَعِشْ حُرًّا۔ قرض کم لو تو آزادی کی زندگی بسر کرسکوگے۔ حریت کی طلب اور آزادی کی خواہش ہر قوم کو ہے اور روئے زمین کے ہر حصہ سے آزادی کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ آج کل جسقدر اقوام دوسری قوموں کی محکوم و تابع فرمان بنی ہوئی ہیں وہ سب احتجاج کر رہی ہیں اور جو اقوام آزاد ہیں وہ دوسری قوموں کو آزادی دلانے کی کوشش میں ہیں بہرحال آزادی حاصل ہو یا نہ ہو لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جس کسی اخبار میں آزادی کا لفظ دکھائی دیا اسپر ہر طرف سے نظریں پڑنے لگیں۔ اس سے حریت کی شان اور دلوں میں اسکی وقعت جسقدر ہے اس کا موازنہ کیا جاسکتا ہے لیکن نہ کوئی اس امر پر بھی غور کرے کہ اس کے حصول کے اسباب کیا ہیں اور کیا کیا چیزیں اس کے منافی ہیں۔ (واعظ)

صحابہ کرام کا کسب معاش اور پیشہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور بہت سے جلیل القدر صحابی تاجر پیشہ تھے۔ اور تجارت و زراعت۔ صنعت و حرفت کو ذریعہ معاش قرار دیا تھا۔ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ بزازی کرتے تھے۔ خود بازار تشریف لیجا کر کپڑے خرید و فروخت کرتے اور کپڑے کی تجارت سے اپنے اہل وعیال کی پرورش فرماتے۔ الحمدللہ کہ طبقہ کوبانی یعنی جماعت مومنین کے گھروں میں آج بھی اس پیشہ کی شان نظر آتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عطاء بن سائبؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ حضرت! آپ مسلمانوں کے بادشاہ ہو کر بھی کام کرتے ہی رہینگے۔ اسپر آپ نے جواب دیا کہ بچوں کو کہاں سے کھلاؤں؟ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے ہاتھ کی کمائی کو بنظر استحسان دیکھتے۔ چنانچہ خشت پزی کرتے تھے۔ حضرت ایوب انصاری کپڑے بنتے تھے۔ حضرت ابو سیف اور حضرت ابن ارثؓ صحابی آہنگری کرتے تھے۔ درحقیقت صحابۂ کرام اور متقدمین و سلف صالحین آسمان صنعت و تجارت کے آفتاب و ماہتاب تھے اور اس اکتساب معاش کو اکل حلال اور خیر الطعام سے تعبیر فرماتے تھے۔ بلکہ ان پیشوں کو کرنا اپنا فخر تصور کرتے اور اس کے کرنے والوں کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور ان کو اس سے اسقدر مناسبت تھی کہ اپنے نام کے ساتھ پیشہ کی علامت جیسے بزاز خزاز نجار۔ نساج۔ دباغ۔ خیاط۔ بلاپس وپیش ظاہر کرتے تھے۔ (المومن)

تعلیم کا مقصد اسلامی نقطۂ نظر سے

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تعلیم کا مقصد صرف یہی نہیں تھا کہ وہ ایسے نوجوان پیدا کرے جو مختلف علوم اور علم ادب کو سیکھے ہوئے ہوں بلکہ اس کا منشاء ایسے لوگوں کا پیدا کرنا تھا جو سچے مسلمان ہوں اور اس تہذیب سے جو اسلامی تہذیب سے رنگی ہوئی ہو مالامال ہوں اس لئے مذہبی تعلیم اسلامی تعلیم کے نصاب کا سب سے زیادہ اہم جزو خیال کیجاتی تھی کہ اس تعلیم سے طالب علم اپنی آیندہ عمر میں یہ سیکھے گا کہ خدا اور مخلوق خدا کی طرف سے اُسپر جو فرائض عائد ہوتے ہیں وہ اُن کو کس طرح ادا کرے غور و خوض کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم سب سے اول اور مقدم رکھی گئی اسکی مدد کے طور پر حدیث و فقہ کی تعلیم دیجاتی تھی چونکہ علوم عربی میں پڑھائے جاتے تھے اس لئے عربی زبان کی صرف و نحو اور اُس کے ادب کی تعلیم لازمی ہوگئی لیکن مذہبی تعلیم کو ہی تنہا مقصد نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسی کے ساتھ حصول علم اُن کا مقصد تھا اور علم کا مفہوم اس کے وسیع معنوں میں

لیا جاتا تھا اسمیں اُس زمانہ کے مختلف علوم مثل حساب جبر و مقابلہ، علم ہندسہ، طبیعات اور علم کیمیا، طب، منطق، اور فلسفہ شامل تھے اور فی الجملہ غیر زبانیں، مثل عبرانی ولاطینی بھی پڑھائی جاتی تھیں تعلیم کا اصلی تخیل تحقیقات علوم اور دریافت حق تھا اور اسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے تمام دماغی اور ذہنی طاقتیں صرف کیجاتی تھیں یہ نصب العین ایک وقت میں اشرف اور اعلیٰ تھا جسپر اُس زمانہ کے مسلمان بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں تحصیل علم کا شغل ایک مقدس پیشہ اور زندگی کا قابل تعریف مقصد سمجھا جاتا تھا تلاش علم اور جستجوئے حق سے زیادہ اعلیٰ و افضل کوئی مقصد نہ تھا جس کی تکمیل انسان کے لئے ضروری ہو بلکہ اسلامی تخیل کچھ اس سے بلند اور رفیع تھا اس کو علم میں ایک حد تک خدا کا جلوہ نظر آتا تھا اور اس کے نزدیک ایک ربانی انعام تھا جو خدا کی طرف سے اس کے مخصوص بندوں کو عطا ہوتا تھا۔

تحصیل علم کی دو صورتیں ہیں۔ ایک وہ جو انسان عام طور پر درسگاہوں میں سیکھتا ہے دوسری وہ جو گلستانِ فطرت کی خوشہ چینیاں سکھاتی ہیں۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ کتب بینی معلومات میں اضافہ کرنے کا نہایت آسان ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس صورت سے ہمکو آنِ واحد میں ہزاروں برس کے واقعات۔ تجربات وغیرہ بلا منت و تکلیف ہر وقت حاصل ہو جاتے ہیں۔ نسل انسانی کے لیئے ذخیرہ کتب ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ ایک متنفس کے لیئے حافظہ۔

لارڈ ایبری کا خیال کتابیں ہماری مشکلات میں مشیر۔ یاس والم میں آسائش دہ ہماری تکلیف کی ساعتوں کو راحت سے بدلنے والی ہیں۔ ہمارے خیالات کو بلند اور ہمارے حوصلوں کو اعلیٰ کرنے والی ہیں۔

فلیچر کہتا ہے مجھے اپنے کتب خانہ سے بصیرت نوازی کرنے دو۔ جہاں میرے بہترین رفیق موجود ہیں، کتب خانہ میری عظیم الشان عدالت ہے۔ جہاں میں گھنٹوں بیٹھا قدیم حکما اور فلاسفروں سے مکالمہ کرتا رہتا ہوں۔ جہاں میں بادشاہوں کے افعال اور ان کے درباریوں کی حرکات کو بغور دیکھتا رہتا ہوں۔ اگر ان کی فتوحات ظلم اور بے انصافی پر مبنی ہوتی ہیں۔ تو میں ان سے جواب طلب کرتا ہوں۔ اور دست تصور سے اُن کے مجسموں کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالتا ہوں۔ کیا ایسے مقام سے جدا ہو کر میں غیر یقینی مسرت حاصل کرنے کے لئے کہیں اور جا سکتا ہوں؟ نہیں۔ آپ دولت کی فراہمی میں کوشاں ہوں۔ اور میں اضافہ علم کی جستجو میں غلطاں۔

مگر جو باتیں ہم کتابوں کے ذریعے سیکھتے ہیں۔ انہیں بھول بھی جاتے ہیں۔ البتہ جو تجربات ہم دوسروں کو سکھاتے ہیں۔ ان کو نہیں بھول سکتے۔

مسٹر بوک کا قول کہ آجتک کوئی شخص معلموں کی نگرانی میں رہ کر کسی علم یا فن کا کامل نہیں ہوا۔

صحیفہ عالم کا مطالعہ کتابوں کی ورق گردانی سے صحیفہ عالم کا مطالعہ ہمیشہ زیادہ مفید ثابت ہوا۔ کلائیو۔ نپولین۔

ولنگٹن۔ اسحاک نیوٹن اور والٹر سکاٹ وغیرہ ہونہار طالب علم نہ تھے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ نہایت کند ذہن تھے۔ مدارس سے نکلکر دنیا میں اولوالعزم ہستیاں مانی گئیں جان ہنٹر نے لکھا ہے کہ "میں بچپن میں بادل اور گھاس کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ یہ بھی دریافت کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی کہ موسم خزاں میں کیوں پتوں کا رنگ بدل جاتا ہے۔ میں مور و مگس چرند و پرند حشرات الارض وغیرہ کو بغور دیکھا کرتا تھا۔ دوران امور کے متعلق لوگوں سے اکثر دریافت کیا کرتا تھا، جن کو عوام نہیں جانتے یا اُنپر توجہ نہیں کرتے"

مسٹر ورڈسورتھ کے متعلق بھی ان کی خادمہ نے کسی سے یہ کہا تھا کہ

"رہتے یہاں ہیں اور سیکھتے ہیں سبزہ زاروں میں"

دنیا میں جتنی ایجادیں ہوئیں، موجودات عالم کو بغور دیکھنے اور اُن کے خواص معلوم کرنے ہی سے ہوئیں۔ واٹ نے ریل کا انجن نکالا۔ وہیٹ سٹون نے تار کے ذریعے پیغام رسانی کی بنا ڈالی۔ آرک رائٹ نے کپڑا بننے کی کل بنائی۔ فاکس ٹلبٹ نے عکسی تصویر (فوٹو گرافی) ایجاد کی۔ لیسٹر نے علوم طبیہ میں اضافہ کیا۔ جینر نے ٹیکہ نکالا۔ اسی طرح بیکن۔ نیوٹن۔ ینگ۔ ڈیوے۔ ڈالٹن۔ ڈارون۔ ٹنڈل اور لائل وغیرہ نے علم طبیعات میں اپنی ذاتی کاوشوں سے گلکاریاں کیں۔ اس سے میری یہ مُراد نہیں۔ کہ کتب بینی فعل عبث ہے۔ یا ابتدائی تعلیم کے لیئے مدارس کا وجود فضول ہے۔ نہیں۔ کتابی تعلیم کے ذریعہ ہی سے ہمارے تخیلات میں لطافت بلند پروازی اور پختگی آتی ہے۔ مگر کتابی تعلیم کو تجربات میں لانے کا ذریعہ مشاہدات قدرت ہی ہے۔ اور اس کے بغیر عملی ترقی ناممکن ہے۔ (ہمایوں)

یوروپ کا معلم اسلام ہی جان ڈیون پورٹ۔ اپنی کتاب مسمیٰ "اپالوجی فاروی محمدؐ اینڈ قران" میں کہتا ہے۔

"ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصوں نے فلسفہ اور علوم وفنون کو سب سے پہلے زندہ کیا جو قدیم اور زمانہ حال کے علم و ادب کے درمیان میں بطور ایک سلسلہ کے بیان کئے گئے ہیں بلاشبہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اندلس کے مور تھے جو خلفائے عباسیہ اور بنی اُمیہ کے عہد میں وہاں رہتے تھے، علم جو ایشیا سے یورپ میں آیا تھا اُس کا وہاں دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہوا یہ بات مشہور و معروف ہے کہ اہل عرب میں چھ سو برس کے قریب سے علوم و فنون جاری تھے اور یوروپ میں وحشیانہ پن پھیلا ہوا تھا، اور علم ادب تقریباً نیست و نابود ہو گیا تھا۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیئے کہ تمام علوم، طبعیات، ہیئت، فلسفہ، ریاضی جو دوسری صدی میں یورپ میں جاری تھے ابتداءً عرب کے علماء سے حاصل ہوئے تھے، اندلس کے مسلمان یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کیئے جاتے ہیں۔"

یہی مصنف آگے چلکر لکھتا ہے "اہل یورپ کو یہ بات بھی یاد دلانی چاہیئے کہ وہ حضرت محمد (صلعم) کے پیروؤں کے جو قدیم اور زمانۂ حال کے علم ادب کے درمیان بطور سلسلہ کے ذریعہ ہیں، اس لحاظ سے بھی ممنون ہیں کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز میں

انہی کی کوششوں سے یونانی حکمار کی بہت سی کتابوں کی اشاعت ہوئی"۔

چیمبر انسائیکلو پیڈیا میں مذہب اسلام پر ایک محققانہ آرٹیکل ہیں قابل مضمون نگار لکھتا ہے "ہم اس بات پر غور نہیں کرسکتے کہ اسلام نے تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے کیا کیا، لیکن اگر نہایت ٹھیک ٹھیک کہا جاوے تو یورپ میں علوم و فنون کی ترقی میں اسی کا حصہ تھا، مسلمان علی العموم نویں صدی سے تیرہویں صدی تک وحشی یورپ کے لئے روشن ضمیر معلم کہے جا سکتے ہیں، خاندان عباسیہ کے خلفار کے نہایت عمدہ زمانہ سے یونانی خیالات اور یونانی تہذیب کا از سر نو سرسبز ہونا شمار کیا جاسکتا ہے، قدیم علم ادب ہمیشہ کے واسطے بغیر کسی علاج کے مفقود ہوجاتا اگر مسلمانوں کے مدرسوں میں اسکو پناہ نہ ملتی، فلسفہ قدرتی چیزوں کی تواریخ جغرافیہ علم تاریخ، صرف و نحو، علم کلام اور فن شاعری کی بہت سی کتابیں پیدا ہوگئیں جنمیں سے اکثر اسوقت تک جاری رہینگی اور تعلیم بھی دی جائینگی جب تک نسلیں تعلیم ہونیکے واسطے پیدا ہوتی رہینگی"۔

مشہور فلاسفر موسیو لی بان، تمدن عرب میں علامہ سید علی بلگرامی کی زبان میں کہتا ہے "اور نامور محققین کی تحقیقات اس امر کا بطرز قطعی فیصلہ کردیتی ہے کہ وہ مسلمان ہی تھے جنکی بدولت دنیا نے اپنا قدم اس عمیق غار سے باہر نکالا، مسلمانوں نے ہی علوم کا وہ چراغ جلایا جسکو پیشوایان نصرانیت گل کرچکے تھے مسلمانوں ہی کے فیض سے آج علوم جدیدہ کے تارے اپنے پورے اوج پر چمک رہے ہیں"۔ (معارف)

حضرت علیؑ

کسے را میسر نہ شد این سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

ایکہ بُدی در عرصہ دینِ محمدؐ شہسوار — نام تو ہم سخت گیر دشمنانرا در حصار
کثرتِ اسمائے وصفت از ہمہ شد آشکار — "شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار"
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ایکہ از لطفِ ایزد گمرہاں را دستگیر — اے عصائے ناتواناں رہبرِ برنا و پیر!
ناتواں گشتیم گم کردیم راہِ دار و گیر — دستِ ما را خود بگیر ای بازوئے پروردگار!
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

جلوۂ شانِ تو از نامِ علیؑ شد سرفراز — اینقدر عالی بدرگاہِ خدائے بے نیاز
رجعتِ خورشید گشتہ باز شد وقتِ نماز — تا نہ پنداری نداری بر زمانہ اختیار
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ایکہ وقتے اژدہا بنمود سر در مہدِ تو — دستِ تو بدرید جسمش چوں گرفتی از گلو
بارک اللہ گفت انس و جاں بفضلِ وحدہٗ — شادِ نبی، نازِ نبی! آلِ نبیؐ را افتخار
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

در شجاعت آفتابِ آسماں را شد پدید — چوں فرو شد، شام گشتہ ماہتابے زاں دمید
بر درِ خیبر کہ شمشیرِ دو دنداں را کشید — صبح شد آمد صدا از ہر شعاعِ تابدار

لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

اے وصیِ مصطفےٰ! مہرِ رسالت را نگیں — بر درت دارم سوالے یا امیر المومنین!
بخش از نادِ علی ہم برکتِ دنیا و دیں — وز ولایت ہم بپاس نام چیزے آشکار
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ناامید نہو

اے شکستہ دل انسان اُٹھ۔ اے مرقع ناامیدی سنبھل! ہمت و استقلال کا بازو پکڑ اور دیکھ کہ کامرانی تجھ کو دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔ ترقی تجھ کو اپنے آغوش میں لینے کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے۔ تیری طرف بڑھ رہی ہے۔ ناامیدی کے تلاطم خیز سمندر میں ہاتھ پاؤں مار کو ہر مقصود حاصل کر اور ساحل امید کی طرف بڑھ۔

رحمت الٰہی تجھ پر سایہ فگن ہے۔ قدرت تجھ کو ناکامی کے سمندر کی تہ سے اُچھالکر ترقی کے بالاترین مقام پر پہونچانا چاہتی ہے زمانہ کے حادثات سے پریشان نہ ہو۔ اُٹھ اور دریا کی لہروں کی طرح بڑھ دریا کی ہر لہر کو روکنے کے لئے پہاڑیاں آگے بڑھتی ہیں۔ مگر اس کے استقلال کی تاب نہ لاکر پیچھے ہٹجاتی ہیں۔ دیو پیکر پیڑ اس کے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ناکام رہتے ہیں۔ درخت کی شاخیں سدباب بننا چاہتی ہیں۔ مگر وہ اپنی موجوں کے ساتھ ان کو بھی بہائے جاتا ہے۔ ساحل کا ہر ذرہ اسکی ترقی کے میدان میں حائل ہوتا ہے۔ مگر اسکی لہریں انکو بھی اپنا ہم سفر بناتی ہیں۔ اور وہ ان تمام مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہوا اپنی منزل مقصود تک پہونچ جاتا ہے۔ تو بھی ناامید نہ ہو اور اپنے دل کے بے پایاں سمندر میں محدود دریا کی لہروں کیطرح ولولے پیدا کر۔ اور کامیاب بن۔ چل اور ترقی کے میدان میں آندھی کی طرح اُٹھ اور دیکھ کہ آندھی کے طوفان کے روکنے کے لئے پہاڑ اپنی چوٹیاں فضا میں بلند کرتے ہیں مگر وہ انکو عبور کرتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ گنجان درختوں سے بھرا ہوا جنگل اسکو روکنے کیلئے کسقدر ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ مگر وہ درختوں کو بیخ و بن سے اُکھاڑتی چلی جاتی ہے۔ خس و خاشاک اس کے دامن سے اُلجھتے ہیں۔ مگر وہ اُن کو انکے راستہ سے ہٹا دیتی ہے۔ میدان کا ہر ذرہ اس کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ انکو بھی اپنے ساتھ شامل کرکے اپنی قوت کو اور زیادہ بڑھالیتی ہے۔ اور ہر ذرہ کو ترقی کا سبق دیتی ہے۔ پھر اے انسان تو کس لئے ناامید ہوتا ہے۔ ہمت و استقلال پیدا کر۔ اسکی رحمت پر نظر رکھ اور دنیا کی نعمتوں سے مالامال ہوجا۔

صحبت کا اثر

والدین کے بعد جسکا اثر انسان پر پڑتا ہے وہ لوگ ہیں جنمیں یہ اُٹھتا بیٹھتا کرتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں انسان کے اچھے یا برے خیالات کو دوسروں کے اتحاد سے تقویت پہونچتی ہے اور ایسی گہری و پختہ نقش ہوتے ہیں کہ پھر مدت العمر یہی رنگ قائم رہتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب چار چھ آدمی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو کسی خاص خیال میں پہلے متحد ہوتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں۔ بس اگر سوسائٹی کے افراد اعلیٰ تعلیم سے مزین ہوئے تو پھر ایسی صحبتوں کا وجود ملک کے لئے باعث رحمت و برکت ہوتا ہے، ارتقاء تہذیب اور تمدن کے تجاویز بہت سی پاس ہوتے ہیں اور گویا ساری ملک پر یہ صحبتیں حکمراں ہوتی ہیں لیکن جب ان صحبتوں میں بجائے تحقیق و تدقیق و علمی مذاکرہ کے تعصب اور تنگ دلی رواج پاجاتی ہے اور تعلیم کی کمی سے اپنے اسلاف کا بیجا فخر سما جاتا ہے تو علم و عمل میں یکرنگی باقی نہیں رہتی اور یہی صحبتیں قوم کی پستی کا سبب بنجاتی ہیں

معلومات

شہد کی مکھی کی بعض خصوصیات

جرمنی کے دو عالموں نے شہد کی مکھیوں کے حواس کے متعلق اپنی جدید تحقیقات کا نتیجہ پیش کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکھی رنگوں میں تمیز نہیں کر سکتی سرخ و سیاہ، کبود و ارغوانی میں اس کو امتیاز نہیں ہوتا لیکن اسی کے ساتھ یہ عجیب بات ہے کہ مافوق البنفسجی شعاعیں (یعنی شعاعیں جو آفتاب کے رنگوں میں بنفشئی رنگ سے پہلے نظر آتے ہیں) اسکو نظر آتی ہیں حالانکہ انسان انہیں نہیں دیکھ سکتا۔

ان کا بیان ہے کہ یہ مکھی اپنے چھتے تک اپنی قوت فہم کی وجہ سے نہیں پہونچتی بلکہ صرف تجربہ و عادت سے راستہ پہچان لیتی ہے اس کا ثبوت میں وہ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ چند مکھیاں پکڑ کر اور انہیں بیہوش کر کے نئے چھتے میں لے گئے پھر چھتے سے ۱۲ میٹر کے فاصلہ پر چھوڑ دیا، لیکن انمیں سے ایک بھی اس نئے چھتہ کی طرف نہ آسکی، اس لیئے پھر ان کو لائے اور دوسرے دن پھر اسی طرح دور لیجا کر چھوڑ دیا، تو ۳۰ فیصدی واپس آگئیں اور آٹھویں دن ۹۰ فیصد۔ یعنے جوں جوں وہ راستے سے مانوس ہوتی گئیں، اسی نسبت سے انہیں اپنے نئے چھتہ تک پہونچنا آسان ہو گیا۔

مونگے کی غذا

پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ مونگا یا مرجان ایک قسم کی نباتات ہے کیونکہ وہ نباتات کی طرح پھیلتا ہے، اس کے بعد یہ تحقیق ہوئی کہ مرجان نباتات نہیں بلکہ حیوان ہے جسکے اندر سے ایک خاص قسم کا مادہ نکل کر پھیل جاتا ہے اور خشک ہو جاتا ہے اور مرجان کے کیڑے بہت سے ملکر ایک جگہ رہتے ہیں اور اُن کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔

ان کو کیڑا تسلیم کرنے کے بعد ان کی غذا کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ دریا کے نباتاتی اجزار کو اپنی غذا بناتے ہونگے، لیکن جدید تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف حیوانی اجزار کو کھاتے ہیں اور نباتاتی اجزار کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

دُنیا کا سب سے بڑا غار

نیو میکسکو کے ایک پہاڑ میں ایسا غار ہے جسکی بلندی و وسعت کے برابر دنیا میں اور کوئی غار اسوقت تک نظر نہیں آیا، ہزاروں سال ہوئے کہ اس غار کی چھت سے پانی ٹپک رہا ہے اور چونکہ اس پانی میں کلسی (چونے کا سا) مادہ ہے اس لیئے سنگ مرمر کی طرح بہت سے شفاف ستون چھت سے سطح زمین تک قایم ہو گئے ہیں اور اسطرح بہت سے کمرے بنگئے ہیں جسوقت انپر روشنی کا انعکاس ہوتا ہے تو قوس قزح کے سے عجیب و غریب رنگ نمودار ہوتے ہیں اور دیکھنے والا مسحور ہو جاتا ہے۔ اس غار کے ایک ایک کمرے کا طول نصف میل اور بلندی ۱۰۰ فٹ سے ۳۰۰ فٹ تک ہے۔ بعض کمرے ایسے ہیں جن کا طول نصف میل سے بھی زائد ہے اور ان کی چوڑائی سیکڑوں فٹ ہے، ان کے دونوں طرف اور بھی بڑے بڑے غار چلے گئے ہیں جہاں کہربائی روشنی بھی کام نہیں دیتی اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ غار کہاں ختم ہوئے ہیں۔

کُہر اور انسان کا بال

وہ لوگ جنہیں بحری سفر کا اتفاق ہوا ہے، انہیں معلوم ہے کہ سمندر کی سطح پر کثیف کُہر کا پیدا ہونا کس قدر خطرناک چیز ہے۔ اور اسمیں پھنس جانے کے بعد جہازوں میں کیونکر تصادم ہو جاتا ہے اور کس قدر جانیں تلف ہو جاتی ہیں اس خطرہ کو دور کرنے کے لیئے میناروں میں بڑے بڑے گھنٹے قایم کیئے گئے ہیں جو کُہر پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے اطلاعات ظاہر ہونے پر زور زور سے بجنے لگتے ہیں۔ اور اس خطرہ کی اطلاع کے لیئے جو آلہ تیار کیا گیا ہے، اس کا انحصار صرف انسان کے بال پر ہے۔ کُہر کا پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہوا میں رطوبت بہت پیدا ہو گئی ہے اور انسان کا بال ہوا کی رطوبت سے فوراً متاثر ہوتا ہے اور اس کا طول بڑھ جاتا ہے، اس لیئے انہوں نے اس آلہ میں تقریباً ڈیڑھ فٹ لمبا بال تان دیا ہے جو ہوا کی رطوبت بڑھ جانے کے وقت ڈھیلا ہو جاتا ہے اور گھنٹہ بجانے والے آلے سے مل کر اسمیں حرکت پیدا کر دیتا ہے۔

ہیڈروجن کا انجماد

خیال کیا جاتا تھا کہ ہیڈروجن اُن گیسوں میں سے ہے جنکا رقیق ہونا دشوار ہے، لیکن اب ماہرین علم الکیمیا نے اُسے نہ صرف رقیق کر دیا ہے، بلکہ منجمد حالت میں بھی تبدیل کر دیا ہے چنانچہ گزشتہ فروری میں امریکہ کے علماء نے ایک ٹکڑا منجمد ہیڈروجن کا تیار کیا جسکا درجۂ حرارت صفر سے ۲۳۴ درجے نیچے ہے، اس مسئلہ میں یہ سب سے پہلی کامیابی ہے اس سے قبل کسی ملک کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

کتابوں کی قدردانی

گذشتہ مارچ کے آخری ہفتہ میں بلاد انگلستان میں ۸۵۸ پرانی کتابیں فروخت کی گئیں، جن کی قیمت ۸۴۶۷۷ گنی تھی، ان میں سے ۶۳۳۹۲ گنی کی کتابیں امریکہ کے ایک عالم نے خریدیں انہیں میں ایک نسخہ ڈیانا کا تھا، جو سنہ ۱۵۹۲ میں طبع ہوا تھا اور اُسوقت اس کی قیمت چار پنس تھی، اس کے بعد اسکی قیمت ۹ گنی ہوئی، اسی طرح ایک اور کتاب جو سنہ ۱۶۳۲ کی مطبوعہ تھی اور جس کی قیمت سنہ ۱۸۰۱ میں پندرہ شلنگ تھی اب ۱۸۶۰ گنی میں فروخت ہوئی۔

کاغذ کا تعلق صنعت و تجارت سے

ایک قوم کی تجارتی و صنعتی ترقی کے حالات معلوم کرنے کے لیے جہاں اور ذرائع ہیں وہیں ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ وہ کاغذ کتنا خرچ کرتی ہے جو کتابوں، اخباروں اور اشتہاروں کے کام آتا ہے۔

کم سرمایہ والوں کیلئے
وسائل معاش

فاؤنٹین قلم کی سیاہی بنانا

فاؤنٹین قلم کی سیاہی معمولی بلیک سیاہی سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

اس سیاہی میں دو خوبیاں ہونا نہایت ضروری ہیں ایک تو یہ کہ سیاہی سے قلم کے قیمتی نب کو کوئی نقصان نہ پہونچے دوسرے یہ کہ سیاہی میں روانی بہت زیادہ ہونی چاہیئے۔ فاؤنٹین قلم کی سیاہیاں یوں تو صدہا قسم کی ولایت سے بہی آرہی ہیں اور ہندوستان میں بہی تیار ہوتی ہیں گر "سوان انک" اور "واٹرمین انک" بہت زیادہ مستعمل ہیں۔ مندرجۂ ذیل نسخہ کسی صورت میں بہی ان دونوں سیاہیوں سے اوصاف میں کم نہیں ہے۔ اگر یہ سیاہی تیار کرکے بازار میں اچھی شکل میں لائی جائے تو اچھا خاصہ منافع ہو سکتا ہے۔ نسخہ یہ ہے

گیلک ایسڈ	۸ ڈرام
فیروسی سیلفیٹ	۱۲ ڈرام
نِنائیل بلیو	۲ ڈرام
گم ایکیشیا	۱۶ ڈرام
ڈایلوٹ سیلفرک ایسڈ	۲۴ قطرے
لیکوئیفائیڈ فنائل	۳ قطرے
گلیسرین	۴ قطرے
ڈسٹلڈ واٹر (آب مقطر)	۲۰ آؤنس

فیروسی سیلفیٹ۔ گم ایکیشیا۔ ننائیل۔ گلیسرین اور ڈایلوٹ سیلفرک ایسڈ کو ۸ آؤنس پانی میں حل کر لیجئے۔ اور گیلک ایسڈ کو نرم آنچ پر ۵ آؤنس پانی میں حل کر لیا جائے۔ اس کے بعد گیلک ایسڈ والے سیلوشن کو اچھی طرح جوش دیں اور تھوڑا تھوڑا پہلا سلوشن اسمیں ملاتے جائیں یہانتک کہ پکتے پکتے وہ بیس آؤنس رہ جائے۔ جب یہ عمل کر چکیں تو تیار شدہ سلوشن کو بلاٹنگ پیپر میں چھان لیں اور ننائیل بلیو اس میں حل کر دیں جب تک کہ ننائیل بلیو حل نہ ہو سلوشن کو برابر کسی چیز سے ملاتے اور ہلاتے رہیں۔

مارکنگ انک بنانا

(کپڑے پر لکھنے کی پختہ سیاہی) یہ سیاہی کپڑوں پر نام وغیرہ لکھنے کے کام آتی ہے۔ اس کا نسخہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سلور نائیٹریٹ	۴ حصے
سوڈیم کاربونیٹ	۶ حصے
گم اریبک	۵ حصے
لیکوئیڈ امونیا	۱۰ حصے
ڈسٹلڈ واٹر	۸ حصے
ساپ گرین	۲ حصے

پہلے دو مختلف سیلوشن تیار کریں (۱) لیکوئیڈ امونیا میں سلور نائیٹریٹ کو حل کریں (۲) باقی ادویہ کو ڈسٹلڈ واٹر میں حل کریں۔ اس کے بعد دونوں سلوشنوں کو ملا کر کام میں لائیں۔ اگر یہ سیاہی بذریعہ اشتہار فروخت کی جائے تو بڑی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

گندک کا گلاس بنانا

گندک کے گلاس طبی اوصاف کی وجہ سے اس درجہ شہرت یافتہ ہیں کہ بازار میں ان کا ہاتھوں ہاتھ بک جانا ایک معمولی سی بات ہے۔ معدہ کے امراض کیلئے اور فساد خون کے واسطے یہ بے حد مفید ثابت ہوئے ہیں۔ برسات کے موسم میں ان کا استعمال ہیضہ کا حفظ ماتقدم ہوتا ہے۔ اس کے بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک ٹین یا جست کا سانچا تیار کرا لیا جائے جو کہ بالکل گلاس کی ہمشکل ہو مگر بیچ میں سے خالی ہونا چاہیئے۔ یہ سانچا ٹین یا جست کے دو چھوٹے بڑے گلاسوں میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس سانچے میں نہایت صاف گندک پگھلا کر ڈالدی جائے۔ جیسا سانچہ ہوگا ویسا ہی گلاس بہی تیار ہوجائیگا اگر ان گلاسوں کے تیار کرنے میں نفاست۔ نزاکت اور صفائی مدنظر رکھی جائے تو ایک روپیہ لگا کر چار روپے پیدا کرنا معمولی سی بات ہے۔

چوکھٹے جڑنا

جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جاتا ہے معاشرت اور تمدن میں بہی دن بدن تبدیلیاں ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ آجکل شاید ہی کوئی ایسا مکان ہوگا جسکی دیواریں تصاویر کی منتوں سے آزاد ہوں۔ اگر چوکھٹوں میں شیشہ جڑنے کا کام شروع کیا جائے تو اچھا خاصہ منافع ہو سکتا ہے۔ محض چند روپے درکار ہیں۔ کچھ تو شیشے خرید لئے جائیں اور ایک شیشہ تراشنے کا قلم۔

قینچی سے شیشہ تراشنا

جو صاحب یہ چاہتے ہیں کہ قلم خریدنے میں بہی روپیہ نہ خرچ ہو ان کے لئے سب سے آسان ترکیب یہ ہے کہ وہ قینچی سے شیشہ تراش لیں۔ شیشہ معمولی قینچی سے اتنی ہی آسانی سے تراشا جا سکتا ہے جتنی آسانی سے ایک کاغذ قینچی سے کٹ سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑی بالٹی کو پانی سے خوب بھر لیجئے شیشہ اور قینچی کو پانی میں ڈبو کر کاٹ لیجئے۔ کاغذ کی طرح کٹتا چلا جائیگا۔ اگر آپ چاہیں تو اس طرح باریک سے باریک چیزیں بہی شیشے کی تراش سکتے ہیں۔

سوالات

مذہبی

(۷۷) ایک عورت کا خاوند حیدرآباد دکن ... چھوڑ کر شہر بمبئی میں سکونت اختیار کر لی ہے اور سماۃ مذکور کا پرسان حال کوئی نہیں یہ عورت کس زمانہ تک دوسرے شخص سے عقد نہیں کر سکتی۔ (خریدار)

(۷۸) انبیاء و اولیاء وصال کے بعد بھی لوگوں کو فیض پہونچا سکتے ہیں اگر پہونچا سکتے ہیں تو کیونکر۔ (محمد علی)

(۷۹) اولیاء اللہ سے مرادیں مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ (م - ع)

(۸۰) میت کے حق میں میلاد شریف پڑھوانے سے میت کو کچھ فیض پہنچ سکتا ہے؟ (محمد علی)

(۸۱) میت کی پیشانی پر کلمہ کیوں لکھتے ہیں کیا یہ جائز ہے (محمد علی)

(۸۲) ہندوستان کے پانچ معتبر علماء کے پتے مطلوب ہیں (محمد علی)

(۸۳) کتاب فلاح دین و دنیا غیر حنفی مذہب والوں کے لئے کس درجہ مفید ہے۔ (خریدار)

طبی

(۸۴) میری ایک عزیزہ جسکی عمر اسوقت تقریباً ۲۰ سال کی ہے۔ زمانۂ صغر سنی میں آشوب چشم میں مبتلا ہوئی تھی اُسی زمانہ میں یکایک بائیں آنکھ کے کل ڈھیلے پر سپید جالا پھیل گیا تھا۔ کثرت سے دوائیں استعمال کرنے کے بعد کل ڈھیلے پر تو جالا صاف ہو گیا مگر تل پر چنے کی دال کے دانے کی برابر ابھی تک موجود ہے۔ بعض دوا کے استعمال سے جالا پتلا ضرور ہو جاتا ہے مگر بالکل صاف نہیں ہوتا۔ کوئی صاحب بہ نظر ثواب اسطرف توجہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ (افسر)

(۸۵) انڈے کا تیل نکالنے کی جس سے بال جلد نکل آئیں ترکیب مطلوب ہے۔ (۱۴۰ ع)

(۸۶) نزول الماء کی شکایت ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (خریدار - و - ر)

صنعتی

(۸۷) صنعت و حرفت کے ایسے مدارس کا پتہ مطلوب ہے جہاں بچے نہایت خوبی کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں۔ (ع - ت)

(۸۸) دیا سلائی بنانے کی مشین کا پتہ مطلوب ہے۔ (")

(۸۹) آئینہ پر قلعی کرنا اور اُسپر حروف کندہ کرنے کی ترکیب مطلوب ہے۔ (منور علی)

متفرق

(۹۰) چند کتب ناولوں و طلسم ہوشربا کی جلدوں کی ضرورت ہے۔ پرانی ہوں جو کہ نصف قیمت پر مل سکیں۔ (پتہ: - محمد عبد الرشید خاں صاحب سب انسپکٹر پولس نانڈگھاٹ ڈاکخانہ بسرام پور۔ درگ۔ سی۔ پی)

(۹۱) صابون سازی کے بڑے بڑے کارخانوں کی خواہ وہ دہلی۔ بمبئی۔ کلکتہ لاہور کے ہوں یا کسی اور شہر کے پتے مطلوب ہیں۔ (۱۴۱ ع)

(۹۲) امریکہ یورپ جاپان وغیرہ کے ہر قسم کے تاجروں کے پتے مطلوب ہیں (عبد الحکیم - خریدار)

جوابات

(۳۹) وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۵ ان الفاظ کو اکیالیس مرتبہ پڑھا جائے اور پھر جس جگہ درد ہو یا کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہو پھونک دینا چاہیئے۔ (خریدار)

(۵۰) گوہر نما دواخانہ ہاشمی دہلی سے منگوا کر استعمال کیجئے (")

(۵۱) گل بنفشہ مغز کدو کاہو کیر خشک خاکستر چوب انگور رسمہ ادویہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ ۲ تولہ
در آب باریک سائیدہ روغن گل انداختہ ضماد نمایند۔

(۴۶) معجون مسقل ارق کا استعمال کریں۔ (حکیم ظہیر علی)

(۵۳) تنقیہ خاص دماغ کرنے کے بعد عرق و شیر استعمال کیجئے۔ (")

(۳۲) میری مصروفیت اسدرجہ بڑھی ہوئی ہے کہ تیس پینتیس خطوط کا روزانہ جواب لکھنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے صدہا خطوط کے جواب میں یہ لکھدینا کافی سمجھتا ہوں کہ عمل ہمزاد عمل سورۂ یاسین کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔ میں نے تفسیر سورۂ یاسین میں یہ عمل دیکھا تھا اور چار ماہ کامل پڑھتا رہا مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آخر کار مولانا سید ظہور احمد سے بمشکل تمام اجازت حاصل کی۔ اگر آپ کو بھی اجازت دیدیں تو پڑھئیے۔ بھلا غور فرمائیے کہ میں کسطرح اجازت دے سکتا ہوں۔ اجازت نہ ملنے کی صورت میں کلید مراد بھی مفید ہے۔ مجھ سے خط و کتابت فضول ہے (احمد شاہ خانپوری)

اگر آپ چاہتے ہیں

انشائے لطیف

جسکی جستجو تھی وہ مل گیا

(شوکت علی فہمی کے قلم سے)

زمانہ مجھ کو دیوانہ کہتا ہے تو کہے۔ دنیا مجھے سودائی سمجھتی ہے تو سمجھے۔ مگر ان کو ذرہ برابر بھی نہیں کیا خبر کہ میں کیا ہوں۔ لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ میں ناکام محبت ہوں۔ میں کامیاب ہوگیا۔ میرا دامن گوہر مقصود سے مالا مال ہے۔ اس لیئے کہ مجھے جس کی جستجو تھی وہ مل گیا۔

شب کی تنہائی میں۔ جب میں اس کے لیئے بیچین تھا۔ جس وقت میں مجسم انتظار بنا ہوا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ میری نظروں میں کوئی پھر رہا ہے۔ میری نظریں میرے دل کی طرف جھکیں اور میرے دل سے کہا کہ جسکی جستجو تھی وہ مل گیا۔

میں اسکی تلاش میں مدتوں سرگرداں رہا۔ میں دیوانہ وار پھرا کیا مگر مجھ کو اس کا پتہ نہ چلا۔ آخر کار مجھے میرا دل ایک ناکامی اور نا امیدی کی دنیا معلوم ہونے لگا۔ ایک امید کی کرن میری غم کی دنیا پر عکس فگن ہوئی اور میرے دل نے ایک قسم کا سکون محسوس کیا یہ امید کی کرن نہ تھی۔ بلکہ وہی تھا۔ میرے دل کے عمیق ترین گوشے سے یہ آواز سنائی دی کہ "جسکی جستجو تھی وہ مل گیا"۔

ناکامی ایک شکستہ دل کے لیئے ستم ہے۔ میں نے ہر چند چاہا کہ محبت کی پاکدامنی کو اشکوں کے آلودگی سے پاک رکھوں۔ میں نے کوشش کی کہ ضبط سے کام لوں مگر ناکام رہا۔ میری پلکوں نے چاہا کہ یہ راز فاش نہ ہو۔ مگر یہ طوفان رکنے والا نہ تھا میرے آنسو میرے دامن پر گرے ہر آنسو کے قطرے میں میں نے دیکھا کہ کوئی بیٹھا ہوا مسکرا رہا ہے اسوقت مجھ کو معلوم ہوا کہ "جسکی جستجو تھی وہ مل گیا"۔

ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔ سبزہ لہلہا رہا تھا۔ اس دلفریب منظر نے میرے دل کو بے چین کر دیا۔ میں نے ایک سرد آہ بھری۔ میری زبان کو جنبش ہوئی اور اس نے میرے دل کی ترجمانی شروع کی۔ اس کو ایک لمحہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ میں نے عالم تصور میں دیکھا کہ اس کا مجسمہ میرے سامنے موجود ہے اور بے ساختہ کہہ اٹھا کہ "جسکی جستجو تھی وہ مل گیا"۔

آفتاب کی آخری شعاعیں ایک دل رفتہ کے لیئے موت کے پیام سے کم نہیں ہوتیں۔ شب کی سیاہی کا پردہ دل ہجور کی وحشت میں نسبت کچھ ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ شب ہجر کا پیام ایک مصیبت لا متناہی کا آغاز ہوتا ہے۔ میں نے کروٹیں بدلیں مگر کچھ تسکین نہ ہوئی۔ میری آہ شرربار نے میرے دل کو پھونک دیا۔ سینہ سے بخارات اٹھے اور آنسو بنکر بہے مگر میری حالت بدستور تھی۔ مجھپر غشی طاری ہوئی میں بیہوش ہوگیا۔ میں سوگیا۔ مگر میرا مقدر جاگتا تھا میں نے دیکھا کہ ایک پیکر نور میرے روبرو موجود ہے۔ میں نے اسکی طرف بڑھنا چاہا مگر میرے جسم نے حرکت تک نہ کی۔ وہ نور مسکرایا اور کہا کہ اس خاکی جسم کو چھوڑ۔ میرا مرغ روح قفس جسم میں پھڑپھڑایا اور اس نور میں جاکر ملگیا۔ دنیا والوں نے میرے جسم کو دیکھا۔ آنسو بہائے اور کہا کہ ناکام محبت چل بسا مگر وہ یہ نہ سمجھے کہ مجھے "جسکی جستجو تھی وہ مل گیا"۔

برسات

(از جناب امیر الکلام شیخ اسلام احمد ہادی قریشی)

کچھ عجب ہے منظر رنگیں ادا برسات کا
دل لبھاتی ہے بہار جانفزا برسات کی
میکشوں سے پوچھیئے لطف و مزہ برسات کا
کیسے عیش اڑواتی ہے ان کو ہوا برسات کی

آسماں پر اودی اودی بدلیاں چھائی ہوئیں
بدلیوں کے دامنوں میں رحمت خالق نہاں
پڑتی تھیں ہر اک کی نظریں اُنپہ للچائی ہوئیں
مسکراتا پھرتا ہے ہر طفل ہر پیر و جواں

بلبلوں کا چہچہانا۔ رقص کرنا مور کا
وجد میں آکر حسینان چمن کا جھومنا
گل کھلاتا ہے جگر پر اُف! یہ منظر دلربا
مہجبینوں کا چمن میں سیر کرنا۔ گھومنا

کوئی جھولا جھولتا ہے۔ کوئی گاتا ہے ملار
الغرض ہر سو بپا ہے نغمۂ کیف آفریں
چل رہی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی کیا ہوائے خوشگوار
شاد ہے ایسے میں اپنا بھی دل زار حزیں

موسم برسات کا منظر ہے کتنا پُر فضا،
بنگیا ہے چپہ چپہ رشک گلزار جناں
اکطرف سے آتی ہے کوئل کی "کوکو" کی صدا
دوسری جانب پپیہا گا رہا ہے "پی کہاں"!

یہ تو سب کچھ ہے۔ مگر عنقا ہے دور خوشدلی
ہندو و مسلم میں یعنی اب نہیں وہ اتفاق
کاش پھر جاتی رہے ان کی عداوت باہمی
پھر گلے مل جائیں۔ اور مٹ جائے آپس کا نفاق

بجلی کا بٹن

(از جناب پروفیسر اکبر خاں حیدری)

میں نے بجلی کا بٹن دبا دیا - تمام کمرہ منوّر ہو گیا - کمرے کا تمام سامان نور کی موجوں میں رقص کرنے لگا - ہر چیز میں ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی میں نے حیرت سے چاروں طرف نگاہ ڈالی - ایک اور صرف ایک "بلب" روشن ہوا تھا - بلب کے اندر چار تار تھے جنمیں بجلی کی تجلّی جلوہ ریز تھی - ایک شیشے کا فانوس اسکی نگرانی کر رہا تھا - میں نے فانوس کو اپنے ہاتھ سے چھوا - میں مُسکرایا اور میں نے بٹن کو اُٹھا دیا -

---

بٹن کی ضعیف جنبش نے اس منور کمرہ کو ہیبتناک تاریکی سے بدل دیا - ہر چیز آنکھ سے اوجھل ہو گئی - تاریکی مجھے ڈرانے لگی - میرا جسم بھی مجھ سے پوشیدہ ہو گیا - میں چند لمحے تک ساکت کھڑا رہا - اور میں نے پھر بٹن دبا کر کمرے کو منور کر دیا - میرے خیالات منتشر ہو چکے تھے - میرا دل اس راز کو معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا اور میں ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر غور کرنے لگا - مگر میری محدود سمجھ میری رہبری میں ناکام ثابت ہوئی - میں مضطرب اور پریشان ہو کر اُٹھ بیٹھا -

---

میں نے اپنی تشویش کا راز ایک سائنس داں سے بیان کیا - وہ مُسکرایا اور کہنے لگا - معمولی بات ہے - جس چیز میں بٹن لگا ہے وہ دو مرکزوں پر قایم ہے جب ان دونوں کو مجتمع کر دیا جاتا ہے تو بجلی میں روح پڑ جاتی ہے - جب بٹن دبتا ہے تو ایک سلسلہ دونوں مرکزوں کے درمیان قایم ہو جاتا ہے - مجھے تعجب ہوا اور اس جواب سے میری تسکین نہ ہوئی -

---

میں پھر غور کرنے لگا - مگر میرے منتشر خیالات کسی نتیجے پر نہ پہونچے - میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ایک نئی دنیا میں پہونچ گیا - میں ساکت تھا - مگر مجھے احساس ہوا کہ میرے بائیں پہلو میں کوئی چیز متحرک ہے - میں ادہر متوجہ ہو گیا - مجھے معلوم ہوا کہ یہ حرکت بدستور جاری ہے - میں نے اپنا سانس روک لیا - مگر اس کوشش نے میرے سکون کو اور مضطرب کر دیا - میں نے جلدی سے آنکھیں کھولدیں - اور میرے سانس کی رفتار تیز ہو گئی -

---

اب میں سمجھا کہ یہ میرا دل تھا جو تاثرات سے دھڑکنے لگا تھا - بجلی کی روشنی میرے سامنے تھی اور دل پہلو میں تھا مجھے ان دونوں میں ایک نسبت نظر آئی - "بلب" کی صورت میرے دل سے مشابہ تھی - میں قائل ہو گیا کہ میرے دلمیں بھی ایسے ہی بجلی کے تار ہیں جن کا نام "روح" ہے - میری تمام جسم کی حرکت کی ذمہ دار یہ "روح" ہے - میرا نظام ہستی اسی روشنی سے منور ہے - میرا جسم ایک کمرہ ہے جسکا ہر جزو اس کی روشنی کا منت گزار ہے -

---

میں نے اپنے دل کو مخاطب کیا اور پوچھا " کیا تو بھی کسی بٹن کی حرکت سے منور ہو سکتا ہے - دل نے جواب دیا کہ ہاں جب ایمان و صداقت کے تار آپسمیں ملتے ہیں تو میں منور ہو جاتا ہوں - اسوقت آسمان کی بلندیوں سے نورانی کرنیں مجھپر جلوہ ریز ہوتی ہیں - اور دنیا والے مجھ کو روشن ضمیر کہتے ہیں *

چاند

(از جناب سید محمد انور صاحب - بی - اے)

اے چاند - اے مہتاب - اے قمر - تو لیلائے شب کی زینت ہے - تیری نور پاشی ایک غمزدہ دل کے لئے پیغام فرحت بن جاتی ہے - کوئی اُس خانماں برباد مسافر سے پوچھے - جو تمام دن تمازتِ آفتاب کا شکار بنا رہا ہو - جس کو زمین کی چلچلاتی لو کے تیز جھونکوں نے بھون دیا ہو - کہ تیری پہلی کرن - تیری پہلی شعاع اس کے دل کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے - اس کے قلب کی دنیا بالکل بدل جاتی ہے - اس کا غم راحت کی سے بدل ہو جاتا ہے اور اس وقت وہ ایک آرام کی دنیا میں ہوتا ہے - جب تو اپنی نورانی چادر میں اُس کو لپیٹ لیتا ہے تو تیری ضیا سے فضائے روح میں مُسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے بچے سے لیکر بوڑھے تک سب لوگ تجھے چاہتے ہیں - کبھی تو محرم کا چاند ہے - کبھی ماہ رمضان ہے - اور کبھی ہلالِ عید ہے - ہر مومن و مسلم کی آنکھ تیرے اشتیاق دید میں بیقرار رہتی ہے - شاعر تیری تعریف میں رطب اللسان ہیں - تو جب ہلال کی شکل میں ہوتا ہے - تو تجھ کو اپنے محبوب کی خمدار ابرو سے تشبیہ دیتے ہیں - کبھی کسی حسین کی انگڑائی سے تجھ کو تعبیر کرتے ہیں جب تو چودھویں رات کا چاند بنکر نمودار ہوتا ہے تو تجھے بدر منیر کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اور اپنے محبوب کے روئے روشن کو تجھ سے تشبیہ دیتے ہیں - رندانِ قدح خوار کی نظروں میں تو شراب کا چھلکتا ہوا زریں جام ہے کہتے ہیں تیری چاندنی پھلوں اور میووں میں حلاوت اور چاشنی کا باعث ہوتی ہے الغرض تو سب کو عزیز ہے - اے چاند میں بھی تجھے چاہتا ہوں - مجھے بھی تیرے ساتھ محبت ہے - میرے دلِ مضطر کو تیرے ساتھ ایک خاص نسبت ہے - میں اپنے اور تیرے درمیان ایک قسم کی یگانگت اور یکجہتی پاتا ہوں - لیکن میں تجھ کو تیری خوبصورتی تیری دل آویزی کی وجہ سے نہیں پیار کرتا - اگر تجھ میں صرف یہی خوبیاں ہوتیں - تو اے چاند - تو میری نظر میں نہ جچتا - میرے نزدیک تیری کوئی وقعت نہ ہوتی - میں تیرا اس لئے شیدائی ہوں کہ تو میرے پیارے کی صداقت کا نشان بنا - اُس کی انگشت کے ایک اشارے سے تو دو نیم ہو گیا - تو نے اپنا سینہ چاک کر دیا - اور اس طرح اپنے آپ کو شق کر کے تو نے میرے دلبر کی حقانیت پر مہر لگا دی - میرے دلِ زار کو بھی وہی انگشتِ معجز نما شق کر رہی ہے - اس نسبت مشترکہ سے میرے دلمیں تیری محبت ہے - میرے جسنتانِ دل کے ثمر تیری چاندنی سے حلاوت اور شیرینی پاتے ہیں - میں تیرا نظارہ کرتا ہوں اور لطف اُٹھاتا ہوں - تجھے دیکھتا ہوں

اور اُس کو یاد کرتا ہوں - جو حُسن ازل کا محبوب ہے جو باعثِ تکوینِ عالم ہے - جو رحمۃ للعالمین ہے - کاش میں بھی تیری طرح اس عالم ہستی میں اس کی صداقت کا نشان بن سکتا ؎

انجام

(از سید مرید مہدی شاہ)

تو اس سرائے فانی میں چند دن کے لیئے مہمان ہے - تیری راحت و آسائش کا زمانہ پلک مارتے گزر جائیگا - مگر تیری خام خیالی نے دنیا کی محبت نے تجھ کو بالکل غافل کر دیا - تیری غفلت تجھ کو پستی کے غار کی طرف لیجا رہی ہے - اے انسان - میں تیری کس کس کمزوری پر اشک بہاؤں - افسوس کبھی تجھے اپنے انجام کا خیال بھی دامنگیر ہوا - کیا کسی وقت تو نے دنیائے دوں کی دام تزویر سے مخلصی پاکر ایک لحہ بھر کے لیئے اپنے انجام کا فکر کیا -

ہاں ! ہاں ! شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر صاف کہدے کہ انجام کا خیال تجھکو ہمیشہ بعید رہا - آہ ! آہ ! اے اشرف المخلوقات کے خطاب پر اترانے والے انسان ! اتنی کوتاہ اندیشی کہ اپنے انجام سے بے خبر کیا تو سمجھتا ہے کہ تیرا نخلِ حیات بادِ خزاں کے تباہ کن جھونکوں سے بچکر ہمیشہ سر سبز و شاداب رہیگا - ذرا دیدۂ عبرت کھول - چاندچودھویں شب بدرِ منیر بنکر پوری آب و تاب کے ساتھ ضیا پاشی کرتا ہے - وفورِ نور کا وہ عالم ہوتا ہے کہ مجلس نجوم تاب نہ لاکر منتشر ہونے لگتی ہے - مگر آخر چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات - مستعار روشنی کبتک قایم رہتی - تمام حسن و جمال سلب ہوجاتا ہے - اور زوال شروع ہو جاتا ہے - گلشن کو دیکھ پھولوں سے عبرت حاصل کر - وہ گلہائے رنگا رنگ جنپر بلبل ہزار جان سے نثار ہے - شاعر بھی اسکی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں - چند گھنٹوں کے بعد وہی پھول پژمردہ ہو کر شاخ سے گر پڑتا ہے - اور وہی بلبل جو کبھی اُس کے نظارہ جمال میں مستغرق تھی اب پاس بیٹھی فریاد کناں ہے - اور پھول کے انجام کی تفسیر دردآمیز الفاظ میں کر رہی ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار ! اے انسان ! جسطرح چاند عروج پر پہونچکر ہدفِ زوال بنجاتا ہے - اور خوبصورت پھول بالآخر مرجھا کر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے - اسیطرح تیرا انجام ہے - تو بھی ایک دن گلشنِ ہستی سے مرجھا جائیگا - اور تیرا اقبال زوال میں تبدیل ہو جائیگا -

غافل انسان ! عروج کے ساتھ زوال - اقبال کے ساتھ ادبار - رفعت کے ساتھ پستی - اور حیات کے ساتھ ممات وابستہ ہے - تو اپنی ہستی کو بحرِ بیکراں سمجھتا ہے مگر نہیں - اُس کا بھی ساحل ہے - تو نے یہ زندگی ابد الآباد تک نہیں پائی - دارا و کسریٰ - فغفور و سکندر - آخر سب لقمۂ اجل ہوئے - اور اُن کی سب جاہ و حشمت صولت و سطوت خاک میں مل ۔ ؎

پیدا جو ہوا ہے وہ اِک روز مرے گا
جب احمدِ مرسل نہ رہے کون رہیگا

الغرض اے انسان تیری حیات ایک حباب کی حقیقت رکھتی ہے - اور تیرا انجام فنا ہے - یہ شادمانی و کامرانی دیرپا نہیں - تو حرص و ہوا کو چھوڑ - عشرت سے منہ موڑ - اپنے مال و دولت پر مت اِترا - کہ یہ سب عارضی نعمت ہے - اپنی ثروت و حشمت کے زعم میں غریبوں کے نازک دلوں کو مت دُکھا - اگر آخرت میں نیک انجام کا متمنی ہے - تو نیک زندگی بسر کر تاکہ دار البقا میں حیاتِ جاودان نصیب ہو - نیکی و بدی کا موازنہ کر - نیکی کا انجام نیک ہے اور بدی کا بد - پس مکافات عمل سے بیزار نہ ہو ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

ارشاد ربانی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت - کو کبھی نہ بھول اور غرور و تکبر کو پسِ پشت ڈالکر اپنا فنا انجام ہمیشہ مدِ نظر رکھ -

بُلبل اور شب تاب

(مترجمہ محمد احمد خاں احمد علیگ رئیس بابوپور)

واقعہ اک دن کا سُن اے ہوشیار — نغمہ پیدا شاخِ گل پہ تھی ہزار
جب ہوئی شام اور اندھیرا چھا گیا — بیزباں پر بھوک کا غلبہ ہوا
دور سے دیکھی چمکتی ایک شے — دل میں سمجھی ہو نہ ہو جگنو ہی ہے
جی میں آیا پیٹ بھرنا چاہیئے — اک نوالہ اسکو کرنا چاہیئے

جان کر اُس کا ارادہ ناروا — کرمکِ شب تاب یوں گویا ہوا
سچ بتا اے عندلیبِ سنگدل ! — کیا ہوا میں تیرے گانے میں مُخل ؟
روشنی میری اگر ہوتی پسند — تو نہ پہونچاتی کبھی مجھکو گزند
یاد رکھ جس نے تجھے پیدا کیا — ہے اُسی کے نور سے میری ضیا
یہ بھی حکمت ہے کہ اُس کے حکم سے — نغمۂ شب تیرا لو دینے لگے
نور سے میرے چمن معمور ہو — اس طرح تاریک شب پر نور ہو

سُن کے اس تقریرِ پُر تاثیر کو — چھوڑ بیٹھی بلبل اُس نخچیر کو
دوسری ترکیب سے اپنی غذا — اُس نے کی حاصل بحکمِ کبریا

مجاز و حقیقت

مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر

تا چند دل سے دولتِ پنہاں نکالیئے
آساں نہیں کہ حسرتِ مژگاں نکالیئے

اُلجھے ہوئے ہیں تارِ نفس ہی جنوں کے ہاتھ
فرصت کہاں کہ تارِ گریباں نکالیئے

طے کرچکا ہے دردِ جگر اپنی منزلیں
بے سود ہے کہ اب کوئی درماں نکالیئے

ہو جسکی انجمن میں نظر کا لقب حجاب
کسطرح اُسکی دید کا ارماں نکالیئے،

افسانۂ الست ہو یا داستانِ طور
عرضِ نیاز کا کوئی عنواں نکالیئے،

میں پوچھتا ہوں خرمنِ صبر و شکیب سے
کیا معنیٔ تبسم پنہاں نکالیئے

کیوں بے نیاز رہیں کسی کی خلش پڑی
کاہے کو منھ سے شکوۂ دوراں نکالیئے

یعقوب سی ہے آنکھ نہ یوسف سا ہے دل
کسطرح حسرتِ غمِ جاناں نکالیئے

کیا آگئی بہار کہ پھر چاہتا ہے دل
داماں سے جیب جیب سے داماں نکالیئے

سمجھے نہ شانِ عفو و کرم جسکو سوءِ ظن
وہ صورتِ تلافیٔ عصیاں نکالیئے

جولانگہِ حیات نہیں درخورِ جنوں
وحشی اب اور کوئی بیاباں نکالیئے

(حضرت مولانا سیماب اکبر آبادی)

بیٹھا تو عجزِ نقشِ کفِ پا لیئے ہوئے
اُٹھا تو دردِ دل کا سہارا لیئے ہوئے

میں شکرِ ناخدا سے بھی آگے نکل گیا
اپنی ہی کوششوں کا سہارا لیئے ہوئے

آخر مآلِ عشرتِ دنیا غلط ہوا
جانا پڑا مجھے غمِ دنیا لیئے ہوئے

دینا مجھے قریبِ نویدِ حیات تم
جب لوگ جا رہے ہوں جنازہ لیئے ہوئے

محشر میں ہے ضرورتِ وسعت بقدرِ شوق
میں آرہا ہوں اک نئی دنیا لیئے ہوئے

تو اپنی بزمِ ناز کو دیکھ اور ازل کو دیکھ
آیا کہاں سے تیری تمنا لیئے ہوئے

آیا ہوں بالمقابلِ خورشیدِ روزِ حشر
اپنی ندامتوں کا پسینہ لیئے ہوئے

اس خاکدانِ عشق کی طولانیاں نہ پوچھ
ذرّے پڑے ہیں وسعتِ صحرا لیئے ہوئے

نکلا ہوں بھیک مانگنے امن و سکون کی
شاید ہو کوئی قلبِ شکیبا لیئے ہوئے

پھر آپڑا ہوں آج تری رہگذار میں
امید کی لٹی ہوئی دنیا لیئے ہوئے

تھی کثرتِ جمال سے تاریک بزمِ دہر
آنا پڑا چراغِ تمنا لیئے ہوئے

اکثر چلا گیا ہوں حدودِ مجاز میں
رعنائیٔ خیال کی دنیا لیئے ہوئے

اب طور کی حدود میں قدغن ہو حسن کا
آئے نہ کوئی چشمِ تماشا لیئے ہوئے

سیماب اُف! یہ تابشِ خونِ جنونِ عشق
ہر آبلہ ہے مشعلِ صحرا لیئے ہوئے

(از جناب محمد مہدی صاحب ہادی مچھلی شہری)

جو اُسکے وعدوں کا بھی دل نہ اعتبار کرے
تو کون شکلِ تسلی کی اختیار کرے

نجاتِ کشمکشِ زندگی سے دیجے مجھے
جو کام غم سے نہ نکلا وہ غمگسار کرے

خیالِ یار بھی حیران ہو دل کی حالت سے
تسلیاں کسے دے کس کو بے قرار کرے

یہ خوف ہے ترے اندازِ بے نیازی سے
کہ طولِ شوق میں پیدا نہ اختصار کرے

مرے نصیب میں راحت اگر نہیں نہ سہی
وہ اپنی وضعِ ستم کو نہ شرمسار کرے

نہ جانے خندۂ گل پر کہ زہرخندہ ہے یہ
کبھی خزاں کا تصور رہی نو بہار کرے

کٹی ہو عمر ہی جس کی جہانِ حسرت میں
وہ خاک جوششِ تمنا کا اعتبار کرے

وہ آہ کیا جو ہلا دے نہ عرش کی زنجیر
وہ ضبط کیا جو زمین کو نہ بیقرار کرے

ہم اُسکے جور پہ بھی شادماں ہیں کیا ہادی
کہ ڈر ہے رشک نہ اسکا بھی رونگار کرے

دیگر

جفا اُٹھائے مگر شکوۂ جفا نہ کرے
گلہ بھی ہو تو کسی کا کبھی گلا نہ کرے،

ڈبو دیا مری کشتی کو ناخدا ہو کر
تو ناخدا ہو کسی کا کبھی خدا نہ کرے

رہے مرا دلِ خود دار بے نیازِ کرم
یہ التجا ہے خدا سے کہ التجا نہ کرے

دلِ حزیں کہ جو لذت شناسِ حسرت ہے
خطائے ناز کی خواہش میں پھر خطا نہ کرے

مجھے تو اپنے مقدر سے خوف ہے ہادی
کہ میری آہِ رسا کو بھی نارسا نہ کرے

(از جناب حاجی عبدالغفور صاحب مشتاق الہ آبادی)

کچھ خبر اسکی بھی تجھ کو او نگاہِ تیز ہے
اشک کے قطروں میں پنہاں موجِ طوفاں خیز ہے

ہے اگر جینا تو اس جینے سے مرنا خوب ہے
ہر نفس غم خیز ہے ہر سانس درد انگیز ہے

امتحانِ سخت جانی ہے ہمیں تو منتظر
آپ کی تیغِ نگہ دیکھیں تو کتنی "تیز" ہے

شیشہ و ساغر میں ساقی! ایک قطرہ بھی نہیں!
میکشوں کی عمر کا پیمانہ کیا لبریز ہے!

خندہ زن ہے دامنِ گلچیں پہ دامانِ نگاہ
کیا گل افشاں آپکی چشمِ تبسم ریز ہے!

باغِ جنت میں کہاں ایسی ہوائے جاں فزا
شیخ جی! یہ کوچۂ گیسوئے عنبر بیز ہے

کیا اثر لیتا ہے انساں اس ہوا سے دیکھیئے!
پتی پتی گلشنِ عالم کی وجد انگیز ہے

ایسی فتحوں سے کہیں بہتر ہے "تسخیرِ قلوب"
ان ممالک سے تو ملکِ دل بہت زرخیز ہے

بے تکلف آنکھ سے خونِ جگر بہنے لگا!
سادگیٔ عشق کیا مشتاق رنگ آمیز ہے!!

(محمد عبدالحمید برق چتوروی فتحپوری)

چار تنکے چمن کے جب رکھے نشیمن کیلیئے
ہوگئے کانٹے نگاہِ اہلِ گلشن کے لیئے

ہر طرف راہیں کھلی ہیں اُنکی چتون کیلیئے
بندشیں دشوار ہیں اب ایسے رہزن کیلیئے

ختم کر مجھ پر ستمگر، ظلم! ختم ہو بیدادِ رشک
یعنی رہ جائے نہ کوئی ظلم دشمن کیلیئے

اب لبِ بام آ، اُٹھا پردہ، دکھا جلوہ کہیں
دیر سے بیٹھے ہیں دیدِ روئے روشن کیلیئے

ضبط کرنے سے بنی جاتی ہے جانِ زار پر
اے ستمگر! ہو اجازت اب تو شیون کیلیئے

عالمِ اسباب میں وہ سوختہ ساماں ہے برق
بجلیاں پیدا ہوئی ہیں جسکے خرمن کیلیئے

صنفِ نازک کے لئے

بیوی

(از جناب شیخ فیض محمد صاحب)

آجکل ہمارے مُلک میں عموماً بیوی کا جو کچھ درجہ ہے اُس کو ہر شخص جانتا ہے۔ میں اس کی ذلت و خواری کی مکروہ تصویر پیش کرنا یا اُس کا رقت انگیز دُکھڑا رونا نہیں چاہتا۔ بلکہ میں اسوقت اپنے ہم وطن بھائیوں کی خدمت میں چند مشاہیر کی رائے پیش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ اپنے خیال کا ان راؤں کے ساتھ مقابلہ کریں۔ اور دیکھیں کہ اہل دانش اس بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں اور اُنکی نظروں میں بیوی کا کیا درجہ ہے۔

۱۔ جب میں کفار سے کوئی بات سُنتا تھا۔ اور مجھ کو ناگوار معلوم ہوتی تھی۔ تو خدیجہؓ سے کہتا تھا۔ وہ اس طرح سمجھاتی تھیں۔ کہ اُس سے میرے دل کو تسکین ہو جاتی تھی۔ اور کوئی رنج مجھ کو نہ ہوتا تھا۔ جو خدیجہؓ کی باتوں سے ہلکا اور آسان نہ ہو جائے۔ (حضرت صلعم)

۲۔ تم میں سے اچھے لوگ وہی ہیں۔ جو اپنی بیویوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں (")

۳۔ ایمان کے بعد نیک بخت عورت سے زیادہ دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ (امیر المومنین عمر ابن الخطاب)

۴۔ میاں بیوی کا عجب رشتہ ہے۔ کہ مرد و عورت کے نکاح کے ہو جانے دنیا کی سب چیزوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ بات کسی اور رشتے میں نہیں پائی جاتی مال مشترک۔ گھر مشترک۔ کھانا پینا مشترک۔ اولاد مشترک۔ آبرو مشترک۔ خوشی مشترک۔ رنج و غم مشترک۔ (شمس العلما مولانا نذیر احمد)

۵۔ زن و شوہر ساتھ ہی دعا مانگتے ہیں۔ ساتھ ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی روزہ رکھتے ہیں۔ خوشی۔ رنج و راحت و تکلیف میں باہم ایک دوسرے کے مونس ہوا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے کوئی امر پوشیدہ نہیں رکھتے۔ ورنہ ایک دوسرے کے لیئے بار خاطر ہوتے ہیں۔ ایسی جگہ جہاں یہ باتیں ہوتی ہوں۔ اُسے دیکھ کر خدا بھی خوش ہوتا ہے۔ ایسی ہی جگہ وہ اپنی برکت نازل کرتا ہے۔ زن و شوہر جہاں باہم محبت سے رہتے ہیں۔ وہاں وہ بھی ہوتا ہے۔ اور جہاں وہ موجود ہے۔ وہاں بُرائی قدم نہیں رکھہ سکتی۔ (سر جان لیک)

۶۔ بیوی کی صحت پر زندگی کی ترقی و تنزل کا انحصار ہے۔ (لارڈ برلے)

۷۔ اگرچہ میں کیسی ہی مفلسی کی حالت میں ہوں۔ لیکن اگر کوئی مجھ کو تمام دنیا کا خزانہ دیدے۔ تو میں اپنی بیوی سے مبادلہ نہ کروں۔ (لوتھر)

۸۔ دُنیا میں وہ سب سے زیادہ خوش نصیب شخص ہے۔ جسکی بیوی عصمت مآب ہو۔ اور جس کے ساتھ وہ نہایت آرام سے زندگی بسر کر سکے۔ (لوتھر)

۹۔ تعلیم یافتہ عورت سے شوہر کی ترقی اور جاہل سے تنزل ہوگا۔ (لارڈ برلے)

۱۰۔ جیسا آرام مجھے اپنی بیوی سے ملا حقیقت میں کسی سے مل نہیں سکتا۔ (فریڈی)

۱۱۔ دنیا میں شریف بیوی مرد کے لیئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ (ملٹن)

۱۲۔ چوبیس سال کے بعد مجھے یہ تجربہ ہوا۔ کہ دنیا میں اگر کوئی شخص میرے کاموں میں مدد دیسکتا ہے تو وہ میری بیوی ہے۔ (کاونٹ تزنڈرف)

۱۳۔ خدا کی دوسری نعمتوں میں سے مجھے اپنی بیوی زیادہ قابل قدر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مصیبت کے وقت میری مدد کرتی ہے۔ اور جب میں مشکلات سے گھبرا جاتا ہوں۔ تو وہ میری بہت دلدہی کرتی ہے۔ وہ میری ایسی نگراں رہتی ہے کہ اُس کی محبت سے مجھے یقین ہے۔ کہ کوئی برا کام نہ کر سکونگا۔ (ڈاکٹر کرگ بے)

۱۴۔ اگر کسی مرد کے پاس نیک عورت ہو تو اُس کو اُس سے بہتر کوئی چیز دنیا میں نہیں مل سکتی۔ (سائمن اشریس)

۱۵۔ عورت اپنے شوہر اور اولاد اور اسرار خانہ داری کی ملکہ ہوتی ہے جسکے روبرو دنیا اور زمانہ تاج اور عصائے شاہی سر تسلیم کردیتے ہیں۔ (رسکن)

۱۶۔ اگر میں کسی فخر کا مستحق ہوں تو اس کا نصف میری بیوی کا حصہ ہے۔ (وونس ووڈ)

۱۷۔ میں اپنی بیوی سے ہمیشہ مشورہ لیتا ہوں اور سوائے اُس کے میرا کوئی مشیر نہیں ہوا۔ وہ اپنی شیریں زبانی اور ملیح لہجہ سے ہر وقت میرے پہلو سے لگی بیٹھی گفتگو کیا کرتی ہے۔ اور اس بات کی منتظر رہتی ہے۔ کہ کب وہ میرے کسی امر میں مدد دیسکتی ہے۔ (ٹینی سن)

۱۸۔ خاوند کا دلی دوست بیوی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوتا۔ (ایڈیسن)

۱۹۔ میں اپنی بیوی کی ذکاوت اور فراست پر مغرور رہوں اور فخر کرتا ہوں۔ اور اپنے کو تمام دنیا سے زیادہ خوش نصیب خیال کرتا ہوں۔ (ٹینی سن)

۲۰۔ بیوی کی خاطر تواضع کو فرض سمجھنا چاہیئے۔ (تھیوڈر پارکر)

۲۱۔ انسان کو جیسا بیوی بنا دیتی ہے۔ ویسا ہی وہ بنجاتا ہے۔ (ڈاکٹر ڈبلیو۔ ڈبلیو ہال)

جوتی بیزار

خدا ان منحوس یونیورسٹی والوں کو غارت کردے۔ ان کمبختوں میں انسان اور حیوان کی بھی تو تمیز نہیں۔ ان کو تو اپنے کام سے کام امتحان لیا اور پاس کردیا خواہ مولوی ہو یا ملا۔ اٹھایا اور بی۔ اے کا سرٹیفکٹ دیدیا۔ گیا بی۔ اے کے امتحان کے لئے محض کتابوں ہی کا رٹ لینا کافی ہے۔ بی۔ اے کے امتحان کے لیئے پوزیشن کی بھی ضرورت ہے۔ فیشن بھی لازمی ہے۔ اگر یہ نہیں تو سب کچھ۔ اگر کمبخت یہ قید لگا دیتے تو میں اپنی قسمت کو کیوں روتی۔ بھلا تم جیسے مولوی ملا بھی بی۔ اے پاس کر سکتے تھے میں نے یہ سوچا تھا کہ پڑھا لکھا آدمی ہے اور پڑھا لکھا بھی کیسا بی۔ اے۔ روشن خیال ہوگا فیشن ایبل ہوگا۔ مگر یہاں آکر دیکھتی ہوں تو عجیب رنگ ہے مولویانہ کاروبار۔ وہی

ملانا تھا ٹھہ۔ میں تم سے یہ پوچھتی ہوں کہ آخر کس کمبخت نے یہ صلاح دی تھی کہ بی۔ اے پاس کرلینا۔ اچھے خاصے مسجد میں اذان دیتے مزے کرتے نہ شادی ہوتی نہ بیاہ نہ یں مصیبت میں پڑتی۔ آج آٹھ دن ہوگئے کہ روز انہ لیڈیز شو کے لیئے کہتی ہوں۔ اس کان سنتے ہو اس کان اڑا دیتے ہو۔ جب تمسے ایک لیڈیز شو ہی نہ لایا گیا تو اور کیا کرو گے تمہاری وکالت بھاڑ میں جائے۔

میں اس لیڈیز شو نہ لانے کا مطلب خوب سمجھتی ہوں۔ تم مجھ کو اب دنیا میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ تمہارا دل مجھسے اکتا گیا۔ تمنے سوچا کہ اگر لیڈیز شو لا دونگا تو یہ ہوا خوری کیلئے جائیگی اور جب یہ ہوا خوری کے لیئے جائیگی تو اس کی تندرستی بھی دن بدن ترقی کریگی۔ اس لیئے نہ لیڈیز شو ہوگا اور نہ یہ ہوا خوری کو نکلیگی۔ گھر میں پڑی پڑی سڑا کریگی آخرکار وہ دن بھی آجائیگا کہ جب پھیپھڑے خراب ہو کر اس کو دق ہو جائیگی اور چار چھ مہینہ کے بعد پاؤں سے یہ بیڑی کٹ جائیگی۔ اسکی کیا ضرورت ہے تھوڑا سا سنکھیا لا دو میں کھا کر مر جاؤنگی۔

میں تمہاری باتوں کو خوب سمجھتی ہوں۔ تم مجھے دنیا میں بھلا خوش دیکھ سکتے ہو۔ تمہاری یہ تمنا ہے کہ زمانہ بھر کی مصیبتیں مجھ کمبخت پر آن پڑیں۔ تم نے یہی سوچ لیا ہے کہ نہ لیڈیز شو ہوگا نہ یہ اس پراؤن سے جا کر ملیگی اور نہ اسکی لڑکی تعلیم حاصل کرسکیگی تم میرے ہی دشمن نہیں ہو تم میرے بچوں کے بھی دشمن ہو۔

میں نے اس دن تم سے کس لجاجت سے کہا تھا کہ دیکھو میرا علاج کرو یہ پیٹیریا کے دورے مجھ کو تباہ و برباد کر دینگے اسپر تمنے کہا تھا کہ ایجاز نانہ شفا خانہ چلی جانا جانیکو تو میں ہزار بار چلی جاتی مگر لیڈیز شو ہی جب نہ ہوگا تو خاک میں جاؤنگی تمہارا تو یہ مقصد ہے کہ یہ کسی نہ کسی طرح مر جائے۔

تم بڑے کفایت شعار ہو تمنے تو روپیہ جوڑنے پر کمر باندھ لی ہے تمنے یہ سوچا کہ لیڈیز شو میں نہ صرف دس پندرہ روپیہ خرچ ہونگے بلکہ گھر کے خرچ میں بھی اچھا خاصہ اضافہ ہو جائیگا میں اپنے اسکول فیلو سے ملنے کے لیئے جاؤنگی اور جب میں وہاں جاؤنگی تو وہ بھی میرے ہاں آئیں گی اسطرح تمہارا خرچ بڑھ جائیگا ان باتوں سے تو یہ بہتر ہے کہ تم مجھ کو زندہ درگور کر دو مجھ سے یہ روز روز کی مصیبت نہیں اٹھائی جاتی میں انسان ہوں میرا بھی جی چاہتا ہے کہ انسانوں میں ملکر بیٹھوں۔ تمہاری طرح میں تو جنگلی آدم بیزار نہیں بن سکتی۔ تم بڑے خود غرض ہو تم بڑے مطلبی ہو۔ تمنے سوچا کہ جب میں اسکو لیڈیز شو لا دونگا تو یہ سب سے ملے جلیگی صاف کپڑے بھی بچوں کو بھی صاف رکھیگی۔ اس لیئے اس کو لیڈیز شو لا کر ہی نہ دیا جائے تاکہ گھر میں میلی کچیلی خود بھی رہے اور بچے بھی میلے کپڑوں کے جراثیم رفتہ رفتہ مجھ کو اور میرے بچوں کو کھا کر ختم کر دینگے اور تم دنیا میں تنہا مزے اڑانے کے لیئے رہ جاؤ گے۔ (فہمی میرٹھی)

نوجوان بیوہ کا اضطراب

یارب میرے مضطرب دل کو تسکین عنایت فرما۔ خدایا میرے بیچین دل کو سکون عطا کر!! الہٰی مجھ غریب اور خانماں برباد پر رحم کر۔ شوہر کا دنیا سے اٹھنا کیا ہوا گویا تمام اس زندگی پر جو کبھی مانند ایک پھول کے تھی پانی پھر گیا۔ میری خوشگوار زندگی ختم ہوگئی۔ میری تمنائیں مٹ گئیں۔ میری آرزوئیں خاک میں مل چکیں میرا عیش مجھسے چھین لیا گیا آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا۔ حسرت میری حالت پر ماتم کناں ہے نا امیدی مجھ کو دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے۔ میرے پہلو میں ایک خزانہ تھا وہ چھین لیا گیا۔ اے نا امیدی کی زندہ تصویر صبر کر!! صبر!!! اور اس گھڑی تک منتظر رہ کر فرشتۂ اجل اس دنیوی تعلقات کو جو ایک نازک پھول کے لیئے کانٹے سے کم نہیں۔ جنہوں نے میری سرسبز و شاداب زندگی کو جہاں میں کبھی اپنے محبوب کے ساتھ بیٹھی ہوئی لذات حقیقی سے مسرت اندوز ہوا کرتی تھی مجھ سے قطع کر کے ابدالآباد پہونچا دے اور پھر تم اے میری ناکام اور پریشاں حال امنگو اور اے میرے دل جلے پہلو وہاں!! اس مقام دائمی میں اپنے محبوب کو خوب پیار کر لینا مگر اسوقت اور صرف اسوقت مجھے چین سے بیٹھنے دو۔ اسی زمانہ کی رنگا رنگی کا نام دنیا ہے ایک آتا ہے ایک جاتا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت میرے اس غم کو مجھسے جدا کرنے میں کامیاب نہیں بن سکتی مگر ہاں ان خیالات کا نکلنا کوئی دشوار امر نہیں۔ میرے خیالات منتشر کر دئے جائیں اور میرے غم میں کمی واقع ہو جائے۔ مگر افسوس قدرت نے نہیں مذہب نے نہیں مراسم نے بدنصیب عورتوں کو اس سے بھی محروم کر دیا۔ بدنصیب عورتیں اسکی بھی حقدار نہیں کہ وہ اپنے غم میں کسی صورت سے کمی کر سکیں۔ ان کو تمام عمر اسی طرح تڑپنا ہوگا۔

۲۔ کیا مجھ جیسی بدنصیب بن دنیا میں انہیں لذات سے کم و بیش کیف اندوز نہیں ہو سکتی!! ہاں۔ ہو سکتی ہے!!! اور ضرور ہو سکتی ہے۔ مگر مسلمانوں کے موجودہ طرز تمدن نے مجبور کر دیا۔ پریشان کر دیا اور اس خوش آئند اور پیاری زندگی کو برباد اور جلا کر خاکستر کر دیا جو کبھی کی ختم ہو چکی۔

۳۔ ایک زمانہ وہ تھا جسمیں دنیا کا سب سے بڑا مدبر اور وہ پیغمبر برحق جو کالی کملی اوڑھے رہتا تھا اپنے دین کے پرستاروں کو صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ نوجوان بیوہ کا دوسرا نکاح کر دو۔ کہا ہی نہیں بلکہ عملی جامہ پہنا کر دکھا دیا۔ مگر افسوس کہ آجکل کے مسلمان انہیں باتوں کو زمانۂ موجودہ میں معیوب جانتے ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ رات کے پُرسکون اور خاموش گھنٹوں میں جب کائنات نیند جیسی نعمت سے لطف اندوز ہوتی ہے جبکہ دنیوی وجود نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے بستروں پر جاتے ہیں اور بغیر کسی پریشانی کے نیند کا لطف اٹھاتے ہیں۔ ٹھیک اسیوقت ایک نوجوان بیوہ نہایت کرب و بیچینی کے ساتھ ان گھنٹوں کو گزارتی ہے اور اسکی آہ اسلام کی بنیاد اور عرش کو ہلاتی ہے!!! آسمانی فرشتے اور پاک روحیں اُسے مژدہ سناتی ہیں کہ صبر کر!! اے دل جلی ہستی صبر!! وہ وقت بہت قریب ہے کہ تیری اس پریشان حالی اور دُکھ کا بدلہ ان مسلمانوں سے لیا جائے۔ قیامت کے دن حاکم حقیقی کے سامنے ان کے مراسم انکو ذلیل کرینگے۔ کیا نکاح ثانی کے مخالفین بتا سکتے ہیں کہ اسوقت جب مالک حقیقی تخت عدل پر ہوگا جہاں نیکی بدی پرکھی جائیگی اور جس جگہ تمام پیغمبروں کو سوائے نفسی نفسی کے کچھ سوجھائی نہ دیگا اور جب تم سے یہ سوال کیا جائیگا کہ کیوں تمنے نوجوان بیوہ کو اس قدر تڑپایا کہ اُس نے اپنی تمام زندگی روتے اور صرف روتے کاٹی!! تو اے مسلمانو!!! بتاؤ!! ہاں جلد بتاؤ!! کہ اُس آڑے وقت میں کیا جواب دیا جائیگا۔ سوائے اس کے کہ تم اپنے اعمال اور کرتوت کی سزا بھگتو اور کوئی جواب نہ ہوگا۔ (قاضی بشیر الدین)

پیرِ فرتوت

(۱)

شریف النسبی ایک اعلیٰ جوہر ہے ۔ اصل اور نسل کی خوبیاں جانوروں میں محسوس کیجاتی ہیں پھر انسان کے لیئے اُس کا نسب کیا کچھ باعث فخر و امتیاز نہ ہوگا لیکن بعض تلخ شہادت نے ثابت کر دیا ہے کہ شریف النسبی اور شریف النفسی دو جدا چیزیں ہیں ۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کسی شخص میں نسبی شرافت کے ساتھ نفس کی شرافت بھی موجود ہو جس طرح قدرت کے فیضانِ عام نے حسن و جمال کی دولت کو کسی مخصوص طبقہ کی میراث قرار نہیں دیا ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک خاکروب کو جو وجاہت حاصل ہو وہ مالکان تاج و تخت کے حصہ میں نہ آئی ہو اسی طرح نفس کی شرافت اور کیرکٹر کی خوبیاں بھی اُن لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں جو نسبی اعزاز سے ممتاز ہیں ۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو عرصۂ دراز سے ثابت ہو چکا ہے اور یہ ایک ایسا خیال ہے جسے ایک زندہ مثال ستر سال سے میں نشو و نما دے رہی ہے ۔ یہ زندہ مثال میر منظر علی کی عجیب و غریب شخصیت سے دنیا کے سامنے آئی ہے جنکی زندگی کا ہر لمحہ ایمان و دیانت کے لیئے غارتگر اور خرمنِ صلح و سکون کے لیئے برق پاش ہے ۔ غدر اور اُس سے پہلے کی یادگاریں مٹ چکی ہیں اور اس لیئے میر صاحب ممدوح کے ابتدائی حالات کو تاریکی سے روشنی میں لانا دشوار ہے ۔ لیکن قیاس یہ چاہتا ہے اعلیٰ درجہ کے ذہین ۔ طباع یا دوسرے الفاظ میں نہایت شریر اور مفسدہ پرداز ہونگے ۔ اُنکی ذہانت نئی قسم کی شرارتیں ایجاد کرتی ہوگی اور اُنکی طباعی نے نہ صرف اپنے ہمسنوں کو پریشان کر رکھا ہوگا بلکہ بزرگ بھی اُن کی صورت دیکھ کر لاحول پکار اُٹھتے ہونگے ۔

بہر حال میر صاحب کا بچپن اور لڑکپن جیسا کچھ بھی شر انگیز اور آفت خیز ہو لیکن جب انہوں نے اردو فارسی کی معمولی تعلیم ختم کر کے عملی زندگی میں قدم رکھا تو اپنی خاندانی روایات کے مطابق اپنے لیئے معلمی کا معزز اور آزاد مشغلہ تجویز کیا ۔ مگر اُنہیں بہت جلد معلوم ہو گیا کہ گلستاں اور یوسف زلیخا کے اوراق اُن کی طبع شرربار کی تشنگی نہیں بجھا سکتے اور صرف معلمی پر اکتفا کرنا گویا اُن قوتوں کو برباد کر دینا ہے جو قدرت نے اُنکے دل و دماغ کو خصوصیت کے ساتھ عطا کی ہیں ۔ یہ خیال آتے ہی جب اُنہوں نے اپنی طبیعت کا جائزہ لیا تو اُنہیں معلوم ہوا کہ فریب و دغا ۔ مکاری و جعلسازی اور کذب و افترا میں وہ اعلیٰ درجہ کے ماہر ثابت ہو سکتے ہیں اور اُنہیں اپنی زندگی کامیاب بنانے اور دولت حاصل کرنے کے لیئے ایمان و دیانتداری اور محنت و جفاکشی کی مطلق حاجت نہیں ۔

(۲)

ایسی زبردست صلاحیت اور قدرتی استعداد پر میر صاحب دنیا میں کافی شہرت حاصل کر سکتے تھے ۔ پبلک مثلاً کا نام سُنکر لرزہ براندام ہوتی اور پولیس اُن کے تذاکرہ سے کانپ اٹھتی ۔ ملک کی سنٹرل جیلیں اُن کو خیر مقدم کہتیں اور انڈمن کا پر شور جزیرہ اُنہیں دعوت کا پیام بھیجتا لیکن میر صاحب اِن تمام نیکنامیوں سے صرف اِس بنا پر محروم رہے کہ وہ ایک نہایت شریف اور باآبرو خاندان میں پیدا ہوئے اور اُن کو ایسی سوسائٹی میسر نہ ہوئی جو اُن کے قدرتی اوصاف کو اُبھار دیتی گویا وہ سونے کا ایک ٹکڑا تھے جو سہاگہ کو ترستا رہا یا تلخیوں سے بھرا ہوا ایک کریلا تھے جس کی بیل کو پھیلنے کے لیئے نیم کی شاخیں نہ مل سکیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میر صاحب نہ کبھی جانگیا زیب جسم کیئے ہوئے اور "ساہر" لیئے ہوئے اندھیری راتوں میں کسی دیوار کے قریب نظر آئے اور نہ اُنہیں گھنے جنگلوں اور جھاڑیوں میں اپنا مسکن بنانے کی کبھی ضرورت درپیش ہوئی ۔ اِن تمام راہوں کے مسدود ہو جانیکے بعد اُنہیں تلاش و جستجو کے بعد صرف ایک راہ نظر آئی اور وہ عدالت کی راہ تھی ۔ آخر کار انہیں یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ اس ناسور کہن کی تراوش اور مکر و فریب کے چھائے ہوئے بادلوں کی بارش کے لیئے سب سے اچھا موقع مقدمہ بازی ہے ۔ چنانچہ انہوں نے قانون دیوانی سے دیوانہ وار واقفیت حاصل کی ۔ وُکلا سے تعلقات پیدا کیئے ۔ بے ضرورت عدالتوں میں جانا ۔ عرائض نویسوں اور اہل معاملہ کے بستروں پر نشست و برخاست رکھنا اپنا معمول قرار دیا ۔ اگر کوئی جائداد متنازعہ اُن کے خیال میں ہوتی یا کچھ رقم وہ ضری رکھتے تو مقدمہ بازی کی ابتدا کر دیتے لیکن اُن کی یہ تمنائیں ابھی مستقبل کے دامن میں نشو و نما پا رہی تھیں ۔ تاہم احاطۂ عدالت کی روزانہ حاضری بیکار ثابت نہیں ہوئی اور ایک دن گواہ کی حیثیت سے اُنھیں سشن جج کے روبرو جانے کا شرف حاصل ہو گیا ۔ میر صاحب کو جس واقعہ کی شہادت دینی تھی اُس سے وہ بالکل ناواقف تھے لیکن انہوں نے تھوڑی دیر کی تعلیم میں صورت حال کے ہر پہلو سے واقفیت حاصل کر لی اور اس خوبی سے شہادت دی کہ گویا واقعہ اُن کے سامنے گزرا ہے ۔ اور انہوں نے جو حلف اُٹھایا ہے وہ درحقیقت سچا حلف ہے ۔ جرح میں بھی وہ شملہ اور دارجیلنگ سے زیادہ ثابت قدم رہے ۔ میر صاحب کی یہ کامیاب شہادت کچہری میں کئی دن زیر گفتگو رہی اور وکلا اُنہیں قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے رفتہ رفتہ میر صاحب نے شہادت کا زرخیز پیشہ اختیار کر لیا ۔ اگرچہ ایک دو سال کے بعد اُن کی شہادت "ریخ شتر" سے زیادہ وزندار اور باوقعت نہیں رہی تھی اور پُرانے حکام اُن کی صورت دیکھتے ہی ہنس پڑتے تھے ۔

(۳)

جب حاضری عدالت اور مشق شہادت پر کئی سال گزر گئے اور اس اثنا میں میر صاحب نے معاملات عدالت سے فی الجملہ واقفیت پیدا کر لی تو اُن کی طماع طبیعت کو صرف شہادتوں پر جو مہینے میں دس بیس روپے مل جانے کا باعث ہوتی تھیں قانع نہیں رہی اور میر صاحب باقاعدہ مقدمہ بازی کی طرف قدم بڑھایا ۔ عدالت کے احاطہ میں تو اُن کا روزانہ پایا جانا ضروری تھا

پس ایک دن انہوں نے ایک ہندو بیوہ کو جو لاوارثی کی وجہ سے خود ہی عدالت میں پہونچ گئی تھی آسامی بنایا۔ شرط یہ ٹھہری کہ کامیابی پر منفعت میں برابر کے دو حصے کر لیئے جائیں گے۔ میر صاحب نے اس خوبی کے ساتھ مقدمہ لڑایا۔ کہ خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ڈگری کا روپیہ وصول ہونے پر ہندو بیوہ نے ایمانداری کے ساتھ نصف روپیہ تقسیم کر دیا۔ یہ پہلا موقع تہا کہ میر صاحب سات سو روپے کی گراں قدر رقم لے کر گھر میں آئے۔ اور آج اُن کو معلوم ہوا کہ قدرت نے اُنہیں روپیہ پیدا کرنے کے لیئے کیسا بہتر دماغ عطا کیا ہے۔ میر صاحب کی بیوی نے بھی اُن دماغی قابلیتوں کا اعتراف کیا اور میر صاحب کی مسرتوں میں برابر کا حصہ لیا۔ شاید میر صاحب اتنا روپیہ حاصل کرکے ابھی چندے آرام کرتے لیکن ایک دردناک حادثہ نے اُن کے جذبات کو اور زیادہ مشتعل کر دیا اور وہ پہلے سے بڑھ کر جعل و فریب کے لیئے آمادہ ہو گئے۔ حادثہ یہ تہا کہ میر صاحب کی اس نقرئی کامیابی پر ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تہا کہ اُن کے مکان میں چوری کی واردات ہوئی اور نہ صرف یہ سات سو روپیہ کی رقم بلکہ اِس کے ساتھ ہی بیوی کا زیور جو کئی سو روپے کا قیمتی تھا چوری ہو گیا۔ انہوں نے اپنی اداس اور اشکبار بیوی کو تسلی دی اور کہا کہ یہ حادثہ میرے لیئے مضر نہیں بلکہ مفید ہے۔ میں اپنی قوی میں پہلے سے زیادہ سرگرمی اور اپنے دماغ میں پہلے سے زیادہ جولانیاں محسوس کرتا ہوں۔ میر صاحب نے جیسا کہا تہا ویسا ہی کر دکھایا۔ انہوں نے اب یہ طریقہ اختیار کیا کہ تمام مقدمات سے آگاہی رکھتے تھے اور فریقین میں جسے آنکھ کا اندھا اور گانٹھ کا پورا دیکھتے تھے اُس سے تعلقات پیدا کر لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ ایسا اعتماد حاصل کرتے تھے اور اپنے قدرتی مکر و فریب کی بنا پر ایسے ایسے عجیب مشورہ دیتے تھے کہ چند روز میں مختار الکل بن جاتے تھے۔ وکلا کا محنتانہ کھا جانا۔ اہلکاروں کو رشوت دینے کے نام سے دس پانچ روپے کی رقم اڑا دینا اُن کے داہنے اور بائیں ہاتھ کا کھیل تہا۔ میر صاحب کی ان سرگرمیوں پر صرف ایک سہ ماہی گزری تھی کہ انہوں نے اثاثۂ مسروقہ کی تلافی کر لی۔ لیکن اب کے میر صاحب نے روپیہ جمع کرنے کی نہایت محفوظ صورت اختیار کی تھی چوری کے حادثہ نے اُنہیں ہمیشہ کے لیئے ہوشیار کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے شہر کے مشہور ساہوکار لالہ گوبردھن لال کے ہاں اپنا اندوختہ جمع کیا تہا۔ اگر کبھی ضرورت ہوتی تھی تو سو پچاس روپے لے آتے تھے۔ اس طریقہ میں ایک فائدہ یہ بھی تہا کہ اُنہیں چھ آنہ فیصدی سود بھی ملتا تہا۔

(۴)

۵ سال تک میر صاحب کا کاروبار نہایت کامیابی کے ساتھ چلتا رہا لیکن رفتہ رفتہ وہ شہر میں بدنام ہونے لگے۔ انہوں نے عدالت کے احاطہ میں قدم رکھا کہ ہر طرف سے انگلیاں اٹھیں اور وہ "جعلساز آیا" "وہ دغاباز آیا" "وہ فتنہ پرداز آیا" کے آوازے بلند ہونے لگے۔ لیکن میر صاحب کو اِن باتوں کا مطلق احساس نہ تہا۔ وہ اپنی ناک کے ہر اپریشن کیلئے تیار رہتے بشرطیکہ اُن کے مُنہ کے ساتھ "بلقمہ دوختہ بہ" کا سلوک ہوتا رہتا۔ البتہ اُنہیں اپنی سرد بازاری کا بہت غم تہا۔ اُن کی داڑھی بالکل عالمانہ تھی۔ اُن کی وضع بالکل درویشانہ تھی۔ اُنکی دوپلی ٹوپی سے ہر وقت تقدس کی بارش ہوتی تھی۔ وہ اپنے ہر دعوے کو دلیل کی بجائے قسم سے ثابت کرتے تھے لیکن پھر بھی اُنہیں جھوٹا ہی سمجھا جاتا۔ جب حالات ایسے ناموافق تھے۔ میر صاحب کی کاغذی ناؤ پانی میں اور چوبی ہانڈی آگ میں جل چکی تھی اُن کو مہلک صدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ یعنے گوبردھن لال کے مکان میں آگ لگی اور ایسی لگی کہ حساب کتاب کی تمام بہیاں اور کاغذات جل گئے۔ اس واقعہ سے میر صاحب کو جو اندیشہ تہا وہ صحیح ثابت ہو کر رہا۔ یعنی گوبردھن لال صاف مکر گیا کہ میرے پاس تمہاری ایک پائی نہیں۔ میر صاحب کے ہوش اڑ گئے۔ بارہ ہزار کی رقم ایسی نہ تھی جسے وہ دل سے فراموش کر دیتے۔ اُنہیں یہ محسوس ہوا کہ اُن کے سینہ سے کسی نے دل نکال لیا ہے۔ اُنہیں یہ معلوم ہوا کہ گوبردہن لال کے گھر میں نہیں بلکہ خود اُن کے گھر میں آگ لگی ہے۔ میر صاحب کے پاس کوئی رسید نہ تھی۔ کوئی ثبوت نہ تہا اور اِس لیئے عدالتی چارہ جوئی کا خیال بالکل ایسا تہا کہ وہ ہوا پر یا پانی کی سطح پر ایک محل بنانے کا ارادہ کرتے۔ میر صاحب کو اس رقم کی بربادی کا صدمہ زیادہ تر اس وجہ سے تہا کہ اب وہ شہر میں نہایت بدنام ہو چکے تھے۔ اُن کے تجارب اور نصائح سے فائدہ اٹھانے کے لیئے کوئی شخص تیار نہ تہا۔ لوگ اُن کو نحوست اور تباہی سے تعبیر کرتے تھے اور اُن کے اختلاط و آمیزش سے گھبراتے تھے۔ بہرکیف اس آفت ناگہانی نے میر صاحب کو پھر اُسی قعر مذلت میں گرا دیا جس سے وہ اُبھرے تھے اب وہ پھر مکتبی مشاغل میں مصروف ہو گئے اور عدالت کی جہوٹی شہادتوں پر اکتفا کرنے لگے۔ لیکن اُن کی مشکلات کا سلسلہ زیادہ عرصہ تک قایم نہیں رہا۔ وہ حصول دولت کے لیئے غور و فکر کر رہے تھے کہ اُن کے داماد کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ مولانا محمد محتشم شہر کے نامور لوگوں میں تھے۔ انتقال کے وقت انہوں نے دو صاحبزادے ایک صاحبزادی اور اُن کے لئے تقریباً دو لاکھ کا سرمایہ متفرق جائداد اور ایک کارخانہ کی صورت میں چھوڑا۔ صاحبزادی اپنے گھر سے خوشحال تھیں۔ چھوٹے صاحبزادے ابھی کم عمر اور تعلیمی مشاغل میں مصروف تھے اس لیئے تمام جائداد اور کارخانہ کا انتظام مولانا مرحوم کے بڑے صاحبزادے مولوی محمد مصباح یعنی میر صاحب کے داماد کے قبضہ میں آیا۔ مولوی محمد مصباح کچھ اپنی فطرت کے لحاظ سے کچھ تقاضائے عمر کی بنا پر نہایت سادہ لوح۔ ناتجربہ کار اور زمانہ کے نشیب و فراز سے ناآشنا تھے۔ میر صاحب یہ تو پہلے سے جانتے تھے کہ اُن کا داماد آنکھوں کا اندھا ہے لیکن اب جو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ گانٹھ کا پورا بھی ہے تو اُن کی توجہات تمام شہر سے ہٹ کر اور سمٹ کر بیٹی کے گھر پر مبذول ہو گئیں۔

(۵)

انہوں نے سادہ دل نوجوان کو ایسے سبز باغ دکھائے کہ چند روز میں تمام کاروبار کی عنان اُن کے ہاتھ میں آگئی اور وہ سیاہ و سفید کے مالک و مختار بنگئے۔ اس قدر اقتدار و اختیار حاصل ہوجانے پر میر صاحب سے جو توقع ہوسکتی تھی اُس کے خلاف اُن سے کوئی بات عمل میں نہیں آئی۔ میر صاحب کے اس طریق عمل سے معلمان اخلاق کو یہ نکتہ معلوم ہوسکتا ہے کہ جب ایمان کا انگارہ بجھتے بجھتے بالکل بجھ جاتا ہے اور جب ضمیر کا آفتاب گمراہیوں اور نفس پرستیوں کے گہن میں تمام تر چھپ جاتا ہے تو انسان کو ارتکاب جرائم کے وقت اپنے اور بیگانے میں بھی تمیز نہیں رہتی۔ چنانچہ میر صاحب کے دل میں کبھی یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ وہ اپنی مفاد پرستی اور خود غرضی سے اندھے ہوکر اولاد کے گلے پر چھری پھیر رہے ہیں اور اپنی عزیز لخت جگر بیٹی کا گھر برباد کئے دیتے ہیں۔ بہرکیف وہ مختار الکل ہوکر کارخانہ کو تباہ کرنے لگے۔ یہ تو ایک معمولی کاروبار تھا اگر راک فیلر اور رچان بیکی کے "بزنس" کو بھی اِن صدمات کا سامنا کرنا پڑتا تو وہ چند روز میں بحر الکاہل کی عمیق ترین تہ تک جا پہونچتے۔ میر صاحب ہر ممکن تدبیر سے یہ کوشش کرتے تھے کہ کارخانہ کی تمام آمدنی اُن کی جیب میں آجائے۔ وہ اپنے ایک روپے کے فائدہ کے لئے کارخانے کو سو روپے کا نقصان پہونچا دینا شیر مادر کی طرح جائز سمجھتے تھے۔ آخر یہ راز کہاں تک مخفی رہتا۔ جب پے درپے نقصانات پہونچے اور جب آمدنی بالکل مفقود ہوگئی تو میر صاحب کے متعلق بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں۔ اُن کی صاحبزادی جو اپنی فرشتہ خصالی اور نیک مزاجی میں اپنی نظیر آپ تھیں یہ سب کچھ دیکھ کر اور کچھ جان کر محض اس لئے خاموش تھیں کہ والدین ہر حالت میں واجب الاحترام ہیں۔ مولوی محمد مصباح اگرچہ اب پہلے سے ناتجربہ کار نہ تھے اور اپنے خسر کی چالوں سے ایک حد تک اُنہیں واقفیت ہوگئی تھی لیکن ایسے جالوں میں اُنہیں اسیر کرلیا گیا تھا کہ خاموشی کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ آخر جب کارخانہ بالکل تباہ ہوگیا اور میر صاحب نے دیکھا کہ اب خود اُن کے لئے بھی کوئی موقع باقی نہیں تو اُنھوں نے نہایت ہمدردی و دلسوزی کے ساتھ داماد کو صلاح دی کہ سودی روپیہ لے کر کارخانہ کو از سر نو ترقی دی جائے۔ اگر میر صاحب یہ صلاح نہ دیتے تو بھی دو ہی صورتیں تھیں یعنی یا کارخانہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جاتا اور یا قرض سے اُس کی زندگی قایم رکھی جاتی چنانچہ مولوی محمد مصباح فوراً آمادہ ہوگئے اور شہر کے ایک ساہوکار سے ایک بڑی رقم معقول شرح سود پر قرض لے کر کاروبار کو سنبھالا گیا۔ میر صاحب نے روپیہ آتے ہی پھر اپنے مشاق اور حریص ہاتھ آگے بڑھائے لیکن مولوی محمد مصباح نے اِس بدنیتی کا اندازہ کرتے ہی فوراً اُن کے تمام اختیارات سلب کرلئے اور آخر کار اُنہیں کارخانہ سے تعلقات منقطع کرکے ایک دفعہ اپنے مکتب کو از سر نو قایم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

(۶)

سانپ اور طاؤس کو بہشت سے نکلکر اتنا ہی صدمہ ہوگا جتنا میر صاحب کو کارخانہ سے جدا ہوکر ملال تھا۔ وہ رات دن اسی فکر میں غلطاں رہتے تھے کہ کسی طرح پھر اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو حاصل کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے بڑے غور و فکر کے بعد اپنی جدت طراز طبیعت سے یہ صورت نکالی کہ ایک جعلی رسید بنا کر ساہوکار کے پاس پہونچے اور اُس سے کہا کہ مولوی محمد مصباح تمہارا روپیہ آنے پائی سے بیباق کرچکے ہیں چنانچہ تمہاری دستخطی رسید موجود ہے۔ ساہوکار کے ہوش اڑ گئے۔ اُس نے فوراً دعوے دائر کر دیا۔ مولوی محمد مصباح اس گہری چال تک نہ پہونچ سکے اور انہوں نے یہ سمجھ کر کہ میر صاحب نے یہ حرکت مجرمانہ اُنہیں فائدہ پہونچانے کے لئے اختیار کی ہے ہتھیار ڈالدیئے اور میر صاحب کو ایک بار اور بہشت کا پروانہ راہداری مل گیا۔ چند روز میں ساہوکار کی ڈگری ہوگئی۔ کارخانہ میں اتنا روپیہ کہاں تھا کہ مطالبہ کو کافی ہوسکتا۔ آخر کار جائداد کا کچھ حصہ فروخت کرکے اور میر صاحب کی عنایت سے جو مصیبت سر پر آپڑی تھی اُس سے نجات حاصل کی گئی۔ جائداد اور روپے کی یہ تباہی دیکھ کر دیگر ورثا نے تقسیم میراث کا مطالبہ کیا۔ اور اس مطالبہ کی تعمیل کے بعد مولوی محمد مصباح جو ابتک تمام جائداد پر قابض تھے ایک محدود جزکے مالک رہ گئے۔ میر صاحب کی خواہش تھی کہ وہ اپنا حصہ فروخت کرکے میر صاحب کے زیر اہتمام پھر کسی کاروبار کی بنیاد ڈالیں لیکن مولوی صاحب نے ایسا نہیں کیا اور اپنے مخلص اعزہ کے مشورہ پر کاربند ہوکر اپنا حصہ بیوی کے دین مہر میں لکھدیا۔ میر صاحب کو داماد کی اس سرتابی پر نہایت اشتعال پیدا ہوا اور انہوں نے فوراً قرضخواہ کو بھڑکا کر مولوی محمد مصباح پر نالش دائر کرادی۔ نالش دائر ہوئی۔ ڈگری ہوئی اور بالآخر ایک دن وہ مہیب لمحہ بھی آپہونچا کہ قرضخواہ اور عمال سرکاری میر صاحب کی نشاندہی کے مطابق مولوی صاحب کے مکان پر قرقی لے کر آ پہونچے لیکن جب اُنہیں وہاں ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی ایک بوسیدہ توشک اور ایک ٹاٹ کے مصلے کے سوا کچھ نہیں ملا تو مایوس ہوکر چلے گئے۔ اِن حادثات نے مولوی صاحب کی بیوی پر بہت ناگوار اثر ڈالا۔ پیہم صدمات سے اُن کی صحت خراب ہوگئی۔ وہ بیمار رہنے لگیں اور آخر کار چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر راہئ ملک بقا ہوئیں۔ میر صاحب کی منتظر طبیعت نے بیٹی کی موت سے رنج و غم کی جگہ فائدہ کی ایک طلائی صورت پیدا کی۔ چونکہ مولوی محمد مصباح نے جائداد اپنی بیوی کو دین مہر میں لکھدی تھی اس لئے انہوں نے فوراً حق پدری کا دعوے دائر کر دیا۔ میر صاحب کو اس کا افسوس رہا کہ اُن کی بیوی حق مادری کے مطالبہ کے لئے تیار نہیں ہوئیں بہرحال ڈگری ہوئی اور میر صاحب کے لئے بیٹی کی وفات نہایت زرخیز ثابت ہوئی۔

(۷)

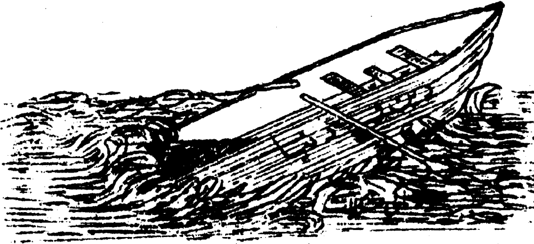
بیوی کا انتقال ہوچکا تھا۔ جائداد تباہ ہوچکی تھی۔ بچوں کی پرورش

اور تعلیم و تربیت کے تفکرات ہر لحظہ دامنگیر تھے اس لیئے مولوی محمد مصباح جنکو والد نے سب کچھ اُن کے لیئے چھوڑا تہا نہایت پریشان حالی میں اپنی زندگی بسر کر رہے تھے اور انہوں نے از سر نو اُس کاروبار کی بنیاد ڈالی تھی جو ایک دفعہ انتہا کو پہونچ چکا تھا۔ اس کے برخلاف میر صاحب اپنی جگہ نہایت مطمئن تھے اور جو روپیہ بیٹی کے گھر سے اپنے گھر کی طرف انہوں نے منتقل کیا تہا وہ اُن کے بال بچوں کی کفالت کر رہا تہا۔ آخر ان واقعات پر دس سال گزر گئے۔ مولوی محمد مصباح تجرد کی تکلیف دہ زندگی سے اُکتا کر دوسری شادی پر آمادہ ہوئے اور اس خیال سے کہ ایک غیر عورت کی نسبت بچوں کی خالہ اُن کے لیئے زیادہ شفیق و مہربان ثابت ہوگی اُنہوں نے جان بوجھ کر ایک دفعہ اور میر صاحب کے دولتکدہ پر دستک دی۔ پہلے تو میر صاحب انکار کرتے رہے لیکن پھر یہ سوچکر کہ اندوختہ قریب ختم ہے اور مولوی صاحب کے کاروبار میں کونپلیں آچلی ہیں آمادہ ہوگئے۔ اور ٹھیک اُس دن جب کہ دہلی میں تاج پوشی کی رسوم ادا ہو رہی تہیں مولویصاحب کو نوشاہ بنے اور تخت عروسی کو زینت دینے کا موقع ملا۔ اگرچہ مولوی صاحب کو شادی سے قبل میر صاحب کی آمادگی کے لیئے بہت کچھ مالی قربانیاں کرنی پڑیں لیکن شادی کے بعد اُنہوں نے میر صاحب کی تمام توقعات کو باطل کر دیا انہوں نے کاروبار پر قابض ہونے کی بہت کوشش کی لیکن یہ کسی طرح اُن کے دام میں نہ آئے۔ آخرکار جب میر صاحب کا پس انداز سرمایہ بالکل ختم ہوگیا تو ضرورت نے ایجاد کی ماں بنکر اُن کے سامنے حصول زر کی ایک نئی گر پرانی تجویز پیش کی یعنی اُنہوں نے بیوی کو اپنے حقِ مادری کی نالش پر مجبور کیا۔ نالش کیگئی اور عدالت سے ڈگری ہوئی۔ مولوی محمد مصباح بہت پریشان ہوئے۔ کیونکہ ڈگری کا روپیہ ادا کرنے کے بعد اُن کا کاروبار خاک میں مل جاتا مگر اُن کے بڑے صاحبزادے نے جو اب جوان ہوکر برسر کار اور مالدار ہوچکے تھے اپنے پاس سے یہ رقم ادا کی۔ لیکن مکافاتِ عمل کی نیرنگیاں دیکھیئے کہ ابھی میر صاحب نے روپے کی صورت بھی نہیں دیکھی تہی کہ اُن کے صاحبزادے جو ہر حیثیت سے اُنہی کے صاحبزادے تھے اس رقم کو لے اڑے۔ یہ سب سے آخری مسرت تہی جو میر صاحب کو حاصل ہوئی اور یہ سب سے آخری صدمہ تہا جو میر صاحب کو پہونچا۔ اس کے بعد پھر اُنہیں اس خاندان پر ستم آرائی کا کوئی موقع نہیں ملا جسکی شاید بڑی وجہ یہ ہے کہ اب اُن کے قویٰ اُن کے ارادوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ وہ عینک لگاتے ہیں لیکن عینک کے شیشوں کے سوا اُنکی آنکھوں میں کوئی چمک باقی نہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں رعشہ ہے۔ پاؤں میں جان نہیں گوشت پوست گھُل چکا ہے اور اب وہ صرف اس قابل رہ گئے ہیں کہ فزیالوجی کا کوئی پروفیسر اُنہیں سامنے رکھکر لڑکوں کو تشریح کی تعلیم دے لیکن آپ کو تعجب ہوگا کہ اس کہن سالی کے باوجود اُن کی حرص ہنوز دوشیزگی کے عالم میں ہے۔

سچ ہے ؎

مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز!



کیوں صاحب؟

کیا دین و دنیا کی کشتی مالی مشکلات کے سمندر میں ڈوب جائے گی اور آپ تماشا دیکھیں گے؟

اِس کشتی کو بچانے کے لیئے سمندر کی طوفانی موجوں کا مقابلہ نہیں کرنا ہے۔ جان کو خطرہ میں نہیں ڈالنا ہے۔ مال صرف کرنیکی حاجت نہیں ہے

صرف اتنی بات ہے

کہ اپنے عزیزوں۔ دوستوں اور واقفکاروں میں سے چند خریدار پیدا کر دیجیئے

بشرطیکہ

دین و دنیا کو آپ پسند کرتے ہوں اور اُسکی مرفہ الحالی آپ کے نزدیک مناسب ہو۔ والسلام

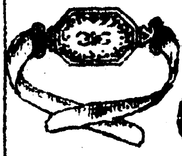
خاکسار مینیجر

جنکو لائق داماد کی ضرورت ہو وہ پڑھیں

ایک صاحب صوبجات متحدہ کے ایک باشندے ہیں۔ شہر کے رہنے والے ہیں غیر شادی شدہ ہیں پچیس سال عمر ہے۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں نہایت ذہین اور ہوشمند ہیں۔ صورت شکل بھی خاصی ہے۔ تندرست اور صحیح القویٰ ہیں۔ کاروباری معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس وقت ایک سو بیس روپے ماہوار پر ایک کارخانہ میں منیجری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت شریف خاندان ہیں۔ والد کا انتقال ہو چکا ہے باقی تمام اعزہ موجود ہیں۔ صاحب موصوف کو تجارت کا بہت شوق ہے اور بڑی تمنا ہے کہ وہ ایک بڑے کاروبار کے مالک بنیں اور اپنی زندگی عزت شہرت اور کامیابی کے ساتھ بسر کریں۔ اُن کا خیال ہے کہ تنخواہ میں سے تھوڑی تھوڑی رقم بچا کر یہ آرزو پوری کی گئی تو کامیابی ضرور ہو گی لیکن بڑھاپے تک۔ وہ اپنی جوانی اور بڑھاپے دونوں کو سرسبز اور کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے وہ ایک متمول گھرانے میں شادی کرنا چاہتے ہیں اور ایسی بیوی کے خواہشمند ہیں جو بذات خود یا اُس کے والدین کم از کم اتنے دولتمند ہوں کہ بیس پچیس ہزار کی رقم کاروبار میں لگا سکیں صاحب موصوف کو کسی طرح کی بد دیانتی یا بدنیتی مقصود نہیں وہ اس کاروباری زندگی سے خود بھی فائدہ اٹھائینگے اور بیوی کے والدین کو بھی فائدہ پہونچائینگے۔ وہ مسلمان سنی المذہب سید ہیں۔ لیکن اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُنہیں بیوی کے متعلق اس سے زیادہ کچھ خیال نہیں کہ وہ مسلمان قوم اور ذات کی کوئی قید نہیں۔ خوبصورتی اور بدصورتی کا کوئی امتیاز نہیں - - - - - خواہ دوشیزہ ہو۔ خواہ بیوہ ہو۔ خدا جانے ہندوستان میں ایسے کتنے کاروباری اور دولتمند اشخاص ہونگے جنکو ایک ایسے لائق داماد کی ضرورت ہو گی جو اُن کو کاروبار میں مدد دے یا اُن کی دولت کی افزائش کا باعث ہو۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کے لیے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اس کار خیر کیلئے آمادہ ہوں وہ ہر طرح اپنا اطمینان کر سکتے ہیں کہ نوجوان موصوف کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اس پتہ سے خط و کتابت ہونی چاہیئے۔

ایم - اے

بتوسط رسالہ دین و دنیا دہلی



ہر مقصد میں کامیابی

بازوبند نظامی

حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی رح
کا خاص عطیہ جسے خود حضور ممدوح بارہا آزما چکے ہیں

خواص یہ ہیں (۱) ہر مشکل سے نجات ہو گی (۲) ہر بیماری سے شفا ہو گی (۳) جسکے پاس جاؤ گے وہ عزت کرے گا (۴) حکام مسخر ہونگے۔ (۵) مقدمہ تمہارے حق میں فیصل ہو گا (۶) ہزار امیدوار ہوں مگر نوکری تمہیں کو ملیگی (۷) طالب علم امتحان میں کامیاب ہونگے (۸) جسکا خیال دل میں ہو گا وہ محبت کریگا (۹) عزیزوں اور دوستوں میں سرفرازی حاصل ہو گی (۱۰) میاں کے پاس ہو تو بیوی لونڈی کیطرح فرماں برداری کرے گی۔ بیوی کے پاس ہو تو میاں عاشق زار رہیگا (۱۱) دلھنوں کے پاس ہو تو سسرال والے آنکھوں پر بٹھائینگے۔ (۱۲) اہل کاروبار اور دوکاندار اپنے پاس رکھیں گے تو دن دونی رات چوگنی ترقی ہو گی۔ (جسکے پاس یہ بازو بند ہو گا وہ کبھی ننگا بھوکا نہ رہیگا)

الغرض محبت۔ تسخیر اور کامیابی مقاصد کیلئے بینظیر چیز ہے

بازو بند نظامی کا ہدیہ پانچ روپے علاوہ محصولڈاک
بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ وی۔ پی

المشتہر

فلکی شاہ معرفت خواجہ ڈپو۔ دہلی

نہ رکنے والا سیلاب نہ دبنے والا طوفان

اگر پایا جا سکتا ہے تو مولینا راشد الخیری کی تحریریں - الفاظ دل پر نقش ہوتے چلے جاتے ہیں - اگر ناولوں کے ذریعہ سے اصلاح مد نظر ہو - اگر دلچسپ فسانوں کی صورت میں تاریخ پڑھنی ہو تو یہ ناول پڑھیئے -

محبوبہ خداوند | مصور غم کے قلم کا بہترین فوٹو ہے - اس ناول کا ایک ایک لفظ آپ کی آنکھوں کے سامنے عہد عثمانی کی تصویر پیش کریگا - عیسائی راہبوں کی شرمناک کارروائیاں طرابلس کے خداوند کا سفیریہ پر عاشق ہونا - خداوند کا عورتوں کو قبضے میں لانے کے لیئے تیر بہدف تدابیر اختیار کرنا - سفیریہ کا اپنی عصمت بچا کر اسلام قبول کر لینا - ۱۲ر

عروس کربلا | حضرت سیدنا امام حسین کی شہادت - یزید کے شرمناک حالات اور سیاہ کارانہ زندگی کے واقعات ناول کے پیرایہ میں قیمت عہ

یاسمین شام | حضرت عمر خلیفہ ثانی کا عہد حکومت - تسخیر شام کے حالات - شام کی مشہور و معروف حسینہ بلقیسیا کے کارنامے - صدہا عشاق کا بلقیسیا پر جان دینا نتیجہ بہت بہتر - قیمت عہ

جواہر قدامت | شاہدہ کی بیباکیاں - زاہدہ کی نیک نفسی مذہب پرستی - ایک مغربی تمدن کی بھڑکنے والی ایکٹریس - دوسری ایمان صداقت کی زندہ تصویر - نہایت دلچسپ ناول ہے - عہ

درشہوار | حسن حسینوں کے لیئے نعمت کے ساتھ ساتھ آفت بھی ہے - ایران کی شہزادی سبطورا کے حسن و جمال نے سبطورا کو ہزاروں مصیبتوں میں گرفتار کر دیا - ایران سیستان میں اس کے حسن نے قیامت برپا کر دی - ہزاروں جانیں قربان ہو گئیں ۱۰ر

آفتاب دمشق | پرستان کا نظارہ حسن کی نور پاشی - ایمان کی تجلی صداقت کی تصویر مولانا راشد کی بالکل اچھوتی اور نئی تصنیف - عہد صدیق و فاروق کے کارنامے اسکے علاوہ کچھ حسن کی دیویاں آفتاب دمشق کی اسٹیج پر عشق و محبت کا پارٹ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں عہ

سمرنا کا چاند | تمر کا سمرنا کے مظالم سے متاثر ہونا اسکی بہن کا مخالفت کرنا یونانی مظالم کا مرقع نوجوان حسین خاتون کا سمرنا کے یتیم بچوں کی امداد کرنا نہایت دلچسپ اخلاقی نتیجہ خیز ناول ہے -

تائید غیبی | حق و صداقت پر مٹنے والے مٹ جاتے ہیں - ان کی قبر کا نشان نہیں ملتا مگر ان کا نام آجتک دنیا میں روشن ہے اور رہیگا - مسلمانوں کا عروج و زوال اور قربانیاں - نہایت دلچسپ پیرایہ میں دل آویز تحریر - قیمت ۸ر

جوہر عصمت | فسانہ تنویرہ اور ملکہ شہزاد - دو دلچسپ نتیجہ خیز قصوں کا مجموعہ قیمت ۶ر

منازل السائرہ | سائرہ کے بچپن سے لیکر زندگی تک کے واقعات - ڈائرکٹر تعلیمات پنجاب کا پسندیدہ ناول - قیمت عہ

نوحہ زندگی | اس دلچسپ ناول میں نکاح ثانی پر روشنی ڈالی گئی ہے قیمت ۱۰ر

بنت الوقت | جدید تعلیم یافتہ عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت مغربی تعلیم و تربیت کے جو [illegible] اور افسوسناک نتائج - قیمت ۸ر

چند مہ جبینوں کی تصویریں

(قاری سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی کے قلم سے)

سعید | اسمیں ایک تعلیم یافتہ نوجوان اور ایک حسین طوائف کے جذبات دکھائے گئے ہیں - طوائف کی لطیف چالیں - نوجوان کی گرویدگی - طوائف کا مکر و فریب - تعلیم یافتہ نوجوان کا سر تسلیم خم کر دینا - نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا گیا - ذرا شوقین نوجوان پڑھ کر معلوم کریں کہ ان کو کیونکر تباہ کیا جاتا ہے قیمت ۸ر

سعادت | دہلی کی ایک تعلیم یافتہ - چلتی پرزہ - ستم روزگار - مہ پارہ نوجوان طوائف کی گہری چالیں - نوجوانوں کو قبضہ میں لانے کی تیر بہدف تدبیر پر روشنی ڈالی گئی ہے - عیاش طبع اصحاب اسکو دیکھ کر اپنی حماقتوں کا اندازہ فرمائیں - ۸ر

شاہد رعنا | دہلی کی مشہور طوائف کی خود نوشت سوانحعمری جسمیں اس نے اپنے حسن جہاں سوز کی کرشمہ سازیاں دکھائی ہیں - صدہا شرفا کا اسیر ہونا اور مٹنا - بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے اپنے مکر و فریب پر سے بھی پردہ اُٹھا دیا - اور صاف طور پر یہ بتا دیا ہے کہ ہم کسطرح - کیونکر - کن کن چالوں سے نوجوانوں کو پھانس لیتے ہیں - اور کیونکر ان کی دولت کو اپنی طرف منتقل کر کے ان کو قلاش بنا دیتے ہیں نہایت نتیجہ خیز اور اخلاقی ناول ہے - قیمت عہ

سزائے عیش | اس میں بتایا گیا ہے کہ عیاشی کیا ہے - عیاشی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے - فلسفہ حسن و عشق کو اس خوبی کے ساتھ سمجھایا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد محبت کے جال میں پھنسنا آسان نہیں دل پھینک اصحاب ضرور پڑھیں تاکہ اس بلا سے محفوظ رہیں - قیمت ۱۰ر

انجام عیش | پاکیزہ زندگی - اور شرمناک زندگی کا تقابل - آوارگی کے بُرے نتائج - طوائفوں سے ربط ضبط رکھنے کا نتیجہ دکھایا گیا ہے - نوجوانوں کی زندگی کے لیئے یہ چند اوراق خضر راہ ثابت ہونگے - قیمت ۱۰ر

سراب عیش | اس ناول میں نائکہ نے اپنا پارٹ نہایت حسن خوبی سے ادا کیا ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ دوکان حسن کے لیئے کیسا منیجر ہونا چاہیئے اس کے علاوہ نوجوان حسین طوائفوں سے نکاح کرنے کے نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے - قیمت ۱۰ر

انیس الغربا | غربت کی سختیوں سے اگر آزادی چاہتے ہو - اگر اپنی اصلاح کے خواہشمند ہو - اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مصیبت راحت بدل جائے تو انیس الغربا پر عمل کرو - قیمت ۸ر

احیاءِ ملت | اجتہادی اور اصلاحی تجاویز جنپر لیڈران قوم کو توجہ کرنی چاہیئے - قیمت ۸ر

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

نوشین

درازیٔ عمر — خوشی — اچھی اولاد

اپنی حالت پر غور کیجیے

اگر بدن میں خون کی کمی ہے جس سے رنگ پھیکا اور ماند پڑ گیا ہے۔
اگر کمزوری کا یہ حال ہے کہ تھوڑی دور چلنے اور محنت کرنے سے دم پھول جاتا ہے
اگر حافظہ اور بینائی کمزور ہو گئی ہے۔
اگر ہمیشہ نزلہ، زکام اور دردِ سر کی شکایت رہتی ہے۔
اگر کمر اور جوڑوں میں درد ہے۔
اگر اجابت کی حالت ٹھیک نہیں اور پیشاب زیادہ آتا ہے۔
اگر طبیعت ہر وقت سست اور کسلمند رہتی ہے۔
اگر دل، دماغ، معدہ، جگر اور گردے کمزور ہو گئے ہیں۔
اگر ضعفِ باہ، جریان (یا سیلان الرحم) کی شکایت ہے
اگر سارے بدن میں عام کمزوری پائی جاتی ہے۔

تو نوشین استعمال کیجیے

یہ ایک مرکب ہے نہایت خوشبودار، ذائقہ حلوے کے مانند معتدل ہے بے ضرر ہے، گرمی نہیں کرتا، ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ اکسیر کشتہ نہیں مگر کشتے سے زیادہ مؤثر ہے۔ کمزوروں اور دماغی محنت کرنے والوں کو پہلے دن اور جریان و ضعفِ باہ کے مریضوں کو ایک ہفتہ میں نمایاں فائدہ محسوس ہوتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کیلیے یکساں مفید ہے۔

نوشین کے آزمائے ہوئے فائدے

خون بکثرت پیدا ہوتا ہے۔
رنگ نکھرتا ہے۔ چہرے اور بدن پر تر و تازگی آجاتی ہے۔
ذہن، حافظہ اور بینائی پر عمدہ اثر پڑتا ہے۔
ضعفِ دماغ دور ہو کر نزلہ زکام کی شکایت ہمیشہ کیلیے دور ہو جاتی ہے۔
اعصاب میں خاص قوت پیدا ہوتی ہے۔
ہر وقت طبیعت بشاش اور شگفتہ رہتی ہے۔
دل دھڑکنا اور دم پھولنا موقوف ہو جاتا ہے۔
بھوک خوب لگتی ہے اور غذا خوب ہضم ہوتی ہے۔
جریان، کثرتِ احتلام، سرعت (اور سیلان الرحم) کی شکایت باقی نہیں رہتی۔
گردے ہر وقت گرم رہتے ہیں اور جگر کا فعل درست ہو جاتا ہے۔
مادہ تولید بکثرت پیدا ہوتا ہے اور اسکی تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں
جسم کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

اس سے جو طاقت پیدا ہوتی ہے وہ عرصہ تک قائم رہتی ہے، خون صالح ہے جسم کی حرارت بڑھکر تمام درد کافور ہو جاتے ہیں، کثرتِ جماع سے تمام جسم میں جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اسکا بہترین علاج ہے جماع کے بعد اسکے استعمال سے تلافی مافات ہو جاتی ہے، بیماری کے بعد کمزوری دور کرنیکے لیے بہترین دوا ہے، چالیس سال سے زیادہ عمر والے نوجوانی کا لطف حاصل کر سکتے ہیں اور بھی فوائد...... ہیں جو استعمال اور تجربہ سے خود ظاہر ہونگے۔

کمزوروں کے لیے اس سے بہتر کوئی دوا نہیں، یہ دوا بھی ہے اور غذا بھی، نوشین کے ایک تولہ میں آدھ سیر یخنی، ایک سیر دودھ اور آدھ پاؤ مکھن کی طاقت ہے، یہ چیزیں ہضم نہیں ہوتیں لیکن نوشین نہ صرف خود سریع الہضم ہے بلکہ دیگر غذاؤں کو بھی ہضم کر دیتا ہے، ایلومینیم کے خوبصورت اور خالی ہونیکے بعد بھی کام آنیوالے بکسوں میں روانہ ہوتا ہے۔ قیمت دس خوراک عہ، ۲۰ خوراک للعہ، ۴۰ خوراک صہ

المشتہر: مینیجر کارخانہ نوشین - چاند بلڈنگ - دہلی

افسانہ بھی تاریخ بھی اور نصیحت بھی

عروس مصر جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور عربی ناول "احمد بن طولون" کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر دین و دنیا کے قلم سے۔ احمد بن طولون والی مصر کے نہایت دلچسپ حالات۔ مصر کی مایہ ناز مہ پارہ دمیانہ کی شرم آلود محبت بھری نگاہوں کا سعید کے حسن و جمال کو خیر مقدم کہنا۔ حیا کا عرض مدعا سے باز رکھنا۔ سعید کا حبیب دمیانہ کی محبت کو رسوائی کے خوف سے مدتوں دل کے عمیق ترین گوشہ میں پوشیدہ رکھنا آخر طرفین کا محبت کے جذبات سے مغلوب ہو کر نظروں ہی نظروں میں داستان غم کہہ جانا۔ دمیانہ کے والدین پر اس راز کا انکشاف ہونا محبت کی دشواریاں عشق کی مصیبتیں دونوں کا ساحل مراد تک پہونچکر تشنہ کام جدائی جذبہ عشق کا دوبارہ شاہراہ کامیابی دکھانا۔ نہایت دلچسپ ناول ہے ضخامت ۲۰۰ صفحہ قیمت عمہ

عبدالرحمٰن ناصر جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے عربی ناول "عبدالرحمٰن ناصر" کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے اپنے مخصوص رنگ میں تحریر فرمایا ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ جرجی زیدان کا انداز تحریر عربی کیطرح اردو میں بھی قایم ہے۔ اس ناول میں خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر کے عہد حکومت کے دلچسپ واقعات۔ خلیفہ کی منظور نظر زہرا کے عجیب و غریب واقعات جسکے حسن کی تجلیوں نے تمام ملک کے حسن پرستوں کو اپنے روبرو سرنگوں کر لیا تھا۔ سعید کا زہرہ کے حسن و جمال پر دیوانہ ہو جانا اور آخرکار اس سچے عاشق کا دنیا میں محبت کی مثال قایم کر کے راہی ملک بقا ہونا سعید کی دلدادہ عابدہ کا سعید کی فرقت میں بیتاب رہنا۔ محبت کے طلاطم خیز سمندر میں عابدہ کا ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دکھائی دینا۔ غرض یہ کہ اسقدر دلچسپ ناول ہے کہ شاید ہی ...... اس ناول کے بعد ایسا ناول لکھا جاسکے ضخامت ۲۹۲ صفحے قیمت عہ

حجاج بن یوسف مولانا ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے جرجی زیدان کے مشہور و معروف عربی ناول "حجاج بن یوسف" کو بہترین اردو کا جامہ پہنا کر پیش کیا ہے جسمیں یزید کے جانشینوں کی خستہ حالی دکھائی ہے۔ خلیفہ عبدالملک کیطرف سے حجاج بن یوسف کا مکہ معظمہ پہونچکر حضرت عبداللہ بن زبیر سے خوفناک مقابلہ۔ مکہ معظمہ کا محاصرہ۔ بیت اللہ میں خونریزی و غارتگری۔ اس کے علاوہ اس ناول میں عرب کی ان مہ جبینوں کا کیرکٹر دکھایا ہے جنکے حسن کی تعریف میں عرب کے شعرا نے صدہا قصائد لکھے ہیں حسن و محبت سے ناول رنگا ہوا ہے جو اصحاب تاریخ کو محض خشک مضمون ہونیکے سبب سے ناپسند کرتے ہیں وہ حجاج بن یوسف پڑہیں جسکے دلچسپ فسانہ کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام کا ایک بڑا حصہ ذہن نشین ہو جائیگا ضخامت ۲۵۶ صفحے قیمت عہ

یوسف پاشا ایک پراسرار قلعہ کی تباہی کیونکر ہوئی؟ اور شہزادہ یوسف نے ڈاکوؤں کے خوفناک و زبردست گروہ پر کیونکر فتح حاصل کی؟ ایک غارتگر صبر و شکیب حسینہ و ہوشربا مسیحی ملکہ کے عشق نے کیسی کیسی کرشمہ سازیوں سے کام لیا اور کیسی کیسی سحر طرازیوں سے جلوہ نما ہوئی۔ ترکی شہزادہ یوسف پاشا عشق و محبت کے طفیل میں کیسی کیسی مصیبتوں میں گرفتار ہوا اور اسکو کس قدر دلیری اور سرفروشی سے کام لینا پڑا۔ بالآخر خوفناک معرکوں کو سر کرنیکے بعد کسطرح وہ مسیحی محبوبہ اسکے پہلو کی زینت بن سکی اور شہزادہ اپنی خواہشوں اور تمناؤں میں کیونکر کامیاب ہو سکا مسیحی ملکہ کیونکر مسلمان ہوئی اور کسطرح مسلمان ترکوں کی ملکہ بنی۔ ان تمام دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات کو معلوم کرنا ہو تو آج ہی عہ میں یوسف پاشا کی ایک جلد طلب کیجئے جو کہ نہایت دلچسپ اور بہترین ناول ہے۔

محبوبۂ مصر مصر کا حسن دنیا بھر میں مشہور ہے۔ مصر کا تمدن و معاشرت یورپ کے تمدن کو شرما رہا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مصر کی پریاں دریائے نیل کے کنارے رقص کرتی ہوئی آپکو دکھائی دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حسن و جمال کا مرقع آپکی نظروں کے سامنے ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ عشق و محبت کے واقعات کبھی آپکی آنکھوں کو پر آب کر دیں اور کبھی آپ کے لبوں پر تبسم لہرانے لگے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا کا سب سے زیادہ دلچسپ ناول ہی آپ کی لائبریری کی زینت ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک محبت بھری افسانہ کے ساتھ ساتھ تاریخی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک ناول آپ کو تاجروں کی گہری چالوں سے بھی واقف کر دے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک داستان محبت آپ کو دہاجنوں کی بدمعاشی سے بھی آگاہ کر دے تو محبوبۂ مصر پڑہیئے جو کہ ۴۰۰ صفحے کا نہایت دلچسپ تاریخی اور مفید ناول ہے۔ قیمت ع

امیرالمومنین عبدالرحمٰن ناصر جرجی زیدان کے تاریخی ناول کا ترجمہ۔ خلیفہ عبدالرحمٰن اور ان کے صاحبزادوں کی معرکہ آرائیاں۔ محبت کی درد بھری کہانی۔ طالب و مطلوب کی جدائی ایک حسینہ جذبہ عشق سے مغلوب ہو کر دیوانہ وار حرکتیں کرنا۔ لاکھوں مصیبتوں کے برداشت کرنے کے بعد مقصد میں کامیابی۔ قیمت عہ

جنگ بلقان کیا سچ درحقیقت سفیہ پر جان دیتا تھا کیا واقعی سفیہ کو سمی سے محبت تھی۔ کیا بلقان کی جنگ میں سمی کی یہ ولولہ انگیز جرأت ... کے لئے تھی۔ کیا درحقیقت غازی الزبلے نے جو کچھ جنگ بلقان میں کارنامہ دکھائے وہ انسانی قوت سے بالاتر تھے اگر ان سوالوں کا جواب آپ چاہتے ہیں تو جنگ بلقان کے اوراق سے لیجئے۔ قیمت عہ

امراؤ جان ادا لکھنؤ کی ایک تعلیم یافتہ طوائف کے عمر بھر کے تجربے اگر دیکھنے ہوں اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ انسان کے لباس میں چند اُن کے جال میں کیسے پھنستا ہے۔ اگر یہ سمجھنا ہو کہ علاوہ چند مشہور باتوں کے انمیں کونسی تسخیر کی قوت کام کرتی ہے تو کاغذی امراؤ جان کا نظارہ کیجیئے اس تجربات الطوائف کے ۲۵۶ صفحے ہیں قیمت عہ

اگر

معزز خریداران اس فارم پر فرمائش کتب معہ نمبر خریداری روانہ فرمائینگے انکو ۲ر فی روپیہ کمیشن دیا جائے گا۔

ایک روپیہ سے کم کی فرمائش پر کوئی رعایت نہیں

مینیجر صاحب السلام علیکم۔ مندرجہ ذیل کتب بذریعہ وی پی بھیجدیجئے

نام کتاب	تعداد	قیمت

نمبر خریداری

نام معہ مفصل پتہ

ڈاکخانہ

چاروں کتابیں مفت

جو صاحب دس لکھے پڑھے مسلمانوں کے مفصل پتے روانہ فرمائینگے انکو ایک کتاب مفت ۲۰ پتوں پر دو کتابیں۔ ۳۰ پتے روانہ کرنے پر تین کتابیں۔ اور جو صاحب ۴۰ پتے روانہ کرینگے ان کو چاروں کتابیں مفت دی جائیں گی۔

بے روزگار کا سہارا

جسوقت افلاس کی تنگدستی غربت کی مصیبت انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے جسوقت عقل معاش بالکل بیکار ہوجاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں۔ ایسی مصیبت میں۔ اس بے سروسامانی میں "بے روزگار کا سہارا" آپ کو افلاس کی پستی سے نکالکر فارغ البالی کی دنیا میں پہونچا دیگا۔ آپ کی مصیبتیں راحت کی نظر آنے لگیں گی۔ آپ کی کامیابی پر دنیا کو حیرت ہوگی۔ اس کتاب میں قلیل سرمایہ سے تجارت کرنا بتایا گیا ہے اور اس قسم کی اشیاء بنانیکی تدابیر بتائی گئی ہیں جنکو آپ گھر میں بیٹھ کر بآسانی تیار کرسکتے ہیں ورنہ صرف آپ فکر معاش ہی سے آزاد ہوسکتے ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ کتاب آپ کو فارغ البالی اور خوشحالی کی دنیا تک پہونچا دے۔

کتاب الشفا

کیا خدانخواستہ آپ کچھ علیل ہیں۔ کیا خدانخواستہ آپ ایسے امراض میں گرفتار ہیں۔ جنکے اظہار میں شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کسی ڈاکٹر یا حکیم کے ممنون منت نہ ہوں۔ کیا آپکی یہ تمنا ہے کہ آپ اپنا علاج ایک قابل سے قابل ڈاکٹر سے بھی بہتر کرلیں۔ کیا آپکی یہ خواہش ہے کہ آپ امراض مخصوص کے ایک ماہر طبیب بنجائیں۔ اور اگر آپ خوش قسمتی سے تندرست ہیں اور ان امراض مخصوصہ کے ابھی تک شکار نہیں بنے ہیں تو کیا آپ کی یہ خواہش نہ ہوگی کہ آپ ہمیشہ ان سے محفوظ رہیں۔ آپ عیش وکامرانی کے ساتھ زندگی بسر کریں آپ اپنی اس لذت کو جسپر دنیا کی ہزار لذتیں قربان ہیں ترقی دے سکیں اگر آپ یہ سب کچھ چاہتے ہیں تو کتاب الشفا منگائیے پڑھیے اور عمل کیجئے۔

تسخیر محبوب

جنکو قدرت کی طرف سے محبت جیسی نعمت نہیں ملی وہ دنیا کی ایک بڑی لذت ہی سے محض ناآشنا نہیں ہیں بلکہ اس کے انسان ہونے میں بھی شبہ ہے۔ انسان محبت کا بندہ ہے شاید ہی کوئی ایسا متنفس ہو جسکو کسی نہ کسی سے کبھی نہ کبھی محبت ہوئی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی محبت کامیاب ہو۔ آپکا محبوب بھی آپ کے لیئے بیچین ہو۔ آپ کے ہر اشارے پر آپ کا مطلوب سر تسلیم خم کرنے کیلئے آمادہ نظر آئے۔ آپکا محبوب آپکی مٹھی میں ہو آپ کے قبضہ میں ہو تو تسخیر محبوب پڑھیے جسکا ہر عمل آپکو حیرت میں ڈالدیگا۔

خیالی معشوقہ

دنیا میں ہزاروں پھول کھلتے ہیں اور مرجھا جاتے ہیں۔ دنیا میں صدہا اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جنکے مقابلہ میں بہتر سے بہتر ناول بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ شوکت علی صاحب فہمی نے جو خیالی معشوقہ کے نام سے افسانہ تحریر فرمایا ہے وہ دہلی کا ایک سچا واقعہ ہے نہایت دلچسپ ہے درد بھرے دل کے زخموں کیلئے مرہم ہے دوستوں کے فریب سے بچنے کا ذریعہ ہے اور اسکا ثبوت ہے کہ عشق خیالی کو مجسمہ کی شکل اختیار کرا سکتا

آپ نے دیکھا ہوگا!

کہ رسالۂ دین و دنیا بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۴ء میں کلام مجید کا ایک اشتہار شائع ہوا تھا۔ یہ کلام مجید بڑے اہتمام کے ساتھ دفتر "دین و دنیا" میں تیار کیا جا رہا ہے، اشتہار کے ساتھ نمونہ بھی شائع کیا گیا تھا اور اس سے آپنے اندازہ کیا ہوگا کہ کلام مجید کیسا شاندار خوبصورت اور خوشخط ہے، حروف نہایت واضح اور جلی ہیں چھپائی بہت روشن اور صاف ہے، کاغذ بہت پائدار اور عمدہ ہے بین السطور میں شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ اور مولانا اشرف علی صاحب کے دو ترجمے ہیں۔ حاشیہ پر ایک مکمل تفسیر ہے اسکے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں جو بحیثیت مجموعی کسی کلام مجید میں نہیں پائی جاتیں۔ درحقیقت یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جس سے ہر مسلمان کا گھر مالامال رہنا چاہیے

ہمنے ناظرین دین و دنیا کو خاص طور پر اس کلام مجید کی طرف توجہ دلائی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ تکلیف و محنت اور ہزارہا روپے کا صرف محض انہی کیلیے گوارا کیا گیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ دین و دنیا کے تمام مسلمان خریدار کے پاس بیمثال اور بے نظیر کلام مجید موجود ہو، اسی لیے ہمنے اسکے حاصل کرنیکی آسان شرطیں مقرر کی ہیں اور چونکہ ہدیہ کی رقم قسطوں کی صورت میں بھی ادا ہو سکتی ہے اسلیے کم استطاعت اصحاب بھی اس دولت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ بہرحال میں ایکدفعہ اور آپکو اس کلام مجید کیطرف توجہ دلاتا ہوں اور اگر آپنے اسکا نمونہ نہیں دیکھا تو ایک کارڈ لکھکر دفتر دین و دنیا سے منگا لیجیے اور جہانتک ممکن ہو عجلت کیجیے کیونکہ پھر اس عایت کا موقع نہیں ہوگا جو اس وقت ممکن ہے ÷

خیر خواہ

ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

مالک خواجہ ڈپو "نظامیہ ادارالاشاعت" و رسالہ "دین و دنیا دہلی"

دو روپے سے ہزارہا روپے

پیدا کر لینا کیونکر آپکے امکان میں ہے اور پھر اسطرح کہ وہ دو روپے بھی تلف نہوں بلکہ انکا مال آپکو ملجائے اس مضمون کا ایک مفصل اشتہار رسالۂ دین و دنیا بابت ماہ اگست سنہ ۲۴ء میں شائع ہوا تھا اور غالباً آپ کی نظر سے گزرا ہوگا، اس اشتہار میں آپکو توجہ دلائی گئی تھی کہ دو روپے کی رقم اگرچہ بالکل ہیچ ہے اور آپ کی ادنےٰ خواہش پہلے سے صرف کر ڈالتے ہیں لیکن وہ ہماری گزارش کے مطابق صرف کیجائے تو آپکیلیے کیا کچھ مفید ہو سکتی ہے اسکی اجمالی صورت یہ ہے کہ ہم نے معلومات تجارت کے نام سے ایک ایسی مفید کتاب انگلستان و امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار کی ہے کہ اسکی ایک ایک سطر میں یہ طاقت ہے کہ اگر تقدیر یاوری کرے تو ایک ناکام سے ناکام شخص کامیاب بن سکتا ہے، یہ کتاب دو روپے میں فروخت ہوتی ہے اور اسکے خریداروں میں کم و بیش ایک لاکھ روپے کی رقم بطور انعام عنقریب تقسیم ہوگی اور اس رقم کا کچھ حصہ صیغۂ امداد باہمی میں جسکا حال آپ ہر رسالہ میں پڑھتے ہونگے صرف کیا جائیگا۔ بہرحال یہ اشتہار ناظرین دین و دنیا کو ضرور پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ تجویز انکے لیے نہایت مفید ہے اور اس میں نقصان کا کوئی پہلو نہیں جبکہ دو روپے صرف کرکے دو روپے کی کتاب انہیں فوراً مل جاتی ہے۔

ہم اس اشتہار کی طرف ناظرین محترم کو ایک دفعہ اور توجہ دلاتے ہیں، اگر اشتہار ان کے پاس موجود نہو تو ایک کارڈ لکھکر دفتر دین و دنیا سے طلب کریں ÷

خیر طلب

ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

مالک خواجہ ڈپو، رسالۂ دین و دنیا "نظامیہ ادارالاشاعت دہلی"

مجربات باواشام گر سنیاسی

باواشام گر ایک مشہور سنیاسی اور کیمیا گر گزرے ہیں ان کی ایک قلمی ہندی مجربات کی بیاض اتفاق سے دستیاب ہو گئی تھی جس کا ترجمہ ہندی سے فارسی میں عالیجناب حکیم مولوی محمد عبدالعزیز صاحب "کامل" مرحوم ایل۔ ایم۔ ایس نے مع اپنے چند ایک مجربات کے چھپوایا تھا، یہ اس قدر مقبول ہوئی تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں فروخت ہو گئی۔ اب سے مفید اضافہ اور نہایت حسن و خوبی کے ساتھ دوبارہ چھپوایا ہے، اس میں کشتہ جات و اعمال شگفت و نشست و تکلیس عقد ثانم چلان اکسیر و اجساد اجسام وغیرہ وغیرہ کے متعلق نسخہ جات ہیں۔ قیمت - - - - - - - - ۸ر

قوت لا یموت

اس کتاب میں بہت سی تراکیب لذیذ کھانوں کی خصوصاً غذاؤں کی جو نہایت مقوی ہیں اور سہل ہیں درج کی گئی ہیں مٹھائیوں وغیرہ میں سے وہ ترکیبیں جو عام نہیں ہیں اور اچار وغیرہ غرض متعدد مقوی اور لذیذ کھانوں کی ترکیب درج ہیں صحت کا انحصار چونکہ زیادہ تر غذا ہی پر ہے اس لیے ایسی کتاب کو ہر ایک زن و مرد کو اور جس کا طبیعت کامل وغیرہ کا مفصل حال لکھا ہے ضرور مطالعہ کرنا چاہیے قیمت ۱۲ر

علاج الامراض

سال بھر میں جس قدر بھی مختلف امراض کے متعلق حالات ناظرین اخبار حکمت لاہور کی طرف سے بطور سوالات شائع ہوئے ہیں اور پھر ان مریضوں کو ہندوستان کے متعدد حکیم و ڈاکٹر و دیگر صاحبان طبی مشورہ بطور جوابات کے دیتے رہے ہیں وہ سب ترتیب وار رکھا ہے درج ہیں، گویا اس کتاب میں ہر ایک مرض کے متعلق مختلف حکما کی طرف سے متعدد مجرب نسخہ جات درج ہیں۔ دیگر مجرب نسخہ جات کی کثرت نے اس کتاب کو اس قدر جامع بنا دیا ہے کہ اس میں امراض کی ہر ایک حالت اور علامات درج ہیں جن کو مدنظر رکھ کر نسخے لکھے گئے ہیں، گویا اس کے ذریعہ ایک معمولی نا واقف شخص بھی جسے طب سے کوئی لگاؤ نہ ہو اگر اسے کوئی مرض ہو جائے تو علامات و حالات اس کتاب کے کسی سوال سے ملتے جلتے ہوں تو وہ اسی سوال کے جواب میں لکھے ہوئے نسخے کو بخوبی استعمال کر کے فائدہ حاصل کر سکتا ہے، اس کے علاوہ تشخیص مرض میں بھی اس سے مدد مل سکتی ہے قیمت عمر

وجع المفاصل

یہ رسالہ بھی عالیجناب حکیم مولوی محمد عبدالعزیز صاحب کامل مرحوم ایل ایم ایس کی تصنیف ہے، اس میں جوڑوں کی تشریح، حفظ صحت امراض، اسباب، علامات، علاج وغیرہ کے متعلق جدید تحقیقات سے زیادہ کام لیا گیا ہے مفاصل کی تمام بیماریوں کو اس طرح سلسلہ بیان کیا ہے جو جوڑوں ہی سے تعلق رکھتا ہے یہ کتاب بھی نہ صرف حکیموں، ڈاکٹروں کے لیے بے انتہا مفید ہے بلکہ عام طور پر تمام اصحاب بھی اس سے بے انتہا فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ کتاب کی خوبی دیکھنے ہی پر منحصر ہے۔ قیمت ۶ر

اجرام کی حقیقت

اس کتاب میں ہیضہ، طاعون، سرطان، تپ محرقہ، خنازیر، ناصور، تپ دق وغیرہ خطرناک امراض پیدا کرنیوالے اجسام کی اقسام، ماہیت، انکی اشکال اور ان کے متعلق مفید معلومات درج ہیں۔ قیمت ۸ر

رسالہ صابون سازی

صابون سازی جس قدر مشکل فن تھا اسی قدر اب عام ہو چکا ہے مگر اچھے اور طبی اصول کے ماتحت اگر آپ بھی تیار کرنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت - - - - ۵ر

صلاح العنوان

اس کتاب میں عورتوں کے تمام امراض مخصوصہ کا مفصل ذکر ہے۔ ہر ایک مرض کی شناخت علامات اور علاج میں مجرب نسخہ جات درج ہیں، اکثر نسخے حاذق الملک بہادر جناب حکیم عبدالمجید خان صاحب مرحوم دہلوی کے مطب خاص کے ہیں۔ قیمت فی جلد - - ۱۲ر

...

پنجابی کی ایک پرانی ... کا ترجمہ، سریع الاثر نسخے اور مجرب ٹوٹکے ... اور ... قیمت - - - ۴ر

ضیق النفس

یعنی دمہ کے متعلق یونانی، ڈاکٹری اور ویدک کی تحقیقات اور اس تکلیف دہ مرض سے مخلصی حاصل کرنے کے آسان طریقے علاوہ ازیں سینکڑوں پرتاثیر مجربات درج ہیں۔ قیمت - - - ۱۲ر

... رنگ زردہ ... کے اسباب پیدائش اور اس کے مجرب اور زوداثر نسخے درج کیے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر

ذیابیطس

اس خوفناک مرض کے ... حکمائے مشرق و مغرب کی عملی تجربے اور ... کردہ اصول نیز سنیاسیوں اور فقیروں کے سینے کے راز درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

نقرس

مغربی اور یونانی حکما نے جو کچھ تحقیقات اور اس خوفناک مرض کے مفصل حالات، علامات، ... کے اسباب اور اس کے روکنے کی مؤثر تدابیر سنیاسیوں، فقیروں اور اطبائے زمانہ کے حیرت انگیز مجربات درج ہیں، کتاب ہر پہلو سے مفید اور کارآمد ہے۔ قیمت دو روپے (عہ)

معالجہ طاعون

اس کتاب میں جناب مولوی ... صاحب ... علوی خانی دہلوی نے طاعون کے متعلق اپنے اور اپنے استاد جناب سلطان الاطبا حکیم حاجی مولوی ... صاحب علوی خانی دہلوی کے تجارب تحریر فرما کر نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ ہر حالت میں ... کے علاج کے لیے نہایت مفید ہے۔ قیمت صرف چار آنے (۴ر)

اس رعایت سے فائدہ اٹھائیے اور درخواستیں جلد بھیجئے

ملنے کا پتہ منیجر کامل بکڈپو (طبی کتب خانہ) - لاہور

دواخانہ ہاشمی دہلی کی مجرب ادویہ

مردوں کے لیے

مقوی بینظیر یہ دواخانہ ہاشمی دہلی کی خاص اور بینظیر دوا ہے ہر موسم میں ہر مزاج والا استعمال کر سکتے ہیں ہے اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ خون صالح پیدا کرتی ہے۔ مادہ باہ کو بڑھاتی ہے۔ کمزوری کو دور کرتی ہے۔ نشاط افزا اور ممسک کے مفرح ہے زائل شدہ قوت کو فوراً واپس لاتی ہے عورتوں کو سیلان الرحم میں مفید ہے۔ قیمت (۱۲ یوم کے لیے) ہے

مقوی اعلیٰ قوت مردمی پیدا کرنے اور جلق و جریان کے مریضوں کے لیے اکسیر ہے ہزارہا مایوس العلاج مریضوں کے حق میں رحمت ثابت ہوئی ہے۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ مادہ تولید بکثرت پیدا کرتی ہے۔ کمزوری کو زائل کرتی اور پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے غلط کاریوں کے مضر نتیجوں کا سدباب کرتی ہے۔ قیمت ۵ تولہ عہ

مغلظ اعلیٰ عجیب و غریب برق اثر دوا ہے اس کا متواتر استعمال پرانے جریان کو بیحد فائدہ مند ہے سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام وغیرہ میں بیحد نافع ہے ہر موسم میں ہر مزاج والا استعمال کر سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

اکسیر جریان و قوت باہ کے لیے بیحد مفید دوا ہے سرعت رقت وغیرہ کو نافع ہے قیمت ۲ ماشہ ۸ر

مقوی اعصاب کو قوت دینے اور غلط کاریوں کی اصلاح کرنے میں اپنی آپ نظیر ہے اگر بینظیر کو استعمال کرنے کے بعد اسکا استعمال کیا جائے تو سالہا سال تک اعصاب کی قوت قائم رہیگی قیمت عہ

بینظیر اگر غلط کاریوں کی وجہ سے عضو بیکار ہو گیا ہو۔ وریدیں پھول گئی ہوں کجی اور لاغری آگئی ہو طبعی حالت تک نہ پہنچ سکا ہو تو اس عضو مضر اور بغیر تکلیف دہ طلا کا استعمال کیجیے کامل صحت ہو جائیگی قیمت ۶ ماشہ عہ

نشاط۔ جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے خوش نصیبوں کی تمام خوبیاں اس ایک گولی میں بند ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ

نعم البدل دنیاداری کی کثرت اور نا طاقتی اور تشفلہ افزا سے اعضائے رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ایسے اشخاص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب کبھی اتفاق پڑتا ہے تو کئی کئی دن کمزوری اور نقاہت کے آثار باقی رہتے ہیں۔ نعم البدل کا استعمال ان لوگوں کو اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی صہ

مدہین طلائے بے نظیر کے استعمال سے سات روز قبل ایک ہفتہ تک عضو مخصوص پر اس دوا کی مالش کی جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی سے

تکمید تدہین کی مالش کے بعد ایک ہفتہ تک اس دوا کی دو پوٹلیوں سے عضو مخصوص کو سینکا جاتا ہے۔ قیمت عہ

مدر و مسکن ابتدائی اور شدید سوزاک کیلیے یعنی جبکہ یہ مرض نیا نیا شروع ہو کر تین چار ہفتہ سخت تکلیف دیتا ہے نہایت مفید ہے۔ البتہ پرانے سوزاک میں یہ دوا کچھ زیادہ مفید نہیں۔ قیمت (۱۰ یوم کے لیے) عہ

تاخیر دیر آید درست آید کی تصدیق کرنی ہو تو فوراً منگائیے۔ قیمت عہ

تسخیر نمبر ۱ صدہا روپے کا زیور اور کپڑا دے ڈالیے ہر وقت منت اور خوشامد میں مصروف رہیے سب ایک طرف اور یہ دوا ایک طرف یہ وہ جادو ہے کہ آپکو ایک دفعہ جو مسرت حاصل ہو وہ مسرت دوسرے کو چار پانچ مرتبہ حاصل ہو۔ ہم سے زیادہ تشریح نہ پوچھیے۔ قیمت فی شیشی عہ

تسخیر نمبر ۲ اس دوا میں گویا دنیا بھر کی لذتیں حل کی ہوئی ہیں × × دیوانہ بنا دیتی ہے × × معلوم ہوتا ہے کہ ہم فردوس میں ہیں جنکو آزمانا ہو آزمائیں۔ قیمت فی شیشی ہے

اعجاز اثر نئے سے نئے اور پرانے سے پرانے سوزاک کی بے نظیر دوا۔ قیمت عہ

پچکاری کی دوا پرانے سوزاک میں نہایت مفید ہے قیمت ۱۲ر

حیات اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ میں حیرت انگیز قوت پیدا ہوتی ہے اور ہزارہا فائدے ہیں آزمائیے تو سہی۔ قیمت فی تولہ صہ

عورتوں کے لیے

امید اس دوا سے رحم کی تمام خرابیاں اور بانجھ پن کے نقائص دور ہو جاتے ہیں اور صنف نازک کو اولاد کے قابل بنا دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی سے

شباب بکثرت اولاد ہونے اور بچوں کو دودھ پلانے یا زیادتی عمر یا بے احتیاطی سے شباب کو نقصان پہنچتا ہے اور حسن و جمال کا چڑھا ہوا دریا اتر جاتا ہے۔ یہ دوا شباب کی محافظ ہے اور بہت جلد جوانی کی تر و تازگی کو واپس لے آتی ہے۔ زیادہ تشریح نامناسب ہے۔ قیمت عہ

سیلان الرحم عورتوں کے مشہور مرض سیلان الرحم کے لیے جس میں رحم سے سفید زردی مائل رطوبت خارج ہوا کرتی ہے اور اعضاء رئیسہ جان کو رفتہ رفتہ کمزور کر کے ناکارہ کر دیتی ہے دواخانہ ہاشمی کا یہ خاص الخاص مرکب نہایت مفید ہے قیمت (۸ یوم کیلیے) عہ

شیاف عورتوں کے مرض سیلان الرحم میں بیرونی استعمال کے لیے یہ دوا بیحد مفید ہے۔ چند روز میں تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت ۵ تولہ کی عہ

معطر بعض اندرونی شکایات سے × × × × عفونت پیدا ہو جاتی ہے جس سے نہ صرف زندگی کا لطف جاتا ہے بلکہ خطرناک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اس دوا کا استعمال ایسی حالت میں نہایت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

دلربا یہ وہ چیز نہیں جو بازار میں فروخت ہوتی ہے دانتوں کے لیے عجیب و غریب دوا ہے طبی اصول کو مدنظر رکھکر تیار کیگئی ہے نہایت خوشبودار۔ موتی کی طرح دانتوں کو چمکانیوالی اور حسین چہرہ کو دلربا بنانیوالی۔ قیمت فی شیشی ۸ر

آواز کشا نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے یا پانی سرد۔ ترشی وغیرہ کھانے۔ دیر تک گانے یا چلا کر بولنے سے آواز بیٹھ جاتی ہے اور بات کرنی دشوار ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں گلا صاف کرنے اور آواز کو سریلا بنانے کے لیے یہ دوا اکسیر ہے قیمت عہ

حسن افزا جلدی اور خونی خرابیوں کی وجہ سے چہرہ بدنما ہو جاتا ہے۔ مہاسوں اور چھائیوں سے ساری خوشنمائی رخصت ہو جاتی ہے حسن افزا کے استعمال سے تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں رنگ گلاب کی پتی کی طرح نکھر جاتا ہے۔ قیمت فی بکس عہ

گلگونہ یہ نہایت خوشبودار مرکب ہے بدن کا میل اور کثافت دور کر کے جلد کو خوشرنگ بنانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ قیمت فی بکس عہ

گوہر نما دانتوں اور مسوڑوں کا درد دور کرتا ہے خون نکلنا۔ کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا تمام شکایات رفع کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر

بچوں کیلئے

پسلی کی دوا پسلی چلنے سے بچوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور ان کی حالت موت اور حیات کی درمیانی ہوتی ہے یہ دوا اس مرض کا تیر بہدف علاج ہے قیمت عہ

موتی جھالا یہ نہایت خوفناک مرض ہے لیکن یہ دوا اسکا بہترین علاج ہے ہزارہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر

سب کے لیے

نافع معدہ معدہ کیلیے اکسیر ہے سوء ہضمی میں بیحد مفید دائمی قبض کو نافع اور ہزارہا فائدوں کا حامل ہے۔ قیمت عہ

رافع قبض قبض اور امراض معدہ میں بیحد مفید دوا ہے۔ قیمت ۱۶ تولہ ۸ر

نفس کشا۔ دمہ کی لاجواب دوا۔ سے

نئی زندگی مرض دق میں عجیب و غریب اثر دکھانیوالی دوا۔ قیمت عہ

تحلیل تحلیل ورم کیلیے معجز نما۔ قیمت ۱۲ر

مندمل لاعلاج زخموں کا اندمال کرتا ہے عہ

انوار العیون بیمثل سرمہ قیمت ۶ ماشہ عہ

غنچہ دہن۔ گندہ دہنی کی دوا۔ قیمت عہ

محافظ معدہ ہر وقت پاس رکھیے قیمت ۲ر

منیجر دواخانہ ہاشمی دہلی

REGISTERED, No L,1313

جلد ۴ - نمبر ۷



چیست دنیا؟ از خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

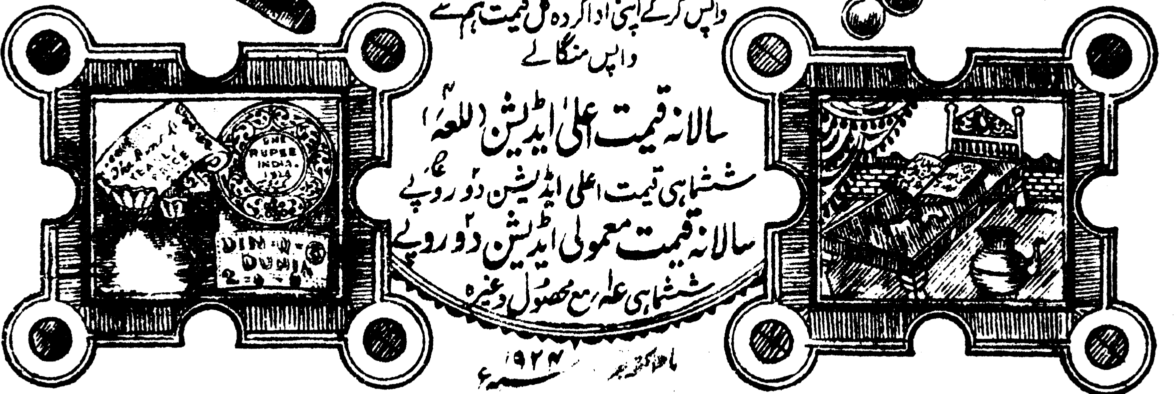
دین و دنیا

جو

ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے



سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن (للعہ)

ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے

سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے

ششماہی عہ مع محصول وغیرہ

ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ء

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی بے مثال کتابیں

میلاد نامہ نئے رنگ کا قابل دید مستند مولود شریف ہے، اور خواجہ صاحب کی اسلامی تاریخ کے سلسلے کا پہلا حصہ اس میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس حالات اور پاک و پاکیزہ اخلاق اور عادات کا تفصیلی بیان ہے۔ قیمت عہ/

محرم نامہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جس میں وفات رسولؐ کے بعد کے واقعات۔ خلافت کے جھگڑوں کا پورا بیان جنگ جمل و صفین کا تفصیلی حال۔ شہادت امام حسینؑ کا اصلی سبب۔ معرکۂ کربلا کی تحقیقی اور درد انگیز کیفیت درج ہے۔ قیمت عہ/

یزید نامہ یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے محرم نامہ کے بعد اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں خلفائے بنو امیہ کے حالات ہیں۔ معرکۂ کربلا کے بعد حجاج بن یوسف کی مکۂ معظمہ پر خوفناک چڑھائی۔ خانۂ کعبہ کی بربادی ہزارہا صحابیوں کا قتل عبداللہ ابن زبیر کی شہادت وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل کو درج کیا گیا ہے۔ قیمت عہ/

طمانچہ بر رخسار یزید اس میں اشرار بنی امیہ کی خفیہ اور شرمناک سازشوں اور بدچلنیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے، نہایت عجیب کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ/

فاطمی دعوت اسلام ان دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہؓ نے اشاعت اسلام کے لیئے اختیار کیئے۔ قیمت ۳/

سفرنامہ مصر و شام و حجاز حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات با تصویر نہایت دلچسپ اور پرلطف کتاب ہے۔ قیمت ۱۲/

سی پارۂ دل حضرت خواجہ صاحب کے اُن مضامین و نوحہ ہی خیالات

کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہے جو تمام ملک سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ قیمت ۱۲/

آپ بیتی حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت اپنی طرز کی بالکل نئی سوانح عمری مع تصاویر۔ قیمت عہ/

کرشن بیتی ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابل دید با تصاویر سوانح عمری۔ قیمت ۱۲/

گیارھویں نامہ یہ گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لیئے خواجہ صاحب نے حضرت غوث پاک کے حالات میں بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے قیمت فی جلد صرف ۱۲/

اردو دعائیں ہر موقع اور ہر محل کے لیئے نہایت مؤثر اور نہایت پرلطف دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اوقات میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۸/

بیوی کی تعلیم عورتوں کی تعلیم کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی بے مثل و نظیر کتاب ہے فوراً منگائیے۔ قیمت عہ/

بیوی کی تربیت یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمیں سولہ نہایت اہم سوالات اور ان کے بیحد مفید اور کارآمد جوابات ہیں جو ہندوستان کی بڑی بڑی معزز اور تعلیمیافتہ بی بیوں نے تحریر کیئے ہیں۔ قیمت عہ/

اولاد کی شادی یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں اولاد کی شادی بیاہ کے متعلق تمام ضروری دینی و دنیاوی معلومات موجود ہے۔ قیمت عہ/

بچوں کی کہانیاں بچوں کے بہلانے کے لیئے نہایت سبق آموز کہانیوں کا دلپذیر مجموعہ با تصاویر قیمت صرف دس آنے۔

جگ بیتی درد و غم کے پرسوز اور عبرت خیز مضامین اور الم انگیز قصوں

کا دلسوز مجموعہ۔ قیمت ۱۰/

تسخیر مہر و قہر اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی نہایت مشہور اور مقبول کتاب۔ قیمت ۱۰/

معلومات سیر دہلی جو حضرات غیر مقامات سے دہلی آتے ہیں یا گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنی چاہتے ہیں ضرور منگائیں۔ قیمت صرف ۱۲/

تسکین الحواس تصوف کے ابتدائی اصول و قواعد اور اذکار و اشغال کی تعلیم۔ قیمت صرف ۸/

چٹکیاں اور گدگدیاں حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ مگر بے حد نتیجہ خیز مضامین کا قابل دید مجموعہ جسکو پڑھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے قیمت ۱۲/

خدائی انکم ٹیکس زکوٰۃ ادا کرنے کی ترکیب۔ زکوٰۃ کا فلسفہ۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دیجائے۔ بہت سی ضروری معلومات۔ قیمت ۱۰/

مرشد کو سجدۂ تعظیم قرآن مجید۔ حدیث شریف اور اقوال بزرگان دین سے سجدۂ تعظیمی کا جواز۔ قیمت ۸/

روزنامچہ سفر ہندوستان حضرت خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات قیمت ۱۲/

کم تو موت عشق دنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانیوالی درد انگیز۔ قابل دید اور نہایت مقبول کتاب۔ قیمت عہ/

مرگ نامہ کم تو موت جیسی مشہور کتاب کا دوسرا حصہ جو حال ہی میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۶/

اتالیق خطوط نویسی یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حصۂ اول و دوم یکجائی۔ قیمت ۱۲/ حصۂ سوم۔ قیمت ۱۲/

قرآن آسان قاعدہ مسلمان بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لیئے خواجہ صاحب کا لکھا ہوا عجیب و غریب قاعدہ جس کی تمام ملک میں دھوم ہے۔ قیمت ۸/

تعلیم القرآن یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہے اور اس کو پڑھکر وہ قرآن کی تمام ضروری باتوں سے بہت جلد واقف ہو جاتے ہیں قیمت ۸/

امام الزماںؑ کی آمد شیخ سنوسی کی پانچوں رسالوں کا خلاصہ امام الزماںؑ کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ واقعات جس میں حیرت انگیز پیشینگوئیاں شامل ہیں قیمت ۴/

لڑائی کا گھر خواجہ صاحب کے سات متفرق رسائل۔ توپخانہ۔ بم۔ بندوق وغیرہ کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۶/

قبروں کی غیبی نوشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت اطہارؑ کے مزارات کے لیئے مؤثر کتبے بالکل نئی چیز۔ قیمت ۴/

ہندو مذہب کی معلومات یہ کتاب داعیان اسلام کی معلومات کیلیئے لکھی گئی ہے قیمت ۸/

سکھ قوم اس کتاب میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ قیمت ۶/

غزنوی جہاد سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ۔ قابل دید تاریخی کتاب قیمت ۸/

حلال خور اس کتاب میں ہندوستان بھر کے حلال خوروں کے مذہبی قصے۔ رسم و رواج اور عقائد وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸/

داعی اسلام اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنے کی ترکیبیں اور حکمتیں بتائی ہیں۔ قیمت ۳/

گاندھی نامہ مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا قابل دید اور دلچسپ تذکرہ قیمت ۸/

منیجر نظامیہ ادارالاشاعت دہلی

ناظرین دین و دنیا کی خدمت میں

برادران محترم، السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مجھے آپ کی خدمت میں ایک ضروری بات عرض کرنی ہے لیکن کچھ عرض کرنے سے پہلے دو تین سوال کرنا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ میرے سوالات پر آپ توجہ کے ساتھ غور کریں گے۔

آپ سچ سچ فرمائیں کیا میری طرح آپ بھی انسان ہیں؟ کیا آپکا جسم بھی گوشت پوست اور عروق و اعصاب سے مرکب ہے؟ کیا آپ کے نظام جسمانی میں بھی صفرا، بلغم اور خون و سوداکی چار خلطیں پائی جاتی ہیں؟ کیا آپ کو بھی قدرت نے اُنہی چار معمولی عناصر سے بنایا ہے جن سے مجھ نامراد کو پیدا کیا ہے؟ کیا آپکے اندر دل۔ جگر۔ گُردے۔ تلّی وغیرہ کے نام سے ایک مشینری کام کر رہی ہے؟ اور ہاں یہ فرمایئے کہ آپ بھی کیا آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر رہتے ہیں؟

اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہو تو میں گستاخ بنکر یہ پوچھونگا کہ میری طرح آپ کے نظام جسمانی میں کبھی خلل تو واقع نہیں ہوتا؟ مصیبت کبھی پر ہے یا آپ بھی بنصیب دشمناں اخلاط کی کمی بیشی اور عناصر کی برہمی سے کبھی بیمار ہو جاتے ہیں؟ آپکو قدرت نے دل اور جگر کسی مضبوط دھات کے عطا کئے ہیں یا میری طرح معمولی گوشت کے ہیں اور ان میں کبھی کوئی کمزوری تو نہیں پیدا ہوتی؟ آپ کے شہر میں دہلی کیطرح آسمان رنگ تو نہیں بدلتا اور آپ جس زمین پر رہتے ہیں وہ دہلی کی زمین کیطرح گُل کھلانے میں تو مشاق نہیں ہے؟ اگر آپ خدانخواستہ بیمار یا آسمان و زمین کی کسی آفت کا شکار ہو جاتے ہیں تو آپ کے معمولات اور کاروبار میں کوئی فرق تو نہیں آتا؟ کیا آپ کی حالت صحت اور مرض۔ عافیت اور مصیبت دونوں میں یکساں رہتی ہیں؟

کیا فی الحقیقت آپ کے حوصلے اور آپ کے ارادے بھی میری طرح مشیت کے پابند ہیں؟ کیا آپکو بھی بعض اوقات میری طرح مشکلات و موانع کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ کیا آپکو بھی میری طرح قدرت کے ہر قانون کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور کیا آپ بھی میری طرح احکام مشیت کے روبرو سر جھکا دیتے ہیں؟

اگر ایسا ہے تو آپ میری گزارش کو بڑی غور سے پڑھینگے اور میرے بیان کو باور کرینگے کیونکہ پریشان کی پریشانی پریشان ہی خوب جانتا ہے۔

سُنیئے! میں دو سال سے مبتلائے مصائب ہوں۔ خود بیمار رہوں متعلقین بیمار رہیں۔ اور اس طویل سلسلۂ علالت میں جو مشکلات پیش آسکتی ہیں وہ سب کچھ پیش آ رہی ہیں لیکن اس کے باوجود میں نے رسالہ کی طرف سے غفلت نہیں کی ؎

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار — لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

اتنا ضرور ہوا کہ رسالہ اپنی مقررہ تاریخ سے کچھ ہٹ گیا لیکن دیگر رسائل کیطرح ایسا کبھی نہیں کیا گیا کہ دو دو تین تین ماہ کے رسالے ایک ساتھ شایع کئے جائیں۔ اور یہ کوشش برابر رہی کہ رسالہ وقت پر آجائے چنانچہ اکتوبر اور نومبر میں میں نے غیر معمولی محنت گوارہ کرکے کئی رسالے ایک ساتھ تیار کئے۔ اور ارادہ تھا کہ اکتوبر کا رسالہ ۱۵ نومبر کو۔ نومبر کا رسالہ ۳۰ نومبر کو اور دسمبر کا رسالہ وسط دسمبر میں شایع کرکے تمام کمی کی تلافی کردیجائے اور آئندہ رسالہ اپنے وقت پر شایع ہو لیکن میں نے کیا اور میرا ارادہ کیا ؎

یہاں بے حکم اک برگِ شجر بھی ہل نہیں سکتا — یہاں اک پھول بھی اپنی خوشی سے کھل نہیں سکتا

سب انتظام درست ہو چکا تھا کہ یکایک ناگزیر ضرورت سے پریس کا مکان تبدیل کرنا پڑا۔ مشینوں کے ایک جگہ سے پرزہ پرزہ کھولکر دوسری جگہ جوڑنے میں بڑا وقت صرف ہوا اور انجن چلانے کے لئے دوسرے مکان میں برقی طاقت آتے آتے کافی مدت گزر گئی اور ان سب باتوں کا ماحصل یہ ہوا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب خدا خدا کرکے پریس کا انتظام درست ہوا۔ ماہ اکتوبر کا رسالہ حاضر خدمت ہے۔ نومبر اور دسمبر کے رسالے انشاء اللہ ۲۵ دسمبر تک حاضر ہونگے اور توفیق نے ساتھ دیا تو آئندہ رسالہ اپنے مقررہ وقت پر شایع ہوا کرے گا۔

دوران تاخیر میں محترم خریداروں کی خطوط برابر آ رہے ہیں۔ بعض احباب نے میرے ساتھ محبت و ہمدردی کا برتاؤ کیا جنکا میں نہایت شکر گزار ہوں اور بعض ذکار کنان ملک نے بے ایمان۔ دغاباز وغیرہ القاب سے یاد کیا۔ شاید یہی لوگ ہونگے جنکو قدرت نے نوح اور پتھر کا بنا دیا ہوگا اور وہ کبھی بیمار نہ ہوتے ہونگے اور شاید انکو کبھی اپنے ارادوں میں ناکامی نہ ہوئی ہوگی۔ مجھے اُنکی اخلاقی حالت پر نہایت افسوس ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ والدین اور اُستاد کی تربیت کیطرح دین و دنیا کی تعلیمات سے بھی اُنہوں نے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا ورنہ بدگمانی ایمان کی شان نہیں اور نامناسب الفاظ سے مخاطب کرنا اسلام کا شعار نہیں۔ جو لوگ دین و دنیا پر اعتماد نہیں رکھتے اور جنکو یہ اندیشہ ہے کہ انکا چندہ کا رکن ہضم کر لینگے اُن سے التماس ہے کہ وہ اپنی اتنی بڑی سرمایہ کو خطرہ میں نہ رکھیں اور فوراً اپنے حسابات صاف کر لیں ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک — زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

خاکسار ظہور احمد ایڈیٹر

جلد ۴ فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا ماہ اکتوبر سنہ ۲۴ نمبر

- حمد ص ۱
- نعت ص ۱
- تفسیر قرآن مجید ص ۲
- شرح مثنوی مولانا روم ص ۳
- شرح دیوان حافظ ص ۴
- شرح گلستاں ص ۵
- واردات قلب ص ۶، ۷
- معجزہ عجیب ص ۹
- حب رسول کی برکت ص ۱۰
- مثل طوائف کی مثال ص ۱۰
- برقع کا تیر ص ۱۱
- خاک کی سیج ص ۱۱
- عید میلاد النبی ص ۱۲
- فوائد بسم اللہ شریف ص ۱۲
- خیالات منتشر ص ۱۲
- الہام ص ۱۴
- شہرت ص ۱۴، ۱۵

رسائل کی روح

- اللہ سبحانہ کی محبت ص ۱۶
- حب نبی ص ۱۶
- عموماً محبت چار چیزوں سے ہوتی ہے ص ۱۶
- محبوب کی یاد بھی علامت محبت ہے ص ۱۷
- درود شریف کے مختصر احکام ص ۱۷
- موجودہ تعلیم ص ۱۷
- ایک محقق المنظر کی رائے ص ۱۷
- موجودہ تعلیم کی خامیاں ص ۱۸
- صاف ہوا ص ۱۸
- عبرت ص ۱۸
- بجلی سے محفوظ رہنا ص ۱۸

معلومات

- ہوا کس چیز سے مرکب ہے ص ۱۹
- آندھی کیوں آتی ہے ص ۱۹
- پکھراج کی کان ص ۱۹

وسائل معاش

- مرغیوں کی تجارت ص ۲۰
- انڈوں کو محفوظ رکھنے کا طریقہ ص ۲۰
- سال سال تک انڈے محفوظ رہیں ص ۲۰

سوالات و جوابات - جلی صنعتی مشورے

انشائے لطیف

- پیڑی مرچ ص ۲۳
- کچھ ص ۲۳-۲۴
- لوہے کی حکومت ص ۲۴
- جوتے آپ ص ۲۴

مجاز و حقیقت

- مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی تیغی لکھنوی [illegible]

صنف نازک کیلئے

- عورتوں کی بیجا شکایت ص ۲۵
- ہمزبانی ص ۲۶
- خواب پریشان (اسٹوری) ص ۲۸ تا ۳۱

غریبوں کا کتب خانہ

سلطان القلم مولانا مولوی نواب صدر الدین خاں صاحب کی تصانیف

قال اللہ اس میں تمام احکام قرآنیہ کا لب لباب نہایت وضاحت کیساتھ سلیس اردو زبان میں عالمانہ طریق پر تحریر فرمایا گیا ہے ۔ قیمت ۵ ر

قال الرسول اس میں احادیث شریف جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کا لب لباب ایسے عالمانہ انداز و خوبی کیساتھ لکھا گیا ہے کہ آپ اپنی نظیر ہے ۴ ر

ولی کی پہچان اس کتاب میں فاضل مصنف نے جھوٹے ولیوں اور سچے اولیا اللہ کا فرق نہایت خوبی کے ساتھ ظاہر فرما دیا ہے تاکہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں ۔ ۲ ر

تحریم الخمر و الزنا و اللواط و المعازف و العشق زنا ۔ شراب ۔ راگ ۔ اور عشق کے متعلق مفصل بیان ہے اور ان کی خرابیاں بیان کیگئی ہیں ۔ قیمت ۳ ر

گلدستہ فوائد اس رسالہ میں مفید اور مضر رسم و رواج پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کی خرابیاں بیان کی گئی ہیں ۔ قیمت ۴ ر

اصلاح المومنین اسمیں تخلیق انسان کی غرض و غایت اور انسان کے فرض بیان کرنیکے علاوہ مشرکین و مرتدین اور رضائے الٰہی کی تدابیر وغیرہ بیان کیگئی ہیں ۔ ۳ ر

اصلاح النفوس اسمیں بتایا گیا ہے کہ نفس کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے قلب کی حالت کیونکر درست کیجا سکتی ہے ۔ استقامت کسطرح پیدا کی جائے ۔ قیمت ۲ ر

اصلاح اللعین اس میں ترغیبات شیطانیہ و رسومات بدعت و شرک وغیرہ کی تردید نہایت خوبی کے ساتھ کی گئی ہے ۔ قیمت ۲ ر

اسلام کی تعلیم اس کتاب میں قرآن مجید سے اصول و احکام اسلام کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے ۔ قیمت ۶ ر

اسلام کی خوبیاں اسمیں روزہ ۔ نماز ۔ حج ۔ زکوٰۃ کلمہ کی خوبیاں اور ان کے فوائد و لائل و تنبیہ سے بیان کئے گئے ہیں ۔ قیمت ۲ ر

اسلام کا اتالیق اسمیں ناجائز رسم و رواج کو ترک کرنے کے متعلق زور دیا گیا ہے اور ان کے عیوب پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ قیمت ۲ ر

اسلام کی ترقی اس رسالہ میں یہ بات نہایت قابلیت کے ساتھ بتائی گئی ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی کن تدابیر پر عمل درآمد کرنے سے ہو سکتی ہے ۔ ۲ ر

اسلام کی صداقت دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اس کے متعلق پورا پورا ثبوت دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مخالفین اسلام کا منہ بند کر دینے والی کتاب ۔ قیمت ۲ ر

اسلام کی حمایت اسمیں یہ بتایا گیا ہے کہ قوم کی اصلاح کسطرح ہو سکتی ہے ۲ ر

اسلام کی نواہی اس رسالہ میں منہیات اسلام ۔ کفر و شرک ۔ بدعت اور گناہ صغیرہ و کبیرہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے ۔ قیمت ۲ ر

اسلامی حقوق عورت و مرد ۔ اولاد و والدین ۔ استاد شاگرد ۔ حاکم رعایا ہمسایہ وغیرہ کے حقوق اسلامی طریقے پر بیان کیئے گئے ہیں ۔ قیمت ۳ ر

تعلیم الصیام اس رسالہ میں روزہ کے متعلق تمام احکام صحیحہ سے انتخاب کرکے درج کیے ہیں ۔ قیمت ۱ ر

تصانیف مولانا مولوی شاہ محمد فائق صاحب

تائید الاسلام آریوں کے لغو اعتراضات کا منہ توڑ جواب نہایت مدلل ۔ آریوں کی سرکوبی اگر منظور ہے تو یہ رسالہ منگائیے ۔ قیمت ۸ ر

ھدایت الاسلام سلام کرنے کے فضائل ۔ سلام کی برکتیں آداب عرض کرنے والے ۔ تسلیمات کو کام میں لانیوالے پڑھیں ۔ اور معلوم کریں کہ وہ کتنی بڑی نعمت سے محروم ہیں ۔ قیمت ۳ ر

تقلید الخلائق جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بلا تقلید شخصی کے انسان قرآن پاک اور احادیث کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکتا ۔ قیمت ۸ ر

رسول الثقلین اسکا ثبوت کہ آنحضرت کو علم غیب حاصل تھا اسکے علاوہ بہت سی احادیث کا مجموعہ

صمصام حیدری بر مخالف آل پیغمبر آل پیغمبر کی مخالفت کا جواب ۔ ۸

تعلیم الاطفال بچوں کے لیئے ابتدائی تعلیم ۔ نماز کے متعلق نہایت مکمل کتاب ایک مسلمان بچے کی ابتدائی مذہبی معلومات کا مجموعہ قیمت ۶ ر

حملہ صفدری آل نبی پر حملہ کرنے والوں کے لیئے نہایت مدلل تصنیف ۸

کما یقول یقال مزاروں پر جانا ۔ فاتحہ پڑھنا ۔ ذکر جہر ۔ عرس ۔ رنڈیوں کا مزارات پر جانا ۔ ان تمام باتوں کے متعلق تمام اولیا اللہ کے احکام مزارات پر جانے سے پہلے یہ کتاب ملاحظہ فرما لیجیئے ۔ قیمت ۶ ر

الفوائد الضابطہ عمل رابطہ معمولہ صوفیہ کا ثبوت از مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی ۔ قیمت ۴ ر

مجموعۂ خطب تمام خطبوں کا مجموعہ ہے ۔ قیمت ۴ ر

تحفہ خبریہ اسمیں شرائط جمعہ کے متعلق علمائے اسلام و فقہائے اسلام کے اقوال درج ہیں قیمت ۳ ر

فلاسفی احکام اسلام اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کی ہر عبادت و ہر کام میں

مینیجر خواجہ ڈپو دہلی

فلاسفی ہے۔ قیمت ۳ ر

نماز اور اسکی حقیقت جس میں مع دیگر دینی ضروریات کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز تمام دنیا کی عبادات سے افضل و برتر ہے اور نہایت مکمل عبادت قیمت ۲ ر

کفر توڑ جس میں آریوں کے تمام اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیا گیا ہے اور ان کی شرمناک حالت کی تصویر مہذب پیرایہ میں دکھائی ہے۔ قیمت ۸ ر

خنجر تسلیم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات پر دل ہلا دینے والے مضامین۔ قیمت ۶ ر

اسلامی مساوات جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اسلام کے نزدیک امیر و غریب گدا و بادشاہ سب برابر ہیں اور اسلام اس معاملہ میں تمام مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ قیمت ۸ ر

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے حالات خواجہ حسن نظامی صاحب کے قلم سے۔ قیمت ۲ ر

معراج شریف اسمیں شب معراج کے حالات مفصل درج ہیں۔ قیمت ۱ ر

حیات صابر حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سید ظفر حسن بی۔ اے کے قلم سے۔ قیمت ۵ ر

الوارث سوانح حضرت امام العاشقین سرست مے الفت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب قدس سرہٗ۔ قیمت ۱۲ ر

امام مالک امام الزماں حضرت مولانا ابو عبد اللہ بن انس کے حالات زندگی سید سلیمان ندوی کے قلم سے۔ قیمت ۴ ر

میر درد اُردو کے پہلے صوفی شاعر حضرت میر درد کے حالات زندگی ۲ ر

زینت الریش ڈاڑھی منڈانے کی بُرائی اور ڈاڑھی رکھنے کی خوبی عقلاً ونقلاً بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۳ ر

ہمارا طرز حکومت مولوی سید محمد صاحب کی نہایت دلچسپ تصنیف ۳ ر

بعد الموت مرنے کے بعد کے حالات کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے ۲ ر

سیرت مسلم دربار رسالت کے واقعات۔ خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کے علاوہ اسلامی تاریخ کا عطر۔ مسلم اخلاق کا — سیرت مسلم کا مرقع۔ شاندار ماضی کا نقشہ اسلامی تمدن۔ حریت۔ مساوات اور جمہوریت کا آئینہ قیمت ۱۲ ر

فیضی شاعر ملک کے مشہور شاعر میر احمدی اجمیری کے کلام کا مجموعہ جس پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے دیباچہ تحریر فرمایا ہے۔ قیمت ۸ ر

مناجات بیوہ مثنوی حقوق اولاد مصنفہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مرحوم مغفور قیمت ۵ ر

انقلاب کا دوسرا ورق مولانا ابو الکلام صاحب کی وہ تقریر جس نے دنیا کو اسلام میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ قیمت ۴ ر

مجموعۂ مضامین ابو الکلام مولانا ابو الکلام صاحب کے عالمانہ مضامین کا مجموعہ ۱ ر

صدائے حق امر بالمعروف نہی عن المنکر پر مولانا ابو الکلام صاحب نے مفصل بحث

فرمائی ہے۔ اور احکام خداوندی کی تشریح کی ہے قیمت ۸ ر

دعوت حق دربار مامون الرشید۔ مناظرہ۔ اعلان اور دعوت حق مولانا ابو الکلام آزاد کے قلم سے۔ قیمت ۶ ر

خطبۂ صدارت تحریری جسمیں مولانا نے مسئلہ احیا و تجدید ملت حصول دین کی مبادیات اصلاح دینی کے گذشتہ ایام۔ مسئلہ نظم جماعت وغیرہ پر مفصل بحث فرمائی ہے ۶ ر

خطبۂ صدارت تقریری جلسہ جمعیۃ علمائے ہند میں مولانا کی بہترین تقریر ۴ ر

حزب اللہ جسمیں مولانا ابو الکلام صاحب نے آیت قرآنی کی تفسیر فرمائی ہے قیمت ۱۲ ر

مساجد اسلامیہ مساجد اسلامیہ کے متعلق مولانا ابو الکلام کی عالمانہ تصنیف ۸ ر

جہاد اسلام از جناب مولانا ابو الکلام صاحب جسمیں مسئلہ جہاد و حقیقت اسلام قربانی۔ اسوۂ ابراہیمی پر مفصل بحث ہے۔ قیمت ۶ ر

حکومت اور خلافت از جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ نہایت مفید تصنیف۔ قیمت ۴ ر

حالات علی برادران فدائیان ملک و ملت حضرت مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی صاحبان کی پیدائش سے لیکر آجتک کے کل واقعات ۸ ر

تاج حریت مردہ دلوں میں روح پھونک دینے والی نظموں کا مجموعہ ۳ ر

حیات سعدی از جناب مولانا شبلی صاحب نعمانی جسمیں شیخ کے بچپن کے حالات۔ طالب علمی سیر و سیاحت۔ شیراز میں واپس آنا۔ دربار کے تعلقات وفات عام حالات و اخلاق و عادات۔ تصانیف۔ شاعری۔ آزادی۔ اظہار جذبات غزل گوئی اور اسکی خصوصیات۔ قیمت ۸ ر

حوادث سمرنا اسمیں سمرنا کے مظالم نہایت درد انگیز پیرایہ میں دکھائے ہیں ۲ ر

جذبات بھاشا از نیاز فتحپوری۔ اسمیں بھاشا کی شاعری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اشعار کا ترجمہ سلیس اردو میں درج ہیں ۲ ر

جذبات اوج ہندوستان کے مایہ ناز شاعر اوج گیاوی کے کلام کا مجموعہ ۱ ر

تذکرۃ العلما والمشائخ ہندوستان کے علما و مشائخ کے حالات ۱ ر

سمرنا کی خونی داستان اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ کے بھائیوں پر کیسے کیسے دل ہلا دینے والے مظالم کئے گئے ہیں تو یہ کتاب ملاحظہ کیجئے ۴ ر

برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان کے مسئلہ پر ایک نہایت دلچسپ اور یکتا تصنیف۔ قیمت ۴ ر

مسدس حالی شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم کا مشہور و معروف مسدس جس میں شاعر موصوف نے اپنی قابلیت کی انتہا کر دی ہے۔ یہی وہ مسدس ہے جس کے سبب سے وہ دنیائے ادب میں آفتاب بنکر چمکے۔ قیمت ۸ ر

بزم خسروی حضرت امیر خسروؒ کے کلام کا انتخاب معہ ترجمہ منظوم جسپر کہ ہندوستان کے تمام ممتاز شعرا نے طبع آزمائی کی ہے۔ قیمت ۸ ر

منیجر خواجہ ڈپو دہلی

اسلامی تاریخ کے صفحات

خون میں رنگے ہوئے

حضرت سیدنا امام حسینؑ کے دردناک حالات اور قیامت خیز تاریخی واقعہ اگر دیکھنا ہو تو

کربلا نامہ

ملاحظہ فرمائیے جس میں تمام واقعات نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد درج کیے گئے ہیں قیمت ۱۲

فلاح دین و دنیا

تیار ہو گئی

دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ

ملنے کا پتہ:- مینجر نظامیہ دارالاشاعت - دہلی

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ

ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء
ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۳ھ

رسالہ

جلد ۴
دین و دنیا
نمبر ۷

حمد

(از جناب قمر صاحب)

ترا جلوہ ہے ای جانِ جہاں ہر ایک محفل میں
توہی آنکھوں کے پردے میں توہی آئینۂ دل میں

تری دریا دلی کی موج میں ہیں بحر و بر دونوں
سمندر کی توہی تہ میں توہی آغوشِ ساحل میں

نظر آتی ہو جس جانب نظر آتا ہو تو ہی تو
توہی ہو قیس کے دلمیں توہی لیلی کی محمل میں

تری مشکل کشائی کی مچی ہے دھوم عالم میں
کہ ہوتا ہو توہی مشکل کشا ہر ایک مشکل میں

توہی ہے شش جہت میں اور توہی خورشید خاور میں
توہی ہو ذرہ ذرہ میں توہی ہو ماہ کامل میں

گلستانِ جہاں میں ہر طرف ہیں چہچہے تیری
برنگِ بو توہی گل میں توہی بانگِ عنادل میں

چلی آتی ہیں حق حق کی صدائیں آشیانوں سے
چمن معمور ہے یا رب تری رنگیں ترانوں سے

(از جناب حبیب اللہ صاحب مخدومی)

پُر نور ہے وہ جلوہ ای ذوالجلال تیرا
ہر رنگ میں عیاں ہے حسن و جمال تیرا

جو کچھ ملا ہے مجھ کو تو نے عطا کیا ہے
ہے میری جان تیری! ہے میرا مال تیرا

دیر و حرم کے جلوے کیا آنکھ میں سمائیں
جسمیں بھرا ہوا ہے شوق جمال تیرا

سرشار ہو چکی ہے اسکو شرابِ وحدت
جس نے پیا ازل سے جامِ وصال تیرا

موسی گرے تڑپ کر سر سے ہو طور جل کر
یہ تھا جمال تیرا وہ تھا جلال تیرا

وحدت کے سارے جلوے آنکھوں میں پھر رہے ہیں
ہے صورت تجلی دل میں خیال تیرا

کوئی مشیر اپنا دنیا میں اب نہیں ہے
تیرا ہی آسرا ہے ای ذوالجلال تیرا

نعت

(از مولانا عبد الماجد صاحب)

پڑھتا ہوا محشر میں جب صلِ علی آیا
رحمت کی گھٹا اُٹھی اور ابر کرم چھایا

جب وقت پڑا نازک اپنے ہوئے بیگانے
ہاں کام اگر آیا تو ایک ترا نام آیا

پرسش تھی گناہوں کی اور یاس کا تھا عالم
بیکس کی خبر لینے محبوب خدا آیا

یہ نام مبارک تھا یا حق کی تجلی تھی
دم بھر میں ہوا فاسق ابدال کا ہمپایا

چرچے ہیں فرشتوں میں اور رشک ہو زاہد کو
اس شان سے جنت میں شیدائے نبی آیا

کعبے سے بھی کچھ بڑھ کر ہے اُسکی کشش دلمیں
جس شہر نے مرقد سے ہو تیری شرف پایا

کیوں نزع کی دُشواری آسان نہو جاتی
تھا نام ترا لب پر اور سر پہ ترا سایا

اک عمر کی گمراہی اک عمر کی سرتابی
جب تیری غلامی کے آخر نہ مفر پایا

حکمت کا سبق چھوڑا عزت کی طلب چھوڑی
دُنیا سے نظر پھیری سب کھو کے تجھے پایا

سمجھے تھے سیہ کاری لے ڈوبے گی قسمت اپنی
دیکھا تو کرم تیرا اُس سے بھی سوا پایا

فاسق کی ہے یہ منت پر ہو تو تری اُمت
ہاں ڈال تو دے دامن کا اپنے ذرا سایا

(مولوی محمد شفیق اطہر گرواری)

الہٰی دکھا مجھ کو روئے محمدؐ
بھری دلمیں ہے آرزوئے محمدؐ

ہے صحرائے یثرب گلستانِ جنت،
کہ ہر سُو سے آتی ہے بُوئے محمدؐ

اُسی کی تجلی ہے ہر جز و کل میں
ہیں شمس و قمر عکس روئے محمدؐ

رہا عمر بھر اشتیاقِ مدینہ
رہی عمر بھر جستجوئے محمدؐ

خدا خود ثنا خواں ہے قرآن میں انکا،
بشر کیا لکھے وصف روئے محمدؐ

بس مرگ اطہر تمنا یہی ہے،
رواں رُوح اپنی ہو سوئے محمدؐ

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ:- اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانیوالا ہوں۔ وہ بولے کیا تو ایسے (شخص) کو (نائب) بنائیگا جو اسمیں فساد کرے اور خون بہائے۔ حالانکہ ہم تیری حمد کی تسبیح کہتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں (اللہ نے) کہا میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

تشریح الفاظ:- ملائکہ۔ (جمع ملک) ملک اصل میں ملئک تہا۔ ملئک مألک کا مقلوب ہے۔ مألک اُلوکت سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں رسالت۔ پیغامبری۔ اور اِس لیئے فارسی میں بالکل ٹھیک ترجمہ فرشتہ ہے۔ چونکہ ملائکہ اللہ تعالےٰ اور اُسکی مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہیں اور وحی والہام کے طور پر پیام بری کرتے ہیں اسلیے اُن کو ملائکہ یا پیامبر کہا گیا۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد کا یہ عقیدہ ہے کہ فرشتے پیکر لطیف رکہتے ہیں۔ ہر شخص کی صورت اختیار کرسکتے ہیں۔ فرشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی اُس سے واقف نہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ بنی آدم جنوں کا دسواں حصہ ہیں اور وہ جانوران بری کا دسواں حصہ ہیں۔ جانوران بری پرندوں کا دسواں حصہ ہیں۔ پرندے جانوران آبی کا دسواں حصہ ہیں۔ جانوران آبی ملائکہ زمین کا دسواں حصہ ہیں۔ ملائکہ زمین ملائکہ آسمان اوّل کا دسواں حصہ ہیں اسی طرح ساتوں آسمانوں تک تعداد بڑہتی جاتی ہے۔ پھر یہ سب فرشتگان کرسی کی تعداد سے بہت کم ہیں۔ اور فرشتگان کرسی حجابات عرش میں سے پہلے حجاب کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں۔ عرش کے ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک لاکھوں برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور اس فاصلہ میں ایک بالشت بھر ایسی جگہ نہیں جہاں ایک فرشتہ خدائے قدوس کی تسبیح وتہلیل میں مصروف نہو۔ جاعل۔ بنانیوالا۔ (از جعل) خلیفہ۔ نائب۔ جانشین۔ قائم مقام۔ کسی ہستی کی طرف سے اُسکی ہدایات اور آئین کے ماتحت کام کرنیوالی ایک ہستی۔ اسجگہ خلافت سے مفسرین نے مختلف مفہوم مراد لیئے ہیں۔ (۱) بنی آدم سے پہلے یہ دنیا جنوں سے آباد تہی۔ لیکن اُنمیں بہت فسق وفجور اور فتنہ وفساد پھیلا اس لیئے اُنکو تباہ وفنا اور دور دراز جگہوں میں محصور کر دیا گیا۔ اب چونکہ بنی آدم جنوں کے بعد آنیوالے تھے اور کسی کے بعد آنیوالے کو خلیفہ کہتے ہیں اس لیئے اُنکو خلیفہ کہا گیا (۲) خلیفہ سے حضرت آدم کی ذات مراد ہے۔ اُنکی ذریات مراد نہیں یعنی حضرت ممدوح خداوند عالم کے نائب بنا کر دنیا میں بھیجے گئے (۳) خلیفہ سے صرف حضرت آدم نہیں بلکہ اُن کی تمام ذریات مراد ہے۔ اور ہر وہ شخص جو نیکوکار اور صفات ملکوتی سے متصف ہوا اور خدا اُسکو برگزیدہ بنائے وہ دنیا میں خدا کا نائب ہے۔ (۴) نیابت اور قائم مقامی سے خدا کی نیابت مراد نہیں بلکہ انسانوں کی باہمی نیابت یعنی ایک نیکوکار انسان کے بعد دوسرے نیکوکار کا اُسکی جانشینی اور نیابت کرنا مفسرین کے خیالات ہیں لیکن درحقیقت خدا کا یہ فرمانا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانیوالا ہوں صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایک مخلوق کو اپنا نائب بناتا ہے چنانچہ انسان میں اُن تمام صفات کی ایک جھلک پائی جاتی جو علیٰ وجہ الکمال ذات باری میں موجود ہیں اس بات کی نمایاں دلیل ہے کہ انسان دنیا میں نائب خداوندی ہے۔ اور وہ اُن تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جو نیابت کے لیئے ضروری ہیں۔ پس خدا کے جو مقبول بندے ان صلاحیتوں کو اُبھارتے ہیں وہ اُسکی نیابت کا امتیاز حاصل کرتے ہیں اور اپنی ملکوتی صفات کو فنا کرکے بہیمی جذبات کے غلام بنجاتے ہیں وہ قعر ذلت میں جا گرتے ہیں۔ یفسد (از فساد) بگاڑنا خراب کرنا۔ فتنہ وفساد برپا کرنا۔ اسجگہ قتل کے علاوہ تمام گناہوں سے مراد ہے۔ سفک:۔ بہانا خون بہانا خونریزی کرنا قتل۔ (آیت کریمہ میں فرشتوں کی زبان سے دو لفظ ارشاد کیئے گئے ہیں ایک فساد اور دوسرا سفک۔ ان دو لفظوں سے تمام صغیرہ وکبیرہ گناہ مراد ہیں جو بنی آدم سے سرزد ہوسکتے ہیں) دماء۔ (جمع دم) خون۔ لہو نسبح (از تسبیح) پاکی بیان کرنا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کا تمام عیوب سے پاک ہونا ظاہر کرنا۔ سبحان اللہ وبحمدہ کہنا۔ خدا کی توصیف وثنا کرنا۔ اپنے اعضاء وجوارح اور افعال واقوال سب کو ستائش وپرستش خداوندی میں محو کر دینا۔ چنانچہ آسمانوں اور زمینوں میں ہر شے خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ لیکن ہر ایک کی تسبیح جداگانہ اور اُس کے موافق حال ہے۔ نقدس (از تقدیس) پاکی بیان کرنا۔ پاک قرار دینا سبوح۔ قدوس کہنا۔

تفسیر:- آیات ماسبق میں اللہ تعالےٰ نے دو باتیں ظاہر کی ہیں (۱) بندوں پر اپنے احسانات (۲) اپنا قادر وتوانا ہونا۔ یہی دونوں باتیں اس آیت میں بہی موجود ہیں اور اسی لیئے یہ آیت آیات ماسبق سے مربوط ومسلسل ہے۔ اس آیت کریمہ میں حضرت آدم کی آفرینش کا تذکرہ ہے۔ اور ضمناً وہ امتیاز خاص ظاہر کیا گیا جس سے خدائے کریم نے نوع بشر کو ممتاز فرمایا یعنی خلقت آدم سے پہلے اُنکے وجود میں آنے اور نائب مقرر کیئے جانے سے ملائکہ کو اطلاع دیدی۔ چنانچہ پروردگار عالم نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ میں زمین میں ایک نائب مقرر کرنیوالا ہوں جب فرشتوں کو معلوم ہوا کہ زمین میں ایک ایسی ہستی نیابت الٰہی کے فرائض انجام دینے والی ہے جو ملکی اور بہیمی قوتوں کا ایک مجموعہ ہے اور جسمیں طاعت وسرکشی دونوں کا مادہ موجود ہے اور اس سے پیشتر "جنوں" کا فتنہ وفساد زمین پر واقع ہوچکا تہا اس لیئے اُنہوں نے جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا کیا زمین میں تو ایسی مخلوق کو اپنا نائب بنائیگا جو قتل وخونریزی کے مرتکب ہوں اور طرح طرح کا گناہ اور فتنہ وفساد اُنسے وقوع میں آئے۔ اگر اُنکی خلقت اور نیابت سے یہ مدعا ہے کہ تیری تسبیح اور تقدیس ہو تو اس کے لیئے ہم لوگ کافی ہیں کیونکہ ہر وقت تیری ستائش وپرستش اور تسبیح وتہلیل میں مصروف ہیں۔ اسکے جواب میں دربار احدیت سے ارشاد ہوا کہ ہمکو جو باتیں معلوم ہیں وہ تمکو معلوم نہیں۔

شرح مثنوی مولینا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

وعدہا و لطفہائے آں حکیم کرد آں رنجور را ایمن ز بیم

ترجمہ:- اس حکیم کی مہربانیوں اور وعدوں نے بیمار کو خطروں سے بیخوف کر دیا

لغات:- لطف - نرمی - مہربانی۔

مطلب:- اخفائے راز کے متعلق ضمنی طور پر اس قدر ارشاد فرمانے کے بعد مولانا پھر حکایت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب طبیب غیبی نے ایسی مہربانی کا اظہار کیا اور ایسے خوشگوار وعدوں سے کنیز کو تسلی دی تو اُس کا دل مطمئن ہو گیا اور اُسے اپنی جان جانے کا جو خطرہ تھا اُس سے بے خوف ہو گئی۔

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر

ترجمہ:- سچے وعدے دل کو پسند آتے ہیں اور جھوٹے وعدے رنج دیتے ہیں۔

لغات:- وعدہا (جمع وعدہ) وعدے - حقیقی - سچا - واقعی - دلپذیر - جسکو دل قبول کرے - پسندیدہ - خوشگوار - باعث مسرت - مجازی - غیر حقیقی - خلاف واقع جھوٹا - تاسہ - رنج - ملال - تاسہ گیر - رنج دینے والا - باعث اندوہ و ملال۔

مطلب:- چونکہ وعدہ کا ذکر آ گیا اس لیئے مولانا حسب معمول ضمناً وعدے کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سچے وعدوں سے دل کو خوشی اور تسکین حاصل ہوتی ہے اس کے برخلاف جھوٹے وعدے رنج و ملال اور بیقراری بڑھاتے رہیں ہیں۔

وعدۂ اہل کرم گنج رواں وعدۂ نااہل شد رنج رواں

ترجمہ:- اہل کرم کا وعدہ ایک رائج الوقت خزانہ ہے۔ نااہل کا وعدہ روح کی بیتابی کا باعث ہے۔

لغات:- گنج خزانہ۔ رواں - جاری - رائج الوقت - گنج رواں - خزانۂ قارون چونکہ وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہوا چلا جائے گا اس لیئے اُسے گنج رواں کہتے ہیں۔ اگر قارون کا خزانہ مراد ہو تو مجازاً "ایک بڑا خزانہ" ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ نااہل - نالایق - جو اپنے جھوٹ اور بد دیانتی کی وجہ سے وعدہ کرنے کے قابل نہ ہو۔ رواں - روح - جاں۔

مطلب:- جو صاحب کرم ہیں وہ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرتے ہیں اور اُن کا وعدہ ایک سکۂ رائج الوقت کا حکم رکھتا ہے۔ اس کے برخلاف اُن لوگوں کا وعدہ جو بد طینت - جھوٹے اور اپنی بات کا پاس نہ کرنے والے ہیں۔ روح کے لیئے رنج و ملال کا باعث ہوتا ہے۔

وعدہ را باید وفا کردن تمام ورنہ خواہی کرد باشی سرد و خام

ترجمہ:- وعدہ کو اچھی طرح وفا کرنا چاہیئے - وعدہ خلافی سرد مہری اور خام کاری پر مبنی ہے۔

لغات:- سرد و خام - ناقص - کم ظرف - نااہل -

مطلب:- سچے اور جھوٹے وعدے کی تشریح کرنے کے بعد اب مولانا توجہ دلاتے ہیں کہ وعدہ ضرور وفا کرنا چاہیئے۔ جو لوگ وعدہ کرتے ہیں اور پھر اس کے ایفا کا خیال نہیں رکھتے وہ صفات انسانی میں ناقص اور کم ظرف ہیں۔ مولانا کا یہ ارشاد اس آیۃ کریمہ سے ماخوذ ہے کہ "اے ایمان والوں اپنے وعدے پورے کیا کرو" قرآن پاک میں جا بجا ایفائے عہد کی تاکید ہے اور ایک جگہ تو یہ بھی حکم ہے کہ "وعدہ وفا کرو کیونکہ قیامت میں وعدہ کے متعلق باز پرس کیجائیگی"

طبیب غیبی بادشاہ سے کنیز کا حال کہتا ہے

آں حکیم مہرباں چوں راز یافت صورت رنج کنیزک باز یافت

ترجمہ:- اس مہربان حکیم نے جب راز معلوم کر لیا اور کنیز کے درد دکھ سے واقف ہو گیا۔

بعد ازاں برخاست عزم شاہ کرد شاہ را زاں شمۂ آگاہ کرد

ترجمہ:- تو بادشاہ کے پاس اٹھ کر گیا اور اسے کسی قدر ان حالات سے آگاہ کیا۔

لغات:- شمہ - کچھ - کسی قدر۔

مطلب:- اب مولانا پھر قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان مسلسل اشعار میں فرماتے ہیں کہ جب حکیم کو کنیز کے بیمار ہونے کا اصل سبب معلوم ہو گیا تو وہ اس سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس پہونچا۔ اس نے بادشاہ کو تمام حالات اور واقعات کی پوری تفصیل تو نہیں بتائی لیکن کنیز کی بیماری اور اس کے اسباب سے کسی قدر آگاہ کیا۔

شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست در چنیں غم موجب تاخیر چیست

ترجمہ:- بادشاہ نے کہا اب کہو کیا کیا جائے - ایسی حالت میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔

مطلب:- حکیم نے جب بادشاہ کو کنیز کی اجمالی کیفیت سے آگاہ کیا تو اس نے حکیم سے کہا کہ اب تم بتاؤ کیا تدبیر اختیار کی جائے - اور جو تدبیر تمہاری سمجھ میں آئے اس پر فوراً عمل ہونا چاہیئے - کیونکہ اس معاملہ میں تاخیر مناسب نہیں ٭

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف اڈیٹر)

شرح دیوان حافظؒ

(گذشتہ سے پیوستہ)

نہال عیشم از وصلش برآورد   ز بخت خویش برخوردارم امشب

ترجمہ:- میری زندگی اُس کے وصل سے بارآور ہوئی۔ آج اپنی تقدیر سے بہرہ اندوزی کا موقع ملا۔

لغات:- نہال۔ درخت۔ پودہ۔ عیش۔ زندگی۔ نہال عیش۔ زندگی کا درخت برخوردار۔ بہرہ اندوز پھولا پھلا۔ کامیاب۔ (برخورد اور دار سے مرکب ہے۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ بر۔ خور۔ دار سے مرکب ہے یعنی حاصل کر۔ کھا۔ اور رکھ چھوڑ)

مطلب:- اگر زندگی کو ایک درخت فرض کیا جائے تو اس درخت کی بارآوری کا وہی موقع ہے جب مقاصد میں نہائی کامیابی حاصل ہو۔ عاشق کے لیئے وصل محبوب سے بڑھ کر کیا مقصد ہو سکتا ہے اور اس مقصد کی کامیابی سے زیادہ کیا کامیابی ہو سکتی ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ آج مجھے زندگی کا ماحصل اور حیات کا ثمرہ نصیب ہوا ہے کیونکہ آج مجھے محبوب کا وصل حاصل ہے۔ ہماری فانی زندگی کا اس سے زیادہ کچھ ماحصل نہیں کہ وہ بقا کی جلوہ آرائیوں پر قربان ہو جائے۔

شود نقش انا الحق بر زمیں خوں   چو منصور از کشی بر دارم امشب

ترجمہ:- اگر منصور کی طرح تم آج رات مجھے سولی دو تو زمین پر خون سے انا الحق کا نقش پیدا ہو۔

لغات:- منصور۔ منصورؒ بن حلاج مشہور بزرگ جنہوں نے مستی و بیخودی کے عالم میں کیف ہمہ اوست سے خود فراموش ہو کر انا الحق کا نعرہ بلند کیا۔ اور علمائے ظاہری نے اُن کے قتل کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ اُن کو سولی دی گئی۔ کہتے ہیں کہ حضرت منصور کے خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا اُس سے انا الحق کے حروف پیدا ہوتے تھے۔

مطلب:- فرماتے ہیں کہ آج وصل محبوب نے مجھے فنا کے ایسے درجہ میں پہونچا دیا ہے اور خود فراموشی و بیخودی کا یہ عالم ہے کہ محبوب کے سوا مجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا میں ایسا فانی المحبوب ہو رہا ہوں کہ اگر مجھے منصور کی طرح سولی دی جائے تو میرے خون کا جو قطرہ زمین پر گرے گا اُس سے انا الحق کا نقش پیدا ہوگا۔

برات لیلۃ القدرے بہ دستم   رسید از طالع بیدارم امشب

ترجمہ:- مجھے آج کی رات طالع بیدار سے لیلۃ القدر کا پروانہ ہاتھ آگیا ہے۔

لغات:- برات۔ وہ کاغذ جسے دکھا کر خزانہ سے روپیہ مل سکے۔ شقہٗ زر۔ سند۔ پروانہ۔ لیلۃ القدر۔ مشہور و معروف رات جو برکات آسمانی سے لبریز ہے جسمیں کہ خدا بندوں کو اپنے دیدار اور انوار سے مالامال کرتا ہے اور اُس کے متعلق کلام پاک میں خود ارشاد فرماتا ہے کہ ہمنے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ خدا کے حکم سے اس رات کو فرشتے اور جبرئیل اُترتے ہیں۔ طلوع فجر تک اُسمیں سلامتی ہی سلامتی ہے" شب قدر کب اور کس تاریخ کو ہوتی ہے اسمیں علماء کا اختلاف ہے لیکن مستند یہ ہے کہ وہ ماہ رمضان مبارک کی ستائیسویں رات ہے۔ طالع۔ نصیب۔ بخت۔ تقدیر۔ بیدار۔ جو موافق ہو۔ حالات اور خواہشوں کا ساتھ دیتا ہو۔

مطلب:- مجھے طالع بیدار کی بدولت آج شب قدر کا پروانہ مل گیا ہے یعنی میری خوش نصیبی مجھے دولت دیدار محبوب سے مالامال کر رہی ہے۔

بر آں عزمم کہ گر خود می رود سر   کہ سرپوش از طبق بر دارم امشب

ترجمہ:- اس ارادہ میں ہوں کہ خواہ سر جاتا رہے لیکن آجکی رات طبق سے سرپوش اٹھاؤں۔

مطلب:- فرماتے ہیں کہ آج میں ایسا بیخود اور سرمست ہو رہا ہوں اور وصل محبوب نے مجھے ایسا از خود رفتہ اور خود فراموش بنا رکھا ہے کہ افشائے راز کے لیئے دل بیقرار ہو رہا ہے میں یہ جانتا ہوں کہ منصور نے قدرت کے سربستہ رازوں کو فاش کرکے انا الحق کہا اور ظاہر پرستوں نے اس کے لیئے قتل کا فتویٰ دیا۔ لیکن اس کے باوجود آج جنون و جوش کا یہ عالم ہے کہ میں مخفی رازوں کو آشکار کرنے کے لیئے بیتاب ہوں اور مجھے اسکی بھی پرواہ نہیں کہ سر جاتا رہے۔

تو صاحب نعمتی من مستحقم   زکوٰۃ حسن دہ خوش دارم امشب

ترجمہ:- تو صاحب نعمت ہے اور میں مستحق ہوں آج کی رات حسن کی زکوٰۃ دے اور مجھے خوش رکھ۔

مطلب:- محبوب کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تو صاحب نعمت ہے یعنی تجھے خدا نے حسن و جمال کی اتنی دولت عطا کی ہے جس پر زکوٰۃ عاید ہوتی ہے۔ دوسری طرف مجھ کو ایسا حاجتمند بنایا ہے کہ میں زکوٰۃ کا مستحق ہوں پس اس نعمت کے شکریہ میں اور میری حاجتمندی پر ترس کھا کر مجھے اپنے حسن کی زکوٰۃ دے اور میرے غمگین دل کو شادماں کر

ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد   چہ شور است ایں کہ در سر دارم امشب

ترجمہ:- مجھے یہی ڈر ہے کہ حافظ کہیں آجکی رات فنا نہ ہو جائے اس دیوانگی کی ہی کوئی انتہا ہے

لغات:- محو۔ مٹنا۔ فنا ہونا۔ مست و بیخود ہونا۔ شور۔ شوریدگی۔ دیوانگی۔ غلبہ مستی (چہ شور است ایں کہ در سر دارم امشب۔ کیا شور ہے یہ کہ میں آجکی رات اپنے سر میں رکھتا ہوں)

مطلب:- آج سرمستی کا یہ عالم اور جذبۂ فانی المحبوب ایسی ترقی پر ہے کہ شاید میں اپنا آپ مٹا ڈالوں گا۔

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

شرح گلستان

(گذشتہ سے پیوستہ)

نسل ویناں را بنیان منقطع کردن اولیٰ ترست کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمنداں نیست

ترجمہ:۔ (بادشاہ نے فرمایا) کہ ان لوگوں کی بیخ کنی بہت بہتر ہے کیونکہ آگ بجھانا اور چنگاری کو رہنے دینا یا سانپ کو مار ڈالنا لیکن اُس کے بچہ کو رکھ چھوڑنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

لغات:۔ ادلے۔ بہتر۔ اخگر۔ چنگاری۔ افعی۔ سانپ۔

مطلب:۔ بادشاہ نے وزیر کو سمجھایا کہ اس جرائم پیشہ جماعت کی اصل و نسل کو منقطع کر دینا ہی بہتر ہے۔ یہ بھی کوئی عقلمندی کی بات ہے کہ آگ تو بجھا دی جائے اور چنگاری کو چھوڑ دیا جائے یا سانپ کو تو مار ڈالا جائے لیکن اُس کے بچہ کو باقی رکھا جائے۔

قطعہ

ابر اگر آب زندگی بارد ہرگز از شاخ بید بر نخوری

ترجمہ:۔ اگر ابر سے آب حیات بھی برسے تو بید کی شاخ میں پھل نہیں آسکتے۔

با فرومایہ روزگار مبر کز نے بوریا شکر نخوری

ترجمہ:۔ کمینہ کی صحبت اختیار نہ کرو۔ کیونکہ نرکل سے شکر نہیں مل سکتی۔

لغات:۔ آب زندگی۔ آبحیات۔ امرت۔ بید۔ مشہور درخت۔ بید میں پھل نہیں آتے۔ (ہرگز از شاخ بید بر نخوری۔ ہرگز تو بید کی شاخ سے پھل نہیں کھائے گا) فرومایہ۔ کمینہ۔ ذلیل۔ ادنےٰ درجہ کا آدمی۔ نے۔ نرکل۔ بوریا۔ چٹائی۔ نے بوریا وہ نرکل جس سے چٹائی بنائی جاتی ہے۔

مطلب:۔ بادشاہ نے اپنے مقولہ کی تائید میں یہ قطعہ بھی پڑھا۔ یعنی اگر پانی کی بارش کی جگہ آبحیات کی بارش بھی ہو تو وہ درختوں کی فطرت کو نہیں بدل سکتی اور یہ ناممکن ہے کہ بید کی شاخوں میں جنہیں قدرت نے یہ صلاحیت ہی نہیں دی پھل آئیں اور تم اُن پھلوں کو کھاؤ۔ دوسرے شعر میں دوسری مثال ہے یعنی تم کو جسطرح نرکل سے شکر نکلنے کی امید نہیں اسی طرح کسی رذیل آدمی سے نیکی کی امید نہ رکھو اور جب اُس سے نیکی کی امید نہیں تو اُس کی صحبت و ہمنشینی میں وقت ضایع نہ کرو۔

وزیر ایں سخن بشنید و طوعاً و کرہاً بپسندید و بر حسن رائے ملک آفریں خواند و گفت آنچہ خداوند دام ملکہ فرمود عین حقیقت ست کہ اگر در صحبت آں بداں تربیت یافتے طینت ایشاں گرفتے و یکے از ایشاں شدے اما بندہ امیدوار بود کہ بعشرت صالحان تربیت پذیرد و خوئے خردمنداں گیرد کہ ہنوز طفل ست و سیرت بغی و عناد آں قوم در نہاد او متمکن نشدہ و در حدیث ست کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ۔

ترجمہ:۔ وزیر نے یہ بات سُنی۔ ناچار پسند کی۔ بادشاہ کی رائے پر آفرین کہی اور عرض کیا کہ حضور نے (حضور کی سلطنت ہمیشہ رہے) جو کچھ فرمایا وہ بالکل ٹھیک ہے یعنی اگر اس اُن بُرے لوگوں کی صحبت میں تربیت پائی ہوتی تو اُن کی سرشت اختیار کر لیتا اور اُنہی میں سے ایک ہو جاتا لیکن غلام کو امید تھی کہ یہ نیک لوگوں کے پاس رہ کر تربیت حاصل کریگا۔ عقلمندوں کی خو بو اختیار کریگا کیونکہ ابھی بچہ ہے اور اس کی ذات میں اس قوم کی سرکشی اور نافرمانی کی عادت نے جگہ نہیں پکڑی ہے۔ حدیث میں ہے کہ "ہر بچہ فطرت پیدا ہوتا ہے اور اُس کے والدین اُسے یہودی۔ نصرانی اور مجوسی بنا لیتے ہیں۔

لغات:۔ طوعاً۔ خوشی سے۔ مرضی سے۔ کرہاً۔ ناخوشی سے۔ مجبوری سے۔ طوعاً و کرہاً۔ چار و ناچار۔ جسطرح بنا۔ آفرین۔ خوبی کا اعتراف۔ تعریف۔ تحسین۔ دام ملکہ (اس کی سلطنت ہمیشہ رہے) عین۔ ذات۔ اصل۔ ہو بہو بالکل حقیقت۔ (مراد ہے جو بات جسطرح ہو اُسکی وہی حالت۔ عین حقیقت۔ بالکل ٹھیک۔ بالکل بجا) طینت۔ سرشت۔ خصلت۔ خمیر۔ عشرت۔ مصاحبت۔ ایک ساتھ رہنا بسنا۔ صحبت۔ ہمنشینی۔ صالح۔ نیکوکار۔ نیک۔ سیرت۔ خصلت۔ عادت۔ بغی۔ نافرمانی۔ خلاف ورزی۔ عناد۔ سرکشی۔ دشمنی۔ نہاد۔ ذات۔ ہستی۔ متمکن۔ (از تمکن) ٹھہرنا۔ جگہ پکڑنا۔ حدیث۔ سرور عالم کے اقوال۔ مولود۔ (از ولادت) زائیدہ بچہ۔ فطرت۔ اسلام (اس لئے کہ اسلام بالکل فطرت کے مطابق ہے اور اسی وجہ سے اسکا نام دین فطرت ہے) ابواہ (اب کا تثنیہ) دو باپ یعنی والدین۔ ماں باپ۔ یہودانہ (از تہوید) یہودی بنانا یعنی حضرت موسیٰ کے دین میں شامل کرنا۔ ینصرانہ (از تنصیر) نصرانی بنانا یعنی حضرت عیسیٰ کے دین میں شامل کرنا۔ یمجسانہ (از تمجیس) مجوسی بنانا۔ آتش پرست بنانا یعنی زردشت کے دین میں شامل کرنا۔

مطلب:۔ بادشاہ نے جب وزیر کی درخواست نامنظور کی اور از راہ رعایا پروری و دلداری اُسے سمجھایا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے تو اُسے بادشاہ کی بات پسند تو نہیں آئی لیکن محکوم اور خادم ہونے کی بنا پر کر ہی کیا سکتا تھا مجبوراً اُسے سر تسلیم خم کرنا پڑا اور اپنی خواہش کے برخلاف اُس نے بادشاہ کی رائے کی بہت کچھ تعریف کی اور چالاکی سے گفتگو کا رخ بدل کر اسطرح کہنا شروع کیا کہ حضور جو کچھ فرماتے ہیں وہ اصولی طور پر بالکل بجا اور درست ہے اور حضور کے فرمانے کے مطابق اگر اس لڑکے کو بھی ان بدمعاشوں کی صحبت میں زیادہ رہنے اور اُنکی تربیت سے اثر پذیر ہونے کا موقع ملتا تو یہ بھی اُنکی خو بو اختیار کر لیتا بلکہ اُنہی میں سے ایک ہو جاتا لیکن غلام کو امید تھی کہ ابھی یہ بہت ہی کمسن اور بالکل بچہ ہے اگر اسے نیک لوگوں میں اُٹھنے بیٹھنے کا اتفاق ہوا اور عقلمندوں کی صحبت نصیب ہوئی تو نہایت نیک اور صالح ثابت ہوگا۔

اگر وہ حضرت عیسیٰ کی امت میں ہیں تو اُسے نصرانی یعنی عیسائی بنا لیتے ہیں۔ اگر آتش پرست ہیں تو آتش پرستی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس حدیث کے بیان کرنے سے وزیر کا یہ مطلب

وارداتِ قلب

کیوں صاحب اگر کسی واحد العین کو کوئی کانا کہکر پکارتا ہے یا کسی بدشکل آدمی کے بدنما ناک کان پر کوئی آوازے کستا ہے تو تمہیں بشرطیکہ تم ایک سنجیدہ آدمی ہو بُرا معلوم ہوتا ہے - کیوں؟ اس لیئے کہ تم جانتے ہو یہ باتیں خدا کی طرف سے ہیں - اگر انسان کے بس میں ہو تو بہتر سے بہتر صورت اختیار کرلے لیکن مجبوری کا عالم ہے خدا نے جیسا بنا دیا ویسا وہ بنگیا - سچ یہ ہے کہ یہ ایک سمجھا ہوا خیال ہے - لیکن میں چاہتا ہوں کہ اِس خیال کو ذرا اور وسعت دی جائے - صورت کی طرح مزاج بھی خدا نے بنایا ہے - کوئی صفراوی ہے کوئی بلغمی ہے کوئی سوداوی ہے - ظاہر ہے کہ جسکا مزاج صفراوی ہوگا اُس میں گرمی اور خشکی زیادہ ہوگی - وہ زود رنج ہوگا اور اُسکی عادت ہوگی کہ ذرا سی بات پر بہت جلد مشتعل ہوجائے پھر مجھے بتاؤ کہ جب یہ باتیں قدرتی ہیں تو تم اُن کا بُرا کیوں مانتے ہو جسطرح تمہاری نگاہ کو خوش کرنے کے لیئے کسی کی صورت نہیں بدلی جاسکتی اسی طرح تمہارا دل خوش کرنے کے لیئے کسی کا مزاج نہیں بدلا جاسکتا یہی حالت سوداوی مزاج والوں کی ہے - اُن میں مراق - وہم اور بدگمانی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے - اب اگر ایک سوداوی اپنی قدرتی بدگمانی اور اوہام پرستی کی بنا پر تمہاری نیکیوں کو بھی برائیوں سے تعبیر کرتا ہے تو تمہیں کیوں ناگواری پیدا ہوتی ہے - خوب یاد رکھو کہ تمہاری وجہ سے اُسکی فطرت نہیں بدل سکتی - اور یہ بھی یاد رکھو کہ اخلاق کی کتابوں کا مطالعہ ان لوگوں کی اصلاح نہیں کرسکتا - ایک سوداوی مزاج کے توہمات اور بدگمانی کی عادات دور کرنے کے لیئے اخلاق جلالی اتنی مفید نہیں جتنا سقمونیا کا مسہل - اسی طرح صفراوی مزاج والوں کے لیئے "بخاری" کی نسبت آلو بخارا زیادہ مؤثر ثابت ہوگا - دیکھو اگر تم دہکتی ہوئی آگ پر جا گرو تو وہ تمہیں جلائے بغیر نہ رہے گی اور اگر تم آبِ رواں میں کود پڑو تو وہ تمہاری جان سلامت نہ رکھیگا لیکن اسکے باوجود نہ تم آگ کے دشمن ہو اور نہ پانی سے عداوت رکھتے ہو - پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ تم بدمزاج آدمیوں کے مخالف بنو جس طرح تم آگ اور پانی کی مضرتوں سے بچکر اُن کے مفید پہلوؤں سے فائدہ اُٹھاتے ہو اُسیطرح ان بدمزاج آدمیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو اور اگر اُن میں کوئی مفید پہلو نظر آئے تو اُس سے فائدہ اُٹھاؤ -

---

ہو جمع و یا کر دہ اس قدرتی خزانے کو لوٹ لیں - اس لوٹ میں جو چیز جسے پسند آئی وہ اسکو اُٹھالی - کوئی شخص خالی ہاتھ اور تہی داماں نہیں ہا یہی وجہ ہے کہ مجھے دنیا میں کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو قدرت کا ایک ایک مخصوص عطیہ اپنے پاس نہ رکھتا ہو کوئی حسن جمال میں یکتا ہے - کوئی عقل و خرد میں اپنی مثال نہیں رکھتا - کوئی خوش گلوئی میں لاجواب ہے - غرض ہر شخص میں کچھ نہ کچھ خصوصیت موجود ہے - ایک ذلیل سے ذلیل اور ناقابل توجہ شخص کو اپنے پاس بلاؤ اور دلجوئی کے ساتھ اُسکا حال دریافت کرو - تم دیکھوگے کہ ضرور اُسمیں کوئی خاص بات موجود ہے اور کوئی ایسا وصف پایا جاتا ہے جو تم میں نہیں ہے - ہم اپنی غفلت سے قدرت کی عطیوں کو برباد بھی کردیتے ہیں - کیونکہ قدرت نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اُسکو ایک امانت کیطرح چھپا کر دیا ہے اور یہ فرض کر دیا ہے کہ ہم کاہل نہیں ہیں - پھلوں کو دیکھو - غذاؤں کو دیکھو - سب سے زیادہ معمولی چیز پانی کو دیکھو - یہ سب چیزیں عام ہیں اور قدرت کی عطا کی ہوئی ہیں لیکن تھوڑی سی محنت کے بغیر ہم انہیں کام میں نہیں لاسکتے - اسیطرح قدرت نے جو امانتیں ہمارے جسم اور دل و دماغ میں رکھی ہیں وہ بھی نہایت مخفی اور مقفل ہیں - اگر ہم خود اُنکو نہ چھیڑیں تو وہ مرتے دم تک سربمہر رہتی ہیں یعنی اُسنے ہمکو عالم نہیں پیدا کیا عالم بننے کی صلاحیت ہمکو عطا کی ہے - اُس نے ہمکو خوشنویس نہیں پیدا کیا ہے - خوشنویس بننے کی استعداد ہماری انگلیوں میں رکھی ہے - اگر ہم اس صلاحیت اور استعداد سے واقف اور اپنی طاقت سے آگاہ ہو کر محنت کرتے ہیں تو چند روز میں بشرطیکہ واقفیت صحیح اور محنت باقاعدہ ہو دنیا کے کامل لوگوں میں شمار ہونے لگتے ہیں لیکن اگر ہم اپنی قدرت اور قوت سے بیخبر رہتے ہیں اور ہمکو یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ ہمیں کن خصوصیات کے ساتھ ترقی گاہ ہستی میں بھیجا گیا ہے تو قدرت کا امانت رہتا ہے اور اُسکے خزانے سربمہر رہ جاتے ہیں پس تسلیم کرکے کہ کوئی شخص قدرت کے فیضان سے محروم نہیں ہے کسی کو حقیر نہ سمجھو اور یہ مانکر کہ اِن عام فیاضیوں میں سے تمہیں بھی ضرور کچھ حصہ ملا ہے اپنی مخفی صلاحیت اور استعداد کو معلوم کرنے اور ترقی دینے کی کوشش کرو -

---

جس طرح مقناطیس لوہے کو اپنی آغوش میں کھینچتا ہے اور جسطرح کاہ رُبا سے گھاس کے تنکے اُڑکر پیوست ہوجاتے ہیں اسی طرح بلکہ اس سے کچھ زیادہ روپے میں کشش ہے - روپے کو اگر "آدم رُبا" کا سچا لقب دیا جائے تو مناسب ہے - روپے کی طاقت اور کشش کا اندازہ دشوار ہے - یہ سمندروں کی طوفانی موجیں! اور ہم جان بوجھ کر اُن میں کود پڑیں؟ یہ پہاڑوں کی ناہموار چوٹیاں! اور ہم جان پر کھیل کر اُن تک جا پہنچیں؟ یہ جیٹھ بیساکھ کی لو، دھوپ! اور ہم ریگستانوں کی خاک چھانیں؟ یہ ماہ پوس کی سرد ہوائیں! اور ہم کھلے میدانوں میں سرگرداں پھریں؟ معاذ اللہ - یہ سب اِسی کافر کی کرشمہ سازیاں ہیں - ہماری

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی گذشتہ سے گذشتہ زمانہ میں قدرت نے ایک وسیع میدان میں گونا گوں جواہرات اور رنگا رنگ گل و ریحان کے انبار لگائے اور پھر پردۂ نیستی سے نکلنے والے تمام انسانوں کو

نظام عصبی کی ہر طاقت - ہماری عمر کا ہر لمحہ اسکی نذر ہو رہا ہے جو لوگ دست و بازو کی محنت اور جائز وسائل سے اِس محبوب جانستاں کو حاصل نہیں کر سکتے وہ دوسرے طریقے اختیار کرتے ہیں - بازار کی بالائی منزلوں کی طرف نظر اُٹھاؤ، یہ وہ ہستیاں ہیں جو زوجیت کی قیود اور خانہ داری کی پابندیاں اپنی تن آسانیوں کی وجہ سے گوارا نہ کر سکیں اور بالآخر اُنھوں نے خزانۂ انسانی کا سب سے بیش بہا موتی (عصمت) اِس دلربا پر نثار کر دیا جیلخانوں میں جھانک کر دیکھو - زیادہ تر ایسی کے اسیر نظر آئینگے اور وہ لوگ ملینگے جنہوں نے سُستی اور کم ہمتی کی بنا پر جائز وسائل چھوڑ کر ناجائز اور خلاف قانون طریقوں سے حصول زر کی کوشش کی - پھر تم کو جستجو سے وہ لوگ بھی ملیں گے جنکے دست و پا میں اتنی طاقت بھی نہیں جو ایک چور اور ایک راہزن کے لیئے درکار ہے - اِنمیں سے کوئی حکیم بن کر ہمالہ کی جڑی بوٹیوں کے نام سے لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے - کوئی "ساحر افریقی" کے بھیس میں نقش و تعویذ لکھ کر ضعیف الاعتقاد زن و مرد کو لوٹ رہا ہے - کوئی قومی فلاح و بہبود کا ذمہ دار یا عالم اُخروی کی راحتوں کا ٹھیکیدار بنکر سادہ مزاجوں کی جیب کتر رہا ہے - غرض روپے میں وہ دلربائی اور دلکشی ہے کہ دنیا اپنا آرام و راحت - آزادی و آسودگی - عصمت و آبرو - ایمان و دیانت - ہر دولت اور ہر نعمت کو اُس پر قربان کیئے دیتی ہے - جو لوگ اِس کی مذمت کرتے ہیں اور ترک دنیا کے لیکچروں میں ساری عمر بسر کر دیتے ہیں، اگر اُن کے دل بھی ٹٹولے جائیں تو کسی نہ کسی گوشے میں اِسکی تمنا نظر آئیگی - آخر اِس عجوبہ بینظیر کا باعث کیا ہے؟ ہزار روپے کا ایک نوٹ اگر چکھا جائے تو کوئی چاشنی محسوس نہوگی اگر سینے سے لگایا جائے تو قوت لامسہ کو کوئی راحت نہیں ملیگی - اگر سونگھا جائے تو کوئی خوشبو نہ ہوگی - اگر دیکھا جائے تو مختلف خطوط کا ایک جال اور چند حرفوں کا ایک مجموعہ نظر کے لیئے باعث دلچسپی کا نہ ہوگا - پھر بھی ہزار روپے کے نوٹ میں اتنی طاقت ہے کہ "از صد پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را" لیکن اِس طرح غور کرنے سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ روپیہ بجائے خود کوئی اہمیت نہیں رکھتا - روپیہ خود کوئی راحت نہیں لیکن راحتوں کے بہم پہونچانے کا ذریعہ ہے - اور مشاہدہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اُس کی بدولت ہر ضرورت ہر خواہش اور ہر تمنا کو پورا کیا جا سکتا ہے - پس جس قدر خواہشوں کی زیادتی ہوگی اور جسقدر خواہشوں کی زیادتی ہوگی اور جسقدر نفس بے عنان ہوگا اُسیقدر حصول زر کیطرف رغبت ہوگی - اگرچہ فطرت نے انسان کی ضرورتیں اتنی محدود رکھی ہیں اور مذہب نے معاشرت کو ایسی سادگی بخشی ہے کہ دست و بازو کی معمولی محنت کفاف زندگی کے لیئے کافی ہے لیکن ہم ابلیسی تعلیمات سے متاثر ہو کر قانع نہیں رہتا اور خواہشوں کا ایک طوفان برپا کر دیتا ہے - یہ سمندروں کے سفر اور کوہ و صحرا کی سیاحت ضرور زندگی کے لیئے نہیں ہے - اس کا باعث انسانی خواہشیں ہیں لیکن یہ انتہا تو جواری

پہلو نکلتے ہیں - حیرت اُن لوگوں پر ہے جو اپنی جگہ بیٹھ کر نفس کے جذبات دبا دینا مشکل سمجھتے ہیں اور اندھیری راتوں میں نقب زنی کی واردات آسان جانتے ہیں جو اپنی خواہشوں کو پامال کرنا زیادہ دقت طلب سمجھتے ہیں لیکن مکر و فریب اور قتل و غارت جیسے ہولناک جرائم اُن کے نزدیک کچھ اہمیت نہیں رکھتے -

---

جب کوئی شخص کسی کو مغرور کہتا ہے تو اس امر واقعہ پر غور کرنا بھول جاتا ہے کہ اُسے غرور کا احساس کیونکر ہوا - اگر ہمارے مزاج میں انکسار ہوتا اور ہم خود مغرور نہ ہوں تو ہمیں دوسرے کے غرور کا احساس نہیں ہو سکتا - جب دو غرور باہم متصادم ہوتے ہیں اُسوقت غرور کا احساس ہوتا ہے - ہم کسی شخص سے ملتے ہیں اور ہمارے دلمیں یہ توقعات جاگزیں ہوتی ہیں کہ وہ ہماری تعظیم و تکریم اور فرمائشوں کی تعمیل کے لیئے آمادہ ہوگا لیکن جب سوء اتفاق سے واقعات اِن توقعات سے مختلف ہوتے ہیں تو ہم فوراً اُس شخص کے متعلق غرور کا فتوٰے دے دیتے ہیں - لیکن سوال یہ ہے کہ تعظیم و تکریم کی توقع کا باعث کونسا جذبہ ہے؟ عقل جواب دیتی ہے کہ "غرور" پس اگر ہم اپنی ذات سے کبر و نخوت اور غرور و پندار کا مواد فاسد نکال دیں تو دُنیا میں کوئی شخص مغرور نہ دکھائی دے ۔

کہتے ہیں کہ چین کے ماہر مصور جب اپنی پوری کوشش کے ساتھ کوئی تصویر بناتے تھے تو خط و خال کی دلربائی اور لب و عارض کی رنگینی کے ساتھ تصویر کی آنکھوں میں یہ خوبی ہوتی تھی کہ ہر دیکھنے والا اُن آنکھوں کو اپنی طرف متوجہ سمجھتا تھا - اِس بات کو تصویر کشی کا کمال سمجھا جاتا تھا - اگر اِس بات کو تصویر کیبجائے تحریر کے کمال سے تعبیر کیا جاسکے تو واردات قلب کے عنوان سے جو عام اصلاح کی اخلاقی اور رُشد و ہدایت کے مضامین لکھے جاتے ہیں اُن میں یہ کمال بدرجۂ اتم موجود ہے - اور اگرچہ وہ صرف انسانی فطرت کو پیش نظر رکھ کر لکھے جاتے ہیں لیکن لوگ سمجھتے ہیں کہ بس اِن کے مخاطب اگر ہیں تو ہمیں ہیں - جب جھوٹ کی مذمت کی جا رہی ہو تو جھوٹ بولنے والوں کا یہ کہنا کہ ہماری مذمت ہو رہی ہے - جب رشوت ستانی کی برائیوں پر لیکچر دیا جا رہا ہو تو راشیوں کا خفا ہونا جب ترک نماز کی وعید سنائی جا رہی ہو تو تارکان نماز کا برافروختہ ہو جانا اور یہ خیال کرنا کہ اِن ترکشوں کی آماجگاہ ہمیں کو بنایا گیا ہے انتہائی کوتاہ بینی اور تنگدلی پر مبنی ہے - تمہاری ہستی بہت بڑی ہے مگر نہ اتنی بڑی کہ وہ مسلم ہو سات کروڑ انسانوں کو اپنا مخاطب سمجھتا ہو تمہاری ذاتیات کو چھوڑ کر گذشتہ اور پہلوؤں کے خرمن پھونک کر کانٹوں سے اُلجھے وانعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا ۔

حبیب خدا اشرف الانبیاء

(صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ امر تمام اہل اسلام غلامان سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک محقق ومسلم ہے کہ تمام مخلوقات میں سے کیا زمین کیا آسمان کیا ملائک کیا انس وجان کیا عرش وقلم کیا بہشت ارم سب سے پہلے اللہ کریم نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔ مواہب لدنیہ میں مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ تو فرمائیے۔ کہ سب سے اول کیا چیز پیدا ہوئی جواب دیا۔ اے جابر سب سے اول اللہ تعالےٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا (الخ) اور یہ بھی مسلم ہے کہ اگر حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کریم پیدا نہ کرتا تو کوئی شے موجود نہ ہوتی۔ صحیح حاکم میں مروی ہے کہ اللہ کریم نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے عیسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اور اپنی امت کو حکم دے کہ وہ بھی ایمان لاویں۔ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں نہ آدمؑ کو پیدا کرتا اور نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ عرش مضطرب ہوا تو میں نے اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھدیا۔ تو وہ ٹھیر گیا۔ الفاظ متبرکہ حدیث کے یہ ہیں۔ واخرج الحاکم وصححہ عن ابن عباس قال اوحی اللہ الیٰ عیسیٰ امن بمحمد و اُمر من ادرکہ من امتك ان یومنوا بہ فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن الخ۔ غرض باعث ایجاد بنی آدم وسبب ظہور ہژدہ ہزار عالم وہی نور حضور محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے جسکو اللہ کریم نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ مگر چونکہ اللہ کریم کو یہ منظور تھا۔ کہ حضور فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین قرار پاویں۔ اور حضور پر وہ نعمت نبوت تمام ہو جس کا اتمام رب العالمین نے ازل میں سید المرسلین خاتم النبیین اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خزانۂ غیب میں لکھا ہوا تھا۔ اسواسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور سب انبیاء کے آخر دنیا میں فرمایا ونعم ما قال الشیخ المحدث الدہلوی فی اخبار الاخیار ؎

شاہ رسل شفیع امم خواجۂ دو کون — نور احمدی حبیب خدا سید انام

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل — منظور نور اوست دگر جملگی ظلام

ہر رتبۂ کہ بود در امکان براوست ختم — ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر و تمام

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ بود — اسری بعبدہ است بیان المسجد الحرام

تا عرصۂ وجوب کہ اقصائے عالم است — کانجا نہ جاست نے جہت نے نشان نام

سر حقیقت بس شگرفت در نیابد ہیچ کس — از آشنائے عالم جان تا بہ اس مقام

قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ترمذی شریف میں روایت کرتے ہیں۔ والدت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عام الفیل۔ یعنی میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال پیدا ہوئے۔ کہ ابرہہ بادشاہ حبشہ نے کعبہ شریف پر ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا تھا۔ اور ببرکت نور نبوی طیرا ابابیل نے اس کے تمام لشکر کو نیست ونابود کر دیا تھا۔ زاد المعاد صفحہ (۲۸) میں نصرهم اللہ علی اهل الکتاب نصراً لاصنع للبشر فیہ ارهاصاً و تقدمة للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی خرج من مکۃ وتعظیماً للبیت الحرام۔ یعنی اہل کتاب کے لشکر پر اللہ کریم نے وہ فتح عطا فرمائی۔ جو انکی طاقت سے باہر تھی اس خرق عادت کا بطور ارہاص اور معجزہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور ہوا۔ اور بیت اللہ کی عظمت بھی اس سے ثابت ہوئی۔ مگر حضرت شیخ المحدثین مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ عام الفیل سے ۵۵ روز کے بعد حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور مشہور ترین اقوال میں سے یہی ہے کہ بارہ[۱۲] ربیع الاول میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز اس عالم میں ہوئے۔ اسی واسطے اہل مکہ اسی رات موضع ولادت شریف میں زیارت کے واسطے جمع ہوتے ہیں۔ اور قصاید اور مولود شریف پڑھتے ہیں۔ اور یہ امر احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ ولادت شریف دوشنبہ کے دن ہوئی۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کا سبب پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسدن پیدا ہوا ہوں اور اُسی دن وحی مجھپر نازل ہوئی۔ ایک روایت میں حضور کے پیدا ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد نے وفات پائی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور دو سال چار مہینے کے تھے اسوقت حضور کے والد ماجد نے وفات پائی۔ مگر روایت اوّل مشہور ہے اور جب حضور چھ سال کے ہوئے والدہ ماجدہ نے وفات پائی۔ اور جب آٹھ سال کے ہوئے۔ تو حضور کے جد امجد عبدالمطلب نے قضا کی اور جب عمر شریف حضور کی پچیس سال کی ہوئی تو خدیجہ بنت خویلد سے حضور کی شادی ہوئی حضرت ام المومنین خدیجہ کی فضیلت میں یہی کافی ہے۔ کہ اللہ کریم نے معرفت جبرئیل علیہ السلام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام بھیجا۔ حضور اس عرصہ میں خلوت کو زیادہ پسند فرماتے تھے اور غار حرا تشریف لیجا کر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ جب سن شریف چالیس[۴۰] کا پورا ہوا انوار نبوت چہرۂ مبارک سے چمکنے لگے۔ جبرئیل علیہ السلام خلعت رسالت منجانب رب العزت لیکر پہونچے۔ اور حضور پر خداوند عالم کی طرف سے وحی نازل کی کلام الٰہی سنایا۔ وقتاً فوقتاً قرآن شریف بواسطۂ جبرئیل علیہ السلام تیئیس[۲۳] سال تک نازل ہوتا رہا۔ حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال تک پوشیدہ دعوت اسلام کرتے رہے آخر اعلان کے ساتھ قوم قریش کو اسلام کی طرف بلانے اور احکام خداوندی سنانے کا حکم آیا تب خواجۂ ہر دو سرا علیہ وآلہ الصلوٰۃ والثناء نے علی الاعلان اسلام کی طرف بلانا اور شرک وکفر سے توبہ کرانا شروع کردیا جسپر قریش نے حضور اور حضور کے اُن چند اصحاب کو جو مشرف

باسلام ہو گئے تھے قسم قسم کی اذیتیں اور طرح طرح کی تکلیفیں پہونچانی شروع کردیں آخر الامر حضور سرور دو جہاں علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ من الرحمان نے صحابہ کو حبش کیا طرف ہجرت کرنے اور مکہ سے چلے جانے کی اجازت دیدی - اسی عرصہ میں قریش نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ہمراہ اُن صحابہ کو جو حضور کے ہمراہ مکہ میں رہ گئے تھے - سخت سے سخت ایذائیں پہونچا کر مجبور کردیا کہ حضور مع عیال واطفال شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے - تقریباً تین سال تک اُن پہاڑ کی گھاٹیوں میں محصور رہے ؁

معجزۂ عجیب و قصۂ غریب

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے ساتویں سال قریش نے اسلام اور اہل اسلام کی ترقی دیکھ کر سخت سے سخت تکلیفیں دینی شروع کردی تھیں - مگر صحابہ بوجہ اپنی قوت ایمانی کے تمام سختیوں کو برداشت کرتے تھے یہ دیکھ کر ابوجہل وغیرہ اعداء اہل اسلام نے سرداران اہل قریش کو جمع کر کے یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب اور بنی مناف سے ہر قسم کا لین دین بند کردیں - نہ اُن کے پاس کوئی بیٹھے اور نہ کلام کرے - نہ نکاح اُنہیں سے کسی کا ہونے دیں - ہاں جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد کردیں تب یہ عہد ٹوٹے اور اس باہمی عہد کو کاغذ پر لکھ کر کعبہ شریف کی چھت میں لٹکا دیا - تین سال یہ عہد باقی رہا - اور حضور مع بعض صحابہ و بنی ہاشم شعب ابیطالب میں محصور رہے یکایک حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے یہ کہا کہ جو عہد نامہ قریش نے کعبہ شریف میں لٹکا دیا ہے - دیمک نے تمام جگہ سے کھا لیا ہے صرف جہاں اللہ کا نام تھا - وہ جگہ باقی رہ گئی ہے ابوطالب قریش کے پاس گئے اور اُنسے کہا کہ میرے بھتیجے نے یہ غیب کی خبر دی ہے کہ اس عہد نامہ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے اگر یہ خبر صحیح ہے تو ظلم سے باز آؤ - اور جو یہ خبر غلط ہے تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے سپرد کردونگا - قریش بولے ابوطالب تمنے انصاف کی بات کہی - پھر جمع ہو کر قریش نے عہد نامہ کے کاغذ کو کعبہ شریف کی چھت سے اُتارا - اور دیکھا - معلوم ہوا کہ دیمک نے اللہ کے نام پاک کے سوا اور تمام مضمون چاٹ لیا تھا - اور وہ صحیح نکلا جس کی خبر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی - سخت نادم ہوئے اور پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع ہمراہیوں کے باہر تشریف لے آئے - اب حضور کی بعثت کو دس سال ہو گئے تھے - اسکے چھ ماہ بعد ابوطالب نے انتقال کیا - اور ان کے تین دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی - ابوطالب کے انتقال کرنے پر کھلم کھلا قریش نے حضور اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہیوں کو تکلیفیں دینی شروع کیں - اس عرصہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کو تشریف لے گئے - ہر چند طائف والوں کو توحید کی طرف بلایا مگر وہ انکار ہی سے پیش آئے - اور ہر قسم کی اذیت پہونچائی - حضور ملول و مغموم ہو کر واپس ہوئے - اللہ کریم نے اس فرشتہ کو بھیجا کہ جسکے قبضہ میں پہاڑ دے رکھے ہیں - اُس نے حاضر ہو کر عرض کیا

حضور حکم دیں تو اخشبین کو مکہ والوں پر گرادوں (مکہ ان دونوں پہاڑوں کے بیچ میں ہے) حضور نے فرمایا - میں نہیں چاہتا مجھے اللہ کریم سے امید ہے کہ مکہ والوں کی اولاد میں ایسے اشخاص پیدا کرے گا جو موحد ہونگے - شرک سے پاک رہیں گے - اس سفر کی واپسی میں حضور رات کی نماز میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے کہ جنات کے ایک گروہ نے سُنا اور مشرف باسلام ہوئے اور واپس جاکر اپنی قوم کو ہدایت کی - اور مسلمان بنایا - پھر معراج شریف ہوئی حضور مع جسم اطہر کے بیت المقدس پہونچے پھر درجہ بدرجہ ہمراہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے - حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے آگے نہ جاسکے مگر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عجائب وغرائب ملاحظہ فرماتے ہوئے مقام دنیٰ فتدلیٰ میں پہونچے - پھر بعثت سے تیرہویں سال خداوند متعال نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا - وہاں دس سال قیام فرمایا - اور اس عرصۂ قلیل میں تمام جزیرۂ عرب کو کفر و شرک کی نجاست سے پاک کر کے چھوڑا - موافق بعض روایات ۲۷ غزوہ ہوئے - غزوہ وہ جنگ ہے جسمیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے ہوں - اور (۴۷) سریہ ہوئے یعنی وہ جنگ جسمیں صحابہ کو کچھ مجاہدین پر سردار کر کے اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے بھیجا گیا - اسی عرصہ میں دس والیان ملک کو جنمیں قیصر و کسریٰ بھی ہیں - دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ فرمائے - جنمیں سے بعض فوراً مشرف باسلام ہوئے جیسے نجاشی حبش کا بادشاہ کہ توراۃ وانجیل کا عالم اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور پیشین گوئی موجودۂ توراۃ وانجیل سے واقف تھا - اور قیصر روم اگرچہ دولت اسلام سے محروم رہا - مگر اس نے موافق پیشین گوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقرار کرلیا کہ یہ سچے نبی ہیں - قوم نصاریٰ کی بغاوت کے ڈر سے اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکا اور محروم رہا -

انہیں قلیل ایام میں جابجا قبائل اور سرداران قوم کی طرف سے وفود یعنی ایلچی اور سفیر آتے رہے اور دولت دیدار پر انوار سے مشرف ہوتے رہے - نعمتِ اسلام سے مالامال ہو کر واپس ہوتے رہے - اور اسلام پھیلاتے رہے - انہیں تھوڑے دنوں میں باوجود ان تمام موانع کے جو مشرکین اور اعداء دین کی طرف سے مسلسل پیش ہوتے رہے - دین اسلام کے احکام عبادات اور معاملات اس تفصیل کے ساتھ وقتاً فوقتاً بتلا دئے کہ آفرینش عالم اور وجود بنی آدم سے کوئی نبی اور ہادی نہیں بتا سکا - توحید رب مجید کا مفہوم ایسی سخت قوم کے دلوں میں جمایا کہ جن سے زیادہ سخت معاند توحید کا دنیا میں کوئی نہ تھا - علی الخصوص یہ امر قابل غور ہے کہ جس زمانہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تمام عرب پر حد سے زیادہ جہالت اور گمراہی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی - رسوم قبیحہ اور اوہام باطلہ کے پابند تھے - علوم عقلیہ ونقلیہ کا تمام ملک میں نام تک نہ تھا بعض عرب دہریہ تھے - بعض قیامت کے منکر تھے - اور اکثر بت پرست تھے - کوئی پتھر پوجتا تھا - کوئی درخت کی پرستش کرتا تھا - ہر ایک قبیلہ کے واسطے ایک

بت خاص ہوتا تھا - فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے - یہ چند باتیں ان کی جہالت اور گمراہی کے بطور نمونہ ذکر کی گئی ہیں - ورنہ ان کی جہالت کا بیان دفتروں میں نہیں سماتا - باوجودیکہ حضور رحمۃ للعلمین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین - یقیناً تمام مورخین کے نزدیک امی محض تھے کسی سے تعلم اور تلمذ نہیں کیا تھا - اور نہ لکھنا پڑھنا سیکھا تھا مگر اس خطۂ عرب کے باشندوں کو جنکا حال بیان کیا گیا - اور اپنے خدام ذوی الاحترام صحابہ کو وہ تعلیم روحانی دی کہ معارف ربانی کے عارف اور اسرار فرقانی کے ماہر ہو گئے - خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات اور پروردگار کی عظمت اور پاکیزگی پر قرآن و حدیث سے ایسے دلایل برجستہ اور براہین تو یہ بیان کرنے لگے کہ عقلاء زمان اور حکماء دوران ان کی قوت قدسیہ اور ذکاوت فطریہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے - جو شخص دیدار پر انوار سے مشرف ہوا - اور جس کسی نے دولت ایمان سے سرفراز ہو کر کچھ وقت بھی شرف ملازمت حاصل کر لیا وہی عالم ربانی اور عارف یزدانی بنگیا - اسیواسطے حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ہر ایک کو نسبت خاصہ اور قوت قدسیہ مبداء فیاض سے عطا ہو گئی تمام کو اسلام اور احسان سے مالامال کر کے اور اس سچے دین کی ظاہری اور باطنی علوم سکھا کے پیر کے دن ماہ ربیع الاول ۱۱ھ میں تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخترت الرفیق الاعلی فرماتے ہوئے اعلیٰ علیین قرب رب العالمین جا سدھارے مگر حضور سراپا نور رحمۃ اللعالمین و حیاۃ النبی ہیں - قیامت تک حضور کی امت مرحومہ کو حضور سے وہی فیضان بواسطہ خواص امت علمائے کرام و صوفیائے عظام پہونچتا رہیگا - جو حضور کی ظاہری زندگی میں پہونچا - حضور نے فرمایا ہے حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم میری زندگی اور موت دونوں تمہارے واسطے بہتر ہیں - ہر ایک پنجشنبہ کو اعمال امت حضور کے سامنے فرشتے پیش کرتے ہیں - اچھے اعمال سے خوش ہوتے ہیں - اور گنہگاروں کے واسطے مغفرت کی دعا فرماتے ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی تعلیم روحانی صحابہ کو دی ہے کہ اس کا سلسلہ تا قیام قیامت باقی رہے گا - اور وقتاً فوقتاً اولیا اور علما پیدا ہوتے رہینگے - اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ علوم ظاہری اور باطنی کے فیضان سے مالامال کرتے رہیں گے - کیا اچھا فرمایا حضرت امام وقت مخدوم علی ہجوری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں حق سبحانہ برہان نبوی باقی گردانیدہ است و اولیا را سبب اظہار آں کردہ تا پیوستہ آیات حق و حجت صدق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر باشند و مر ایشاں را والیان عالم گردانید تا مجرد گشتہ اند راہ متابعت نفس در نوشتہ از آسمان باران برکات اقدام ایشاں آید و از زمیں نبات بر صفائی احوال ایشاں روید انتہیٰ - اللھم صل علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد واصحاب سیدنا ومولانا محمد واولاد سیدنا ومولانا محمد واتباع سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم۔

حبِّ رسولؐ کی برکت

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

سورج اپنی روشنی عبادت خانوں تک محدود نہیں رکھتا - مے خانوں اور غلاظت کے انباروں پر بھی شعاعیں فیاضی سے ڈالتا ہے - چاند صرف پرہیزگاروں کے گھر میں اپنی سہانی چاندنی نہیں برساتا - آوارہ گنہگار بھی اس تقسیم نور کا حصہ لیتے ہیں - ہوا جب چلتی ہے نیک و بد کو یکساں فائدہ پہونچاتی ہے - پانی کے گھونٹ ہر گورے کالے اچھے برے - ادنےٰ اعلیٰ کے حلق کو سیراب کرتے ہیں -

جب فطرت کے یہ بڑے بڑے ہاتھ پاؤں مخلوق خدا سے مساوات کا برتاؤ کرتے ہیں - تو وہ دین فطرت کا پیام رساں - نیچر الہی کا حکیم اول کیونکر بخیلی کر سکتا ہے - وہ تو ہوا آگ پانی سورج چاند سے زیادہ خدا کے بندوں کا الفتی ہے - اس کے دل میں تو خدا نے ساری کائنات سے بڑھ کر مخلوقات کی محبت پیدا کی ہے جب کوئی بدکار بندہ اپنے گناہوں کی ندامت میں آنسو بہاتا ہے اور پروردگار سے اسکے حبیب صلعم کا واسطہ دیکر معافی مانگتا ہے - تو صرف اس کی توبہ ہی قبول نہیں ہوتی بلکہ وہ سرکار رسالتمآب صلعم کا مقبول پیارا بنجاتا ہے - اس دربار میں یہ پوچھ نہیں ہوتی کہ یہ بندہ کس قوم کا ہے - کس ذات کا ہے - اور کیا چال چلن رکھتا ہے - یہانتک کہ اگر ساری عمر ناپاک جذبات کی غلامی میں گزر گئی ہو بد سے بد فرقہ میں پیدائش ہوئی ہو - اور خدا رسول کی نافرمانی میں ساری عمر بیت گئی ہو - مگر ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کر لینا - اور سب گناہوں سے بیزار ہو کر خدا کے دروازہ پر جھک پڑنا اور آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلعم کو وسیلہ قرار دیکر خدا کی طرف رجوع ہونا سب گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے - اور وہ ان تمام نعمتوں کا سزاوار بنجاتا ہے - جو نیکوں اور خدا کے مقبول بندوں کے لیئے مخصوص ہیں :-

مغل طوائف کی مثال

ثبوت میں ذیل کا ایک سچا تازہ واقعہ سننے کے قابل ہے جس سے حب رسول کی برکت اور محب کے نیک انجام کا حال معلوم ہوگا -

دہلی اور اطراف کے باشندوں نے نظیر جہاں طوائف کا حال سنا ہوگا اسکو غلام دستگیر نامی اسکے بھائی نے قتل کر دیا تھا - یہ قصہ اتنا مشہور ہوا کہ بعد میں لوگوں نے اس کا تماشہ بنالیا خلقت تھیٹر میں کھیل دیکھا کرتی ہے - اسی قاتل غلام دستگیر کی بیوی مغل جان نامی ایک عورت تھی جب غلام دستگیر کو پھانسی ہوگئی تو مغل نے مجبوراً حیا فروشی کا پیشہ اختیار کیا - چونکہ ان لوگوں میں بیویاں شریفوں کی طرح پردہ نشین ہوتی ہیں اور لڑکیاں ناموس فروش بنائی جاتی ہیں - اور مغل غلام دستگیر کی بیوی تھی اس لیئے اسکی ابتدائی عمر نہایت عفت و عصمت میں گزری تھی - مگر بعد میں جب گزر اوقات کی سبیل نہ رہی تو بد بخت عصمت کی تجارت پر آمادہ ہو گئی -

کہتے ہیں مغل کو خدا نے ہزار در ہزار میں اچھی صورت کا بنایا تھا اسواسطے بہت جلدی سیہ کار آوارہ مزاج طبقہ میں اسکی شہرت ہو گئی - اور وہ اپنی جماعت میں ممتاز نظروں سے دیکھی جانے لگی ۔

کمسنی کے زمانہ سے مغل کو اولیاء اللہ اور حضور رسول مقبول سے محبت تھی جب اسکی آوارگی کا وقت آیا تو وہ دنیا کے تمام عیبوں میں مبتلا ہو گئی - کثرت سے شراب پیتی تھی - کوکین کھاتی تھی - اور بدی کا کوئی حصہ اُس نے باقی نہ رکھا تھا - اسپر بھی یہ عالم تھا کہ جب کوئی اس کے سامنے آنحضرت صلعم کا نام لیتا تھا تو وہ خوف سے کانپ جاتی تھی - اور ٹپ ٹپ آنسو اُسکی آنکھوں سے گرنے لگتے تھے - اور ٹھنڈا سانس کھینچکر کہتی تھی کہ ہائے میں اتنے بڑے رسول کی امت ہوں - ہائے میں اُس پیغمبر کا کلمہ پڑھتی ہوں - جو بڑے باحیا اور غیرت دار تھے - اور ایسے ذلیل بے غیرتی کے کام کرتی ہوں - قیامت کے دن کیونکر حضور کے سامنے جاؤنگی - اگر وہ یہ فرمائیں - کہ کیوں مُردار میری امت ہو کر تو نے آبرو ریز ڈالی - اور مجھ کو دوسرے نبیوں کے سامنے شرمندہ کیا - جا دور ہو - میرے سامنے سے میں تیرا ناپاک چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا تو میرا کیا حال ہوگا ۔

یہ کہکر وہ اس قدر روتی تھی کہ بعض اوقات تو اسکو غش آجاتا تھا - لیکن پھر نفس اسکو سمجھاتا تھا اور کہتا کہ اگر تو یہ پیشہ نہ کرتی تو بھوکی مرجاتی - تیرے چھوٹے چھوٹے بھائی فاقہ کشی کرنے لگتے - تو ایسے بدنام فرقہ میں پیدا ہوئی ہے کہ کوئی بھلا آدمی تجھ سے نکاح نہ کرتا بدچلن بدمعاش لوگوں سے پالا پڑتا - یعنے اِنمیں سے کوئی نکاح کرتا تو ساری عمر کی دوزخ ہوجاتی - یہ لوگ کسی کے نہیں - دغا جفا ان کا شیوہ ہے ۔

نفس کی اس فریب کاری سے اسکو تسلی ہو جاتی - اور پھر وہ اُنہی ہوس رانیوں سے جی لگا لیتی ۔

بُرقع کا تیر

مغل جان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ برسات کے موسم میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا سالانہ عرس آیا - آسمان پر بادل جھوم جھوم کر چلے آتے تھے - میرے دل میں عرس کی شرکت اور موسمی سیر کی امنگ بھر پی لے رہی تھی - کہ دہلی کے ایک مسلمان وکیل اور ایک پنجابی سوداگر میرے ہاں آئے - یہ دونوں وہابی تھے ۔ اس لئے میں نے عرسوں کا شوق تو انپر ظاہر نہ کیا - سیر کرنے کی خواہش کی - انہوں نے فوراً مجھ کو تیس روپے دئے کہ ہمیں کھانے سواری کا بندوبست کرلو ہم تمکو قطب صاحب میں رات کے وقت مل جائینگے - میں نے اُسیوقت نفیس کھانے پکوائے اور بگھی منگانے کو آدمی بھیجا - ابھی سامان ہو ہی رہا تھا - کہ بازار میں میری نگاہ ایک شاہ صاحب پر پڑی - جنکو میں نے کئی بار درگاہوں میں دیکھا تھا - اسوقت ان کو دیکھ کر بے اختیار جی چاہا کہ یہ بھی میرے ساتھ قطب صاحب چلیں - بگھی کر کے آدمی کو دوڑایا - جو بہت مشکل سے شاہ صاحب کو راضی کر کے کوٹھے پر لایا شاہ صاحب اوپر آئے تو میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا - اور یہ بھی کہدیا کہ فلاں فلاں لوگوں نے یہ خرچ دیا ہے - جس سے ان کا مطلب اپنی ذاتی ناجائز تفریح ہے

شاہ صاحب کا چہرہ یہ سنکر سرخ ہو گیا - اور انہوں نے فرمایا - لعنت ہے اس قوم پر جو ایسے برگزیدہ مقامات میں جاکر ایسی شرمناک حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں - ہندوستان پر آئے دن کی قحط سالیاں اور وبائی بیماریاں اُنہی اعمال کی بدولت تو ہوتی ہیں - ارے بے غیرتوں اگر تم خدا کی زمین پر منہ کالا کرنے سے نہیں ڈرتے تو اس پاکیزہ مقام پر جاکر تو اپنی غلاظت نہ پھیلاؤ جہاں رحمت کے فرشتے پر بچھاتے ہیں ۔

شاہ صاحب نے اس ہیبت سے فرمایا کہ میں لرز گئی - اور عرض کیا حضور میرے ہمراہ چلیں میں ان بدوضع لوگوں سے اس مقدس جگہ کچھ واسطہ نہ رکھونگی - بولے اِس شرط سے ہمراہ چلتا ہوں کہ تو برقع اوڑھ کر چل - میں نے قبول کیا - اور درگاہ میں حاضر ہوئی - بازار میں ایک کمرہ کرایہ پر لیا - اور کھانا کھا کر برقع اوڑھ شاہ صاحب کے ہمراہ درگاہ میں آئی - شاہ صاحب نے روضہ کی جالی کے پاس پردہ نشین مستورات میں مجکو بھی بٹھا دیا - جسوقت صندل کا جلوس اٹھا اور غلقت غلاف سر پر رکھے جالیوں کے پاس آئی - تو میرے برابر والی ایک برقع پوش عورت نے گردن جھکا کر میرے کان میں کہا کہ بوا اس جلوس میں بڑے بڑے ولیوں کی ارواح جمع ہونگی زہے نصیب اس کے جو ان کے فیض سے کچھ حاصل کرے - میں نے کہا ولیوں کی ارواح دکھائی بھی دیتی ہیں - وہ عورت بولی - ہاں - مگر فاحشہ عورتیں اس سے محروم رہتی ہیں - یہ سنکر میرا کلیجہ دھک دھک کرنے لگا - اور میں نے ان بی بی سے کہا آپ کون ہیں - اس کا انہوں نے جواب نہ دیا تو پھر میں نے پوچھا کہ آخر فاحشہ عورتوں کا گناہ کسی طرح معاف بھی ہو سکتا ہے اسپر وہ بولیں کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا علاج نہ ہو - توبہ اور سچے دل کی توبہ ہر گناہ کی تیر بہدف دوا ہے - اس دربار میں جو توبہ کرلے - دونوں جہان اسکی مشکل آسان ہو گی ہیں - نے اسی وقت دل ہی دل خدا کی جانب رجوع کیا - اور اپنے گناہوں کی معافی چاہی - میں تو یہ تو دل میں کر رہی تھی - مگر وہ برقع والی عورت آمین آمین کہتی جاتی تھی مجھے اس سے بہت تعجب ہوا - کہ اس کو میرے دل کا حال کیونکر معلوم ہو گیا - آخر میں اس عورت نے کہا مغل امتحان سے نہ گھبرانا انجام بخیر ہے ۔

خاک کی سیج

وہ دن گذر گئے مغل کہتی تھی کہ اس کے بعد پھر میری وہی حالت ہو گئی - شراب اور کوکین نے مجھ کو تباہ کر دیا بار بار توبہ کرتی تھی - اور نفس اس کو قائم نہ رہنے دیتا تھا آخر مرض نے آن دبایا - جو کچھ زیور پاس تھا کچھ تو علاج میں خرچ ہوا کچھ اوپر والے لے اُڑے - جب میں بالکل مفلس ہو گئی تو سب جاں نثاری کے دعوے دار کافور ہو گئے - اور مجھے سکھیاں بھیکنے لگیں - اسوقت مجکو برقع پوش عورت کی بات یاد آئی - کہ امتحان میں گھبرا نہ جانا - اِس خیال سے مجھ کو بہت تسلی ہوئی - اور میں نے خدا کے سامنے آخری توبہ کر کے اپنے خراباتی گھر کو سلام کیا - اور سیدھی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا میں آئی - اور احاطہ درگاہ کے باہر ایک شکستہ مقبرہ میں اکیلی پڑ گئی - شام ہو گئی تھی اور مقبرہ پر غضب ہو کا عالم تھا - میرے ہمراہ بستر نہ تھا - میں نے پتھر سر ہانے رکھا - اور خاک کی سیج پر پاؤں پھیلا کر لیٹ گئی

خیال آیا میں وہی مغل جان ہوں - جو پھولوں میں سوتی تھی - میں وہی عورت ہوں جسکی دید کے لیئے ہزاروں آنکھیں بے قراری کا دعوے کرتی تھیں - میرے ہی گھر پر ہروقت مشتاقوں کا ہجوم رہتا تھا - میں ہی تھی جو ایک سکنڈ کے لیئے اندھیرے میں نہ رہ سکتی تھی - آج میں اس ٹوٹے ہوئے مقبرہ میں پڑی ہوں - نہ بستر ہے - نہ چراغ ہے - نہ پھول ہے نہ عطر ہے اور نہ وہ جھوٹے آدمی ہیں جنکو میرے اوپر فدا ہوجانیکا دعویٰ تھا - میرے بُرے وقت میں کسی نے بھی ساتھ نہ دیا - دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے - اپنی طاقت - اپنا روپیہ اپنا نیک عمل بڑی چیز ہے - باقی سب ہیچ ہے یہ خیال کر رہی تھی کہ ایک گیدڑ وہاں آگیا - جسکو دیکھ کر میں ایسی ڈری کہ چیخ مارتے ہی بیہوش ہوگئی -

خواب تھا یا بیہوشی سوکھی خاک کی سیج پر اس بے خبری نے سب تکلیفوں کو بھلا دیا اور میں نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش پری آسمان سے اُتری اور کہا چل مغل تجھ کو جنت میں لیچلوں میں نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور اس نے اپنی گود میں مجھ کو اٹھالیا اور اُڑ گئی - آسمان کے اندر جاکر ایک عالیشان محل میں داخل ہوئی - وہاں تخت پر ایک بادشاہ بیٹھے تھے - وہ مجھ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا - آ - میں تیرا محمد ہوں - آئیں تجھ ہی جیسے گنہگاروں اور بیکس لوگوں کا حمایتی ہوں تونے اپنے اچھے وقت میں مجھ کو یاد رکھا - مجھسے ڈری - میری آبرو کو خیال میں لائی - لہذا آج تیرے بُرے وقت میں جبکہ کوئی تیرا مونس نہیں ہے - میں تیری غمخواری کروں گا - اور تجکو بہشت کی سیج پر جگہ دلواؤں گا - میں حضرت کے قدموں پر گر پڑی - گرنا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی - دیکھا تو وہی ڈراؤنا مقبرہ تھا - نہ کوئی آس تھا نہ پاس - صبح ہوئی درگاہ کے ایک فقیر نے کچھ کھانے کو لاکر دیا - مگر مجھ سے کھایا نہ گیا - اسہال برابر ہو رہے تھے - اس بچارے فقیر نے دو روز میری خدمت کی -

یہ حال مغل جان نے اسی بیماری کے زمانہ میں بیان کیا تھا - اس کے بعد دہلی کا ایک شخص اسکو یہاں سے لیگیا - اور کسی باغ میں رکھا - جہاں تین روز کے بعد مغل جان مرگئی - اور دہلی باغ میں دفن ہوئی -

مجھ سے ایک شاہ صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن مغل کی قبر پر مراقبہ کرکے اس کے حال کو دیکھا تھا - تو معلوم ہوا - کہ صرف حبِّ رسول کی برکت سے خدا نے مغل کو بڑا درجہ دیا ہے ؎

جبتک کہ رُوح کو ہے تعلق بدن کیساتھ

ممکن نہیں ہے ذوقِ علائق سے چھوٹنا جبتک کہ روح کو ہے تعلق بدن کیساتھ

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا داری کے معاملات میں بھی ایمان و صداقت کی راہ سے نہ بھٹکیں تو مولانا اشرف علی صاحب کی بنائی ہوئی شاہراہ پر چلیئے وہ آپکو دنیا کے ہر معاملہ میں ایک عالم مشیر کا کام دیگی **صفائی معاملات** کے مطالعہ کے بعد آپ تمام دنیاوی معاملات سے ایک عالم کی طرح آگاہ ہوجاینگے قیمت ۸

عید میلادُ النبی صلعم

(جناب منشی تاج الدین صاحب تاجؔ)

جلوہ افروز جہاں ہادیٔ اسلام ہوئے آج بگڑے ہوئے آراستہ سب کام ہوئے
تیرے اکرام گنہگاروں پہ بھی عام ہوئے دور افسردہ دلوں سے غم و آلام ہوئے

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

عید میلاد کو کیوں کہتے ہو تم بارہ وفات کیا شہیدوں سے نہیں بڑھکے پیمبر کی حیات
جب اسی روز ہوئی جلوہ فگن آپکی ذات سو جب عیش ہے تولید علیہ الصلوات

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

ہمنے مانا کہ اسی دن ہوا حضرت کا وصال پر ولادت بھی اسی دن ہوئی باحسن جمال
کیوں نہ پھر مد نظر رکھیں ولادت کا خیال آج جائز نہیں مسلم کے لیئے رنج و ملال

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

کس لیئے سوگ کریں آج خوشی کا ہے مقام جلوہ آرائے جہاں آج ہوا ماہ تمام
آج ہے حق میں ابولہب کے آتش بھی حرام بلکہ جنت کی پہونچتی ہے نسیم خوش کام

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

سارے عیدوں سے ہے بڑھکر یہ عید نبی آسمانوں پہ ملائک بھی ہیں مصروف خوشی
سارے اسلامی ممالک میں ہے اک دھوم مچی ہر گلی آج مدینہ کی ہے دلہن سی بنی

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

ہمنے مانا کہ نہیں ہند میں اسلامی حکومت کیا دلوں پر بھی انہیں ہوگئی حاصل قدرت
کیا حکومت نے مٹادی ہے دلوں سے الفت عید میلاد کرو تم ہو نبیؐ کی اُمّت

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

شادماں آج نظر آتے ہیں ہر اک پیر و جواں ہوں مسرت سے ہر اک چہرہ سے آثار عیاں
صنعت عید ہو ہاں رونق بازار جہاں اور مسلمانوں کے ہوں رشک چمن سارے مکاں

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

خالی از ذکر محمدؐ نہ کوئی محفل ہو ساتھ ہی زمزمۂ صل علیٰ شامل ہو
آپ کی سیرت حسنیٰ سے سبق حاصل ہو تاجؔ کے دل پہ نہ کیوں رحمت حق نازل ہو

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

(الداعی)

فوائد بسم اللہ شریف

(از جناب مولوی محمد یونس مرادہوی)

(۱) حدیث شریف میں وارد ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں انیس حرف ہیں۔ اور عذاب دوزخ کے بھی اُنیس موکل ہیں۔ جو شخص ہر روز بعد نماز مغرب و فجر کے اُنیس اُنیس بار بسم اللہ الرحمن الرحیم خالص نیت اور درست عقیدہ سے پڑھ لیا کرے گا تو اُنیسوں موکلوں کے عذاب سے پناہ میں رہیگا

(۲) حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی بندہ مسلمان بسم اللہ شریف پڑھتا ہے۔ اُسوقت دو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ لکھو اس بندے کے واسطے ہزار نیکیاں وہ فرشتے راہ تعجب سے عرض کرتے ہیں کہ اتنے سے خفیف عمل کے بدلے ہزار نیکیاں۔ پس حکم خداوندی ہوتا ہے کہ اچھا دو ہزار نیکیاں لکھو۔ پھر فرشتوں کو اور زیادہ تعجب ہوتا ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اچھا تین ہزار نیکیاں لکھو۔ آخر دس ہزار نیکیوں تک نوبت پہونچتی ہے۔ تب فرشتے چپ رہجاتے ہیں۔ اُسوقت خداوند قدوس فرماتا ہے کہ قسم ہے مجھ کو اپنے عزت و جلال کی اسے فرشتو اگر تم میری رحمت کی وسعت میں کمی کرتے تو قیامت میں یونہی اپنے بندہ کی نیکیاں بڑہائے چلا جاتا۔

(۳) قیصر روم نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حضور میں عرض کی کہ میرے سر میں شدت سے درد رہا کرتا ہے۔ کوئی علاج نفع نہیں کرتا۔ آپؓ نے ایک سیاہ ٹوپی سلوا کر اس کے پاس بھجوادی کہ اسکو سر پر پہنے رہا کرے۔ قیصر نے اس ٹوپی کی آمد سنکر استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم کے ساتھ بطور تاج کے اپنے سر پر رکھلی۔ اُسیوقت درد سر موقوف ہوگیا۔ قیصر کو تعجب ہؤا۔ اور اس بات کا کھوج نکالا۔ آخر دیکھا کہ اس ٹوپی میں ایک پرچہ کاغذ کا لپٹا ہوا ہے۔ درد کی دوا اس میں بسم اللہ شریف لکھی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بسم اللہ شریف ہر مرض کی دوا ہے۔

(۴) تفسیر کبیر میں بحوالہ حدیث مرقوم ہے کہ فرمایا آنحضرت رسالت آپ نے کہ اگر کوئی شخص پرچہ کاغذ کا کہیں پڑا پائے۔ اور اُسپر بسم اللہ شریف لکھی ہو۔ اور وہ شخص اُس کاغذ کو بہ نیت تعظیم اُٹھا کے کہیں رکھدے تو خداوند تعالےٰ کے نزدیک وہ شخص صدیقوں میں لکھا جائیگا۔ اور اس کے ماں باپ تک سے بھی عذاب کی تخفیف ہوگی

(۵) اسرار الفاتحہ میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے رسولؐ مقبول کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کی میں بڑا گنہگار ہوں خداوند کریم غفور الرحیم سے میرے واسطے مغفرت مانگیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو پڑھا کر کہ وہ ارحم الراحمین تیرے گناہوں کو بخشدیگا۔ اعرابی نے عرض کیا۔ اَے یا رسول اللہ یعنے بس اتنا ہی آپ نے جواب دیا کہ جو مسلمان مرد یا عورت سچے دل سے بسم اللہ شریف پڑھا کرتا ہے۔ تو پاک پروردگار اپنے فضل و کرم سے اُس بندے کو عذاب دوزخ سے نجات دیتا ہے ؂

خیالات منتشر

(از شوکت علی فہمی میرٹھ)

تم خوبصورت ہو۔ تندرست ہو۔ دولتمند ہو جسوقت تم اپنے حسن کی کشش اور اس کے اثرات سے آگاہ ہوجاتے ہو تو تم اپنی دلآویزی پر ناز کرتے ہو جسوقت تمہارا خون تمہاری رگوں میں پوری قوت کے ساتھ گردش کرتا ہے اور تمہیں تمہاری قوت کا احساس ہوتا ہے تو تم اپنی سڈول کلائیوں اور چوڑے سینہ پر فخر کرتے ہو جسوقت تمہاری دولت تمہیں ایک ممتاز ہستی بناکر دوسرے افراد کو تمہارے سامنے سرنگوں کردیتی ہے اسوقت تمہیں اپنی دولت کی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے اور تم مغرور نظر آنے لگتے ہو۔ مگر ان تمام باتوں کے ساتھ کبھی تمنے اپنی اصلیت پر بھی غور کیا کہ تم کیا ہو اور تمہارے اس حسین پیکر کا سنگ بنیاد کیا ہے اگر تمنے کبھی اسپر غور کیا ہوتا تو شاید تم اپنے آپ کو ایک ناپاک قطرہ سے زیادہ وقعت نہ دیتے۔ جسوقت تمہارا حسن۔ تمہاری تندرستی۔ تمہارا تمول تمہارے رگ وپے میں نشہ رعونیت کی رو دوڑاتا ہے۔ اس وقت تمنے یہ بھی سوچا کہ تمہارے اس نازک جسم کا کیا حشر ہونیوالا ہے اگر تم اس طرف ذرا بھی توجہ سے کام لیتے تو تم اپنے جسم کو کیڑوں کی غذا سے زیادہ ہرگز نہ اہمیت دیتے۔

انسان اپنی آسائش زندگی کے لیئے صدہا روپیہ برباد کردیتا ہے۔ ایک فضول خرچ اور کوتاہ اندیش اپنے جذبات کے مقابلہ میں روپیہ کی کوئی اصلیت نہیں سمجھتا۔ وہ اپنے جذبات اور ضروریات کی تکمیل کی غرض سے زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کردینے کے بعد بھی خوش نظر آتا ہے۔ مگر ایک دوراندیش ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ کم سے کم قیمت میں عمدہ سے عمدہ شئے فراہم کرسکے۔ وہ محض اس شئے کی خوبصورتی ہی سے مطمئن نہیں ہوجاتا بلکہ وہ اسکی خوبصورتی کے علاوہ یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ شئے پائدار بھی ہو ہر چیز کی خوبصورتی اور پائداری کے لیئے ایک خاص مدت مقرر ہے۔ دنیا کی بہتر سے بہتر اور خوبصورت سے خوبصورت چیز کے لیئے کبھی نہ کبھی وہ وقت بھی آجاتا ہے کہ وہ بجائے اعلیٰ محلوں کی آرائش کے ایک کوڑی کی زینت کا باعث بن جاتی ہے۔ تم نے اگر کبھی غور کیا ہوتا تو تمکو معلوم ہوجاتا کہ دنیا کی ہر شئے ناپائدار ہے اور اگر تم اسپر غور کرچکے ہوتے تو شاید ان کے حاصل کرنے کے لیئے اس قدر ہاتھ پاؤں نہ مارتے بلکہ تمہاری تمام کوششیں ایک ایسی چیز کے حاصل کرنے میں صرف ہوتیں جو درحقیقت پائدار ہے اور ہمیشہ قایم رہنے والی ہے۔

کیا تم نے کبھی نیک بننے کی کوشش کی حالانکہ نیکی ہی ایک ایسی چیز ہے جو کہ دنیا تک ہی قایم نہیں رہتی بلکہ عقبیٰ میں بھی تمہارا ساتھ دیگی ؂

الہام

(محمد عبد الحمید برق چتوروی فتحپوری)

اے مرے بندے! او تو سچے دل سے رکھ مجھ پر یقیں　　میں بلا شک ہے شبہ ہوں خالقِ عرش بریں
میں نے ہی پیدا کیے ہیں، یہ نہیں ہیں جتنے مکیں　　اور انہیں سے ہوں میرا کیا، یکساں مسکن گزیں

سن بتاتا ہوں تجھے میں جس جگہ ہوں جس میں ہوں
کب تہا میں کس میں پیدا اب نہیں میں کس میں ہوں

خاک میں میں باد میں، آتش میں ہوں میں آب میں　　روزِ روشن میں ہوں میں ہوں مہرِ عالمتاب میں
ظلمتِ شب میں ہوں میں اختر میں میں مہتاب میں　　میں رگِ جاں میں ہوں میں گوہرِ نایاب میں

میں زمیں پر عرش پر میں آسمیں ہوں میں آسمیں ہوں
کب تہا میں کس میں پیدا اب نہیں میں کس میں ہوں

میں کلیسا میں ہوں میں ہوں دیر میں مسکن گزیں　　بتکدے میں ہوں حرم میں بھی ہوں میں ہوں ہر کہیں
صومعہ گلزار ہو، کعبہ ہے مجھ سے گلزمیں　　اور میخانے میں بھی میں بنکے ساقی ہوں مکیں

ہر مکاں میں ہر محل ہر مجمع و مجلس میں ہوں
کب تہا میں کس میں پیدا اب نہیں میں کس میں ہوں

میں بگولوں میں بھی ہوں، میں تجھ کے صحرا میں بھی　　پردۂ محمل میں بھی ہوں، ناقۂ لیلیٰ میں بھی،
وادیٔ ایمن میں بھی ہوں دامنِ سینا میں بھی　　چاہ کنعاں میں بھی ہوں میں گلشنِ بطحا میں بھی

آبِ حیواں میں ہوں، میں امرت میں ہوں، میں سیم میں ہوں
کب تہا میں کس میں پیدا اب نہیں میں کس میں ہوں

میں تو آبادی میں بھی رہتا ہوں ویرانوں میں بھی　　پُر ضیا محلوں میں بھی ہوں میں سیہ خانوں میں بھی
میں طیورِ دشت میں ہوں اور حیوانوں میں بھی　　حور و غلماں میں ملک میں اور انسانوں میں بھی

محفلِ جن و پری میں اور ہر مجلس میں ہوں
کب تہا میں کس میں پہلے اب نہیں میں کس میں ہوں

میں بہارِ باغ میں ہوں نکہت بوئے گل میں ہوں　　میں خم و مینائے مے کے نغمۂ قلقل میں ہوں!
راستیٔ سرو میں ہوں میں خم سنبل میں ہوں　　گریۂ شبنم میں ہوں میں نالۂ بلبل میں ہوں

خندۂ گل میں ہوں میں بیداریٔ نرگس میں ہوں
کب تہا میں کس میں پیدا اب نہیں میں کس میں ہوں

میں تو ہر مذہب کی پاکیزہ کتابوں میں بھی ہوں　　یعنی میں توریت میں ہوں اور وید میں بھی ہوں
میں ہوں زبور و بائبل دونوں صحیفوں میں بھی ہوں　　میں قرآنِ پاک میں بھی ہوں حدیثوں میں بھی ہوں

الغرض میں سب میں ہوں میں آسمیں ہوں میں آسمیں ہوں
کب تہا میں کس میں پیدا اب نہیں میں کس میں ہوں

خواہشِ دیدار ہو تو محنتِ طاعت اٹھا　　صبر کر اور اپنے دل پر صدمۂ فرقت اٹھا
جوش میں مرد ہر قسم کی زحمت اٹھا　　دیدۂ حق بیں سے پھر تو پردۂ غفلت اٹھا

اور اپنی آنکھ سے خود دیکھ لے میں جس میں ہوں
کب تہا میں کس میں پہلے اب نہیں میں کس میں ہوں

شہرت

(محمد منتظر، فاضل، الہ آبادی، امراوتی، برار)

اس نمائش گاہِ عالم میں سب سے زیادہ دلکش، سب سے زیادہ نظر فریب اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے تو وہ شہرت ہے۔ اسی سے تاجروں کی تجارت، دستکاروں کی دستکاری۔ اچھوں کی اچھائی، حاکموں کی حکومت، سیاست والوں کی سیاست، عالموں کے علم، ادیبوں کے ادب کو فروغ ہے۔

اگر آپ چشمِ باریک بیں سے ملاحظہ فرمائیں، تو آپ کو تماشاگاہِ دنیا کے تمام مناظر ایک ہی رنگ کے نظر آئیں گے، پرکارِ کشمکشِ حیات و تنازع للبقاء کا مرکز ایک اور صرف ایک دکھائی دیگا وہ کیا ہے؟ "شہرت" یوں سمجھیے کہ زمانہ ایک محور پر گردش کر رہا ہے، اور وہ محور شہرت ہے۔

ممکن ہے کہ آپ میں سے بعض حضرات میرے ان نظریوں پر تغلیط و تلحین، تضلیل و تبطیل کا حکم لگائیں، مگر خدا کے لیے پہلے میرے استدلالات و استقراءات سُن لیجیے۔

ایک دولتمند تاجر دولت جمع کرتا ہے، دوسروں پر تفوق و تکثرِ مال کا خواہشمند ہوتا ہے، تو کس لیے؟ صرف اس واسطے کہ اپنے ہمسروں و ہمعصروں میں نظرِ امتیاز سے دیکھا جائے، لوگوں میں شہرت ہو،

بڑی بڑی کمپنیاں اپنی مصنوعات کی شہرت کے واسطے ہزارہا اور لکھو کھا روپے خرچ کرتی ہیں، اخباروں اور رسالوں میں اشتہارات چھپتے ہیں، دیواروں میناروں، تار کے کھمبوں، اور ریل کے ڈبوں پر بڑے بڑے پوسٹر چسپاں کیے جاتے ہیں، بائسکوپ اور سینما کے ذریعہ اشتہارات پبلک کے سامنے لائے جاتے ہیں تاکہ اُن کی مصنوعات شہرت پذیر ہوں،

ایک متوسط الحال شخص لڑکے کی شادی میں اپنی بساط سے زیادہ خرچ کرتا ہے، برات دھوم سے اٹھاتا ہے، کھانا عمدہ اور نفیس پکاتا ہے۔ اگر اس کے پاس روپیہ نہیں ہو تو وہ قرض لیتا ہے، کس لیے؟ تاکہ لوگ تعریف کریں، کہ فلاں نے ایسی شان سے شادی کی، ایسا نفیس کھانا کھلایا، اور (بزعم خویش) شہرت ہو،

دنیا سے الگ تھلگ رہنے والا، سیاست داں ایک اخبار کا ایڈیٹر جس کو کاغذی علم کے سوا کچھ نہیں آتا، رات رات بھر زورِ قلم دکھلانے میں صرف کر دیتا ہے کس واسطے، صرف چند گنے ہوئے روپیوں کے خاطر اسکی کوشش نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے علاوہ سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اُسے ایک صائب الرائے ایڈیٹر سمجھیں اور ملک میں ایک سیاست داں اہلِ قلم کی حیثیت سے اس کی شہرت ہو،

شعراء کی شب بیداریاں، ان کا انہماکِ شعری مشہور ہے، رات رات بھر جاگنے والا شاعر اپنے اشعار کے صاف کرنے کی "کوشش" میں دنوں اور ہفتوں لگا دیتا ہے، ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار بار سوچتا ہے، صدہا مرتبہ کاٹتا اور بناتا ہے صرف مشاعرہ میں چند منٹوں کی واہ واہ کے لیے، چند لمحوں کی شہرت کیواسطے

وہ یہ سب کچھ کرتا ہے ۔ شہرت ہی درپردہ اس کی روح رواں بنی ہوئی ہے ۔

ایک اہل قلم مصنف جس کے دماغی قویٰ اکثر و بیشتر کتب خانوں کی الماریوں میں مصروف کار رہتے ہیں، جو رات دن کتاب کا کیڑا بنا رہتا ہے، صرف اس واسطے کہ دنیا کے سامنے ایک نئی تصنیف پیش کرکے شہرت حاصل کرے، ایک مجلہ علمیہ و ادبیہ کا ایڈیٹر اور اخلاقی و معاشرتی رسالہ کا مرتب، رسالہ کی ترتیب میں جان توڑ کوشش کرتا ہے، مضامین نگاروں کی خوشامد کرتا ہے، محض اس لیئے کہ حسن ترتیب پر لوگ اسکی عمدگی مذاق کی داد دیں علمی و ادبی دنیا میں اسکی شہرت ہو۔

مضامین نگاروں کی دماغ سوزی، ان کا ہمیشہ تلاش مضمون میں رہنا اچھوتی ترکیبوں کی تلاش میں اس درجہ جانکاہی و جانفشانی کرنا، صرف اس واسطے ہوتا ہے کہ مضمون نگاری میں شہرت حاصل کریں، رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے شہرت ہو، ان کی علمیت کے معترف ہوں، سچ پوچھیئے تو سب سے زیادہ شہرت کے بھوکے یہی ہوتے ہیں ۔

الغرض ہر شخص کے افعال و اعمال کا تجزیہ کیا جائے تو اس کی غرض و غایت شہرت ہوگی، یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ صرف پڑھے لکھے دولتمندوں، اور بڑے لوگوں ہی میں یہ خواہش ہوتی ہے، بلکہ کم و بیش ہر شخص میں حتیٰ کہ ایک جاہل اُجڈ گنوار میں بھی یہ جذبہ موجود ہوگا، یہ دوسری بات ہے کہ بعض کم ہمت، بزدل لوگوں میں کم ہوتا ہے، اور کون خواہشمند نہ ہوگا کہ دنیا میں مشہور ہو اس لیئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ فطری خواہش ہے ؟

بعض حضرات فرمائینگے کہ انفرادی شہرت نہایت مذموم چیز ہے، اور اس کے خواہشمند کو ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی خواہش جائز، اور فطری ہے"

میں کہونگا کہ دنیا میں جو یہ کشمکش ہے تو کیا سب بیکار ہے، اگر آپ کے مشورہ پر لوگ عمل کریں تو دنیا کے اکثر کاروبار چھوڑ دیں، خصوصاً وہ لوگ جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ اعلیٰ و اشرف خیال کرتے ہیں، یعنی اہل قلم حضرات ،

کیا کوئی مصنف یہ گوارہ کرے گا کہ اُس کی تصنیف کی شہرت ہو مگر اُس کے نام سے نہیں، کسی دوسرے کے نام سے، کیا کوئی مضمون نگار پسند کریگا کہ اُس کے مضامین شایع ہوں، مگر اُس کے نام سے نہیں، کسی دوسرے کے نام سے میں کہتا ہوں کہ مصنفوں، ایڈیٹروں، مضمون نگاروں کو شہرت کی اُمید نہ ہو، تو آپ خیال کرسکتے ہیں کہ وہ جو اتنی جانکاہی و دماغ سوزی اور عرق ریزی کرتے ہیں کبھی کرتے ؟

میں نہیں سمجھتا کہ جو لوگ انفرادی شہرت کے مخالف ہیں، کیوں اپنے نام کے ساتھ جلی حروف میں، علامہ، مولانا، مولوی، سحر نگار، کے الفاظ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں ۔

شہرت کو ہم دو حصوں پر تقسیم کرسکتے ہیں، ایجابی اور سلبی، اور ایجابی کو نیکنامی اور سلبی کو بدنامی سے تعبیر کرسکتے ہیں،

جسطرح شہرت ایجابی شہرت ہے اسی طرح سلبی بھی، شہرت میں داخل ہے بقول ع بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا ، چنگیز و ہلاکو وغیرہ کی شہرت اسپر دال ہے ۔

شہرت ایجابی کی تعریف یہ ہے کہ انسان کسی اچھی صفت عمدہ خصلت سے منسوب ہو جیسے نوشیروان عادل تھا، حاتم طائی سخی تھا، سلبی اس کے برعکس مثلاً چنگیز ظالم تھا وغیرہ

ایجابی کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور غیر حقیقی، ایجابی حقیقی شہرت یعنی ایسی صفت و کمال میں مشہور ہونا جو واقعی اُسمیں ہو، مثلاً مولانا ابوالکلام صاحب آزاد دعاۃ لسانی سحر بیانی مضمون آفرینی و جادو نگاری میں مشہور ہیں۔ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی اور مولانا سید ظہور احمد شاہجہانپوری اپنے مخصوص رنگ میں یکتا ہیں۔ مصور غم علامہ راشد الخیری اپنی بیمثل انشاپردازی اور افسانہ نگاری میں جواب نہیں رکھتے۔ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر عربی تاریخ دانی اور واقعات نگاری میں کمال رکھتے ہیں ۔

ایجابی غیر حقیقی کے معنی یہ ہیں کہ ایسی بات شہرت پذیر ہو جو درحقیقت نہ ہو جیسی عنقا، ہما ، دیو، قہقہہ وغیرہ، یا جیسے اکثر حضرات دوسروں سے مضامین لکھا کے اپنے نام سے شایع کرتے ہیں، اس کی مثالیں آپ کو نسوانی اخبار اور رسالوں میں بہت ملیں گی۔ تحت مضمون میں لکھا ہوگا ، قمر سلطانہ بنت خان محمد حسین خانصاحب، نجمہ بیگم، نواب ... جہاں صاحبہ بنت ناسنہ جناب عبدالواحد صاحب، حامدہ اشرف خاتون۔ مگر اصلیت ان کی بہت کم ہوتی ہے، میرا خیال ہے ۹۰ فیصدی نہیں تو ۵۰ فیصدی مضامین بنت کے عوض والدہ، اور بیگم صاحب کے بدلے نواب صاحب اور ہمشیرہ کے بدلے بھائی صاحب کے لکھے ہوتے ہیں، زیادہ سے زیادہ نقل کی زحمت ممکن ہے مگر یہ بھی بہت کم۔ شہرت کی ان قسموں میں صرف شہرت ایجابی حقیقی قابل مدح و ستائش ہے، اور ہر شخص کا جائز حصہ ہے، ہر آدمی اس کی تحصیل میں تمام جائز کوششیں کرسکتا ہے، ہاں دو قسمیں البتہ قابل ملامت ہیں خصوصاً ایجابی غیر حقیقی بہت مذموم اور قابل نفرین ہے میرے نزدیک بھی اس کے تحصیل میں کوشش کرنیوالا اُتنا ہی مذموم ہے جتنا مخالفین انفرادی شہرت کے نزدیک بلکہ اس سے بھی زیادہ، یہی شہرت ہے جسکی مذمت اخلاقیین کرتے ہیں ۔

خود اس کے حاصل کرنیوالے کا ضمیر اسپر نفرین کرتا ہے، بخلاف ایجابی حقیقی کے کہ اس کی تحصیل کی کوشش کرنیوالا جتنا اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے، اُسکی روح کو مسرت حاصل ہوتی ہے، اور ضمیر اور آگے بڑھنے کو کہتا ہے ہاں یہ ٹھیک ہے کہ بعض لوگ ہی شہرت سے بقاء دوام حاصل کرتے ہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ،

شہرت ہی پر دنیا کا کاروبار ہے، تجارت کا دارومدار اسی پر ہے تو علم و ادب کا بھی، راجرس کا چاقو آپ خوشی سے دو روپے میں خرید لینگے، لیکن ہندوستان کے عمدہ سے عمدہ بنے ہوئے چاقو جو کسیطرح راجرس سے کم نہ ہو آپ ہرگز اس کی نصف قیمت دو صفحے سے بھی نہ لیں گے ۔

الہ آباد سے آئے ہوئے امرودوں میں آپکو زیادہ مزہ آئیگا، بنسبت اُن امرودوں کے جو آپکو عمدہ عمدہ دہلی کے ملیں، ایک مریض اپنے شہر کے طبیب کے تجویز کیئے ہوئے نسخے پر اتنا اعتماد نہ کریگا، جتنا جتنا حکیم اجمل خانصاحب کے لکھے ہوئے نسخے پر، چاہے وہ بعینہ سابق نسخہ کیوں نہ ہو، علامہ اقبال کے

معمولی کلام کو وقعت بہت ہوگی، مگر ایک غیر مشہور شاعر کا بہترین کلام بھی اس وقعت کو نہیں دیکھا جائیگا، لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی کے ظرافت آمیز کلام میں جو لطف و حظ ملیگا، کسی دوسرے ظریف شاعر کے اشعار میں ممکن نہیں، مہاتما گاندھی جو ایک بات کہتے ہیں، سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں فلسفے اور باریکیاں پیدا کر دی جاتی ہیں اور اگر وہی بات دوسرا لکھے، تو کیا آپ امید کر سکتے ہیں کہ چند آدمی بھی تائید کریں گے، مصطفیٰ کمال پاشا برسر اقتدار ہو کر خلیفہ کو معزول کر دیں، خلافت کو منسوخ کر دیں، تو قابل اعتراض نہیں ہیں، لیکن ہندوستان کے مسلمانوں میں سے بعض مسلمان تحریک خلافت کے بعض اصولوں کے مخالف ہوں تو نہ معلوم کتنے کفر کے فتوے لگ جائیں، ڈاکٹر ٹیگور کو نوبل کے انعام ملنے سے دنیا میں شہرت ہوگئی ہے، لوگ زبردستی، اُن کے خیالات کو جو خالص ہندی و بنگالی ہیں، اُردو کا جامہ پہنا کر اُردو دنیا، ادب میں لاتے ہیں" میں جب پانی بھرنے جاتی ہوں تو مٹی کا گھڑا" پڑھتے ہیں مگر ناگوار نہیں ہوتا ہے، کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ کونسی چیز حکمرانی کرتی ہے کونسی شے ہے جس سے آپ عزت و وقعت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، شہرت ہی ہے، جس کی وجہ سے آپ مشہور لوگوں کی ادنےٰ چیز کی عزت کرنے پر مجبور ہیں، سچ ہے بڑے آدمیوں کی چیزیں بھی بڑی ہوتی ہیں، بڑا ہونے کے معنی کیا یہ ہیں کہ انسان بیس پچیس فٹ بلند ہو، نہیں بڑائی صرف شہرت ہے،

ایک انگریز نے ایک مشہور و معروف آدمی کی قلمدان کو جس میں کوئی صناعی نہ تھی ہزاروں روپیہ دیکر خرید لیا۔ آخر اس نے کس بات کی قیمت دی محض شہرت کی۔ اگر آپ کچھ بننا چاہتے ہیں اور کچھ کرنے کے خواستگار ہیں تو حقیقی شہرت حاصل کیجئے۔ اور ہر ممکن طریقہ سے اس کی تحصیل میں کوشش کیجئے، جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کمال پیدا کیجئے، ورنہ یاد رکھیئے کہ سمندر اپنے دامن ہزاروں موتی لیئے چھپائے ہوئے ہے، جن کی آب و تاب آنکھوں کو خیرہ کر سکتی ہے اور جن میں سے ایک کی قیمت دنیا کے موجودہ موتیوں کے مجموعی قیمت تک پہونچ سکتی ہے، مگر کون جانتا ہے۔ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہیں، ہزاروں ہیرے کوہ نور سے اتنی ہی نسبت رکھتے ہیں جو رتی کو تولہ سے ہو سکتی ہے۔ مگر کیونکہ وہ زمین کے پردہ میں پوشیدہ ہیں اس لیئے ایک پتھر سے زیادہ قیمت نہیں رکھتے۔ اگر خدا نے تم کو اس قابل بنایا ہے تو شہرت حاصل کرو۔ گمنامی کی تاریکی سے نکلو اور اس دنیا میں آفتاب شہرت بنکر چمکو۔ اپنی کرنوں سے۔ اپنی نور پاشی سے عالم کو منور کر کے بتا دو کہ حقیقی شہرت اس کا نام ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی

نے دنیا کو بتا دیا کہ اسلام پر قربان ہو جانیوالے پاک نفوس کیسے ہوتے ہیں مولانا موصوف نے اسلام کی بدولت صد ہا مصیبتیں اٹھائیں مگر اُف تک نہ کی۔ گورنمنٹ نے اس فرشتے پر لاکھوں بہتان۔ کچھ نہ طرح طرح کی تکالیف دیں مگر زبان پر شکایت کا حرف تک نہ آیا سفرنامہ کیا ہے داستان درد ہے۔ دور جدید کے سب سے بڑے عالم کا سفرنامہ پڑھیئے قیمت ۱۲ار

رسائل کی روح

اللہ سبحانہ کی محبت

حدیث شریف میں آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا یَطْعَمُ اَحَدُکُمْ طَعْمَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُحِبَّ فِی اللّٰہِ وَیُبْغِضَ فِی اللّٰہِ حَتّٰی یُحِبَّ فِی اللّٰہِ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْہُ وَیُبْغِضَ فِی اللّٰہِ اَقْرَبَ النَّاسِ اِلَیْہِ۔ تم میں کا کوئی شخص ایمان کا ذائقہ اسوقت تک نہیں پاتا جب تک کہ اسکی محبت اور دشمنی اللہ سبحانہ کے لئے نہ ہو۔ قرابت کے اعتبار سے اگر کوئی بہت نزدیک ہے لیکن وہ ایماندار نہیں ہے تو اس کو مبغوض جانے اور اگر کوئی قرابت میں دور ہو لیکن ایماندار ہو تو اسکو محبوب جانے۔

حُبِّ نبیؐ

اللہ پاک نے فرمایا ہے اے نبی کریمؐ! آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے ماں باپ۔ بیٹا بیٹی۔ بھائی بند۔ بی بی کنبہ والے۔ اور مال و متاع جو تم نے حاصل کیا ہے اور تجارت جسکے خراب ہونے کا اندیشہ ہے یہ سب چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو اللہ کے حکم آنے کا انتظار کرو۔ بدکار لوگوں کو اللہ سبحانہ راہ راست نہیں دکھاتا۔

عموماً محبت چار چیزوں سے ہوتی ہے

جاننا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ اور اس کے رسولؐ کی محبت سے پھیرنے والی جتنی چیزیں ہو سکتی ہیں وہ چار قسموں میں منقسم ہیں

۱۔ قرابتداروں کی دوستی اور ابنائے جنس کا میل جول۔ آیہ کریمہ میں الفاظ "اٰبَاؤُکُمْ اَبْنَاؤُکُمْ اِخْوَانُکُمْ اَزْوَاجُکُمْ" کا اشارہ قرابتداروں کی طرف ہے۔ اور عَشِیْرَتُکُمْ سے وہ لوگ مُراد ہیں جو معاشرت میں شریک ہیں یعنی ابنائے جنس۔

۲۔ مال مکسوبہ کہ وہ اپنی محنت اور کمائی کا ہونے کی وجہ سے نفس اسکی جدائی کو نہیں چاہتا۔ اور دل پر اسکی محبت غالب رہتی ہے۔ اسیوجہ سے اس کی طرف دل ہمیشہ مائل رہتا ہے۔ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْھَا میں اسی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ تجارت وغیرہ کے ذریعہ مال حاصل کرنے کا شوق۔ یہ خیال بھی جب انگیز ہوتا ہے تو انسان کو کسی کی محبت و الفت کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ تِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا کا ایما اسی جانب ہے۔

۴۔ مکانات جہاں انسان کی بود و باش اور اسکی کمائی کی حفاظت ہوتی ہے یہ انسان کی کمائی کی آخری غایت ہے کہ وہ اپنی کمائی کو ایک جائداد کی شکل میں رکھنا چاہتا ہے تاکہ دوسرے اموال و امتعہ پر اگر کوئی آفت آ بھی جائے تو یہ

محفوظ رہے اور رہنے بسنے کے لیئے کوئی جگہ باقی رہے یہی مراد ہے ارشاد باری تعالےٰ عز اسمہٗ میں مَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا بس یہ چار چیزیں ہیں جو انسان کو حق تعالےٰ اور اس کے حبیب پاک کی محبت سے روک سکتی ہیں - اس مضمون کو اللہ سبحانہ نے ایک ہی آیت کریمہ میں ترتیب کے ساتھ بیان فرمایا ہے - سبحانہٗ ما اعظم شانہٗ ۔

محبوب کی یاد بھی علامت محبت ہے

محبت کی ایک علامت اپنے محبوب کی یاد میں رہنا ہے - دیلمی نے مسند الفردوس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهٖ - جو شخص کسی چیز کو محبوب جانتا ہے تو اسکو زیادہ یاد کرتا ہے - اس سے مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھے آپ کی ہدایات اور تعلیمات سے غافل نہ ہو - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہے -

درود شریف کے مختصر احکام

تمام عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور صلوا علیہ کے موقع پر واجب اور نماز میں اور جب کبھی نام مبارک سنے تو درود شریف کا پڑھنا مسنون ہے - بشرطیکہ وہ مقام پلیدی یا نجاست کا نہ ہو - حمام نہ ہو - درود شریف پڑھنے والا جنابت کی حالت میں نہ ہو - ناک صاف کرنے یا کلی کرنیکے وقت نہ پڑھے - درود شریف کے فضائل اور اس کے احکام و آداب بہت تفصیل کے محتاج ہیں - اسی طرح احیاء سنت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی طریقہ کسی جگہ جاری نہ ہو تو اسکو جاری کرنے کی جو فضیلت ہے اور آپ کی کسی سنت کو مٹانے یا مٹتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہنے کی جو وعید ہے اُس کی تفصیل بھی بہت ہے اس کے لیئے بھی مفصل مضمون چاہیئے - الغرض درود شریف ہمارے لیئے ایک بڑی نعمت ہے - (واعظ)

موجودہ تعلیم

پچاس سال کے تجربہ کے بعد یہ ثابت ہوچکا کہ ہماری لڑکوں میں جو اعلیٰ تعلیم یافتہ سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ نہیں ہوتے اور علم کے کسی شعبہ سے ان کی طبیعت کو مدد نہیں ملتی - (جی ایس ارنڈل ایم - اے)

ایک عمیق النظر کی رائے

ہماری ملک میں جو کچھ بھی اسوقت تعلیم دیجاتی ہے وہ بھیڑ چال کا نتیجہ ہے - تعلیم انسان کو زندگی بخشتی ہے - آسائش و آرام کے ذریعہ بہم پہونچاتی ہے - لیکن ہندوستان کی تعلیم کا باوا آدم ہی نرالا ہے، ہندوستان کے پڑھے لکھے مزدوروں اور قلیوں سے زیادہ تہی دست دیکھے جاتے ہیں - ان کی حالت قابل رحم، دیکھنے میں آتی ہے، گھر کا کام کاج کرنے کی انمیں طاقت نہ رہی، بوجھ اُٹھاتے ہوئے ان کی کمر دُکھنے لگتی ہے، بجز ملازمت اور کوئی ذریعہ آمدنی کا ان کے پاس نہیں ہوتا کیا ایسی تعلیم تعلیم کہلانے کے مستحق ہے ہرگز نہیں! اسپر طرفہ یہ ہے کہ ان واقعات کی موجودگی میں پھر بھی رٹ لگائی جاتی ہے کہ "تعلیم حاصل کرو تعلیم حاصل کرو" چند آدمی ملتے ہیں تعلیم تعلیم کا شور مچاکر اسکول یا کالج کھڑا کردیتے ہیں غریبوں کو سبز باغ دکھلا کر محنت کا کمایا ہوا روپیہ برباد کرکے لڑکوں کو غلامی کا طوق پہناتے ہیں، سر توڑ کوشش کرکے سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے میدان مار لیا، ہر ایک فرقہ اسی دُھن میں ہے کہ ملک میں تعلیم کا ہونا ہی اور تمام ملک کا تعلیم یافتہ ہونا ہی برکات کا موجب ہوگا، موجودہ سسٹم سخت ناقص ور دی ہے اندھا دُھند ایک دوسرے کے پیچھے چلے جارہے ہیں"

موجودہ تعلیم کی خامیاں

"چاروں طرف نحوست و دغا بازاری اخلاق میں کمزور، مروت سے ناواقف دور اندیشی سے کوتاہ، ہمت میں بزدل، خلوص میں ناکارہ، ہمدردی برائے گفتن، صلح صفائی کا نام نہیں، کوئی خاندان جھگڑے فساد سے خالی نہیں، ہر خرمن میں آگ لگی ہوئی ہے، ہر فرد اسمیں جل رہا ہے، اتفاق آشتی صلح صفائی تعلیم تہذیب، سمجھ بوجھ، دور اندیشی نام کو بھی نہیں، یہ امر قابل غور ہے کہ جدید تعلیم نے کس حد تک مستقل مزاج، دور اندیش، سوسائٹی کے لیئے مفید سمجھ اور تدبر میں ثقہ ایثار کرنے والے اشخاص کا مصالحہ بہم پہونچایا ہے" خواجہ غلام الثقلین مرحوم مشہور مصلح تمدن کی رائے ہے "ہم کو اپنے صیغۂ تعلیم میں بہت سی ترمیم و اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جب ہم آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے نصاب اور طرز تعلیم پر نظر ڈالتے ہیں تو ہندوستانی یونیورسٹیوں کے نصاب کا بار اتنا گراں معلوم ہوتا ہے جس کے اُٹھانے کو شیخ سعدیؒ کا چار پایہ درکار ہے ہماری یونیورسٹیوں کے بعض مضامین غیر ضروری اور تضیع اوقات کا باعث ہیں دیسی زبانوں کا طرز تعلیم نہایت خام و ناتمام ہے دیسی زبانوں کے نصاب اگر ایک طرف فہم و درایت کی گرفت سے خارج ہیں تو دوسری طرف ایسے نصابوں کی طوالت و ضخامت پر باوقات معینہ وہ بالاستیعاب عبور نہیں کرسکتے، بلکہ بمشکل تمام کچل کچل کر نگل لیتے ہیں جو ان کو کبھی ہضم نہیں ہوتے ہماری رائے میں اس دارو‌ئے تلخ کو خوشگوار بنانے کی سخت ضرورت ہے"

مسٹر کوپر افسر سررشتہ تعلیم بنگال کا خیال ہے کہ "جو تعلیم ہمارے مدارس میں دیجاتی ہے اسمیں مذہب کے بالکلیہ اخراج نے لڑکوں میں سے اُسکے روایتی ادب و احترام کو نیست و نابود کردیا ہے جو ابتک والدین کا کیا جاتا تھا" (کانفرنس گزٹ)

صاف ہوا

زیادہ تر انسان کی زندگی کا دار و مدار صاف ہوا پر ہے اگر ایک منٹ کے لیئے بھی صاف ہوا نہ ملے تو کشتی حیات موت اور زیست کے طوفان میں نظر آنے لگتی ہے انسان کے لیئے غذا سے زیادہ صاف ہوا کی ضرورت ہے - صاف ہوا حاصل کرنے کے لیئے ان ہدایات پر عمل کیجیئے -

(۱) کسی بند کمرے میں اول تو ٹھہرنا اور سونا نہ چاہیئے اور ٹھہرنے کا اتفاق پڑے تو بہت تھوڑی دیر ٹھہرنا چاہیئے (۲) مساجد یا جلسہ گاہیں، مدارس - تھیٹر وغیرہ ایسے مقامات جہاں عموماً کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوتے رہتے ہیں

نہایت وسیع اور ہوادار ہونے ضروری ہیں (۳) رہنے سہنے کے مکانات میں خصوصاً جبکہ اُنمیں ہوا کی آمد و رفت کے واسطے کھڑکیاں اور ہوادان وغیرہ کافی نہ ہوں زیادہ آگ اور چراغ نہ جلائے جاویں (۴) جہانتک ہوسکے تنگ تاریک گلی کوچوں اور مکانات میں رہائش ترک کردیں (۵) ایسی ہوا سے جس میں گرد و غبار ہو، دُھواں ہو، معدنی، دھاتی ذرات اُڑ رہے ہوں اپنے آپ کو محفوظ رکھا جاوے (۶) مویشیوں اور پرندوں کبوتر وغیرہ اور چھوٹے جانور بلی۔ کُتا۔ بندر وغیرہ بھی بند مکان میں نہ رکھے جاویں کیونکہ ان کو بھی ہماری طرح صاف ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۷) ایسے مکانات کے اندر اور چھتوں پر بھی رہائش نہ کرنا چاہیئے جہاں مویشی رکھنے کا انتظام ہو (۸) اپنے مکان کو ترکاریوں اور میووں کے چھلکوں اور ہر قسم کی غلاظت اور کوڑے کرکٹ وغیرہ سے صاف پاک رکھنا لازمی ہے (۹) مریضوں کے کمرہ کو زیادہ پاک وصاف اور کھلا رکھنا چاہیئے کیونکہ بیماریوں کے باعث ہوا زیادہ کثیف ہو جاتی ہے۔ اور بیماروں کو تندرستوں کی بہ نسبت زیادہ پاک و صاف ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور خراب ہوا کا بُرا اثر بیماروں پر تندرستوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ان کی قوت مدافعت کمزور ہو چکی ہوتی ہے (۱۰) رہائشی کمرے کے فرش اور دیواروں پر تھوکنا سخت ممنوع ہے کیونکہ ایسا کرنے سے مواد خشک ہو جانے کے بعد اس کے جراثیم ہوا میں شامل ہو کر بذریعہ تنفس شُش اور خون میں جا کر ہزاروں قسم کے متعدی امراض اور امراض آلات تنفس کا باعث ہو جاتے ہیں (۱۱) حتی المقدور ایسے پیشوں سے اجتناب کریں۔ جن کے طفیل معدنی ذرات ہوا سے مل کر بیماریوں کا سبب بنتے ہیں مثلاً سنگتراشی اور لوہار اور آئینے کا کام وغیرہ (۱۲) سوتے وقت منہ کو کپڑے سے ڈھانپ کر نہ سونا چاہیئے اور کمرے کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند نہ کر دینی چاہئیں یہ خیال غلط ہے کہ سردیوں میں منہ کھولکر سونے سے زکام ہو جاتا ہے بلکہ بند کر کے سونے سے ایسا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو مُنہ ڈھانپ کر سونے کی ایسی پختہ عادت ہوتی ہے کہ وہ گرمیوں میں بھی اسپر عمل پیرا ہوتے رہتے ہیں اور اُن کو اسکے بغیر نیند نہیں آتی اُن کو کوشش کر کے یہ بدعادت ترک کر دینا چاہیئے۔

(۱۳) ہمیشہ سانس بذریعہ ناک لینا چاہیئے خصوصاً جبکہ ریاضت کیجا رہی ہو کیونکہ ناک کے ذریعہ سے ہوا آلائشوں اور آمیزشوں سے پاک صاف اور معتدل الکیفیت ہو کر شُش میں پہونچتی ہے (۱۴) ریاضت اور مشقت کے ذریعہ سے صاف ہوا کثیر مقدار میں جذب کرنی چاہیئے (۱۵) چونکہ اوپر کی ہوا نسبتاً زیادہ صاف ہوتی ہے لہذا بالائی منزلوں پر رہائش اختیار کرنی چاہیئے (۱۶) رات کے وقت نہ باغوں کی سیر کرنی چاہیئے اور نہ ایسی جگہوں میں سونا مناسب ہے جہاں درخت ہوں کیونکہ درخت رات کو آکسیجن جذب کرتے اور کاربانک ایسڈ چھوڑتے ہیں (۱۷) چونکہ ہوا قدرتی طور پر دھوپ سے صاف ہوتی رہتی ہے لہذا رہائشی مکان میں اس امر کا لحاظ رکھا جاوے کہ دھوپ اور روشنی اندر جا سکے اور ہوا کی آمد و رفت کا انتظام کافی ہو۔ ورنہ جس مکان میں روشنی نہیں آئیگی بیماری ضرور آئیگی۔

(۱۸) بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ کمرہ بند کر کے اندر جلتا ہوا چراغ چھوڑ کر یا کوئلوں کی انگیٹھی جلا کر سو جاتے ہیں اس سے سخت ترین خطرناک امور کا اندیشہ ہے اور بعض ایسے بند کرنے والے ہمیشہ کی نیند سو جاتے ہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ (مشیر الاطبار)

عبرت

میں نے آبشار کو دیکھا۔ کہ پانی کی دھاریں پتھروں پر زور زور سے ٹکراتی ہوئی گر رہی تھیں۔ اور گرتے وقت سب دھاریں ایک دوسری سے ایسی مل جاتی تھیں۔ کہ آنکھ ایک دھار کو دوسری دھار سے الگ نہ دیکھ سکتی تھی۔ میں نے ان پانی کی دھاروں سے پوچھا "کہ تمہارے پاس انسانوں کے لیئے کیا پیغام ہے؟" انہوں نے کہا "ہر اوج کے بعد زوال ہے۔ اور پستی کی مصیبتیں ہمیں اتحاد کا درس دیتی ہیں۔ اور مستی اوج کی غفلت ہی ہمیں پستی کی جانب کھینچ لاتی ہے"

میں نے ان پتھروں سے پوچھا کہ تمہارے پاس انسان کے لیئے کیا پیغام ہے۔ اُنہوں نے کہا "ثبات قدم کا۔ تجھے اپنے عزم اور ارادوں میں ہماری مثل ثابت قدم رہ کر مصائب و آلام کے خوف سے لرزہ براندام نہ ہونا چاہیئے"

میں نے دیکھا کہ دریا میں سیلاب آیا۔ اور بہت سے دیہات دریا بُرد ہو گئے۔ کئی جانیں تلف ہوئیں۔ ہری بھری کھیتیاں سرسبز مرغزار تہ آب ہو گئے۔ اور آگے بڑھکر دیکھا۔ کہ غیر آباد زمینیں آباد ہو گئیں غریب کسانوں کے تن مردہ میں جان آگئی بنجر اور خشک زمینوں پر سبزۂ بیگانہ کا فرش بچھ گیا۔ خود رو پھولوں سے کائنات کا ہر ذرہ چمک اٹھا۔ میں نے سیلاب سے پوچھا تیری وہ موجیں جو شمال کی طرف بڑھیں ہلاکت اور تباہی کا سامان ساتھ لیتی گئیں۔ اور جو جنوب کی سمت جُھکیں وہ سرسبزی اور طراوت کا تحفہ ہمراہ لائیں۔ آخر یہ کیوں؟

اس نے کہا "مایوس دلوں کے لیئے آیۂ رحمت اور غفلت پرستوں کے لئے درس عبرت ہوں۔ جہان کی رحمتیں اسی طرح تقسیم ہوتی ہیں" (رہنمائے تعلیم)

بجلی سے محفوظ رہنا

(۱) کسی گھنے اور بلند درخت کے نیچے کھڑے نہ ہو۔ بلکہ ہٹ جاؤ (۲) کسی کھلے میدان میں یا ٹیلے پر کھڑے نہ رہو۔ بلکہ بیٹھ جاؤ (۳) کارخانوں میں مشینوں کی چمنی کے نزدیک نہ ٹھہرو۔ (۴) بجلی کی تاروں سے نہ ڈرو۔ بلکہ اُنکا سلسلہ منقطع کر دو (۵) مویشیوں کو کسی درخت کے نیچے یا تار کے جنگلے کے قریب جمع نہ ہونے دو (۶) پناہ کے لیئے کسی ایسے مکان میں نہ جاؤ۔ جسکی چھت دہات کی مثلاً جستی یا آہنی چادروں کی ہو۔ اور پائے لکڑی کے ہوں (۷) اگر تمہارا مکان قرب و جوار کے دوسرے مکانات سے الگ اور اونچا ہو۔ تو اُسپر حفاظتی سلاخ لگا دو جسکا ایک سرا ہندو مندروں کے کلس کی مانند اونچا ہو۔ اور دوسرا سرا زمین کے اندر تک چلا جائے (۸) اگر تمہارا مکان شہر کے اندر دوسرے مکانوں میں ہے۔ تو بے خوف رہو تم محفوظ ہو۔ (المست)

معلومات

ہوا کس چیز سے مرکب ہے

تقریباً سوا سو برس قبل کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ ہوا کے اجزا کیا ہیں [illegible] میں ایک مشہور فرانسیسی حکیم لوازیر نے ہوا کے اجزاء دریافت کئے۔ ہوا بہت سے اجزاء کا مرکب ہے جنمیں سے دو سب سے بڑے اجزا آکسیجن اور نیٹروجن ہیں یعنی ہوا کے حجم کا تقریباً پانچواں حصہ آکسیجن ہے اور (۴/۵) نیٹروجن ہے اسکے علاوہ ہوا میں دوسرے ہوائی مواد بھی شامل ہیں یعنی کاربونک ایسڈ (تیزاب) اور امونیا (جوہر نوشادر) مگر یہ بہت کم مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

آکسیجن پر تمام جانداروں کی زندگی کا دارومدار ہے۔ اگر قدرت ہمکو ایک منٹ کے لیئے اس نعمت سے محروم کردے تو ہمارے یہ متحرک جسم آن واحد میں مردہ صورت میں تبدیل ہو جائیں۔ نیٹروجن اگرچہ حیوانی زندگی میں آکسیجن کی طرح ممد و معاون نہیں ہے مگر پھر بھی یہ بے انتہا مفید ہے، چونکہ جب نیٹروجن آکسیجن کے ساتھ ملتا ہے تو وہ آکسیجن کو بے انتہا صاف اور ہلکا بنا دیتا ہے جس سے کہ تنفس میں بڑی آسانی پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے ہر سانس کے ساتھ ہمارے پھیپھڑوں میں آکسیجن داخل ہوتا ہے اور جسوقت ہم ہوا کو سانس کے ذریعہ سے تازہ ہوا لینے کے لیئے خارج کرتے ہیں تو ہمارے پھیپھڑوں کی ہوا کاربونک ایسڈ بن جاتی ہے۔ اگر کاربونک ایسڈ زیادہ مقدار میں ہوا میں شامل ہو جائے تو ہوا نہایت مہلک اور زہریلی ہو جاتی ہے۔ اسی سبب سے ایک ایسا مختصر بند کمرہ جس میں کہ بہت سے آدمی یکجا جمع ہوتے ہیں تندرستی کے لیئے بیحد مضر ہے چونکہ اس کمرہ میں پھیپھڑوں سے نکل نکلکر کاربونک ایسڈ بہت زیادہ مقدار میں جمع ہو جاتا ہے جو کہ زہر سے کسی صورت میں کم نہیں۔ انسان اسوقت تک زندہ نہیں رہ سکتا جب تک کہ وہ پھیپھڑوں سے کاربونک ایسڈ نہ خارج کرتا رہے اور اس کے بجائے سانس لینے کے لئے اسکو آکسیجن کافی مقدار میں نہ ملتا رہے۔

لیکن کاربونک ایسڈ بھی بیکار نہیں ہے جسطرح حیوانی زندگی کے لیئے آکسیجن ضروری ہے اسی طرح نباتات کے لیے کاربونک ایسڈ زندگی بخش ہے اور نباتات اسی کے ذریعہ سے پھولتے پھلتے ہیں۔

درختوں کی پتیوں میں باریک باریک مسامات ہوتے ہیں یہ پتیاں ان مسامات کے ذریعہ سے درختوں میں کاربونک ایسڈ کو جذب کر لیتی ہیں اور اس کے بجائے آکسیجن خارج کر دیتی ہیں۔ اسطرح درختوں کی خارج شدہ ہوا حیوانی زندگی کے لیئے مفید ہے اور حیوانوں کے پھیپھڑوں سے نکلی ہوئی کثیف ہوا سے نباتات زندگی پاتے ہیں۔ پہاڑوں اور شاداب مقامات کی ہوا جو اسقدر صحت بخش مانی جاتی ہے اس کا بڑا سبب یہی ہے۔

آندھی کیوں آتی ہے

یہ تو ظاہر ہے کہ ہوا کو کبھی قرار نہیں ہمیشہ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر حرکت میں رہتی ہے۔ ہوا کی حالت بالکل پانی جیسی ہے۔ اگر سمندر یا کسی تالاب میں سے ایک لوٹا پانی نکال لیا جائے تو فوراً ادھر ادھر کا پانی دوڑ کر اس جگہ کو پر کر لیتا ہے۔ یہی حالت ہوا کی ہے اگر کسی جگہ ہوا کی مقدار کم ہو جاتی ہے تو آس پاس کی ہوا آن واحد میں دوڑ کر اس جگہ کو پر کر دیتی ہے اور اسی سبب سے ہوا چلتی ہے۔

اب یہ سوال درپیش ہے کہ آندھی کسطرح پیدا ہوتی ہے۔ تمنے دیکھا ہوگا کہ جب کسی میدان میں ایسی حالت میں آگ روشن کیجاتی ہے جسوقت کہ ہوا بالکل بند ہوتی ہے تو ہوا کے شعلے نہایت تیزی کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھتے ہیں اور دھواں نہایت تیزی کے ساتھ بلند ہوتا ہے اور اوپر اٹھ کر چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔ یہ شعلے اوپر کی سمت کیوں اٹھے اور یہ دھواں نہایت تیزی کے ساتھ اٹھ اٹھ کر کیوں پھیلا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہوا ہمیشہ گرمی پاکر ہلکی ہو جاتی ہے اور جب وہ ہلکی ہو جاتی ہے تو اوپر کی سمت نہایت تیزی کے ساتھ اٹھ جاتی ہے۔ آگ کی گرمی سے ہوا گرم ہوئی اور گرم ہو کر اوپر کی سمت اٹھ گئی اور آس پاس کی ہوا اس جگہ کو پر کرنے کے لیئے نہایت تیزی کے ساتھ بڑھی۔ بس اسی لیئے شعلے بھڑک اٹھے بعض اوقات جس جگہ آگ روشن کی جاتی ہے اس کے آس پاس کے تنکے تک ہوا میں اڑنے لگتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آس پاس کی سرد ہوا جب تیزی کے ساتھ ہلکی اور گرم ہوا کی جگہ کو پر کرنے کے لیئے نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتی ہے تو خس و خاشاک بھی حرکت میں آجاتے ہیں۔

اسی طرح جب زمین کی گرمی سے ہوا کی ایک بڑی تعداد گرم ہو کر اوپر کی سمت اٹھ جاتی ہے تو چاروں طرف سے سرد ہوا اس جگہ کو پر کرنے کے لیئے بڑھتی ہے اور چونکہ یہ گرم ہوا کی ایک بڑی تعداد اوپر کی سمت اٹھ گئی ہے اس لئے سرد ہوا کی بھی ایک بڑی مقدار اس جگہ کو پر کرنے کے لیئے ہونی چاہیئے اس لیئے جب ہوا کی ایک بڑی تعداد اس جگہ کو پر کرنے کے لیئے اپنی پوری طاقت کیساتھ بڑھتی ہے تو یہ آندھی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور بعض اوقات اس قدر تیزی کے ساتھ بڑھتی ہے کہ بڑے بڑے گنجان درختوں کو اکھاڑتی چلی جاتی ہے۔

پکھراج کی یافت

قصبہ ہماولا میں جو جزیرہ سیلون کے صدر مقام کولمبو سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے پکھراج اتنی کثرت کے ساتھ ایک دہقان کے چھوٹے سے کھیت میں سے نکالے گئے کہ آجتک اتنی بڑی یافت سیلون میں اب تک نہیں ہوئی تھی۔ زرد، سنہری، لال، آسمانی غرضکہ یہ پکھراج ہر ایک رنگ کے ہیں ان کا وزن ۲۰ قراط سے لیکر ۷۰۰ قراط تک ہے بعض پکھراج ۲۰ تولہ وزنی ۵۰ ہزار روپیہ کی ملکیت کا ہے۔ مالکان کھیت کی قسمت کھل گئی وہ پانچ چھ لاکھ روپئے کے پکھراج اب تک نقد قیمت لیکر بیچ چکے ہیں اور باقی پکھراجوں کی فروخت کے لیئے گفتگو ہو رہی ہے کولمبو کے سوداگران جواہرات تو شاید ان سب پکھراجوں کو نہ لے سکیں اس لیئے کہ ان کے پاس پہلے ہی سے بہت اعلیٰ جواہرات موجود ہیں۔

کم سرمایہ والوں کیلیئے

وسائل معاش

مرغیوں کی تجارت

ہندوستان کی آبادی دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور جوں جوں یہ آبادی ترقی کر رہی ہے فکر معاش بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ہر شخص معاش کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے۔ آج سے چند سال پہلے ہندوستانی ملازمت کو دنیا کی سب سے بڑی عزت خیال کرتے تھے مگر موجودہ زمانہ میں ہزارہا روپیہ خرچ کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے نوجوان ملازمت کی امید میں کالج چھوڑتے ہیں مگر صاحب کے بنگلے کے چکر۔ ہیڈ کلرکوں کی خوشامد ان کے جذبات کو پامال کردیتی ہے۔ اور وہ ناامید ہوکر مصیبت کی زندگی کو اس ذلت کے مقابلے میں گوارہ کرلیتے ہیں کاش ان کو یہ بھی معلوم ہوتا کہ ملازمت کے علاوہ معاش کی ایک بہتر راہ تجارت بھی ہے۔ تجارت دنیا کی سب سے بڑی عزت ہے خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو یا بڑی سے بڑی۔ اب تجارت کے لیئے سب سے بڑا سوال سرمایہ کا ہے میرے خیال میں سو روپیہ کے سرمایہ سے ہر شخص تجارت شروع کرسکتا ہے۔ رسالہ دین و دنیا میں ابتک عمدہ وسائل معاش درج ہوچکے ہیں اور سینکڑوں زندگی سے بیزار ہستیاں ان ہی کی بدولت عیش و آرام کی زندگی بسر کررہی ہیں اسمرتبہ بھی مرغیوں کی تجارت کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کرنے کا ایک کامیاب طریقہ درج رسالہ کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے آپ ایک بنجر زمین کا ٹکڑہ کرایہ پر لیجیئے جسمیں بآسانی ایک ہزار سے لیکر پانچ ہزار تک مرغیاں پالی جاسکیں۔ اس زمین کے چاروں طرف ایک بانس کا کٹہرہ بنائیے جو کہ بلی کتے وغیرہ کے حملہ سے محفوظ رکھنے کے لیئے کافی مضبوط ہو۔ اس احاطہ میں مرغیوں کے لیئے بہت سے دربے بنوا دیجیئے تاکہ وہ سردیوں میں رات کی سردی سے اور گرمیوں میں دن کی دھوپ سے محفوظ رہ سکیں اس انتظام کے بعد آس پاس کے قصبوں میں مرغیوں اور مرغوں کے خریدنے کیلئے جائیے۔ قصبات میں انڈے دینے والی مرغیاں ۴/ روآنہ کو اور مرغے ایک روپیہ کو بکثرت مل سکتے ہیں۔ اس تجارت میں کسی صورت میں بھی سو فیصدی سے کم کا نفع نہیں ہے۔ چونکہ سو مرغیوں اور بیس مرغوں کی خرید میں یہ رقم صرف ہوگی۔

	روپیہ	آنہ	پائی
۱۰۰ مرغیاں ۱۲/ فی عدد کے حساب سے	۷۵	۰	۰
۲۰ مرغے عہ/ فی عدد کے حساب سے	۲۰	۰	۰
متفرق خرچ	۵	۰	۰
میزان	۱۰۰	۰	۰

اس کے بعد جب انڈے کافی تعداد میں جمع ہوجائیں تو جو مرغی کڑک ہوتی جائے اسکو فوراً انڈوں پر بٹھا دیجیئے اور اس اوسط سے ہر مرغی کے نیچے انڈے رکھیئے کہ کم از کم دس بچے ضرور نکل آئیں اس طرح سو مرغیوں کے نیچے ایک ہزار بچے نکل سکتے ہیں۔ یہ بچے چھ مہینہ میں اچھی خاصی مرغیاں بن جائینگے۔ اس طرح مالک کے پاس چھ مہینہ میں ۱۱۲۰ مرغیاں ہونگی۔

چھ ماہ کا مکمل حساب ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

مرغیوں کے لیئے جو زمین لی گئی تھی دس روپیہ ماہوار کے حساب سے اسکا کرایہ	۶۰ — ۰ — ۰
کٹہرے اور دربوں پر جو لاگت آئی	۴۰ — ۰ — ۰
مرغیوں اور مرغوں کی خرید میں جو رقم صرف ہوئی	۱۰۰ — ۰ — ۰
دانہ وغیرہ جو چھ ماہ میں صرف ہوگا	۳۰ — ۰ — ۰
میزان	۲۳۰ — ۰ — ۰

اب اگر مرغیوں کا مالک ان میں سے ہزار مرغیاں فروخت کرنا چاہتا ہے تو ۸/ کے حساب سے ہاتھوں ہاتھ فروخت کرسکتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اس نے ایک ہزار مرغیاں پانچسو روپے کو فروخت کیں۔ اس آمدنی میں سے دو سو تیس روپے جو خرچ ہوئے ہیں وہ نکال دیجئے تو ۲۷۰ روپے کا خالص نفع ہوا۔ یعنی ۴۵ روپے ماہوار ایک قصبہ میں بیٹھ کر نہایت اطمینان کے ساتھ کمائیے جو کہ ایک گریجویٹ کی ابتدائی تنخواہ سے کسی صورت میں کم نہیں ہے۔

زیادہ بہتر یہ ہے کہ ان مرغیوں کو کم تعداد میں فروخت کیا جائے تاکہ مندرجہ بالا طریقہ پر ان سے بھی بچے حاصل کیئے جاسکیں اس طرح بہت تھوڑے زمانہ میں دوگنی تگنی آمدنی ہوسکتی ہے ایک سال کے بعد اتنی کافی تعداد میں مرغیاں ہوجائیں گی کہ مالک کو ایجنٹوں کی ضرورت محسوس ہونے لگیگی اور وہ محسوس کرے گا کہ اسپر چاندی کا مینہ برس رہا ہے۔

انڈوں کو محفوظ رکھنے کا طریقہ

جب اس قدر زیادہ تعداد میں مرغیاں ہوجائیں گی تو یہ یقینی بات ہے کہ انڈے اس قدر ہونگے کہ ان کی نکاسی کے لیئے معقول انتظام کرنا ہوگا۔ بعض اوقات چند مجبوریوں کی وجہ سے انڈوں کی فروخت میں دیر ہوجاتی ہے اور وہ بگڑ جاتے ہیں ایسی صورت میں انڈوں کو محفوظ رکھا جائے جس کی کہ نہایت بہتر تدبیر یہ ہے کہ "پیرافین" کو سیال صورت میں انڈوں پر مل دیا جائے جب وہ خشک ہوجائیں تو انڈے بحفاظت رکھدیئے جائیں مدت تک خراب نہیں ہونگے۔ ایک پونڈ "پیرافین" ڈیڑھ ہزار انڈوں کے لیئے کافی ہے۔

سالہا سال تک انڈے محفوظ رہیں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ انڈے سالہا سال کام دیں۔ تو کیمیکل اصول کے موافق عمل کیجیئے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک حصہ موم اور دو حصے خالص سرسوں کا تیل لیجئے۔ موم کو پگھلا کر نیم گرم تیل میں ملا لیجئے۔ اس کے بعد ایک ایک انڈا اس میں ڈبو کر باریک پسے ہوئے کوئلہ کی تہ پر رکھدیجئے اور اوپر سے بھی پسا ہوا کوئلہ کی تہ لگا دیجئے تاکہ انڈے بالکل پوشیدہ ہوجائیں۔

سوالات

طبی

(۹۳) ایک تیس سالہ عمر کی عورت کو عرصہ دو سال سے درد سر کی شکایت ہے تکیہ پر سر رکھنے سے یا زیادہ مطالعہ کرنے سے درد اپنی پوری قوت کے ساتھ اٹھ کر بے حس کر دیتا ہے۔ بیس سال کی عمر سے بال سفید ہونے شروع ہو گئے ہیں دانتوں کی جڑوں میں بھی بے انتہا درد ہوتا ہے۔ کوئی صاحب مہربانی فرما کر نسخہ تجویز فرمائیں۔ (نشان ۲۵)

(۹۴) چہرہ اور سینہ پر سرخ رنگ کی پھنسیاں بے حد نکلتی ہیں یہ مرض دو سال سے ہے اسوقت عمر قریب ۲۲ سال کے ہے کوئی صاحب مجرب علاج تحریر فرمائیں۔ (غلام رسول)

(۹۵) وضو کرتے وقت مسوڑے دبانے سے خون نکلنے لگتا ہے۔ کیا کوئی ایسا نسخہ ہے جو اس کے لئے بھی مفید ہو (۲۰۲ / ع)

(۹۶) میری اہلیہ ۶ ماہ سے بعارضہ اختلاج قلب مبتلا ہیں۔ کوئی صاحب سہل اور زود اثر نسخہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ (سید افسر علی)

(۹۷) گرمیوں میں پیروں کو بے حد پسینہ آتا ہے۔ یہانتک کہ تمام انگلیاں ایک دوسرے سے چپک جاتی ہیں۔ انگلیوں کے جدا کرنے میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ یہانتک کہ کھال بھی پھٹ جاتی ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔

(خریدار)

(۹۸) ذرا سی حرکت سے اختلاج القلب پیدا ہو جاتا ہے۔ کان ہر وقت گونجتے رہتے ہیں۔ ہر قسم کا علاج کر لیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کوئی صاحب نسخہ تحریر فرمائیں (محمد حیات شریف میسور)

(۹۹) میری دادی اماں کو سات سال سے دمہ کی شکایت ہے۔ اس مرض کا دورہ پندرہ دن کامل رہتا ہے جسمیں ان کو بے انتہا تکلیف ہوتی ہے۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ مصری معالجہ کے بعد بھی بدستور ہے۔ مجرب و مفید علاج مطلوب ہے (اسد)

(۱۰۰) چار سال سے ڈاڑھ میں درد ہے ڈاکٹری دوا سے عارضی فائدہ ہوتا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۱۴۸ / ن)

صنعتی

(۱۰۱) صنعت و تجارت کے متعلق انگریزی رسائل اور کتب کا پتہ مطلوب ہے۔ (خریدار)

(۱۰۱) پریس کی سیاہی بنانے کی ترکیب مطلوب ہے۔ (خریدار)

متفرق

(۱۰۲) مقروض ہوں بیمار ہوں کیا کوئی مجرب عمل ان مصائب سے چھٹکارہ کے لئے کوئی صاحب بتائیں گے (سرفراز حسین)

(۱۰۳) کسی صاحب کو جناب قبلہ پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب وارثی کا اگر شجرہ معلوم ہو تو تحریر فرمائیں۔ امیٹی۔ شاہجہانپور۔ اور دیوا شریف کے بھائی خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائیں۔ (محمد زین الدین)

(۱۰۴) دین و دنیا کے مندرجہ ذیل پرچوں کی ضرورت ہے۔ جن صاحب کے پاس موجود ہوں اصلی قیمت پر روانہ کر دیں۔

جلد دوم نمبر ۱ - ۲ - ۱۲ - جلد سوم نمبر ۱ - ۲ - ۴ - ۶ - ۷ - ۸ -

(محمد حیات شریف میسور)

(۱۰۵) ہر قسم کے مصنوعی بال ارزاں قیمت پر کہاں سے مل سکتے ہیں کوئی صاحب مفصل پتہ لکھیں۔ (۳۹۱ / الف)

جوابات

(۵۸) دیوان وطن آٹھ سال سے طبع نہیں ہوتا اس کا ملنا دشوار ہے۔ سفر وطن میرے ایک دوست کے پاس ہے اس کا بھی حشر ہوا۔ (خریدار)

(۵۱) درد سر کے لئے سونٹھ گھسکر لیپ کیجئے پندرہ منٹ میں آرام ہو جائیگا (عبد العزیز شاد)

(۵۲) حیض والی عورت کے واسطے غسل لازم ہے اور ایسی حالت میں کھانا پاک ہے۔ (صدیق)

(۵۳) ذیابیطس کے لیئے مجرب نسخہ یہ ہے۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ سیماب ۱ تولہ قلعی خالص ۲ تولہ۔ بابونہ گجراتی ۲ تولہ۔ دانہ الائچی خورد ۲ تولہ۔ بنس لوچن آسمانی ۲ تولہ مروارید ناسفتہ ۳ ماشہ۔ اول قلعی کو اور سیماب کو کڑچھے میں ڈالکر گلالیں جب سرخ ہو جائے تو ٹھنڈا کر کے کھرل کرنا شروع کریں پھر باقی ادویہ بدستور تمام اجزاء کے شمولیت کے بعد کھرل کریں۔ مروارید عرق کیوڑہ میں حل کرنے کے بعد داخل کئے جائیں۔ تین چار روز برابر کھرل کرتے رہیں جب سفوف سرمہ کی طرح باریک ہو جائے اس کو حفاظت سے رکھیں۔ اول تین روز بوقت صبح ایک ماشہ پھر تین روز ڈیڑھ ماشہ اس کے بعد تین دن ۲ ماشہ اسیطرح ہر تیسرے دن ایک ماشہ کا اضافہ کرتے جائیں۔ چالیس روز برابر کھائیں۔ دانتوں کو دوا نہ لگنے پائے اور دوا کے کھانے کے بعد پاؤ سیر بکری کے دودھ کی چائے پینی چاہیئے۔ گرم۔ شیریں اشیاء سے پرہیز جماع سے بھی پرہیز رکھیں۔

(حکیم عزیز الدین احمد خریدار ۲)

انشائے لطیف

لیڈی مرچ

(از مصور فطرت مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی)

نہ گوری - نہ کالی - بلکہ لال - جب سے شعور آیا رنگ سبز تھا - لیڈی بنیں تو لال جوڑا پہن لیا - سل پر پستی ہیں تب بھی لال - آگ پر بھنتی ہیں تو بھی سُرخ رکابی میں دسترخوان پر آتی ہیں اسوقت بھی ان کی لالی نہیں جاتی - چھوٹے قد کی ہوں یا بڑے قامت کی - تیزی اور سرخی کا وہی عالم - بلکہ چھوٹے قد والی تیتا مرچ مشہور ہے - ان کی آبرو دیکھ کر اچھے اچھے منھ میں پانی بھر آتا ہے - اور بڑے بڑے بھاری بھرکم متحمل مزاج لوگوں سے سی سی کرا دیتی ہیں -

ان کے صاحب کا نام گھی ہے - گھی کے بغیر ان کی شوخی دور نہیں ہوتی اپنے صاحب سے ہم آغوش ہوکر سالن کا تار شمار کہلاتی ہیں - نوالے کا روپ انہی کے دم سے ہے - جب وہ شوربہ میں غوطہ مارتا ہے تو یہ اپنا پسا ہوا بدن نوالہ کے جسم پر مل دیتی ہیں - اور سنہرا رنگریز کا نعرا لگاتی ہیں - نوالہ لال ہوکر باہر آتا ہے - منھ میں جاتا ہے - معدہ میں پہونچتا ہے - اور خبر نہیں کتنے کتنے تغیر اس کو پیش آتے ہیں مگر لیڈی مرچ کی شان میں کہیں بٹہ نہیں لگتا - وہ آخر دم تک اپنی تیزی اور جھلجھلاہٹ دکھاتی رہتی ہیں -

کالی مرچ کو لیڈی کہنا ہرگز جائز نہیں - وہ تو ودین ہے - یعنے مادہ اور لال مرچ لیڈی - یعنے شریف عورت - کیونکہ آجکل زمانہ میں لال رنگ گراں ہے - اور گرانی کے زمانہ میں ہر سرخی قابل عزت ہے - کالی مرچ گول مٹول - نہ سر - نہ پاؤں - نہ اِدھر - نہ اُدھر - لال مرچ نوکیلی - چھبیلی - تاجدار - دم دار - آخری صفت کی قدر تمام ہیئت داں جانتے ہیں - کہ سب ستاروں میں دم دار تارہ بڑی عزت رکھتا ہے - ڈارون صاحب نے تو آدمی کی بھی دم ثابت کی ہے - جو اشرف المخلوقات ہے - تو لال مرچ کا مرتبہ کالی مرچ سے بڑا کیوں نہو - کالی مرچ دم سے محروم اور لال مرچ اس نعمت سے مالا مال - یہی وجہ ہے کہ میری بیلے لال مرچ کو چاہتی اور اسکو لیڈی مرچ کہتی ہیں ؎

آنکھ

(از جناب نامی کوہ سوار صاحب نظامی)

کہنے کو بادام کی شکل، یا ایک صدف جس میں دُر آبدار، مگر بڑی گرانمایہ شئے اور انمول چیز ہے، یہ وہ دوربین و خوردبین ہے، جسے صانع حقیقی نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے، ایک ہی تل میں ساری کائنات کی سمائی کی، واہ رے فیاضی، اُف رے حکمت، یہ کوئی آئینہ کا ٹکڑا نہیں جسکو یدگر نزدیک و دور کے لیئے چشمہ (یعنے عینک) بنایا جائے، فلسفی اسی نقطۂ نظر پر نازاں، حکیم اسی تل کا شیدا، غرض جتنے بھی کارنمائے تمدن و معاشرت ہیں وہ سب اِسی پر فخر کرتے ہیں -

سیاح کی آنکھ؟

قابل قدر ضرور ہوتی ہے وہ اپنی آنکھ سے کیا کچھ نہیں دیکھتا، عبرت خیز مناظر، وحشت انگیز واقعات، کہیں کی دلچسپ عمارات، کسی جگہ جانفزا سیر یاں اِن تمام حالات کی دیکھ بھال سے اُسکی آنکھ فی الحقیقت مصور کا کیمرہ یا تصویروں کا البم ہوجاتی ہے -

جاسوس کی آنکھ؟

بھی نہایت ہی غضب کی آنکھ ہوتی ہے، یہ اپنی کن انکھیوں سے کہاں کہاں کی خبریں حاصل کرتا ہے، کس کس کا راز مخفی ڈائری میں لکھ لیتا ہے، برسوں کے چھپے، اور دلوں کے دبے ہوئے واقعات کا منٹوں میں انکشاف کرتا ہے،

شاعر کی آنکھ؟

دلیس ہوتی ہے گو وہ بھی ظاہری آنکھ سے دیکھتا بھالتا ہے، لیکن پچھلی رات میں آنکھیں بند کیئے اندھوں کی طرح مضمون ٹٹولتا اور سرگرداں ہے، فی کل وادٍ یھیمون رہتا ہے، اِس سیر سپاٹے میں جو کچھ ہاتھ آجاتا ہے اُسے اپنا ہی مال سمجھ لیتا ہے، اور بے دریغ اڑا لے جاتا ہے، اِس کی آنکھ اِن اور آنکھوں کی صف میں نہیں آسکتی -

فلسفی کی آنکھ؟

ہر چیز کی ماہیت میں سرگرداں رہتی ہے - اپنے نزدیک و دور کی ہر ایک شئے کا بغور ملاحظہ کرتا ہے، ہمیشہ اس کی آنکھ ہر چیز کی اصلیت و جہ خاصیت پر غور و فکر کرتی رہتی ہے، لیکن اِس کی عقل کی ایک آنکھ کانی ہوتی ہے، اِس لیئے بیچارہ خالق الاشیاء کا قائل نہیں ہوتا، بلکہ صاف کھلے پکارے کہے جاتا ہے، کہ ہر چیز کا مادہ بنتا اور بگڑتا ہے، دریا کو مدو جزر لازمی بات ہے، فطرت کے معقولات میں نیچر کو اختیار نہیں کہ اُسے ذرا بھی تبدیل کرسکے یہ ہمارا فلسفی ایک آنکھ والا مغربی معلوم ہوتا ہے، جو یقیناً دجال کا ہمزلف ہے، ایک آنکھ وہ بھی ہوتی ہے جو؟

صیاد کی آنکھ؟

کہلاتی ہے - اِس کے حصے میں یہ آنکھ کیا آئی ہے کہ وہ برابر میلوں گولی چلاتا اور کئی کئی فرسنگ پر ہرن و شکاری پرندوں کو ہدف نشانہ اندازی کرتا ہے، کتنی اچھی آنکھ پاتا ہے

کہ ذرا سی تاک میں پریت کی چوٹی سے رائی سے اُڑا دیا واہ ۔ رے جولانیٔ نظر۔

مورخ کی آنکھ؟

یہی تو ہوتی ہے، جو دائم اچھے اور بُرے حالات کا منتبقی طور پر دیکھتی رہتی ہے۔ تحقیق و تدقیق میں ہرگز غلطی نہیں کھاتی، اِسیواسطے کہا جاتا ہے ہر مورخ کو مبصر ہونا لازم ہے :-

بیدرد آنکھ؟

بعض وہ آنکھیں بھی تو ہوا کرتی ہیں۔ جو یتیم و یسیر کی حالت خستگی، محتاجی کی زاری؟ نہیں بیکس کی آہ و بکا، بیداد کی فریاد کو سنکر بھی خاموش ہوجاتی ہیں۔

ہمدرد آنکھ؟

کچھ رحم و کرم کی آنکھیں بھی ہوتی ہیں، یہ اوروں کی مصیبت و تکلیف کو بہت ہمدردی سے دیکھتی اور روتی ہیں۔ رونے والی آنکھ خدا کو پسند ہوتی ہے، اُس کا ایک ایک قطرۂ اشک دُرِ شاہوار کی قدر و قیمت رکھتا ہے، خدا ایسی آنکھوں کو ہمیشہ جیتی جاگتی رکھے۔

معشوق کی آنکھ؟

اب ذرا بزم عشاق میں چلیں یا اُس آل انڈیا عشاق کانفرنس میں چلئے جہاں آنکھوں کی گرم بازاری قابل دید ہے، کوئی چتون کا شہید، کوئی نگاہِ نیم کش سے گھائل، کوئی دزدیدہ نظری کا شکار، کوئی شوخیٔ چشم پر بسمل ہو چکا ہے، کسی کے دل کے ٹکڑے اس چشم فتاں کے سیخ مژگاں پر کباب بنے ہوئے ہیں، کہیں آنکھوں آنکھوں ہی میں پیام و سلام جاری ہیں۔ کبھی اظہار نفرت وگاہے اقرار وصل ہوتا ہے، یہی آنکھ فسوں گری میں سحر و سامری کو نیچا دکھاتی ہے۔ مجنوں انہیں آنکھوں کا کشتہ تھا، فرہاد اسی آنکھ کی یاد میں پہاڑ سے جوئے شیر لایا، غرض جسقدر عشاق گزرے اور آئندہ گزرینگے وہ سب اِسی چشم فتنہ گر کے مقتول و فدائی ہونگے، یوں تو اور آنکھیں ہیں کس کس کا تذکرہ کیجئے۔ لیکن اِسمیں ایک،

عارف کی آنکھ؟

یہی ہوتی ہے، جو بیحد ممتاز و حقیقت نگر ہے، اِسی کو چشم خدا بینی کہتے ہیں ایسی آنکھیں سب کے حصے میں نہیں آتی ہیں، اور ان آنکھوں کا تعلق باطنی آنکھوں سے ہوتا ہے، نظر باطن سے یہ لوگ جس چیز کی طرف نگاہ دوڑائیں گے وہاں اللہ پاک ہی کے جلوے نظر آئینگے، ایسی پیاری آنکھیں بایزیدؒ، منصورؒ، شبلیؒ، جنیدؒ، بلالؓ، ابوبکرؓ، عثمانؓ، عمرؓ، علیؓ، یا حسن بصریؒ، رابعہؒ ہی لائے تھے ایک

عین الیقین

اور بھی ہے، اِس آنکھ کی کس منھ سے تعریف کیجئے جس پر مسلمانان عالم کی نگاہیں نہایت مودبانہ جاتی اور طواف کرنے لگتی ہیں ؎

طرفہ مضمون ہو میری پیش نظر ہو آگاہ   منظر چشم نبیؐ پر بھی ذرا کیجئے نگاہ،
ایسی نرگس کہیں دیکھی ہو نہ بادام سیاہ   چشم بد دور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ

اللہ اللہ کیسی آنکھوں کے وصف لکھنے کا مجھے موقع ملا ہے، کیا میں اپنی آنکھوں کو آتش عشق سے جلا کر عقیدت و ایمان کی کھرل میں حل کروں اور چند قطرے حوض کوثر کے ڈالکر روشنائی بنالوں پھر موئے مژہ کا قلم بنا کر وصف و ثنائے عیون احمدؐ پاک لکھوں۔ یہ وہ مبارک آنکھیں ہیں، جو ہمیشہ نجات و بخشش اُمت کے لیئے تر رہا کرتی تھیں، یہ وہ آنکھیں ہیں جو امیر و فقیر، موسائی، عیسائی، یہود و ترسا سب کے ساتھ یکساں منصفانہ برتاؤ کیا کرتی تھیں۔ یہ وہ پیاری آنکھیں ہیں جو دوست و دشمن سے یکساں سلوک کیا کرتی تھیں۔ جہلائے عرب کے سینوں سے توہمات و تسوید ذات باطل کے مٹادینے میں اِسی باریک بین چشم مصلح نے برق اثری دکھائی قربان جاؤں اُن آنکھوں کے جو جلوۂ لامکاں میں معراج کی رات سرمۂ مازاغ البصر وماطغیٰ" پہن لیا تھا، اِن آنکھوں کا صدقہ اے مسلمانوں اپنی آنکھوں کو پاک و صاف رکھو، کل اِنہی آنکھوں سے دربار حشر میں جانا ہوگا جب آنکھیں چار ہونگی پھر تو ساری قلعی کھُل کے رہیگی"۔ وہی آنکھ اچھی" جو اکل حلال کی تلاش میں نگراں ہو، وہی نظر اچھی ہے جو سب کے ساتھ رحم و عنایت سے پیش آئے وہی نگاہ نیک ہے جو نیک و بد، حرام و حلال کا امتیاز کرے، وہی چشم مبارک ہیں جو ذکر الٰہی میں مخمور و سرشار اور عشق نبیؐ میں ہمیشہ اشکبار و سینہ فگار رہیں۔ بس سُن چکے نگاہوں کو جھکاؤ، پتلیوں سے نقاب ہٹاؤ دیکھو تمہارے سامنے حسن ازلی قدوس جلوہ افروز ہے لو میں سجدے میں چلا "سبحان ربی الاعلیٰ" ؎

ہر کہ چشماں دل مبیں جز دوست
ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

شاعرانہ خیالات

(از محمد یحییٰ - تنہاؔ - بی - اے)

ایک چشمے پر یہ الفاظ کندہ تھے — اے انگلستان کے جہاز رانوں — نیپولین فرانس سے رخصت ہوتا ہے — ہم سات ہیں — موسم بہار کے شروع میں — مارک اینٹنی کی تقریر قیصر کی لاش پر — اپنی ماں کی تصویر دیکھ کر — عجیب و غریب رات — ایک شاعر کی قبر — گرمی کے موسم میں۔ موت سب کو یکساں کر دیتی ہے — نیک صلاح — بی بی حوا آدم سے کہتی ہیں — خوش نصیب کرن ہے — کوئیل — بادل — سمندر — گلاب کا آخری پھول — گل بنفشہ کی سرگزشت — اطمینان قلب کی تلاش — گوشۂ تنہائی —

ان ۲۱ دلچسپ مضامین کے علاوہ اور بہت سے مضامین ہیں۔ جن کو کہ انشائے لطیف کا نہایت دلچسپ مجموعہ اور شاعرانہ تخیل کی بلند پروازیوں کا بہترین نمونہ کہا جاسکتا ہے۔ ضخامت سوا سو صفحے قیمت ۱۲؍

منیجر خواجہ بک ڈپو - دہلی

لوہے کی حکومت

(از شوکت علی فہمی - میرٹھی)

دُنیا آزادی کے لیئے چیخ رہی ہے - ہر شخص آزاد بنکر رہنا چاہتا ہے - تم کون آزادی لینے والے ہندوستان کی گورنمنٹ اگر تم کو آزادی دینا چاہے بھی تو اُسکو کیا حق حاصل ہے، وہ خود میری محکوم ہے، وہ خود میری غلام ہے، وہ پہلے خود تو آزاد ہو جائے، حکومت میری ہے میں شہنشاہ ہوں - میں ہندوستان پر ہی نہیں تمام دُنیا پر حکومت کر رہا ہوں، میں وہ بادشاہ نہیں جو محل میں بیٹھکر عیش و عشرت میں بسر کروں، میں وہ شہنشاہ نہیں جو محض کونسل میں قدم رنجہ فرما کر اپنی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جاؤں، میں حاکموں کا نگراں ہوں، فوجی افسروں کا قوت بازو ہوں میں رعایا کا محافظ ہوں - میں امیر کا ساتھی ہوں، فقیر کا ہمدم ہوں -

آج سے ہزاروں برس پہلے جب ہندوستان وحشی اقوام کا مسکن بنا ہوا تھا اسوقت بھی میں ہی ہندوستان پر حکومت کرتا تھا - میں ہی بھالوں اور نیزوں کی شکل میں آکر اپنی وحشی رعایا کے خورونوش کا سامان مہیا کرتا تھا - محمود غزنوی کو اپنی شجاعت پر ناز تھا - میں نے ہی شمشیر کی شکل میں آکر اس کو شجاعت کا درس دیا - سومناتھ کا مندر توڑنے کے لیئے میں نے ہی آہنی گرز کی شکل اختیار کی جبوقت محمد غوری ہندوستان پر حملہ آور ہوا اسوقت میری ہی جرأت اس کی رہنمائی کر رہی تھی - تیمور ایک لنگڑا انسان اور ہندوستان کا لق و دق میدان - اگر میں تیغ آبدار بن کر اسکی مدد نہ کرتا تو وہ ہندوستان سے اس قدر مال غنیمت کبھی نہ لیجا سکتا تھا سلاطین مغلیہ کے دلوں میں میں نے شجاعت پیدا کی ورنہ مٹھی بھر مسلمان کروڑوں ہندوؤں کو تہ تیغ کر سکتے تھے ؟ - انگریز آئے ولایت سے مال لائے اور اسی مال کو نیچتے نیچتے بادشاہ بن بیٹھے یہ سب کچھ بھی میری ہی آہنی مشینوں کا نتیجہ تھا - تو پیں جو ہیں وہ بھی میرے ہی جگر کے ٹکڑوں سے تیار کی گئیں - یورپ کی جنگ عظیم میں مغربی ممالک اپنی نئی نئی سائنس کی معلومات اور ایجاد پر نازاں ہوتے تھے - ان کے پردہ میں بھی میں ہی تھا - ترکی تباہ و برباد ہو چکی تھی مگر یہ میری ہی قوت تھی یہ میری ہی طاقت تھی کہ میں نے دوبارہ مُردہ جسم میں روح پھونکدی -

دُنیا کی جس قوم نے میری قدر کی میں نے اُس کو لکھ پتی اور کروڑ پتی بنا دیا - امریکہ کو دیکھ لو نئی دُنیا ہے مگر سب سے زیادہ مالدار، یہ سب کچھ میری عزت افزائی کا نتیجہ ہے - جاپان اگرچہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے مگر روس جیسا جوڑ اچکا ملک بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکا - یہ بھی میری ہی قدردانی کا صلہ ہے - جرمنی کو دیکھ لو کہ اس نے میری عزت کی اور روز روشن تمام دُنیا میں آفتاب شہرت بنکر چمکا -

بادشاہ اور تاجر ہی نہیں دُنیا کا ہر متنفس میرا ممنون منت ہے - حکام کے ہاتھوں میں قلم بنکر میں ہی حکومت کر رہا ہوں - ایڈیٹر و نامہ نگاران ہی لوہے کے چلتے چلتے حقیر ٹکڑوں کی بدولت جنکو نب کہتے ہیں آج آسمان شہرت پر چاند کی طرح روشن ہیں - لیڈروں کی لیڈری کو میں نے ہی چمکایا - غریب کلرکوں کی روٹیوں کا سہارا میں ہی ہوں - دُنیا کی صنعت و حرفت میری ہی محتاج ہے - غریب مزدوروں کی مزدوری کا بھی سہارا میں ہی ہوں غرض یہ کہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ میرے احسان سے دبا ہوا ہے - پھر بتاؤ کہ حکومت کس کی - بادشاہ کون - اگر کل میں اپنی ہستی کو جدا کر لوں تو دُنیا کا تمام کاروبار چوپٹ ہو جائے - اور قیامت سے پہلے قیامت کا نمونہ تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہوگا - ذرا آنکھیں کھولو اور غور کرو کہ جب مجھ جیسی ایک ناچیز شے کے علٰحدہ ہو جانے سے دُنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو جاتا ہے تو اگر میرا اور تمہارا پیدا کرنے والا بھی تم کو اسی طرح چھوڑ دے جسطرح کہ تم اُس کو بھول گئے ہو تو بتاؤ تمہارا کیا حشر ہوگا

جوئے آب

رشکِ فردوسِ بریں ایک تماشا تیرا   غیرتِ باغِ ارم ایک نظارا تیرا

دلِ مشتاق ہوا جاتا ہے شیدا تیرا   ہائے وہ شام و سحر گاہ کا جلوہ تیرا

دردمندوں کے لیئے باعثِ آرام ہے تو

نام ہے جسکے ہے راحت وہ دلآرام ہے تو

واہ کیا زور ہے کیا شور ہے کیا ہے قوت   واہ کیا شان ہے کیا رُعب ہے کیا ہے شوکت

اُف تری شوخ ادائیں تری پیاری صورت   آہ پھیلاؤ ترا آہ تری یہ وسعت

چاندنی چاندنی سب کہتے ہیں ہم جانتے ہیں

کوئی ہو تجھ سے مقابل کہیں ہم مانتے ہیں

غنچۂ حسنِ نظر ناکام کھلا جاتی ہے   ٹھنڈی ٹھنڈی تجھے چھوکر جو ہوا آتی ہے

تیری یہ طرزِ خرام آہ غضب ڈھاتی ہے   نور کی تیری جھلک چاند کو شرماتی ہے

چھیڑ نہ ساحلِ شیدا کا تجھے بھاتا ہے

واہ شاباش ہے کیا ناز کا ڈھب آتا ہے

ہائے وہ روپ کہ قربان ہو صحنِ گلشن   چاندنی رات میں دیکھے کوئی تیرا جوبن

وہ سکوں چار طرف چھایا فدا جس پہ سخن   وہ سما نور کا اور بادِ صبا کا وہ چلن

تنِ نازک کا وہ نقشہ کہ خجل آئینہ

شرم سے آب ہو بلور غضب وہ سینہ

ناز و انداز کا رنگیں وہ ترا نا پانا   دن کو وہ کھیلنے سورج کی کرن کا آنا

باتوں باتوں میں ایک عالم کو لُبھا لیجانا   آہ وہ جوش میں چلتے ہوئے تیرا گانا

چھیڑنا بادِ صبا کا وہ تجھے مستی سے

ہائے وہ چین بجبیں ہونا ترا شوخی سے

سیاحتِ دشت میں انداز سے چلنے والی   دامنِ کوہ سے اٹھلا کے نکلنے والی

سبزہ و گل کے قریب آکے مچلنے والی   رنگ اک آن میں لاکھوں ہی بدلنے والی

تو ہی تزئین ہے کھیتوں کے بیابانوں کی

تو ہی تفریح ہے حیوانوں کی انسانوں کی

(ماخوذ)

مجاز و حقیقت

(از مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی چیف ایڈیٹر):

کیوں مجھ کو ستاتے ہو کیوں خواب میں آتے ہو — بھولا ہوا افسانہ کیوں یاد دلاتے ہو
مایوس نگاہوں میں وہ شوق کہاں باقی — کیوں پردہ ہٹاتے ہو کیوں جلوہ دکھاتے ہو
اب سر ہے نہ سامان ہے اب دل ہے نہ ارماں ہے — کیوں تیغ اٹھاتے ہو کیوں تیر چلاتے ہو
پھر کھا کے قسم جھوٹی پھر نام مروت لیکر — کیوں آگ لگاتے ہو کیوں مجھکو جلاتے ہو
پھر آنکھ سے ٹپکے گا دل بن کے لہو شاید — کیوں آنکھ میں آتے ہو کیوں دل میں سماتے ہو
اظہار تاسف سے رو رو کے تکلف سے — کیوں دل کو دکھاتے ہو کیوں مجھکو رلاتے ہو
پھر غمزہ جادو سے پھر حلقۂ گیسو سے — کیوں فتنے جگاتے ہو کیوں دام بچھاتے ہو
لبہائے فسونگر ہیں پھر گرم شکر ریزی — کیوں زہر پلاتے ہو کیوں مجھکو مٹاتے ہو

کچھ قدر ہوئی شاید وحشی کی پس مردن
کیوں اشک بہاتے ہو کیوں رنج اٹھاتے ہو

(از جناب حضرت صفی لکھنوی)

چلیئے مگر آہستہ یہ عشق کی منزل ہے — ہر جادہ رگ جاں ہے ہر ذرہ میں اک دل ہے
اس خاک کے پتلے کی اللہ ری خود بینی — جس رخ نظر اٹھتی ہے آئینہ مقابل ہے
سب شعبدہ بازی تھی اے چشم فلک تیری — لیلےٰ ہے نہ مجنوں ہے ناقہ ہے نہ محمل ہے
ہستی و عدم ان میں ہے فرق مگر کتنا — ہلکا سا ہے اک پردہ جو بیچ میں حائل ہے
دل غرق تفکر میں محو آنکھ تحیر میں — لنگر تہ دریا پر کشتی سر ساحل ہے
اک شہر خموشاں ہے غفلت کدۂ ہستی — کس کس کو جگائیں ہم سوتی ہوئی محفل ہے
انسان مصیبت میں ہمت نہ اگر ہارے — آسان سے آساں ہے مشکل سی جو مشکل ہے
افلاک بھی کانپ اٹھے جس بار کی ہیبت سے — یہ جزو ضعیف انسان اس بار کا حامل ہے
کعبہ ہے اسی دلمیں بتخانہ اسی دل میں — ہر وضع میں شاطر ہے ہر رنگ میں شامل ہے
دنیا کی ترقی ہے اس راز سے وابستہ — انسان کے قبضہ میں سب کچھ ہے اگر دل ہے

کیا دیکھتے ہو اپنے پہلو میں صفی آخر
دل جسکو سمجھتے ہو وہ آبلۂ دل ہے

(سید شفاعت حسین ریحانی الزیدی ایچ پی)

ہائے مجنون وفا چاک گریباں نکلا — دشت نجد آج ترا صحن گلستاں نکلا
کل تو تھا دعوئے طوفان دل پر شور تجھے — آج کیوں قطرۂ شرمندۂ مژگاں نکلا
شمع رو؟ پھر نہ جلیگا کوئی پروانہ دار — تیری محفل سے جو یہ سوختہ ساماں نکلا
ہر نفس خرمن ہستی پہ شرر افشاں ہے — اثر عشق بھی کیا شعلۂ سوزاں نکلا

لذت زخم سے محروم رہا ریحانی
ہائے تقدیر! تھی تیرا نمکداں نکلا

(از جناب شوکت علی صاحب فہمی میرٹھی)

مجھی سے پوچھنے آئے ہو کیا ہو — بڑے ہی شوخ ہو تم تو بلا ہو
نہیں اٹھتے ہیں غم اللہ اٹھائے — کوئی غم کی بھی آخر انتہا ہو
مری میت کیوں پہ منہ چھپا کر — کہا جاؤ بڑے تم بے حیا ہو
ملیں حوریں ہمیں مومن کو تسبیح — ذرا پھر دیکھئے کیسا مزا ہو
وہ منظر بھی عجب ہوتا ہے دلکش — کوئی زلفوں کو جب سلجھا رہا ہو
یہ موسم یہ امنگیں یہ جوانی — نہ رخصت ہو اگر تقوی تو کیا ہو

کوئی پھر ڈالکر باہیں گلے میں
کہے فہمی بتاؤ کیا خفا ہو

(از جناب سید محمد ہادی صاحب ہادی مچھلی شہری)

جز و زمیں بنی کہ سر آسماں رہی — برباد ہو کے خاک ہماری کہاں رہی
رخصت ہوا اے امید کہ اب فرط ضبط سے — دم لینے کی بھی ہجر میں فرصت کہاں رہی
واپس ہوئی نہ منہ سے نکل کر تمام رات — اے آہ ۔ سچ بتا شب ہجراں کہاں رہی
دھبے مرے لہو کے ہیں دامان تیغ پر — کیونکر کہوں کہ میری دغا بے نشاں رہی
میں لوٹتا تھا اور وہ بدلتے تھے کروٹیں — حالت شب فراق عجب درمیاں رہی
آزردہ میں ہوا نہ کبھی اپنے حال سے — ہمت مری کفیل غم دو جہاں رہی
نکلی کبھی نہ چھوڑ کے تنہا فراق میں — دل سے تری امید بھی تو بدگماں رہی

فرقت میں زلف یار نہ ہادی سنور سکی
وہ بھی شریک حالت آشفتگاں رہی

(از جناب اخضر اکبر آبادی):

آجا مرے سرور کی دنیا لیئے ہوئے — آنکھوں میں اک شراب کا دریا لیئے ہوئے
حاضر ہوں یادگار تمنا لیئے ہوئے — یعنی دل حزیں کا جنازہ لیئے ہوئے
کہدو کسی حسین سے ہمپر جفا کرے — مدت ہوئی ہے نام خدا کا لیئے ہوئے
کافر تری نگاہ تمنا فریب ہے — کیا آئیں تیرے پاس تمنا لیئے ہوئے

اخضر کو آپ پوچھ رہے ہیں بہار میں
بیٹھا ہوا ہے وہ خم صہبا لیئے ہوئے

(از جناب محمد عباس صاحب اقدس حیدر آبادی):

بجلیاں کوندنے لگیں، چشم نظارہ باز میں — ہوگئے بدحواس ہم، ان کے حریم ناز میں
میری نگاہ شوق نے، رخنے دیئے ہزار میں ڈال — پردے جو تھے پڑے ہوئے، ان کے حریم ناز میں
نشۂ وحدت اسمیں ہے کیف حقیقت اسمیں ہے — جام جو پی چکا ہوں میں، خم کدۂ مجاز میں
خرمن صبر و ہوش کو، پھونکدے آج سوز غم — بجلیاں بھر دے کوٹ کر نالۂ دل گداز میں
نالوں سے جی اچٹ گیا آہیں بھر بیٹھے سرد ہم — اب تو یہی ہے مشغلہ، غم کی شب دراز میں
کس سے کہوں میں حال دل، کوئی نہیں انیس غم — تاروں نے منہ چھپا لیا، غم کی شب دراز میں

صنفِ نازک کے لئے

عورتوں کی بیجا شکایت

(از شوکت علی فہمی میرٹھی)

تم کو مردوں سے بدسلوکی کی شکایت ہے۔ تم یہ کہتی ہو کہ مرد تمہاری قدر نہیں کرتے تمہارا یہ خیال ہے کہ مرد تم کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تمکو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں تم یہ چاہتی ہو کہ تمہارے حقوق بالکل مساوی سمجھے جائیں۔ تمہاری یہ خواہش ہے کہ تمہارے خاوند تمہارے مطیع و فرماں بردار رہیں تمہاری یہ تمنا ہے کہ وہ تمہاری خواہشات اور تمہارے جذبات کی تکمیل کے لیئے دست بستہ نظر آئیں۔ تم یہ بھی چاہتی ہو کہ وہ تمہارے ادنےٰ سے اشارہ پر جان و مال قربان کرنے کے لیئے ہر وقت آمادہ رہیں۔ تم یہی نہیں چاہتیں بلکہ تمہاری یہ بھی آرزو ہے کہ ان کی ہر نقل و حرکت تمہاری اجازت کی منتظر رہے مگر ایسا نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ تمہارے رنج و غم کی باگ ان کے ہاتھ میں ہے وہ تم کو ایک نادان بچے سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ان کی زبان کی چند گردشیں تمکو ہنسا بھی سکتی ہیں اور رلا بھی سکتی ہیں۔ تمہاری خواہشات اور جذبات کی عنان ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ تمکو رنج پہونچاتے ہیں اور پھر تم خوش ہو۔ وہ تمکو تکلیف دیتے ہیں مگر وہ تمہارے لیئے راحت ہے وہ تمہارے دل کو دن رات زخمی کرتے ہیں مگر تم اسکو گلشن امید سے زیادہ پرشوق نگاہوں سے دیکھتی ہو یہ سب کچھ تم اس لیئے نہیں برداشت کرتیں کہ تم ایک وفادار بیوی ہو۔ یہ تم اس لیئے گوارہ کرتیں کہ تم خاوند کی سچی پرستار ہو بلکہ تم ایسا کرنے کے لیئے مجبور ہو۔ تمہارے لیئے تمام راستے مسدود ہیں۔ تمکو مفر کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مجبوری کا نام صبر رکھ لیا ہے تمہارے جذبات مردہ ہو چکے ہیں۔ تم میں سے احساس کا مادہ بالکل مفقود ہو گیا ہے اگر تمہارے جذبات مردہ نہ ہوئے ہوتے اگر تم میں احساس کی جھلک بھی باقی ہوتی تو یہ تمام باتیں کبھی کی مٹ چکی ہوتیں۔ تمنے مردوں پر حکومت کی تمنا تو دلمیں رکھ لی مگر کیا کبھی اسکو پورا کرنے کی بھی کوشش کی۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ تمہاری بیوقوفیاں ہیں اسمیں سراسر تمہارا قصور ہے نہ تو تمکو باقاعدہ تربیت دی گئی اور نہ تمنے کبھی خود اسکی کوشش کی۔

کیا تمنے کبھی اس بات کی کوشش کی کہ تم یہ معلوم کرو کہ تمہارے خاوند کا صحیح مذاق کیا ہے تمہارے خاوند کو کونسا لباس مرغوب ہے۔ تم سرخ کپڑوں میں لپٹی ہوئی دلہن بنکر آتی ہو۔ اور عمر کی تمام منزلیں طے کرکے سپید کپڑے میں لپٹکر چلی جاتی ہو۔ مگر تمکو خاوند کے صحیح مذاق کا پتہ نہیں چلتا اگر تم محض اپنے خاوند کے مذاق کی تہ تک پہونچ جاؤ تو پھر ناممکن ہے کہ تمہارے جذبات کو ٹھیس لگ جائے

تم اپنے خاوند کو قبضہ میں لانے کے لیئے تعویذ کرتی ہو گی گنڈے منگاتی ہو اور خدا جانے کیا کیا پڑھواتی ہو سینکڑوں روپیہ برباد کر دیتی ہو مگر وہ بڑا ہوا جن پھر بھی تمہارے قبضے میں نہیں آتا تم نے کبھی غور کیا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا عمل تسخیر۔ دنیا کا سب سے بڑا جادو۔ اور لاکھوں مرتبہ کا آزمودہ سحر زبان کی شیرینی میں پوشیدہ ہے۔ کیا تمنے کبھی اس کے حاصل کرنیکی کوشش کی تم کوشش کرتیں مگر تمہاری عقل پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ تم جہالت کی تاریکی میں گمراہ ہو۔ تم میں علم نہیں لیاقت نہیں۔ زبان کی شیرینی پھر کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔

تم چاہتی ہو کہ تم مرد کو اپنی نزاکت سے اپنی خوبصورتی سے مغلوب کر لو۔ اوّل تو مرد کبھی ان چیزوں سے مغلوب ہو ہی نہیں سکتا اور اگر فرض کر لو کہ یہ جادو چل بھی گیا تو اس کا اثر چند دن میں زائل ہو جاتا ہے۔ تمکو معلوم ہے کہ دنیا پر کیا چیز حکومت کر رہی ہے۔ حسن دنیا پر حکمراں نہیں ہے۔ نزاکت کے قبضے میں اتنی چوڑی چکلی زمین نہیں ہے۔ تمام دنیا پر دماغ کی حکومت ہے۔ دماغ نے سر بفلک پہاڑوں کو سربسجود کر دیا دماغ آسمان پر حکمراں ہے۔ دماغ پانی پر حکومت کر رہا ہے۔ دماغ نے خونخوار درندوں کو چوہوں کی طرح قبضہ میں کر لیا۔ دماغ انسانوں کے مال و دولت پر ہی قابض نہیں ہے بلکہ وہ دلوں پر بھی حکمراں ہے۔

اگر تمہاری تمنا ہے کہ مرد تمہارے مطیع و فرمانبردار رہیں تو ایک اچھا دماغ پیدا کرو حسن کا تیر خطا کر جائے گا مگر دماغ کا تیر تعلیم کا جادو کبھی خطا نہیں ہو سکتا۔ اب سوال یہ ہے کہ اچھا دماغ کیونکر پیدا کیا جائے۔ اس کا ذریعہ محض تعلیم ہے فرصت کے اوقات کتابوں کا مطالعہ کرو۔ اخبار پڑھو۔ رسائل دیکھو۔ معلومات کو ترقی دو۔ سب کچھ حاصل ہو جائیگا۔

اب تم کہو گی کہ مرد تعلیم نسواں کے خلاف ہیں ہم تعلیم کیونکر حاصل کریں اوّل تو یہ تمہارا خیال ہی غلط ہے کہ وہ تعلیم نسواں کے خلاف ہیں۔ وہ تعلیم نسواں کے خلاف نہیں ہیں بلکہ ادھوری تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور اگر تھوڑی دیر کے لیئے یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ عورتوں کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ تم تعلیم حاصل کرو۔ وہ نہیں چاہتے تو نہ چاہیں۔ تمکو اگر اپنی فلاح کا خیال ہے تو ہر ممکن طریقہ سے تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیا تعویذ گنڈے منگاتے وقت۔ نمک سٹھائی پڑھواتے وقت بھی تم مردوں پر اپنا راز ظاہر کر دیتی ہو۔ پوشیدہ طور پر نہ صرف تم خود تعلیم حاصل کرو بلکہ نو عمر لڑکیوں کو آنیوالی تباہی سے بچانے کیلیئے تعلیم دو اب تم یہ سوال کرو گی کہ پوشیدہ طور پر تعلیم کس طرح حاصل کیجا سکتی ہے۔ اسکا میں ایک نہایت آسان طریقہ تمکو بتاتا ہوں۔ شاید ہی کوئی بدنصیب گھر ایسا ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی لڑکا نہ ہو۔ تم اپنے چھوٹے چھوٹے بھائیوں سے اپنے لڑکوں سے پڑھو جو کچھ وہ مدرسے سے پڑھ کر آئیں تم بھی ان سے اتنا ہی پڑھ لو اس طرح تم ان کے ساتھ ساتھ تعلیم حاصل کر سکو گی اور ان کو بھی ان کا سبق یاد ہو جائیگا۔ اس تدبیر سے تم اپنی تعلیم ایک اعلیٰ پیمانہ پر پہونچا سکتی ہو اور کسی کو کانوں کان بھی

خبر نہیں ہوگی۔

تعلیم حاصل کرنے کے بعد تمہارے دماغ میں ایک نئی روح پیدا ہو جائیگی تمہارے دلوں میں ناامیدی اور مایوسی کی جگہ ولولے پائے جائینگے۔ تم اپنے خاوند کی سب سے زیادہ اور بہتر مزاج داں بن جاؤگی۔ تم اپنے مذہب سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرسکوگی اور جب تمکو مذہب سے کافی طور پر واقفیت حاصل ہو جائیگی تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اسلامی نقطۂ نظر سے عورتوں کے مردوں پر اور مردوں کے عورتوں پر کیا حقوق ہیں۔ مرد تمہاری خواہ مخواہ عزت کرینگے تم کو آنکھوں پر بٹھائیں گے اسوقت تمکو معلوم ہو جائیگا کہ ان بیجا شکایتوں کا سبب تمہاری ہی ذات تھی۔ تم تاریکی میں پڑی ہوئی ان حقوق کے لیئے چلا رہی تھیں جنکے لئے اسلام نے کبھی اجازت نہیں دی۔

تم اگر اور زیادہ بھاری بھر کم بننا چاہتی ہو تو مردوں کے احسانات سے بالکل سبکدوش ہونے کی کوشش کرو۔ اپنے ہاتھ میں ہنر پیدا کرو۔ اپنے اخراجات کی خود کفیل بن جاؤ صدہا وسائل اس قسم کے بہم پہونچائے جا سکتے ہیں کہ تم خانہ داری کے انتظام کے ساتھ ساتھ پچیس تیس روپیہ ماہوار باآسانی پیدا کرسکتی ہو اگر تمکو اس قسم کے ذرائع اور وسائل نہیں معلوم تو رسالۂ دین و دنیا کی معرفت مجھ کو لکھو میں تم کو بتاؤں گا اور انشاء اللہ تم کامیاب ہوگی۔

جب تمہارے تاریک دل و دماغ کو تعلیم منور کردیگی اور تم اپنی جائز ضروریات کو خود باآسانی پورا کرسکوگی تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرد تم پر کوئی ناجائز دباؤ ڈالیں اور اگر بفرض محال وہ ایسا کرنا بھی چاہیں تو ان کی خود غرضی کی منطق تمہارے سامنے ہرگز نہ چل سکیگی۔ اس سے تمکو یہی فائدہ نہیں ہوگا کہ تم انسانوں کی طرح آسائش و آرام سے زندگی بسر کرسکوگی بلکہ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری اولاد روشن خیال ہوگی باہنر ہوگی۔ اور اگر خدانخواستہ تم پر کبھی کوئی بُرا وقت پڑے تو تم دلی کی بیگمات کی طرح تباہ و برباد نظر نہ آؤگی بلکہ تمہارا ہنر اور تمہاری تعلیم قدم قدم پر تمہارا ساتھ دے گی۔

بدزبانی

(از خدیجہ خاتون صاحبہ)

سب جانداروں میں انسان ہی بولنے والی مخلوق ہے۔ دیکھو خدا نے کیسی بڑی نعمت اسے دی ہے۔ اگر آدمی اس سب سے بڑی نعمت کو بھی برباد کر ڈالے۔ اور انسان ہو کر بدزبانی اختیار کرے۔ اور کوے کی طرح ٹرّا کر بولے۔ تو کیسے افسوس کی بات ہے جس طرح اور سب عیب اور بے تہذیبیاں جہالت سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح بدزبانی کا عیب بھی زیادہ تر انہیں مستورات میں زیادہ ہے۔ جو ناتعلیم یافتہ ہیں۔ بعض بہنیں بالکل سیدھی سی بات کو ٹیڑھی کرکے بولتی ہیں اور اس طرح جواب دیتی ہیں۔ کہ گویا لڑتی ہیں۔

اگر کسی بہن نے نہایت معمولی طرح پوچھا۔ کہ بوا میری فلانی چیز نہیں ملتی ہے۔ تمنے تو کہیں نہیں دیکھی؟ بس اتنا پوچھنا تھا۔ کہ آگ بگولا ہوگئیں۔ پوچھا کیا۔ گویا ان پر چوری کا الزام لگا دیا۔ یا مثلاً پوچھا۔ کہ فلاں نوکر کس کام کو گیا ہے۔ تو جواب دیتی ہیں۔ کہ جانے میری بلا۔ اب ایسا کون فرشتہ صفت آدمی ہے۔ جسکا دل ایسے جواب سے نہ جلے۔ اور وہ انہیں بے تمیز و بدسلیقہ نہ جانے؟

بعض لوگ بدزبانی کو زہر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور بدزبان آدمی کو سانپ سے جس کے منھ میں ہمیشہ زہر رہتا ہے۔ اور میٹھی زبان کو شہد سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ہمیشہ ہمیں بدزبانی سے بچنا۔ اور اس سے کلی نفرت کرنا چاہیے۔ اور میٹھی زبان کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ میٹھی زبان رکھنے میں ہمارا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اور فائدہ بے انتہا ہے۔

جہاں رواج ہوتا ہے میٹھی زبان سے نہیں لگتی کچھ اُس میں دولت زیادہ میٹھی زبان والی بہن کو سب پسند کرتے۔ اور اس سے مل کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ بدزبان سے کانوں پر ہاتھ دھرتے۔ اور کوسوں دور بھاگتے۔ اور اس کی بدزبانی کی ایذا کو کبھی نہیں بھولتے۔

گو ہو، پر زخم ہو تلوار کا اچھا ہو جائیگا گر کیجئے دوا
پر جو گھاؤ ہو بُری تقریر سے وہ نہیں بھرتا کسی تدبیر سے

ہر ایک سے میٹھی زبان سے جی کرکے بولو۔ اور ہنسکر خوش جواب دو۔ پھر دیکھو سب تم سے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اور خدانخواستہ تم پر کوئی مشکل کی گھڑی آئے۔ تو سب ہمدردی کرتے۔ اور ہاتھ بٹاتے ہیں۔ بدزبان پر کوئی مصیبت آئے تو سب خوش ہوتے ہیں۔ اور کوئی اس کی ہمدردی نہیں کرتا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

زبان شیریں ملک گیری۔ زبان ٹیڑھی ملک بانکا۔

خواب پریشاں

(۱)

قدسیہ ہزار نہیں بلکہ لاکھ عورتوں میں ایک تھی۔ اُس کے سیاہ اور نرم لانبے بال۔ بال کے دو منقسم حصّوں کے مابین پھول سے رخسارے اور یاقوتی ہونٹ۔ اُس کی آبدار آنکھیں اور مصفّیٰ پیشانی ٹھیک اُسی تخیل کے مطابق تھی جو پارسی شیریں یا مصری کلیوپیٹرا کا نام سُنکر دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ اس حسن و جمال کے ساتھ وہ فرشتہ خصال بھی تھی۔ نہ اُسے کبھی قد آدم آئینہ نے ناز و تمکنت کی تعلیم دی اور نہ کبھی طلائی زیوروں نے غرور سکھایا۔ اس میں شک نہیں کہ اُس کے ماں باپ غریب تھے اور وہ ایک بڑے گھر میں بیاہ کر آئی تھی لیکن اُس کی کسی ادا سے کبھی یہ ثابت نہیں ہوا کہ وہ ایک دولتمند شوہر کی بیوی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اگرچہ اُس نے غربت کے آغوش میں پرورش پائی تھی لیکن اپنی تعلیم و تربیت، ذہانت اور خداداد قابلیت کی مدد سے اُس گھر کو سنبھال لیا جس میں اندر باہر ڈیڑھ درجن نوکر تھے۔ اور جس کی ضرورتوں اور زینتوں پر تین ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہوتا تھا۔ قدسیہ کے انتظام میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ کوئی شخص اُس سے ناخوش نہ تھا۔ وہ بیکسوں اور محتاجوں کی مددگار تھی۔ وہ غمزدوں اور ستم رسیدوں کی غمخوار تھی۔ یتیموں اور بیواؤں کو اُس کی سرکار سے تنخواہیں۔ مسافروں کو وہ زاد راہ سے مدد دیتی تھی۔ نوکر اُس کے لیے عمر و دولت کی دعائیں مانگتے تھے اور سچ ہے کہ گھر کے مالک سے بڑھ کر گھر کی مالکہ کا حکم مانتے تھے۔ وہ نیک عورت جو دوسروں پر اس قدر مہربان ہو شوہر کے لیے کیسی کچھ محبت اپنے دل میں نہ رکھتی ہوگی۔ یہ حالت تھی کہ اُسے شوہر کے حکم پر جان قربان کر دینے میں تامل نہ تھا۔ اُس کی شادی کو چار سال کا زمانہ گزرا تھا لیکن اس چار سال میں ایک لمحہ بھی ایسا نہ تھا جس میں اُس نے اپنے شوہر کو ناخوشی کا موقع دیا ہو۔ اُس کی ہر ادا سے محبت مترشح تھی اور اُس کے ہر انداز سے مہرووفا کے آثار نمایاں تھے۔ زبان پر "کوئی ہے" آنے کی دیر تھی کہ مختلف العمر مختلف اللون اور مختلف القامت نصف درجن خادمہ عورتیں اپنے نفس کو سنبھالتی ہوئی حاضر ہو جاتیں لیکن وہ اپنے آپ شوہر کے تمام کام انجام دیتی تھی۔ وہ سارے گھر کی ملکہ تھی لیکن شوہر کے سامنے ہمیشہ کنیز بنکر آتی تھی۔ یہ جذبات اس بنا پر نہ تھے کہ شاہد علی خاں ایک تعلقہ دار تھے۔ ایک رئیس تھے اور ولایت کے تعلیم یافتہ تھے۔ بلکہ ان کی وجہ صرف یہ تھی کہ قدسیہ نیک تھی۔ اُسکے دیندار ماں باپ نے سکھایا تھا اور مذہبی تعلیم نے اُسے بتایا تھا کہ خدا اور رسول کے بعد جو ہستی ایک عورت کے لئے واجب التعظیم ہے وہ اُسکا شوہر ہے اور قرآن و حدیث کے بعد جس حکم پر اُسے سر تسلیم جھکانا چاہئے وہ شوہر کا حکم ہے۔

(۲)

شاہد علی خاں ایک بلند بالا خوبصورت جوان تھے۔ اُن کے والد زاہد علی خاں نے انہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی تھی اور اُنہیں ولایت بھی بھیجا تھا چنانچہ بی اے کی ڈگری اُنہوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے حاصل کی تھی۔ شاہد علی خاں کے والد جسقدر آزادخیال تھے اُن کی والدہ اُسی قدر پابند مذہب اور متشرع تھیں۔ اور اسی دینداری کا یہ اثر تھا کہ اُنہوں نے اونچے اونچے اور اپنی برابر کے گھرانوں کو چھوڑ کر بیٹے کی شادی مولوی احمد حسین صاحب کی حسین معصوم اور دیندار بیٹی قدسیہ بیگم سے پسند کی۔ اگر شاہد علی خاں کے والد زندہ ہوتے تو شاید یہ رشتہ ناممکن تھا۔ اِس کار خیر کے بعد وہ بیچاری صرف دو سال زندہ رہیں۔ اور اگرچہ قدسیہ کو اُن کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اُٹھانے کا بہت کم موقع ملا لیکن پھر بھی اُس نے بڑی قابلیت کے ساتھ اُن کی جانشینی کے اہم فرض کو انجام دیا۔ شاہد علیخاں اپنی والدہ کا بہت ادب کرتے تھے اس لئے اُنہوں نے اسجگہ شادی کرنے سے انکار تو نہیں کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں اس رشتہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اُن کے مزاج میں انگریزی تعلیم کا اثر بہت غالب تھا۔ ہوش سنبھالنے کے بعد زندگی کا بیشتر حصہ انگریزوں میں یا انگریزوں کے نقالوں میں بسر ہوا تھا۔ اوّل تو اُنکی خواہش یہ تھی کہ کسی انگلش لیڈی کی زوجیت سے رعایا اور حکومت دونوں میں فخر و امتیاز حاصل کریں۔ لیکن جب بعض تباہ کن اور خطرناک مثالیں سامنے آئی تھیں اور تجربہ اُن کو بتاتا تھا کہ اِن موی بتیوں نے بہت سے ہندوستانیوں کے گھر بے چراغ کر دیئے تو وہ دوسرے نمبر پر اس بات کے آرزومند نظر آتے تھے کہ اُن کی شادی کسی ایسے خاندان میں ہو جو بالکل انگلش اسٹائل پر زندگی بسر کر رہا ہو۔ چنانچہ بیوی کا تخیل اُن کے دماغ میں یہ تھا کہ وہ کچھ گورے اور کچھ پوڈر سے دلفریب بنائے ہوئے رخساروں اور اگر سنہری نہیں تو بھوری زلفوں کے ساتھ دوشیزگی کے نیم برہنہ لباس میں سڈول پنڈلیوں کے عریاں نظارے کی دعوت چشم تماشا کو دیئے ہوئے اپنے خانہ باغ میں مصروف گلچینی ہوگی یا ویرانڈے میں آرام کرسی کے لیئے زینت آغوش بنی ہوئی چھوٹی تقطیع اور خوشنما جلد کی کوئی کتاب اُن ہاتھوں میں لئے ہوگی جنکی اُنگلیاں چھلوں اور انگوٹھیوں کی حلقہ بگوشی سے دور اور جن کی کلائیاں کنگنوں اور چوڑیوں کی طلائی ہتھکڑیوں سے محفوظ ہیں۔ وہ شام کے اُداس گھنٹے گاڑی یا موٹر کی ایک سیٹ کو رونق دیئے ہوئے ٹھنڈی سڑک پر گزارتی ہوگی جبکہ ہوائیں اُس کے کھلے ہوئے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہونگی اور افق پر تاریکی چھا جانے کے بعد اُس کے آراستہ کمرے سے پیانو کی پست و بلند صدائیں باریک اور سریلی آواز سے مل کر روح کو رقص میں لاتی ہونگی۔

(۳)

شاہد علیخاں جب اس تخیل کو اپنی بیوی سے مطابقت دینا چاہتے تھے تو

اُنہیں بڑی مایوسی ہوتی تھی۔ وہاں نیم برہنگی تھی اور یہاں اُس کی جگہ غلاف پر غلاف اور حجاب پر حجاب تھے۔ وہاں ٹھنڈی سڑک کی تفریح تھی اور یہاں نماز وہاں پیانو کی صدائیں تھیں اور یہاں قرآن کی تلاوت۔ وہاں خانہ باغ کی گلچینی تھی اور یہاں گھر کے کام کاج کی نگرانی۔ اس اختلاف سے شاہد علیخاں کو بعض اوقات بڑی کوفت ہوتی تھی۔ وہ رعوتی میز پر تنہا بیٹھ کر وہ موٹر میں اپنے پہلو کو خالی پاکر اور نغمۂ و سرود کے جذبہ کو بیوی کے نازنین ترنم کی جگہ قوالی سے فرو کرکے نہایت رنجیدہ ہوتا تھا اور یہ مواقع اُسے تعلیم دیتے تھے کہ خانہ داری کے لیئے ایک بیوی مل جانے پر ایک تفریحی بیوی کی ضرورت بدستور باقی ہے۔ عقد ثانی کا خیال آتے ہی اُن کی تمام ذہنی قوتیں مس ہیبلے کی طرف متوجہ ہو جاتی تھیں۔ مس ہیبلے کا نام صوفیہ تھا۔ اُن کا چہرہ اتنا خوبصورت نہ تھا جتنا خوشنما تھا لباس۔ وضع قطع سب یورپین تھی۔ پردہ کا مطلق رواج نہ تھا اور اُنہیں وہ تمام آزادیاں حاصل تھیں جو کسی یورپین فیملی کی دوشیزہ کو حاصل ہوتی ہیں۔ اُنکے والد مسلمان تھے لیکن انگریز بننے کے اس قدر شایق تھے کہ اپنے نام کو بھی انہوں نے انگریزی سانچہ میں ڈھال لیا تھا۔ پہلے اُن کا اسم گرامی حسن علی تھا۔ لیکن ولایت سے آنے کے بعد اُنہوں نے ترمیم کرکے اِسے "حسن نلے" بنایا اور پھر چند روز کے "ہیبلے" ہو گئے۔ شاہد علی خاں کو مس ہیبلے سے بارہا ملاقات کی عزت حاصل ہو چکی تھی۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مسٹر ہیبلے نے اپنی صاحبزادی کو بلایا اور تھوڑی دیر کے بعد اُنہیں شاہد علی خاں سے باتیں کرتے ہوئے تنہا چھوڑ کر آپ دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ مسٹر ہیبلے کی یہ موقع دہی اور مس ہیبلے کا شوق آفرین تبسم اس قدر حوصلہ افزا تھا کہ اگر وہ نکاح سے طوق گلو اور پا بزنجیر نہ ہو چکا ہوتا تو مس ہیبلے کب کی مسز شاہد علی بیگم ہوتیں۔ ایک دن آسمان کچھ ابر آلود تھا۔ ہوا خنک اور لطیف تھی اور گنجان آبادی کے رہنے والوں میں بے اختیار یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ شہر سے باہر کھلی فضا میں اور دلکش مرغزاروں میں کچھ وقت بسر کریں۔ شاہد علی خاں کے دل میں بھی موسم کے تغیر نے تفریح کی امنگ پیدا کی۔ لیکن جب اُسے اپنے پہلوئے تہی کا خیال آیا تو اُس کی یہ امنگ خاک میں مل گئی اسی افسردگی کے ساتھ وہ زنانہ میں گیا۔ معلوم ہوا کہ بیگم صاحبہ بالاخانہ پر ہیں اوپر پہونچا۔ نظر اُٹھائی تو ایک کوچ کو دامانِ باغبان اور کفِ گلفروش سے زیادہ مالا مال پایا۔ محبت آمیز نگاہیں پیشوائی کو اُٹھیں پیکر نازنین کی دلربائی نے ہم آغوشی کا پیام دیا۔ رخساروں کی شادابی اور ہونٹوں کی تر و تازگی نے گلچینی کی طرف توجہ دلائی۔ سنوارے ہوئے بالوں نے شانہ و بازو میں گدگدی پیدا کی مگر شاہد علی ان سب کی طرف سے منھ پھیر کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

(۴)

اُس نے قدسیہ سے کہا "تم دیکھتی ہو کہ موسم کیسا خوشگوار ہے؟" قدسیہ نے مسکرا کر جواب دیا "نہایت خوشگوار" شاہد علی نے کہا "میں چاہتا ہوں کہ آج شہر سے باہر جاکر یہ دن تفریح میں بسر کر دوں" قدسیہ نے بدستور مسکرا کر جواب دیا "بہت بہتر" شاہد علی نے کہا "میں چاہتا ہے کہ آج تم بھی میرے ساتھ ہو" قدسیہ نے جواب دیا "میں بھی؟ پھر کیا تفریح ہوگی؟ ہوائیں اور مناظر یہی دو چیزیں تفریح کی ہیں اور انھی دو چیزوں سے پردہ محروم رکھیگا" شاہد علی قدسیہ کی زبان سے یہ خشک جواب سُنکر نہایت رنجیدہ ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اُس نے بے پردگی کے متعلق کچھ کہا تو قرآن و حدیث کی بحث شروع ہو جائیگی اس لئے خاموشی کے ساتھ دیوان خانہ میں واپس چلا آیا۔ دیوانخانہ کے پہلو میں جو کمرے تھے اُنمیں سے ایک میں ٹیلیفون تھا۔ اِس وقت دوسری شادی کا جذبہ اُس کے دماغ پر حکمراں تھا۔ اور دوسری شادی کے ساتھ صوفیہ کا تصور لازمی تھا پس اِن خیالات نے اُسے ٹیلیفون تک پہونچا دیا اُس نے ٹیلیفون اُٹھا کر کہا "نور نور تھری پلیز" جواب آیا "انگیجڈ" پھر تھوڑی دیر کے بعد اُس نے اِس عمل کو دُہرایا اور پھر یہی جواب آیا آخر تیسری کوشش کامیاب ہوئی اور اُس کے مشتاق کانوں میں "انگیجڈ" کی جگہ ایک نسوانی آواز پہونچی "آپ کہاں سے بولتے ہیں؟" "زاہد بلیس سے" "آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں؟" "مس ہیبلے سے" "وہ اس وقت مصروف ہیں" "وہ کیا کر رہی ہیں؟" "ایک صاحب سے باتیں کر رہی ہیں" "کن صاحب سے؟" "اُن کی ایک سہیلی کے بھائی ہیں مسٹر یوسف بیرسٹر" "آپ اُن سے میری اطلاع کر دیجئیے" "میں نہیں جا سکتی۔ اُن کا حکم ہے کہ جب بیرسٹر صاحب آئیں تو ہمارے پاس کوئی نہ آئے۔ لیکن میں اس کے بعد اُنہیں ٹیلیفون پر بھیجد ونگی آپ کا نمبر؟" "۱۲ ۹۹" آج شاہد علی صوفیہ سے جو کچھ کہنا چاہتا تھا وہ کوئی کنایہ اور اشارہ نہ تھا۔ وہ ایک صاف اور صریح جملہ تھا یعنی "میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں" اگرچہ اُسے مسٹر یوسف کی موجودگی ایک طرح کی بدشگونی معلوم ہوئی۔ وہ اِن ذات شریف سے بخوبی واقف تھا۔ اِن کو دلربائی اور رہے وفائی میں کمال حاصل تھا اور احتمال تھا کہ کہیں صوفیہ اس دام میں اسیر نہ ہو جائے۔ لیکن شاہد علی کو یقین تھا کہ میرے مقابلے میں کسی امیدوار کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اِنہی خیالات میں مبتلا وہ ایک دوسرے کمرے میں جا نکلا جس میں مختصر سی لائبریری تھی۔ خدمتگار نے کھڑکیاں کھولدیں اور برقی پنکھے کا بٹن اُٹھا دیا۔ شاہد علی ایک کتاب لے کر آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں موسم کی لطیف خنکی نے اُسکی آنکھیں بند کر دیں۔

(۵)

ٹیلیفون بھی کیا چیز ہے۔ اس کے موجد نے درماندگانِ محبت پر بڑا احسان کیا ہے۔ اب نہ پیک صبا کی حاجت ہے اور نہ مرغ نامہ بر کی۔ عاشق کے مونھ سے آہ نکلی یا بات نکلی کہ برقی لہروں نے محبوب تک پہونچا دیا۔ ہماری ناول نویس دوستوں کو جنکے ناولوں کا پلاٹ عموماً دولتمند خاندانوں سے تعلق رکھتا ہے ابھی ٹیلیفون کی طرف توجہ نہیں ہوئی ورنہ ہیرو اور ہیروئن کے درمیان خط و کتابت کے لیئے اُنہیں نصیبن یا ماما نامی ایک ماما کی ضرورت

پیش نہ آتی جس کے بغیر قصہ کا آگے بڑھنا دشوار ہے - پھر ٹیلیفون میں یہ ایک خاص لطف ہے کہ دل کی کوئی حسرت باقی نہیں رہتی - نہ رعبِ جمال عرضِ تمنا سے باز رکھتا ہے، اور نہ حیا اقرار کے لئے خاموشی یا آنچل کی پناہ ڈھونڈتی ہے - جذبات پوری عریانی کے ساتھ جانبین تک پہونچ جاتے ہیں - مس صوفیہ اور مسٹر شاہد ٹیلیفون کے اِن فوائد سے ناآشنا نہیں تھے اور اس لیئے اُنہوں نے کورٹ شپ کی تمام رسمیں اسی برقی تار پر ادا کیں - لیکن شادی کا مسئلہ مسٹر بیسلے کی اجازت اور شرکت کے بغیر طے نہیں ہو سکتا تھا لیکن شاہد علی خاں کو کیسی مایوسی ہوئی جب اُنہوں نے اس بنا پر کہ ایک بیوی پہلے سے موجود ہے اور یہ انگریزی تہذیب کے خلاف ہے صاف انکار کر دیا - تعلقات اس حد تک پہونچ گئے تھے کہ اب شاہد علی کیلئے صوفیہ کے بغیر زندگی بسر کرنا محال تھا انہوں نے مسٹر بیسلے کو رضا مند کرنے کے لیئے تمام زور و زر صرف کر دینا چاہا اور آخرکار بمشکل تمام اِن قراردادوں پر شادی طے ہوئی (۱) پہلی بیوی کو گھر سے نکالدو - (۲) پچاس لاکھ مہر معجل (۳) ایکہزار روپیہ ماہوار جیب خرچ دینا ہوگا (۴) صوفیہ ہمیشہ اپنے والدین کے گھر رہیگی - شاہد علی خاں ایک حسین اور وفادار بیوی کا شوہر - کیمبرج یونیورسٹی کا گریجوایٹ خدا جانے کیوں ایسا دیوانہ ہو گیا کہ یہ سب شرطیں مان کر اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے لئے نہیں بلکہ اپنے گلے پر چھُری پھیرنے کے لیئے آمادہ ہو گیا - اس کے یہ معنی تھے کہ صوفیہ ایک کھلونا تھی جسکے لئے اُسکا دل مچل رہا تھا - اس کھلونے کی قیمت نصف کروڑ تھی اور بس اسی قدر اُس کی جائداد بھی تھی - گویا وہ اپنی تمام دولت ثروت اور عزت کے بدلے میں صوفیہ کو حاصل کر رہا تھا - بہرحال دوسرے دن جائداد کی فروخت کا انتظام شروع ہو گیا - لالہ سیتا رام اگروال - ودنی چند کلوار وغیرہ منہ پھیلائے بیٹھے تھے - ایک ہفتہ میں معاملات طے ہو کر پچاس لاکھ کی رقم فراہم ہو گئی - یہ غنیمت تھا کہ شاہد علی نے جائداد کو فروخت کر دیا اور اسطرح آدھی سے کچھ کم جائداد بچ رہی ورنہ سودی قرض کا انتظام ہوتا تو ایک کروڑ کی جائداد پچاس لاکھ کے قرضہ میں فنا ہو جاتی - وفادار ملازمین اور شاہد علی کے مخلصین اِس واقعہ سے نہایت غمگین تھے بعض جب شاہد علی نے قدسیہ کو اُس کے میکے بھیجا ہے اور اِس طرح کہ اُس کے ہاتھ میں ایک چھلا بھی باقی نہیں رکھا گیا تو وہ اپنے بے اختیار آنسوؤں کو نہ روک سکے - غیر روتے تھے لیکن شاہد علی ایسا مجنون ہو رہا تھا کہ اُسے اپنی ستمکاریوں کا ذرا بھی احساس نہ تھا - اِن انتظامات سے فارغ ہو کر اُس نے مسٹر بیسلے کو اطلاع دی - زر مطلوبہ اُن کی کوٹھی پر بھیجدیا گیا اور نکاح ہو گیا -

(۶)

ابھی اس مرضی کی شادی کو ایکسال بھی نہیں گزرا تھا کہ شاہد علی خاں پچاس ہزار کے مقروض ہو گئے - کیونکہ صوفیہ کی گفتگو میں زیادہ تر فرمائشیں ہوتی تھیں - وہ فرنیچر اور لباس خریدنے کے لیئے خود جاتی تھی لیکن دریبہ یا چاندنی چوک میں نہیں - کلکتہ اور بمبئی میں - اُس کے کپڑے پیرس میں سلتے تھے اور لندن میں دُھلتے تھے - یہ اُسی کے حسنِ گلوسوز کا اثر تھا کہ شاہد علی خاں شہر کے یورپین کلب میں شامل ہو گئے تھے - یہ اُسی کی دلنوازیوں کا نتیجہ تھا کہ شہر کے تمام یورپین حکام اور اُن کی لیڈیاں بے تکلف شاہد علی خاں کی دعوتوں میں شریک ہوتی تھیں - یہ سب کچھ تھا لیکن ایک دن شاہد علی خاں کو ایک چشم دید واقعہ نے دیوانہ بنا دیا - صوفیہ نے اُن کے لیئے ایک پروگرام بنا رکھا تھا اور اُسی کے مطابق مسٹر بیسلے کی کوٹھی پر اُن کی آمد و رفت رہتی تھی - لیکن شوہری اقتدار کی بنا پر اِن اوقات کے علاوہ بیوی کے پاس جانا وہ ناممکن ورنا مناسب نہیں سمجھتے تھے - چنانچہ ایک دن وہ ایک ضرورتِ خاص سے خلافِ معمول دوپہر کے وقت مسٹر بیسلے کی کوٹھی پر پہونچے - اب کوئی روک ٹوک تو تھی نہیں لہذا وہ سیدھے صوفیہ کے کمرہ کی طرف بڑھے کمرہ کے دروازے اندر سے بند تھے - ایک خادمہ نے کہا "حضور آرام میں ہیں کچھ مزاج ناساز ہے - حکم دیا ہے کہ کوئی آنے نہ پائے" شاہد علی نے کہا "کیا میری بھی ممانعت ہے" خادمہ نے کہا "حضور انہوں نے کہا ہے کوئی ہو" شاہد علی یہ سنکر خاموش ہو گیا اور صوفیہ کے کمرہ سے ملا ہوا جو کمرہ تھا اُس میں ٹھہر کر تفتیشِ حال کرنے لگا - دونوں کمروں کے درمیان ایک جالی لگی ہوئی تھی - شاہد علی نے میز پر کرسی رکھی اور پھر کرسی پر کھڑے ہو کر جو دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا - اُسے تاب نہ رہی فوراً صوفیہ کے کمرہ کے پاس آ کر دروازہ پر ٹھوکر ماری اور چلا کر کہا فوراً دروازہ کھولو ورنہ میں توڑ ڈالوں گا کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا اور مسٹر یوسف بیرسٹر کمرہ سے برآمد ہوئے - شاہد علی جو غصہ سے مجنون ہو رہا تھا اُس نے بیرسٹر صاحب کو ایسا دھکا دیا کہ وہ کمرہ میں جا گرے - صوفیہ گھبرا کر اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی - بیرسٹر صاحب سنبھلکر شاہد علی کے مقابلہ میں آئے - دونوں میں دیر تک کشتی ہوتی رہی - بالآخر بیرسٹر صاحب کا ایک گھونسہ زیادہ کارگر ثابت ہوا اور شاہد علی بیدم ہو کر زمین پر گر پڑا - یہ گھونسہ اس لیئے اور بھی زیادہ مؤثر ثابت ہوا کہ شاہد علی نے بیرسٹر صاحب کے ہاتھ میں اُس انگوٹھی کو پہچانا جو صوفیہ نے بمبئی کے جوہری سے پانچہزار کو خرید کی تھی - غرض جب شاہد علی بے دم ہو کر گر پڑا تو مسٹر یوسف نے اُس کی طرف بڑھ کر کہا "دوست تم کیوں اسقدر خفا ہوئے - خفا تو مجھے ہونا چاہیئے تھا کیونکہ میرے تعلقات تمہاری شادی سے بہت پہلے کے ہیں" یہ کہکر وہ کمرہ سے نکل گیا صوفیہ ہنوز سہمی ہوئی کھڑی تھی - کئی منٹ کے بعد جب شاہد علی کے حواس بجا ہوئے تو وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور صوفیہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا کہ ایک فقرہ نے اُس کی طاقت سلب کر لی - صوفیہ نے کہا "نامردوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ مردوں سے ہار جاتے ہیں تو عورتوں پر ہاتھ اُٹھاتے ہیں" -

(۷)

ان حیا سوز اور جگر شگاف واقعات کے بعد شاہد علی نے صوفیہ کی صورت نہیں دیکھی اور مسٹر بیسلے کی کوٹھی پر کبھی قدم رکھا - لیکن اس کا ناگزیر نتیجہ یہ تھا

کہ پچاس لاکھ کا دعویٰ اُس پر دائر ہو گیا۔ شاہد علی کے پاس جو اپنے آپ کو ہر طرف سے طوفانی موجوں میں گھرا ہوا دیکھ رہا تھا عذر خواہی کیا تھی کہ وہ عدالت میں پیش کرتا۔ یہ بھی اُس کے امکان سے باہر تھا کہ جائداد کو فروخت کر کے اور رقم کو چھپا کر دیوالیہ بن بیٹھتا۔ بہرحال نالش ہوئی۔ ڈگری ہوئی اور شاہد علی کی تمام جائداد حتی کہ مکان مسکونہ اور اثاث البیت بھی قرق ہو گیا۔ جسدن اس مشہور اور نامور خاندان پر یہ مصیبت نازل ہو رہی تھی اُس دن شہر میں ایک طوفان برپا تھا۔ شاہد علی نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے مکان سے چلا گیا اُسکے دلمیں اس وقت مختلف خیالات تھے۔ کبھی وہ خودکشی پر آمادہ ہوتا تھا۔ کبھی ہمیشہ کے لیے جلاوطن ہو جانے کا ارادہ کرتا تھا لیکن اُس کی قوت فیصلہ بالکل بیکار ہو گئی تھی اور اس لیئے وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ آخرکار وہ چلتے چلتے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ یہاں اُس کی ایک قدیم الخدمت ضعیف العمر خادمہ کا مکان تھا۔ وہ اُسے دیکھ کر بے اختیار آگے بڑھی اور اُسے اپنے گھر لے گئی۔ اِن حوادث نے شاہد علی کی صحت پر بہت ناگوار اثر ڈالا اور وہ ایک چارپائی پر لیٹتے ہی غافل ہو گیا۔ خدا جانے کتنی دیر تک اُس پر غفلت کا عالم طاری رہا لیکن جب اُس کی آنکھ کھلی تو محسوس ہوا کہ کوئی پاؤں داب رہا ہے۔ کروٹ بدل کر دیکھتا ہے تو اُسکی مظلوم بیوی قدسیہ پر آب آنکھوں کے ساتھ موجود ہے وہ ہمدردی اور دلسوزی کی ایک تصویر بنی ہوئی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر ایک بجلی تھی جو شاہد علی کے نظام عصبی میں کوند گئی۔ وہ تڑپ کر اُٹھا اور بے اختیار اپنی وفادار بیوی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ قدسیہ کے آنسو اُسکی آنکھیں شاید اسی لمحہ کے منتظر تھے۔ وہ بے اختیار رونے لگی اور اُس کے ساتھ شاہد علی بھی زار زار رویا۔

"روتے ہی اُسکی آنکھ کھل گئی۔ کتاب ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑی تھی وہ اپنی آرام کرسی پر سنبھل بیٹھا۔ اور اس بات پر کہ یہ تمام مصیبتیں عالم خواب میں شروع ہو کر عالم خواب ہی میں ختم ہو گئیں خدا کا شکر ادا کیا۔ رونے کی آواز سنکر ادھر اُدھر سے نوکر دوڑ آئے تھے اُنھوں نے مؤدبانہ مزاج پوچھا۔ شاہد علی نے کہا "کچھ نہیں خواب دیکھا تھا" اتنے میں ٹیلیفون کی گھنٹی نے آواز دی نوکر نے ٹیلیفون اُٹھا کر عرض کیا کہ "کوئی مس ہیلے حضور کو پوچھتی ہیں اور دو دفعہ اس سے پہلے بھی ٹیلیفون کر چکی ہیں" شاہد علی نے یہ سُنا ایک قینچی منگائی اور اپنے ہاتھ سے ٹیلیفون کا تار کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہ بیتابانہ زنانہ میں پہونچا خواب کا خمار اُس کے دماغ پر حکمراں تھا جب وہ قدسیہ کے روبرو پہونچا تو نیازمندی چاہتی تھی کہ اُسے قدموں پر گرا دے لیکن محبت نے سنبھالا اور بلوریں گردن کی کہربائی نے جھکتے ہوئے ہاتھوں سے اپنی طرف کھینچ لیا۔

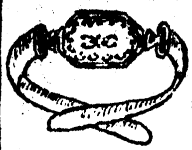
جنکو لائق داماد کی ضرورت ہو وہ پڑھیں

ایک صاحب، جو صوبجات متحدہ کے باشندے ہیں۔ شہر کے رہنیوالے ہیں غیر شادی شدہ ہیں پچیس سال عمر ہے۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں نہایت ذہین اور ہوشمند ہیں۔ صورت شکل بھی خاصی ہے تندرست اور صحیح القوے ہیں۔ کاروباری معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس وقت ایکسو بیس روپے ماہوار پر ایک کارخانہ میں مینجری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت شریف خاندان ہیں۔ والد کا انتقال ہوچکا ہے باقی تمام اعزہ موجود ہیں۔ صاحب موصوف کو تجارت کا بہت شوق ہے اور بڑی تمنا ہے کہ وہ ایک بڑے کاروبار کے مالک بنیں اور اپنی زندگی عزت شہرت اور کامیابی کے ساتھ بسر کریں۔ اُن کا خیال ہے کہ تنخواہ میں سے تھوڑی تھوڑی رقم بچاکر یہ آرزو پوری کیگئی تو کامیابی ضرور ہوگی۔ لیکن بڑھاپے تک وہ اپنی جوانی اور بڑھاپے دونوں کو سرسبز اور کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں اور ایسی بیوی کے خواہشمند ہیں جو بذات خود یا اُس کے والدین کم از کم اتنے دولتمند ہوں کہ بیس پچیس ہزار کی رقم کاروبار میں لگا سکیں۔ صاحب موصوف کو کسی طرح کی بد دیانتی یا بدنیتی مقصود نہیں وہ اس کاروباری زندگی سے خود بھی فائدہ اٹھائینگے اور بیوی کے والدین کو بھی فائدہ پہونچائینگے۔ وہ مسلمان سنی المذہب سید ہیں۔ لیکن اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُنہیں بیوی کے متعلق اس سے زیادہ کچھ خیال نہیں کہ وہ مسلمان قوم اور ذات کی کوئی قید نہیں۔ خوبصورتی اور بدصورتی کا کوئی امتیاز نہیں۔ خواہ دوشیزہ ہو خواہ بیوہ ہو۔ خدا جانے ہندوستان میں ایسے کتنے کاروباری اور دولتمند اشخاص ہونگے جنکو ایک ایسے لائق داماد کی ضرورت ہوگی جو اُن کو کاروبار میں مدد دے یا اُنکی دولت کی افزائش کا باعث ہو۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کیلئے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اس کار خیر کے لئے آمادہ ہوں وہ ہر طرح اپنا اطمینان کر سکتے ہیں کہ نوجوان موصوف کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اس پتہ سے خط و کتابت ہونی چاہیے۔

ایم - اے

بتوسط رسالہ "دین و دنیا" دہلی

ہر مقصد میں کامیابی



بازو بندِ نظامی

دہلی کے ایک مشہور خدا رسیدہ بزرگ کا عطیہ

جو صدہا مرتبہ آزمایا جاچکا ہے

خواص یہ ہیں (۱) ہر مشکل سے نجات ہوگی (۲) ہر بیماری سے شفا ہوگی (۳) جسکے پاس جاؤگے وہ عزت کریگا (۴) حکام مسخر ہونگے (۵) مقدمہ تمہارے حق میں فیصل ہوگا (۶) ہزار امیدوار ہوں مگر نوکری تمہیں کو ملیگی (۷) طالب علم امتحان میں کامیاب ہونگے (۸) جسکا خیال دلمیں ہوگا وہ محبت کریگا (۹) عزیزوں اور دوستوںمیں سرفرازی حاصل ہوگی (۱۰) میاں کے پاس ہوتو بیوی لونڈی کی طرح فرمانبردار رہیگی۔ بیوی کے پاس ہوتو میاں عاشق زار رہیگا (۱۱) دلہنوں کے پاس ہوتو سسرال والے آنکھوں پر بٹھائینگے (۱۲) اہل کاروبار اور دوکاندار اپنے پاس رکھیں تو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوگی۔ (جسکے پاس یہ بازو بند ہوگا وہ کبھی ننگا بھوکا نہ رہیگا)

الغرض محبت تسخیر اور کامیابیٔ مقاصد کیلئے بینظیر چیز ہے

بازو بندِ نظامی کا ہدیہ پانچ روپیہ علاوہ محصولڈاک

بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ وی پی

المشتہر فلکی شاہ معرفت خواجہ ڈپو دہلی

ایک زبردست عالم

کی طرح اگر آپ مذہبی معلومات بہم پہنچانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ دنیا کا معمولی سے معمولی اور نازک سے نازک مسئلہ آپ خود باسانی حل کرسکیں۔ اور اگر آپ کی یہ بھی آرزو ہے کہ آپ کی زندگی

ایک سچے مسلمان کی زندگی

بن جائے اور آپ کی ہر نقل و حرکت مذہبی اصول سے وابستہ ہو آپ کا ہر قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کی طرف بڑھے۔ آپ کا ہر دنیاوی معاملہ دائرۂ مذہب کبھی باہر نہ ہو تو آپ

فلاحِ دین و دنیا

ملاحظہ کیجیے۔ اس کتاب کے خریدنے کے بعد انشاء اللہ آپ تمام مذہبی کتابوں سے سبکدوش ہو جائینگے۔ روزہ، نماز، زکوٰۃ حج کے علاوہ آپ اپنے مذہب کی ادنےٰ سے ادنےٰ بات سے بھی ایک زبردست عالم کی طرح واقف ہو جائیں گے اور دنیا کا کوئی بھی ایسا مسئلہ نہ ہوگا جس سے کہ آپ کوئی آگاہ نہوں یہ کتاب تمام مذہبی کتابوں کا عطر ہے۔ اگر کتاب جیسا کہ بتایا گیا ہے اس سے بہتر ہو تو رکھیے ورنہ فوراً واپس کر دیجیے اس ایڈیشن میں مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر رسالۂ دین و دنیا نے کتاب پر نظر ثانی فرماکر جا بجا بہت کچھ مناسب اضافہ کر دیا ہے۔ اگر آپ اس کتاب کے بارے میں اور زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کی فہرست مضامین جو علیحدہ آٹھ صفحات پر چھپی ہوئی ہے منگا کر ملاحظہ فرما لیجیے۔

ٹائٹل ہفت رنگ نہایت خوبصورت، کاغذ ولایتی چکنا، لکھائی چھپائی نہایت دیدہ زیب ضخامت تقریباً چھ سو صفحے۔

قیمت فی جلد للعہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نظامیہ دارالاشاعت۔ دہلی

آپکی فہم و فراست

کا وہ پایہ تھا بلند۔ حضرت فاروق بھی لیتے تھے رائے عائشہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ مبارک ہستی تھی جسکو رسول پاک صلعم نے تمام دنیوی نعمتوں کے مقابلہ میں اپنی ذات جامع کمالات کے لیے انتخاب فرمایا تھا۔ آپ کی ذات وہ مبارک ذات تھی جسکی پاکدامنی کا شاہد کلام پاک بنا۔

سیرۃ الصدیقہ رض

آپ کی نہایت مکمل سوانح زندگی ہے۔ پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مفصل طور پر درج ہیں مختصر فہرست مضامین۔ پیدائش۔ زمانۂ رضاعت اور بچپن آپ کا مہر۔ آپ کا جہیز۔ رخصت کے بعد حضرت عائشہ کی گڑیاں۔ ہجرت رسول۔ حضرت عائشہ مدینہ میں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا علم و فضل۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی تعلیم۔ آداب گفتگو۔ سخاوت۔ تواضع۔ عبادت و خوف خدا۔ مکروہات سے پرہیز۔ حیا اور پاس وضع۔ ایثار۔ حجاب۔ نفاست طبع۔ اطاعت شوہر۔ اقوال صدیقہ۔ پردہ کا خیال۔ لباس۔ لڑائیوں میں شرکت۔ جنگ جمل۔ غرض یہ کہ وفات تک کے مفصل حالات اور آپ کے متعلق صدہا احادیث کا ترجمہ درج ہے۔ اس کے علاوہ دو

تصویریں بھی ہیں

ایک حضرت عائشہ صدیقہ کے مزار مبارک کا فوٹو اور دوسرا فوٹو مسجد عائشہ صدیقہ کا جہاں حاجی عمرہ باندھتے ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت مجلد ۱۲؍

خاتونِ جنت

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ

کی مکمل سوانح جسمیں آپ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مفصل طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ خاتونِ جنت آپ کی سب سے زیادہ مکمل سب سے زیادہ مفصل سب سے زیادہ سلیس سب سے زیادہ ضخیم سوانح ہے۔ اس کے علاوہ

دس تصاویر بھی ہیں

(۱) روضۂ مقدسہ حضرت فاطمۃ الزہرا (۲) مدفن بتول رضہ حضرت رسول مقبول صلعم (۳) شجرۂ حضرت فاطمۃ الزہرا۔ (۴) شہر مکہ معظمہ کا خطی خاکہ (۵) خانہ کعبہ حرم شریف مکہ معظمہ کا سطحی خاکہ۔ (۶) شہر مدینہ منورہ کا خطی خاکہ (۷) مدفن بتول پر برقی روشنی کا نظارہ (۸) جنت البقیع کا سطحی خاکہ۔ (۹) قبۂ اہلبیت رضی اللہ عنہ (۱۰) مزار مبارک حضرت فاطمہ رض کا نظارہ ضخامت ۲۵۰ صفحے

قیمت مجلد عہ؍ ملنے کا پتہ:۔ منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

سچّے قصّے

اگر لاکھوں کی جائداد آپ کو مل جائے

لکھنؤ کے ایک دولتمند نواب صاحب کا انتقال ہوا۔ بیگم صاحبہ مرشد آباد کی تھیں، اور خود بھی صاحبِ جائداد تھیں۔ نواب صاحب مرحوم کے صاحبزادے جنکے متعلق مرزا رسوا صاحب بی، اے، پروفیسر لکھتے ہیں کہ اب بھی زندہ ہیں اور مرزا صاحب انکو جانتے ہیں، نہایت سیدھے سادے تھے، لوگوں نے ان کم عمر نواب صاحب کو خوب بے وقوف بنایا۔ قبض سرور شراب کباب اور زنانِ بازاری کی چاٹ لگادی۔ سب سے بڑھکر لطیفہ یہ ہوا کہ ویرانہ میں ایک حسینہ کو پہنچا کر نواب صاحب کو یقین دلایا کہ یہ پری ہے اور برسہا سال تک انکو پرستان کی سیر کرائی، بدمعاشوں کا ایک پورا گینگ کام کرتا تھا جنمیں کوئی عامل بنا ہوا تھا کوئی مصاحب تھا، کوئی جائداد کا منتظم تھا، دوسری طرف دولتمند بیوہ کو اپنے حریفوں نے قبضہ میں لانے کیلئے عجیب عجیب تدبیریں کیں، کتاب میں چونکہ صرف سچے واقعات لکھے گئے ہیں اس لیے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ لکھنؤ میں آج بھی کیا کچھ ہوتا ہے۔ نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز لکھنؤ کی پیاری زبان میں۔ لکھنؤ کے سب سے بڑے انشاپرداز کی تصنیف نام ذاتِ شریف قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔

اگر ایسی بیوی آپ کو میسر آئے

یہ بھی لکھنؤ کا سچا واقعہ ہے اور ایک مشہور خاندان کی معاشرت دکھائی گئی ہے، نواب خورشید مرزا کے خاندان کی ایک حسین لڑکی پر فریفتہ تھے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ان کی شادی اور جگہ ہوئی اور وہ لڑکی کلکتہ کے ایک دولتمند کو بیاہی گئی ۲۵ برس کے بعد دونوں اس طرح ملے کہ وہ لڑکی بیوہ ہو چکی تھی اور دق میں مبتلا تھی اُسنے اپنی حسین بیٹی اختری بیگم کو لاکھوں روپیے کی مالیت کیساتھ خورشید مرزا کے سپرد کیا اور وفات پائی۔ بعد خورشید مرزا اختری بیگم کو گھر لائے۔ ماں کی وصیت تھی کہ جب تک شادی نہ ہو دولت کا حال ظاہر نہ کیا جائے، خورشید مرزا کی دو کنواری جوان لڑکیاں تھیں انہوں نے اختری کے ساتھ بدسلوکیاں کیں، اختری بڑی تعلیم یافتہ اور نیک مزاج ہے۔ ہزارہا روپیے سے غریبوں کی امداد کرتی ہے، جب لوگوں پر اُسکی دولت کا راز ظاہر ہوا تو اُسے پھانسنے کی کوشش کی۔ اختری کی ایک جوان خادمہ عاشقانہ خطوط لکھتی رہی اور اُن کا جواب لکھتی رہی۔ آخر عاشق صاحب بیگم کی جگہ خادمہ بیاہی گئی۔ نہایت دلچسپ اور عبرتناک ہے۔ زبان بہت ہی پیاری ہے۔ اسکا نام **اختری بیگم** ہے قیمت مجلد عہ

اگر ایسی محبوبہ آپ کو ملتی؟

یہ قصہ بالکل سچا ہے جن صاحب کا قصہ ہے اُن کی اولاد اب بھی لکھنؤ میں موجود ہے۔ ابھی ہم نے تو اس سے زیادہ مؤثر اور دردناک کوئی قصہ آجتک پڑھا نہیں۔ حسن شاہ ایک انگریز کے منشی تھے، انگریز شوقین مزاج تھا کشمیری عورتوں کا ایک طائفہ ملازم تھا، ان میں خانم جان نامی ایک لڑکی بڑی خوبرو، بڑی خوش گلو اور بڑی تعلیم یافتہ تھی، وہ حسن شاہ پر عاشق ہوئی اور حسن شاہ اُس پر، عرصہ تک صرف حسبِ حال غزلیں گا گا کر ایک دوسرے پر دل کا راز ظاہر کرتے رہے۔ پھر خط و کتابت ہوئی۔ ملاقات ہوئی، شادی ہوئی، اسی اثنا میں انگریز کا تبادلہ ہوگیا۔ طائفہ برخاست کر دیا گیا حسن شاہ اور خانم جان میں جدائی ہوگئی خانم جان ایسی باوفا اور محنت کرنے والی ثابت ہوئی کہ جھوٹے ناولوں میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ بے حد مؤثر اور دلچسپ واقعہ ہے۔ اس کا نام **نشتر** ہے
قیمت مجلد ایک روپیہ چار آنے۔

ملنے کا پتہ: منیجر نظامیہ دارالاشاعت۔ دہلی

اگر دوسروں کی جگہ آپ ہوتے

دیوہ ضلع بارہ بنکی کے ایک رئیس کی خوبصورت لڑکی ناظرہ بیوہ ہوئی، خاندان میں عقدِ ثانی کو بُرا سمجھا جاتا تھا، لڑکی بہت حسین اور نوعمر تھی، رئیس صاحب اُسکو وعظ سنواتے اور پھر اُسے حج کے لیے لے چلے، بمبئی پہنچکر ایک ہوٹل میں ٹھہرے، لڑکی بے خبر سو رہی تھی کہ ایک شخص نے اُسے بے آبرو کرنا چاہا مگر بچ گئی۔ عرب پہنچکر حج کے بعد بھی عرصہ تک حجاز میں قیام رہا۔ ناظرہ بعض ناخدا ترس حبشیوں کے ہاتھ پڑ گئی اُنہوں نے اپنا کام نکالنا چاہا مگر بال بال بچی۔ آخر طائف میں پہنچکر ایک شخص سے اُس کے تعلقات ہوگئے، جو آخر میں سوتیلا بھائی ثابت ہوا۔ ایک ناجائز بچہ پیدا ہوا، اور سخت شرمناک واقعات پیش آئے جن سے خدا ہر شریف کو بچائے۔ بے حد عبرت انگیز، سبق آموز اور دلچسپ اس کا نام **اشکِ حسرت** ہے۔ قیمت عمہ مجلد

روح وجد میں آجائیگی

دل پھڑک جائیگا **جواہرِ لاثانی** کا ہر مصرع آپ کو بے چین کر دیگا حضرت بیانؔ یزدانی مرحوم و مغفور ہندوستان کے زبردست شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کے کلام کا مجموعہ شائع ہوگیا ہے۔ بیانؔ صاحب غالبؔ کے بعد دوسرے شاعر مانے جاتے ہیں۔ **جواہرِ لاثانی** نہایت مفید نظموں کا مجموعہ ہے
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

دل کے آپریشن کے لیے نشتر

اگر کوئی ہوسکتا ہے تو عالیجناب نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب نیّر رئیس لوہارو مرحوم و مغفور تلمیذ دبیر الملک مرزا نوشہ غالبؔ کا کلام ہے **صحیفۂ زرّیں** اُن فارسی قصائد غزلیات اور رباعیات کا مجموعہ ہے جنکو بے حد کوشش کے بعد بہم پہنچایا گیا ہے۔ بڑی تقطیع سوا دو سو صفحے۔ نہایت خوشخط قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

عورت کا زوردار اپیل

دہلی کی ایک مشہور انشا پرداز خاتون نے صنفِ نازک کی طرف سے مؤثر الفاظ میں اپیل کیا ہے کہ انتخاب زوج کے معاملہ میں بیچاری لڑکی سے بھی رائے حاصل کی جائے، جو واقعہ لطف مثال قابل خاتون نے قلمبند کیا ہے وہ بالکل سچا واقعہ ہے، طرزِ بیان نہایت دردناک قیمت ۶ ر

ایک دوسری دنیا بھی ہے

جسکا نظارہ صرف دل کی آنکھ سے ہوسکتا ہے جس کی جستجو کا نام تصوف ہے۔ اس دنیا کی سیر مقصود ہو تو **کاشف الاسرار** کا مطالعہ کیجئے۔ بظاہر چند اوراق کا مجموعہ ہے، درحقیقت عالمِ نورانی کا ایک جہاں بیں آئینہ ہے، جن لوگوں کا دل اس دنیا سے بیزار ہو کر ایک دوسری دنیا کے جلووں کا تمنائی ہو وہ یہ کتاب ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت چھ آنے

ملنے کا پتہ: منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

سیر المصنفین (جلد اوّل)

جس میں شعرائے اُردو کے حالاتِ زندگی اور اُردو زبان کی عہد بعہد ترقی و تبدیلی کا ذکر کیا گیا ہے

از مولوی محمد یحییٰ تنہا بی۔ اے (علیگ)

" مردم دیدہ آج گھر بیٹھے بہشت کی سیر کرتے ہیں۔ اللہ اللہ! صفحۂ قرطاس پر کیا جوشِ بہارِ معانی ہے! تارِ نگاہ میں بے تکلف موتی پروئے جاتے ہیں واہ وا! کلکِ گہر بار کی کیا زر افشانی ہے! سبحان اللہ کیسی انشا ہے؟ جس کے دیکھنے سے یہ لطف اُٹھتا ہے۔ کتاب ہے یا گلزارِ بے خزاں؟ جس صفحہ کو دیکھیے حاشیہ فردوس کی روشوں پر حاشیہ لکھتا ہے، جدول کے خطوں پر سلسبیل اور کوثر کا جی پانی پانی ہوتا ہے سطریں سنبلستان ہیں، الفاظ گلستان ہیں۔ حرف کی کششوں پر سرو اور شمشاد کا یقین ہوتا ہے۔ دائروں سے نرگستان آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے، حرفوں کی سیاہی سے کاغذ کی سفیدی وہ کیفیت دکھاتی ہے، گویا درختوں سے چاندنی نے کھیت کیا ہے۔ کاغذ کی سفیدی پر حرفوں کی سیاہی کی وہ بہار نظر آتی ہے، جیسے صحنِ باغ پر بادل چھا رہا ہے۔ وہاں قوتِ نامیہ سے درخت ہر سال پھولتے پھلتے ہیں۔ یہاں فکرِ رسا کے جب دیکھیے، فقراتِ برجستہ سے معانیِ تازہ نکلتے ہیں۔ مجموعہ ہے یا گنجِ شائگاں۔ ہر باب میں ایسے ایسے بے بہا جواہرِ حکمت کے بھرے ہیں کہ جسے دیکھ کے جوہریِ عقل کی عقل چکراتی ہے۔ ہر فصل میں اتنے نقدِ کامل عیارِ دانش کے انبار دھرے ہیں کہ مقدار اُس کی صیرفیِ ذہن کے ذہن میں نہیں آتی۔ یہ وہ جوہر ہے جس کے رکھنے کو حلقۂ چشم ڈِبک ہو تو بجا ہے، اور یہ وہ نقد ہے جس کے پرکھنے کو سویدائے دل محک ہو تو زیبا ہے۔ شہرِ علم کے مفلسوں کو صلائے عام ہے کہ اسکی سیر کو آنکھیں کھولیں۔ دامنِ نگاہ میں موتی رولیں، دریائے دانش کے ناداروں کو اجازتِ تام ہے کہ اس گنجینہ کے دیکھنے کو آئیں، جتنا حوصلہ ہو، اُٹھائیں خالی ہاتھ نہ جائیں، کتاب ایسی کیوں نہ ہو جب مصنف اس کا وہ ہے، جسکی فصاحت نے سحبان کے مُنہ میں قبر کی مٹی سے خاک بھری اور جسکی جادو بیانی نے سحرِ بابل کی قدر گھٹا دی..... جس کا ثانی فضل و کمال میں نہ دید ہے نہ شنید...

... جسکی اُردو سے سوداؔ کی روح کو سودا ہوگا، میرؔ اپنا مرنا غنیمت جانیگا۔ مومنؔ کو پہلے ہی خوب سوجھی جو یہ تخلص اختیار کیا، یعنی دربردہ معذرت چاہی کہ میں تو مومن کرتا ہوں کمال حق کسی اور کا ہے۔ ذوقؔ کو بھی اُنکی خبر پہنچ گئی تھی کہ آتشؔ رشک سے جلکر یہ تخلص اپنے حسبِ حال لکھا، ناسخؔ اب ہوتا تو منصفی سے تخلص اپنا منسوخ مشہور کرتا آتشؔ نہ مرتا تو کیسا کیسا جلتا؟ انکی اس نثر نے رتبۂ نظم کا کھو دیا، اُستاد انکا سفینہ دریا میں ڈبو دیا.......

اپنے نزدیک گو کچھ نہ لکھا ہو، پر کیسا کچھ لکھا ہے، اگر انصاف کیجیے تو ایسی کتاب اُردو میں آجتک کوئی نہیں لکھی گئی قیمت فی جلد ؏ علاوہ محصول

کتاب ملنے کا پتہ، منیجر دار الاشاعت، غازی آباد

ایک کملی میں چار ولی

چار ولیوں کی چار کتابیں اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو مجموعۂ تصوفیہ ملاحظہ فرمائیے

پہلا رسالہ مصنفہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری اُستاد و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہے۔ جو عشق و محبت اور معرفتِ الٰہی اور تصوف میں عجیب و غریب کتاب ہے۔

دوسرا رسالہ توحید کے بیان میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی نے تحریر فرمایا ہے۔

تیسرا رسالہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی نے روح و نفس وغیرہ کے متعلق لکھا ہے۔

چوتھا رسالہ عشق نامہ یعنی حضرت مولانا واحدی علیہ الرحمۃ کا مشہور و معروف ترجیع بند ہے

قیمت صرف آٹھ آنے (۸؍)

دنیا سے نفرت ہو گئی!

اور حضرت ذوقی شاہ جو علیگڑھ کالج کے گریجوایٹ تھے تمام دنیادی عیش و عشرت چھوڑ کر حضرت نظام الدین اولیا محبوبِ الٰہی کے قدموں میں جا پڑے اور اُسی کیفیت کے عالم میں آپ نے ایک کتاب برزخ لکھی جس میں کلام مجید اور احادیث کے حوالے سے جناب موصوف نے یہ اہم مسئلہ کہ موت کے بعد اور قیامت سے پہلے انسان پر کیا گزرتی ہے، نہایت مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے، نہایت دلچسپ اور نہایت مفید کتاب ہے۔ قیمت ؏

اللہ میاں سے راز و نیاز

سوز و ساز، سکون و اضطراب، حال و قال اور وجد و وصال اہل اللہ کے لیے ایک لازوال روحانی خزانہ ہے۔ اگر آپ بھی ان کیفیات سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں تو وجدانی نشتر پڑھیے جس میں اہل اللہ کے ایسے صدہا واقعات درج ہیں جن پر یہ کیفیتیں طاری ہوئی ہیں قیمت ؏

اگر آپکا دل تفریح کا طالب ہے

تو وہ تفریح حاصل کیجیے جو ایک سچے مسلمان کے لیے نعمت ہے، خدا کے نیک بندوں کے حالات پڑھیے حکایات الصالحین میں سینکڑوں بزرگوں اولیا اللہ اور پیغمبروں کی نہایت دلچسپ حکایتیں درج ہیں، ایسی کتاب کا پڑھنا باعثِ تفریح ہی نہیں ہے بلکہ باعثِ برکت بھی ہے ؏

مسلمان آریہ ہو گئے

تو ہونے دیجیے، وہ پہلے ہی بے دین تھے، اگر ان کے عقائد درست ہوتے تو دنیا کی کوئی قوت ان کو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹا سکتی تھی۔ ایسے ڈانواڈول دور میں مسلمانوں کو چاہیے کہ عقائدِ صوفیہ پڑھیں تاکہ ان کے عقائد کی کمزوری دور ہو جائے، اس کتاب میں عقائدِ اسلامی کو نہایت وضاحت کے ساتھ مدلل پیرایہ میں بیان کرکے بے دینوں کے اعتراضات کو لغو اور خلافِ عقل ثابت کر دیا گیا ہے۔ قیمت ۸؍

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے طلب کیجیے

افسانہ بھی تاریخ بھی اور نصیحت بھی

عروس مصر

جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور عربی ناول "احمد بن طولون" کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر دین و دنیا کے قلم سے۔ احمد بن طولون والی مصر کے نہایت دلچسپ حالات۔ مصر کی مایہ ناز مہ پارہ دمیانہ کی شرم آلود محبت بھری نگاہوں کا سعید کے حسن و جمال کو خیر مقدم کہنا۔ حیا کا عرض مدعا سے باز رکھنا۔ سعید کا محبوب دمیانہ کی محبت کو رسوائی کے خوف سے مدتوں دل کے عمیق ترین گوشہ میں پوشیدہ رکھنا آخر طرفین کا محبت کے جذبات سے مغلوب ہو کر نظروں ہی نظروں میں داستان غم کہہ جانا۔ دمیانہ کے والدین پر اس راز کا انکشاف ہونا محبت کی دشواریاں عشق کی مصیبتیں لوگوں کا ساحل مراد تک پہونچے تشنہ کام جدائی جذبۂ عشق کا دوبارہ شاہزادہ کا سیابی دکھاتا۔ نہایت دلچسپ ناول ہے ضخامت ۲۰۸ صفحہ قیمت عمر

عبد الرحمن ناصر

جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے عربی ناول "عبد الرحمن ناصر" کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے اپنے مخصوص رنگ میں تحریر فرمایا ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ جرجی زیدان کا انداز تحریر عربی کیطرح اردو میں بھی قایم ہے۔ اس ناول میں خلیفہ عبد الرحمن ناصر کے عہد حکومت کے دلچسپ واقعات۔ خلیفہ کی منظور نظر زہرا کے عجیب غریب واقعات جسکے حسن کی تجلیوں نے تمام ملک کے حسن پرستوں کو اپنے روبرو سرنگوں کر لیا تھا۔ سعید کا زہرہ کے حسن و جمال پر دیوانہ ہو جانا اور آخر کار اس سچے عاشق کا دنیا میں محبت کی مثال قایم کر کے راہی ملک بقا ہونا سعید کی دلدادہ عابدہ کا سعید کی فرقت میں بیتاب رہنا۔ محبت کے طلاطم خیز سمندر میں عابدہ کا ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دکھائی دینا۔ غرض یہ کہ اسدرجہ دلچسپ ناول ہے کہ شاید ہی ...... اس ناول کے بعد ایسا ناول لکھا جاسکے ضخامت ۲۹۶ صفحے قیمت عہ

حجاج بن یوسف

مولانا ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے جرجی زیدان کے مشہور و معروف عربی ناول "حجاج بن یوسف" کو بہترین اردو کا جامہ پہنا کر پیش کیا ہے جسمیں یزید کے جانشینوں کی خستہ حالی دکھائی ہے۔ خلیفہ عبد الملک کیطرف سے حجاج بن یوسف کا مکہ معظمہ پہونچکر حضرت عبد اللہ بن زبیر سے خوفناک مقابلہ۔ مکہ معظمہ کا محاصرہ۔ بیت اللہ میں خونریزی و غارتگری۔ اس کے علاوہ اس ناول میں عرب کی ان مہ جبینوں کا کیرکٹر دکھایا ہے جنکے حسن کی تعریف میں عرب کے شعرائے صدہا قصائد لکھے ہیں حسن و محبت سے ناول رنگا ہوا ہے جو اصحاب تاریخ کو محض خشک مضمون ہونیکے سبب سے ناپسند کرتے ہیں وہ حجاج بن یوسف پڑھیں جسکے دلچسپ فسانہ کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام کا ایک بڑا حصہ ذہن نشین ہو جائیگا۔ ضخامت ۲۵۶ صفحے قیمت عہ

یوسف پاشا

ایک پر اسرار قلعہ کی تباہی کیونکر ہوئی ہے؟ اور شہزادہ یوسف نے ڈاکوؤں کے خوفناک و زبردست گروہ پر کیونکر فتح حاصل کی؟ ایک غارتگر صبر و شکیب حسینہ اور ہوشربا مسیحی ملکہ نے عشق نے کیسی کیسی کرشمہ سازیوں سے کام لیا اور کیسی کیسی سحر طرازیوں سے جلوہ نما ہوئی۔ ترکی شہزادہ یوسف پاشا عشق و محبت کے طفیل میں کیسی کیسی مصیبتوں میں گرفتار رہا اور اسکو کس قدر دلیری اور سرفروشی سے کام لینا پڑا۔ بالآخر خوفناک معرکوں کو سر کرنیکے بعد کسطرح وہ مسیحی محبوبہ اسکے پہلو کی زینت بن سکی اور شہزادہ اپنی خواہشوں اور تمناؤں میں کیونکر کامیاب ہو سکا مسیحی ملکہ کیونکر مسلمان ہوئی اور کسطرح مسلمان ترکوں کی ملکہ بنی۔ ان تمام دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات کو معلوم کرنا ہو تو آج ہی عہ میں یوسف پاشا کی ایک جلد طلب کیجیے جو کہ نہایت دلچسپ اور بہترین ناول ہے۔

محبوبۂ مصر

مصر کا حسن دنیا بھر میں مشہور ہے۔ مصر کا تمدن و معاشرت یوروپ کے تمدن کو شرما رہا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مصر کی پریاں دریائے نیل کے کنارے رقص کرتی ہوئی آپکو دکھائی دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حسن و جمال کا مرقع آپکی نظروں کے سامنے ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ عشق و محبت کے واقعات کبھی آپکی آنکھوں کو پر آب کر دیں اور کبھی آپ کے لبوں پر تبسم لہرانے لگے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا کا سب سے زیادہ دلچسپ ناول بھی آپ کی لائبریری کی زینت ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک محبت بھری افسانہ کے ساتھ ساتھ تاریخی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک ناول آپ کو تاجروں کی گہری چالوں سے بھی واقف کر دے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک داستان محبت آپ کو مہاجنوں کی بدمعاشی سے بھی آگاہ کر دے تو محبوبۂ مصر پڑھیے جو کہ ۳۰۰ صفحے کا نہایت دلچسپ تاریخی اور مفید ناول ہے۔ قیمت ع

امیر المومنین عبد الرحمن ناصر

جرجی زیدان کے تاریخی ناول کا ترجمہ۔ خلیفہ عبد الرحمن اور ان کے صاحبزادوں کی معرکہ آرائیاں۔ محبت کی درد بھری کہانی۔ طالب مطلوب کی جدائی ایک حسینہ جذبۂ عشق سے مغلوب ہو کر دیوانہ وار حرکتیں کرنا۔ لاکھوں مصیبتوں کے برداشت کرنے کے بعد مقصد میں کامیابی۔ قیمت عمر

جنگ بلقان

کیا سچی در حقیقت سفیہ پر جان دیتا تھا کیا واقعی سفیہ کو سچی محبت تھی۔ کیا بلقان کی جنگ میں سچی کی یہ ولولہ انگیز جرأت ... کے لیے تھی۔ کیا در حقیقت غازی الوزبے نے جو کچھ جنگ بلقان میں کارنامے دکھائے وہ انسانی قوت سے بالاتر تھے اگر ان سوالوں کا جواب آپ چاہتے ہیں تو جنگ بلقان کے اوراق سے لیجیے۔ قیمت عہ

امراؤ جان ادا

لکھنؤ کی ایک مستعلق طوائف کے عمر بھر کے تجربے اگر دیکھنے ہوں اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ انسان کے لباس میں چند اُن کے دیالہ کیسے پھنستا ہے۔ اگر یہ سمجھنا ہو کہ علاوہ چند مشہور باتوں کے انہیں کونسی تسخیر کی قوت کام کرتی ہے تو کاغذی امراؤ جان کا نظارہ کیجیے اس مجربات الطوائف کے ۲۵۰ صفحے ہیں قیمت عہ

آپ نے دیکھا ہوگا!

کہ رسالۂ دین و دنیا بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۴ء میں کلام مجید کا ایک اشتہار شائع ہوا تھا۔ یہ کلام مجید بڑے اہتمام کے ساتھ دفتر "دین و دنیا" میں تیار کیا جارہا ہے، اشتہار کے ساتھ نمونہ بھی شائع کیا گیا تھا اور اُس سے آپنے اندازہ کیا ہوگا کہ کلام مجید کیسا شاندار خوبصورت اور خوشخط ہے، حروف نہایت واضح اور جلی ہیں، چھپائی بہت روشن اور صاف ہی، کاغذ بہت پائدار اور عمدہ ہی بین السطور میں شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ اور مولانا اشرف علی صاحب کے دو ترجمے ہیں۔ حاشیہ پر ایک مکمل تفسیر ہے اسکے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں جو بحیثیت مجموعی کسی کلام مجید میں نہیں پائی جاتیں۔ درحقیقت یہ وہ نعمت عظمیٰ ہی جس سے ہر مسلمان کا گھر مالامال رہنا چاہیے۔

ہمنے ناظرین دین و دنیا کو خاص طور پر اس کلام مجید کی طرف توجہ دلائی ہی اور واقعہ یہ ہی کہ یہ تکلیف و محنت اور ہزارہا روپے کا صرفہ محض انہی کیلیے گوارا کیا گیا ہی، ہم چاہتے ہیں کہ دین و دنیا کے تمام مسلمان خریداروں کے پاس یہ بیمثال اور بینظیر کلام مجید موجود ہو، اسی لیے ہمنے اُسکے حاصل کرنیکی آسان شرطیں مقرر کی ہیں اور چونکہ ہدیہ کی رقم قسطوں کی صورت میں بھی ادا ہوسکتی ہی اسلیے کم استطاعت اصحاب بھی اس دولت کو حاصل کرسکتے ہیں۔ بہرحال میں ایکدفعہ اور آپکو اس کلام مجید کیطرف توجہ دلاتا ہوں اور اگر آپنے اُسکا نمونہ نہیں دیکھا تو ایک کارڈ لکھکر دفتر دین و دنیا سے منگا لیجیے اور جہانتک ممکن ہو عجلت کیجیے کیونکہ پھر اُس رعایت کا موقع نہیں ہوگا جو اس وقت ممکن ہی +

خیر خواہ

ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

مالک "خواجہ ڈپو" "نظامیہ ارالاشاعت و رسالۂ دین و دنیا دہلی"

دو روپے سے ہزارہا روپے

پیدا کرلینا کیونکر آپکے امکان میں ہے اور کسطرح کہ وہ دو روپے بھی تلف نہوں بلکہ اُنکا مال آپکو ملجائے اس مضمون کا ایک مفصل اشتہار رسالۂ دین و دنیا بابت ماہ اگست سنہ ۲۴ء میں شائع ہوا تھا اور غالباً آپ کی نظر سے گزرا ہوگا، اس اشتہار میں آپکو توجہ دلائی گئی تھی کہ دو روپے کی رقم اگرچہ بالکل ہیچ ہی اور آپ لوگ ادنے خواہش پر اُسے صرف کر ڈالتے ہیں لیکن وہ ہماری گزارش کے مطابق صرف کیجائے تو آپکیلیے کیا کچھ مفید ہوسکتی ہی اسکی اجمالی صورت یہ ہی کہ ہم نے معلوماتِ تجارت کے نام سے ایک ایسی مفید کتاب انگلستان و امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار کی ہی کہ اسکی ایک ایک سطر میں یہ طاقت ہی کہ اگر تقدیر یاوری کرے تو ایک ناکام سے ناکام شخص کامیاب بن سکتا ہی، یہ کتاب دو روپے میں فروخت ہوتی ہی اور اسکے خریداروں میں کم و بیش ایک لاکھ روپے کی رقم بطور انعام عنقریب تقسیم ہوگی اور اس رقم کا کچھ حصہ صیغۂ امداد باہمی میں جسکا حال آپ ہر رسالہ میں پڑھتے ہونگے صرف کیا جائیگا۔ بہرحال یہ اشتہار ناظرین دین و دنیا کو ضرور پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ تجویز اُنکے لیے نہایت مفید ہے اور اس میں نقصان کا کوئی پہلو نہیں جبکہ دو روپے صرف کرکے دو روپے کی کتاب اُنہیں فوراً مل جاتی ہے۔

ہم اس اشتہار کی طرف ناظرینِ محترم کو ایک دفعہ اور توجہ دلاتے ہیں، اگر اشتہار اُن کے پاس موجود نہو تو ایک کارڈ لکھکر دفتر دین و دنیا سے طلب کرلیں +

خیر طلب

ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

مالک خواجہ ڈپو، رسالۂ دین و دنیا و نظامیہ ارالاشاعت دہلی

نظامیہ دار الاشاعت

جامع مسجد دہلی

آئین قدرت

اور قانون شریعت کی پابندی کے بغیر کوئی مسلمان سچا مسلمان کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے اور نہ اسکو فلاح دین و دنیا حاصل ہو سکتی ہے، پھر اگر آپ بھی مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کی خواہش ہوگی کہ ایک توحید پرست اور حقیقی مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں، اور آپ کو ضرور کسی ایسے رہنما کی فکر ہوگی جو آپ کو دین کے معاملات میں بھی صراط مستقیم پر لے جائے اور دنیاوی معاملات میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کر سکے۔ اگر یہ سچ ہے تو

آپ کتاب "فلاح دین و دنیا" منگا لیجیے

کیونکہ "فلاح دین و دنیا" دین میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرے گی اور دنیا میں بھی سچی رہبر ثابت ہوگی۔ شریعت اسلامیہ۔ طریقت۔ تصوف۔ زہد۔ اتقا۔ عبادت۔ ریاضت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ جہاد قبر پرستی۔ عرس۔ میلاد۔ حشر نشر۔ قبر جنت۔ دوزخ۔ اعراف۔ لواء الحمد۔ پل صراط۔ میزان۔ فرشتے۔ رسول۔ انبیاء۔ اولیاء۔ قطب۔ ابدال۔ خلفاء۔ علماء۔ موت۔ غسل جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ۔ میت۔ توبہ استغفار۔ ادعیہ۔ اعمال۔ خطبات۔ تجارت۔ زراعت۔ حکمت۔ تشریح الاعضاء۔ امراض۔ علاج۔ ادویہ زہر۔ زہریلے جانور اور اُن کے کاٹے کا علاج۔ درد۔ اورام۔ ترکہ۔ اوامر۔ مناہی۔ پانی ہوا۔ مٹی۔ آگ۔ غرض دین اور دنیا کی کوئی بات۔ دین کا کوئی مسئلہ اور دنیا کا کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے جو کتاب فلاح دین و دنیا میں موجود نہ ہو۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پہلا ایڈیشن صرف چند ماہ میں ختم ہو گیا اور اب دوسرا ایڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے۔ قیمت مجلد مع محصول پانچ روپے

فوراً منگا لیجیے اور فائدہ اٹھائیے

جنت کے خطوط

جناب سیماب اکبرآبادی کی اُن درد انگیز منظوم خطوط کا دلسوز مجموعہ جو مُردہ عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام لکھے گئے ہیں اور جن کو پڑھ کر چوٹ کھایا ہوا دل تسکین و تسلی پاتا ہے۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک ۶/

تفسیر الفاتحہ

علامہ عبدہ مصری رح کی لکھی ہوئی سورۂ فاتحہ کی سیاسی تفسیر کا سلیس اردو ترجمہ تمام تفاسیر قرآنی کا عطر اور ہر مسلمان کے پڑھنے کے قابل عمدہ سفید کاغذ بہترین لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸/ محصول ڈاک ہر کتاب کا بذمہ خریدار

(تمام فرمایشیں منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی کے نام بھیجیے)

(محمد انوار ہاشمی پرنٹر و پبلشر نے الجمعیۃ المطابع جامع مسجد دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

REGISTERED, No L, 1313

جلد ۴ - نمبر ۴



ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ

چیست دنیا؟

از خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جو

ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی اداکردہ کل قیمت ہم سے واپس منگالے

سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے

سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے

ششماہی عہ مع محصول وغیرہ

۱۹۲۴

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی بے مثال کتابیں

میلاد نامہ
نئے رنگ کا قابل دید مستند مولود شریف ہے، اور خواجہ صاحب کی اسلامی تاریخ کے سلسلے کا پہلا حصہ ہے اس میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس حالات اور پاک و پاکیزہ اخلاق اور عادات کا تفصیلی بیان ہے۔ قیمت عہ

محرم نامہ
اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جس میں وفات رسول کے بعد کے واقعات خلافت کے جھگڑوں کا پورا بیان جنگ جمل و صفین کا تفصیلی حال، شہادت امام حسین کا اصلی سبب، معرکہ کربلا کی تحقیقی اور درد انگیز کیفیت درج ہے۔ قیمت عہ

یزید نامہ
یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے محرم نامہ کے بعد اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں خلفائے بنو امیہ کے حالات ہیں۔ معرکہ کربلا کے بعد حجاج بیعت کی کشمکش پر خوفناک چڑھائی، خانہ کعبہ کی بربادی ہزارہا صحابیوں کا قتل عبداللہ ابن زبیر کی شہادت وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

طمانچہ بر رخسار یزید
اس میں اشرار بنی امیہ کی سخت اور شرمناک سازشوں اور بدچلنیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے، نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ

فاطمی دعوت اسلام
ان دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہ نے اشاعت اسلام کے لیے اختیار کیے۔ قیمت ۓ

سفرنامہ مصر و شام و حجاز
حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات باتصویر، نہایت دلچسپ اور پُرلطف کتاب ہے۔ قیمت ۓ

سی پارۂ دل
حضرت خواجہ صاحب کے اُن ادبی مضامین کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہے جو تمام ملک سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ قیمت ۓ

آپ بیتی
حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت اپنی طرز کی بالکل نئی سوانح عمری مع تصاویر۔ قیمت ۓ

کرشن بیتی
ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابل دید بالتصویر سوانح عمری۔ قیمت ۓ

گیارھویں نامہ
یہ گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لئے خواجہ صاحب نے حضرت غوث پاک کے حالات میں بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۱۲ار

اردو دعائیں
ہر موقع اور ہر محل کے لئے نہایت مؤثر اور نہایت پر لطف دعاؤں کا مجموعہ جو خاص طرز میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۸ر

بیوی کی تعلیم
عورتوں کی تعلیم کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی بے مثل و نظیر کتاب ہے فوراً منگائیے۔ قیمت عہ

بیوی کی تربیت
یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں سوالات اور ان کے بہت مفید اور کارآمد جوابات ہیں جو ہندوستان کی بڑی بڑی معزز اور تعلیم یافتہ بیبیوں نے لکھے ہیں۔ قیمت عہ

اولاد کی شادی
یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں اولاد کی شادی بیاہ کے متعلق تمام ضروری دینی و دنیاوی معلومات موجود ہے۔ قیمت عہ

بچوں کی کہانیاں
بچوں کے سمجھنے کے لئے نہایت سبق آموز کہانیوں کا دلپذیر مجموعہ باتصاویر قیمت صرف دس آنے۔

جگ بیتی
درد و غم کے پُرسوز اور عبرت خیز مضامین [illegible] کا دلسوز مجموعہ۔ قیمت ۱۰ر

تسخیر مہر و قہر
اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی نہایت مشہور اور مقبول کتاب۔ قیمت ۱۰ر

معلومات سیر دہلی
جو حضرات سیر مقامات دہلی آتے ہیں یا گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنی چاہتے ہیں ضرور منگائیں۔ قیمت صرف ۱۲ار

تسکین الحواس
تصوف کے ابتدائی معمولی قواعد اور اذکار و اشغال کی تعلیم۔ قیمت صرف ۸ر

چٹکیاں اور گدگدیاں
حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ اور بے حد مزاح خیز مضامین کا قابل دید مجموعہ جسکو پڑھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے قیمت ۱۲ر

خدائی انکم ٹیکس
زکوٰۃ ادا کرنے کی ترکیب۔ زکوٰۃ کا فلسفہ۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دیجائے۔ بہت سی ضروری معلومات۔ قیمت ۱۰ر

مرشد کو سجدۂ تعظیم
قرآن مجید۔ حدیث شریف اور اقوال بزرگان دین سے سجدۂ تعظیمی کا جواز۔ قیمت ۸ر

روزنامچہ سفر ہندوستان
حضرت خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات قیمت ۱۲ر

کم نو موت
عشق دنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت خوف کو یاد دلانے والی درد انگیز۔ قابل دید اور نہایت مقبول کتاب۔ قیمت عہ

مرگ نامہ
کم نو موت جیسی مشہور کتاب کا دوسرا حصہ جو حال ہی میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۶ر

المیہ خطوط نویسی
یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حصہ اول و دوم یکجائی۔ قیمت ۱۲ر
حصہ سوم۔ قیمت ۱۲ار

قرآن آسان قاعدہ
مسلمان بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لئے خواجہ صاحب کا لکھا ہوا عجیب و غریب قاعدہ جس کی تمام ملک میں دھوم ہے۔ قیمت ۸ر

تعلیم القرآن
یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہے اور اس کو پڑھکر وہ قرآن کی تمام ضروری باتوں سے بہت جلد واقف ہو جاتے ہیں قیمت ۸ر

امام الزماں کی آمد
شیخ سنوسی کے پانچ رسالوں کا خلاصہ امام الزماں کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ حالات جس میں حیرت انگیز پیشگوئیاں شامل ہیں قیمت عہ

لڑائی کا گھر
خواجہ صاحب کے سات متفرق رسائل۔ توپخانہ۔ بم۔ بندوق وغیرہ کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۶ر

قبروں کی غیبی نوشتہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت اطہار کے مزارات کے لیے مؤثر کتبے بالکل نئی چیز۔ قیمت عہ

ہندو مذہب کی معلومات
یہ کتاب داعیان اسلام کی معلومات کے لیے لکھی گئی ہے قیمت ۸ر

سکھ قوم
اس کتاب میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ قیمت ۶ر

غزنوی جہاد
سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ۔ قابل دید تاریخی کتاب قیمت ۸ر

حلال خور
اس کتاب میں ہندوستان بھر کے حلال خوروں کے مذہبی قصے۔ رسم و رواج اور عقائد وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸ر

داعی اسلام
اس کتاب میں ہر مسلمان کو دعوت اسلام کا کام کرنے کی ترکیبیں اور حکمتیں بتائی ہیں۔ قیمت ۳ر

گاندھی نامہ
مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا قابل دید اور دلچسپ تذکرہ قیمت ۸ر

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

سوال:- آپ کا مذہب کیا ہے؟

جواب:- اسلام

سوال:- اسلام کسے کہتے ہیں؟

جواب:- یہ میں نہیں بتا سکتا۔

سوال:- آپ کے عقائد کیا ہیں؟

جواب:- مجھے معلوم نہیں۔

سوال:- آپ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج وغیرہ عبادات سے اچھی طرح واقف ہیں؟

جواب:- بہت کم واقف ہوں۔

سوال:- آپ کو ان مذہبی مسائل سے آگاہی ہے جن کے بغیر کوئی مسلمان زندگی بسر نہیں کر سکتا؟

جواب:- بالکل نہیں۔

غیب سے آواز آتی ہے کہ

پھر او بدنصیب تو کیسا مسلمان ہے!

مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہیں

اور اُنکی یہ ناواقفیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے جسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان کی تعلیم مفقود ہو گئی ہے علوم دین کی باقاعدہ تحصیل نہیں کیجاتی لوگوں میں نہ اتنی قابلیت ہے کہ بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کر کے مسائل معلوم کریں اور نہ اتنی فرصت ہے کہ علماء کی مجلسوں میں شریک ہو کر مذہبی معلومات بڑھائیں اسکا نتیجہ یہ ہے کہ کسی زمانہ میں جن باتوں سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف تھا آج اُن سے وہ لوگ بھی آگاہ نہیں جو اپنے آپکو تعلیمیافتہ اور لکھا پڑھا سمجھتے ہیں،

کسقدر شرم و افسوس کی بات ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن اُسکے آداب و ارکان سے واقف نہیں روزہ رکھتے ہیں لیکن اُسکے مسائل سے بیخبر ہیں، حج کو جاتے ہیں لیکن معلم اور مطوف نہو تو کچھ نہ کر سکیں، زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ ایک مسلمان کی زندگی کیسی ہونی چاہیے،

یہ دردناک حقیقت

عرصہ سے ہمارے پیشِ نظر تھی اور ہم اس فکر میں تھے کہ سلیس اور عام فہم اُردو میں ایک ایسی کتاب تیار کیجائے جو تمام مذہبی معلومات اور دینی مسائل پر حاوی ہو، جسے معمولی لکھے پڑھے آدمی آسانی سے سمجھ لیں اور جو بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ اور دور دراز سفر کی بات کیلیے علماء کے پاس جانے سے مستغنی کر دے جسے پڑھکر ہر مسلمان کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے پاک مذہب نے ہماری زندگی کے ہر شعبہ کے ہر ضرور پر روشنی ڈالی ہے اور ہر شخص آگاہ ہو جائے کہ

اسلامی زندگی

کیونکر بسر کیجاتی ہے، خدا کے احکام کیا ہیں، خدا نے کن باتوں کا حکم دیا ہے اور کن باتوں سے روکا ہے، ہمارے عقائد کیا ہیں، ہماری عبادتیں کیا ہیں، ہمپر خدا کے حقوق کیا ہیں، ہمپر عزیزوں، دوستوں، ہمسایوں اور دیگر بندگانِ خدا کے حقوق کیا ہیں، ہم کسب معاش میں کن باتوں کا خیال رکھیں؟ اور وہ کونسی راہ اختیار کریں جو دین و دنیا دونوں کی نجات اور فلاح کا باعث ہو؟ +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین فلاح دین و دنیا

مضمون

باب اول عقائد اہل سنت والجماعت

ذات و صفات الٰہی کا بیان

عرش
کرسی
لوح محفوظ
قلم
آسمان
زمین
فرشتے
حضرت جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل۔
حضرت اسرافیل۔
حضرت میکائیل
حضرت جبرئیل
حضرت عزرائیل
اقسام احکام قرآن شریف
بیان متعلق قبر
جمعہ یا شب جمعہ کو دفن ہونیسے قیامت تک سوال نکیرین سے محفوظ رہتا ہے۔
منعمین کا حال
معذبین کا حال
جو شخص جنگل میں یا آگ میں جلکر یا دریا میں ڈوبکر مر گیا ہو اسکا بیان۔
مسلمانوں کے بچوں سے سوال نکیرین
مشرکوں کے بچوں سے سوال نکیرین
جنوں سے سوال قبر ہوگا۔
شہیدوں سے سوال قبر نہ ہوگا۔
قیامت کا بیان۔
حضرت امام مہدی علیہ السلام
دجال
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا نزول۔
یاجوج وماجوج۔
خسف۔
دخان۔
مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب۔
دابۃ الارض
ہوا کا بیان جس سے ہر مومن مر جائیگا۔
حبشہ
آتش۔
علامات صغرےٰ۔
علامات کبرےٰ۔
اوّل مرتبہ صور پھونکنے کا ذکر۔
بعض کے نزدیک سات چیزوں کو فنا ہوگی۔
دوبارہ صور پھونکنا سبکا زندہ ہونا اور میدان حشر کا بیان۔
بعث و نشر
لوائے حمد۔
صحابہ کے جھنڈوں کا حال۔
شفاعت۔
حساب وکتاب۔
ترازو۔
جانوروں کا حساب وکتاب۔
حساب کے بعد جانور خاک کردیے جائینگے۔
دس جانور جنت میں جائینگے۔
بعض کے نزدیک چودہ جانور جنت میں جائینگے۔
امت محمدی کی امتوں پر گواہی دیگی
امت محمدی سے ستر ہزار بیحساب جنت میں جائینگے
پل صراط۔
حوض کوثر۔
آنحضرت صلعم کا گنہگار امت کی شفاعت کرنا
مسلمانوں کے بچے اپنے ماں باپ کی شفاعت کرینگے
حافظ قرآن کی شفاعت سے دس گنہگار بخشے جائینگے
دوزخ کا بیان۔
دوزخ کے ساتوں طبقے۔
جنت۔
آٹھ جنتوں کے نام۔
اعراف۔
پیغمبر
معجزہ، کرامت، استدراج کے معنی
چار پیغمبر بعض کے نزدیک زندہ ہیں
دس پیغمبر ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے انکے نام
آنحضرت کی فضیلت مع بعض فضائل مخصوصہ
ہجرت شریف۔
وفات شریف۔
آپکی ازواج مطہرات کے نام اور تعداد
ترتیب فضیلت خلفائے راشدین و دیگر صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا ذکر۔
زمانہ خلافت۔
کل صحابہ واجب التعظیم اور جنتی ہیں۔
اولیاء اللہ کا ذکر۔
وجوب تقلید اور مجتہد کی تعریف۔
اجتہاد کے بند اور پسندیدہ ہونیکی دلیل
وجوب تقلید کی دلیل۔
بیعت اور پیر طریقت کی تعریف
بیعت طریقہ اویسیہ کا ذکر۔
آداب مرید کا بیان۔
عقائد متفرق۔
عبادت بدنی یا مالی سبکا ثواب دوسرے کو پہنچتا ہے۔
انبیاء و صالحین سے استعانت درست ہے۔
حیات اور موت کی پیدائش۔
مولود شریف پڑھنا اور وقت ولادت شریف مؤدب کھڑا ہونا مستحب ہے۔

باب دوم عبادات

وضو کا بیان۔
کتنی جگہ وضو مستحب ہے؟
مسواک کرنیکا طریقہ۔
مسواک کے فوائد۔
مد کا وزن۔
وضو کے فرض۔
نواقض وضو۔
معذور کے وضو کا بیان۔
غسل کا بیان۔
غسل کے پانی کی مقدار۔
غسل سنت اور مستحب کا بیان۔
پانی کے مسائل۔
دہ در دہ پانی کا حال
کنوئیں کے پاک ہونیکا بیان۔
تیمم۔
مسح موزہ۔
جبیرہ
ناپاک چیز کے پاک کرنیکا طریق۔
مٹی اور لکڑی اور تانبے وغیرہ کے برتن کا پاک کرنا
فرش کے پاک کرنیکا طریق۔
زمین کے پاک ہونیکا حال۔
پکی اینٹ کے فرش کے پاک ہونیکا حال
روئی کے پاک ہونیکا حال۔
گھی اور تیل کے پاک کرنیکا حال۔
شہد راب وغیرہ کا پاک کرنا۔
اناج کے پاک کرنیکا حال۔
شوربے کے پاک کرنیکا حال۔
کوّے اور چیل کی بیٹ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا
پاخانہ جانے کے آداب۔
پانی سے استنجا کرنیکا حال۔
نماز کے وقت پہچاننے کے آداب۔
آداب مسجد۔
قیامت کے دن مسجدیں سپید اونٹوں کی شکل میں اٹھینگی۔
اذان کا بیان
نماز میں تیرہ فرض ہیں۔
نماز میں ۱۴ واجب ہیں۔
نماز پڑھنے کا طریقہ۔
نماز میں جمائی روکنے کی ترکیب۔
رفع سبابہ۔
نماز جماعت و امامت۔
کن باتوں میں امام کی متابعت کیجائے
چار چیزیں ہیں اگر امام عمداً انکو کرے تو مقتدی متابعت نہ کرے۔
نو چیزیں ہیں کہ اگر امام انکو نہ کرے تو مقتدی کرے
سترہ۔
مفسدات نماز۔
عورت کا مرد کے ساتھ نماز میں ہونا۔
دس شرطوں کے ساتھ موجب فساد نماز ہے۔

مضمون

مکروہاتِ نماز
قتلِ کثیر۔ سجدۂ سہو۔ سجدۂ تلاوت
مرد کی نماز سے عورت کی نماز میں
اٹھائیس باتوں کا فرق ہے۔
آنکل سے نماز پڑھنے کا بیان
فرضوں میں ملنا۔
قضا نماز پڑھنے کا بیان۔
نمازِ مسافر
مسافر اگر مقیم کا مقتدی ہو تو کس طرح سے نیت کرے
چلتی ریل گاڑی پر نماز پڑھنے کا بیان۔
فرضیت جمعہ۔
تفصیل مسائل مستنبطۂ جمعہ آیت انکو و فضائل جمعہ
مسائل ضروری اور تعداد رکعات نماز جمعہ
تعداد رکعات نماز جمعہ۔
خطبۂ جمعہ شریف۔
خطبۂ ثانی جمعہ۔
خطبۂ وداع رمضان۔
خطبۂ ثانیۂ وداع رمضان۔
نمازِ عیدین۔
صدقۂ فطر اور اُسکا وزن۔
عید الفطر کا پہلا خطبہ۔
عید الفطر کا دوسرا خطبہ۔
عید اضحےٰ کا پہلا خطبہ۔
عید اضحےٰ کا دوسرا خطبہ
احکام عید اضحےٰ
قربانی کا بیان۔
سورج گہن کی نماز
نمازِ مصیبت و نماز خوف۔
استسقا کی نماز۔
چادر لوٹانے کی ترکیب۔
نمازِ استسقا کا خطبہ۔
صلوٰۃ التسبیح۔
نمازِ نوافل، اُنکے اوقات، فضیلت اور اُنکے متعلق اوراد کا بیان متعلق عابدان۔

مضمون

نمازِ اشراق۔
نمازِ چاشت۔
نمازِ فی الزوال۔
صلوٰۃ اوابین۔
نمازِ تہجد۔
آخرت کا بیان۔
تراویح۔
اعتکاف۔
نمازِ استخارہ
نماز کی تعداد اور ثواب۔
پانچ اوقات معینہ نماز کیلئے مخصوص ہونیکی وجہ
نماز میں جہر اور اخفائے قرأت کی وجہ۔
فرضوں میں دو خالی اور دو بھری رکعتیں پڑھنے کی وجہ
رات دن میں سترہ رکعتیں مقرر ہونیکی وجہ
اوقات پنجگانہ میں تعداد رکعات مختلف ہونیکی وجہ
عقد انامل کا بیان۔
جنازہ کی نماز کا بیان۔
فضائل ماہ رمضان۔
نفل روزوں میں کن روزوں کا زیادہ ثواب ہے
نذر کی شرطوں کا حال۔
بیان مذمت ترک روزہ
رمضان شریف اور نفلی روزہ میں غیبت سے
غیبت کے معنی۔
مسائل ضروریہ روزہ۔
حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
زکوٰۃ کا بیان۔
زکوٰۃ کا روپیہ تعمیر مسجد یا سامان مسجد یا کفن میت
وغیرہ میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہوگی۔
وجوب زکوٰۃ کی نو شرطیں ہیں۔
عورت کا مہر جو خاوند پر ہے۔
قبل قبضہ کے اُس پر زکوٰۃ نہیں۔
جواہرات اور موتی پر زکوٰۃ نہیں۔ اور جو مویشی
پر بھی جو تجارت کیلئے نہوں زکوٰۃ نہیں ہے۔
زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے۔

مضمون

چاندی سونے کی زکوٰۃ کا بیان
زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے نہ قیمت کا
تجارتی مال کی زکوٰۃ۔
جانوروں کی زکوٰۃ۔
مصرفِ زکوٰۃ۔
زکوٰۃ ماں باپ بیٹا بیٹی خاوند جورو کو
نہ دینا چاہئے۔ زکوٰۃ کس کو دینی بہتر ہے۔
حج۔
حج کی شرطیں۔
حج کے واجبات

باب سوم عربی مہینوں کی وجہ تسمیہ اُنکے فضائل اُنمیں جو اعمال اور وظائف پڑھے جاتے ہیں اُنکے بزرگ واقعات کی تاریخ مع بعض فوائد

محرم الحرام کی وجہ تسمیہ۔
فضائلِ ماہ محرم الحرام۔
اعمال و وظائف ماہِ محرم الحرام۔
افضل نوافل شبِ عاشورہ۔
فہرست اسمائے بزرگان دین مع تاریخ رحلت
وولادت بماہ محرم الحرام۔
ماہ صفر کی وجہ تسمیہ۔
فضائل ماہ صفر۔
آخری چہار شنبہ۔
اعمال و وظائف ماہِ صفر۔
فہرست اسمائے بزرگانِ دین مع تاریخ رحلت
وولادت بماہ صفر۔
ماہ ربیع الاوّل کی وجہ تسمیہ۔
اعمال و وظائف ماہِ ربیع الاوّل۔
فہرست اسمائے بزرگان دین مع تاریخ رحلت و ولادت
بماہ ربیع الاول۔
ماہ ربیع الثانی کی وجہ تسمیہ۔
اعمال و وظائف ربیع الثانی۔
فہرست اسمائے بزرگانِ دین مع تاریخ رحلت و ولادت

مضمون

بماہ ربیع الثانی۔
ماہ جمادی الاولیٰ کی وجہ تسمیہ۔
فضائل ماہِ جمادی الاولیٰ۔
اعمال و وظائف ماہ جمادی الاولیٰ۔
فہرست اسمائے بزرگان دین مع تاریخ رحلت و
ولادت بماہ جمادی الاولیٰ۔
ماہ جمادی الاخریٰ کی وجہ تسمیہ۔
فضائل و خواص ماہ جمادی الاخریٰ۔
اعمال و وظائف ماہ جمادی الاخریٰ۔
فہرست اسمائے بزرگان دین مع تاریخ رحلت و
وفات بماہ جمادی الاخریٰ۔
ماہِ رجب کی وجہ تسمیہ۔
فضائل ماہ رجب المرجب۔
ایام بیض کے روزوں کا حال۔
شب معراج کا حال۔
اعمال و وظائف ماہِ رجب۔
نماز لیلۃ الرغائب۔
نماز استفتاح۔
نماز شب معراج۔
نانِ تبارک کا ذکر۔
کونڈوں کا حال۔
فہرست اسمائے بزرگان دین جنکی رحلت
ماہِ رجب میں ہوئی۔
ماہ شعبان کی وجہ تسمیہ۔
فضائل ماہِ شعبان۔
بیان شعبان کی پندرھویں شب کی فضیلت کا۔
شعبان کی پندرھویں شب کی بیداری اور
اُس تاریخ روزہ رکھنے اور دعاؤں کا بیان۔
آتشبازی اور لہو و لعب کا حال۔
اعمال و وظائف ماہِ شعبان۔
بیان اعمال شب برات۔
فہرست اسمائے بزرگانِ دین جنکی رحلت
ماہِ شعبان میں ہوئی۔
ماہِ رمضان المبارک کی وجہ تسمیہ۔

مضمون

فضائل ماہِ رمضان المبارک
نماز شب قدر کا بیان۔
رمضان کی ستائیسویں تاریخ سورتیں پڑھنا۔
فہرست اسمائے بزرگان دین جنکی رحلت ماہ رمضان میں ہوئی
ماہ شوال کی وجہ تسمیہ
فضائل ماہ شوال
شش عید کے روزوں کا حال۔
اعمال و وظائف ماہ شوال۔
فہرست اسمائے بزرگان دین جنکی رحلت ماہ شوال میں ہوئی
ماہ ذیقعدہ کی وجہ تسمیہ۔
فضائل ماہ ذیقعدہ۔
اعمال و وظائف ماہ ذیقعدہ۔
فہرست اسمائے بزرگان دین جنکی رحلت ماہ ذیقعدہ میں ہوئی۔
ماہ ذی الحجہ کی وجہ تسمیہ۔
اعمال و وظائف ماہ ذی الحجہ۔
نماز ترویہ کا حال
نماز شب عید اضحےٰ۔
نفل روزوں کا بیان۔
اوراد ذی الحجہ کا بیان۔
ایک شخص کی حکایت۔
فہرست اسمائے بزرگان دین جنکی رحلت ماہ ذی الحجہ میں ہوئی
نوافل شب و روز تمام ہفتہ کے۔
نوافل شب جمعہ۔
نوافل روز جمعہ۔
نوافل شب شنبہ۔
نوافل روز شنبہ۔
نوافل شب یکشنبہ۔
نوافل روز یکشنبہ۔
نوافل شب دوشنبہ
نوافل روز دوشنبہ۔
نوافل شب سہ شنبہ
نوافل روز سہ شنبہ۔
نوافل شب چہار شنبہ۔
نوافل روز چہار شنبہ۔

مضمون

نوافل شب پنجشنبہ
نوافل روز پنجشنبہ
وظائف روز و شب معمول پیران و مشائخ چشتیہ

باب چہارم جانوران حلال و حرام و ذبح و شکار

مذہب حنفیہ کے قواعد کلیہ بابت حرام و حلال جانوران
و ذبح جانوران
شکار کا بیان
شرائط شکار
جو حیوان قابل ذبح ہیں یا قابل ذبح نہیں انکا بیان

باب پنجم - حقوق

قسم اول - حقوق اللہ
حقوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حقوق صحابہ و اہلبیتؓ
حقوق علماء و محدثین فقہا و مجتہدین و اُستاد
و پیران طریقت
قسم دوم - حقوق العباد
حقوق والدین
حقوق اقربا
صلہ رحم و قطع رحم
پیروں اور استادوں اور مشائخ اور سادات
کی اولاد کے ساتھ نیکی کرنے کا بیان
دودھ پلانے والی کا حق
قسم سوم - حقوق اشخاص بلحاظ تعلق ہی و
مالکیت
حقوق سلطان و امیر رعایا پر
قاضی کے حقوق
خاوند کے حقوق عورت پر
آقا کے حقوق غلام پر
قسم چہارم - رعیت کے حقوق بادشاہ اور
امیر اور قاضی پر
حقوق زوجہ شوہر پر

مضمون

حقوق پرورش و تربیت فرزندان صغیر
حقوق غلام آقا پر
حقوق رعیت سلطان پر
حقوق رعیت قاضی پر
حقوق زوجہ شوہر پر
فرزندوں اور حق شفقت اولاد
غلاموں کے حقوق
جانور مملوک کا حق
قسم پنجم - ہمسایہ اور ہم صحبت اور ہم سفر کے حقوق
قسم ششم - عام مسلمانوں کے حقوق
چھینک اور اسکا جواب
سلام علیک کا بیان
جن لوگوں سے سلام کرنا مکروہ ہے
جن لوگوں کے سلام کا جواب دینا لازم نہیں
مصافحہ کا حال
ترتیب سلام
قسم ہفتم - ان حقوق کی بابت جنکو بندہ نے خود
اپنے اوپر لازم کر لیا ہے
حقوق اللہ جنکا سبب محض طاعت ہے
حقوق اللہ جنکا سبب محض امر مباح ہے
حقوق اللہ جن کا سبب گناہ ہے
بندوں کے حقوق جنکا سبب طاعت ہے
بندوں کے حقوق جنکا سبب معصیت ہے
حسن خلق - نرمی کی خوبی - غرور کی برائی

باب ششم معاشرت

آداب دعوت
کھانا کھانے کے آداب
شرف دسترخوان کی فضیلت
جو چیزیں کھانی سنت ہیں
پانی پینے کے آداب
سونے کے آداب
کس قسم کا لباس پہننا سنت ہے
آداب لباس
سفید لباس کی فضیلت

مضمون

مختلف رنگوں کے کپڑے
دستار اور شملہ کی تحقیق
طریقہ دستار بندی
حضرت کبھی شملہ لٹکاتے کبھی نہیں
پگڑی بیٹھکر باندھے یا کھڑے
ہوکر پہنے
سبز اور سیاہ لباس سے اپنے آپکو مشہور کرنا منع ہے
ٹوپیوں کی اقسام
حضرت صلعم کا عمامہ مبارک
آپ نے کبھی کرتا پہنا ہے
حلیہ مبارک کی تحقیق
بغرض اداے فخر قیمتی لباس پہننا ثواب ہے
از راہ تکبر گناہ ہے
قیمتی لباس آپ نے اور بزرگوں نے پہنا ہے
کپڑا حلال کا ہو جسے پہننا چاہیے حرام کا ہے
عبادت قبول نہیں ہوتی
جامہ کا بیان
جامہ کے گریبان کی تحقیق
عمامہ اور جامہ پہننے کا طریق
چوڑا آستین صحابہ اور اولیا مشائخ کی سنت ہے
کرتہ کے گریبان کی تحقیق اور حضرت کے
کرتہ کا گریبان سینہ پر تھا
خرقہ اور فرجیہ اور نیمچہ
فرجی کا نکالنے والا فرعون ہے
حضرت صلعم کے تہ بند کا ذکر
حضرت صلعم کی آستین کی درازی
ریشمی کپڑے کا حکم
کسمبی اور زعفرانی رنگ کی تحقیق
حضرت کی کملی اوڑھنے کا بیان
موزے کا بیان
جراب کا بیان
حضرت صلعم کی نعلین مبارک
حضرت کے کمربند باندھنے میں اختلاف ہے
جامہ قطع کرنے کے ایام

مضمون

نیا کپڑا پہنکر کیا پڑھے
خط بنوانے کا طریق

باب ہفتم حسیات و ممات

پیدائش - عقیقہ ختنہ وغیرہ حقوق
وغیرہ و نکاح و تعلقات زن و شوہر
عقیقہ
بچہ کا نام رکھنا
لڑکی کو ریشمی کپڑے پہنانا
تحنیک
بسم اللہ پڑھانا
ختنہ
تشرح کا حال
نکاح کا بیان
نماز استخارہ
شادی کی تقریب میں ڈومنیوں کا گانا بجانا
اور ان کو کچھ دینا منع ہے
پھولوں کا سہرا باندھنا جائز ہے
تسبیح کی اصل اور جواز
خطبہ نکاح
حضرت فاطمہ کا نکاح
ولیمہ - جن عورتوں سے نکاح حرام ہے
سوگ - نماز خوشنودی والدین
طلاق - عدت طلاق
عیادت مریض - اور خود مریض کا برتاؤ
انتقال و غسل - تجہیز و تکفین و تعزیت
مسائل وصیت
غسل میت
غسل عورت
میت کی تکفین
مردوں اور عورتوں کو کفن دینا
عہدنامہ
کفن پہنانے کا طریق
نماز جنازہ
مسجد میں بلا عذر نماز جنازہ مکروہ ہے

مضمون

اسقاط کا حال
دفن میت
قبروں پر پھول رکھنے کا بیان
خاتمہ تعزیت
عدت کا بیان
مسائل متفرقہ
تین دن تک میت کے گھر والوں کو کھانا
دینا درست ہے
اونچی قبر بنانا اور گنبد تیار کرنا
عورتوں کو زیارت قبور
اہل قبور سے بطریق دعا حاجت طلبی
قبر کو بوسہ دینا درست ہے
قبر کے گرد روشنی کرنا اور غلاف ڈالنا
اور پھولوں کی چادر چڑھانا
فاتحہ اور خیرات
فاتحہ میں کھانا وغیرہ سامنے رکھنے کی سند
فاتحہ میں پانی رکھنے کی دلیل
فاتحہ سوم و دہم و بستم و چہلم و سالانہ درست ہے
اور اسکی دلیل
نذر کے مسائل
گونڈوں کا حال
گونڈے کے گرد گڑ اور کھانا اور چادر بچھانا
آداب قبرستان
عرس وغیرہ
کسی کام کیلئے دن مقرر کرنے کی دلیل

باب ہشتم ضروری باتیں اور مصالح

ضروری باتیں
سفر کرنے کا حال
شب برات اور اس روز فاتحہ
تفاؤل - سعادت نامہ
ترجمہ وصیت نامہ اورنگ زیب

باب نہم متعلق حفظ صحت

ہوا کا بیان - پانی - تندرستی کے دیگر ذرائع
ورزش اشتہا و روئی (کام دستکاری)

مضمون

شراب، بھنگ، چرس، تمباکو، چرٹ، چنڈو، مدک، افیون۔
کھانے پینے کے برتن۔
ریاضت، بخار، ہیضہ، طاعون، چیچک۔
بدن کے مختلف اعضا اور تحفظ۔
سر، آنکھ، کان، ناک، منھ، دل، معدہ، دیگر اعضا، جگر، تلی، آنت، گردہ، مثانہ، فوطہ، ناف و جلد، دیگر۔
پانی میں ڈوبے ہوئے کا علاج۔
آگ میں جلے ہوئے کا علاج۔
زہریلے سانپ، بچھو، سگ دیوانہ وغیرہ کا علاج۔
کتے کے کاٹنے کا علاج۔
سانپ کے کاٹنے کا علاج۔
بچھو کے کاٹنے کا علاج۔
افیون کا علاج۔ سنکھیا کا علاج۔ لو کا علاج
ضرب زخم یا ہڈی ٹوٹ جانے کا علاج۔
امراض مختلفہ کے مجرب نسخے۔
برص کا مجرب علاج۔
ضماد داغ برص۔
نسخہ عرق مصفی داغ برص۔
ہچکی کا علاج۔ گٹھیا کا علاج

خاتمہ قرآن شریف اور تہلیل اور تسبیح و استغفار کے فضائل میں درود و لاحول اور دعا۔ دعا کے آداب اور قبولیت کے مکان اور اوقات اور جن لوگوں کی دعا

مضمون

مقبول ہوتی ہے مع بعض ادعیہ ماثورہ و آیات قرآن مجید و روائے حاجات وغیرہ

قرآن شریف کی فضیلت۔
قرآن شریف کے پارے، رکوع، سورتوں، کلموں اور حرفوں کی تعداد، ہر حرف کی تعداد راوی قرآن شریف۔ قراءۃ قرآن شریف
تلاوت کے وقت پیر، حافظ، استاد اور بچہ کی تعظیم۔
سورۂ الحمد کی فضیلت۔ سورۂ بقر کی فضیلت
سورۂ بقر اور آل عمران کی فضیلت آیۃ الکرسی کی فضیلت
آمن الرسول کی فضیلت، سورۂ انعام کی، سورۂ کہف کی
سورۂ یٰسین شریف کی، سورۂ فتح کی، سورۂ تبارک الذی کی
سورۂ اذا زلزلت الارض کی، سورۂ کافرون،
سورۂ نصر، سورۂ قل ہو اللہ۔ اور سورۂ فلق و ناس کی فضیلتیں، تہلیل یعنی لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت۔
لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ کی فضیلت
لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کی فضیلت۔
کلمہ شہادت، تسبیح، استغفار، درود شریف
لاحول۔ دعا کے فضائل، دعا کے آداب،
دعا کے مکانات، مقبولیت دعا کے اوقات۔
جن لوگوں کی دعا مقبول ہوتی ہے۔
ادعیہ ماثورہ و آیات قرآن دافع بلیات۔ و رافع حاجات، و خیر آخرت، شیطان سے تحفظ وسعت رزق۔
آیات اعتبار ختم دافع الم و امراض و تشمس و تپ و تار تپ وغیرہ،

مضمون

آیت دوم بے خوفی۔ آیت سوم ایمنی از اعدا۔
آیت چہارم در طلب جنت۔ ایمنی عذاب قبر حفاظت گور، آیت موجب ازالۂ غم و حصول معاش و سہولت آیۃ الکرسی۔ دعا دافع غم و مشکلات فراخی معاش
قبولیت اعمال۔
خلاصی دوزخ و تنگی دنیا و آخرت۔
سلامتی ایمان۔ عطائے فرزند، طمانیت قلب، قیامت طلب نجات۔ فتح و نصرت و حفظ اعدا۔
حفظ بلیات و حرز شیطان۔
فضیلت و خاصیت اسمائے اصحاب کہف رضہ
چہل کاف۔ اسناد چہل کاف۔

بیان ولادت با سعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم

مقدمہ۔ مولد پاک
اثبات نفس مولد شریف۔ بدعت محفل۔
اثبات قیام و وقت۔
اثبات اہتمام و زینت مجلس میلاد شریف۔
مانعان میلاد شریف کا رد۔
محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تعظیم و ادب حدیث شریف۔
تعظیم آل و اصحاب و ذریات آنحضرت صلعم تعظیم و توقیر آثار آنحضرت۔

دوسرا حصہ مولد پاک

آنحضرت کی بزرگیاں جو تفضیل پر ثابت ہیں۔
درود شریف کے اوصاف اور برکتیں۔

مضمون

ترک درود شریف کا عذاب۔
آنحضرت صلعم کا نسب نامہ۔
آنحضرت صلعم کے نور کی پیدائش۔
نور محمدی کا آدم اور دیگر انبیا علیہم السلام کے سپرد ہونا اور پھر اس کا دیگر اصلاب وارحام میں منتقل ہونا۔
حضرت بی بی آمنہ کے رحم میں نور مبارک کا آنا۔
آنحضرت صلعم کا دنیا میں رونق افروز ہونا۔
آنحضرت کی ولادت کے بعد کے واقعات
حال رضاعت شریف۔
معراج شریف۔
حلیہ شریف۔ معجزات۔
مناجات بحضور سرور کائنات صلعم

حالات خواجہ دوسرا غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز

بیان ولادت۔
سلسلہ طریقت و سیر و سیاحت۔
ابتدائے شوق علوم۔
مدینۂ منورہ سے خطاب۔
قطب المشائخ کا پانا۔
اجمیر میں آپ کا تشریف لانا۔
اور راجہ پتھورا سے مقابلہ ہونا،

مضمون

جے پال جادوگر اور شادی جن کا اطاعت اختیار کرنا۔ اور راجہ کا بادشاہ اسلام کے ہاتھ سے مقتول ہونا۔
اجمیر کی وجہ تسمیہ۔
ریاضات۔ مجاہدات، اور بعض کلمات قدسی صفات۔
نسب شریف اور وجہ لقب چشتی و بیان تاہل۔ و حالات وفات شجرۂ بیعت۔
وجہ تسمیہ چشتیہ کی۔
آپ کے تزویج کا حال۔
حال وفات حضرت خواجہ غریب نواز و خلفائے بزرگان چشت رضی اللہ عنہم اجمعین۔
ختم خواجگان چشت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

فہرست مضامین

پڑھ لینے کے بعد آپ ضرور اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہونگے کہ ایک ایسے مسلمان کیلیے جو ایک سچے اور خدا پرست مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہو فلاح دین و دنیا کی کس قدر **ضروری ہے** ہر ایسے گھر میں جہاں کوئی مسلمان رہتا ہو اس کتاب کی ایک جلد ضرور موجود ہو

نیز اسلامی لڑکے اور لڑکیاں سبقاً اسکو پڑھکر اپنی مذہبی معلومات اور ابتدائی تعلیم کی برکات سے مالامال ہوں۔

قیمت غیر مجلد چار روپے آٹھ آنے مجلد پانچ روپے آٹھ آنے

منیجر نظامیہ دار الاشاعت، دہلی

آپ سے کون خفا ہے؟

کون منائے سے نہیں منتا؟

آپ کسے اپنا مُطیع، اپنا فریفتہ، اپنا دیوانہ اور اپنا جان نثار بنانا چاہتے ہیں؟

وہ

کوئی عورت ہو، کوئی مرد ہو، کوئی بچہ ہو، کوئی بوڑھا ہو، کوئی آقا ہو، کوئی نوکر ہو، کوئی حاکم ہو، کوئی محکوم ہو،
آپکا مطیع و مسخر ہوسکتا ہے اگر آپ اس عجیب و غریب طلسمی کتاب

فنِ تسخیر

کو ملاحظہ کریں اور اسکی ہدایتوں پر عمل فرمائیں، اس کتاب میں جو عمل بتایا گیا ہے وہ ایسا صحیح، مؤثر، کارگر اور تیر بہدف ہے کہ کبھی غلط نہیں ثابت ہوسکتا، صدیوں سے تجربہ میں آرہا ہے اور جن بندگانِ خدا نے اسے اختیار کیا اُنہوں نے جسکی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ لیا وہ ہمیشہ کیلئے غلام ہوگیا۔ پھر لطف یہ ہے کہ عمل کی ترکیب نہایت آسان ہے، نہ آدھی راتکو بیچ دریا میں کھڑے ہونیکی ضرورت ہے نہ ترکِ حیوانات و لذات کی حاجت، ہر شخص اُستاد کی امداد کے بغیر بڑی سہولت کیساتھ عامل بن سکتا ہے۔

اگر یہ دعویٰ غلط ہو تو نہ صرف ایک کتاب بلکہ سو کتابوں کے دام واپس

قیمت فی جلد آٹھ آنے

منیجر خواجہ بکڈپو۔ نظامیہ دار الاشاعت دہلی

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

ماہ نومبر ۱۹۲۴ء — ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

رسالہ

دین و دنیا

جلد ۴ — نمبر ۸



حمد

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

ہرے ہرے گلزار میں پھول بنکر رہنے والے - بلوری فانوس میں شمع کیصورتمیں درشن دینے والے - ایک زخمی دل والے کی سن - ایک دکھے ہوئے من والے کی سن - ایک آنسو بھری آنکھ والے کی سن -

میرے سینہ میں دل دے - دل کو پریم دے - پریم کو سوز عطا کر سوز کی چنگاری سے من کو پھونکدے - من کی آگ تن میں لگا دے - طور پر درشن دینے والے - روپ دکھا جلوہ دکھا - جلا دے - اپنی محبت میں خاک کردے -

سمندر کی تہہ میں رہنے والے موتی بنکر درشن دینے والے - پہاڑوں میں چھپکر رہنے والے - ہیرہ بنکر جلوہ دکھانے والے محبت دے بیچینی دے - تڑپ دے - ہمت دے - جرأت دے - وہ محبت دے کہ تڑپ تڑپ کر جان دوں - وہ الفت دے کہ جلتی ہوئی خاک کے ذروں پر لوٹوں حضرت ایوب کا سا دل دے حضرت یعقوبؑ کی سی جرأت دے حضرت اسمٰعیل کی سی سعادت دے -

سورج میں روشنی بنکر لپنے والے - چاند میں نور بنکر رہنے والے میری آنکھوں کو نور دیدیکر منور کردے - مدینہ والے نبی کی آنکھوں میں خمار بنکر رہنے والی ساقی مئے وحدت سے سرشار کردے - سرمد کیطرح مدہوش بنادے منصور کی طرح مست کردے - سب کہیں حق حق میں کہوں انا الحق -

نعت

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

پتیم پیارے - عرب کے من موہن - آتما کو شانتی دے - من کو سکھ دے - جی کو چین دے - اے کالی زلفوں والے - اے کالی کملی والے - میں تجھے دل کی اندھیری کوٹھری میں بلاؤنگا - من کی ٹوٹی ہوئی کوٹھری میں بساؤنگا - جب تو زلفیں بکھیرے کالی کملی اوڑھے ہوئے - سکھ کھولے ہوئے - میرے من میں ہوگا - میں تیری زلفیں سلجھانا چاہونگا - تو روک دیگا - میں آنکھوں میں آنسو بھر کر - التجا کروں گا - خوشامد کرونگا پھر انکو چھونا چاہونگا - مگر تو اسکی بھی اجازت نہ دے گا -

میں اسکا کارن پوچھونگا - - تو کہیگا - تو پاپی ہے تو گنہگار ہے تو دشٹ ہے - میں ہاتھ جوڑ کر کہونگا - اے مدینے والے - اے مکے والے - اے کالی زلفوں والے - اے کالی کملی والے - تیری زلفیں بھی کالی تیری کملی بھی کالی - میرے اعمال بھی کالے - اپنی کالی کملی میرے گناہوں پر ڈالدے وہ چھپ جائینگے -

اے عرب کے من موہن آ - یثرب کے تاجدار آ - میرے دل کی کوٹھری میں آ آنکھیں نم ہیں - دل میں غم ہے - گناہگار کے من میں آ کہ من کو سکھ ہو - جی کو کل ہو روح کو شکتی ہو - اپنے گناہگار پر رحم کر - اپنے پاپی پر کرم کر - گناہوں کو چھپالے اپنے پاس بلالے -

---

سردار رسل، مالک کوثر تم ہو — سرکار ہو، سردار ہو سرور تم ہو
پھر کیوں نہ ہو فریادرس ہمارا اسکن — جب ختم رسل شافع محشر تم ہو

تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۵

اور آدم کو سب نام سکھائے پھر اُنکو فرشتوں کے روبرو کرکے کہا کہ مجھے اِن کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

تشریح الفاظ:- تعلیم - سکھانا جو بات معلوم نہ ہو۔ اُسے معلوم کرا دینا۔ معلم اور متعلم کے لحاظ سے تعلیم کی مختلف حالتیں اور مختلف نوعیتیں ہیں۔ بچہ آغوش مادر میں اور طرح کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر مکتب اور مدرسہ میں اور طرح کی۔ اس کے بعد عملی زندگی کے واقعات اور تجارب کچھ اور طریقہ سے تعلیم دیتے ہیں۔ انسان کو گفتگو اور کتابوں کے ذریعہ سے سکھایا پڑھایا جاتا ہے۔ جانوروں کو اشارات اور عمل کے ذریعہ سے تعلیم دی جاتی ہے لیکن قدرت کی تعلیم ان سب سے جدا ہے اور آفریدگار عالم کی طرز تعلیم اِن سب سے مختلف ہے۔ وہ اپنی مخلوقات میں ایسی استعداد ایسی صلاحیت اور ایسا ملکہ پیدا کر دیتا ہے اور ایسی حس عطا کرتا ہے کہ کسی کے بتائے بغیر سب کچھ خود ہی معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ وقتاً فوقتاً اپنے وحی و الہام کے ذریعہ سے قیاس و ادراک اور کشف و تحقیقات کو ایسی قوت دیتا ہے کہ مخفی باتیں آشکارا ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔ یہ اُسی کی عطا کی ہوئی استعداد ہے کہ صدہا چیزوں کو ہم دیکھ کر، چکھ کر، سونگھ کر اور چھو کر معلوم کر لیتے ہیں۔ قدرت کی تعلیمات آلات اور کتابوں کی محتاج نہیں اور اُن کا سلسلہ اُسوقت سے شروع ہو جاتا ہے جب سے بدن میں جان آتی ہے اور مضغۂ گوشت پر انسانی ہستی کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس جگہ بھی تعلیم سے اسی طرح کی قدرتی تعلیم مراد ہے چونکہ مشیت الٰہی کو منظور تھا کہ حضرت آدم کو خلیفہ بنایا جائے اس لیے ضروری تھا کہ اُن میں سب مخلوق سے بڑھ کر وہ استعداد و صلاحیت ودیعت رکھی جائے جو خلافت خداوندی کے فرائض انجام دینے کے لیے لازمی ہے پس پروردگار نے حضرت آدم کے دماغ میں ایسی قوتیں پیدا کر دیں جنکی مدد سے انہوں نے کائنات کی حقائق اور ناموں کو معلوم کر لیا۔ آدم:- گندم گوں سب سے پہلے انسان کا نام جس سے نسل انسانی قایم ہوئی اور جو پیغمبر بھی تھا علیہ السلام۔ جب مشیت ایزدی کو یہ منظور ہوا کہ زمین میں ایک نائب مقرر کیا جائے اور نیابت کے اہم فرائض کے لیے انسان کا انتخاب ہوا تو ملائکہ میں اس کا اعلان ہوا کہ عنقریب دنیا میں نوع انسانی کو خلافت الٰہی عطا ہوگی پھر قدرت کاملہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ زمین کے ہر گوشہ سے تھوڑی تھوڑی مٹی لائیں۔ اس مٹی سے حضرت آدم کا قالب تیار ہوا اور پھر حکم الٰہی سے اس قالب میں روح پیدا ہوئی۔ حضرت آدم ایک جاندار انسان کیطرح چلنے پھرنے اور حرکت کرنے لگے۔ اُسوقت اُن کی روحانیت اس قدر غالب تھی کہ فرشتوں کی نورانی اور غیر محسوس صورتیں اُنہیں تمام و کمال نظر آتی تھیں۔ الہام خداوندی کے مطابق اُنہوں نے فرشتوں کو سلام کیا۔ اب مشیت کو یہ منظور ہوا کہ فرشتوں پر حضرت آدم کی فضیلت اور فوقیت ثابت کی جائے چنانچہ اُنہیں کائنات کا ایک منظر دکھا کر موقع دیا گیا کہ ہر شے کا نام معلوم کر لیں پھر اُسی کائنات کو فرشتوں کے روبرو لایا گیا اور اُن سے ہر شے کا نام پوچھا گیا چونکہ فرشتوں میں احساس و ادراک و تجربہ و قیاس کی طاقت نہ تھی وہ نام نہ بتا سکے اور اپنی کم علمی کے معترف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو حکم دیا کہ تم کائنات کے نام فرشتوں کو بتاؤ۔ حضرت آدم نے فرشتوں کو کائنات کے نام بتائے اور پروردگار عالم نے فرشتوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں ہر بات کا علم رکھتا ہوں اور تمہاری ظاہری و باطنی باتوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جب حضرت آدم کی فضیلت فرشتوں پر ثابت ہو چکی تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سجدہ کا حکم دیا۔ سب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا لیکن ابلیس نے انکار کیا اور سجدہ سے باز رہا۔ اب حضرت آدم کو جنت میں رہنے اور اُسکی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دی گئی۔ اُنکی دلبستگی کے لیے حضرت حوا کو پیدا کیا گیا لیکن دونوں کو ممانعت کر دی گئی کہ تم سب کچھ کھانا پینا مگر فلاں درخت کے قریب نہ جانا۔ حضرت آدم اور حضرت حوا بڑے آرام سے جنت میں رہتے تھے لیکن شیطان نے اُنکو بہکایا اور دونوں نے درخت ممنوع کے پھل کھائے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس لغزش کی پاداش میں اُنہیں جنت سے نکال دیا اور ان انقلابات کے ساتھ مشیت کا یہ منشا پورا ہوا کہ دنیا میں خدا کی نیابت اور خلافت حضرت آدم کو سپرد کی گئی۔

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود۔ آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

اسماء جمع اسم - نام۔ عرض - پیش کرنا۔ سامنے لانا۔ انبا - خبر دینا - بتانا۔

تفسیر:- قرآن پاک کی ایک بڑی خصوصیت اُسکا ایجاز ہے۔ الفاظ مختصر ہیں اور اسکے باوجود تمام مطالب پوری وضاحت کیساتھ سمجھ میں آتے ہیں۔ پہلی آیت میں اسقدر بتایا گیا ہے کہ خدا نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔ اسکے جواب میں فرشتوں نے عرض کیا کہ خداوندا اُن لوگوں کو زمین کی حکومت دیگا جو اُسمیں قتل و غارت کے مرتکب ہوں۔ فرشتوں کے اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو انسان کی پوری حقیقت بتا دی تھی اور سمجھا دیا تھا کہ وہ بہیمیت اور ملکیت کا ایک مجموعہ ہوگا۔ اِس اجمال کی تفصیل اگلی آیت سے ہو گئی جبکہ حضرت آدم کا نام آیا۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ فرشتوں کو خلافت دنیا کی اطلاع دینے کے بعد قدرت کاملہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اب ضرورت تھی کہ فرشتوں پر حضرت آدم کی فضیلت ثابت کی جائے۔ کیونکہ فرشتوں کو یہ خیال تھا کہ صرف خدا کی تسبیح و تقدیس ہی خلافت کیلئے کافی ہے چنانچہ قدرت الٰہی نے حضرت آدم کو کائنات کے نام سکھائے اسجگہ مفسرین کے مختلف خیالات ہیں۔ بعض کے نزدیک حضرت آدم کو فرشتوں کے نام بتائے گئے۔ بعض کے نزدیک انسان جن اور ملائکہ سب کے نام بتائے گئے لیکن بہتر تفسیر یہ ہے کہ تمام کائنات کی حقائق سے آگاہ کیا گیا اور وہ بھی اِسطرح جیسا ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ یعنی حضرت آدم کے دماغ میں ایسی صلاحیت رکھی گئی کہ وہ ہر شے کو جو اُنکے سامنے آئے معلوم کر لیں اور اُسکا نام بتا سکیں اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے کائنات کو فرشتوں کے سامنے کرکے فرمایا کہ اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو

شرح مثنوی مولینا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

زر خرد را والہ و شیدا کند خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند

ترجمہ:- روپیہ عقل کو دیوانہ کر دیتا ہے۔ خاصکر مفلس کو تو نہایت رسوا کرتا ہے۔

لغات:- والہ (از دلہ) سرگشتہ۔ عاشق۔ دیوانہ۔ خاصہ۔ خاص طور پر۔ خاصکر

مطلب:- حکیم غیبی بادشاہ سے کہتا ہے کہ زرگر کو روپے کے ذریعہ سے دیوانہ بنا کر یہاں بلا لینا چاہیئے۔ روپیہ کی ہوس ایسی چیز ہے کہ آدمی پاگل ہو جاتا ہے۔ عقل اپنی تمام عاقبت اندیشی کی صفات کھو بیٹھتی ہے۔ روپیہ زردار اور مفلس دونوں پر اثر ڈالتا ہے لیکن مفلس تو خصوصیت کے ساتھ اسکا شکار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں ہر وقت روپے کی ضرورت رہتی ہے اور وہ حلال و حرام میں بھی امتیاز نہیں کر سکتے بڑے بڑے عقلمند روپے کے لالچ میں ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جو سراسر خلاف عقل ہوتے ہیں ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند۔

زر اگرچہ عقل می آرد ولیک مرد عاقل بایداو را نیک نیک

ترجمہ:- اگرچہ روپے سے عقل آتی ہے لیکن اُس کے لیے بہت ہی عقلمند آدمی کی ضرورت ہے۔

لغات:- نیک نیک - بہت بہت - بہت ہی۔

مطلب:- یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ حکیم غیبی نے کہا تھا کہ روپے سے آدمی بے وقوف اور نا عاقبت اندیش ہو جاتا ہے حالانکہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جنکو جا پیسہ کی مقدرت حاصل ہے اُن کی عقل کی ہر شخص تعریف کرتا ہے پس ان دونوں خیالوں میں باہم مطابقت پیدا کرنے کے لیئے مولانا فرماتے ہیں کہ روپے سے عقل میں تو ضرور اضافہ ہوتا ہے لیکن اس کے لیئے بڑی دانائی اور عقلمندی کی ضرورت ہے اور ایسی عقل درکار ہے جو نیک و بد اور حرام و حلال میں کافی امتیاز رکھتی ہو۔ روپے کے حصول اور صرف دونوں میں معبود اور دنیا دونوں کے حقوق کا احترام کیا جائے۔

بادشاہ کے قاصد سمرقند جاتے ہیں

چونکہ سلطاں از حکیم آں را شنید پند او را از دل و از جاں گزید

ترجمہ:- بادشاہ نے حکیم سے یہ باتیں سنیں تو اُس کی نصیحت کو جان و دل سے پسند کیا۔

مطلب:- بادشاہ نے حکیم غیبی کی تجاویز کو بہت پسند کیا۔

گفت فرمان ترا فرماں کنم ہر چہ گوئی آنچناں کن آں کنم

ترجمہ:- کہا میں آپکے فرمان کے مطابق حکم دونگا اور آپ جسطرح کہینگے اسیطرح عمل کرونگا۔

مطلب:- بادشاہ نے حکیم غیبی کی تجاویز کو پسند کرکے کہا کہ میں آپکا بندۂ فرمان ہوں آپنے جو کچھ فرمایا ہے میں اسکے مطابق احکام جاری کرتا ہوں اور آئندہ بھی آپ جو کچھ کہینگے اُسپر عمل کرونگا اور جو طریقے بتائینگے اُنکی ٹھیک ٹھیک پابندی کرونگا۔

پس فرستاد آں طرف یک دو رسول حاذقان و کافیان و بس عدول

ترجمہ:- پس اُسطرف ایک دو قاصد روانہ کیئے جو عقلمند۔ مناسب اور نہایت معتبر تھے۔

لغات:- رسول - قاصد - حاذق (از حذاقت) دانا عقلمند - کافی (از کفایت) پورا - کفایت کرنے والا - مناسب - عدول (از عدل) عدل کرنے والا منصف مزاج ٹھیک ٹھیک تعمیل کرنے والا - معتبر۔

مطلب:- طبیب غیبی کی بتائی ہوئی تدبیر کے مطابق بادشاہ نے سمرقند کو زرگر کے پاس دو ایسے قاصد روانہ کیئے جو نہایت عقلمند اور اس ضرورت کے لیئے بالکل کافی اور ہر طرح قابل اعتماد تھے۔

تا سمرقند آمدند آں دو امیر پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر

ترجمہ:- چنانچہ وہ دونوں امیر (قاصد) بادشاہ کی طرف سے مژدہ لیکر زرگر کے پاس سمرقند میں پہونچے۔

لغات:- امیر۔ الدار - صاحب حکم - بادشاہ کا کوئی افسر - مصاحب - بشیر خوشخبری دینے والا - مژدہ سنانے والا -

مطلب:- بادشاہ نے جن قاصدوں کو روانہ کیا تھا وہ ادنے درجہ کے لوگ نہ تھے بلکہ مصاحب یا درباری امیر تھے - الغرض یہ دونوں شخص سمرقند میں پہونچے اور اُنہوں نے ذیل کے الفاظ میں زرگر کو بادشاہ کا پیام سُنایا۔

کاے لطیف استاد کامل معرفت فاش اندر شہرہا از تو صفت

ترجمہ:- اے باریک کام کرنے والے ماہر استاد، تیرے اوصاف شہر شہر میں مشہور ہیں۔

نک فلاں شہ از برائے زرگری
اختیارت کرد زیرا مہتری

ترجمہ:- دیکھو فلاں بادشاہ نے تمہیں زرگری کے لیئے پسند کیا ہے اور کیوں نہ ہو تم زرگروں کے سردار ہو۔

(باقی آئندہ)

(از مولانا سید ظہیر احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

شرح دیوان حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو موسم عیش ست و دور ساغر و عہد شباب

ترجمہ:۔ خانہ بے تکلف ہے۔ ساقی دوست بنا ہوا ہے۔ مطرب مزہ میں آ رہا ہے عیش کا موسم ہے۔ ساغر دور میں ہے۔ شباب کا زمانہ ہے۔

شاہد و ساقی ست دست افشاں طرب پائے کوب
غمزۂ ساقی ز چشم مے پرستاں بردہ خواب

ترجمہ:۔ شاہد اور ساقی ہاتھ اٹھا اٹھا کر اور مطرب ٹھوکریں لے لے کر ناچ رہے ہیں۔ ساقی کے اشاروں نے مے پرستوں کی نیند اڑا دی ہے۔

خلوتِ خاص ست و جائے امن و نزہتگاہ انس
اینکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

ترجمہ:۔ خاص خلوت ہے۔ امن اور دلچسپی کی جگہ ہے۔ خدایا میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں یہ بیداری میں ہے یا خواب میں؟

لغات:۔ تشویش ۔ فکر و تردد۔ بذلہ ۔ لطیفہ ۔ مزے کی بات ۔ دست افشاں رقص کناں ۔ وجد میں۔ پاکوب ۔ رقص کناں ۔ غمزہ ۔ آنکھ کا اشارہ ۔ خلوت ۔ تخلیہ کی جگہ۔ وہ جگہ جہاں کوئی غیر نہ ہو۔ جائے خالی ۔ امن ۔ سکون ۔ اطمینان ۔ چین ۔ نزہت ۔ تفریح ۔ تازگی ۔

مطلب: عیش و عشرت کی تصویر کھینچتے ہیں کہ خانہ بے تکلف ہے۔ ساقی خود مست ہو کر رقص کر رہا ہے مے پرستوں کا دوست بنا ہوا ہے اور اشارات و کنایات سے مے پرستوں کو بیخود بنا رہا ہے۔ موسم بھی خوشگوار ہے۔ شراب کا دور چل رہا ہے۔ جوانی کا عالم ہے جوان تمام مسرتوں اور رنگ رلیوں سے بہرہ اندوز ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کسی غیر کا دخل نہیں۔ ہر طرح امن و آسائش اور تفریح و دلبستگی کا سامان میسر ہے۔ لیکن اتنی آسائشیں اور راحتیں عاشق بدنصیب کی تقدیر میں کہاں۔ اس لیئے اُسے یقین نہیں آتا اور وہ بیاختہ کہہ اٹھتا ہے کہ خداوندا یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں درحقیقت عالم بیداری میں واقع ہو رہا ہے یا عالم خواب میں ہے۔

از خیال لطف می مشاطۂ چالاک طبع در ضمیر برگ گل خوش میکند پنہاں گلاب

ترجمہ:۔ فطرت کی چالاک مشاطہ لطف مے کے خیال سے پھول کی پتیوں میں گلاب چھپا رکھتی ہے۔

لغات:۔ طبع ۔ طبیعت ۔ فطرت ۔ مشاطہ ۔ (از مشط) کنگھی کرنے والی ۔ دلہنوں کو سنوارنیوالی ۔ ضمیر ۔ دل ۔ اندرون یعنی پہلو ۔ گلاب ۔ عرق گل ۔

مطلب: گلاب کے پھولوں میں جو بڑے خوشگوار موجود ہے یا اُن میں خوشبودار عرق حاصل کیئے جانے کی جو صلاحیت موجود ہے وہ قدرت کی ہوشیار مشاطہ نے پیدا کی ہے تاکہ شراب میں اُسکی آمیزش سے زیادہ کیف و سرور پیدا ہو۔ ایک طرف تو یہ مفہوم ہے کہ شراب میں گلاب ملا دینے سے زیادہ لطافت پیدا ہو جاتی ہے گویا قدرت نے گلاب کے پھول اسی مقصد سے پیدا کیئے ہیں اور دوسری طرف یہ منشا ہے کہ جو لوگ حسن ازل کی شراب سے مست و بیخود اور قدرت کی جمال آرائیوں کو مدہوش ہو رہے ہیں اُن کی طرب انگیزیوں میں گل و ریحان کے نظارہ سے مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

از پئے تفریح طبع و زیور حسن و طرب خوش بود ترکیب زریں جام با لعل مذاب

ترجمہ:۔ تفریح طبع اور حسن و طرب کے زیور کے لیئے جام زریں اور لعل گداختہ کی ترکیب خوب ہے۔

لغات:۔ تفریح ۔ فرحت بخشنا ۔ مسرور کرنا ۔ لعل ۔ ایک قیمتی سرخ رنگ پتھر ۔ مذاب (از اذابہ) پگھلا ہوا ۔ لعل مذاب ۔ پگھلایا ہوا لعل ۔ شراب سرخ ۔

مطلب:۔ جام طلائی کا شراب سرخ سے لبریز ہونا حسن و طرب کی زینت اور طبیعت کی فرحت کے لیئے بہت خوب ہے۔

تا شد آں مہ مشتری در ہائے حافظ را بگوش
می رسد ہر دم ز زہرہ گلبانگ رباب

ترجمہ:۔ جب سے وہ ماہرو حافظ کے موتیوں کو اپنے کانوں کے لیئے مول لینے لگا ہے اسوقت سے رباب کی خوشگوار آواز زہرہ کے کانوں تک پہونچنے لگی ہے۔

لغات:۔ ماہ چاند ۔ محبوب ۔ ماہرو مشتری ۔ (ایک ستارہ کا نام مگر یہاں) خریدار مول لینے والا ۔ در ۔ موتی ۔ کلام ۔ گلبانگ ۔ آواز خوش ترانے ۔ رباب ایک قسم کا باجہ ۔

مطلب:۔ جب سے وہ ماہرو محبوب حافظ کے کلام کا قدردان ہوا ہے ۔ اُس وقت سے حافظ کے اشعار نے غیر معمولی مقبولیت حاصل کرلی ہے اور اب وہ ایسی بلند آوازی کے ساتھ رباب پر گائے جاتے ہیں کہ یہ خوشگوار آوازیں زہرہ کے کانوں تک پہونچنے لگی ہیں ۔ (ماہ ۔ مشتری اور زہرہ کے الفاظ کا اجتماع جو لطف رکھتا ہے وہ ظاہر ہے)

(باقی آئندہ)

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

شرحِ گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

قطعہ

پسرِ نوح با بداں بنشست خاندانِ نبوتش گم شد

ترجمہ:۔ نوحؑ کے بیٹے نے برے آدمیوں کی صحبت اختیار کی اُسکی خاندانی نبوت جاتی رہی۔

سگِ اصحابِ کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت مردم شد

ترجمہ:۔ اصحاب کہف کے کتے نے چند روز نیک آدمیوں کی پیروی اختیار کی آدمی ہو گیا۔

لغات:۔ حضرت نوحؑ مشہور پیغمبر ہیں۔ تمام عمر اپنی قوم کو پند و وعظ کرتے رہے لیکن بہت کم لوگ ایمان لائے۔ آخر اللہ تعالےٰ نے اپنا عذاب طوفان کی صورت میں نازل کیا حضرت نوح نے ایک کشتی خدا کی رہنمائی کے مطابق پہلے سے تیار کر لی تھی۔ جب طوفان آیا تو اُس میں ایمان لانے والوں کے ساتھ پناہ گزیں ہو گئے۔ آپ کا لڑکا بھی کافر تھا۔ جب طوفان آیا تو وہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا لیکن جب پانی اُس چوٹی تک جا پہونچا اور . . . . . . وہ ڈوبنے لگا تو حضرت نوحؑ تقاضائے بشریت سے بیتاب ہو کر خدا سے دعا کرنے لگے کہ یا رب میری اہل کو بچا۔ حکم ہوا کہ تمہاری اہل وہی ہے جو تمہاری تعلیمات کی پیروی کرے۔ اصحاب کہف شاہ دقیانوس کے زمانہ میں چند خدا پرست اُس کے ظلم و ستم اور بت پرستی کی تاکید سے پریشان ہو کر شہر بدر ہو گئے راہ میں اُنہیں ایک چرواہا جس نے ایمان قبول کیا اور اُسکی رہنمائی کے مطابق یہ سب ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے۔ چرواہے کے ساتھ ایک کتا بھی تھا جس نے روکنے کے باوجود ساتھ نہ چھوڑا۔ یہ لوگ غار میں پہونچکر سو گئے۔ اور ۳۰۹ سال کے بعد اُن کی آنکھ کھلی۔ بیدار ہو کر اُنہوں نے خیال کیا کہ ہم کئی پہر سوئے۔ ایک آدمی شہر میں اشیائے خوردنی کی خریداری کے لیے گیا لیکن اُس نے دنیا ہی بدلی ہوئی دیکھی۔ واپس آکر اُس نے اپنے رفیقوں سے یہ واقعہ بیان کیا لیکن سب کو پھر نیند آگئی۔ کہتے ہیں کہ یہ کتا قیامت کے دن انسانی قالب میں اُٹھایا جائیگا اور حضرت سعدیؒ نے اسی کی طرف "آدمی ہو گیا" کہکر اشارہ کیا۔

مطلب:۔ وزیر نے پہلے تو حدیث پڑھی اور پھر یہ قطعہ پڑھ کر بادشاہ کے ذہن نشین کرنا چاہا کہ انسان کو جیسی صحبت میسر آتی ہے ویسا ہی بن جاتا ہے چنانچہ حضرت نوح کے بیٹے کو بُری صحبت ملی وہ بُرا ہو گیا اور اپنی خاندانی نبوت کھو بیٹھا۔ اصحاب کہف کے کتے کو نیک آدمیوں کے پیچھے پیچھے رہنے کا موقع ملا اور اُس نے اتنی نیکی حاصل کر لی کہ قیامت کے دن انسانی قالب میں اُٹھایا جائے گا۔

این بگفت و طائفہ از ندمائے ملک یا او بشفاعت یار شدند تا ملک از سر آزار او درگزشت و گفت بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم۔

ترجمہ:۔ وزیر نے تو یہ عرض کیا اور بادشاہ کے مصاحبین نے ہمزبان بنکر سفارش کی جسکا نتیجہ ہوا کہ بادشاہ نے اُس کے قتل کا خیال چھوڑ دیا اور فرمایا کہ میں اُس کی جان بخشی کرتا ہوں اگرچہ مصلحت کے خلاف سمجھتا ہوں۔

لغات:۔ ندما:۔ (جمع ندیم) ہمنشین۔ ہم صحبت۔ مصاحب۔ آزار۔ دکھ۔ تکلیف (اس جگہ قتل مراد ہے)

مطلب:۔ اوپر جو حدیث اور قطعہ لکھا گیا ہے اُسے ادھر تو وزیر نے پڑھا اور اُدھر بادشاہ کے مصاحبوں نے سفارش کی غرض بادشاہ کو متاثر ہونا پڑا۔ اُس نے فرمایا کہ خیر میں تم لوگوں کے کہنے سننے سے اس لڑکے کی جان بخشی کرتا ہوں اور اُسکے قتل کا خیال چھوڑے دیتا ہوں لیکن میں اس کارروائی کو خلاف مصلحت سمجھتا ہوں اور بتائے دیتا ہوں کہ یہ ایک دن رنگ لائے بغیر نہ رہیگا۔ اس کے بعد بادشاہ نے ذیل کی رباعی پڑھی۔

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد
دیدیم بسے کہ آب سرچشمۂ خرد چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد

ترجمہ:۔ تم کو معلوم ہے کہ زال نے رستم پہلوان سے کیا کہا؟ (یہ کہا کہ) دشمن کو حقیر اور بے بس نہیں سمجھنا چاہیئے ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ ایک چھوٹے سے چشمے کا پانی جب بڑھ جاتا ہے تو اونٹ اور اُس کا اسباب سب کچھ بہا لے جاتا ہے۔

لغات:۔ زال۔ سیستان کے مشہور پہلوان رستم کا والد۔

مطلب:۔ دشمن کیسی ہی حقیر اور معمولی ناقابل توجہ حالت میں نظر آئے اور اُس کے وسائل کیسے ہی محدود دکھائی دیتے ہوں پھر بھی یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے کہ انسان اُن کی طرف سے غافل و بے پروا ہو جائے کبھی کبھی اُسکی حالت بدلے گی اور کسی نہ کسی وقت موقع پاکر وہ اپنا وار ضرور کرے گا چشموں کی حالت پر غور کرو جب اُن میں پانی کم ہوتا ہے تو ہر شخص اُن کو باآسانی عبور کر سکتا ہے۔ لیکن جب کبھی یکایک پانی بڑھ جاتا ہے تو اونٹ تک مع اپنے سامان کے غرق ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

وارداتِ قلب

جذبات سے مغلوب ہو کر اور بعض نافرمان کاروں کی حرکات سے دلگرفتہ ہو کر بدسلوکی کا ارادہ ہوتا ہے لیکن اس ارادہ کے ساتھ ہی مکافاتِ عمل کے تصور سے دل کانپ اٹھتا ہے۔ اگر انسان انسان کی طاقت سے واقف ہو تو کبھی اُس کے ساتھ بُرائی نہ کرے اور اگر انسان خدا کی طاقت سے آگاہ ہو تو اپنی طاقتوں کو ہیچ سمجھے۔ فرض کرو کہ تمنے کسی شخص کی شرکت میں کاروبار شروع کیا اُس نے چالاکی کے ساتھ کچھ روپیہ دبالیا اور اپنے معاملہ میں ایمانداری کا لحاظ نہیں رکھا۔ تم اس حرکت سے خفا ہو کر انتقام کی تدابیر سوچتے ہو۔ اُس شخص کو واقفیت نہیں لیکن تم اپنی دیدۂ بینا طاقت سے آگاہ ہو۔ چنانچہ تمنے موقع پاکر اُس کے مکان اور اسباب تجارت میں آگ لگادی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اب شاید وہ تمام عمر اس نقصان کی تلافی نہیں کرسکتا دیکھو اُسکی ذات سے تمہیں جتنا نقصان پہونچا تھا اُس سے کئی گنا زیادہ نقصان تمہاری ذات سے اُسے پہونچتا ہے۔ اگر تم قانون قدرت سے آگاہ ہوتے تو انتقام کی خواہش نہ کرتے۔ جس طرح سرقہ۔ رہزنی۔ قتل۔ دغابازی وغیرہ کے مقدمات حکومت اپنے ذمہ لیتی ہے اور مستغیث صرف ایک گواہ کی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح جب کوئی شخص کسی شخص پر ظلم کرتا ہے تو قدرت معاملہ میں دست اندازی کرتی ہے اور مجرم کا ایسا زبردست انتقام لیتی ہے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ جو لوگ بے ایمانی کا بدلہ بے ایمانی سے لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ قدرت دونوں کو مجرم سمجھتی ہے اور دونوں کو قرار واقعی سزا دیتی ہے پس جب تم کسی کے ساتھ بدسلوکی کا ارادہ کرو تو پہلے یہ سوچ لو کہ اگر وہ تمہیں نقصان پہونچانے کے لئے آمادہ ہو جائے تو ظاہراً و باطناً کس قدر نقصان پہونچا سکتا ہے اور جب کسی سے انتقام لینے کا خیال پیدا ہو تو پہلے غور کر لو کہ اگر درحقیقت تم مظلوم ہو تو قدرت کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑیگی۔ تم جتنا صبر کروگے اُتنا ہی اُسے اشتعال پیدا ہوگا اور وہ سخت گیری کے ساتھ ظالم کو سزا دے گی۔

اگر نوکر تمہارے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو تم اُسے سزا دیتے ہو۔ اگر ماتحت تمہارا کہنا نہیں مانتا تو تم اُسکے درپے آزار ہوتے ہو۔ اگر دوست کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرتے ہیں تو تم اُن سے خفا ہو جاتے ہو۔ مگر یہ تو بتاؤ کبھی تم اپنے اُس غلام کو کچھ سزا دیتے ہو اور اُس سے بھی خفا ہوتے ہو جسپر تمہاری اطاعت سب سے زیادہ فرض ہے۔ میری مراد خود تمہارے نفس سے ہے۔ شاید تم اس مغالطہ میں ہو کہ وہ تمہارا غلام نہیں ہے۔ یہ مغالطہ معمولی غور و تامل سے دور ہو سکتا ہے۔ دیکھو تمہیں اپنے دست و پا پر جو اختیار حاصل ہے۔ تمہیں اپنی خواہشوں پر جو اقتدار میسر ہے وہ دُنیا کے کسی دوسرے کو دست و پا اور کسی دوسرے کی خواہشوں پر حاصل نہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارے نفس کو سب سے بڑھ کر تمہارا مطیع اور فرماں بردار ہونا چاہیئے۔ لیکن حالات اسکی شہادت نہیں دیتے۔ جو تمہیں خود کرنا چاہیئے اُس کی انجام دہی کی دوسروں سے توقع رکھتے ہو اور جب اس توقع کے خلاف ہوتا ہے تو تمہیں رنج پہونچتا ہے۔ کیسا رنج؟ جسپر عقل کو بیساختہ ہنسی آتی ہے۔

اگر انسان ایک عادت اختیار کرلے تو دنیا کے بہت سے رنج و غم دور ہو سکتے ہیں۔ جب تم کسی شخص کے دامن سے کوئی توقع وابستہ کرو تو پہلے اس بات پر غور کر لو کہ تمام حالات کو پیش نظر رکھکر اگر اُس کی جگہ تم ہوتے تو کیا کرتے؟ لوگ اکثر دوسروں کو ایسی امیدیں وابستہ کرلیتے ہیں اور پھر اُن کے انجام پذیر نہ ہونے پر رنجیدہ ہوتے ہیں جنکو اگر کوئی شخص اُن سے وابستہ کرے تو کبھی اُن کے پورا کرنے کیلئے تیار نہ ہوں۔ جب تم کسی شخص سے کوئی خواہش ظاہر کرو تو پہلے یہ جانچ لو کہ تمہارا سوال نظر بحالات کس حد تک بجا یا بیجا ہے اور جانچ کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اُسکی جگہ فرض کرکے معاملہ پر غور کرو۔ اسی طرح جب تم کسی کی عزت۔ شہرت اور ننگ و ناموس پر کسی اشتعال یا ترغیب کی وجہ سے حملہ کا ارادہ کرو تو حملہ سے پہلے سوچ لو کہ اگر اُسکی جگہ تم ہوتے اور تم پر اسطرح کے حملے کیئے جاتے تو تمہارا طریق عمل کیا ہوتا۔ اکثر دیکھا گیا کہ ظالم انتقام کے بعد مظلوموں کی صورت اختیار کرلیتے ہیں مثلاً مکرم نے محترم کو گالی دی۔ محترم نے "گلوخ اندازی" کا جواب "سنگ" سے دے کر مکرم کے طمانچہ رسید کیا۔ طمانچہ کھا کر مکرم زار زار رو رہا ہے اور پبلک کا رحم جذب کر رہا ہے حالانکہ محترم کی جگہ مکرم ہوتا تو شاید گالی کھا کر طمانچہ کے ساتھ ایک دھول کا بھی اضافہ کرتا۔ بہرحال اگر انسان اپنی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھکر دوسروں کی ذمہ داریوں کا صحیح احساس پیدا کرلے تو بہت سے مغالطوں اور مغالطہ آمیز صدمات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اگر میں دیکھتا ہوں کہ ایک قطرہ سمندر کی محبت کا دم بھرتا ہے، اگر میں سنتا ہوں کہ ایک ذرہ آفتاب کے عشق کا مدعی ہے۔ اگر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ایک پھول باغ کا دیوانہ ہے، اگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ شمع شہد کی یاد میں اشکبار ہے اگر مجھے بتایا جاتا ہے کہ نے نیستان کی جدائی میں نالہ زن ہے تو میں اِن باتوں کو معمولی سمجھتا ہوں لیکن میں کانپ اُٹھتا ہوں اور لرز جاتا ہوں جب میرے

کانوں میں یہ آواز آتی ہے کہ ایک بندہ خدا کو معشوق کہتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ نوکر اپنے آقا پر، غلام اپنے مالک پر اور عبد اپنے معبود پر عاشق ہے۔ میں اس خیال سے خوش نہیں مجھے اسمیں گستاخی کی جھلک نظر آتی ہے۔ میں خدا کے لئے زلف ورخ قرار دینا اور پھر اُن کے نظارہ کے لئے بیقرار ہونا گناہ سمجھتا ہوں۔ میں اُسکی عظمت و سطوت اور جبروت و کبریا کے تصور کی ناکام کوشش کرتا ہوں اور اُس کے مقابلہ میں جب انسان کی کثیف ہستی کو دیکھتا ہوں تو عبدیت اور ربوبیت کے درمیان اُس عشق بازی کا کوئی علاقہ نہیں پاتا جسکا شعرا اور الفاظ دعوے کرتے ہیں انسان عشق و محبت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے لیکن یہ جذبہ ہر محل اور ہر موقع پر جدا حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ماں باپ سے محبت رکھتا ہے مگر ایسی نہیں جیسی اولاد کو وہ بھائی بہن سے محبت رکھتا ہے مگر ایسی نہیں جیسی احباب سے۔ وہ بیوی اور معشوقان مجازی سے محبت کرتا ہے مگر اور طرح کی وہ آقا اور بادشاہ سے محبت رکھتا ہے مگر اور طرح کی۔ اسی طرح اپنے خالق و پروردگار سے بھی اُسے ایسی محبت کرنی چاہیئے جو سب سے بڑی ہستی کے شایاں ہو۔

یہ عجیب بات ہے کہ دنیا میں قیمتوں کا توازن فوائد پر نہیں بلکہ کمیابی اور نایابی پر ہے۔ ایک بادشاہ پانی مانگتا ہے۔ بلوریں گلاس میں آب مصفیٰ پیش کیا جاتا ہے۔ دربار میں ایک دانشمند اُٹھتا ہے اور گلاس کے لب شاہی تک پہونچتے ہی کہتا ہے ذرا صبر کیجئے۔ بادشاہ ٹھہر جاتا ہے۔ دانشمند کہتا ہے کہ اگر یہ پانی کسی طرح میسر نہ آئے اور آپ پیاس سے جاں بلب ہوں تو کس قیمت پر اسکی خریداری کے لئے آمادہ ہونگے؟ بادشاہ جواب دیتا ہے کہ "نصف سلطنت کے بدلے میں"۔ اس کے بعد بادشاہ پانی پی لیتا ہے اب دانشمند پوچھتا ہے "اگر یہ پانی کسی طرح پیٹ سے خارج نہ ہو تو علاج میں کس قدر خرچ کیجئے گا؟" بادشاہ جواب میں کہتا ہے کہ "نصف سلطنت" دانشمند کہتا ہے کہ پھر اس سلطنت پر کیا ناز کیا جائے جو پانی کے ایک گلاس کے برابر قیمت رکھتی ہے۔ اس مثال کی صحت میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ پانی اتنا ہی قیمتی ہے بلکہ اس سے زیادہ قیمتی ہے لیکن اسکے باوجود دنیا میں کوئی قیمت نہیں رکھتا کیونکہ بکثرت پایا جاتا ہے اور ہر جگہ میسر آتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بعض دیگر اشیا کو دیکھو جو صدہا اور ہزارہا روپیہ کی قیمت رکھتی ہیں حالانکہ پانی کے نسبت سے وہ ذرا بھی مفید یا زندگی کا مدار علیہ نہیں ہیں۔ تمنے کبھی قیمت کا یہ اصول اپنی معاشرت اور اپنی ذات پر بھی آزما کر دیکھا؟ دیکھو باکمال اشخاص کی کیسی قدر ہوتی ہے کیوں؟ اس لئے کہ اُن کی تعداد کم ہے۔ تم ایک پہلوان کی قدر کرتے ہو حالانکہ اُسکی پہلوانی سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں۔ تم ایک مصور کی عزت کرتے ہو حالانکہ اُس سے کبھی کام نہیں پڑتا۔ اگر تم کوئی کمال حاصل کرو تو یقیناً تمہاری قیمت میں بھی اضافہ ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر تم اپنی ملاقاتوں کو بااصول بناؤ تو احباب و اعزہ میں محبت ترقی پذیر ہوگی۔ کیا روزمرہ کا مشاہدہ نہیں ہے کہ جب کوئی دوست عرصہ کے بعد ملتا ہے تو دل بے اختیار اُسکے خیر مقدم کو کہتا ہے۔ اسی فلسفے کو پیش نظر رکھکر رحمۃ للعلمین ابو ہریرہؓ کو ہدایت کرتے ہیں یا ابا ھریرۃ زر غبا تزدد حبا (ای ابو ہریرہ ایک دن کا وقفہ دے کر ملا کرو۔ اس سے محبت میں ترقی ہوگی)

اگر تم کسی مقروض سے ہمدردی کے لہجے میں پوچھو کہ بھائی تم کیسے مقروض ہوگئے؟ تو اُسکی آنکھیں پُرآب ہو جائینگی اور وہ رو رو کر اپنی دردناک داستان بیان کریگا کہ یہ ضرورت پیش آئی اور وہ ضرورت پیش آئی۔ یوں عزت پامال ہوئی جاتی تھی اور یوں آبرو جا رہی تھی لیکن اُس سادہ لوح کو خبر نہیں کہ یہ سب جھوٹ اور یہ سب مغالطہ ہے۔ دنیا میں کبھی کوئی شخص ضرورت کے لئے قرض نہیں لیتا۔ صرف تکلفات قرض لینے پر مجبور کرتے ہیں۔ صرف بناوٹ نمائش اور جذبات کی غلامی انسان کو قرض کے پنجہ میں اسیر کر دیتی ہے۔ بڑی بڑی عقلمند اور چالاک لوگ بھی "ضرورت" کے اس نقاب سے دہوکا کھا جاتے ہیں اور اپنی زندگی عرصۂ دراز کے لئے یا ہمیشہ کے لئے تلخ کر لیتے ہیں۔ اب غور کرو کہ عموماً قرض کیوں لیا جاتا ہے (۱) شادی بیاہ کی رسموں کے لئے (۲) مقدمات کی پیروی کے لئے (۳) طویل بیماریوں کے معالجات کیلئے۔ شادی بیاہ کی رسموں کے لئے جو قرض لیا جاتا ہے وہ سراسر تکلف اور نمائش پر مبنی ہے۔ وہ لوگ کس قدر بیوقوف ہیں جو قرض لے کر دوسروں کی واہ وا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ عمر بھر کی تباہی اور رسوائی سے واقف ہوں تو کبھی ایک لمحہ کی تعریف شادمانی کے لئے قرض نہ لیں۔ واہ واکرنے والوں کو اگر پتہ چل جائے کہ یہ آتشبازی قرض سے حاصل کیگئی ہے تو غالباً اُن کی تعریف فوراً ملامت اور مذمت سے بدل جائے۔ جو لوگ مقدمات میں مبتلا ہو کر قرض لیتے ہیں اُنکی ناعاقبت اندیشی صورت حال سے ظاہر ہے۔ ایک نیک۔ متدین۔ غیر مشتعل عاقبت اندیش اور امن پسند انسان کو بہت کم ایسا موقع پیش آتا ہے کہ وہ مدعی یا مدعا علیہ بنکر عدالت میں جائے اور اُسکی اُسکی پرزہ جیبوں کے ساتھ قانونی اژدہے نگل جائیں)۔ بیماری کی حالت میں جو لوگ مقروض ہو جاتے ہیں وہ بظاہر بڑے قابل رحم اور مظلوم نظر آتے ہیں لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے اُن درندوں کا شکار ہیں جو ایک ہاتھ میں تھرمامیٹر اور دوسرے میں تھیلا لے کر روپے کو اپنی طرف اسطرح کھینچتے ہیں جسطرح مقناطیس لوہے کو۔ ان مظلوموں کا بے صبر دل بنفشہ اور خاکسی کو گھاس پھوس سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ وہ کم قیمت علاج کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ وہ جبتک بڑی فیس کے ڈاکٹر کو نہ بلائیں وہ جبتک ایسڈ۔ اسپرٹ اور ٹنچر کا مرکب حلق سے نہ اتاریں اُسوقت تسکین نہیں پاتے۔ علاج کے وقت وہ اپنی حیثیت کو محدود نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ اٹلی کا سفر علم کو خود بخود دو گنا کر دیتا ہے لیکن جو شخص اٹلی کا سفر نہیں کر سکتا اُسکے جغرافیہ میں اٹلی کا نام نہیں ہونا چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ دہلی میں ایک ڈاکٹر بڑا ہوشیار ہے لیکن ایک معقول رقم لئے بغیر وہ مریض سے بات نہیں کرتا پس جو لوگ معقول رقم نہیں دے سکتے۔ اُنکو چاہیئے کہ اس ڈاکٹر کو ابن سینا کی طرح مردہ تصور کریں غرض اپنی حد سے آگے نہ بڑھو۔ اپنی اصلی حیثیت سے زیادہ اپنے کو نمایاں کرنے کے درپے نہ ہو۔ اپنی وسعت سے بڑھ کر خیالات کو وسعت نہ دو۔ پھر دیکھو کہ نتا قرض درکار ہے۔

آج میرا دل چاہتا ہے کہ قیمتی پوشاک پہنوں، لیکن روپیہ میرے پاس نہیں ہے۔ نہ سہی۔ بزاز مجھپر اعتماد ہے وہ کپڑا اُدھار دیدیگا۔ درزی کو مجھپر اعتبار ہے وہ فوراً سلائی کا طالب نہ ہوگا۔
(از مولانا قمر محمد احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر)

خدا

(از جناب مولوی حکیم رکن الدین صاحب داناؔ)

یارب ترے بندے تجھے کیا کہتے ہیں سب اپنی زبانوں میں جدا کہتے ہیں
جلوہ ہے ترا چونکہ دل میں خود ہی اس واسطے ہم تجھ کو خدا کہتے ہیں

مادہ قدیم ہے نوع کو فنا نہیں ہے صورت اور مادہ کا اجتماع افلاک کی گردش تخلیق اور تکوین اشیا کی باعث ہے اور یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا پس نہ خدا کی ضرورت نہ مخلوقات پر اُن کی حکومت نہ خدا کے لیئے کوس لمن الملک بجانے کے لیئے عرصہ حشر اور میدان قیامت کی حاجت! یہ تو انسانوں میں اُس طبقہ کا خیال ہے جو مادہ پرست ہے جسکے نزدیک عالم میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اضطراری طریقہ پر ہوتا ہے اور ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہیگا پس نہ فنا کوئی چیز ہے نہ قیامت اور معاد!

اچھا ان لامذہبوں کو اُن کی گمراہیوں میں چھوڑیئے اور اب بجائے خود عقلی اور وجدانی طور پر دیکھیئے کہ آیا خدا کوئی شے ہے؟ اور اُس کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں؟

عقلی دلیل

ہر چیز کا عقلی انحصار تین صورتوں میں ہے یا اُسکا پایا جانا ضروری ہوگا یا اُس کا نہ پایا جانا ضروری ہوگا یا دونوں میں کوئی ضروری نہ ہوگا، پہلی صورت کا نام واجب ہے۔ دوسری صورت کا ممتنع تیسری صورت کا ممکن۔ ذات خدا کو بھی ان تین صورتوں میں کسی کا تابع ہونا چاہیئے، ممتنع تو ہو نہیں سکتی کیونکہ اُسکا وجود اور منشاء ہے اور اس کے امتناع پر کوئی عقلی دلیل قایم ہو سکی ہے، اور وہ ممکن بھی نہیں ہے کیونکہ ممکن کے وجود کے پیشتر ایک ایسا زمانہ ہوتا ہے جس میں وہ ممکن نہیں ہوتا اور کوئی زمانہ ایسا نہیں پایا گیا جس میں ذات خدا کا وجود نہ ہو۔ اس لیئے لامحالہ وہ واجب ہوگی اور ہر وہ چیز اور ہر وہ ذات جو واجب ہو وہی خدا ہے!

دوسری دلیل۔ تمام موجودات ممکن ہیں یعنی پہلے نہیں تھے پھر ہوئے تو لامحالہ اُن کا کوئی موجد ہوگا۔ پھر اُس موجد کے متعلق ہم پوچھینگے کہ آیا وہ خود بخود ہے یا اُس کا بھی کوئی موجد ہے اگر خود بخود ہے اور اُس کا کوئی موجد نہیں ہے تو وہی "خدا" ہے اگر اُس کا بھی کوئی موجد ہے تو پھر ہم اُس موجد کے متعلق سوال کرینگے کہ آیا وہ خود بخود ہے یا اُس کا بھی کوئی موجد ہے۔ اگر یہی سلسلہ چلا جائے گا تو تسلسل لازم آئے گا اور یہ محال تو لامحالہ ایک ایسا موجد ماننا پڑے گا جو خود بخود ہے اور سب کا موجد ہے اور وہی خدا ہے!

وجدانی دلیل

جس وقت ایک متنفر انسان مصائب کے سمندر میں غوطے کھاتا ہے اور اُس کا ہلاکت خیز تلاطم اُن کی اُمیدوں کے تمام وسائل منقطع کر دیتا ہے اور اُس کی طاقتیں ایک ایک کر کے جواب دیدیتی ہیں تو وہ گھبرا کر دل ہی دل میں ایک ایسی طاقت کا سہارا ڈھونڈھتا ہے جو تمام طاقتوں سے بالاتر ہے اور جو باوجود تمام اُمیدوں کے منقطع اور تمام وسائل کے معدوم ہونے کے مبتلائے مصائب کے دلی جذبات اور وجدانی کیفیات کے لحاظ سے وہ ایسی حالت میں بھی مدد کی قدرت رکھتا ہے پس وہی طاقت جو تمام طاقتوں سے بالاتر ہے اور ایسے نازک وقت میں مایوس ہو جانے والوں کا سہارا بنتی ہے۔ خدا ہے۔ فرعون جسے خود خدائی کا دعویٰ تھا اور جو بزعم خود تمام مخلوقات کا خالق اور تمام چیزوں پر قادر تھا حضرت موسےٰ کے تعاقب میں جب دریائے نیل میں گھسا اور دریا کے دونوں سرے مل گئے اور وہ غوطے کھانے لگا اور آپکی امداد کے تمام وسائل کے ساتھ اُسکی خدائی نے بھی جواب دیدیا تو آخر اُس نے بھی ایک سہارا ڈھونڈھا اور اُس کے دل نے بھی ایک ایسی طاقت کو مدد کے لیئے پکارا جو خود اُسکی طاقت اور تمام طاقتوں سے زیادہ طاقتور تھی جسکا نام اُس نے موسےٰ کا خدا رکھا تھا۔ پس خدا کے منکرین اور اُس سے بغاوت کرنے والوں کو بھی خدا کی ضرورت پڑ جاتی ہے اور ناگزیر طور پر اُسکا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اس لیئے خدا ایک ایسی شے ہے جسکا وجود شمردہ دلائل نہیں ہے بلکہ آفتاب سے زیادہ روشن اور انسانی وجود سے زیادہ متیقن ہے! ؎

ذرہ ذرہ میں ہے یارب تری جلوہ کا ظہور کرتے ہیں یو رب ترا انکار عبث

خدائی سلسلہ میں "وجود خدا" کوئی اہم اور معرکۃ الآرا بحث نہیں سوا ملحدین کے عام بنی نوع انسان خدا کے وجود میں متفق ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم اور معرکۃ الآرا جو بحث ہے وہ یہ ہے کہ مَا هُوَ أَيُّ شَيْءٍ فِي ذَاتِهِ؟ یعنی خدا دراصل ہے کیا چیز؟ اور اس کو ہم کسطرح جانیں اور پہچانیں اور وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں ملتا ہے؟ یہی درحقیقت خدا کے متعلق بحث ہے جو ایک طرف اہم اور معرکۃ الآرا ہے اور دوسری طرف دلچسپ اور دلآویز ہے جملہ اہل مذاہب خدا کا یقین رکھتے ہیں اور اُسکی ہستی اور وجود پر ایمان لائے ہوئے ہیں لیکن اختلاف اور ضلالت اُسکو متعین اور متشخص کرنے اور اُس کا معنون اور مصداق مقرر کرنے میں واقع ہوئی اور اُسکا باعث صرف یہ ہوا کہ خدا نے اپنے تئیں پردہ میں رکھا اور صرف اپنا جلوہ دکھا دکھا کر مخلوق کو دلدادہ و شیدا بنایا پس فکر ہر کس بقدر ہمت اوست جو لوگ صاحب نظر اور حقیقت آشنا تھے اُنہوں نے جلوہ دیکھا اور جلوے والے کو پہچان لیا اور جو کوتاہ نظر اور ظاہر آشنا تھے اُنہوں نے جس میں جلوہ دیکھا اور جو مظہر نظر آیا اُسی کو اصل شے سمجھ کر پکار اُٹھے هٰذَا رَبِّي! یہی میرا رب میرا خالق میرا پروردگار ہے!! پس ایک طرف تو شمس و قمر اور ستارے پروردگار بنائے گئے اور دوسری طرف آب و آتش ہوا و باد معبود بنگئے۔ کہیں بت پرستی شروع ہوگئی کہیں صنم پرستی نے رواج پکڑا اور سب کی اصل صرف یہی ہے کہ وہ کسی وقت میں خدائی جلوے کے مظہر تھے اور جن کی تصویروں کی پرستش ہوتی ہے درحقیقت وہ کسی وقت میں خود عابد تھے خدا کا جلوہ اُن میں نظر آیا شان مظہرت اُن میں پیدا ہوئی اور وہ معبود بنائے گئے منصور حلاج کو خود اُن کی ذات میں خدا کا جلوہ نظر آیا اور وہ پکار اُٹھے انا الحق

(یعنی میں ہی خدا ہوں) خدا کے سوا جملہ معبودوں کی معبودیت کا یہی راز ہے اور ان تمام گوناگوں اختلافات کا اصل باعث صرف خدا کی پردہ داری ہے ؎

حرم و دیر کے جھگڑے ترے چھپنے سے ہوئے   تو اگر پردا اُٹھا دے تو توہی تو ہو جائے

مذہبی کتابوں میں قرآن پاک نے جس جامعیت اور وضاحت سے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے وہ مخصوص اُسی کا حصہ ہے، حضرت ابراہیم جب خدا پر ایمان لاتے ہیں تو اُن کی مذہبی ارتقا کیسی دلچسپ ہوتی ہے، پہلے وہ شب تاریں ننھے ننھے چمکتے تاروں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ میرے پروردگار ہیں، اُس کے بعد جب ماہتاب پر نظر پڑتی ہے تو اُسکا مشرقانہ دمکتا ہوا چہرہ دیکھ کر فرماتے ہیں کہ نہیں، یہ میرا رب ہے اور جب رات ختم ہو کر صبح نمودار ہوتی ہے اور آفتاب کا نورانی اور پُرجلال چہرہ نظر آتا ہے تو آپ چلا اُٹھتے ہیں کہ هذا ربی هذا اكبر، میرا پروردگار تو بس یہ ہے کیونکہ یہ سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ آب و تاب دکھا کر غروب ہوتا ہے تو آپ چونک اُٹھتے ہیں گویا آپ کو اپنی غلطی محسوس ہوتی ہے کہ جس نورانی جسم کو اُسکی بڑائی اور چمک دمک دیکھ کر ہم پروردگار سمجھے تھے درحقیقت وہ بھی پروردگار نہیں ہے وہ تو غروب ہو گیا اُسکی چمک دمک ماند پڑ گئی اور یہ شان اُلوہیت کے خلاف ہے پس یہ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتا، یہ بھی خدا کی ایک مخلوق ہے، خدا وہ ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں! اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

مساوات کی جھلک

(از شیر محمد دہلی)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت کنوئیں پر غسل فرما رہے ہیں۔ اور ایک صحابی پردہ کیئے ہوئے ہیں۔ جب حضور فارغ ہو گئے۔ صحابی کے نہانے کی باری آئی۔ تو آپ بھی چادر لے کر کھڑے ہو گئے۔ پردہ کرنے لگے صحابی کو اپنے رسول کی یہ تکلیف کسطرح گوارا ہو سکتی تھی۔ التجا کی۔ یا رسول اللہ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ ایسا نہ کریں۔ ارشاد ہوا۔ جیسا میں انسان ہوں ویسے ہی تم انسان ہو۔ مجھ کو ایسی کیا فوقیت ہے؟

حبیب خدا صلعم سفر میں ہیں۔ کسی منزل پر قیام کیا۔ کھانا پکانے کا انتظام ہونے لگا۔ بکری ذبح کرنے کی تیاری ہوئی۔ صحابہ کرام میں سے ہر شخص نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا۔ ایک نے بکری ذبح کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ دوسرے نے اُس کے بنانے اور صاف کرنے کی خواہش کی۔ تیسرے نے گذارش کی۔ کہ میں پکاؤں گا ہنوز چوتھے صحابی بولنے ہی لگے تھے کہ رسول اکرمؐ بول اُٹھے اور فرمایا۔ کہ ایندھن کے لیئے میں جنگل سے لکڑیاں چُن لاؤں گا۔ صحابہ نے بہ کمال ادب عرض کیا۔ قربانت شویم۔ ہمارے ہوتے ہوئے حضور کو کسی کام کے کرنے کی حاجت نہیں۔ ارشاد ہوا میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ تم لوگوں کی میرے حال پر بڑی مہربانی ہے۔ لیکن مجھ کو یہ منظور نہیں۔ کہ تم میں شیخت مآب بنکر بیٹھ جاؤں۔ رفیق وہ ہے۔ جو رفیقوں کا شریک ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ تم کام کرو۔ اور میں بیٹھا دیکھا کروں مجھے حق رفاقت ادا کرنے دو۔ کیونکہ یہ اللہ کو پسند ہے۔ چنانچہ آپ لکڑیاں چُن لائے۔ اور اسطرح اپنے رفقا کے دلوں میں اپنی صادق محبت کا نقش بٹھا دیا۔

آہ جس پیغمبر نے اصول مساوات کی ایسی تعلیم دی ہو۔ آج اُسکی اُمت کے اُمرا اور لیڈروں کا یہ حال ہو۔ کہ نچلے درجے کے مسلمانوں سے گفتگو کرنی کسرِ شان سمجھیں۔ اور اپنے بنگلوں میں مشیخت مآب بنکر شانِ فرعونیت کے کرشمے دکھائیں۔

آدمی ہر وقت سمجھے خاک ہوں

(از سید محمد اسد علی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ لندن)

اے مسلماں شرطِ اسلامی نہ بھول   لطف دینی خطِ ایمانی نہ بھول
تو اگر سمجھے تو وہ مومن ہے تو   غیر باتیں ہیں اگر تو دنا ہے تو

آج تیری وہ نرالی شان ہے   تو اچھوتا صاحبِ ایمان ہے
منزلِ مقصود تیرا حرم   خالی از شوکت نہیں ہے ایکدم
فخر ہے اور ناز ہے تیرے لیئے   آج جو اعزاز ہے تیرے لیئے
انکساری خاکساری سیکھ لے   ہے اگر عزت کی خواہش بُردباری سیکھ لے
پہلے تو فرمانِ مولا مان لے   اپنی ہستی کو ذرا پہچان لے
ہستیٔ موہوم کا پہچاننا   درحقیقت ہے خدا کا جاننا
انکساری باعثِ اعزاز ہے   خاکساری سے بشر ممتاز ہے
شاخ میوہ کی جھکی رہتی ہے کیوں   اتنا بھاری بوجھ یہ سہتی ہے کیوں
یہ جھکی ہے اپنی عزت کے لیئے   خلق کے دل میں محبت کے لیئے
شانِ ایمانی ہے اس سے بھی فزوں   آدمی ہر وقت سمجھے خاک ہوں

مُسلمانوں کے زوال کا اصلی سبب

(از مولانا سید زاہد القادری صاحب)

ملتِ اسلامیہ کی آج جیسی نازک حالت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہر وہ شخص جسکو "اسلام" کے ساتھ ایک ذرہ کے برابر محبت ہے مسلمانوں کے زوال اور اُن کی پستی کو محسوس کرتے ہوئے بیچین اور مضطرب ہے۔ لیکن بہت کم ہونگے ایسے اصحاب جنہوں نے کبھی اس بات پر غور کیا ہو کہ آخر مسلمانوں کی اس تباہی کا اصلی سبب کیا ہے؟

زوال اسلام کی نسبت فلسفیانہ رائے

وہ مسلمان جو فلسفیانہ نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے تنزل پر نظر ڈالتے ہیں اُن کی تو یہ رائے ہے کہ ہر مذہب شروع میں عروج حاصل کرتا ہے اور اس کے متبعین سرگرمی کے ساتھ اسکی حفاظت و اشاعت میں حصہ لیتے ہیں لیکن کچھ زمانہ گزرنے کے بعد یہ جذبہ فنا ہو جاتا ہے اور وہ مذہب دِن بدن پستی اور انحطاط کی طرف چلا جاتا ہے" یہ ایک فلسفیانہ رائے ہے جسکو مذہبی دلائل سے کوئی تعلق نہیں"

مسلمانوں کے تنزل کی نسبت اہل مذہب کی رائے

لیکن وہ اصحاب جو ہر معاملہ کے متعلق مذہبی دلائل سے بحث کرتے ہیں اس رائے کے قطعی مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ حق اور باطل میں کچھ فرق ہونا لازمی ہے جو مذاہب کہ صداقت سے محروم ہیں اُن کا تو ذکر نہیں لیکن جس مذہب میں کہ صداقت موجود ہے اُس کا فنا ہو جانا یا زوال پذیر ہونا ناممکن ہے"

آخر الذکر رائے سے ہمیں اتفاق ہے ہم اسلام کی صداقت کے قائل ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ یقیناً اسلام سے بہتر دنیا میں کوئی دوسرا مذہب نہیں ہو سکتا لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے "اسلام" و "ایمان" کے متعلق شبہ ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جس مذہب میں کامل توحید کی تعلیم موجود ہے جو مذہب کہ صرف خدا پرستی کی دعوت دیتا ہے اور تمام معبودانِ باطل سے تعلقات منقطع کراتا ہے جس مذہب کا ایک مکمل قانون "قرآن حکیم" بجنسہ موجود ہے اُس کے متبعین کیونکر دنیا میں ذلیل و خوار ہو سکتے ہیں۔؟

یہ ایک سوال ہے جو مسلمانوں کے سبب زوال کی جستجو پر ہمیں مجبور کرتا ہے۔

قرآن حکیم کی رائے

قرآن حکیم کو اُٹھا کر جب ہم اس سبب کو تلاش کرتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا مدلل جواب ملتا ہے کہ ہمارا تعجب ایک لمحہ کے لیے بھی قایم نہیں رہتا۔ رب العزت جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا ہے

"اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝"

(پارہ ۷ - سورۂ انعام)

کیا ان لوگوں نے (اِس بات پر) نظر نہیں کی کہ ہمنے ان سے پہلے کتنی اُمتوں کو ہلاک کیا جن کی ہمنے ملک میں ایسی (مضبوط و مستحکم) بنیاد قایم کر دی تھی کہ ابھی تک بھی تمہاری بنیاد اس قدر مستحکم نہیں کی ہے۔ اور ہمنے (اُن کے لیے) پانی کی اس قدر افراط کی کہ اُوپر سے مینہ برسایا اور نیچے نہریں رواں کر دیں پھر ہمنے اُن گناہوں کی سزا میں ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسری قومیں پیدا کر دیں۔

اس آیت میں اللہ تعالے نے اُن اقوام کا ذِکر فرمایا ہے جنکو پہلے پیدا کیا گیا تھا جیسے "قوم عاد" "قوم ثمود" "قوم نوح" اور قوم فرعون وغیرہ یہ قومیں اپنے زمانہ میں ایک خاص حد تک ترقی اور شہرت حاصل کر چکی ہیں جنکی شوکت وجلالت کا ذکر قدیم تاریخوں میں موجود ہے۔ یہ قومیں بالکل آزاد اور با اختیار تہیں، خدا تعالے نے انکو سرسبز و شاداب زمین اور دولت و ریاست عطا فرمائی تھی یہ نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتی تہیں اسی لیئے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ملک میں ان کی بنیاد مستحکم کر دی تھی"

سرکش اقوام کی تباہی

لیکن جب ان اقوام نے احکام خداوندی کو ٹھکرایا، اُس کے رسولوں کی بے عزتی کی اور اُس کے نازل کئے ہوئے صحیفوں کو نظر حقارت سے دیکھا تو اس تمرد اور سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالے نے اُنکو فنا و معدوم اور نیست و نابود کر دیا۔ یہ ایک درسِ عبرت ہے جو قرآن حکیم ہمیں سُناتا ہے اور فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ کہتا ہے آج مسلمانوں کو بجائے آہ و زاری کرنے کے اپنی عملی حالت پر نظر غائر ڈالنی چاہیئے اور انصاف کے ساتھ جواب دینا چاہیئے کہ کیا آج مسلمانوں نے "کتاب اللہ" کو بالائے طاق نہیں رکھدیا؟ کیا آج اسلام کے کھلے کھلے احکام سے وہ اعراض نہیں کر رہے؟ کیا آج انہوں نے "اسلام" کو ایک کھیل نہیں بنا لیا؟

اگر انصاف کے ساتھ ان سوالات پر غور کیا جائے تو یقیناً سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں ہو سکتا کہ زمانہ موجودہ کے مسلمان صرف نام کے مسلمان ہیں کہاں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اور کہاں عہد حاضرہ کے مسلمانوں کے اعمال و افعال۔

مسلمانوں کی حالت میں انقلاب

دیکھو اسلام دنیا کا وہ بہترین مذہب ہے کہ جو انسان کو سیدھی سادھی خدا پرستی سکھلاتا اور اعمال حسنہ کی طرف توجہ دِلاتا ہے۔ صفحات تاریخ عہد نبوت کے مسلمانوں کے اعمال و اخلاق ہمارے سامنے ظاہر کرتے ہیں اور ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام باتیں جنکو دنیا اچھا کہتی ہے مسلمانوں میں موجود تہیں اور وہ اخلاق رذیلہ جنکو خدا کے بندے بُرا کہتے ہیں مسلمانوں سے کوسوں دُور تھے۔ خدا پرستی، حق پسندی، راستبازی منصفانہ

ایمانداری، اتحاد باہمی، خلوص، محبت، اخوت، ہمدردی، ایثار یہ تمام چیزیں مسلمانوں کی نمایاں ترین خصوصیات تھیں لیکن اگر آج مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالی جائے تو بجائے ان صفات حسنہ کے زمانہ بھر کی برائیاں انمیں پائی جائینگی۔

نفس پرستی، بے ایمانی، ابلہ فریبی، مکاری - خود غرضی، حرامکاری، نشہ بازی، غرضکہ ساری برائیاں ان میں موجود ہیں۔

مسلمانوں کا زعم باطل

باایں ہمہ مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ ہم دنیا کی تمام قوموں سے بہتر اور اچھے ہیں تمام قومیں کافر ہیں اور ہم خدا کے مقبول بندے ہیں - خواہ ہم کچھ ہی کریں لیکن خدا کو ہمیشہ ہماری طرفداری کرنی چاہیئے اور ہمیں دنیا میں سب سے زیادہ عزت دینی چاہیئے معلوم نہیں مسلمانوں نے خدا کو کیا سمجھ لیا ہے کہ وہ اسکو اپنا حکم بردار رکھنا چاہتے ہیں یہ ہے ایک خوفناک انقلاب کہ جس نے مسلمانوں کو ذلیل وخوار بنا دیا ہے - اور دن بدن وہ قعر ذلت میں گرتے چلے جاتے ہیں۔

خوفناک انقلاب کا سبب

ظاہر ہے کہ اس انقلاب کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کی صحیح تعلیم کو صفحۂ قلب سے بالکل مٹا دیا ہے - اور ان چیزوں کو جن کا ذکر بھی شریعت اسلام میں نہیں ہے اپنا دستور العمل قرار دے لیا اور اپنی زندگی کے فرائض میں داخل کرلیا ہے ؎

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست
"ابلہ" نزلے ام زمانا جید یدا"

یہ تھا مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا قصہ جسکو مختصراً بیان کر دیا

کیا مسلمان پھر عروج حاصل کرسکتے ہیں

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان ہمیشہ اسی طرح ذلیل وخوار رہینگے یا کسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ وہ پھر دنیا میں عزت و وقعت کی زندگی بسر کریں اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر دوبارہ حاصل کرلیں میں جہانتک خیال کرتا ہوں اگر مسلمان اپنی ذلت اور پستی کا احساس کرکے پھر اٹھ کھڑے ہوں اور بجائے باتیں بنانے کے اپنی حالت کی اصلاح پر کمربستہ ہوں تو ترقی حاصل کرنا کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے۔

راہِ عمل

میرا دعوی ہے کہ اگر آج مسلمان پھر اپنے بھولے ہوئے سبق کو دوہرالیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کو اپنا "نظام عمل" بنالیں تو چند سال میں وہ پھر ایک باعزت قوم بن سکتے ہیں۔

اگر مسلمان صرف اپنے عقائد، اعمال اور معاملات درست کرلیں تو یقیناً ان کی ہزارہا خرابیاں چشم زدن میں دور ہوسکتی ہیں - اور لاکھوں خوبیاں انمیں پیدا ہوسکتی ہیں۔

ضرورت ہے اس امر کی کہ وہ خدا کے نازل کیئے ہوئے مکمل قانون کو اپنے سامنے رکھیں اور رسول کی زندگی پر نظر غائر ڈالیں اور پھر دنیا میں زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرنے کی جدوجہد کریں ؎

عجب کیا ہے یہ بیڑا غرق ہوکر پھر ابھر آئے
کہ ہمنے انقلاب دور گردوں یوں ہی دیکھا ہے

اصلاحی دستور العمل

ہماری قومی زندگی کی اہم ترین ضروریات

مولانا "فلسفی" کے قلم سے

دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ اس کا ہر ہر فرد قومی اصلاح و ترقی کے متعلق اپنی اہم ذمہ داریوں کو محسوس اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش نہ کرے - یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم سب قوم وملت کو حقیقی طور پر کچھ نہ کچھ نفع پہونچا سکتے ہیں - ہمارے خیال میں مسلمانان ہند کی اہم ترین قومی ضروریات مندرجہ ذیل مدات میں تقسیم کی جاسکتی ہیں جنکی تکمیل کی ذمہ داری ہم میں سے ہر ایک پر عائد ہوتی ہے - ان ضروریات کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر اُن کی تحصیل وتکمیل میں کوشاں ہونا - قوم کے لئے باعث فلاح ونجات اور ان سے روگردانی وبے اعتنائی موجب بربادی وہلاکت ہے - ہمارے نزدیک ان ضروریات قومی کی مسلمانوں کو یاد دہانی کرتے رہنا مقاصد اصلاح وترقی کے لیئے اس قدر ناگزیر ہے کہ ہم دین ودنیا کی ہر ایک اشاعت میں ان کا درج کردینا مناسب سمجھتے ہیں - علیگڈھ کی تعلیمی کانفرنس لکھنؤ کی مسلم لیگ یا اور کسی قومی مرکز میں اگر فرقہ بندی کی ضرورت ہے تو ہو مگر قومی زندگی کی مندرجۂ ذیل ضروریات کو فرقہ بندی کے جذبات وحیات پر قربان کرنا قوم کے مجموعی فوائد کا خون کرنا ہے - دین ودنیا کی تالیف وترتیب میں ان ہی ضروریات قومی کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

۱ - مذہب

ہمارا عزیز مذہب اسلام - ہماری قومیت کی روح اور ہماری سعادت دارین کا کفیل ہے - اُس سے روگردانی وبے اعتنائی کل قوم کے لیئے موجب تباہی اور باعث ہلاکت ہے - اس لیئے ہم سب کا فرض ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیمات کو سمجھیں اور اُن پر عمل پیرا ہوکر سچے مسلمان بننے کی کوشش کریں - محض زبانی دعووں سے نہیں بلکہ اخلاق واعمال اور کردار وعادات سے بھی اپنے خیر الامم ہونے کا ثبوت دیں - اسلام کی صحیح تعلیم کو سمجھنے کے لیئے اسوۂ حسنہ نبی کریم کے سامنے کسی مولوی - پیر - یا رہنما کے حکم کی پرواہ نہ کریں - مادیت اور

لامذہبی کے مہلک اثرات سے اپنے دل کو محفوظ رکھیں۔ گوشہ نشین بزرگوں کے راہبانہ
روَیہ کو قابل اتباع نہ سمجھیں۔ دین و دنیا میں تفریق نہ کریں۔ جائز دنیا طلبی کو
عین دین تصور کریں۔ اسلام کی رسی کو مضبوط تھام کر دنیوی ترقی کے زینہ پر چڑھتے
جائیں۔ تعصب اور کورانہ تقلید سے بچیں۔ مصالح و احکام دین کے معلوم
کرنے میں عقل سلیم و دیانت سے کام لیں۔ غیروں کے مفید اور جائز طریقوں کو
اختیار اور اپنی مضر رسوم و عادات کو ترک کریں۔ نااہل پیروں اور پیرزادوں کی
نذریں بند کر کے ان سے مفت خوری کی عادت چھڑائیں ایسے مولویوں اور
واعظوں کی اعانت نہ کریں جو فروعی مسائل میں شاخسانے نکالکر مسلمانوں کو آپس میں
لڑواتے اور ان کی قومی بنیادوں کو متزلزل کرتے ہیں جو لوگ ہمارے مذہب
و ہم مشرب نہیں ہیں ان سے بغض و عداوت نہ رکھیں بلکہ ان کے ساتھ تہذیب
و رواداری سے پیش آئیں اور اس حقیقت کو ہمیشہ دل نشین رکھیں کہ اسلام میں
حقوق العباد کا درجہ حقوق اللہ پر مقدم ہے۔

۲ - اخلاق

جس قوم کے خصائل (کیرکٹر) اصول عدل و حکمت پر مبنی نہیں ہوتے وہ
ہمیشہ ذلیل و خوار رہتی اور جلد فنا ہو جاتی ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ
ہم افراط و تفریط کو چھوڑ کر مسلک اعتدال پر قائم ہو جائیں۔ دولت۔ وقت اور
قوت خدا تعالےٰ کی بیش بہا نعمتیں ہیں انکو بے محل اور بیدردی سے نہ لٹائیں
عیش پسندی۔ کاہلی۔ پست ہمتی۔ عزر در شکست۔ اسلاف کے کارناموں پر گھمنڈ کرنے
اور خیالی پلاؤ پکانے کی عادتوں کو چھوڑ دیں۔ جفاکش۔ اولوالعزم۔ عالی حوصلہ۔
آل اندیش۔ مستقل مزاج پاکباز اور کفایت شعار بننے کی کوشش کریں۔ اپنا بوجھ
دوسروں پر نہ ڈالیں۔ اپنی مدد آپ کرنا سیکھیں۔ شراب خواری۔ عیاشی۔
مقدمہ بازی۔ قمار بازی۔ نمود و نمائش۔ فیشن پرستی۔ بے محل خیرات اور شادی
و غم کی فضول رسموں میں دولت صحت اور عزت برباد نہ کریں۔ خانہ جنگیوں۔ نا اتفاقیوں
اور کینہ و بغض سے ملوث نہ ہوں۔ اتفاق و اتحاد اور ہمدردی و خلوص پیدا کریں
خوشامد اور غیر مفید جوشیلی کارروائیوں سے محترز رہیں۔ صداقت و دیانت
کے ساتھ مصلحت وقت اور ضروری احتیاط کو بھی ملحوظ رکھیں۔ دولت اور دولتمندوں کو
حقیر نہ سمجھیں۔ قوم کے مربیوں محسنوں اور بزرگوں کی عزت کریں۔

۳ - تعلیم

اشاعت علم اور تعلیم و تعلم تمام ترقیات و کمالات کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے ہمارا
فرض ہے کہ ہم تحصیل و اشاعت علم میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں۔ ابتدائی اور
اعلیٰ تعلیم کے لیے حسب ضرورت مدرسے جاری کریں۔ اس کی کوشش کریں
کہ تمام کارآمد علوم و فنون کی تعلیم ہمارے بچوں کو انکی مادری زبان میں دیجاوے
قدیم طرز کے عربی مدرسوں اور فارسی مکتبوں کی اصلاح کریں۔ عربی ہماری
دینی اور قومی زبان ہے۔ انگریزی جدید علوم کا مخزن اور دنیاوی کاروبار
کے لیے ناگزیر ہے۔ اس لیئے چاہیئے کہ ہم دونوں زبانوں کے سیکھنے کی کوشش کریں
مصنفین مولفین اور مترجمین ہماری حوصلہ افزائی کے محتاج ہیں۔ جدید علوم و فنون کی
اُن سے اپنی زبان میں کتابیں لکھوائیں۔ مفید اخبارات و رسائل کی قدر کریں۔ اگر
خود قابل ہوں تو اپنا تھوڑا وقت اشاعت علم یعنی تعلیم اطفال یا تصنیف و تالیف میں
ضرور صرف کریں۔ مدارس و مکاتب کا انتظام اور نصاب تعلیم کی تجویز کا کام اپنے
ہاتھ میں لیں۔ سیاسی مصلحتوں پر تعلیمی فوائد کو قربان نہ ہونے دیں۔ تعلیمی کاموں میں
دل کھولکر چندے دیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کو اپنا اہم ترین فرض سمجھیں۔ جبریہ اور
مفت مذہبی و صنعتی تعلیم کو ملک میں رائج کرائیں۔

۴ - صحت جسم

تندرستی ہزار نعمت ہے۔ مریض اور کمزور قوم اُس مکان کی مانند ہے جو ریت کی
بنیاد پر تعمیر کیا گیا ہو۔ جفاکشی۔ عالی حوصلگی۔ استقلال۔ جوش اور امنگ سب تندرستی پر
موقوف ہیں اس لیئے ہمارا فرض ہے کہ ہم سب تندرست و توانا رہنے کی کوشش
کریں۔ اصول حفظان صحت کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ اُن ناپاک اور مہلک عادتوں سے
ملوث نہ ہوں جو قوت مردمی کو ضایع اور انسان کو زندہ درگور کر دیتی ہیں۔ قومی
مدارس کے نصاب تعلیم میں ایسی کتابیں داخل کریں جس سے تندرستی قایم رکھنے کے
اصول و فوائد بچوں کے ذہن نشین ہو جائیں۔ قریبی رشتہ داروں میں شادیاں
کرنا ترک کریں۔ زوجین کے انتخاب میں طبی معائنہ کو ضروری شرط قرار دیں اور
اُن تمام اصول پر عامل ہوں جن پر تندرست اور زندہ قومیں عمل کر رہی ہیں۔

۵ - معیشت

مشہور ہے۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ اس لیئے ہم کو زراعت و تجارت
اور صنعت و حرفت کی جانب خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ملازمت بھی
اچھی چیز ہے۔ مگر ہر شخص کا ملازمت پر ٹوٹ کر گرنا اور اس کے انتظار میں وقت
برباد کرنا قومی ترقی کے حق میں سم قاتل ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ بچوں کو شروع
ہی سے تجارت کی عادت ڈلوائیں۔ طبیعت کی مناسبت کا لحاظ رکھ کر مفید صنعتی
تعلیم دلوائیں۔ [illegible] پیشوں کو معیوب اور پیشہ وروں کو حقیر نہ سمجھیں زراعت کے
متعلق جدید انکشافات و اصول کی واقفیت حاصل کریں۔ کسی بچہ کو زراعت میں
لگائیں۔ کسی کو تجارت میں اور کسی کو صنعت و حرفت میں۔ خوانچہ سر پر یا گٹھری
بغل میں لیکر آزادانہ گلی کوچوں میں پھرنا۔ ملازمت کی بیڑی پیروں میں
ڈالکر ایک جگہ بیٹھے رہنے سے بہتر ہے۔ یورپ و امریکہ اور جاپان کی ترقی کا راز
یہی ہے کہ ان ملکوں میں علم۔ تجارت اور صنعت و حرفت کی پوری پوری قدر
کی گئی اور کی جا رہی ہے۔ (باقی آئندہ)

سکندر لودی اور کبیر

(از علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

سکندر لودی کے زمانہ میں ایک فقیر کبیر نام تہا جسے ہندو و مسلمان دونوں اپنا پیشوا سمجھتے تھے اور اب بھی اُس کے سلسلہ میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں ہندو کبیر داس اور مسلمان کبیر صاحب کہتے ہیں۔ سکندر لودی کا زمانہ سولہویں صدی کے وسط میں تہا۔ اور اُسوقت شہرت کبیر کی ہو چکی تہی۔

گورکھپور سے جانب مغرب آٹھ کوس کے فاصلہ پر ریلوے اسٹیشن مگہر سے چند فرلانگ پر کبیر صاحب کا مقبرہ ہے۔ اور اُس کے قریب ہی بر لب جو کبیر داس کا منڈپ ہے ان دونو مقام پر جدا جدا زیارت یا پرستش کے لیئے دور دور سے ہندو اور مسلمان آتے ہیں۔ گو آنے والوں میں ہندوؤں کی تعداد زائد اور مسلمانوں کی کم ہوتی ہے۔

کبیر کی شہرت نہ صرف گورکھپور کے قرب وجوار میں ہے۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں ہے۔ ہندو کبیر کو ہندو سمجھتے ہیں اور مسلمان مسلمان سمجھتے ہیں۔ کبیر کے مقبرہ اور منڈپ کا قریب ہی قریب ہونا عجائبات روزگار سے ہے۔ یہ چنداں باعث حیرت نہیں ہے کہ شخص واحد دو مختلف مذہبوں کا امام ہو۔ بلکہ مقام حیرت یہ ہے کہ اُسکے ہندو معتقدین اُسے ہندو اور مسلمان معتقدین اُسے مسلمان سمجھتے۔ عرفی نے عجب نہیں کہ کبیر ہی کے حالات سنکر یا اُسے دیکھ کر یہ مقطع موزوں کیا ہو۔

چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کس پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

کبیر کے حالات میں ایک کتاب موسوم بہ کبیر حجت مسند بیس لاہور میں چھپی تہی۔ اُسمیں سکندر لودی اور کبیر کا مکالمہ درج ہے۔ اس قسم کے حالات مبالغہ سے خالی بیان نہیں کیئے جاتے پھر بھی قرین قیاس اور دلچسپ حصہ اُس کا قابل ذکر ہے۔

کبیر کی تعلیم ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیئے تہی لیکن شروع شروع دونو فریق اس سے ناراض ہوئے۔ اور بادشاہ کے مرشد میر تقی اور قاضی اس کے مخالف تھے۔ کبیر بادشاہ کے حکم سے ایک روز دربار میں بلایا گیا۔

قاضی نے کبیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ او کافر تو نے دربار میں آ کر بادشاہ کو سلام کیوں نہیں کیا؟

کبیر بولا۔ سن قاضی!

کبیرا وہ نر پیر ہیں جو جانیں پر پیر
جو پر پیر نہ جانت ہیں سو کافر بے پیر

میں کافر نہیں ہوں۔ کافر وہ ہیں جو دوسروں سے ہمدردی نہ کریں۔ میں نے سلام اس لیئے نہیں کیا کہ میرا سر کسی مخلوق کے سامنے نہیں جھکتا۔

سکندر۔ تمنے آنے میں دیر کیوں کی۔

کبیر۔ ایک تماشہ دیکھ رہا تہا۔

سکندر۔ وہ کیا

کبیر۔ میں دیکھ رہا تہا کہ سوئی کے ناکے سے بھی چھوٹا ایک راستہ ہے اُس میں ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ اور آدمی گزر رہے ہیں۔

بادشاہ۔ کیا جھوٹ بکتا ہے۔

کبیر۔ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

کبیرا جھوٹ نہ بولیئے۔ جب لگ پار بسائے   ناجانوں۔ کیا ہوئیگا۔ پل کے چوتھے بھاؤ
بوند سمانی سمندر میں جانت ہے سب کوئی   سمندر سمانا بوند میں بوجھے برلا کوئے
اوپر کی دونو گئیں۔ اور سبنے کی گئیں ہرائے   کبیر جاکی چار دن گئیں تا سوں کہاں بسائے

سکندر۔ تمہاری بھاشا سمجھ میں نہیں آتی ذرا عام فہم زبان میں بولو۔

کبیر۔ آسمان و زمین۔ سورج و چاند میں لاکھوں کوس کا فاصلہ ہے۔ زمین پر بے شمار ہاتھی۔ گھوڑے اونٹ اور آدمی چلتے رہتے ہیں تیری آنکھ کی پتلی سوئی کے ناکے سے بھی باریک تر ہے۔ اور یہ اُسمیں گزر جاتے ہیں بتا یہ سچ ہے یا جھوٹ اسیطرح پانی کی ایک بوند میں سمندر اور ریت کے ایک ذرہ میں چاند اور سورج کا تماشہ ہے۔ دیکھتے وہی ہیں جنکی دل کی آنکھیں روشن ہیں۔ میں دھیان میں مشغول تہا اور یہ تماشے دیکھ رہا تہا۔ آنے میں اسوجہ سے توقف ہوا۔

بادشاہ ان باتوں سے متاثر ہو کر۔ آپ سچ کہتے ہیں۔

اس کے بعد کبیر دربار سے رخصت ہوئے اور ہندوؤں اور مسلمانوں نے جو دربار میں موجود تھے میر تقی کو پھر برانگیختہ کرنے لگے۔ ایک برہمن بولا کہ یہ ہمارے طوائف (گنگا) کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ہندو دہرم کا ہادی بنتا ہے۔ اسکی وجہ سے ہندو ادہرمی ہو جائیں گے۔ میر تقی نے بادشاہ سے کہا آپنے رعایا کی زیادہ شنی اور کبیر سے باز پرس نہ کی۔ کبیر تہوڑی ہی دور گئے تھے کہ پھر جواب دہی کے لیئے طلب ہوئے۔

سکندر۔ یہ سب آپ کو بے حیا بے عزت حامی کفر بتاتے ہیں۔

کبیر۔ پھر میں کیا کروں۔ جو جیسا ہے ویسا ہمیں دیکھتا ہے۔ کنول کی آنکھوں کو سورج پیارا ہے اور اُلو اور چمگادڑ اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ عیب بیں کو عیب اور ہنر بیں کو ہنر دکھائی دیتا ہے۔ چشم احول کو ہر شے بجائے ایک کے دو دکھائی دیتی ہے۔ لوگ مجھے بُرا کہتے ہیں تو یہ اُن کی آنکھوں کا قصور ہے۔

سکندر۔ آپ باعزت ہیں یا بے عزت ہیں؟

کبیر۔ نہ باعزت ہوں اور نہ بے عزت ہوں۔ میرا کوئی روپ نہیں ہے۔ دیکھنے والے باعزت ہیں تو مجھے باعزت سمجھتے ہیں اور بے عزت ہیں تو بے عزت خیال کرتے ہیں۔

سکندر۔ ذرا اور وضاحت سے بیان کیجئے۔

کبیر:

جب ہم ایک ایک کر جانا   تب لوگیں کا ہے دکھ مانا
ہم ہیں آپت آپن پت کھوئی   ہمرے کھوج پروت کوئی
پتت۔ آپت تا کی نہیں لاج   تب جانو جب رگھرے کاج

کہیں کبیر عسری مد نام سرب تیاگ بھجو کیوں رام
اب لگ تو اچھی بھسئی ایک سوچ من مانہہ
جب تیوجم کے بس پڑے تب پت رہے کہ نانہہ

قاضی۔ رام کیا کہتے ہو اللہ کہو۔ مسلمان بنے رہو ہندو نہ بنو۔

کبیر۔ کہاں کے ہندو کہاں کے مسلماں
ہم دونوں کو ایک ہی جان

قاضی:۔ تم اپنے آپ کو کبیر کیوں کہتے ہو یہ اللہ کا نام ہے کیا خدائی کا دعویٰ کرتے ہو۔

کبیر۔ جب تو ایسا سمجھتا ہے تو پھر کبیر کیوں کہتا ہے۔

سکندر۔ تمہارا اصلی نام کیا ہے۔

کبیر۔ نام روپ سے پار ہیں رنگ روپ نہیں نام
کام روپ سے رام ہیں۔ نیدن رہیں اکام

سکندر۔ یہ تم کیا کہتے ہو۔

کبیر۔ جو تو کہلواتا ہے وہی کہتے ہیں۔

سکندر۔ ہم کیا کہلواتے ہیں۔

کبیر۔ وہی جو ہم کہتے ہیں۔

سکندر۔ کیا تم کبیر نہیں ہو غلطی سے لوگ تمہیں کبیر کہتے ہیں۔

کبیر۔ سنو

میرا نام کبیرا سکل جگ ظاہرا
تین لوک میں نام ہمارا آنند ہے استھانا
پانی پون سو میں سمانا بھید میں رہیو چھپانا
انحد گھر گگن میں گرجے باجے سو ہنگ تالی
برہمہ بیچ ہم ہیں پرکاسا ہم ہیں عجب خیالی
جم بندھن سے جو چھوڑادے نرمل کروں سریرا
سُرتی نر کوئی بھید پاوے پاویں سنت کبیرا
دیر کشب پار نہیں پاوے ایسے ستی کے دہیرا
کہیں کبیر سنو شاہ سکندر ہم دواؤ دین کے پیرا

سکندر۔ مغلوب الغیظ ہو کر۔ تو دعوئے خدائی کرتا ہے تو دوزخی ہے۔

کبیر:۔ دوزخ پڑیں ترک اور ہندو
قاضی یا برہمن دونوں بھونڈو

سکندر نے حکم دیا کہ کبیر زنجیر میں باندھا جائے۔

کبیر۔ یہ سنکر ہنسا اور بولا۔

مورتو رکی جیوری بٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے جاکے نام ادھار

بالآخر ہاتھی سے کچلوانے کی سزا تجویز ہوئی۔ فیل بان نے ہاتھی بڑھایا تو ہاتھی پیچھے ہٹا۔ فیل بان نے کہا شیر کی صورت سامنے نظر آتی ہے۔ سکندر خود ہاتھی پر چڑھا تو کبیر کو شیر کی صورت میں اس نے بھی دیکھا۔ یہ معاملہ دیکھ کر بادشاہ ڈرا معذرت خواہ ہوا اور کہنے لگا۔ مجھ سے گستاخی ہوئی جو سزا چاہیے دیجئے۔

کبیر نے کہا میں سزا دینے کے لیئے نہیں ہوں۔ سزا سے بچانے کے لیئے ہوں اور یہ شعر پڑھا۔

جو تو کانٹے بودے تاہ بوئے تو پھول
تو کو پھول کے پھول ہیں۔ واکو ہے ترسول

سکندر نے کہا کچھ نصیحت مجھے کیجیے کہ میرا بھلا ہو۔

کبیر نے کہا رعایا پر ظلم نہ کر۔

اس کے بعد مؤلف لکھتا ہے کہ پہلے سکندر ہندوؤں پر بڑا ظلم کرتا تھا۔ اس واقع کے بعد اُس نے ہندوؤں پر ظلم کرنا چھوڑ دیا۔ میرے خیال میں یہ غلط ہے۔ ہندوستان میں کیا کہیں بھی مسلمانوں نے ذمیوں پر ظلم روا نہیں رکھا۔ بادشاہوں کا مذہب جہلی نہ تھا ہے جو کچھ انہوں نے کیا یا کرتے ہیں یا آئندہ کرینگے اُسے مقتضائے جہان فانی سمجھنا چاہیئے۔ اس کے خلاف اگر کوئی واقعہ تاریخی ہو تو اُسے فتایات اور وسوسہ شیطانی پر محمول کرنا چاہیئے۔ اسلام میں نہ قولاً بلکہ فعلاً ذمیوں کے حقوق کی نگہداشت کے احکام ایسے ہیں جو آپ اپنی نظیر ہیں۔ نہ صرف گزشتہ زمانہ کے اعتبار سے بلکہ موجودہ روشن زمانہ کے خیال سے بھی جو مساوات کی جھلک اسلام میں ہے کسی اور جگہ نہیں ہے۔

رسائل کی روح

صحابۂ کرام کا ایثار

مستدرک حاکم اور سنن بیہقی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی کے پاس کسی نے بکری کا سر ہدیۃً بھیجا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائیوں میں فلاں صحابی اور اُن کے بال بچے مجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہیں ان کے پاس بھیج دو۔ چنانچہ انکے پاس بھیج دیا گیا۔ انہوں نے دوسرے کو اپنے سے زیادہ مستحق بتلایا۔ پھر اس نے تیسرے کی نشاندہی کی۔ اور یہی تسلسل سات گھروں تک قایم رہا۔ بالآخر پہلے شخص کے پاس وہ سر لوٹ کر آیا۔

صحابۂ کرام کا ایثار مرتے دم تک

ایک غزوہ میں کئی صحابہ زخمی ہو کر پڑے ہوئے تھے اور شدت کی دھوپ تھی پیاس کا ٹھکانا نہ تھا۔ ایسے میں ایک صحابی پانی لیئے ہوئے پہونچ گئے ایک کے پاس پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرا دوسرا بھائی زیادہ تشنہ اور زخمی ہے پہلے اسکو پانی پلا دو۔ ان کے پاس لے گئے تو انہوں نے تیسرے کو بتلایا۔ وہاں لے گئے تو انہوں نے چوتھے کو دینے کے لیئے فرمایا بالآخر اُن میں سے ایک نے پھر پہلے شخص کے پاس لے جانے کے لیئے کہا۔

جب وہ پہلے شخص کے پاس پہونچے تو اُن کو واصل بحق پایا دوسرے کے پاس آئے تو وہ بھی رخصت ہو چکے تھے۔ تیسرے اور چوتھے کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن رضی اللہ تعالےٰ عنہم و ارضاہم عنا۔

محبت کے آگے دولت کوئی چیز نہیں

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو عشرہ مبشرہ سے تھے جب ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قایم کیئے ہوئے رشتۂ مواخات کی وجہ سے ایک انصاری صحابی کے پاس ٹھیرے۔ ہے انہوں نے بھی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ درخواست کی کہ موجودہ مال و متاع سے نصف حصہ اپنا تصور فرمائیں آپ نے فرمایا آپ کا مال و متاع آپ کو مبارک ہو دُلُّوْنِیْ عَلَی السُّوْقِ مجھے ذرا بازار تو بتا دو۔ ایک روز بازار کا رنگ ڈھنگ دیکھ لیا اور تجارت شروع فرما دی۔ اللہ سبحانہ نے آپ کو اس میں جو دولت و ثروت عنایت فرمائی اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ انتقال کے بعد جب متروکہ تقسیم ہوا تو ان کی ایک ایک بی بی کے حصہ میں کئی ہزار دینار و درہم آئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ زوجہ کا حصہ سب سے چھوٹا حصہ ہوتا ہے اور جب کئی زوجات ہوں تو سب اسی چھوٹے حصہ میں سے آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں۔ آپ نے دوسروں کو دینے کے لیئے جو وصیتیں فرمائی تھیں وہ اس کے علاوہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدموں پر جو دولت لٹائی تھی اور اسلامی خدمات انجام دیئے تھے اُن کا کوئی شمار نہیں۔

انصار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے اپنی محبت کا ثبوت عملی طور پر جس طرح دیا وہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے اُن واقعات میں بھی ہمیں کئی چیزوں کا سبق دیا گیا ہے۔

محبوب کے پاس سے کوئی آئے تو اس سے خوش ہونا چاہیئے

مہاجرین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد آمد پر خوش ہونے اور اظہار مسرت کرنے کے واقعہ میں اس امر کی تعلیم مقصود ہے کہ اگر ہمارے یہی اسلامی بھائی۔ یا دور دراز کے مسافر یا مہاجر۔ یا حجاز کے باشندے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد یا حاملان علوم دینیہ وغیرہ وغیرہ۔ بزرگان اُمت ہمارے پاس آجائیں تو ان کی تشریف آوری سے خوش ہو جانا چاہیئے۔ اور ہر شخص کو یہی تمنا ہونی چاہیئے کہ کاش وہ بزرگ ہمارے مہمان ہوتے۔ اور یہ سب کسی نام و نمود کے لیئے نہیں بلکہ اس اعتبار سے کہ یہ حضرات نسبت عالی رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے ساتھ محبت عین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت ہوگی صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ایک عالم کی عزت و توقیر کی اس نے گویا میری عزت و توقیر کی جس نے اُن کے ساتھ مصافحہ کیا وہ میرے ساتھ مصافحہ کیا۔ (داعظ)

حضور سرور عالم کا عدل و انصاف

مکہ معظمہ کا واقعہ ہے کہ فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کی۔ معاملہ سرکار رسالت تک پہونچا۔ اگرچہ لوگ حضور کی انصاف پسندی سے ناواقف نہیں تھے تاہم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے (جو حضور کو بہت پیارے تھے) سفارش کرالی حضور نے ان کی سفارش قبول نہ کی اور فرمایا اسامہ! کیا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ ایسا کرتی تو بھی میں حد جاری کرتا۔

کیا آپ حضور کے ارشاد پر شک کرنے کی جرأت کرینگے؟ اور کہیں گے کہ بیگانوں کے ساتھ بلا رو رعایت انصاف کرنا مشکل ہے؟ تو بہ کیجیئے حضور کی معدلت گستری کا تو یہ عالم تھا کہ عزیز و اقارب تو درکنار حضور خود اپنی رعایت بھی نہیں فرماتے تھے۔ حضرت سوار بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز دربار نبوی میں حاضر ہوا میرے بدن پر ورس کا رنگین کپڑا تھا حضور نے حط حط فرمایا اور چھڑی سے میرے شکم میں ٹھوکا دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو حضور سے بدلہ لونگا۔ بس اسی وقت

حضور نے شکم مبارک برہنہ کرکے میرے سامنے کر دیا؛
یہ ہے حضور کا عدل و انصاف، حقیقت یہ ہے کہ حضور نے جو فرمایا عمل سے ثابت بھی کر دکھایا ۔ (جماعت)

ہوشیار

یہ تن آسانی کہاں تک؟ یہ دل غفلت شعار — کب تک آخر یہ شب کی پی ہوئی مے کا خمار
تا کجا یہ بیخودی اور مستیٔ صہبائے خودی — کب تلک یہ بیہشی اے کبر و نخوت کے شکار
بات ہے وہ کونسی جسپر ہے تو بھولا ہوا — کونسی شے ہے تجھے جسپر ہے اتنا اعتبار
کیا نہیں تو نے سنا ہمت کا حامی ہے خدا — کیا نہیں تجھ کو خبر دنیا ہے جائے کارزار
لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کو یاد رکھ — ایک اس قانون پر ہے سارے عالم کا مدار
کچھ دنوں غافل رہا گر یونہی اپنے حال سے — کچھ دنوں گر یونہی کھینچا اور تو نے انتظار
صفحۂ ہستی سے مٹ جائیگا تیرا نام تک — خاک میں مل جائیگا تو ہو کے گرد روزگار
نیست کر ڈالیگی تجھ کو کاویہ زندگی — پیس ڈالے گی تجھے یہ گردش لیل و نہار
سب فنا ہو جائیگا اک دن ترا کبر و غرور
ہوشیار اے بیخبر! کار جہاں سے ہوشیار (الفیض)

اسلام امن و صلح کا مذہب ہے

لفظ اسلام کے لغوی معنی ہیں (۱) امن و صلح (۲) امن و صلح کے حاصل کرنے کا طریق (۳) فرمانبرداری یا اطاعت۔ کیونکہ دوسرے کی مرضی پر چلنا امن کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ مذہبی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں احکام و رضائے الٰہی کے سامنے کلیۃً سر جھکا دینا ۔

مذہب کا مقصد

اسلام نے اپنے متبعین کو ایک ایسا ضابطہ دیا ہے۔ جس سے انسان کے اندر کی اور اس کی فطری خوبیاں باہر نکل آتی ہیں۔ اور جو انسانوں کے درمیان صلح و آشتی کا موجب ہوتی ہیں ۔

ایمان اور عمل

ایمان بغیر عمل کے ایک بے حقیقت چیز ہے ایمان بذاتہ کافی نہیں جب تک کہ اسکے ساتھ عمل نہ ہو۔ ایک مسلمان اس زندگی اور بعد الموت اپنے اعمال کا آپ ہی ذمہ دار ہونے پر ایمان رکھتا ہے۔ ہر ایک شخص اپنا بوجھ آپ ہی اٹھائے گا اور کوئی دوسرا اس کے گناہ کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔

اسلام میں اخلاق

حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں۔ کہ تخلقوا باخلاق اللہ یعنے اللہ تعالےٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ خدائی اخلاق اور خدائی صفات اسلامی اخلاق کے اصل اصول ہیں۔ اسلام میں تقوےٰ کیا ہے؟ خدائی صفات کی پوری پوری مطابقت میں زندگی بسر کرنا۔ اس کے خلاف عمل کرنا گناہ ہے ۔

اسلام میں انسان کی حیثیت

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرۃً معصوم پیدا ہوتا ہے وہ اپنی سرشت میں عجیب و غریب استعدادیں لے کر آیا ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کرسکتا ہے۔ اسکو ملائکہ پر بھی فوقیت حاصل ہوسکتی ہے۔ اور اسکو عمیق قرب باری حاصل ہوسکتا ہے ۔

اسلام میں عورت کی حیثیت

مرد اور عورت ایک ہی جوہر سے ہیں۔ ان میں یکساں طور پر روح ہے۔ اور ذہنی، روحانی اور اخلاقی کمالات حاصل کرنے کی ان کے اندر استعدادیں مساوی طور پر رکھی گئی ہیں۔ اسلام کی رو سے مرد و عورت دونوں پر ایک سی ہی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور مرد کے عورت پر اگر حقوق ہیں۔ تو عورت کے بھی مرد پر ایسے ہی حقوق ہیں ۔

مساوات اور اسلامی اخوۃ

اسلام خدا کی توحید اور نسل انسانی کی مساوات کا نام ہے حسب و نسب تمول اور خاندانی امتیازات محض اتفاقی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمت خلق اللہ حقیقی طور پر قابل قدر چیزیں ہیں۔ اسلام میں رنگ نسل اور قومیت کا کچھ امتیاز نہیں۔ تمام بنو نوع انسان ایک ہی کنبہ ہیں۔ اور اسلام سفید اور سیاہ کو ایک متحدہ برادری میں متحد کر دینے میں بینظیر طور پر کامیاب ہوا ہے

علم

تحصیل علم اسلام میں ایک فرض قرار دیگئی ہے۔ اور یہی علم ہی کی برکت ہے۔ کہ انسان ملائکہ پر فوقیت لے جاسکتا ہے ۔

کسب

ہر ایک ایسا کسب جو انسان کو دیانتداری کے ساتھ روزی کمانے کے قابل بناتا ہے۔ قابل عزت ہے۔ بے ہنری ایک گناہ خیال کیا جاتا ہے ۔

خیرات و صدقات

انسان کے تمام قوائے باطنی اور ظاہری خدا کی طرف سے بطور امانت کے اسکو اپنے ہمجنسوں کے فائدہ کے لیئے دیئے گئے ہیں۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ دوسروں کے لیئے زندگی بسر کرے۔ اور اسکی خیرات تمام لوگوں کو بغیر کسی تمیز کے پہنچنی چاہیئے صدقات اسلام میں قرب الٰہی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ اسلام میں صدقات و خیرات کو لازمی فرض ٹھیرایا گیا ہے۔ اور ہر ایک شخص جسکے پاس ایک خاص مقدار سے زیادہ مال ہو اسپر زکوٰۃ کا دینا فرض ہے۔ یہ ایک ٹیکس ہے جو امرا سے کر غریبوں کو دیا جاتا ہے ۔ (اشاعت اسلام)

قوت ایمان اور جوش عمل

نذر آتش کیا طارق نے جو اندلس میں جہاز — لوگ کہنے لگے گھبرا کے "یہ کیا تم نے کیا!
ترک اسباب جہالت ہے خدا کے نزدیک — ہے وطن دور تو کس طرح پہ پہنچنا ہوگا؟"
ہاتھ تلوار پہ رکھ کر یہ دیا ہنس کے جواب — "ملک ہے یہ بھی ہمارا ہی کہ ہے ملک خدا"

یہی وہ قوت ایمان تھی مسلمانوں کی — تھی جسے دیکھ کے انگشت بدنداں دنیا
آفتاب نبوی کی جو پڑی تھیں کرنیں — ذرہ ذرہ عربستاں کا چمک اٹھا تھا
یہی وہ شان عمل تھی یہی وہ جوش عمل — کہ نظر آتے تھے یکساں انہیں دشت و دریا
وہ کسی ایک سبب کے کبھی پابند نہ تھے — تھا فقط ذات مسبب پہ بھروسا ان کا
جانتے تھے کہ اگر ترک ہوا ایک سبب — اور ہو جائیں گے اسباب بہت سے پیدا
وہ نہ تھے رنگ کے پابند نہ مجبور وطن — ساری دنیا کو سمجھتے تھے کہ ہے گھر اپنا
سب مسلمان تھے ایک گلشن اسلام کے پھول — اسود و ابیض و احمر کا کوئی فرق نہ تھا
جو ہوا متقی وہ سمجھتے تھے اسی کو اکرم — صرف ایمان نہیں، اسپہ عمل تھا ان کا
وہ عمل کرتے تھے دعویٰ تو نہ تھا کام انہیں — اپنے کہنے کو کیا کرتا تھا ثابت "کرنا"

ہند ہو مصر ہو یورپ ہو عرب ہو کہ عجم،
ان کے احسان سے گراں بار ہے ساری دنیا (معارف)

ہمت واستقلال

سنہ ۴۳۶ھ میں جرجانی نے مصر میں وفات پائی۔ الحاکم بامر اللہ عبیدی نے کسی قصور پر اس کے دونوں ہاتھ کٹوا دیئے تھے مگر اسے مصیبت سے ذرا بھی دکھ درد نہ ہوا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اس نے زخم کو باندھا اور اسیوقت دیوان میں اجلاس کرنے کے لیئے آبیٹھا اور کام کرنا شروع کر دیا۔ جب لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو کہا کہ امیر المومنین نے مجھ کو میرے قصور کی سزا دی ہے معزول نہیں کیا ہے۔ جب حاکم کو یہ معلوم ہوا تو اسے پھر اس کے کام پر مقرر کر دیا۔

علم و قابلیت

یہ امیر افریقہ (ابو عباس محمد بن الاغلب) بہت کم لکھا پڑھا آدمی تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ اس کا کاتب جابر ایک دن اس کے پاس تھا کہ اس نے لحم ضبیٌ "ض" سے لکھا۔ جب مجلس برخاست ہو گئی تو کاتب نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے، ظبی "ظ" سے ہے نہ کہ "ض" سے۔ امیر نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ ابو حنیفہ اسکو "ظ" سے لکھتے ہیں اور امام مالک "ض" سے۔ یہ سنکر تمام حاضرین متعجب رہ گئے۔

غمزدہ کوئل

کو بکو صحرا بصحرا پھر رہی ہے کیوں اداس — غمزدہ ہے کیوں سراسیمہ ہے کیوں ہے بدحواس
غمزدہ کوئل یہ کیسی دکھ بھری آواز ہے — تیرے ہر نالے میں تیری زندگی کا راز ہے
خانماں برباد نکلا عشق افسوں گر ترا — محشر انگیز تمنا ہے دل مضطر تیرا
تیرے درد انگیز نالوں میں نہیں کچھ بھی اثر — کیوں تجھے تڑپا رہی ہے شدت درد جگر
تیری جان ناشکیبا میں ہے کتنا اضطرار — باغ و صحرا میں کہیں بھی تو نہیں تجھ کو قرار
رکھتا ہے بیتاب کیا [illegible] — تسلی دیتا نہیں ہے عشق کا افسوں تجھے
اے [illegible] — شاید مقصود کیا تیری نظر سے دور ہے

رنگ ماتم کا ہے تجھ پر کسقدر چھایا ہوا — نالہ کرتی ہے تو اڑ جاتا ہے ہوش آیا ہوا
آسماں سنتا نہیں ہے کچھ تری فریاد کو — صبر بھی دیتا نہیں تیرے دل ناشاد کو
تیری ہستی کا ابھی مجھ پر نہیں عقدہ کھلا — کس سے پوچھوں میں تری سرگشتگی کا ماجرا
تو ہے میرا گم شدہ دل یہ تو میں کیونکر کہوں — ہاں کسی بیتاب کا تجھ کو دل مضطر کہوں
قابل عبرت ہے تیرا حال دنیا کے لیئے — زندگی ہے تلخ تجھ سے ناشکیبا کے لیئے
آ ادھر آ پاس اے سرمایۂ دار زندگی — میں بھی تیرا ہمنوا ہوں غمگسار زندگی

تجھ سے سننا چاہتا ہوں داستان درد و غم
پھر سنانا چاہتا ہوں کچھ بیان درد و غم (الناظر)

فلسفۂ عمل

دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں عمل و مکافات عمل کا مسئلہ مختلف حیثیات میں موجود ہے اور ہر جگہ اہم ہے۔ جن طبائع کے نزدیک انسان کی زندگی کا دنیا میں شروع ہونا اور یہیں ختم ہو جانا مسلم ہے، وہ نیکی یا بدی کا ثمرۂ آخرین بھی اسی دار القرار میں دیکھ لینا چاہتی ہیں، نیکی کا مفہوم ایسا غلط قایم کیا گیا ہے یعنی اسکو دنیاوی تکلیفوں اور راحتوں کے ساتھ اس قدر ناقص طور پر ربط دے دیا گیا ہے کہ اکثر طبیعتوں کا گویا یہ عقیدہ ہے کہ نیک انسان کا خاتمہ آرام و آسائش پر ہونا ضروری ہے حالانکہ بقول سقراط نیکی کچھ نہیں مگر ان فرائض کا علم واحساس جو انسان پر انسان کے حق میں عائد ہوتے ہیں۔ اس لیئے اگر حیات بعد الموت کے سوال کو سرے سے نظر انداز کر دیا جائے تو ان حالات میں ایک شاعر کے لیئے ناممکن سا ہو جاتا ہے کہ زندگی کی بیگناہی کو انجام کی ناخوشی کے ساتھ تسلی بخش طریق پر مطابقت دے سکے، اسمیں شک نہیں کہ مرے ہوؤں کو عزت اور نیکی سے یاد کرنا کسی حد تک ان کی دنیاوی تلخیوں کا ازالہ ہے، لیکن انسان کی طبیعت اگر اتنی آسانی سے مطمئن ہو جایا کرتی تو پھر زندگی ایک ناقابل فہم معمہ کیوں کہلاتی۔

شاعری

کارلائل کا قول ہے کہ شاعری تمام علوم کا جوہر ہے۔ کالیرج کا بیان ہے کہ "نظم الشیا کی وہ قسم ہے جو سائنس کی ضد ہو"۔ ڈاکٹر پو کہتا ہے کہ "شاعری کو سوائے اتفاقی تعلق کے صداقت یا فرض سے کوئی واسطہ نہیں"۔ برخلاف اسکے شیلی کا بیان ہے کہ "نظم ابدی حقایق کی حیات کی تصویر ہوتی ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں مصنفین میں غیر معمولی اختلاف ہے۔ شاعری پاکیزگی اس کا نام ہے "یہ خیالی تاریخ ہے" (بیکن)، "یہ مماثل حیات" "یہ ایک کیفیت ہے جو لمحات تنہائی میں آپ اپنے سے ہمکلام ہوتی ہے"۔

(زمانہ)



معلومات

جاپانی عورتوں کی تیر اندازی

فن تیر اندازی اب مردوں سے بھی مفقود ہو گیا ہے چہ جائیکہ عورتیں، لیکن جاپان میں ابھی تک اس کا رواج باقی ہے، اور خصوصیت کے ساتھ عورتوں نے ورزش جسمانی کے سلسلہ میں اسکی مشق کو ضروری قرار دے رکھا ہے۔

ہندوستان میں جہاں ہر شاعر عورت کے تیر نگاہ سے زخمی ہونے کا ذکر کر کے اسکی توہین کیا کرتا ہے۔ عورتوں کو واقعی اصلی فن تیر اندازی سیکھنا ضروری ہے تاکہ وہ کبھی کبھی تو ان جھوٹے عاشقوں کو سزا دے سکیں۔

چیونٹی کی قوت

چیونٹی اپنی محنت اور ہر وقت مشغول رہنے کے لحاظ سے مشہور ہے اور کوئی زبان ایسی نہیں ہے جسمیں اسکی محنت ضرب المثل کے طور پر ظاہر نہ کی گئی ہو لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز اسکی قوت ہے۔

مسٹر ڈونہرسٹ نے جو خصوصیات حشرات کے بڑے واقف و آشنا پروفیسر ہیں حال ہی میں چیونٹی کی قوت کے متعلق لکھتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک عمودی شکل کی لکڑی لیکر اس کے درمیان میں ذرا سی گھاس باندھ دی اور ایک دھاگے سے اسکو معلق کر دیا جو ایک پہیئے کے اوپر سے ہوتا ہوا گر رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے ایک چیونٹی کو داخل کیا، کہ وہ گھاس کو کھینچے چنانچہ جب اس نے دانت سے پکڑ کر زور کیا تو اس عمودی لکڑی کو اٹھا لیا۔

اس لکڑی کا وزن چیونٹی کے وزن کے لحاظ سے اتنا ہی تھا جتنا ایک انسان کے مقابلہ میں ۱۳۰ ٹن کا وزن۔

ایک عجیب گھڑی

ڈیوک آف یارک کے پاس ایک عجیب و غریب گھڑی ہے جو ۱۸۰۳ء میں بنائی گئی تھی یہ گھنٹہ منٹ اور سکنڈ کے علاوہ دن، مہینہ اور چاند کی حالت کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ اسمیں ۱۶ گھنٹے لگے ہوئے ہیں جو ہر پندرہ منٹ کے بعد بجتے ہیں ۳، ۶، ۹ اور بارہ بجے قومی ترانہ کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس کے ایک دروازہ سے چند سپاہیوں کی ایک جماعت اس لباس میں نکلتی ہے جو ۱۸۰۳ء میں رائج تھا، اس کے بعد بادشاہ برآمد ہوتا ہے اور یہ سپاہی اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ اس گھڑی کی لمبائی چار فٹ ۹ انچ ہے۔

مونگے کے مکان

جزائر برمودا کے چاروں طرف مونگا نہایت کثرت سے پایا جاتا ہے اور وہاں کے باشندے مکان کے اندر اسی کی دیواریں بناتے ہیں۔ بیرونی دیواریں اس لیئے نہیں بناتے کہ مونگا حرارت آفتاب اور ہوا کی وجہ سے پھٹ جاتا ہے چھتیں بھی اسی کے بناتے ہیں لیکن اس کے اوپر اسفلٹ کی تہ دیدیتے ہیں۔

پانی کا ایندھن

پانی عنصر ہیڈ روجن پر محتوی ہے جو ایک ہلکی گیس ہے اگر انسان پانی کی تحلیل کرا کے اس گیس کو الگ کر سکے تو بجائے کوئلہ یا پٹرول کے اسکا استعمال ہو سکتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر شارل ہنری اس کوشش میں اپنا وقت صرف کر رہے ہیں اور اگر اسمیں کامیابی ہو گئی تو آلات کی دنیا میں سخت انقلاب پیدا ہو جائیگا، اور پٹرول کے لیئے انسانی جانوں کا ضایع ہونا کم ہو جائے گا۔

آواز کی خوردبین

ڈاکٹر ٹامس نے خفیف آوازوں کو بلند کرنے کے لیئے ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ یہ آلہ ایک حلقہ کی صورت میں ہے اور اسی کے اندر کہربائی پرزے لگے ہوئے ہیں جس وقت کسی بیٹری سے اس کا تعلق کر دیا جاتا ہے تو خفیف سا اشتعال اسمیں پیدا ہوتا ہے۔

دنیا کے بیس بڑے شہر

لندن، نیویارک، برلن، پیرس، شکاگو، ٹوکیو، وائنا، فلاڈلفیا، بونس ایرس، اوساکا، ہنکنگ، کلکتہ، کینٹن، بمبئی، ریوڈی جنیرو، گلاسگو، استانہ، ڈیٹرائٹ، ہیمبرگ، سڈنی۔

امریکہ کا ایک جنرل مرچنٹ

امریکہ میں تجارت کی جسقدر ترقی ہے اس کا صحیح اندازہ تو ہیں جا کر ہو سکتا ہے، لیکن اجمالی علم اس واقعہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں ایک معمولی دوکاندار مارشل فیلڈ جسکے سالانہ مخارج و مداخل بیس ملین گنی سے زائد ہیں، ایک دن میں اس کے ہاں تین لاکھ خریدار آتے ہیں، اور اسکی دوکان میں دس لاکھ سے زیادہ چیزیں موجود رہتی ہیں سالانہ ۵۰ ملین چیزیں اس کے ہاں سے فروخت ہوتی ہیں۔ اور بیس ہزار اس کے ملازم ہیں۔ اس دوکان سے متعلق آٹھ کارخانے ہیں جو تجارت کی اشیاء فراہم کرتے ہیں۔

عید میلاد کے ہفتہ میں ایک لاکھ پارسل یہاں سے باہر کو روانہ ہوتے ہیں۔ اور اس دوکان کا رقبہ ۵۵ ایکڑ ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اس کا مالک و مدیر ایک ایسا شخص ہے جو ایک گاؤں میں پیدا ہوا اور جس نے اپنی حیات عملی اس طرح شروع کی کہ ہفتہ میں دو گنی سے زیادہ اُسے اُجرت نہ ملتی تھی۔

عجیب و غریب لڑکی

دہلی میں صنعت و حرفت کی نمائش ہو رہی ہے۔ نمائش میں ایک عجیب و غریب لڑکی آئی ہوئی ہے اس لڑکی کے دو سر، چار ہاتھ، چار پیر ہیں۔ مگر معدہ اور جائے بول و براز ایک ہی ہے۔ یہ لڑکی میسور کی رہنے والی ہے اسوقت اسکی عمر اٹھارہ سال ہے۔

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

پان کا مصالحہ

اس مصالحہ کو تیار کر کے خوبصورت کارڈ کے بکسوں میں بھر جاوے۔ اور خوش وضع اور لیبل لگا کر فروخت کیا جاوے تو کثرت سے فروخت ہو سکتا ہے اور قریب قریب عام ضرورت کی چیزوں میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس مصالحہ کا ایک بکس پاس ہونے سے کتھہ۔ چونہ۔ لونگ۔ الائچی۔ مشک وغیرہ وغیرہ مصالحجات پان خریدنے کی قطعی ضرورت نہیں رہتی نہ پاندان ساتھ رکھنے کی حاجت رہتی ہے الغرض بہت کچھ فضول خرچیوں سے بچاتا ہے۔ اس مصالحہ کو تیار کیجئے اور تنخواہ یا کمیشن دیکر ایجنٹ مقرر کیجئے جو ریلوے اسٹیشنوں - ٹرینوں - ٹراموے - لاریز - بازار اور مسافرخانوں میں فروخت کریں - تجربہ شاہد ہے کہ یہ مصالحہ روزانہ ایک بڑی مقدار میں فروخت ہو سکتا ہے اور توجہ۔ محنت اور مستقل مزاجی سے کام کیا جائے تو سیکڑوں روپیہ پیدا کیا جا سکتا ہے - ترکیب استعمال مصالحہ کی یہ ہے۔ ایک یا نصف ٹکڑہ پان پر مصالحہ مذکور بقدر پاؤ رتی رکھا جاوے اور کتھہ چونہ وغیرہ کچھ نہ لگایا جاوے فقط تھوڑے سے دانے سپاری رکھ کر پان کھا لیا جاوے دیکھیے کتنا لذیذ - معطر اور شاندار پان معلوم ہوتا ہے کہ کھانیوالے کی طبیعت کو باغ باغ کر دیتا ہے -

طریقہ تیاری مصالحہ چونہ بغیر بجھا ہوا (آب نارسیدہ) ایک تولہ لیکر باریک پیسکر موٹے کپڑے میں چھان لیجئے یہ خیال رہے کہ چونہ کنکر یلا ہرگز نہ ہو ورنہ میلی رنگت کا ہو - کتھہ پاپڑی سفید عمدہ سیر والا ۳ تولہ کو بھی مثل چونہ پیسکر کپڑ چھن کر کے چونہ میں ملا دیجئے مگر جو وزن دیا گیا ہے وہ چھاننے کے بعد ہونا چاہیئے - بس مصالحہ تو تیار ہو گیا اب اس میں خوشبو اور اشیاء لطیف شامل کرنا ہیں - لہٰذا - بھوسی اسپغول - ۹ ماشہ
اصلی صندل سفید کا برادہ - عقر قرحا - کلیجن - چھال درخت گوندی خشک -

۱۰ ماشہ ۶ ماشہ ۹ ماشہ ۱ تولہ

پیپرمنٹ - الائچی خورد - چکنی سپاری - رب السوس بہ رنگ سرخ - لونگ

۴ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۱۰ ماشہ ۳ ماشہ

جاوتری - دال چینی - عطر کیوڑہ - عطر صندل - عطر گلاب - عطر ہیکو مشک

۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ ۳ بوند ۳ بوند ۳ بوند ۶ بوند

(عطر ہیکو مشک بڑے عطر فروشوں کی دوکان پر ملیگا) بھوسی اسپغول

لغایت دال چینی اشیاء کو کوٹ پیسکر کپڑے میں چھانکر مصالحہ مذکورہ میں شامل کر دیجئے اب جب سب مصالحہ چھنکر تیار ہو جاوے تو کسی کھرل میں ڈالکر ایک ایک قسم کا عطر مصالحہ میں ڈالتے جایئے اور کھرل کے دستہ سے رگڑتے جایئے سب کے آخر میں عطر ہیکو مشک ڈالیئے اور سب مصالحہ کو خوب رگڑ کر (تاکہ عطر ڈالنے سے کوئی ڈلی مصالحہ کی نہ بن جاوے) مصالحہ کو بکسوں میں بھر کر بکسوں کو کسی کپڑے سے خوب پونچھ کر رکھتے جایئے خیال رہے کہ مصالحہ بھرنے کے بعد بکسوں کے اوپر یا ادھر ادھر نہ لگا رہنے پاوے ورنہ لیبل گوند یا لیہی سے چپکاتے وقت کتھے کا دھبہ آجاویگا - بکس بھی ایسے بنوایئے کہ مصالحہ بھرنیکے بعد انسے ذرا بھی مصالحہ نہ جھڑ سکے (بکس کارڈ بورڈ کے کانپور میں ایل - بی - ورما اینڈ کو کارڈ بورڈ کے بکس بنانیوالا کارخانہ میں اچھے بنتے ہیں) بطریق مذکورہ بالا مصالحہ تیار کیجئے اور خوب نفع اٹھایئے - یہ بھی واضح رہے کہ اشیاء لطیف میں کمی بیشی کرنے کا آپکو اختیار ہے لیکن کتھہ - چونہ کے وزن میں کمی بیشی نہیں ہونا چاہیئے - اگر بہت بڑی تعداد میں مصالحہ تیار کرنا ہو تو ایسی مقدار وزن سے کر سکتے ہیں - اگر تیاری مصالحہ میں کسی صاحب کو دقت پیش آوے تو ۱ کے واسطے ارکا ٹکٹ بھیجکر اور مجھسے دریافت حال کر سکتے ہیں -

ایم - پی - سکسینہ - فارمولا ایکسپرٹ

لوہے کی اشیاء پر لکھنا

لوہے تانبے کی اشیاء پر اگر آپ لکھنا چاہیں تو اسکا سہل قاعدہ یہ ہے - پہلے جس شئے پر لکھنا ہو اسکو اچھی طرح صاف کر لیجئے - اسکے بعد موم کی بہت پتلی تہ اسپر جما دیجئے پھر کسی نوکدار چیز سے اسطرح لکھیئے کہ جس چیز سے آپ لکھتے ہیں وہ اس شئے تک پہونچ جائے اور موم وہاں سے بالکل کٹ جائے لکھنے کے بعد ان نشانوں میں شورہ کا تیزاب ڈالدیجئے اور چار پانچ گھنٹہ کے بعد اس شئے کو بالکل صاف کر دیجئے عبارت بالکل صاف ہو جائیگی - اسطرح سے نہ صرف آپ نام وغیرہ ہی لکھ سکتے ہیں بلکہ ہر قسم کے بیل بوٹے بھی بنا سکتے ہیں - یہی طریقہ شیشے پر بھی لکھنے کے لیئے عمل میں لایا جاتا ہے -

معمولی بتیوں کو گیس کی بتیاں بنانا

اگر ان بتیوں کو تیار کر کے رواج دیا جائے تو شاید ہندوستان کا کوئی بھی ایسا حصہ باقی نہیں بچیگا جہاں سے ان بتیوں کی مانگ نہ ہو - اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ عام ضرورت کی چیز ہے ہر شخص کو ضرورت ہے - پھر کیا وجہ ہے کہ انکو تیار کر کے فائدہ نہ اٹھایا جائے - گیس کی بتیاں اسطرح تیار ہوتی ہیں -

ایک تولہ کافور میں ۹ ماشہ اجواین کا ست ڈالکر اچھی طرح کھرل کریں - یہ اجزا تیل کی شکل اختیار کرینگے - جتنا یہ تیل ہو اتنی ہی برانڈی شراب اسمیں ملا کر دوبارہ کھرل کیا جاوے جب کل اجزا اچھی طرح مل جائیں تو لمپ و لالٹین کی معمولی بتیوں کو ڈبو دیجئے - دو تین گھنٹہ کے بعد نکالکر سایہ میں خشک کر لیجئے - یہ بتیاں جس لمپ میں بھی استعمال کیجائینگی نہایت صاف روشنی دینگی - ایک ایک درجن بتیاں

سوالات

مذہبی

(۱۰۶) کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت اپنے خاوند کے نکاح ثانی سے رنجیدہ ہو کر اپنے میکے چلی گئی۔ خاوند اپنی پہلی بیوی کو لینے کے لیئے گیا تو اُس کے والدین نے بھیجنے سے انکار کیا۔ خاوند نے مکان جا کر مہر بذریعہ رجسٹری روانہ کیا مگر عورت نے اسکو لینے سے انکار کیا۔ سو دو برس کی مدت ہوئی۔ نہ وہ اُس عورت کو کھانا دیتا ہے اور نہ کپڑہ۔ ایسی حالت میں مسماۃ مذکور کیا کرے۔ نکاح ثانی کر سکتی ہے۔
(خریدار)

طبی

(۱۰۷) میری ایک عزیزہ کے سر میں کئی جگہ چنے کے دانے کی برابر رسولیاں پیدا ہو گئی ہیں اور روہ دمبدم بڑہتی چلی جاتی ہیں کوئی صاحب اس کے انسداد کی دوا تجویز فرما کر مشکور فرمادیں۔ (افسر علی)

(۱۰۸) ایک سترہ سالہ نوجوان کو تلی کی شکایت ہے کیا کوئی صاحب کم قیمت اور مجرب نسخہ عطا فرما دیجئے۔ (محمد عبدالغفور)

(۱۰۹) مجھ کو نزلہ کی شکایت ہے۔ سردی کی وجہ سے چھینکیں بہت آتی ہیں رطوبت سینہ پر گرتی ہے جس کی وجہ سے تنفس میں بے حد دقت اور تکلیف واقع ہوتی ہے۔ کیا کوئی صاحب توجہ فرمائینگے۔
(کریم بہائی غلام حسن)

(۱۱۰) میں اپنے مالدار والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میرے والدین نے جبراً میری شادی کردی۔ میں اپنی حالت سے واقف نہ تھا مگر والدین کی حکم عدولی بھی نہ کر سکا۔ کیا کوئی صاحب میری شریک زندگی پر رحم فرما کر مجھ کو کوئی مجرب نسخہ عطا فرمائیگے۔ میری عمر اسوقت اٹھارہ سال ہے اور میری شادی کو تین ماہ کا عرصہ ہوا کیا دین و دنیا کے ہزار ناظرین میں سے کوئی بھی متنفس ایسا نہ ہوگا جو میری حالت پر ترس کھائے (ایک خریدار)

صنعتی

(۱۱۱) بتی کی بہتری بنانے کا نسخہ مطلوب ہے۔ اور کارچوب بنانے کا طریقہ ہے کیا کوئی صاحب اپنے علم سے مجھ کو فائدہ پہونچا کر شکریہ کا موقع دیجئے۔ (محمد عبدالرحیم ایس۔ اے)

(۱۱۲) شیشہ کس طرح پگہلایا جاتا ہے۔ اور کس قسم کی آمیزش سے شیشہ کا رنگ۔ سرخ۔ زرد اور گلابی بن سکتا ہے۔
(غلام حسین رسول میاں ۱۹۰)

(۱۱۳) کیا کوئی صاحب مہربانی فرما کر یہ بتا سکتے ہیں کہ بگلے کے پروں کی تجارت کس جگہ ہوتی ہے مفصل پتہ درکار ہے (گوہر علی خاں)

متفرق

(۱۱۴) علم جفر کے متعلق اگر کوئی کتاب ہو تو مطلع فرمادیں۔ (افسر علی)

(۱۱۵) افغانستان اور ایران کے کسی مشہور رسالہ یا اخبار کا پتہ مطلوب ہے۔ (فضل الہی)

(۱۱۶) سینری پوسٹ کارڈ ڈاک کے ٹکٹوں کے تبادلہ میں درکار ہیں۔
ع ۴۸۳

(۱۱۷) اسٹیشنری کا سامان کس جگہ سے اور کس پتہ سے ارزاں مل سکتا ہے؟
(فقیر محمد)

جوابات

(۶۷) داد کے لیئے ڈاکٹر برمن کا مرہم بے حد مفید ہے (خریدار)

(۸۳) کتاب فلاح دین و دنیا ہر مسلمان کے لیئے ہر حیثیت سے بے انتہا مفید ہے۔ یہ کتاب اسدرجہ مفید ہے کہ میں نے اسکی پچاس جلدیں خرید کر اپنے خاندان میں تقسیم کی ہیں۔ جن صاحب کو خریدنے کے بعد ناپسند ہو وہ محصول کاٹنے کے بعد مجھ کو روانہ کردیں۔ اسطرح مجھ کو محصول بچ جائے گا اور ان کو قیمت مل جائیگی۔
(محمد سعید گذری بازار۔ شہر میرٹھ)

(۹۱) صابون سازی کے کارخانہ کا پتہ یہ ہے۔ مرزا سوپ فیکٹری۔ کڑہ حکیمان۔ امرتسر پنجاب (ایک خریدار)

سوال و جواب

کا مقصد یہ ہے کہ آپکی معلومات سے آپکے بھائیوں کو فائدہ پہونچے۔ مگر کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ آپ حضرات عدم توجہی سے کام لیتے ہیں اگر آپکے رسالہ میں کوئی سوال درج کیا ہوگا تو آپکو اسکا صحیح اندازہ ہوگا کہ انکے سوال کے جواب کے لیئے دل اور آنکھیں کس قدر کھنچی ہیں ساتھ انکے مقصد کو ناکامی کرنی پہونچ رہتا کا ان کی حالت میں کیسی تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے اندازہ فرمائیے اور اپنی معلومات سے اپنے بھائیوں کو فائدہ پہونچائیے۔

انشائے لطیف

لیڈی روئی

(مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

اصل نسل سے ہندوستانی ہیں۔ مگر سپید رنگ کی وجہ سے نرم و نازک جسم کے سبب سے۔ اپنے آپ کو یوروپین سمجھتی ہیں۔ کھلی ہوا میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ سبزہ زار میں پلی بڑھی ہیں۔ گرمیوں میں شملہ چلی جاتی ہیں۔ سردیوں میں گورنمنٹ آفس کے ساتھ دلی آجاتی ہیں۔

عنقریب ہندوستانیوں کو ان سے بڑی محبت ہے۔ ان کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ سینہ سے لگاتے ہیں۔ سر پر بٹھاتے ہیں۔ شب کو اپنی برابر سلاتے ہیں۔ مگر یہ پھر بھی ناراض ہیں۔ ہندوستان رہنا بالکل پسند نہیں کرتیں۔ اسی لیئے ولایت چلی جاتی ہیں۔ مانچسٹر اور لیورپول میں ان کا اپنی مشینوں کے ذریعہ سے خیر مقدم کیا جاتا ہے۔

چند مہینے۔ ولایت میں رہنے کے بعد پھر ہندوستان واپس آتی ہیں۔ جب ہندوستان سے گئیں تھیں تو فیشن سے بالکل ناآشنا تھیں۔ نایٹ گون اور ڈریس سے ناواقف تھیں۔ دن رات سفید لباس پہنے رہتی تھیں۔ اب ولایت سے واپس آئی ہیں تو نئے نئے فیشن کی ڈریسوں میں ہزار رنگینیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ جب ہندوستان میں تھیں تو ان کی قیمت بہت کم تھی۔ ولایت جاکر۔ لیورپول اور مانچسٹر کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد بہت زیادہ قیمتی ہوگئی ہیں۔ جب ہندوستان میں رہتی تھیں تو ٹاٹ کی بوری کو اپنا بیڈ روم سمجھتی تھیں۔ دہقان کے چھپر کو پیلس کی کوٹھی خیال کرتی تھیں۔ اب ولایت سے واپس آئی ہیں تو نہایت خوبصورت شیشہ کی الماریوں کو ڈرائنگ روم بنایا ہے۔ ایک جنرل مرچنٹ کی دوکان ان کا بنگلہ ہے ✦

درعمل کوش و ہرچہ خواہی پوش

(ازجناب نامی کوہ سوار صاحب نظامی)

کب لباس دنیوی میں چھپتے ہیں روشن ضمیر؟
جامہ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا

گرمی نہ سہی۔ سردی سہی، بہار ہو یا خزاں، ہر موسم کی قدر علی المراتب کیجئے۔ سردی میں نہایت گرم گرم کپڑے پہنیئے، اور شاندار شال دوشالے، اوڑھئے، گرمی میں شربت انار، بنفشہ۔ قند، مصری سوڈا واٹر، اسکریم، ٹھنڈائی پیا کیجئے، فٹن - چیرٹ - ٹمٹم، بروں ہمہ قسم کی گاڑیوں پر سیر و تفریح فرمائیے، دل بہلائیے، پھولوں کی سیج بچھوائیے، آپ سوئیے اپنے چاہنے والوں کو سلائیے۔ ملاقاتوں کے کمرے، سجائیے، تازہ پھولوں کے دستوں سے میزوں کو آراستہ کیجئے، سب کچھ کیجئے، "عمل" میں بھی کوشش کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے جہاں خدا نے آپ کے آرام و آسائش کے لیئے اتنی اور اس وسیع گنجائش پر عمدہ اور اعلیٰ چیزیں بہم پہونچائی ہیں، تو لازم ہوا کہ اُسکے شکریے میں پنجوقتہ نماز بھی پڑھی جاتی، بارگاہ رب العزت، میں سجدۂ شکرانہ ادا کیا ہوتا؟ جبین نیاز کو آستان بے نیاز سے ٹکرایا جاتا اماکن اعلیٰ میں ساکن رہیئے، مگر ہر چھوٹے چھوٹے مکان والوں کی پستی پر خیال رکھیئے، کیونکہ؟ خدا کے پاس بلندی و پستی ایک ہی میزان میں آتی ہے، چھپرکٹ میں سوکر، چھپر باش کی زندگی سے بےخبر رہنا؟ آرام کو دیکھ کر، دکھ کو بھولنا، زندگی پر مٹ کر، موت کو فراموش کردینا؟ فعل عبث ہی نہیں، ایک دیرینہ عہد و پیمان کا دل سے محو کرنا ہے، دنیوی اسباب سدراہ ہو نہیں سکتے، کوئی دنیا کی ننکر مزاحمت نہیں کرسکتی۔ اگر دل و دماغ مضبوط ہیں اور ہم کو اُن سے کام لینا یاد ہے تو بلا موانع غیرے ہماری کوشش مُخردی اندازہ پیدا کرسکتی ہو بہت کچھ ذخیرہ خیر و برکات کا وہاں کے لیئے یہیں سے اکٹھا کیا جاسکتا ہے، یہ بہانہ نہو تو خیال باطل ضرور ہے، کہا جاتا ہے کہ؟ "دنیا و دین" دونوں کو وقت واحد میں کوئی حاصل نہیں کرسکتا، یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، کیوں اور کس لئے؟ الف = اگر نہیں حاصل کرتا ہے تو کیا؟ ج = اور جو حاصل کرسکتا ہے وہ کیونکر؟ حصول مقاصد کا طریقہ دنیا میں ایک ہی سمجھا گیا ہے، خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی؛ آدمی، کھاتا، پیتا، پہنتا، اوڑھتا، سوتا، ہنستا بولتا، چلتا پھرتا، سب کچھ کرتا ہے، تو میں کہتا ہوں، جب فراہمی اسباب معاشرت کے لیئے انسان کی ان تھک کوشش و نقل و حرکت ایک واجبی حد تک ہے تو پھر کونسی بات

دینگے - وہیں بلکہ ہر ساعت عبادت خدا کے واسطے ہی کچھ گھنٹے، گھڑی کیوں نہ مقرر ہوں، وہاں معمولی کام میں روپے پیسے کی ضرورت ہے، اور یہاں تمام دن رات کی عبادت و مشغولیت (جسکے اوقات جداگانہ مقرر ہوچکے ہیں یہ نہیں چوبیس گھنٹے کو عبادت و ریاضت الٰہی میں رہنے کی تاکید و تشدید ہوتی ہے) میں ایک پائی کا نقصان اور ایک دمڑی کی بھی لاگت نہیں ہے، ہر وہ شخص جو اسلام جیسے برگزیدہ دین متین کا پیرو ہے - ہزار کام کاج میں مصروف و مشغوف رہے، پھر بھی اُسمیں اُسکو اپنے خدائے برحق کی بندگی کا ایک بہتر وقت مل سکتا ہے، جب خدا کی دنیا میں رہتے اُسکی بہترین نعمتیں کھاتے، اچھے اور فاخرہ لباس (اُسی کے عطا کردہ) پہنتے ہو تو، کیا شرم و حیا کی جگہ نہیں؟ کیا عزت والے کو یہ بات کافی نہیں؟ افسوس اُسی کی عبادت سے ہم کترائیں، بھاگیں، سمٹیں، کنارہ کریں، یہی حرکت کوئی غلام اپنے آقائے مجازی سے کر بیٹھے تو دیکھ لے، اُسپر عرصۂ دنیا تنگ ہے، وہ کبھی زندان کے بھیانک و تاریک منھ کا نوالہ ہوتا ہے یا معطل و موقوف ہو کر نان شبینہ کا محتاج رہ کر ناقوں مرجاتا ہے، یہ نتیجہ ویسے ہی لوگوں کا ہوا ہے جنکو اپنے مالک و رزاق حقیقی کا کبھی بھولے سے بھی خیال نہ آیا ہو، اچھے ہیں وہ لوگ جو اعلیٰ پیمانہ پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن فقیرانہ وار، راتیں کاٹتے ہیں، کھاتے ہیں مگر کم، سوتے ہیں مگر معتدل، زندگی کے دلدادہ ہیں، تو بندگی کے بھی شیدا ہیں، ہر کام میں اپنے سے خدا کو جدا نہیں کرتے، شاہانہ لباس پہنتے ہیں تو گدایانہ دل و گردہ رکھتے ہیں، آنکھ سے سب کچھ دیکھتے ہیں - مگر انجام بینی "ایک" یہی وہ لوگ ہیں جو "اُسوۂ حسنہ" کی پیروی اور مبارک تقالید میں سرگرم کوشاں ہیں، دُنیا اُن کا لباس ظاہر ہے، تو دین اُن کا زیور باطن ہے، اسلام میں رہبانیت جائز نہیں ہے؟ بفحوائے "لا رہبانیۃ فی الاسلام" دنیوی کاروبار میں مشغول رہ کر ایک گھڑی اپنے مالک حقیقی کی طرف توجہ کرنے کا ہی نام "اسلام" ہے۔

دنیا سہل ہے، مگر آسان دین رکھنے والوں کے لیئے؟ دین مشکل نہیں ہے لیکن تارک الدنیا کے واسطے، باغ دنیا میں رہو، آرام و راحت میں، روحانی بہاریں تلاش کرو، پھولوں کی سہریوں پر شوق سے میٹھی نیند سو رہو، مگر گل توحید، پنجۂ مژگاں سے ہمیشہ چُنتے رہا کرو۔ ہر اطمینان میں ایک سکون اور ہر راحت میں ایک فرحت حاصل کرو، ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔

مملکتِ جسم کا گورنر

(از سلیم الدین صاحب وکیل (دکن))

"میں وکیل ہوں غریبوں کی ترجمانی مظلوموں کی دستگیری لاچاروں کی پاسداری میرا قانونی اور مذہبی فریضہ ہے اِس لیئے وہ حضرات جو اپنی بُری سیرت سے اچھے خاصے مگر مقید بے زبان دل کو ناحق بدنام اور ذلیل کرتے ہیں اُن سے عرض ہے کہ وہ ایسا نہ کریں اور اہل دل گورنمنٹ سے ملتمس ہوں کہ وہ دل کے حق میں بندوبست آزار رسانی کا رزولیوشن پاس کریں۔ میرے دل سے پوچھو کہ دل کیا ہے؟"

دل بیضوی شکل کا گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو انسان کے سینہ میں متحرک ہے - پہلو میں گدگدیاں کرنے والا پھیپھڑے کی ہوا کھانے والا اخون جگر کا پالا پوسا صورت میں ایک نہایت ہلکا پھلکا مگر تمام اعضا سے زیادہ وزنی - دل ایک کھلا ہوا کنول ہے شگفتہ گلاب ہے - جسم کے گلدستہ میں ایک خوبصورت پھول اور پھول میں نیم شگفتہ غنچہ ہے - جسم آسمان ہے اعضا تارے ہیں تو دل انمیں چاند ہے چاند سے زیادہ مرغوب اور محبوب ہے دل خواہشوں کا مرکز اعضا کا رئیس خیالات کا حکمراں قدرت کی لاجواب صنعت ہے - اے دل دنیا ایک باغ ہے جس میں رنگ برنگ کے پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی تو گلچیں ہے دیکھ کانٹوں سے پھول چن گل بداماں ہو کر گل افشانی کر۔ اے بلبل بیدل نہ ہوا گر درد آشنا - ہیگا تو پھول سی عزت پائے گا ورنہ سینے سے نکالکر کانٹوں میں گھسیٹا جائے گا - اے دل نرگس سی آنکھ نہ لڑا سنبل سے مت الجھ اگر تو دردر کھتا ہے اور قدرت نے تجھے محبت کا مادہ عطا کیا ہے تو اس سے عشق کر جسکا عشق تیرے اور میرے لیئے اس دنیا میں جنت ہوا گر ایسا کرے گا تو پھولوں کی سیج عطر بسی سہری تیرے لیئے ہوگی اور پھولوں میں تولا جائے گا - اے دل زندگی کے سمندر میں تو جہاز ہے اور میں جہاز راں توفیق الٰہی لائٹ ہوس ہے بس چل - بڑھ اور ہوا کے تند و تیز تھپیڑوں سے پانی کی خوفناک لہروں سے سمندر کی موجوں سے خوف نہ کر - جسم اک مملکت ہے - اعضا ارکین ہیں اور دل بادشاہ ہے - دل کی حکومت سب حکومت سے اعلیٰ ہے اولوالعزم شاہوں نے اس کا لوہا مانا ہے دل کی سلف گورنمنٹ کو تسلیم کیا ہے - بڑے سے بڑی حکومت پر غالب آنا آسان ہے - بڑی سی بڑی قوت کو زیر کرلینا دشوار نہیں - ہمالیہ کی چوٹیوں کو عبور کرنا بہت آسان ہے - مگر دل کو مغلوب کرنا کچھ آسان نہیں -

دل یہ ہو جائے اگر قابو سلیم
تو سمجھ لو کل جہاں قبضے میں ہے

تصویر کا خوف

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

میرے کمرہ میں ایک بزرگ کی تصویر ہے۔ یہ سمندر پار رہنے والے بھی کیسے کیسے ستم کرتے ہیں۔ کتنی پیاری اور کتنی اچھی تصویر ہے۔ کسقدر نورانی شکل ہے۔ لانبی لانبی زلفیں ہیں۔ سیاہ خوبصورت داڑھی ہے مخمور سیاہ آنکھیں عینک کے پردہ میں ایسی معلوم ہوتی ہیں گویا جنت کے چشمہ میں دو سیاہ بادام تیر رہے ہیں۔ کبھی میں اس تصویر سے ڈرتا ہوں اور کبھی یہی تصویر میرے لیئے تسکین قلب بن جاتی ہے۔

میں انسان ہوں اور وہ بھی نوجوان۔ رگوں میں خون ہے۔ خیالات میں جولانی۔ دماغ میں زلف چلیپا کا سودا۔ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ بدقسمتی سے شاعر بھی ہوں جب میں کسی خیال میں محو ہو جاتا ہوں جب میرے شاعرانہ تخیل کی بلند پروازیاں مجھے کسی حسین کی بزم میں لے جاتی ہیں اور میں ہجر و وصال کی الجھنوں میں پھنس جاتا ہوں تو یکایک میرا ذہن اس تصویر کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ میں تصویر کی طرف نظر اٹھانا چاہتا ہوں مگر تصویر کی ہیبت اجازت نہیں دیتی۔ تصویر کی مخمور آنکھیں۔ مجھے غیض و غضب سے بھری ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ نورانی پیشانی پر مجھ کو بل نظر آنے لگتے ہیں۔ میں ڈر کر سہم جاتا ہوں اور مجھے اپنی لغزش کا احساس ہوتا ہے اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ یہ تصویر وہی نورانی تصویر ہے اور ان ہی محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی ہے۔

جسوقت میں شب کے آخری حصّے میں بیٹھا ہوا مولانا وحشی کا یہ شعر ؏
شب کو ہو جاتی ہے جب شورش عالم خاموش ہم فضا میں تری آواز سنا کرتے ہیں
بار بار پڑھتا ہوں اور اس خموشی کے عالم میں یاد الہٰی میں مصروف ہو جاتا ہوں جب میرے خیالات صداقت اور سچائی کی دنیا میں ہوتے ہیں۔ جب میں امداد باہمی میں مشغول ہوتا ہوں۔ جب میری کوششیں تبلیغی کام میں مصروف ہوتی ہیں۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ یہ نورانی کاغذی پیکر مجھ کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ اسوقت تصویر کا چہرہ نہایت بشاش معلوم ہوتا ہے اور ان مخمور آنکھوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ میری ہمت و جرأت کے بڑھانے کے لیئے عرفاں کے دو پیمانے مجکو عطا ہو رہے ہیں۔

مجھے یہ تصویر بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ میرے لیئے ایک ناصح کا کام کرتی ہے مگر اس تصویر میں ایک کمی ہے نظروں کی تو کمی ہے مگر کانوں کی کمی ہے۔ وہ جنکے خیالات کی عنان انکی گرفت سے باہر ہے۔ وہ جنکو اپنے جذبات پر قابو حاصل نہیں ایک ایسی ہی بزرگ تصویر اپنے کمرہ میں لگائیں۔ تاکہ وہ ہروقت انکو درس معرفت دیتی رہے

اُمید

(از حضرت بیان و یزدانی مرحوم میرٹھی)

زمانہ اگر صحن باغ ارم ہے — تو تو اے اُمید اسکی ابر کرم ہے
شگوفوں میں چھپتی ہے تو مسکرا کر — تو ہی کھلکھلاتی ہے پھولوں میں آکر
تمنا کی کھیتوں میں ہلچل ہے تیری — تمدن کی میدانیں چہل پہل ہے تیری
تو ہی دل کے پودوں کو دیتی ہے پانی — ہرا تجھ سے ہی گلشن زندگانی
شگوفوں کے کوچے میں تو دوڑتی ہے — یہ تو روڑتی ہے کہ تو دوڑتی ہے
ترے سر پہ تاج شہی سج رہا ہے — ترے در پہ کوس شہی بج رہا ہے
چڑھی تو مخالف پہ لشکر کو لیکر — پھری باج لیکر چلی تاج لیکر
دیا تو نے سلطاں کو خلعت سنہرا — ہوا میں ترے اُڑ رہا ہے پھریرا
رہی کو دتی عشق کے دنگلوں میں — پھری قیس کے ساتھ تو جنگلوں میں
تہ چاہ یوسف کو تو نے سنبھالا — کیا تو نے یعقوب کے گھر اُجالا
خلیل خدا کو جب آتش میں بھیجا — کیا تو نے جیتے ہوئے ٹھنڈا کلیجا
تو ہی ہے جوانوں کے گھوڑوں کی کاٹھی — تو ہی ہے ضعیفوں کے ہاتھوں کی لاٹھی
اُٹھایا اپاہج کو بستر سے تو نے — جلایا ہے مُردوں کو ٹھوکر سے تو نے
جگاتی ہے بستر سے تو غافلوں کو — اُٹھاتی ہے شوخی سے تو کاہلوں کو
رگوں میں لہو بن کے تو دوڑتی ہے — ترے ساتھ ساتھ آرزو دوڑتی ہے
تو ہی ڈوبتی ناؤ کا ہے کنارا — تو ہی دیتی ہے ڈوبتوں کو سہارا
دُلہن کربلا میں بنی تو مچل کر — بن آئی شہادت کا بانا بدلکر
سمندر میں نیلسن کو لیکر بڑھی تو — دشمن کو میداں میں لیکر چڑھی تو
کلمبس کو تیری ہی لہر آ رہی تھی — ڈگاما کی آنکھوں میں لہرا رہی تھی

(ماخوذ)

اگر چاہتے ہیں بنا آپ

انشا پرداز اعلیٰ درجہ کے۔ اور مضمون نگار چوٹی کے اور چاہتے ہیں آپ انشا پردازی کرنا انگریزی فرانسیسی زبانوں کی اردو میں تو پڑھیے شاعرانہ خیالات غور سے بیچ وقت فرصت کے جسمیں بیچارے تنہا صاحب نے جنکے پاس ڈگری ہے۔ بی۔ اے کی جمع کئے ہیں مضمون سب چوٹی کے اور کیا ہے ترجمہ بھی انگریزی نظموں سے اور بات ایک بڑی بتاتی ہیں ہم تمکو کہ شبلی جیسا کہتی تھی اس کتاب کو ہمیشہ پاس رکھیے۔ اور حالی کہتے تھی حافظ پڑھ پڑھ کر مضمون اسکے بس اگر آگیا ہے سمجھانا میرا بیچ خیال تمہارے کے تو تو منگا یہ کتاب بذریعہ تار۔ اور نہیں ملے گی یہ کتاب تم کو بیچ کے موسمی اشتہار بازوں دلی کے کیونکہ ہیں وہ ابھی سب نیچے خواجہ بک ڈپو کے۔ اور منگا لو

خواجہ بک ڈپو کے منیجر علی منظفر ہاشمی سے

مجاز و حقیقت

(از جناب اثر لکھنوی)

حشر اور اُس کے بعد کا ساماں کئے ہوئے ۔۔۔ بیٹھا ہوں دل کے داغ فروزاں کئے ہوئے
نظارہ ہو اُمید تبسم میں گل بکف ۔۔۔ دل کو فدائے جنبش مژگاں کئے ہوئے
ناخن بدل فراق میں رہتا ہوں روز و شب ۔۔۔ سینے کو چاک مثل گریباں کئے ہوئے
خلوت میں دل کی آیا بصد غمزہ و ادا ۔۔۔ اک مست ناز پردۂ داماں کئے ہوئے
صحرا نہیں ہو کوئی ہمارے مذاق کا ۔۔۔ بیٹھے ہیں اپنے گھر کے بیاباں کئے ہوئے
ساقی کا منتظر ہے ہر ایک رند بادہ خوار ۔۔۔ شب کو طلوع مہر کا ساماں کئے ہوئے
بکنے چلا ہے عشق کے بازار میں وہ شوخ ۔۔۔ عصمت کو اپنے حسن کا درباں کئے ہوئے
پھر جوشش نگاہ سے اُبھری ہیں داغ عشق ۔۔۔ دامان دل کو رشک گلستاں کئے ہوئے

پہونچے گا تیرے در پہ اثر ایک دن ضرور
آبادی خیال کو ویراں کئے ہوئے

(از جناب ابوالمعانی مرزا یاس صاحب)

نگاہ شوق ہوتی یا نگاہ واپسیں ہوتی ۔۔۔ بہر صورت زبانِ گنگ معنی آفریں ہوتی
جو رو سکتے تو آنسو پونچھنے والے بہل جاتے ۔۔۔ شریک رنج و غم دامن سے پہلے آستیں ہوتی
خزاں سے پہلے ہی کاش اپنی آنکھیں بند ہو جاتیں ۔۔۔ بہار یادلیں ہوتی نگاہ واپسیں ہوتی
ازل سے کشتیِ امید تھی بیگانۂ ساحل ۔۔۔ جہاں پایاب ہو دریا وہاں بھی تہ نشیں ہوتی
نگاہِ مضطرب کی حد ہو فانوس خیالی تک ۔۔۔ قیامت تھی اگر پروانۂ شمع یقیں ہوتی
یہ آپ آتشیں ہو اور یہ دریا خون ناحق کا ۔۔۔ مگر نفسِ شفقی کی پیاس میں تسکین نہیں ہوتی

نقشا دل کی بدولت گرم ہو پہلو کہاں منہ
جسد میں روح اک دیوانہ تنہا نہیں ہوتی

(از حضرت احسن تسمیمی)

دل خاک ہوکے اور بھی پرجوش ہوگیا ۔۔۔ اک ایک ذرہ محشر خاموش ہوگیا،
اب میں ہوں اور میری شب غم کی تیرگی ۔۔۔ عالم کا ذرہ ذرہ سیہ پوش ہوگیا،
دنیا سمجھ رہی ہے کہ تاب فغاں نہیں ۔۔۔ کیا جانے کیا سمجھ کے میں خاموش ہوگیا
یہ ابر، یہ ہوا، یہ تماشا، یہ کیف شوق ۔۔۔ تو میں بھی توبہ توڑ کے مینوش ہوگیا
تم کو کچھ اپنی برق نظر کی خبر بھی ہے ۔۔۔ دیکھو تو کون بزم میں بیہوش ہوگیا
چھیڑا کچھ ایسے سوز سے بلبل نے ساز عشق ۔۔۔ ہر غنچہ باغ میں ہمہ تن گوش ہوگیا
دل سوز ہو سکا نہ چراغِ شب فراق ۔۔۔ میں نالہ کش ہوں اور وہ خاموش ہوگیا
دیکھا گیا نہ مجھسے تماشائے بیکسی ۔۔۔ گھبرا کے میں اجل سے ہم آغوش ہوگیا
احسن نہ پوچھ قصۂ شبہائے آرزو ۔۔۔ اک خواب تھا سو وہ بھی فراموش ہوگیا

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

پہلے تو محبت میں اِک لطف سا آتا ہے ۔۔۔ پھر جان پہ بنتی ہے جب دل روتا ہے
ہر قطرہ خوں دل طوفان اٹھاتا ہے ۔۔۔ جب عرض تمنا پر وہ آنکھ چُراتا ہے
آزار محبت کا کیا کم ہے خداوندا ۔۔۔ یہ چرخ ستم پیشہ کیوں مجکو ستاتا ہے
یہ جذبۂ کامل کا ادنےٰ سا کرشمہ ہے ۔۔۔ روٹھے ہوئے عاشق کو محبوب مناتا ہے
تسکین کی لے دیکے باقی ہے یہی صورت ۔۔۔ رو لیتے ہیں خلوت میں جب یاد وہ آتا ہے
قدرت کی ہر ایک طاقت امداد کو بڑھتی ہے ۔۔۔ ٹوٹے ہوئے دل والا جب ہاتھ اُٹھاتا ہے
کیا رنگ ہے عالم کا کیا طور ہے دنیا کا ۔۔۔ آرام سے ہے وہ ہی جو سب کو ستاتا ہے

دنیائے تمنا میں ہوتا ہے بپا محشر
بے پردہ کوئی فہمی جب سامنے آتا ہے

(از حضرت ندرت میرٹھی)

کچھ بھی نہ تھا نکلتے ہی پیکان آرزو ۔۔۔ تھی دل کی جان کاوش و پنہان آرزو
پہلے تو دل کو پھونک دیا ضبط آہ سے ۔۔۔ اب دم بخود ہیں سوختہ سامانِ آرزو
آئی ہو ہمکو نیند تو آنکھیں ہی پھوٹ جائیں ۔۔۔ دیکھا ہے جب سے خواب پریشان آرزو
میں اُنکی آرزو کو سمجھتا ہوں جانِ دل ۔۔۔ وہ میرے دل کو جانتے ہیں جان آرزو
اے آسماں کچھ تجھے خوفِ خدا بھی ہے! ۔۔۔ یہ دل ۔ یہ بحر عشق ۔ یہ طوفان آرزو
دُنیا میں کیا پڑھیگا کوئی میری سرگذشت ۔۔۔ لکھا ہے دل کے خون سے عنوانِ آرزو
آئی دمِ اخیر صدائے شکست دل! ۔۔۔ ٹوٹا ہے آج کیا درِ زندانِ آرزو
ہے دلمیں خار غم تو نکلنے کی کیا اُمید ۔۔۔ اُلجھا رہیگا گوشۂ دامانِ آرزو
رگ رگ میں دل کی جان ہے اُمید و بیم میں ۔۔۔ اب کشمکش سے چھوٹ چکی جان آرزو
ہمسے رُکے گا گریۂ بے اختیار کیا ۔۔۔ پوشیدہ ہے ہر اشک میں طوفانِ آرزو
قاتل سے ہو رہی ہے قیامت میں باز پرس ۔۔۔ ہم کہہ رہے ہیں ہم ہیں شہیدانِ آرزو

ندرت سے کہہ رہی ہیں اُمنگیں شباب کی
کیا اب کچھ اور چاہیئے سامانِ آرزو

(از جناب ماسٹر باسط بسوانی)

آتی بھی ہے تو لب پر فریاد چپکے چپکے ۔۔۔ کرتا ہوں میں کسی کو اب یاد چپکے چپکے
تو قتل پر مُصر تھا ۔ تو قتل پر تُلا تھا ۔۔۔ اب ذبح کر رہا ہے جلاد چپکے چپکے
لائے گی رنگ آخر یہ آہ آتشیں کچھ ۔۔۔ پھونکوں گا میں قفس کو صیاد چپکے چپکے
چپ چاپ کے کر رہے ہو تیرِ نظر سے گھائل ۔۔۔ محفل میں کر رہے ہو بیداد چپکے چپکے
بلبل کو ذبح کرکے پہلے تو شاد ماں تھا ۔۔۔ اب رو رہا ہے بیٹھا صیاد چپکے چپکے

شانِ خدا ہے باسط پہونچا میں بتکدے میں
قیدِ حرم سے ہوکر آزاد چپکے چپکے

بڑی نوازش

خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری تحریر فرما دیا کیجئے۔ نمبر خریداری نہ ہونے کی صورت میں دفتر تعمیل ارشاد سے معذور رہے گا

صنفِ نازک کیلئے

چھوٹی سی گڑیا عقل کی پڑیا

ظاہرا جامۂ صد چاک کی پتلی ہوں میں
باطناً مخزنِ اسرار کی کنجی ہوں میں،

حرکت مجھ میں ہو پیدا نہ مذاقِ رفتار
رکھدیا جسمیں اُسی طاق میں بیٹھی ہوں میں

سادگی میری مری عفت و عصمت کا ثبوت
بے تکلف ہوں نہ کہاتی ہوں نہ پیتی ہوں میں

جسکی گڑیا ہوں اُسی کی ہوں میں زیر بردا
گھر سے باہر کہیں آتی ہوں نہ جاتی ہوں میں

لڑکیاں رکھتی ہیں دلبستگیاں کیوں مجھسے
اِسکا جو کچھ ہو سبب صاف بتاتی ہوں میں

میں سکہاتی ہوں اُنہیں شیوۂ گرِہستی داری
اُن کی ہستی کا نمونہ نظر آتی ہوں میں

وہ مرے عقد کی تیاریوں میں ہیں مصروف
زینتِ بزم ہوں اور رونقِ ہستی ہوں میں

زندگی اُن کی بہت کچھ ہے مشابہ مجھ سے
سبق آموزِ محبت ہوں تو اچھی ہوں میں

اُنہیں میری ہی طرح پردہ میں رہنا ہوگا
اور دُکھ درد ہر اک قسم کا سہنا ہوگا

وہ بھی اک گوشۂ عصمت میں کبھی جائینگی
وہ بھی میری ہی طرح بند مکاں پائینگی

رسم پردہ کا طریقہ جو بتا دوں گی میں
تو وہ پردہ میں کبھی رہ کے نہ گھبرائینگی

جسطرح میں ہوں کہ پابند ہوں در گوشہ نشیں
وہ بھی بے پردگیوں سے یونہی شرمائینگی

مجھے کپڑے کی شکایت ہے نہ کھانے کا گلہ
وہ بھی تقلید مری کرکے نہ پچھتائینگی

مجھ سے سیکھا ہے جو بچپن میں متانت کا سبق
وقت خاموش گذارینگی جہاں جائینگی

میں کبھی اُن سے لڑی ہوں نہ کبھی جھگڑی ہوں
جھگڑا کر یہ کبھی نام نہ رکھوائینگی،

میرے صدقے میں انہیں سینا پرونا آیا
اب یہ پھوہڑ بھی نہ سُسرال میں کہلائینگی

کھیل ہی کھیل میں سو اِنکو سکھا دی باتیں
ہوش آئیگا تو باتیں مری یاد آئینگی

سبق علم و ہنر اُن کو سکھایا میں نے
خانہ داری کا ہر اک راز بتایا میں نے

غم و اندوہ میں یاد آئے گی ہمت میری
فقر و فاقہ میں نمونہ ہے قناعت میری

جب وہ شوہر کی اطاعت سے کبھی گھبرائیں
یاد کرلیں گی اُسی وقت اطاعت میری

میں نے بچپن سے سکھایا ہے انہیں صبر کا گُر
بھولجائینگی یہ کسطرح رفاقت میری

ایکدن انکو بتادیگی جب اِن کی تقدیر
محو ہوگی نہ کبھی طرزِ محبت میری

انکی رہبر ہوں میں آئندہ زمانہ کے لیئے
عکس ہے مجلس مابعد کا صحبت میری

بچیوں کے لیئے نعمت ہوں مگر بے مطلب
میں بڑی چیز ہوں اور کچھ نہیں قیمت میری

میں ہوں گمنام مگر کام کیئے جاتی ہوں
کچھ نہیں نام مرا کچھ نہیں شہرت میری

آئینۂ پند و نصیحت کا ہوں میں انکے لیئے
صبح اُٹھتے ہی یہ کرتی ہیں زیارت میری

کھیل تو دانش و دانائی کی پڑیا ہوں میں،
کام ہیں میرے بڑے نام کی گڑیا ہوں میں

ذوق زینت ہے مجھے اور نہ سِر نقش و نگار
میری دانست میں سب زیور و زر ہیں بیکار

سادگی ہے میرا زیور مجھے دیکھو تو سہی
کبھی ہوں طاق کی رونق کبھی نقشِ دیوار

اسقدر طاعت و خدمت پہ ذرا فخر نہیں
نہ مجھے حاجتِ اُجرت، نہ صلے سے سروکار

لڑکیاں سیکھ گئی ہیں یہ طریقے مجھ سے
وہ بھی اخلاص کا بدلا نہ رکھیں گی زنہار

کام جو کچھ بھی کیا جائے ۔ وہ ہو بے مطلب
یوں تو مطلب کا زمانہ ہے غرض کا سنسار

اپنی خدمات پہ کیا فخر کرے گا انسان
وہ بھی عورت کہ جو ہے مرد کی ایک خدمتگار

ہو محبت میں اگر تم کو صلہ کی پروا
تو سمجھ لو کہ محبت کا ۔ یا میں ہے شمار

مجھے دیکھو کہ لگی رہتی ہوں دلجوئی میں
جس نے جس حال میں رکھا میں ہی پڑی بیکار

اسمیں کچھ شک نہیں اور شُبہ ذرا سا بھی نہیں،
جس میں میری سی نہ عادت ہو وہ گڑیا ہی نہیں (ماخوذ)

بچہ آغوشِ مادر میں

(از حامد علی صاحب صدیقی)

اگر زبان حقیقت کی ترجمان ہوسکتی ہے اور اگر مافی الضمیر ظاہر کرنے کا یہی ایک صحیح ذریعہ بن سکتی ہے تو میں ایک لفظ بھی ادا نہیں کرسکتا بلکہ مطالب اور معانی کے مجسمے پیش کرکے آپ کو دکہاؤں گا کہ امومیت کیا چیز ہے۔

امومیت ایک سمندر ہے جسکی تھاہ ہے نہ کنارہ، سطح پر ایک ہیبت ناک خاموشی طاری ہے مگر تہ میں تیز اور تند موجوں کا ایک طوفان برپا ہو کر چھپے ہوئے کائنات کو ہر وقت زیر و زبر رکھتا ہے اور کسی کو اسکی خبر نہیں یہ ایک قطعہ زمین ہے جسکے اوپر ہر طرف گل گلزار نظر آتا ہے مگر نیچے ایک برقی مادہ دوڑ رہا ہے۔

کبھی کبھی انتہائے ضبط کے بعد اس مخفی عالم میں ایک ہیجان پیدا ہوتا ہے اسوقت زمین و آسمان تھراتے ہیں۔ ماں کے بدن کا رونگٹا رونگٹا زبان بنجاتا ہے جس سے سکوت کے پیرایہ میں اُن پُر اسرار جذبات کی بے گنتی لہریں نکلتی ہیں جنہیں ماں اور بچے کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

آ میرے بچے مجھے تجھ سے اور تجھے مجھ سے بہتر زمین کے تختہ پر اور کوئی نہیں جان پہچان سکتا۔ مجھے خبر نہیں کہ تو کب میرا ہوا مگر ہونے سے بہت پہلے تو میرا تھا اور میرے دلمیں تھا۔ وہ تیرا منہ ہی ہوئی آنکھوں سے اور لرزتی ہوئی آواز سے رو رو کر میرے پاس سے میرے ہی پاس آنا اور قریب سے اقرب یا اقرب سے قریب مجھ ہی سے میری جدائی کی شکایت کرنا اچھی طرح یاد ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت مے کند و ز جدائی ہا شکایت مے کند
از نیستاں تا مرا ببریدہ اند از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

تو روتا تھا میں ہنستی تھی اے نادان کیا تو یہ سمجھا تھا کہ تو نے مجھے گم کردیا۔ آ میرے گلے سے لگجا۔ دنیا کی کوئی قوت یہانتک کہ موت بھی تجھے مجھ سے

جدا نہیں کر سکتی اس جسم خاکی کو چھوڑ کر بھی میری روح ابدالآباد تک تیرے ساتھ رہیگی۔ تیری روح کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو جز کو کل سے ہے دنیا میں بھی تو مجھ سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ تو جسطرح میرا ہے اسطرح کوئی چیز کسی کی نہیں ہو سکتی مالک اور مملوک کی صحیح نسبت میرے اور تیرے ہی بیچ میں ہے اور کہیں نہیں دنیا کی اور ہستیاں نظر کے ساتھ دل سے بھی دور ہو جاتی ہیں مگر تو مجھ سے جتنا دور رہتا ہے دیکھنے میں میری محبت کی زنجیر زیادہ لمبی اور زیادہ بوجھل ہو جاتی ہیں مگر حقیقت میں تو میری آنکھوں سے ہو کر دل میں اُتر جاتا ہے۔

تجھے یاد ہے کہ سب سے پہلی چیز جسے تو نے اپنے ننھے ہاتھوں سے چھو کر پہچانا وہ میں ہی تو تھی تیرے شعور اور ادراک کی بسم اللہ میں ہی تھی تو نے غیر کو مجھ ہی سے تو پہچانا۔ اور مجھ اپنے سے غیر نہ جانا۔

اے نادان مجھ میں صرف تیری ہی ماں ہونے کی صفت نہیں بلکہ کائنات کی ماں ہونے کے جوہر میری روح کو ودیعت کیئے گئے ہیں۔

سمندر کی ہر سیپ میں کان کے ہر ایک پتھر کے ٹکڑے میں میرا جلوہ ہے میں دھرتی ماتا ہوں۔ میں کروڑوں پدموں بے زبان مخلوق کی ان دیوی ہوں۔ اگر میں نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا۔

جب تو میری آغوش میں سکوت اور خاموشی سے پل اور بڑھ رہا تھا تیرا حسن ظاہری جس وقت ترقی کرتے تھے تو میں خوش تھی کہ میری بیل لا رہی ہیں۔ اور میں ایک نقاب نامعلوم چہرے پر ڈالے اس جسمانی اور ذہنی ترقی کے میدان میں نگہبان فرشتہ کی طرح تیرے ساتھ ساتھ تھی۔

ممکن ہے کہ پھول سے بو کافور ہو جائے۔ شب چراغ ماند پڑ جائے۔ سورج سے نور و حرارت رخصت ہو جائے۔ عارض رخ سے حسن جاتا رہے مگر تیری محبت میرے دل سے کبھی نہیں جا سکتی تو میری دعا ہے کہ تو کمال عقل کا پتلا ہو کر اُٹھے ابنائے جنس میں امام وقت اور مرشد راہ ہو آج میں تجھے اپنے گھر سے رخصت کرتی ہوں اور مادر تعلیم کے سپرد کرتی ہوں یہ وہ بالا تر ہستی ہے جو اپنی تدبیر کے ذریعہ سے ایک مجبور و گرفتار روح کو حقیقی و دائمی آزادی بخشتی ہے۔ حواس ہی کی تربیت نہیں کرتی بلکہ ایک زبردست حس یعنی ضمیر کو آراستہ کر کے تجھے تہذیب نفس کے عرش معلیٰ پر پہونچائے گی۔ تجھ میں تخلیقی قوتیں زندہ کرے گی اور قادر الکلام ادیب، جادو نگار، سحر بیان جیسے خطاب دلائے گی۔ خدایا میرے اس بچہ کو اپنے کمال فیض سے اس دنیا میں ایک مقام اعلیٰ پر پہونچا دے خاک پتلے میں وہ زبردست روحانی قوتیں مخفی ہیں کہ انہیں ذرا مس کرنے پر یہ دنیا کو فوق العادت کرشمے دکھا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ تعلیم کا اعجاز ہے یہ تعلیم عنایت فرما نیک ہدایت سنتے۔

کم عمری کی شادی

(از خ۔ ج۔ بیگم رامپوری)

ہمارے ملک کا عام دستور ہے کہ کم عمر لڑکیوں کی شادی کی جاتی ہے جسکا سب سے بڑا نقص جس سے قسم قسم کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں تعلیم ہے جو وقت کم ہونے سے نامکمل رہجاتی ہے۔ نیک و بد کی تمیز اچھی طرح نہیں کر سکتیں مزاج شناسی کے جوہر بیش بہا سے محروم رہتی ہیں جس کی خرابی اظہر من الشمس ہے یہ تو فطری بات ہے کہ جس جگہ کچھ عرصہ رہتے ہوئے گذر جائے تو اسکو چھوڑتے وقت تکلیف ہوتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس گھر میں اتنی عمر گذر رہے وہ لوگ ایسے رفیق رہے۔ جن سے ایک سکنڈ کے واسطے جدا نہ ہوئی دفعتہً چھوٹ جائیں۔ ورپھر رنج نہ ہو پھر چونکہ اُن میں اتنی عمر علم اور عقل نہیں ہوتی ہے کہ اتنی بڑی پریشانی کی متحمل ہوں لایعنی شکایتیں والدین سے کرتی ہیں جسکو وہ بعض وقت بہت کچھ سمجھتے ہیں اور جس سے بیجا رنجش کا پہلو نکلتا ہے بعض وقت مرد جو عموماً تعلیم یافتہ ہی ہوتے ہیں اپنی بیوی کی تعلیم کم ہونے کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں جسکو یہ جنہیں اتنی عقل تو ہوتی ہی نہیں کہ اپنے شوہروں کی کبیدگی کا باعث دور کریں اسکو برائی پر محمول کرتی ہیں جسکا نتیجہ رنجش اور خانہ جنگی کا باعث ہوتا ہے ماں نند، وغیرہ کی نصیحت آمیز باتوں کو جو اُنکی بہتری کے واسطے ہوتی ہیں۔ برائی کے ساتھ منسوب کرتی ہیں۔ اس غلط فہمی سے دوستوں کو دشمن بنا کر نوبت مجادلہ کی پہونچاتی ہیں۔ اتفاقاً بعض لڑکیوں کی شادی بیوی والے سے یا بیوی کا انتقال ہو چکا ہو اور صاحب اولاد ہو ہو جاتی ہے تو بوجہ صغر سنی و کم علمی کے بغض و حسد کی آگ دونوں طرف مشتعل ہوتی ہے اور گھر ویران ہو جاتا ہے اور سوتیلی ماں اس سے قطع نظر کر کے کہ وہ بھی خدا کی بنائی ہوئی مخلوق ہے اور اسکے اختیار میں ہے چاہے راحت پہونچائے یا تکلیف طرح طرح سے ستاتی ہے جس سے شوہر کے دلمیں بھی فرق پڑتا ہے اور آئندہ کے واسطے اولاد کے بھی۔

لڑکی کے والدین کو چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے جان بوجھ کر یہ ظلم پہلی بیوی پر نیز اپنی لڑکی پر گوارا نہ کریں اور اپنے آپ کو اس تکلیف سے بچائیں جو سوہان روح ہوتا ہے۔ اور اگر لڑکی سمجھدار ہوگی اور بےخبری میں ایسا اتفاق ہو بھی جائے تو بوجہ سمجھدار اور ذی علم ہونیکے اچھی طرح نباہ ہو سکتی ہے اور اُنکو بھی کسیطرح کے رنج کی نوبت نہیں آتی۔

پس میری ہر صاحب اولاد اور خاصکر اُن صاحبان سے جو لڑکیاں رکھتے ہیں استدعا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے کم عمری میں شادی کرنے سے بچیں اور چونکہ مرد ہیں ذی علم ہیں مسلمان ہیں اور اسلام ہر کمزور کے ساتھ نرمی کا حکم دیتا ہے۔ حتی الامکان اس بیچاری جاندار بے زبان مخلوق پر رحم کریں اور اپنی زندگی بھی راحت سے بسر کریں اور اپنی اولاد کو بھی شاداں و فرحاں دیکھیں۔ اور اپنا دل شاد کریں۔ آمین

اور چونکہ میں بھی اسی مخلوق میں ہوں جیسے اپنی ہمجنسوں کے ساتھ دلی ہمدردی ہے

تیر از کماں جستہ

(۱)

کانپور اپنی تجارتی خصوصیات کی بنا پر نہایت آباد اور بارونق شہر ہے لیکن تحقیق کی ضرورت پیش آئے تو معلوم ہوگا کہ اُس کی آبادی کا بیشتر حصہ اُن تارکانِ وطن پر مشتمل ہے جو کاروباری اور تجارتی مشاغل کی وجہ سے اپنا گھر بار چھوڑ کر یہاں چلے آئے چنانچہ ہمارے محترم دوست اور ہماری ناچیز قلمی خدمات کے سچے قدردان شیخ عبدالحق صاحب مرحوم بھی کانپور کے باشندے سمجھے جانے کے باوجود کانپور کے باشندے نہ تھے۔ اُن کا اصلی وطن مرادآباد کا ایک مشہور قصبہ تھا عنفوانِ شباب میں بسلسلۂ ملازمت کانپور میں مقیم ہوئے اور پھر قسمت نے ایسی یاوری کی کہ رفتہ رفتہ شہر کے مشہور اور کامیاب تاجروں میں شمار ہونے لگے۔ شیخ صاحب نے کانپور ہی میں شادی کر لی اور ایسی مستقل بود و باش اختیار کی کہ وطن سے تعلقات بالکل منقطع ہو گئے۔ جب تک وہ زندہ رہے کبھی کبھی اعزہ سے خط و کتابت ہو جاتی تھی۔ اُن کے انتقال کے بعد یہ سلسلہ بھی موقوف ہو گیا۔ جب شیخ صاحب مرحوم نے انتقال کیا تو لاکھوں روپے کی جائداد اپنے وارثوں کے لیئے چھوڑی۔ اُن کے وارثوں میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکی کی عمر پندرہ سولہ سال کی تھی اور لڑکا اُس سے پانچ برس چھوٹا تھا۔ شیخ صاحب کی زندگی ہی میں لڑکی کی نسبت اُن کی بیوی کے عمزاد بھائی کے لڑکے سے پختہ ہو گئی تھی اور اگر اُن کی زندگی وفا کرتی تو وہ جلد سے جلد اس کارِ خیر سے سبکدوشی حاصل کر لیتے۔ شیخ صاحب کو اپنی صاحبزادی شاہدہ سے بہت الفت تھی اور انہوں نے اُس کی تعلیم و تربیت پر بہت روپیہ صرف کیا تھا۔ وہ اردو نوشت و خواند۔ سینے پرونے اور کھانے پکانے میں اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتی تھی اسی بنا پر شیخ صاحب یہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی سوداگر زادہ سے محض اُس کے تمول کا لحاظ کر کے شاہدہ کی شادی کریں بلکہ اُن کی یہ خواہش تھی کہ وہ ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال شخص سے بیاہی جائے۔ اس خیال کو وہ اتنا پسند کرتے تھے کہ خود دولتمند ہونے کے باوجود یہ نہیں چاہتے تھے کہ شاہدہ ایک دولتمند گھر میں بیاہ کر جائے۔ شیخ صاحب کی بیوی بھی اس معاملہ میں اپنے شوہر سے متفق الرائے تھیں۔ لیکن جستجوئے بسیار کے باوصف بھی کوئی خاطر خواہ داماد شیخ صاحب کو نصیب نہیں ہوا۔ آخر اسی اثنا میں اُن کی بیوی کے عمزاد بھائی کے صاحبزادے میاں محمد مسلم کی بیوی کا انتقال ہوا۔ محمد مسلم کی عمر تیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ اُنہوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے بی۔ اے اور ایل - ایل بی کی ڈگری حاصل کی تھی لیکن وکالت میں اُنہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور اس لیئے وہ ملازمت پر مجبور ہو گئے۔ صوبجات متحدہ میں تو اُن کے لیئے کوئی صورت نکل نہ سکی البتہ پنجاب میں بعض زبردست وسائل نے اُنہیں کامیاب کر دیا اور وہ جہلم کے ضلع میں منصف ہو گئے۔ محمد مسلم کو اگرچہ زیادہ تنخواہ نہیں ملتی تھی لیکن وہ اپنی قدرتی جزرسی۔ کفایت شعاری اور ضبط نفس کی وجہ سے ماہانہ کافی رقم پس انداز کر لیتے تھے اور وکالت کی نسبت اپنے آپ کو زیادہ مطمئن پاتے تھے کیونکہ ایک درخشاں مستقبل اُن کے سامنے تھا۔

(۲)

سنہ ۱۶ء میں جب محمد مسلم نے بی اے کا امتحان پاس کیا تو اُن کے والدین کو شادی کی فکر ہوئی اور بالآخر چند روز کی سلسلہ جنبانی کے بعد حافظ محمد حسین ٹھیکیدار کی صاحبزادی سے اُن کا عقد ہو گیا۔ محمد مسلم کی شادی ہندوستان کی رسم و رواج کے مطابق اس طرح ہوئی تھی کہ شادی سے پہلے وہ بیوی کی شکل و صورت اور عادات و سیرت سے بالکل ناآشنا تھے۔ شادی کے بعد جب اُنہوں نے بیوی کو دیکھا اور چند روز کے بعد جب اُسکی اخلاقی حالت سے آگاہ ہوئے تو اُنہیں زندگی کی اِس دوسری کروٹ سے چنداں خوشگواری پیدا نہیں ہوئی۔ محمد مسلم کی بیوی سرخ و سفید تھی۔ لیکن حسین نہ تھی۔ لکھی پڑھی تھی لیکن عقل و شعور اور تمیز و ادب سے بے بہرہ تھی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اُسمیں محمد مسلم جیسے سخت گیر اور تنک مزاج شوہر کی بیوی بننے کی صلاحیت نہ تھی۔ محمد مسلم جزرس تھے اور وہ مُسرف۔ یہ رونی صورت مکتبے تھے اور وہ ہنس مکھ تھی اور اس لیئے دونوں میں نباہ ہونا بہت دشوار تھا۔ ہر انسان نے ایک جدا مزاج پایا ہے۔ بعض لوگ طبعاً محکوم ہیں اور بعض حاکم۔ بعض فطرۃً قیود پسند ہیں اور بعض آزاد طبع۔ جو شخص طبعاً محکوم ہے وہ آقا اور خود مختار ہو کر بھی محکوم رہے اور جو شخص طبعاً حاکم ہے وہ نوکر اور غلام ہو کر بھی حکومت کرے گا۔ اگر تمہیں امرا کی ہمنشینی کا موقع ملا ہے تو کہیں نہ کہیں دیکھا ہوگا کہ ہر طرح اختیار و اقتدار حاصل ہو نیکے باوجود امیر صاحب محکوم بنے ہوئے ہیں اور نوکر اُن کے خیالوں پر حکومت کرتے ہیں اسی طرح جو لوگ طبعی طور پر قیود پسندی کا مادہ رکھتے ہیں وہ آزادی کے تمام مدارج حاصل ہونیکے باوجود اپنے آپ کو مقید رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ قدرتاً آزاد طبع واقع ہوئے ہیں وہ سخت مجبور و مقید ہونے پر آزادی کا دامن نہیں چھوڑتے۔ محمد مسلم فطرۃً قیود پسند تھا اور یہی وجہ تھی کہ اُس نے وکالت کا آزاد پیشہ چھوڑ کر اور اُسے کامیاب بنانے کے لیئے کافی جد و جہد کیئے بغیر ملازمت کی پابندیاں گوارا کر لیں۔ اُس نے خواہ مخواہ اپنے اوپر اتنی ذمہ داریاں اور اتنی پابندیاں عائد کر لیں تھیں کہ اُس کی زندگی ایک قیدی کی زندگی کا نمونہ بن گئی تھی وہ صبح کو ۴ بجے اُٹھتا مگر اس لیئے نہیں کہ سحر خیزی ایک نعمت اور صبح کی نماز ایک دولت ہے بلکہ صرف اس لیئے کہ پابندیوں میں ایک اضافہ پیدا ہو۔ بستر سے اُٹھنے کے بعد وہ یہ بات گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ بیوی خواب شیریں کے مزے لیتی رہے وہ اُسے فوراً بیدار اور فوراً گھر کے دھندوں میں اُلجھ جانے کے لیئے تیار کرتا تھا۔ شباب کی متوالی نیند جو بیس سال سے کم عمر والی لڑکیوں کی بلا شرکت غیرے جائداد ہے۔ کسی طرح کروٹ بدلنے کی اجازت نہیں دیتی تھی لیکن محمد مسلم کی جلادیاں پہر راحت کے لیئے تیغ بکف رہتی تھیں اور غریب بیوی جسکے لیئے میکے سے رخصت ہونے کے بعد یہ فیصلہ دشوار ہو گیا تھا کہ وہ گھر کی بیوی ہے

یا گھر کی خادمہ ہے چارو ناچار اُٹھ کر چولھے کے پاس جا بیٹھتی تھی تاکہ چائے کی ایک اور صرف ایک پیالی کے بقدر پانی گرم کرے۔ خدمات کا یہ سلسلہ صبح کے ۴ بجے سے شروع ہو کر رات کے دس گیارہ بجے ختم ہوتا تھا۔ موسم گرما میں تو یہ پابندیاں کسی نہ کسی طرح گوارا ہو گئیں لیکن موسم سرما کے آتے ہی قُویٰ ان احکام سے سرتابی کرنے لگے اور جب اُنہیں مجبور کیا گیا تو نمونیا کے ایک شدید حملے نے اس کشمکش کا ہمیشہ کے لیئے خاتمہ کر دیا۔ بیوی کے انتقال سے محمد مسلم کو کچھ زیادہ رنج نہیں ہوا کیونکہ اختلاف طبیعت کی وجہ سے وہ اُنہیں چنداں مرغوب نہ تھی۔

(۳)

محمد مسلم کی اِن مخصوص عادات سے اُس کنبہ والے کافی طور پر آگاہ نہ تھے کیونکہ جب سے اُس کی عملی زندگی کا آغاز ہوا وہ عموماً پردیس میں اور اپنے وطن سے صدہا میل دور رہا۔ اگر اس جزرسی اور سخت گیری کا صحیح حال معلوم ہوتا تو شاید شیخ عبدالحق اور خاصکر اُن کی بیوی شاہدہ کو موت کے حوالے کر دیتیں اور اُس کے ساتھ شادی پر آمادہ نہ ہوتیں۔ لیکن نوشتۂ تقدیر میں ترمیم ناممکن ہے۔ سخت جستجو کے باوجود شاہدہ کے لیئے ایک تعلیم یافتہ شوہر میسر نہ آ سکا اور بالآخر محمد مسلم ہی کے ساتھ اُس کی شادی کا فیصلہ کرنا پڑا۔ محمد مسلم نے شاہدہ کو بارہا دیکھا تھا۔ وہ اُسے صورۃً اور سیرۃً پسند کرتا تھا۔ اور جب شادی کا معاملہ پختہ ہو گیا تو اُسے یقین آنے لگا کہ زندگی کے باقیماندہ ایام عیش و آرام کے ساتھ بسر ہونگے۔ شیخ عبدالحق صاحب اپنی زندگی ہی میں بیٹی کے جہیز کا پورا سامان کر چکے تھے۔ اُن کی وفات کے چھ ماہ بعد شاہدہ کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد ایک ماہ تک وہ کانپور میں مقیم رہی اور پھر محمد مسلم اُسے اپنے ہمراہ جہلم لے گیا۔ شاہدہ کی والدہ کو اسکا خیال ہی نہ تھا کہ محمد مسلم ڈھائی سو روپے ماہوار تنخواہ پانے کے باوجود گھر میں ایک خادمہ بھی نہ رکھیگا تاہم اُنہوں نے اپنی بیٹی کی آرام دہی کے لیئے ایک قدیم الخدمت اور قابل اعتماد عورت کو ساتھ کر دیا۔ محمد مسلم کو یہ بات کسی قدر ناگوار تھی لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ اِس خادمہ کے مصارف بھی شاہدہ کی والدہ چھ ماہ کے لیئے ادا کر چکی ہیں تو وہ خاموش ہو گیا۔ محمد مسلم اگرچہ اپنے اصول کا نہایت پابند تھا لیکن حسن و جمال کی قدرتی دلربائی اور اخلاق و عادات کی شائستگی سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہ سکا شادی کو ابھی ایک سہ ماہی گزری تھی کہ وہ بیوی کا عاشق زار ہو گیا۔ اس تبدیلی کا یہ باعث تھا کہ شاہدہ اُس کے معیار کے مطابق حسین تھی۔ اُس کی توقع سے بڑھ کر سلیقہ شعار اور خوش خو تھی اور ایک خاص بات یہ تھی کہ جب سے وہ جہلم آئی تھی اُسکی والدہ نے تحائف کا تار باندھ دیا تھا اور ان کے علاوہ ہر مہینے پچاس روپے کا منی آرڈر میوہ خوری کے نام سے آتا تھا جس کے یہ معنی تھے کہ محمد مسلم کو اپنے مصارف خانگی کے لیئے بہت کم تنخواہ کی بندھی ہوئی رقم کو چھیڑنے کی ضرورت تھی۔ اور اس سے بڑھ کر وہ کس بات سے خوش ہو سکتا تھا۔ لیکن اِن باتوں کے باوجود وہ اپنے نیچر کو نہیں بدل سکتا تھا۔ کبھی کبھی اُس کی فطرت میں تموّج پیدا ہوتا تھا کبھی کبھی صفرا کی زیادتی اُس کے مزاج میں فوری اشتعال پیدا کر دیتی تھی اور وہ معمولی سے معمولی بات پر شاہدہ سے ناخوش ہو جاتا تھا۔ اگرچہ شادی کے بعد پہلی سہ ماہی میں اس قسم کے مواقع بہت کم پیش آئے۔

(۴)

دوسری سہ ماہی میں محمد مسلم کی اخلاقی قوتیں تصنع اور تکلف کے پردے چاک کرنے لگیں جس حد تک شاہدہ اطاعت گزار ثابت ہونے لگی اور جس حد تک بے تکلفی بڑھتی گئی اُسی حد تک محمد مسلم کی بدمزاجیاں اور سخت گیریاں نمایاں ہوتی گئیں۔ شاہدہ تو اِن باتوں کو پردۂ وصلت ہونے کے باوجود کسی حد تک انگیز کر لیتی تھی لیکن جو خادمہ کہ اُس کے ہمراہ آئی تھی اُسے سخت ناگواری پیدا ہوتی تھی۔ اور جب محمد مسلم کچہری چلا جاتا تھا تو وہ شاہدہ کو اُکسانے اور اُبھارنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتی تھی۔ اُس کی خواہش یہ تھی کہ شاہدہ محمد مسلم کو ترکی بہ ترکی جواب دے۔ اُسے جزرسی کے طعنے دیا کرے اور اُسے جتائے کہ شادی کے بعد سے ابتک اُسکا بار شوہر پر نہیں ہے۔ شاہدہ اگرچہ ہوشمند اور تعلیم یافتہ تھی لیکن پھر نوجوان اور ناتجربہ کار تھی۔ اُس نے عرصہ تک اپنے آپکو خادمہ کی تعلیمات سے محفوظ رکھا لیکن آخر کار کب تک وہ اِس مثل کی مصداق نہ بنتی کہ "آدمی کا شیطان آدمی" ہے۔ اُس کے دل میں بھی محمد مسلم کی بیجا ناراضیوں اور کج فہمیوں پر اشتعال پیدا ہونے لگا۔ اور وہ محمد مسلم کو اُس کے تلخ کلمات پر جواب دینے لگی۔ شاہدہ چونکہ ہوشمند اور تعلیمیافتہ تھی اس لیئے وہ ایسا معقول اور خاموش کن جواب دیتی تھی کہ محمد مسلم ایل ایل بی ہونے کے باوجود الفاظ ڈھونڈتا رہ جاتا تھا۔ اور جب بات کا جواب نہیں بن پڑتا تھا تو وہ انتقام کے دوسرے وسائل اختیار کرتا تھا۔ سخت کلامی پر اُتر آتا تھا۔ دو دو روز کھانا نہیں چکھتا تھا۔ مردانہ سے زنانہ میں نہیں آتا تھا۔ شاہدہ کے پاس اِن مشکلات پر قابو پانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ وہ بسا اوقات اشکباری اور آہ و زاری میں مصروف رہتی تھی۔ رنج و مصیبت کا یہ عالم اُسوقت تک رہتا تھا جب تک محمد مسلم کا مزاج اعتدال پر نہ آتا اور شاہدہ کی دلربائیاں اور رعنائیاں یاد آ کر اُس کے دل کو بیقرار نہ کریں۔ بہرحال جب اسی حالت پر ایک ششماہی گزر گئی تو شاہدہ کی والدہ نے بیٹی کی واپسی کے لیئے شدید تقاضا شروع کیا۔ اور جب محمد مسلم نے پے در پے عذرات کے بعد خاموشی اختیار کی تو وہ گھبرا کر کانپور سے خود ہی جہلم چلی آئیں۔ محمد مسلم کو اپنی ساس کا آنا سخت ناگوار گزرا اور اس ناگواری کے تین سبب تھے ایک تو یہ کہ اُس نے شاہدہ کے ساتھ جو بدسلوکیاں کی تھیں اُن کا راز فاش ہوتا تھا۔ دوسرے یہ کہ اُسکی آزادی اور اشتعال طبع کے بیباکانہ اظہار میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا تیسرے یہ کہ مصارف کا بار ناقابل برداشت حد تک ترقی کر گیا تھا۔ لیکن ایک دولتمند ساس کے ساتھ وہ "سنگ آمد و سخت آمد" کہکر صبر کر لینے کے سوا اور کیا سلوک کر سکتا تھا۔ شاہدہ نے شوہر کی شکایت میں ایک حرف نہیں کہا لیکن اُس کی ہمراہی خادمہ نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا وہ شاہدہ کی والدہ سے حرف بحرف بیان کر دیا

(۵)

شاہدہ کی والدہ کو بیٹی کی تکالیف اور محمد مسلم کی بدمزاجیوں کا حال معلوم کر کے

بہت صدمہ ہوا۔ اُن کے دل کا سکون یہ دیکھ کر شاہدہ اور اُس کے بھائی پر موقوف تھا اور وہ ایک لمحہ کے لیئے روا دار نہ تھیں کہ ان دونوں میں سے کسی کو دُکھ پہونچے۔ اِن صدمات سے وہ اِس قدر متاثر ہوئیں کہ کئی وقت کھانا نہیں کھایا اور باوجود کوشش محمد مسلم کے ساتھ اپنی خوش مزاجی اور سلسلۂ گفتگو کو قایم نہ رکھ سکیں جسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ساس اور داماد کے درمیان ناگواری پیدا ہوئی۔ اور اِس ناگواری سے شاہدہ کو متاثر ہونا پڑا۔ صرف ایک ہفتہ ایسا گزرا کہ محمد مسلم نے ساس کے احترام میں اپنی زبان بند رکھی۔ اس کے بعد اُس کے اخلاق جوہر نمایاں ہونے لگے۔ اور اب چونکہ ماں کی موجودگی سے پوری تقویت حاصل تھی شاہدہ نے بھی جوابات میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔ اُس کی والدہ نے بھی وقتاً فوقتاً مداخلت کی خادمہ نے بھی طعن وتشنیع کا برمحل استعمال کیا اور وہ گھر جس کے در و دیوار نے ابتک محمد مسلم کے زجر و توبیخ اور شاہدہ کی آہ وزاری کے سوا کچھ نہیں دیکھا تھا اچھا خاصہ میدانِ جنگ بنگیا۔ شام کے ۴ بجے سے صبح کے ۱۰ بجے تک جانبین میں کئی کئی بار تصادم واقع ہوتا تھا۔ محمد مسلم جب شاہدہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں پر نظر ڈالتا تھا تو اُس کی تمام شکایتیں رفع ہو جاتی تھیں اور وہ ایک پرستار کی طرح اُس کی اطاعت گزاری کے لیئے آمادہ نظر آتا تھا لیکن جب اُس کی فطرتی قوتیں اُبھرتی تھیں اور مزاج میں اشتعال پیدا ہوتا تھا تو محبت کے تمام جذبات فنا ہوجاتے تھے اور وہ امریکۂ قدیم کے ایک وحشی کی طرح مغلوب الغضب ہوکر معمولی سے معمولی بات پر سخت سے سخت بازپرس کرتا تھا۔ آخر ایک دن خانہ جنگی نے غیر معمولی خوفناک صورت اختیار کی۔ شام کے ۴ بجے سے رات کے ۲ بجے تک مسلسل سخت کلامی ہوتی رہی۔ بدقسمتی سے دوسرے دن اتوار تھا۔ اِس لیئے جنگ کا سلسلہ منقطع نہ ہوسکا۔ شاہدہ اُسکی والدہ اور خادمہ کے تلخ جوابات اور طعن وتشنیع نے محمد مسلم کو بالکل حواس باختہ کر دیا تھا۔ وہ نہایت مغلوب الغضب ہوکر شاہدہ کی طرف چُھری اُٹھا کر جھپٹا لیکن اُس کی خادمہ نے جو نہایت قوی الجثہ اور محمد مسلم کے لئے جسکے نشو ونما کی تمام قوتیں "بی اے" اور "ایل ایل بی" کے حروف میں منتقل ہوچکی تھیں بالکل کافی تھی اُس سے چُھری چھین کر پھینکدی اور ایسا دھکا دیا کہ "منصف" کا مجسمہ لڑکھڑاتا ہوا مسہری پر جاگرا۔ اب محمد مسلم کے اشتعال کی کوئی انتہا نہ تھی اُس نے زوجیت کے تمام اختیارات ایک ہی بار صرف کرڈالے اور شاہدہ کو طلاق دیدی۔ طلاق کے الفاظ ایسے واضح تھے اور اُن کو چھ سات بار ایسی سنجیدگی کے ساتھ استعمال کیا گیا تھا کہ ایک عیار سے عیار مفتی کے لیئے بھی تاویل کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

(۶)

زن وشو کی دُنیا میں اس سے بڑا کوئی حادثہ نہیں۔ جوانی کے عالم میں اس سے زیادہ تلخ اور تکلیف دہ کوئی پہلو نہیں۔ جس طرح دو لفظ دو مختلف ہستیوں کو ہمیشہ کیلیئے ایک دوسرے سے وابستہ کر دیتے ہیں اسی طرح دو لفظ دو متحد ہستیوں کو ایک دوسرے سے دائمی جدائی پر مجبور کرتے ہیں۔ وہی حورجمال شاہدہ جس کے بال بال پر ایک لمحہ پہلے محمد مسلم کا جائز قبضہ تھا اب بالکل نامحرم تھی۔ وہ نگاہیں جنکے درمیان کوئی حجاب کوئی خوف اور کوئی تکلف حائل نہ تھا اب ایک دوسرے کی طرف نہیں اُٹھ سکتی تھیں۔ وُہ دلفریب چہرہ جو اپنی تمام زیبائشوں اور خال وخد کی آرائشوں کے ساتھ محمد مسلم کے ذوق محبت کے لیئے وقف تھا اب اُس کے سامنے نہیں آسکتا تھا۔ طلاق کے خوفناک الفاظ استعمال کرنے کے بعد اُس جنگ کا یکلخت خاتمہ ہوگیا جو ۲۴ گھنٹہ سے چھڑی ہوئی تھی۔ سانپ کی نسبت سُنا ہے کہ ڈسنے کے بعد وہ خود بھی عرصہ تک مدہوش رہتا ہے بعینہ یہی حالت محمد مسلم کی تھی۔ ادہر تو شاہدہ نے آنچل سے اپنا مُنھ چھپا لیا اور اُدہر محمد مسلم اپنے الفاظ کی طاقت سے آگاہ ہوکر مردانہ کی طرف چلا گیا۔ شاہدہ اور اُسکی والدہ کے لیئے اس سے بڑھ کر اور کیا صدمہ ہوسکتا تھا اُن کے لیئے خواب وخور حرام ہوگیا۔ ہر وقت آہ وزاری اور ہر وقت اشکباری اُن کا مشغلہ تھا۔ شاہدہ کی والدہ کو اگر ایک طرف بیٹی کی تمام عمر برباد ہونے کا جانکاہ صدمہ تھا تو دوسری طرف خاندان میں بدنامی ورسوائی کا ملال تھا۔ وہ عجیب کشمکش میں تھیں۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔

محمد مسلم کا نشہ تیسرے دن اُترا۔ اُس کا اشتعال فرو ہوا۔ شاہدہ کو تین دن سے اُس نے نہیں دیکھا تھا۔ اُس کی یاد دل کو تڑپانے لگی۔ اور اُسپر کچھ ایسی بیخودی طاری ہوئی کہ وہ یہ امر واقعہ بالکل بھول گیا کہ اُس کے اور شاہدہ کے درمیان اب ایک خلیج نہیں بلکہ ایک سمندر حائل ہے۔ وہ بیتابانہ زنانہ میں داخل ہوا لیکن اُسے سخت مایوسی ہوئی جب شاہدہ کو اُس سے چھپا لیا گیا۔ وہ عالم وارفتگی میں ساس کے قدموں پر گر پڑا۔ ہاتھ جوڑے۔ منتیں کیں اور اِس قدر اظہار ندامت کیا کہ وہ بے اختیار رونے لگیں آخر اُنہوں نے کہا کہ اب میں کیا کرسکتی ہوں تم علما سے فتوی لو۔ اگر اُن کی اجازت ہو تو شاہدہ پھر تمہاری ہوسکتی ہے اور جبتک فتوی نہ ہوگا اُسوقت تک شاہدہ تمہارے سامنے نہیں آسکتی۔ ساس کی زبان سے یہ الفاظ سنکر محمد مسلم اور بھی زیادہ حواس باختہ ہوا لیکن وہ جانتا تھا کہ جو کچھ اُس سے کہا گیا ہے بالکل بجا اور درست ہے۔ اُسے چین کہاں تھا فوراً عالم سراسیمگی میں مولانا عبدالقادر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور "زید" و "ہندہ" کے فرضی نام لیکر اپنا تفصیلی واقعہ بیان کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ مسئلہ بالکل صاف ہے۔ اب رجوع کی صرف ایک صورت ہے کہ ہندہ کسی غیر شخص سے نکاح کرلے اور جب وہ شخص اپنی خوشی سے بلاجبر واکراہ طلاق دے تو وہ زید سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے محمد مسلم نے پوچھا کہ اگر کسی نابالغ لڑکے سے نکاح کردیا جائے تو کچھ حرج ہے؟ مولانا نے بتایا کہ نہیں۔ مرد عاقل و بالغ ہو۔ عورت اُس کے گھر بھیج دی جائے۔ اُسے تمام شوہری اختیارات اور خلوت صحیحہ کے مواقع حاصل ہوں اور پھر وہ اپنی خوشی سے جب طلاق دے اُسوقت ہندہ زید سے نکاح ثانی کرسکتی ہے۔ محمد مسلم یہ فتوی سُنکر کانپ اُٹھا۔ اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

(۷)

اگرچہ مولانا عبدالقادر صاحب شہر کے نامور مفتی اور عالم تھے لیکن محمد مسلم کو سرشت انسانی کے اس اصول کے مطابق کہ ناکامیوں اور ناخوشگوار باتوں کا یقین کرنے کے لیئے آسانی کے ساتھ دل تیار نہیں ہوتا اُن کے فتوے پر اعتماد نہیں ہوا۔ اُس نے ہندوستان کے متعدد مستند علما کو جوابی خط لکھے اور کئی ماہ اس انتظار میں رہا کہ شاید جواز کی کوئی صورت نکل آئے لیکن ہر جگہ سے وہی جواب آیا جو مولانا عبدالقادر صاحب سے وہ سُن چکا تھا۔ شاہدہ کی والدہ بھی رسوائی و بدنامی کے خیال سے وطن کو واپس نہیں گئیں۔ اور اگرچہ انہیں سخت نقصانات اُٹھانا پڑے لیکن ایسی حالت میں بیٹی کو تنہا چھوڑ دینا یا اُسے وطن لیجانا انہوں نے گوارہ نہیں کیا۔ آخر کار جب محمد مسلم کی توقعات بالکل باطل ہوگئیں اور شاہدہ کو دوبارہ حاصل کرنیکی کوئی صورت اس کے سوا باقی نہیں رہی کہ پہلے کسی دوسرے شخص کے ساتھ اُسکا نکاح کیا جائے تو اُس نے اپنے ہمدرد اور بے تکلف احباب سے اسکا تذکرہ کیا اور اُن سے خواہش کی کہ کوئی ایسا آدمی تجویز کردیں جو ہر طرح قابل اعتماد ہو۔ میں اُسے کچھ روپیہ بھی دونگا تاکہ وہ خوشی کے ساتھ اس زحمت کو گوارا کرلے اور اپنی مرضی سے دوسرے دن طلاق دیدے۔ محمد مسلم کے احباب نے جواب دیا کہ ہم تلاش کرکے آپکو اطلاع دینگے۔ جہلم میں عرصہ سے ایک ہندوستانی مقیم تھا (اہل پنجاب خود ہندوستانی ہونیکے باوجود ممالک متحدہ کے باشندوں کو ہندوستانی کہتے ہیں) اُسکا یہ مشغلہ تھا کہ عینکیں فروخت کرکے زندگی بسر کرتا تھا اُس کی عمر اگرچہ تیس سال سے زیادہ نہ تھی لیکن اُس کے قویٰ ایسے کمزور اور چہرہ ایسا بے رونق تھا کہ اُسکی عمر پچاس ساٹھ سال سے کم نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اس کمزوری کی وجہ سے مقامی اور موسمی تبدیلیاں اُسے بہت جلد بیمار کردیتی تھیں چنانچہ وہ جب سے پنجاب میں آیا تھا برابر بیمار رہتا تھا اور اُسکی صورتِ حال بتا رہی تھی کہ وہ ضرور دِق کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہے۔ جہلم کے باشندے اُس کے تفصیلی حالات سے بالکل بیخبر تھے۔ اُنہیں صرف اتنا معلوم تھا کہ وہ ایک بے سروسامان۔ مفلوک الحال ہندوستانی ہے اور غالباً وہ اپنے وطن میں کوئی عزیز نہیں رکھتا۔ اس ہندوستانی کا نام شمس الحق تھا اور سب اُسے "شمسی صاحب" کہتے تھے چونکہ وہ عینک کا کاروبار کرتا تھا اس لیئے تقریباً شہر کے تمام شرفا۔ امرا اور حکام سے واقف تھا اور اُن کے مکانوں پر پہونچتا تھا خوش خلق متدین اور چرب زبان آدمی تھا اس لیئے بعض اشخاص اُس کی مدارات کرنے لگے تھے۔ اور تپاک کے ساتھ پیش آتے تھے۔ محمد مسلم کے احباب نے یہ سمجھ کر کہ شمسی ایک غریب آدمی ہے۔ ہندوستانی ہے اور مدقوق ہونے کی بنا پر بے ضرر ہے۔ اس کے لیئے اُسے تجویز کیا۔ محمد مسلم خود بھی اُس سے واقف تھا اُس نے بھی یہ تجویز پسند کی۔ شمسی کو بلایا گیا اور پچیس روپے پر یہ معاملہ طے ہوا کہ وہ آج شام کو نکاح کرکے لیجائے اور کل صبح کو طلاق دیکر شاہدہ کو منصف صاحب کے مکان پر پہونچا دے۔ محمد مسلم کے احباب خوب جانتے تھے کہ شمسی بیکار محض ہے پھر بھی انہوں نے اُسے اچھی طرح سمجھا بجھا دیا تھا کہ یہ معاوضہ اُسے کس بات پر دیا جا رہا ہے

(۸)

شمس صاحب کا مکان کیا تھا ایک چھوٹا سا بالائی کمرہ تھا جس میں ایک چار پائی پڑی تھی۔ چٹائی کا فرش تھا۔ کمرہ کے ایک گوشہ میں عینکوں کا بکس رکھا تھا اور ایک طرف ایک انگریزی چولہا دو تین چائے کی پیالیاں اور ایک دو المونیم کی دیگچیاں تھیں کمرہ کے سامنے دو چار پائیوں کے بقدر صحن تھا اور پھر ایک چھوٹا سا زینہ جو بازار کی سڑک پر واقع تھا۔ شمسی صاحب آج شب کو اس شان سے اپنے دولت خانہ پر وارد ہوئے کہ آگے آگے ایک ڈولی تھی اور پیچھے پیچھے وہ خود۔ تنفس غیر معتدل تھا۔ ہاتھ پاؤں اور چہرہ سے تکان ظاہر تھا۔ محمد مسلم کے مکان سے اُن کے کمرہ تک ڈیڑھ میل سے کم فاصلہ نہ تھا۔ اور اس قدر فاصلہ دو بار پیادہ پا طے کرنا شمسی جیسے بیمار کے تھکا دینے کے لیئے بالکل کافی تھا۔ راستہ میں شاہدہ کی آنکھ سے آنسو نہیں تھمتے تھے اور اس تنگ و تار کمرہ میں پہونچکر وہ زار زار رونے لگی۔ شمسی صاحب نے کمرہ میں پہونچکر لمپ روشن کیا جسکے ساتھ ہی شاہدہ نے اپنا منہ چھپا لیا۔ شمسی صاحب نے اُس سے کہا کہ آپ چار پائی پر آرام کریں۔ اور خود چٹائی پر بیٹھ گیا۔ اسوقت شمسی اور شاہدہ دونوں کی قوت متخیلہ ایک ہی کام میں مصروف تھی۔ شمسی یہ سوچ رہا تھا کہ صبح تک ہی سہی لیکن مجھے اس عورت پر پورا اقتدار حاصل ہے۔ قانون اور شریعت دونوں کو اتفاق ہے کہ میں جسطرح چاہوں اس سے تمتع حاصل کرسکتا ہوں۔ شاہدہ اس خیال میں محو تھی کہ میں اگرچہ وحشت زدہ ہوں لیکن درحقیقت ایک نامحرم کے ساتھ نہیں ہوں۔ چند گھنٹے کے لئے ہی سہی لیکن یہ شخص میرا شوہر ہے اور مجھپر پورا اختیار رکھتا ہے۔ شمسی کا خیال کبھی کبھی زیادہ وسعت پذیر بھی ہوجاتا تھا اور وہ ایک لمحہ کے لیئے یہ بھی سوچنے لگتا تھا کہ میری مرضی کے بغیر یہ عورت مجھ سے جدا نہیں ہوسکتی جب جانبین کی اس محویت خیال پر کافی مدت گزر گئی رات کی خاموشی اور تنہائی میں دو زن و مرد کا ایک محفوظ مکان میں موجود اور تمام خطرات سے بے پروا ہونا ایک ایسا امر نہ تھا جو شمسی کے بے جان قالب میں ایک نئی روح اُس کے اعصاب میں نئی قوت اور اُس کے خیالات میں نئی جولانیاں پیدا نہ کردے وہ اپنے اقتدار شوہری سے کوئی عملی فائدہ اُٹھانے کے لیئے تیار نہ تھا لیکن کم از کم یہ جذبہ اُس کے دلمیں نہایت قوی ہوگیا کہ عیش و راحت کے ان اتفاقی گھنٹوں کو کم از کم پرلطف گفتگو میں ضرور صرف کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اُس نے شاہدہ کو پہلے لجاجت اور پھر تحکم کے ساتھ مخلی بالطبع اور بے حجاب ہوکر بیٹھنے اور گفتگو کرنے پر مجبور کیا لیکن جوں ہی شاہدہ اُٹھ کر بیٹھی اور اُس نے شمسی کی طرف نظر اُٹھائی کہ غربت زدہ مفلوک الحال شخص غش کھاکر گر پڑا۔ شاہدہ اپنی معصومیت کی وجہ سے اس معاملہ کو کچھ سمجھی اور کچھ نہ سمجھی بارے تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد وہ اُٹھی۔ شمسی کے منہ پر پانی کے چھینٹے دئے اور آنچل سے ہوا دینے لگی۔ بڑی دیر کے بعد شمسی کو ہوش آیا۔ لیکن اُس کی نگاہیں ہنوز مخمور تھیں۔ اُس نے کہا میں نے تمہیں کہیں دیکھا ہے۔ اور دیر تک شاہدہ کا چہرہ دیکھ کر اُس نے کہا کیا تم کانپور کی رہنے والی ہو؟ شاہدہ نے متعجبانہ جواب دیا "جی ہاں" اور پھر شمسی نے کہا کیا تم شیخ عبدالحق کی صاحبزادی ہو؟ شاہدہ نے کہا "جی ہاں" شمسی نے کہا میں اُن کا حقیقی بھتیجا ہوں۔ میرے والد یعنی تمہارے حقیقی چچا کا نام شیخ فضل حق تھا۔ شاہدہ اس نام سے اچھی طرح واقف تھی۔ اسکے بعد دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی اپنی داستان سنائی۔ شمسی نے بتایا کہ ابھی میں کمسن ہی تھا کہ والد نے انتقال کیا۔ اس حادثہ کے چند روز بعد میں اپنی

والدہ کے ہمراہ کانپور گیا۔ شیخ عبد الحق صاحب نے خواہش کی کہ والدہ مجھے اُن کے پاس چھوڑ دیں لیکن وہ کسی طرح رضامند نہیں ہوئیں حتی کہ شیخ عبد الحق صاحب سخت ناراض ہو گئے۔ اس ناراضی کی وجہسے والدہ نے ہمیشہ کے لیئے اُن سے تعلقات منقطع کر لیئے۔ میری تمام عمر عسرت اور فلاکت میں بسر ہوئی والدہ کے انتقال کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ کانپور چلا جاؤں لیکن معلوم ہوا کہ اُنہوں نے رحلت فرمائی۔ ابتک میری شادی بھی نہیں ہوئی ہے اور والدہ کے انتقال کے بعد میرے تمام تعلقات وطن سے منقطع ہو گئے اس لیئے میں پنجاب چلا آیا۔ شمسی کے حالات سنکر خون نے جوش مارا۔ شاہدہ کے خیالات میں یکایک انقلاب پیدا ہوا۔ اُس نے فیصلہ کر لیا کہ اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا اور اس فیصلہ کے بعد اُس نے شمسی سے کہا کہ فوراً مجھے ہمراہ لے کر کانپور روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں میاں بیوی ۴ بجے کی ٹرین سے کانپور روانہ ہو گئے۔ اور کانپور پہونچکر شاہدہ نے اپنی والدہ کو خط لکھا کہ اب میں اپنی موجودہ حالت کو بدلنے کے لیئے تیار نہیں ہوں آپ بھی مکان پر چلی آئیں اس حادثہ سے محمد مسلم کا دماغ بیکار ہو گیا۔ انہوں نے ملازمت ترک کر دی۔ اور اسوقت کانپور میں مقیم ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ اُنہیں قطعی پاگل سمجھتا ہے اور اُن کی جنون آمیز باتوں سے لطف اُٹھاتا ہے۔ شمسی صاحب کو اب بیجا ناز و شوار ہی دولت کی آسائشیں میسر آتے ہی اُن کے تمام درد دکھ اور ضعف و نقاہت کی شکائتیں دور ہو گئی ہیں۔ اور خوراک و پوشاک نے ایک قابل تنفر پیکر سے ایک جوان رعنا کا دلفریب مجسمہ تیار کر دیا ہے۔ از مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر

جنکو لایق داماد کی ضرورت ہو وہ پڑھیں

ایک صاحب صوبجات متحدہ کے ایک باشندے ہیں۔ شہر کے رہنے والے ہیں غیر شادی شدہ ہیں پچیس سال عمر ہے۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں نہایت ذہین اور ہوشمند ہیں۔ صورت شکل بھی خاصی ہے تندرست اور صحیح الفطرت ہیں۔ کاروباری معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس وقت ایک سو بیس روپے ماہوار پر ایک کارخانہ میں منیجری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت شریف خاندان ہیں والد کا انتقال ہو چکا ہے باقی تمام اعزہ موجود ہیں۔ صاحب موصوف کو تجارت کا بہت شوق ہے اور بڑی تمنا ہے کہ وہ ایک بڑے کاروبار کے مالک بنیں اور اپنی زندگی عزت شہرت اور کامیابی کے ساتھ بسر کریں اُن کا خیال ہے کہ تنخواہ میں سے تھوڑی تھوڑی رقم بچاکر یہ آرزو پوری کی گئی تو کامیابی ضرور ہوگی لیکن بڑھاپے تک۔ وہ اپنی جوانی اور بڑھاپے دونوں کو سرسبز اور کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ ایک متمول گھرانے میں شادی کرنا چاہتے ہیں اور ایسی بیوی کے خواہشمند ہیں جو بذات خود یا اُسکے والدین کم از کم اتنے دولتمند ہوں کہ بیس پچیس ہزار کی رقم کاروبار میں لگا سکیں صاحب موصوف کرکسی طرح بددیانتی یا بدنیتی مقصود نہیں وہ اس کاروباری زندگی سے خود بھی فائدہ اُٹھائینگے اور بیوی کے والدین کو بھی فائدہ پہونچائیں گے۔ وہ مسلمان سنی المذہب سید ہیں۔ لیکن اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُنہیں بیوی کے متعلق اس سے زیادہ کچھ خیال نہیں کہ وہ مسلمان ہو قوم اور ذات کی کوئی قید نہیں۔ خوبصورتی اور بدصورتی کا کوئی امتیاز نہیں۔ خواہ دوشیزہ ہو۔ خواہ بیوہ ہو۔ خدا جانے ہندوستان میں ایسے کتنے کاروباری اور دولتمند اشخاص ہونگے جنکو ایک ایسے لایق داماد کی ضرورت ہوگی جو اُنکو کاروبار میں مدد دے یا اُن کی دولت کی افزائش کا باعث ہو۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کیلئے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اس کار خیر کے لئے آمادہ ہوں وہ ہر طرح اپنا اطمینان کرسکتے ہیں کہ نوجوان موصوف کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اس پتہ سے خط و کتابت ہونی چاہیئے۔

ایم ۔ اے

بتوسط رسالہ "دین و دنیا" دہلی

ہر مقصد میں کامیابی
بازو بند نظامی

دہلی کے ایک مشہور و معروف خدا رسیدہ بزرگ کا خاص عطیہ جسے خود حضرت ممدوح بارہا آزما چکے ہیں

خواص یہ ہیں (۱) ہر مشکل سے نجات ہوگی (۲) ہر بیماری سے شفا ہوگی (۳) جسکے پاس جاؤگے وہ عزت کریگا (۴) حکام مسخر ہونگے (۵) مقدمہ تمہارے حق میں فیصل ہوگا (۶) ہزار امیدوار ہوں مگر نوکری تمہیں کو ملیگی (۷) طالب علم امتحان میں کامیاب ہونگے (۸) جسکا خیال دل میں ہوگا وہ محبت کرے گا (۹) عزیزوں اور دوستوں میں سرفرازی حاصل ہوگی (۱۰) میاں کے پاس ہو تو بیوی لونڈی کیطرح فرمانبرداری کریگی بیوی کے پاس ہو تو میاں عاشق زار رہیگا (۱۱) دلہنوں کے پاس ہو تو سسرال والے آنکھوں پر بٹھائینگے۔ (۱۲) اہل کاروبار اور دوکاندار اپنے پاس ہونگے تو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوگی۔ (جسکے پاس یہ بازو بند ہوگا وہ کبھی بھوکا نہ رہیگا)

الغرض محبت تسخیر اور کامیابی مقاصد کیلئے بینظیر چیز ہے

بازو بند نظامی کا ہدیہ پانچ روپئے علاوہ محصولڈاک
بذریعہ منی آرڈر۔ یا بذریعہ وی پی

ملنے کا پتہ

فلکی شاہ معرفت خواجہ ڈپو دہلی

REGISTERED, No. L, 1313

جلد ۴ - نمبر ۹



رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

چیست دُنیا؟

از خدا غافل بُدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دُنیا

جو

ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے واپس منگالے

سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے

سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے

ششماہی عہ مع محصول وغیرہ

۱۹۲۴ء

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی بے مثال کتابیں

میلاد نامہ تیز رنگ کا قابل دید مستند مولود شریف ہے، اور خواجہ صاحب کی اسلامی تاریخ کے سلسلے کا پہلا حصہ ہے اس میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس حالات اور پاک و پاکیزہ اخلاق اور عادات کا تفصیلی بیان ہے۔ قیمت عہ

محرم نامہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جس میں وفات رسول کے بعد کے واقعات۔ خلافت کے جھگڑوں کا پورا بیان جنگ جمل و صفین کا تفصیلی حال۔ شہادت امام حسین کے اصلی سبب۔ معرکہ کربلا کی تحقیقی اور درد انگیز کیفیت درج ہے۔ قیمت عہ

یزید نامہ یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے محرم نامہ کے بعد اسے ضرور پڑھنا چاہیے۔ اس میں خلفائے بنو امیہ کے حالات ہیں۔ معرکہ کربلا کے بعد حجاج بن یوسف کی سنگدلی پر خوفناک چڑھائی خانہ کعبہ کی بربادی ہزارہا صحابیوں کا قتل عبداللہ ابن زبیر کی شہادت وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔ قیمت عمر

طمانچہ بر رخسار یزید اس میں اشرار بنی امیہ کی سنگین اور شرمناک سازشوں اور بد چلنیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے، نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ

فاطمی دعوت اسلام اس دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہ نے اشاعت اسلام کے لیے اختیار کیے۔ قیمت سے ر

سفرنامہ مصر و شام و حجاز حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات باتصویر۔ نہایت دلچسپ اور مفید کتاب ہے۔ قیمت عجر

سی پارۂ دل حضرت خواجہ صاحب کے اُن اعلیٰ اور مذہبی مضامین کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہے جو تمام ملک سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ قیمت عجر

آپ بیتی حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت اپنی طرز کی بالکل نئی سوانح عمری مع تصاویر۔ قیمت عمر

کرشن بیتی ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابل دید باتصاویر سوانح عمری۔ قیمت عمر

گیارھویں نامہ یہ گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لیے خواجہ صاحب نے حضرت غوث پاک کے حالات میں بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے قیمت فی جلد صرف ۱۲ر

اردو دعائیں ہر موقع اور ہر محل کے لیے نہایت مؤثر اور نہایت پرلطف دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اردو میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۸ر

بیوی کی تعلیم عورتوں کی تعلیم کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی بے مثل و نظیر کتاب ہے ضرور منگائیے۔ قیمت عمر

بیوی کی تربیت یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں نہایت اہم سوالات اور ان کے بہت مفید اور کارآمد جوابات ہیں جو ہندوستان کی بڑی بڑی معزز اور تعلیم یافتہ بیبیوں نے تحریر کیے ہیں۔ قیمت عہ

اولاد کی شادی یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں اولاد کی شادی بیاہ کے متعلق تمام ضروری دینی و دنیاوی معلومات موجود ہے۔ قیمت عہ

بچوں کی کہانیاں بچوں کے پڑھنے کے لیے نہایت سبق آموز کہانیوں کا دلپذیر مجموعہ باتصاویر۔ قیمت صرف دس آنے۔

جگ بیتی درد و غم کے پرسوز اور عبرت خیز مضامین اور الم انگیز قصوں کا دلسوز مجموعہ۔ قیمت ۱۰ر

تسخیر مہر و قہر اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی نہایت مشہور اور مقبول کتاب۔ قیمت ۱۰ر

معلومات سیر دہلی جو حضرات غیر مقامات سے دہلی آتے ہیں یا گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنی چاہتے ہیں ضرور منگائیں۔ قیمت صرف ۱۲ر

تسکین الحساس تصوف کی ابتدائی معمول و قواعد اور اذکار و اشغال کی تعلیم۔ قیمت صرف ۸ر

چٹکیاں اور گدگدیاں حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ مگر بے حد نتیجہ خیز مضامین کا قابل دید مجموعہ جس کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہے قیمت ۱۲ر

خدائی انکم ٹیکس زکوٰۃ ادا کرنے کی ترکیب۔ زکوٰۃ کا فلسفہ۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دینی چاہئے۔ بہت سی ضروری معلومات۔ قیمت ۱۰ر

مرشد کو سجدۂ تعظیم قرآن مجید۔ حدیث شریف اور اقوال بزرگان دین سے سجدۂ تعظیمی کا جواز۔ قیمت ۸ر

روزنامچہ سفر ہندوستان حضرت خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات قیمت ۳ر

کم تو موت عشق دنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانے والی درد انگیز۔ قابل دید اور نہایت مقبول کتاب۔ قیمت عہ

مرگ نامہ کم تو موت جیسی مشہور کتاب کا دوسرا حصہ جو حال ہی میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۶ر

الملیق خطوط نویسی یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حصہ اول و دوم یکجائی۔ قیمت ۱۲ر حصہ سوم۔ قیمت ۱۲ر

قرآن آسان قاعدہ مسلمان بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لیے خواجہ صاحب کا لکھا ہوا عجیب و غریب قاعدہ جس کی تمام ملک میں دھوم ہے۔ قیمت ۸ر

تعلیم القرآن یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہے جس کو پڑھ کر وہ قرآن کی تمام ضروری باتوں سے بہت جلد واقف ہو جاتے ہیں قیمت ۸ر

امام الزماں کی آمد شیخ سنوسی کی پانچ رسالوں کا خلاصہ امام الزماں کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ اشارات جس میں حیرت انگیز پیشگوئیاں شامل ہیں قیمت ۱ر

لڑائی کا گھر خواجہ صاحب کے سات متفرق رسائل۔ توپ خانہ۔ بم۔ بندوق وغیرہ کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۶ر

قبروں کی غیبی نوشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار کے مزارات کے لیے مؤثر کتبے بالکل نئی چیز۔ قیمت ۳ر

ہندو مذہب کی معلومات یہ کتاب داعیان اسلام کی معلومات کے لیے لکھی گئی ہے قیمت ۸ر

سکھ قوم اس کتاب میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ قیمت ۶ر

غزنوی جہاد سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ۔ قابل دید تاریخی کتاب قیمت ۸ر

حلال خور اس کتاب میں ہندوستان بھر کے حلال خوروں کے مذہبی عقائد۔ رسم و رواج اور عقائد وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸ر

داعی اسلام اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنے کی ترکیبیں اور حکمتیں بتائی ہیں۔ قیمت ۳ر

گاندھی نامہ مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا قابل دید اور دلچسپ تذکرہ قیمت ۸ر

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

دُنیا کا زیر وزبر ہونا ممکن ہے

مگر یہ ناممکن ہے کہ حوادث کے حملے مجھ کو کلام پاک کے شائع کرنے سے روک سکیں

جبکہ اللہ جل جلالہٗ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ

(ہم ہی نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)

کوشش میرا فرض ہے۔ میں نے اب تک اس دعوت کا پیغام پہنچا دیا، یہ آپکے ایمان کی قوت پر موقوف ہے کہ خواہ آپ اس میں حصہ لیں یا نہ لیں۔ ایک مشہور بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک غیر مسلم کی بخشش کا سبب یہ ہوا کہ اس نے کسی فقیر کو ایک پیسہ دیا تھا اور اس فقیر نے اس پیسہ سے کلام پاک کی جلد کی مرمت کرائی تھی۔ جب ایک غیر مسلم کلام مجید کے وسیلے سے بخشش حاصل کر سکتا ہے تو آپ مسلمان ہو کر رحمتِ ربانی سے کس طرح محروم کیے جا سکتے ہیں؟ کیا دنیا کی رنگینیوں نے مسلمانوں کو اس درجہ اپنی طرف مائل کر لیا ہے کہ وہ کلام مجید کی امداد میں بھی پہلو تہی سے کام لینے لگے؟ کیا مسلمانوں کے دل اس قدر سیاہ ہو گئے کہ وہ کلام الٰہی کی اشاعت کی امداد سے بھی گریز کرنے لگے۔

یہ میں جانتا ہوں

کہ آپ کے دل میں ایمان بھی ہے اور کلام الٰہی کا احترام بھی اور خدا نے آپ کو اتنی مقدرت بھی عطا فرمائی ہے کہ دس روپے آپ آسانی کلام پاک کی اشاعت میں صرف کر سکتے ہیں، مگر آپ کو یہ خوف ہے کہ کہیں یہ دس روپے ضائع نہ ہو جائیں۔ میرے جدِ امجد حضرت مولانا سید ہاشم علیؒ جنہوں نے کلام مجید کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی تھی اور اپنے مطبع سے ہزاروں کلام مجید شائع کر دیے ایک یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک شخص نے کلام مجید کی آمدنی میں سے کچھ روپے چرا کر زمین میں دفن کر دیے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے مکان کی ایک ایک دیوار اس طرح ہل رہی تھی جس طرح زلزلہ کا طوفان آتا ہے، جب تک اس نے وہ روپے واپس نہ کر دیے یہی عالم رہا۔ اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کلام مجید کے معاملہ میں کس قدر احتیاط سے کام لینا ہوگا!

میں ایک ایسا کلام مجید شائع کر رہا ہوں

جو ابھی تک ہندوستان میں شائع نہیں ہوا ہے، حالانکہ میرے ہاں سو سال سے کلام مجید کی طباعت کا کام ہوتا چلا آ رہا ہے، مگر میرے ہاں بھی آج تک ایسا کلام مجید طبع نہ ہو سکا۔ نمونہ آپ کی نظر سے گزر چکا ہے۔ میں نے کلام مجید کی تصحیح کا بڑا اہتمام کیا ہے، اسی طرح کوشش کی گئی ہے کہ لکھائی چھپائی بھی نہایت روشن اور دیدہ زیب ہو، ہر صفحہ پر گلکاریاں ہیں اور ہر پارہ کے شروع میں نکیں گل بوٹے بنائے گئے ہیں، ٹائٹل کا صفحہ ہفت رنگ ہوگا، اس قرآن پاک میں بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ ہے اگر ضرورت ہو تو ہر پارہ کی جلد علیحدہ بندھوائی جا سکتی ہے

کیا آپ نے بہتر کلام مجید کے لئے؟

کیا اس کے کلام کی اشاعت کی امداد کیلئے جس نے آپ کو سب کچھ عطا فرمایا ہے آپ دس روپے کی قربانی بھی گوارا نہ فرمائیں گے؟ میں دس روپے دنیا کے لیے نہیں چاہتا، بلکہ ایک ایسی کتاب کی اشاعت کے لیے طلب کر رہا ہوں جس کی نسبت اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ "اگر ہم کلام پاک کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ کانپ اٹھتا"۔

خدا کا شکر ہے آپ مسلمان ہیں اور ہر مسلمان پر کلام مجید کی اشاعت روزہ نماز کی طرح فرض ہے، اس فرض کو ادا کیجئے اور دعا فرمائیے کہ آپ کی طرح دوسرے بھائیوں کو بھی خدا اس نیک کام میں حصہ لینے کی توفیق عطا کرے

نوٹ:- اگر آپ نے ابھی تک کلام مجید کا نمونہ نہیں دیکھا ہے تو دفتر سے منگا لیجیے۔ منیجر

کلام اللہ شائع کرنے کا تمنائی:- **سید محمد انوار ہاشمی**

روح وجد میں آجائیگی

دل پھڑک جائے گا جواہر ثانی کا ہر مصرع آپ کو بے چین کر دیگا۔ حضرت بیان ویزدانی مرحوم و مغفور ہندوستان کے زبردست شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کے کلام کا مجموعہ شائع ہوگیا ہے بیان صاحب غالب کے بعد دوسرے شاعر مانے جاتے ہیں۔ جواہر ثانی نہایت مفید نظموں کا مجموعہ ہے قیمت عہ

دل کے آپریشن کے لیے نشتر

اگر کوئی ہوسکتا ہے تو عالیجناب نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب نیر رئیس لوہارو مرحوم و مغفور تلمیذ دبیر الملک مرزا نوشہ غالب کا کلام ہے۔ صحیفۂ زرّیں ان قصائد غزلیات اور رباعیات کا مجموعہ ہے جنکو بے حد کوشش کے بعد ہم پہونچا پایا گیا ہے۔ بڑی تقطیع سوا دو سو صفحے۔ نہایت خوشخط قیمت عمہ

عورت کا زوردار اپیل

دہلی کی ایک مشہور انشاپرداز خاتون نے صنفِ نازک کی طرف سے مؤثر الفاظ میں اپیل کیا ہے کہ انتخاب زوج کے معاملہ میں بیچاری لڑکی سے بھی رائے حاصل کی جائے۔ جو واقعہ بطور مثال قابل خاتون نے قلمبند کیا ہے وہ بالکل سچا واقعہ ہے، طرز بیان نہایت دردناک قیمت ۶ر

ایک دوسری دُنیا بھی ہے

جس کا نظارہ صرف دل کی آنکھ سے ہوسکتا ہے۔ جس کی جستجو کا نام تصوف ہے۔ اس دنیا کی سیر مقصود ہو تو کاشف الاسرار کا مطالعہ کیجئے۔ بظاہر چند اوراق کا مجموعہ ہے، درحقیقت عالم نورانی کا ایک جہاں بیں آئینہ ہے، جن لوگوں کا دل اس دنیا سے بیزار ہو کر ایک دوسری دنیا کے جلووں کا تمنائی ہو وہ یہ کتاب ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت چھ آنے

ملنے کا پتہ:- منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

داتا گنج بخش

قطب الاقطاب فرد الافراد پیشوائے اہل توحید و تفرید حضرت علی مخدوم ہجویری عرف حضرت داتا گنج بخش کی مفصل و مکمل سوانح عمری جس میں حضرت کی پیدائش۔ حضرت کا شجرۂ نسب اور وصال تک کے حالات مفصل طور پر درج ہیں اس کے علاوہ حضرت کی تصانیف وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔ آپ کے اقوال بھی درج ہیں۔ غرضکہ ڈیڑھ سو صفحہ کی ضخامت۔ مکمل سوانح ہے۔ قیمت۔ ایک روپیہ (عہ)

الوارث

سوانح حضرت امام العاشقین سرمست مئے الست حاجی حافظ سید وارث علی شاہ قدس سرہٗ۔ اس میں جناب کی زندگی کے حالات مفصل طور پر درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر

حیات صابر

مخدوم الملۃ والدین حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل سوانح عمری جس میں حضرت کی پیدائش سے لیکر وصال تک کے حالات۔ مخدوم صاحب کا جلال بعد وصال۔ مخدوم صاحب کا جذب۔ مخدوم صاحب اور سماع۔ مخدوم صاحب کی شاعری۔ کرامات صابریہ وغیرہ نہایت خوبی کے ساتھ درج ہیں۔ قیمت ۵ر

امام مالک

امام الزماں حضرت مولانا ابو عبداللہ مالک بن انس کے حالات زندگی مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے نہایت مفصل طور پر تحریر فرمائے ہیں جس میں مولانا کا نام ونسب اور ابتدائی حالات۔ افتاء۔ معاصرین۔ مجلس درس۔ وفات نہایت خوبی کے ساتھ درج ہیں۔ قیمت ۴ر

ملنے کا پتہ:- منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

دو روپے سے ایک زرخیز کاروبار

ہماری تمنا ہے کہ ہندوستان کا ہر مسلمان تاجر ہو اور وہ معلومات تجارت جیسی مفید کتاب سے فائدہ حاصل کرسکے
اس لیے اس کتاب کا منافع قرعہ اندازی کے ذریعہ کتاب کے خریداروں ہی کو واپس کر دیا جائے گا

معلوماتِ تجارت

اس کتاب کو مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے یورپ و امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد نہایت محنت و جاں فشانی سے لکھا ہے، اس کتاب کے ذریعہ سے صدہا اشخاص اپنی ناکام زندگی کو کامیاب بنا چکے ہیں، بالکل ممکن ہے کہ اس کتاب کے ہزارہا بیش قیمت مشوروں میں سے ایک ورصرف ایک ہی مشورہ آپ کی فلاکت زدہ زندگی کا پلٹ دے، اور اسکے قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے دو سو صفحوں میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر ہی آپ کو غریب سے امیر بنا دے۔ اس کتاب کو خرید کر آپ دو روپے خرچ نہیں کرینگے بلکہ ایک ایسے نفع بخش کام میں لگائیں گے کہ اگر آپ کی تقدیر نے یاوری کی تو کیا عجب ہے کہ آپ لاکھوں روپئے اس کے ذریعہ سے پیدا کرلیں۔

ہزارہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں ہم بتفصیل ذیل تقسیم کرینگے

ایک لاکھ کتاب کی فروخت پر ساٹھ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	پچاس ہزار کتاب کی فروخت پر تیس ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	پچیس ہزار کتاب کی فروخت پر پندرہ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	بارہ ہزار کتابوں کی فروخت پر سات ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا
پہلا انعام ۵ ہزار روپیہ کا دوسرا انعام ۳ ہزار روپیہ کا	پہلا انعام ۳ ہزار روپے دوسرا انعام ۲ ہزار روپے	پہلا انعام دو ہزار روپے دوسرا انعام ایکہزار روپے	پہلا انعام ایکہزار روپے دوسرا انعام پانچسو روپے
تیسرا انعام ۲ ہزار روپیہ کا چوتھا انعام ایکہزار روپیہ کا	تیسرا انعام ایکہزار روپے چوتھا انعام پانچسو روپے	تیسرا انعام پانچسو روپے چوتھا انعام تین سو روپے	تیسرا انعام تین سو روپے چوتھا انعام دو سو روپے
پانچواں انعام پانچسو روپے کا چھٹا انعام تین سو روپیہ کا	پانچواں انعام تین سو روپے چھٹا انعام دو سو روپے	پانچواں انعام دو سو روپیہ چھٹا انعام ایک سو روپے	پانچواں انعام ایک سو روپے چھٹا انعام پچاس روپے
ساتواں انعام دو سو روپیہ کا آٹھواں انعام ایک سو روپے کا	ساتواں انعام ایکسو روپیہ آٹھواں انعام پچاس روپے	ساتواں انعام پچاس روپے آٹھواں انعام پچیس روپے۔	ساتواں انعام پچیس روپے آٹھواں انعام پندرہ روپے
نواں انعام پچاس روپے کا دسواں انعام پچیس روپے کا	نواں انعام پچیس روپے دسواں انعام پندرہ روپے	نواں انعام پندرہ روپے دسواں انعام دس روپے	نواں انعام دس روپے
۹۵۷۵ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔	۴۵۶۲ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے	۲۱۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے	۷۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔

اگر خدا نخواستہ کتابیں اس سے کم تعداد میں فروخت ہوئیں تو اسی اوسط سے انعام بھی تقسیم کیا جائیگا۔
جون ۱۹۲۵ء تک انعامات تقسیم ہوجائینگے۔ تقسیم انعامات کی کارروائی نہایت دیانت داری کے ساتھ قابل اعتماد ارکین شہر کے روبرو عمل میں آئیگی،
اگر آپ تشریف لا سکتے ہوں تو اس جلسہ میں خود بھی رونق افروز ہو کر شکریہ کا موقع دیجیے۔
کتاب کی قیمت مع محصول ڈاک ۲؍ ہے۔ کتاب اور انعامی ٹکٹ کی رسید منی آرڈر وصول ہونے پر فوراً روانہ کی جاتی ہے۔ بذریعہ وی۔ پی بھی آپ کتاب طلب فرما سکتے ہیں

پتہ:۔ سید علی مظفر منیجر خواجہ ڈپو نظامیہ دار الاشاعت دہلی

ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

سنہ ۱۳۴۳ھ ماہ جمادی الاول

رسالہ

جلد ۴ — دین و دنیا — نمبر ۹

حمد

(از جناب خواجہ مسعود علی صدیقی۔ ذوقی (علیگ))

وہ غنچوں کا تبسم صحنِ گلشن کی وہ خاموشی
سحر کے منظرِ رنگیں میں میری خود فراموشی
مری فطرت کا ہر ذرہ تھا مصروفِ سکوں کوشی

صبا کا سازِ موسیقی حقیقت ریزِ فطرت تھا
چمن کا گوشہ گوشہ محوِ آغوشِ لطافت تھا
فضا میں ہر طرف اک جلوۂ نادر رنگ و نکہت تھا

شفق زارِ سحر تیری تبسم ریزیاں دیکھیں
افق پر تیرے جلووں کی ضیا افشانیاں دیکھیں
یہ منظر دیکھ کر دل کی اثر اندوزیاں دیکھیں

مرے دل کا سکوں اک اضطرابِ شوق میں بدلا
جبینِ عجز میری جھک گئی اک درد سا اٹھا
کہ جذباتِ پرستش یک بیک دل میں ہوئے پیدا

عجب انداز سے سبزے پہ یہ چشمے جو بہتے ہیں
گیاہِ سبز پر شبنم کے یہ موتی جو بکھرے ہیں
مرے آقا مرے مالک یہ سب تیرے کرشمے ہیں

مرے سازِ عبادت کو ہم آغوشِ ترنم کر
مرے دل کے سیہ خانے کو لبریزِ تبسم کر
مری ہستی مٹا کر اپنے جلوے میں مجھے گم کر!!

نعت

(از جناب آصغر صاحب)

کچھ اور عشق کا حاصل نہ عشق کا مقصود
جز اینکہ لطف خلشہائے نالۂ بے سود

مگر یہ لطف بھی ہے کچھ حجاب کے دم سے
جو اٹھ گیا کہیں پردہ تو پھر زیاں نہ سود

بلائے عشق نہ ہوں کائنات عالم کو
یہ ذرے رہے نہ اٹھیں سب شرارِ لامقصود

کہو یہ عشق سے چھیڑے تو سازِ ہستی کو
ہر ایک پردہ میں ہے نغمہ "ہو الموجود"

یہ کون سامنے ہے صاف کہہ نہیں سکتے
بڑے غضب کی ہے نیرنگیٔ طلسم نمود

اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو ترا حسن ہو گیا محدود

جو عرض ہے اسے اشعار کیوں مری کہیے
اچھل رہے ہیں جگر پارہ ہائے خوں آلود

نہ میرے ذوقِ طلب کو ہے مدعا سے غرض
نہ گامِ شوق کو پروائے منزلِ مقصود

مرا وجود ہی خود انقیاد و طاعت ہے
کہ ریشے ریشے میں ساری ہے اک جبینِ سجود

مقامِ جہل کو پایا نہ علم و عرفاں نے
میں بے خبر ہوں بہ اندازۂ فریبِ شہود

جو اڑ کے شوق میں یوں محوِ آفتاب ہوا
عجب بلا تھا وہ شبنم کا قطرۂ بے بود

چلوں میں جانِ حزیں کو نثار کر ڈالوں
نہ دیں جو اہلِ شریعت جبیں کو اذنِ سجود

وہ رازِ خلقتِ ہستی وہ معنیٔ کونین
وہ جانِ حسنِ ازل وہ بہارِ صبحِ وجود

وہ آفتابِ حرم۔ نازنینِ کنجِ حرا
وہ دل کا نور۔ وہ اربابِ درد کا مقصود

وہ سرورِ دو جہاں وہ محمدِ عربی
بروحِ اعظم و پاکش درود نامحدود

آنکھیں مری برسائیں گی گوہر کب تک
بے چین رہے گا دلِ مضطر کب تک

اب تو مری بگڑی کو بنا دے مولا
بھٹکائے گا دور یہ مقدر کب تک

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ٥

ترجمہ :۔ انہوں نے کہا تیری ذات پاک ہے ہم تو اُسی قدر جانتے ہیں جتنا تو نے ہم کو بتایا ہے بیشک تو ہی بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

تفسیر :۔ اللہ تعالیٰ کی اس سوال سے فرشتوں کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا احساس ہوا۔ چونکہ انکو یہ مغالطہ پیدا ہوا تھا کہ اللہ زمین میں ایک سرکش مخلوق کو نیابت کے منصب سے سرفراز کرنے والا ہے اس لیئے فوراً انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی اور اُس کی ذات کو مخلوق کے احتمالات سے مُنزہ اور بالاتر قرار دیا اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ ہم کو یہ قدرت کہاں اور ہم میں یہ صلاحیت کہاں کہ حقائق اشیا اور مخلوقات کے نام معلوم کر سکیں۔ ہماری قابلیت اور ہماری واقفیت نہایت محدود ہے۔ ہم کو تو صرف اتنی ہی معلومات حاصل ہے اور ہم اسی قدر جانتے ہیں جس قدر تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ چونکہ فرشتوں نے اپنی کم علمی کا اعتراف کیا تھا اس لیئے اُنہیں خدا کی صفت علم کا بیان کرنا ضروری تھا۔ پس انہوں نے کہا کہ علم و آگاہی کے لحاظ سے تو تو ہی سب سے بڑا اور تو ہی سب کچھ جاننے والا ہے۔ چونکہ فرشتوں نے یہ بھی کہا کہ کیا تو اُن لوگوں کو زمین کی خلافت دے گا جو فتنہ و فساد برپا کریں اس لیئے وہ مجبور رہتے کہ اس خیال کی تردید بھی کریں پس خدا کی صفت علم کے ساتھ اُنہوں نے صفت حکمت کا بھی اظہار کیا اور کہا کہ ہم کیا جانیں اور کیا سمجھیں تو ہی بڑی سمجھ بوجھ والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ٥

ترجمہ :۔ اللہ نے کہا اے آدم تم فرشتوں کو اُن کے نام بتاؤ۔ پھر جب آدم نے فرشتوں کو اُن کے نام بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کا عالم الغیب ہوں اور اُن باتوں کو جانتا ہوں جنکو تم ظاہر کرتے ہو اور جنکو تم چھپاتے ہو۔

تفسیر :۔ جب ملائکہ حقائق و اسرار کے بتانے سے عاجز ہو گئے اور اُنہوں نے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کیا اور کہا کہ خداوندا ہم کو تو صرف اتنا ہی معلوم ہے جتنا تو نے ہم کو بتایا ہے تو پروردگار عالم نے حضرت آدم کی طرف توجہ فرمائی اور اُن سے کہا کہ آدم تم ان فرشتوں کو مخلوقات کے نام بتا دو۔ حضرت آدم نے کمال فصاحت و بلاغت اور اپنی قوت ناطقہ کے ساتھ جو نوع انسانی کیساتھ مخصوص ہے ہر ذات اور ہر شے کی حقیقت بیان کی حضرت آدم کی یہ معلومات اور تبحر دیکھ کر فرشتے حیرت زدہ رہ گئے اور اُن کو تسلیم کرنا پڑا کہ دیگر مخلوقات حتےٰ کہ ملائکہ سے بھی زیادہ وہی مخلوق خلافت زمین اور نیابت الٰہی کی مستحق ہے جب حضرت آدم کی فضیلت فرشتوں پر اچھی طرح ثابت ہو گئی تو بارگاہ جلال سے ارشاد ہوا کہ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے نہ کہدیا تھا کہ میں عالم الغیب ہوں۔ آسمان و زمین کی کوئی ایسی چھپی ہوئی بات نہیں جس سے مجھے آگاہی نہ ہو اور میں تمہارے ظاہری و باطنی تمام خیالات کا علم رکھتا ہوں۔ اس آیت کریمہ کے مفہوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم کو تمام صفات و کمالات انسانی پر فضیلت حاصل ہے۔ اور خلافت الٰہی کی پہلی شرط علم ہے۔ اسی لیئے سرور عالم کی احادیث میں بکثرت علم کی خوبیاں اور فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضور نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علما انبیاء بنی اسرائیل کے ہمرتبہ ہیں طالب العلم کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ جو شخص علما کی ملاقات کو جاتا ہے تو ہر قدم پر صدہا نیکیاں اُس کے نامۂ عمل میں لکھی جاتی ہیں۔

خلافت الٰہی کے لیئے علم کی شرط کا لازمی ہونا بالکل ظاہر ہو۔ خلافت کے یہ معنی ہیں کہ تمام گردوپیش کی کائنات پر اقتدار حاصل ہو۔ اُسکے نیک بد کا امتیاز ہو۔ ہر شے کا محل استعمال معلوم ہو ہر فرد بشر کے ساتھ اُسکے درجہ اور رتبہ کے مطابق سلوک کیا جائے اور یہ باتیں اُسوقت تک ناممکن ہیں جب تک خود اُس کائنات کے متعلق علم نہ ہو۔ جو شخص اپنے گردوپیش سے ناواقفیت رکھتا ہو وہ نہ اشیاء سے فائدہ اُٹھا سکتا ہو نہ اُن کی مضرتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہو نہ اُس سے یہ ممکن ہو کہ دوسروں کی خبر گیری اور بیکسوں کی ہمدردی کرے نہ اُسکے امکان میں یہ بات ہو کہ ظالم و مظلوم کے درمیان عدل و انصاف قایم رکھ سکے۔ بہرحال اقتدار قایم رکھنے اور خلافت کے فرائض انجام دینے کے لیئے نہایت ضروری ہو کہ دماغ ہر طرح کی ضروری معلومات سے مالامال ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں میں بھی کوئی ایسا ملکہ ودیعت نہیں رکھا کہ وہ کائنات کے متعلق جزءً و کلاً معلومات حاصل کر سکیں۔ یہ نعمت صرف نوع انسانی کو عطا کی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (یہ خدا کی مہربانی ہے جسے چاہتا ہو اپنی مہربانی سے مالامال کرتا ہو) لیکن اس عزت افزائی کے ساتھ ہی انسان پر ذمہ داریاں بھی تمام کائنات سے زیادہ عائد فرمائیں۔ اُسے چشم دوربین عطا کی ہو تو ساتھ ہی یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ اُسکا کوئی کام دوربینی سے خالی نہ ہو۔ اُسے نیک و بد کے امتیاز کی قوتیں مرحمت ہوئی ہیں تو یہ بھی لازمی ہو کہ وہ اپنے ہر کام میں قوت امتیاز سے کام لے۔ یا انسان ہی ہے جسے دین و دنیا دونوں کا کام کرتا ہے ؎

بنایا آدمی کو ذوق ایک عضو ضعیف اور اس ضعیف سے کل کام دو جہاں کیئے

(مولانا) سید ظہور احمد (صاحب چیف ایڈیٹر)

شرح مثنوی مولانا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اینک این خلعت بگیر و زر و سیم چوں بیائی خاصہ باشی و ندیم

ترجمہ:۔ یہ خلعت اور روپیہ لو اور جب بادشاہ تک پہونچ جاؤ گے تو اسکے مقرب خاص اور مصاحب بن جاؤ گے۔

لغات:۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ باریک۔ نازک۔ نازک کام کرنے والا۔ معرفت۔ پہچان۔ شناخت۔ مہارت۔ فاش۔ مشہور۔ صفت (از وصف) وصف تعریف۔ نک (اینک کا مخفف) دیکھو۔ سنو۔ متوجہ کرنے کے لئے ایک کلمہ۔ اختیار۔ پسند کرنا۔ انتخاب کرنا۔ قبول کرنا۔ تھہیر۔ مہر دار۔ خلعت۔ وہ لباس اور پارچہ جو سلاطین و امرا کی جانب سے بطور اعزاز و تکریم کسی کو دیا جائے۔ خاصہ۔ خاص۔ مقرب۔ مصاحب۔ ندیم۔ ہم نشین۔ مصاحب۔

مطلب:۔ بادشاہ کے قاصدوں نے خلعت اور روپیہ زرگر کے سامنے رکھدیا اور اپنے بادشاہ کا نام لے کر کہا کہ فلاں بادشاہ نے تم کو اپنا زرگر خاص مقرر کیا ہے۔ اسوقت یہ خلعت اور روپیہ قبول کرو۔ اس کے بعد جب تم بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوگے تو وہ تم پر خاص توجہ اور مراحم خسروانہ مبذول کرے گا حتی کہ تم چند روز میں اُس کے مصاحب اور مقرب خاص بن جاؤگے۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں کیونکہ تم اپنے فن میں اُستاد اور زرگروں میں یکتائے روزگار ہو۔ چونکہ روپیہ اور خوشامد دونوں سے بے وقوف آدمی خوش ہوتا ہے اس لئے بادشاہ کے مصاحبوں نے دونوں تدابیر پر عمل کیا۔

مرد مال و خلعت بسیار دید غرہ شد۔ از شہر و فرزنداں برید

ترجمہ:۔ مرد نے بہت سے روپے اور خلعت کو دیکھ کر دھوکا کھایا اور اپنے وطن اور اہل وعیال کی جدائی پر تیار ہوگیا۔

لغات:۔ غرہ۔ فریب۔ فریب خوردہ۔ مغرور۔

مطلب:۔ زرگر نے جو دیکھا کہ اتنی بڑی رقم اور ایسا گراں بہا خلعت بادشاہ نے بھیجا ہے تو طمع نے اُسکی آنکھیں بند کردیں۔ وہ دھوکا کھا گیا انجام پر اُس نے توجہ نہ کی اور اپنے وطن۔ اہل وعیال سب کو خیرباد کہنے کے لئے تیار ہوگیا۔

اندر آمد شادماں در راہ مرد بیخبر کاں شاہ قصد جانش کرد

ترجمہ:۔ وہ خوش خوش روانہ ہوا اور اس سے بے خبر تھا کہ بادشاہ اُس کی جان کا خواہاں ہے۔

اسپ تازی برنشست و شاد تاخت خوں بہائے خویش را خلعت شناخت

ترجمہ:۔ عربی گھوڑے پر بیٹھ کر اُسے خوش خوش دوڑایا اور اپنے خوں بہا کو (غلطی سے) خلعت سمجھا۔

لغات:۔ قصد۔ ارادہ کرنا۔ شکار کرنا۔ تازی۔ عربی۔ خوں بہا۔ دیت۔ وہ معاوضہ جو مقتول کے وارثوں کو قاتل کی طرف سے دیا جاتا ہے۔

مطلب:۔ مولانا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ زرگر مال و دولت کے فریب میں آکر اپنے وطن سے روانہ ہوا۔ وہ بڑی مسرت اور شادمانی کے ساتھ ایک عربی گھوڑے کو دوڑاتا ہوا راستہ طے کر رہا تھا اور اس بات سے بالکل بے خبر تھا کہ بادشاہ اُس کی جان کا خواہاں اور خون کا پیاسا ہے۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ خلعت اور سیم و زر گویا بطور خوں بہا اُسے پیشگی دیدیا گیا ہے۔ ضمناً یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ چاپلوسی اور خوشامد سے مغرور و متاثر ہوکر اپنے نیک و بد کو فراموش کردیتے ہیں اور جو لوگ مال و زر کی حرص میں نابینا ہوکر انجام و عاقبت سے غافل ہوجاتے ہیں اُنکو آخرکار قعر ہلاکت میں گرنا اور تباہی و بربادی کے گرداب میں غرق ہونا پڑتا ہے۔

اے شدہ اندر سفر با صد رضا خود بپائے خویش تا سوء القضا

ترجمہ:۔ اے وہ شخص کہ اپنی خوشی سے سفر کر رہا ہے اپنے پاؤں بری موت کی طرف جا رہا ہے۔

لغات:۔ سوء القضا (سوء۔ برائی۔ بار۔ قضا۔ حکم الٰہی۔ موت) بُری موت۔ حسرت واندوہ کی موت۔

مطلب:۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے زرگر کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ تو نے اپنی خوشی سے سفر کیا۔ اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری۔ خود اپنے پاؤں سے موت کی طرف بڑھا۔ اور موت بھی کیسی نہایت حسرتناک۔ وطن اور اہل وعیال سے دور مارا دیار غیر میں جنکو وطن سے دور اس سے ضمناً یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ جو لوگ محض زرپرستی۔ اور حرص و ہوس کی وجہ سے سفر کرتے ہیں اگر اثنائے سفر میں اُنہیں موت آجائے یہ ایک بدترین موت ہوگی۔

در خیالش عز و مال و سروری گفت عزرائیل۔ رو۔ آری بری

ترجمہ:۔ اُسکو عزت۔ مال اور سرداری کا خیال تھا اور ملک الموت کہتے تھے کہ ہاں جاؤ یہ سب کچھ ضرور ملیگا۔

لغات:۔ عزرائیل۔ ملک الموت۔ رو۔ جا۔ آرے۔ ہاں۔ ضرور۔ بری۔ حاصل کروگے۔

مطلب:۔ زرگر تو دولت و ثروت کی امیدوں میں محو تھا لیکن قضا ہنس رہی تھی اور ملک الموت کہہ رہے تھے کہ ہاں ہاں ضرور۔ یہ سب کچھ حاصل کروگے۔

(باقی آئندہ)

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف اڈیٹر)

شرح دیوان حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

غزل

نہ باغ وصل تو باید ریاض رضواں آب   نہ تاب ہجر تو دارد شرار دوزخ تاب

ترجمہ:۔ تمہارے وصل کے باغ سے رضواں کے باغ تروتازگی حاصل کرتے ہیں۔ تمہاری ہجر کی آگ سے دوزخ کی چنگاریاں گرمی پاتی ہیں۔

لغات:۔ ریاض۔ جمع روضہ۔ باغ۔ رضواں۔ اُس فرشتہ کا نام جو جنت کا محافظ و موکل ہے۔ آب۔ رونق۔ تروتازگی۔ آبرو۔ تاب۔ سوزش۔ گرمی۔ آگ شرار۔ چنگاری۔

مطلب:۔ تمہارے وصل میں اتنی راحتیں ہیں کہ جنت کو بھی میسر نہیں اور تمہارے ہجر میں ایسی تکالیف ہیں کہ دوزخ میں بھی نہیں ہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ عاشق کی جنت اور دوزخ سب محبوب کی ذات سے وابستہ ہے۔ محبوب کا نظارہ اور وصال اُسکے لیئے جنت بلکہ جنت سے بڑھ کر ہے۔ محبوب کا نظر سے غائب ہونا اور اُسکی جدائی عاشق کے لیئے دوزخ بلکہ دوزخ سے بدتر ہے۔

دو چشم من ہمہ شب جوئبار باغ بہشت   خیال نرگس مست تو مینید اندر خواب

ترجمہ:۔ میری دونوں آنکھیں تمام رات باغ بہشت کی نہریں بنی ہوئی تمہاری نرگسی آنکھوں کا خواب دیکھتی ہیں۔

لغات:۔ جوئبار۔ نہر۔ وہ جگہ جہاں کثرت سے نہریں ہوں۔ خیال۔ وہ صورت جو ہر سر جو عالم خواب یا عالم تصور میں پیدا ہو۔

مطلب:۔ تمہاری مخمور اور نرگسی آنکھوں کی یاد میں میری آنکھیں اس قدر اشکبار رہتی ہیں کہ اُنہیں بہشت کی نہروں سے تشبیہ دینا درست ہے (بہشت کی خصوصیت اس لیئے کہ یہ اشکباری محبوب کی چشم مست کے تصور میں ہے) اور خواب میں بھی وہ تمہاری آنکھوں کو دیکھا کرتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ نرگس عموماً نہر کے کنارے اُگتی یا بوئی جاتی ہے۔ اس لیئے شعر میں جوئبار اور نرگس کے الفاظ مناسبت خاص رکھتے ہیں۔

حسن عارض وقد تو بردہ اند پناہ   بہشت و طوبیٰ ہم و حسن مآب

ترجمہ:۔ بہشت اور طوبےٰ نے تمہارے عارض اور قد کے حسن میں پناہ لی ہے خوب پناہ لی ہے۔

لغات:۔ طوبےٰ۔ بہشت کا ایک درخت جس میں ہر طرح کے پھول اور ہر طرح کے پھل ہیں۔ اُس کی ایک ایک شاخ ہر بہشتی کے مکان میں ہوگی۔ خوشخبری۔ فرحت و انبساط۔ طوبےٰ لہم۔ اُن کو بشارت ہو۔ مآب۔ ٹھکانا۔ واپسی کی جگہ۔ حسن مآب۔ بہتر جگہ

مطلب:۔ طوبےٰ کو قد سے مثال دیکر اور بہشت کو حسن معشوق سے مثال دیکر فرماتے ہیں کہ طوبےٰ اپنی خوش قامتی کے باوجود تمہارے قد سے پناہ کا طالب ہوا اور بہشت اپنی ہزار رنگینیوں اور دلاویزیوں کے باوصف تمہارے رخساروں سے پناہ مانگتا ہے اور بہشت و طوبےٰ نے جو کچھ کیا ہے خوب کیا ہے۔ یعنی بہشت کو تمہارے رخساروں کے مقابلہ میں اور طوبےٰ کو تمہارے قد کے مقابلہ میں اپنے ہیچ ہونیکا اعتراف ہے۔

بہار شرح جمال تو دادہ در ہر فصل   بہشت ذکر جمیل تو کردہ در ہر باب

ترجمہ:۔ بہار نے ہر فصل میں تمہارے جمال کی تعریف کی ہے۔ بہشت نے ہر باب میں تمہارا پسندیدہ تذکرہ کیا ہے۔

لغات:۔ شرح بیان کرنا۔ شرح اور مفصل لکھنا۔

مطلب:۔ چونکہ بہار ایک فصل اور ایک موسم ہے اور بہشت میں دروازے ہیں اس مناسبت سے فصل اور باب کے الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ کتاب میں فصل ایک چھوٹے حصے کو اور باب اُس سے بڑے حصے کو کہتے ہیں۔ ان لفظی مناسبتوں سے شعر میں بڑی خوبی پیدا ہوگئی ہے۔ ورنہ ماحصل صرف اتنا ہے کہ بہار اور بہشت دونوں تیرے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اُن کے ہر پہلو اور ہر رنگ سے تیری یاد تازہ ہوتی ہے۔

لب و دہان ترا اے بسا حقوق نمک   کہ ہست بر جگر ریش و سینہ ہائے کباب

ترجمہ:۔ زخمی جگر اور کباب شدہ سینوں پر تمہارے ہونٹ اور تمہارا دہن بہت سے حقوق نمک رکھتا ہے۔

مطلب:۔ نمک کا حق مشہور ہے۔ محبوب کے لب و دہن نے عاشق کے زخمی جگر اور سوختہ سینے پر بڑی نمک پاشی کی ہے۔ ذوق جگر فگاری جو لازمۂ عشق ہے زخموں پر نمک چھڑکے جانے سے لذت یاب ہوتا ہے پس لب و دہن کے بہت حقوق جو نمک کی وجہسے پیدا ہوئے ہیں مجروح جگر اور کباب شدہ سینہ پر ثابت ہیں۔

بسوخت ایں دل ما در بکام دل نرسید   مدام اگر برسیدے نریختے خونناب

ترجمہ:۔ ہمارا دل جلکر خاک ہوگیا لیکن مقصد حاصل نہ ہوا۔ اگر شراب میسر آجاتی تو یہ خوننابہ فشانی کیوں ہوتی۔

لغات:۔ مدام۔ شراب۔ خونناب۔ خون۔ آب۔ خون آمیز آنسو۔

مطلب:۔ ہمارے دل نے فراق اور طلب دوست کی اس قدر تکالیف برداشت کیں کہ آتش محبت اور سوز فرقت سے جل کر خاک ہوگیا لیکن کیسی بدنصیبی ہے کہ اسکے باوجود دل کا مدعا یعنی وصل محبوب حاصل نہ ہوا۔ اگر شراب یا بیخودی عشق میسر آجاتی تو یہ خون کے آنسو نہ بہانے پڑتے یعنی اپنی تکالیف اور سوختہ سامانی کا احساس باقی نہ رہتا۔

شرح گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

فی الجملہ پسر را بناز و نعمت برآوردند و استاد ادب را بہ تربیت او نصب کردند تا حسن خطاب و ردِّ جواب و آداب خدمت ملوکش در آموختند و در نظر ہمگنان پسند آمد بارے وزیر از شمائل او در حضرت سلطان شمۂ می گفت کہ تربیت عاقلاں در و اثر کردہ است و جہل قدیم از جبلت او بدر بردہ ملک را ازیں سخن تبسم آمد و گفت۔

ترجمہ: ۔ الغرض لڑکے کو ناز و نعمت کے ساتھ پرورش کیا گیا۔ آداب سکھانیوالا اُستاد اُسکی تربیت کے لیئے مقرر کیا گیا چنانچہ مخاطب کرنے، جواب دینے اور بادشاہوں کی درباروداری کے طریقے اُسے سکھلائے گئے (وہ ایسا شائستہ بنگیا کہ) سب نے اُسی پسند کیا ایک دفعہ وزیر بادشاہ کے حضور میں اُسکی عادات کا کچھ تذکرہ کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ عقلمندوں کی تربیت اُس کے دل پر اثر کر گئی ہے اور اُسکی طبیعت سے پہلی جہالت دور ہو گئی ہے۔ بادشاہ یہ بات سنکر مسکرایا اور فرمایا۔

لغات: ۔ ناز و نعمت:۔ اچھا کھانا پینا۔ اچھا لباس۔ ضدوں اور خواہشوں کو پورا کرنا۔ ہر طرح آرام اُٹھانا۔ تربیت۔ پرورش۔ تعلیم نشست و برخاست کے آداب سکھانا۔ نصب۔ قایم کرنا۔ گاڑنا۔ مقرر کرنا۔ حسن خطاب۔ بہتر طور پر۔ بآئینہ شائستہ مخاطب کرنا۔ گفتگو کی خوبی۔ رد۔ واپس کرنا۔ لوٹانا۔ ردِ جواب۔ جواب کا لوٹانا۔ جواب دینا۔ شمائل۔ (جمع شمل) عادات۔ حالات۔ جبلت۔ فطرت۔ طبیعت۔

مطلب: ۔ الغرض جب بادشاہ نے اُس لڑکے کی جان بخشی فرمائی تو وزیر اُسے اپنے مکان پر لے آیا اُسکی آسائش و آرام اور تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کیا۔ لڑکا آخر انسان کا لڑکا تھا تعلیم و تربیت سے اُس نے پورا فائدہ اُٹھایا اور چند روز میں نہایت شائستہ اور مستعلیق بنگیا۔ وزیر کے ہاں جو لوگ آتے جاتے تھے وہ اُسے دیکھ کر بہت پسند کرتے تھے۔ ایک روز وزیر نے بادشاہ کے حضور میں بھی عرض کیا کہ اب اُس لڑکے کی کافی اصلاح ہو گئی ہے۔ اُسمیں قدیم جہالت کا کوئی اثر باقی نہیں ہے۔ اہل علم و عقل کی صحبت اور تعلیم و تربیت نے اُسے نہایت شائستہ اور قابل بنا دیا ہے۔ وزیر کی یہ گفتگو سنکر بادشاہ مسکرایا اور اُس نے فرمایا۔

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود   گرچہ با آدمی بزرگ شود

ترجمہ: ۔ آخر کار بھیڑیئے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے۔ وہ آدمیوں میں کیوں نہ پلا بڑھا ہو۔

لغات: ۔ عاقبت انجام کار۔ آخر کار گرگ۔ بھیڑیہ۔

مطلب: ۔ بادشاہ نے مسکرا کر یہ شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا کہ بھیڑیئے کا بچہ آدمیوں میں پلنے بڑھنے سے آدمی نہیں بن سکتا یعنی تعلیم و تربیت سے کسی کی فطرت نہیں بدل سکتی بادشاہ کے مسکرانے اور شعر پڑھنے کا مفہوم یہ تھا کہ وزیر غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ اُس کا یہ خیال کہ تعلیم و تربیت نے لڑکے کی فطرت کو بدل دیا ہے بالکل غلط ہے۔ اُسکی فطرت ایک دن تعلیم و تربیت پر غالب آئیگی۔ اور آخر کار وہ اپنی اصلی کی طرف رجوع کریگا۔

سال دو بریں برآمد۔ طائفۂ اوباش محلت در و پیوستند و عقد مرافقت بستند تا بوقت فرصت وزیر را و ہر دو پسرش را بکشت و نعمت بیقیاس برداشت و در مغارۂ دزداں بجائے پدر نشست و عاصی شد۔ ملک دست تحیر بدنداں گرفت و گفت۔

ترجمہ: ۔ ان حالات پر دو سال گزر گئے۔ محلہ کے بد وضع لوگوں سے اُسکا میل جول ہوا اور آپس میں تعلقات بڑھ گئے۔ آخر موقع پاکر اُس نے وزیر اور اُس کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ بے انتہا مال اسباب لے گیا۔ اور باپ کی جگہ چوروں کی پناہ گاہ میں بیٹھ کر سرکشی اختیار کی۔ بادشاہ کو (اس واقعہ کا) بہت ملال ہوا اور اُس نے کہا۔

لغات: ۔ اوباش (جمع بوش خلاف قیاس) بے تکلف لوگ۔ بد وضع اور بد چلن لوگ۔ محلت۔ اُترنے کی جگہ۔ محلہ۔ مرافقت۔ باہم رفاقت کرنا۔ ایک دوسری کا ساتھی ہونا۔ نعمت۔ دولت۔ مال اسباب۔ مغارہ۔ غار۔ وہ غار جو پہاڑ میں ہو لوٹ مار کی جگہ۔ دست تحیر بدنداں گرفتن (افسوس کا ہاتھ دانتوں سے پکڑنا) افسوس کرنا۔ حسرت کرنا۔ ملال کرنا۔

مطلب: ۔ اس لڑکے کو وزیر کے ہاں رہتے ہوئے دو سال کا زمانہ گزرا تھا کہ اُس کے فطرتی جوہر اُبھرنے لگے اُس نے محلہ کے بد چلن لوگوں سے دوستی پیدا کی اور باہم ایسا میل جول بڑھا کہ وہ اُس کا ساتھ دینے کے لیئے آمادہ ہو گئے چنانچہ ایک دن موقع پاکر اُس نے وزیر اور اُس کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور بے انتہا مال و اسباب لیکر چلتا ہوا۔ اُسے وہ جگہ یاد تھی جہاں چوروں کا گروہ رہتا تھا وہ ایک پہاڑ کے ایک غار میں باپ کا قائم مقام بنکر بیٹھا اور سرکشی اختیار کی۔ جب اس حادثہ کی خبر بادشاہ کو پہونچی تو اُسے نہایت افسوس ہوا کیونکہ وہ پہلے ہی سے مخالف تھا اور جانتا تھا کہ ایک دن یہ لڑکا رنگ لائے بغیر نہ رہیگا یہ واقعہ سُنکر اُس نے کہا۔

(باقی آئندہ)

(از مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

وارداتِ قلب

"بقا" خدائے واحد کی مخصوص صفت ہے۔ اِس صفت میں کوئی شریک نہیں۔ بقا کی منزلیں مادّی دنیا سے بہت دور ہیں۔ لیکن انسان بقا پر جان دیتا ہے۔ پہلے تو اُسکی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جسطرح ممکن ہو میں اپنی ذات کو باقی رکھوں اور تمام جسمانی آلودگیوں کے ساتھ ایک غیر محدود زمانہ تک موجود رہوں۔ لیکن جب مشاہدات ثابت کرتے ہیں کہ ایں خیال ست و محال ست و جنوں تو وہ بقا کی دوسری تدابیر اختیار کرتا ہے۔ عقل اُسے بتاتی ہے کہ توالد و تناسل کے ذریعہ سے انسان اپنی ذاتی اور خاندانی خصوصیات اور نام و نشان عرصہ دراز تک قایم رکھ سکتا ہے لیکن اس تمنا کا حشر یہ ہوتا ہے کہ آج تم کسی سے اُس کے پردادا کے یا پردادا کے والد کا نام پوچھو تو شاید نہ بتا سکے گا۔ جب اپنی نسل کا یہ حال ہے تو دوسروں سے کیا توقع کہ وہ گزشتہ صدی کے زید و عمرو کو یاد رکھیں۔ جب اولاد سے بھی یہ جذبہ تسکین نہیں پاتا تو انسان اور ذرائع کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ تعمیرات کے ذریعہ سے اُسکا نام آئندہ نسلوں کو یاد رہے گا لیکن دریا کی طغیانیاں - بارش کی طوفان خیزیاں۔ خوفناک آندھیاں اور تباہ کن زلزلے اِس آرزو کو بھی پورا نہیں ہونے دیتے۔ انسان نے بقا کی ایک صورت اور بھی سوچی ہے اور وہ "تصویر" و "تمثال" ہے۔ ممکن ہے کہ اس تدبیر سے اُسکے جذبات کسی قدر تسکین پذیر ہو جاتے ہوں لیکن اِن ناکام کوششوں کو عمل میں لاتے وقت وہ اِس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے کہ اُسکی تصویر یا اُسکا مجسمہ تو باقی رہ سکتا ہے لیکن اُسکے تشخصات کا باقی رہنا دشوار ہے۔ صدہا بت اور ہزاروں تصویریں اسوقت عجائب خانوں میں موجود ہیں لیکن یہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ "کسکی ہیں؟" پانچ پانچ چھ چھ صدی پہلے کی قبریں آج صحراؤں اور میدانوں میں دکھائی دیتی ہیں لیکن یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ اُنمیں کون مدفون ہے۔ پس اے بقا کے شیدائی کبھی "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" (ہر شے فانی ہے) کے معانی پر بھی غور کر!

گھڑی کے کارآمد ہونے میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ ہر شخص کے لیئے ضروری ہے۔ ہر موسم میں مفید ہے۔ ہر صنف اور ہر طبقہ کے لیئے سود مند ہے۔ لیکن ضرورت کے پردہ میں کثر تعیش اور اسراف کا جذبہ پرورش پانے لگتا ہے۔ چنانچہ گھڑی بھی آجکل عموماً ضرورت کے لیئے نہیں بلکہ [illegible] ...... بلکہ نمائش کے لیئے استعمال ہوتی ہے۔ نمائش پسند لوگ صحیح وقت دینے کے باوجود بھی کم قیمت گھڑیاں استعمال نہیں کرتے۔ کیونکہ وقت کی حفاظت اُن کو مقصود نہیں اُن کا مدعا یہ ہے کہ دیکھنے والے کو مرعوب کر دیں اور جتا دیں کہ ہمارا وقت قیمتی نہ سہی لیکن ہماری گھڑی قیمتی ہے۔ اِن لوگوں کی کلائی کو جب حرکت ہوتی ہے تو "شعرا کا جلوۂ طور" سامنے آجاتا ہے اور جب وہ تاش کھیلتے کھیلتے یا ہنسی مذاق سے اُکتا کر یکایک جیب سے گھڑی نکالتے اور انگوٹھے کے دباؤ سے طلائی ڈھکنے کے خود بخود کھل جانے کا تماشا دکھا کر وقت دیکھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجلی اُن کی انگلیوں کی گرفت میں آگئی ہے۔ مسلمان جو وقت ضایع کرنے میں بہت مشاق ہیں قیمتی گھڑیوں کے بڑے شایق ہیں۔ کھدر پوشی کے زمانہ میں بھی بھدی جیبوں سے طلائی گھڑیاں نکل نکل کر ثابت کرتی تھیں کہ گدڑی میں بھی لعل ہوتے ہیں۔ اب مسجدوں میں بھی گھڑیوں کے ذریعہ سے نماز کا پروگرام بنایا جاتا ہے۔ اور خانقاہوں میں بھی ویسٹ اینڈ کمپنی کی گھڑیاں ضروری سمجھی جاتی ہیں تاکہ اوراد و وظائف اور مراقبہ وغیرہ میں مقررہ سے زیادہ وقت ضایع نہ ہو۔ اب خدانخواستہ وہ زمانہ نہیں کہ یاد الٰہی میں محو ہو کر سر دیا اور شام و سحر کا ہوش نہیں رہتا تھا۔ اب ہر تسبیح۔ عقد انامل کے ہر دور اور مراقبہ کے ہر نفس پر آنکھ کھولکر دیکھ لیا جاتا ہے کہ کتنے بجکر کے منٹ ہوئے پہلے سفر ستاروں پر موقوف تھا اور اب ستاروں کی جگہ گھڑی نے حاصل کر لی ہے۔ لیکن گھڑی بیکار ہے جب تک ریلوے ٹائم ٹیبل سامنے نہو مشاعروں۔ جلسوں اور دعوتوں میں جانیوالوں کی جیب آستین کا گھڑی سے مزین ہونا ایک اچھی بات ہے لیکن مشاہدہ بتاتا ہے کہ ۸ بجے کا وقت مقرر کرنے کے بعد میزبان کو دس گیارہ بجے تک مہمانوں کے انتظار میں اپنی گھڑی کی دربانی کرنی پڑتی ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوشل زندگی میں بھی گھڑی سے ہم کتنا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ قدرت نے یہ خوب انصاف کیا ہے کہ جنکا وقت قیمتی بنایا ہے اُن کو عموماً گھڑی کم قیمت دی ہے اور جنکو گھڑی قیمتی عطا کی ہے اُن کا وقت عموماً کم قیمت کر دیا ہے۔ گھڑی سے فائدہ اُٹھایا جائے یا نہ اُٹھایا جائے لیکن اسکا استعمال عام ہے اور خاصکر اُن لوگوں کی جیبوں میں اور کلائیوں پر طلائی گھڑیاں زیادہ نظر آتی ہیں جو رات دن کے ۲۴ گھنٹے بیکار اور بیہودہ مشاغل میں ضایع کر رہے ہیں۔ میں تمکو گھڑی رکھنے سے نہیں روکتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم ایسے مصروف ہو جاؤ کہ گھڑی دیکھنا بھی وقت کا ضایع کرنا محسوس ہو۔

انسان سست ہے۔ کاہل ہے۔ آرام طلب ہے۔ عیش پسند ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ پستی و زوال میں افتادہ رہتا ہے اور عروج و کمال کی بلندیوں تک نہیں پہونچتا۔ وہ صرف اُتنی محنت و مستعدی گوارا کرتا ہے جسکے بغیر کام نہیں چل سکتا اور جسکے بغیر نفس کی آمد و شد کا باقی رہنا محال ہے۔ اسکے علاوہ وہ اپنی طاقت اور اپنا وقت صرف کرنے کے لیئے تیار نہیں۔ اِسی سستی اور کاہلی کا یہ نتیجہ ہے کہ قول اور فعل۔ علم اور عمل۔ دل اور زبان میں باہم مطابقت نہیں۔ اگر تم محاسبہ کے لیئے تیار ہو جاؤ تو اندازہ ہوگا کہ تم جو کچھ جانتے ہو اور جتنا علم رکھتے ہو اُسکا ہزارواں حصہ بھی عمل نہیں کرتے۔ اگر تم ایک آنکھوں والے راہرو کو دیکھو کہ سیدھی راہ چھوڑ کر کانٹوں میں اُلجھ رہا ہے یا کوئیں میں جا گرا ہے تو فوراً ملامت کے لیئے آمادہ ہو جاؤ گے کہ بینائی کے باوجود کانٹوں میں اُلجھ گیا یا کنوئیں میں گر گیا لیکن تم اپنے آپ کو

کچھ نہیں کہتے کہ دانش و بینش کے باوجود اور نیک و بد میں امتیاز کرنے کے باوصف نیکیوں کو چھوڑ کر برائیاں اختیار کرتے ہو۔ ایک کام کے متعلق تم اچھی طرح جانتے ہو۔ تجربہ و عبرت کے تمام مدارج طے کر چکے ہو اور یقین رکھتے ہو کہ اُسکا انجام اچھا نہیں لیکن پھر بھی اُسے اختیار کرتے ہو۔ اسی طرح ایک کام کے متعلق تمہیں کافی علم ہے۔ اُس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو لیکن پھر بھی اُس سے اجتناب کرتے ہو۔ انصاف سے کہو کہ ایسی حالت میں زندگی کی ناکامی کس حد تک تمہاری کوتاہیوں پر موقوف ہے۔ اگر علم و عمل کے دونوں پلّے برابر ہو جائیں تو دنیا نیکیوں سے بھر جائے اور ہر طرف اولیاء اللہ نظر آئیں۔ کاش تمہیں کبھی علم و عمل کی مساوات کا شوق پیدا ہو اور تم روزانہ اس بات پر غور کیا کرو کہ تم جو کچھ جانتے ہو اُس کے مطابق عمل کرتے ہو یا نہیں۔ اور جو خامی نظر آئے اُسکی تلافی کے لیئے آمادہ ہو جاؤ۔ اگر خدا نے تمہیں توفیق دی تو چند روز کے بعد دیکھو گے کہ زندگی میں کیسا خوشگوار انقلاب پیدا ہوا ہے۔

اگلے زمانہ میں جو حکما اور جو علما اور جو مصنفین اور جو ماہرین ہو گزرے ہیں اب نہیں ہوتے یہ خیال بالکل صحیح ہے اور ہر وہ شخص جو زمانۂ قدیم و جدید سے واقفیت اور دونوں میں موازنہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو اسکی تائید کریگا۔ لوگ کہتے ہیں کہ علم و ہنر کی ترقی اس لیئے نہیں ہوتی کہ دنیا سے قدردانی اُٹھ گئی لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ یہ بات غلط ہے عموماً کسی موجد ماہر اور باکمال کو اپنے زمانہ میں سلطنت یا ملک کی قدردانی نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ درحقیقت اہل کمال قدردانی کے طالب ہی نہیں ہوتے اور وہ جان بوجھ کر اُن وسائل سے قطع نظر کرتے ہیں جو قدردانی کا باعث ہیں۔ آنکھیں بند کر کے نظر اُٹھائیے۔ سقراط زمین پر بیٹھا ہوا دھوپ کھا رہا ہے۔ بادشاہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ آتا ہے اور اپنی تمام نعمتوں اور خزانوں کو پیش نظر رکھ کر سوال کرتا ہے کہ آپ کو کیا چاہیے؟ سقراط جواب میں کہتا ہے کہ "مجھے یہ چاہیئے کہ تم میری دھوپ چھوڑ دو" آجکل کے کسی مدعی کمال سے بھی شاہ دکن یہ سوال کر دیکھیں کہ تمہیں کیا چاہیئے؟ وہ کہے گا کہ باغ چاہیئے مکان چاہیئے۔ موٹر چاہیئے اور اتنا روپیہ چاہیئے جو امیرانہ مصارف اور نفسانی تواضع کے بعد بھی تحویل میں کچھ نہ کچھ باقی رہا کرے۔ غرض کمال و تجر دولت و ثروت کے آغوش میں بہت کم پرورش پاتا ہے۔ یہ چراغ تو خستہ خانوں ہی میں جلتا ہے اور یہ پھول تو صحراؤں ہی میں کھلتا ہے۔ میرے خیال میں تین باتیں تحصیل کمال کے لیئے ضروری ہیں۔ قدرتی استعداد۔ محنت۔ عمر۔ قدرتی استعداد یا ذہن و دماغ کے متعلق میری رائے ہے کہ اُسمیں کوئی تغیر نہیں ہوا اور قدرت کی فیاضیاں بدستور جاری ہیں علاوہ بریں جیسی ترقی یافتہ دنیا اور جیسا سبق آموز ماحول ہم کو ملا ہے وہ ہمارے پیشرووں کو میسر نہ تھا۔ البتہ لوگ تحصیل کمال کے لیئے اُتنی محنت گوارا نہیں کرتے جتنی محنت سابق میں ضروری سمجھی جاتی تھی۔ معاش کی دلفریبیاں اور راحت پرستی کی تمنا اُنکا دل اُچاٹ کر دیتی ہے اور جہاں وہ کھانے کمانے کے قابل ہوئے کہ تعلیم۔ مطالعہ اور تحصیل مزید کا خیال ترک کر دیا۔ اگلے زمانہ میں علما عموماً بیس پچیس سال محنت و مشقت کے ساتھ پڑھتے تھے اور پھر اتنا ہی زمانہ مطالعہ اور تحصیل مزید میں صرف کرتے تھے۔ آجکل تحصیل علم کی مدت اسکی چوتھائی بھی نہیں۔ اب رہی عمر جسکے بغیر کمال اور افادہ و استفادہ محال ہے اُس کی طبعی رفتار بھی پہلے سے بہت کم ہو گئی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ آجکل بقائے تندرستی کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ کھانے پینے پہننے اور طریق ماند و بود میں تکلفات اسقدر شامل ہو گئے ہیں کہ اصلی راحت اور حقیقی صحت کہیں نظر نہیں آتی۔ علاوہ بریں ممنوعات طبی کی ذرا بھی پروا نہیں کی جاتی۔ ایک مشہور یونانی حکیم سے کسی نے نسوانی اختلاط کے متعلق سوال کیا فرمایا کہ عمر میں ایک دفعہ۔ سائل نے کہا اگر ضبط نہ ہو۔ فرمایا سال میں ایک دفعہ۔ کہا اگر ضبط نہ ہو جواب دیا کہ مہینے میں ایک دفعہ۔ کہا اگر ضبط نہ ہو۔ فرمایا کہ یہ تمہاری روح ہے اپنی روح کو جب چاہو بدن سے نکالدو۔ اِس بے پروائی کا نتیجہ یہ ہے کہ صحت جسمانی برباد ہو جاتی ہے اور وقت سے پہلے موت آجاتی ہے۔ پس جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جالینوس و بوعلی سینا۔ غزالی و رازی کی طرح شہرت دوام حاصل کریں وہ دماغی صلاحیت کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد محنت اور ضبط نفس اختیار کریں اور دیکھیں کہ قدرت اب بھی ویسی ہی فیاض ہے جیسی چند صدی پیشتر تھی۔

زوال کا غم انسان کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ یہی ایک ایسی فکر ہے جو اُسے کبھی مطمئن نہیں ہونے دیتی۔ حالانکہ مشاہدات اُسے ہر وقت تعلیم دیتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز کو زوال ہے۔ اور عقل اُسے ہر لحظہ سمجھاتی ہے کہ جس چیز کا جانا یقینی ہے اُس کے جانے کا غم نہیں کرنا چاہیئے۔ بچوں کو دیکھ کر تم کو اپنا بچپن یاد آتا ہے جو گزر چکا ہے۔ بوڑھوں کو دیکھ کر تم کو اندازہ ہوتا ہے کہ ایک دن جوانی کو الوداع کہنا ضروری ہے۔ بہار خزاں کے ہمیشہ نہ رہنے کا پتہ دیتی ہے اور خزاں آکر بتاتی کہ بہار عارضی ہے۔ سورج نکلکر رات کی بے ثباتی کا مرثیہ پڑھتا ہے اور رات کے دامن سے تاریکی پھیل کر سورج کی نوحہ خوانی ہوتی ہے۔ غرض سر جھکاؤ یا اوپر نگاہ اُٹھاؤ فنا ہی فنا دکھائی دیتی اور زوال ہی زوال نظر آتا ہے۔ جب ہمنے زوال کے آغوش میں پرورش پائی ہے جب فنا ہمارے عناصر پر حکومت کرتی ہے۔ جب ہم اور ہمارا ہر جذبہ زوال پذیر ہے تو کیفیات اور جذبات ہمارے اطمینان کو کیوں پامال کرتے ہیں۔ ہمیں زوال کا غم کیوں ہوتا ہے صرف اِس لیئے کہ ہم ایک شے کو زبان سے فانی کہتے ہیں اور دل میں اُسے غیر فانی سمجھتے ہیں۔ جن چیزوں کو ہم پسند کرتے ہیں اور جو اشخاص ہماری نظر میں محبوب ہیں اُن کو ہم لازوال فرض کر لیتے ہیں کیونکہ اُن کی مفارقت ہم کو گوارا نہیں ہوتی۔ اگر عقل ہمیں اس مغالطہ سے نجات دے۔ اگر پسند اور محبت سے پہلے غور کر لیں کہ یہ شے زوال پذیر ہے تو کیوں دل کو اس قدر صدمات کا سامنا کرنا پڑے۔ تم ایک ہیرے کو اُٹھا لیتے ہو اور تم آبگینہ کے ایک قمقمہ کو چھونا چاہتے ہو لیکن ایک شرار کی طرف جو ہیرے سے زیادہ تابناک ہے اور ایک حباب کی طرف جو قمقمے سے زیادہ خوشنما ہے کبھی ہاتھ نہیں بڑھاتے!

(از مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

مدینہ والے ڈاکٹر کی ہائیجین

(عابدی صاحب کے قلم سے)

حفظ ماتقدم برائے سوء ہضمی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا کہ اسمیں سوء ہضمی کا بیحد خوف ہے (ابو نعیم کتاب الطب) اطبا زمانہ کو بھی اس سے اتفاق ہے وہ تکیہ کے سہارے کھانا کھانے میں معدہ کی فعل کے بے قاعدگی بتاتے ہیں اور سوء ہضمی معدہ ہی کی بدفعلی پر رونما ہوتی ہے۔

برائے ضعف معدہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھایا کرو اسواسطے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی (بستان ابو اللیث) طبی کتابوں میں لکھا ہے کہ گرم کھانے سے معدہ ضعیف ہوتا ہے۔ (دیکھو کتب طب)

برائے ہضم طعام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سرکہ بہت اچھا سالن ہے (مسلم و ابو داؤد) فرماتے ہیں مجکو سرکہ سب سالنوں میں بہت مرغوب ہے (ابن حبان)

ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھایا کرو یہ عجمیوں کی عادت ہے بلکہ دانتوں ہی سے چبا کر کھایا کرو اس سے ہضمہ کا فعل قوی ہوتا ہے (ترمذی)

اطبا سرکہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ طبی کتب کے ناظرین اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ دانتوں کو معدہ سے کس قسم کا تعلق ہے اور اس قدرتی اوزار کی برکت ہی کا سبب ہے کہ معدہ میں جو غذا اس کے توسط سے جاتی ہے وہ جلد ہضم ہو جاتی ہے۔

قوت باہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے اپنی ضعف باہ کا شکوہ کیا تو جبرئیل نے عرض کیا کہ حضور ہریسہ کا استعمال فرمایا کریں کیونکہ اسمیں چالیس مردوں کی قوت ہے (غایۃ الاحکام)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگو! تم حنا کا خضاب کیا کرو اس لیئے کہ یہ باہ کو پیدا کرتی ہے (ایضاً)

مزیل بن الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بالوں کو جلد دور کرنا قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے (غایۃ الاحکام)

حکما کے اقوال بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

ضعف بدن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالےٰ سے اپنے ضعف بدن کی شکایت کی تو حکم صادر فرمایا گیا کہ دودھ میں گوشت پکا کر کھایا کریں (ابو نعیم کتاب الطب)

گو اطبا زمانہ کی نسخہ نویسی میں یہ آج داخل نہیں ہے لیکن طبی نقطۂ نظر سے دودھ اور گوشت کے خواص قریب قریب ایک ہی ہیں اور بعض خاص طبایع کو یہ نسخہ مفید پڑ جائے تو کوئی عجب نہیں حکما کو اس جانب توجہ کرنی چاہیئے۔

دافع گندہ دہنی و درازی مو و قولنج

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انجیر کا کھانا قولنج کو دفع کرتا ہے (جامع کبیرہ)

حضرت امام موسیٰ رضا فرماتے ہیں کہ انجیر کا کھانا گندہ دہنی کو دور کر دیتا ہے اور بال دراز ہوتے اور قولنج جاتا رہتا ہے۔

کتب طبیب بھی انجیر کے خواص ایسے ہی بتاتے ہیں (خواص الادویہ)

حفظ ماتقدم برائے دندان

عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ خلال کا ترک کرنا دانتوں کو سست کرتا ہے (ابو نعیم)

حکما نے بھی اتفاق ظاہر کیا ہے کہ اگر دانتوں کے درازوں سے بیرونی استعمال کے ریزے نہ دور کیئے جائیں تو دانتوں کو نقصان پہونچتا ہے۔

برائے شفا زہر مگس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی تمہارے کھانے میں مکھی گر جائے تو اسکو اسمیں غوطہ دیدو (پھر اسے نکالکر پھینکدو) کیونکہ اسکے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا۔ اسکی عادت ہے کہ پہلے زہر والا پر ہی ڈبویا کرتی ہے (نسائی ابو داؤد)

اطبا بھی مکھی کے پر میں سمیت کے قایل ہیں اور اس علاج کو مفید بتلاتے ہیں۔

تقویت دماغ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کدو کھانا اختیار کرو اس سے دماغ میں قوت زیادہ ہوتی ہے (ابو نعیم)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ پکتے ہوئے ہانڈی میں کدو ڈالدیا کرو کہ اسمیں غمگین دل کو آرام ہوتا ہے۔

اطبا کدو میں اس اثر کے قایل ہیں اور دماغ کے عارضہ میں اس کا حلوہ استعمال کرنے کی رائے دیتے ہیں۔

صفائی رنگ

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ گوشت کھایا کرو۔ گوشت کھانے سے معدہ درست ہوتا ہے اور رنگ میں صفائی پیدا ہوتی ہے اور توند نکلنے نہیں پاتی (ابو نعیم)

غالباً اطبا گوشت کے استعمال میں یہ طبی اثر مانتے ہونگے مجکو کتب طب میں اسکی کوئی اقوال و تجربات نہیں ملے۔ ممکن ہے عربی بھیڑ کے گوشت میں یہ خواص موجود ہوں کیونکہ آنحضرتؐ کے طبی نسخہ جات کے مریض عرب کے باشندے تھے۔

رفع رطوبت شلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھیرے کو نمک کے ساتھ کھایا کرتے تھے (ابو نعیم)

کھیرے کے فوائد اطبا کی زبان سے سنیئے۔ کہتے ہیں کہ جس شخص کو پیشاب کم آتا ہو تو اسکو کثرت سے پیشاب آئے گا۔ اور طبیعت بحال ہو جائے گی سنگ مثانہ جیسے مہلک مرض کو کھیرے کا استعمال نیست و نابود کر دیتا ہے خفقان اور خارش بدن کو بھی بیحد مفید ہے۔

باز داشتن پیری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگو رات میں

کھانا (ضرور) کھایا کرو۔ کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنے سے بڑھاپا جلد آجاتا ہے (ابونعیم)
اس بارے میں مجھے کوئی طبی اقوال نہیں ملے۔ ممکن ہے کہ حکمائے نزدیک اسمیں کوئی طبی پہلو نکل آئے لیکن بظاہر آپ کا یہ فرمان طبی لحاظ سے برمحل ضرور ہے۔

برائے بند کردن خون جراحت

جنگ احد میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے نیچے آرہے۔ اور خود جو سر کے اوپر تھا اسکی میخ رخسارہ مبارک میں آلگی۔ ایک صحابی نے اس میخ کو اپنے دانتوں سے نکالنے کی ایسی کوشش کی کہ اُن کے بھی کئی دانت ٹوٹ گئے حضرت بی بی فاطمہ کا بیان ہے کہ میں خون دھوتی تھی اور حضرت علی پانی ڈالتے تھے اور خون بند نہیں ہوتا تھا۔ حضرت نے جب یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ ایک بورے کا ٹکڑا جلا کر اس زخم میں بھر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور خون بند ہو گیا۔ (سفرالسعادة)

آج تجربہ بھی اس کا موید ہے اطبا بھی اس علاج کو ناقابل عمل نہیں قرار دیتے۔

عرق النسا

انس ابن مالک کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرق النسا کے مرض میں عربی بکری استعمال کیجائے اُسکی ترکیب یہ ہونی چاہیئے کہ وہ تمام بکری پکائی جائے اور اسکو روزانہ نہار استعمال کیجائے (سفرالسعادة)

ممکن ہے کہ عرب کی بکریوں میں کوئی ایسی خاص خوبی ہو جب ہی تو آپ عرق النسا جیسے تکلیف دہ مرض میں اس کے استعمال کی ترغیب دیتے ہیں مکمل طریقہ پر دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہند کی بکریوں کے گوشت میں یہ خوبی یا اثر ہے۔۔۔ حکمائے زمانہ کو اسکا تجربہ کرنا چاہیئے۔ کتب طب میں تو میری نظر سے ایسا نسخہ کوئی نہیں گذرا۔

حفظ ما تقدم برائے برص

حضرت عمر نے فرمایا کہ جو پانی دھوپ سے گرم ہو جایا کرتا ہے اس سے ہرگز غسل نہ کرنا چاہیئے کہ وہ مورث برص ہوتا ہے (سیوطی)

طبی اقوال گو صراحتاً اسکے موید نہیں ملتے لیکن جب علت پر غور کی جاتی ہے تو احتمال کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات

(از جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم)

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیتوں پر موقوف ہیں یعنے حسن عمل کے لیئے حسن نیت بھی ضرور ہے۔ ناموری شہرت اور ریا کا اس میں دخل نہو کسی کی خوشامد یا چاپلوسی کی غرض سے یا بدنامی سے بچنے کی نیت سے نہ ہو۔ بلکہ جو کام ہو خالصاً للہ ہو ورنہ اس کا نیک عمل ضایع ہو جائیگا۔ یہ حدیث اسقدر مشہور ہے کہ جاہل سے جاہل بھی اس کو طوطے کی طرح رٹ لیتا ہے گو نفس مطلب سے ناآشنا ہو اس سے جس قدر غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں ناقابل بیان ہیں۔ ایک رند۔ ایک ڈاکو۔ ایک سفاک۔ ایک شاہد پرست۔ اپنے افعال کی پردہ پوشی کے لیئے اس حدیث کو اپنا منتہائے خیال قرار دیکر اسی کو بطور سند پیش کرتا ہے۔ ایک ضعیف الاعتقاد اسی کو اپنے اعمال کی سپر بناتا ہے اور بالاتفاق سب کا یہی قول ہے کہ ہمارے اعمال کو قطع نظر کرکے ہماری نیتوں کو دیکھو۔ یہ ایسا بیہودہ خیال ہے کہ کوئی ذی شعور اسکو تسلیم نہ کرے گا۔ کیونکہ نیک کاموں میں نیت کا فتور ہو سکتا ہے مگر اعمال بد میں حسن نیت کا سہارا بعید از عقل ہے۔ حسن نیت کار خیر کے لیئے ہے نہ کہ افعال شنیعہ کے لیئے۔ قرآن و حدیث سے جب ایک فعل ناجائز اور حرام قرار پایا تو اس کا مرتکب کوئی نیک نیت مسلمان ہو سکتا ہے ولو بالفرض وہ نیک نیت بھی ہو تو کیا وہ حرام فعل اسکی نیت کی وجہ سے جائز ہو جائیگا ہرگز نہیں۔ مثلاً زید نے ایک بخیل کا مال چرایا اس نیت سے کہ اس کے مال سے دوسروں کو فائدہ پہونچایا جائے۔ یا عمرو نے ایک شخص کا قتل جائز رکھا تاکہ لوگ اُس کے شر سے محفوظ ہوں یا بکر نے ایک فاحشہ کی مقصد برآری کے لیئے اس سے زنا کا مرتکب ہوا۔ یا خالد نے اس لیئے شراب پی کہ چند ساعت اپنے دماغ کو مہمل خیالات سے باز رکھے۔ راشد نے اپنی ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے حصول ثواب کے لیئے تعزیوں اور مرشدوں کے آگے سر جھکایا اور منت مانی۔ تو کیا یہ تمام ناجائز کام اسکی نیت کی وجہ سے جائز ہو جاینگے غور کرو ایسے کبیرہ گناہوں کے لیئے اس حدیث شریف کو پیش کرنا کس قدر بیحیائی اور ناشائستہ دلیری ہے گویا ان کی دانست میں حُسن نیت سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا العیاذ باللہ شرع سے منحرف ہو کر حسن نیت کو قایم رکھنا ایسا ہے۔ جیسا مکان کے ستونوں کو گرا کر چھت کو قایم رکھنا۔ حالانکہ بغیر ستون کے چھت قایم نہیں رہ سکتی

مپندار سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز در پئے مصطفٰے

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حسن عمل کے لیئے ہے نہ کہ افعال شنیعہ کے لیئے۔ چونکہ نیت کا جاننے والا وہی عالم الغیب ہے لہذا آپ نے متنبہ کیا کہ دیکھو لوگوں میں تو تمہارا خبیث نفس عمل نیک کے تہ میں پوشیدہ ہو جائیگا۔ مگر خدائے پاک سے مخفی نہ رہیگا۔ کیونکہ وہ نیتوں کو دیکھتا ہے۔ غرض کسی کی نیت کو جاننے کی کوشش کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اگر بظاہر کسی کا نیک عمل ہو تو حسن ظن سے کام لینا چاہیئے اور اسکی قدر افزائی بھی کرنی چاہیئے۔ بیت

ہر کرا نیک و پارسا بینی — پارسا دان و مرد نیکوکار

باقی بھلی یا بُری نیت میں اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہم کوئی حکم نہیں لگا سکتے۔ اسیطرح اعمال بد جو شرعاً اور عقلاً ناجائز ہیں خواہ کسی نیت سے ہوں۔ پسندیدہ نگاہوں سے دیکھنے کے قابل نہیں نہ اسکی کوئی نیک تاویل کیجا سکتی ہے۔ خواہ لوگوں میں وہ کیسا ہی برگزیدہ مانا جاتا ہو۔ مگر درحقیقت وہ نفسانی خواہشات کا بندہ ہے اس کا باطن ظاہر سے الگ نہیں ہو سکتا اس کی نیت اعمال کے خلاف نہیں ہو سکتی خداوند کریم ہر مسلمان کو نیک توفیق عطا فرمادے آمین ثم آمین ۔

سب سے اچھی عبادت

(از جناب خواجہ فیاض حسن صاحب)

واضح ہو کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد ہے یعنی بنا ہے اور سب عبادتوں کی سردار اور پیشوا ہے۔ جو شخص پانچوں فرض نمازیں مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے اُس کے واسطے عہد باندھا گیا کہ وہ خدا کی حمایت اور امان میں رہیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان پانچوں نمازوں کی مثل ایسی ہو جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار روز اُس میں نہاتا ہو۔ یہ فرما کر آپنے پوچھا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اُس کے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے لوگوں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح پانی میل کو دور کرتا ہے اُسی طرح یہ پانچ نمازیں گناہوں کو دور کرتی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے اُسے چھوڑا اُس نے اپنے دین کو ویران کیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا کام سب کاموں سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ اور فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے توحید کے بعد اپنے بندوں پر نماز سے زیادہ محبوب کوئی چیز فرض نہیں کی ہے۔ اگر کسی دوسری چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتوں کو اُس چیز میں مشغول کرتا اور فرمایا کہ فرشتے ہمیشہ نماز ہی میں رہتے ہیں۔ کچھ رکوع میں۔ کچھ سجود میں۔ کچھ قیام میں کچھ قعود میں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کر دی وہ کافر ہے۔

نماز ایک راز ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے اور راز کہنے میں وہ ہی شخص نزدیکی پاتا ہے جو کہنے کے لائق ہو۔ نماز مومن کی معراج ہے لہذا نماز ہی سے تمام مقاموں میں نور حاصل ہوتا ہے اور نماز ہی صرف ایک ایسی چیز ہے جو حق تعالےٰ سے ملا دیتی ہے۔

خواجہ ابو اللیث سمرقندی جو امام وقت تھے تنبیہ میں لکھتے ہیں کہ ہر روز آسمان سے دو فرشتے نیچے اُترتے ہیں ایک کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر آواز بلند پکارتا ہے کہ اے آدمیو اور پریو سنو جو شخص خدائے عز وجل کا فرض ادا نہیں کرتا وہ خدا کی پناہ اور حمایت سے باہر نکل جاتا ہے دوسرا فرشتہ حظیرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت پر کھڑا ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے آدمیوں سنو اور معلوم کر لو کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ادا نہیں کرتا وہ شفاعت رسول اللہ سے محروم رہجاتا ہے۔

کتاب دلیل العارفین میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز پروردگار عالم کی بندوں پر ایک امانت ہے لہٰذا بندوں پر واجب ہے کہ اُسکو نگاہ رکھیں اور اُس کا حق اس طرح بجا لادیں کہ کسی طرح کی خیانت اُسمیں ظاہر نہ ہو۔ یعنی جو شخص نماز پڑھے اور رکوع و سجود پورا پورا بجا لاوے اور ارکان نماز کو کماحقہ محفوظ رکھے تو فرشتے اُسکی نماز کو آسمان پر لیجاتے ہیں اور اُس نماز سے ایک نور پیدا ہوتا ہے اور دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور اُس نماز کو عرش کے نیچے لیجاتے ہیں وہاں اُس نماز کو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور اپنے ادا کرنے والے کے حق میں جس نے تیرا حق پورا پورا نگاہ رکھا ہے بخشش مانگ۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو حق نماز پورا ادا نہیں کرتا اور ارکان نماز کے نگاہ نہیں رکھتا فرشتے چاہتے ہیں کہ اُس کی نماز کو اوپر لے جاویں تو اُسکے لئے دروازے آسمان کے نہیں کھلتے اور حکم آتا ہے کہ اُسکی نماز کو یہاں سے لیجاؤ اور اُس نماز پڑھنے والے کے مُنھ پر مارو۔

خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (اسرار العارفین) کہ کل کے روز قیامت میں جتنے انبیا و اولیا اور مسلمان ہیں جو کوئی ذمہ داری نماز سے چھوٹ گیا وہ چھوٹ گیا اور جو کوئی نماز کی ذمہ داری سے نہ چھوٹا وہ شعلہ دوزخ میں گرفتار ہوگا۔

دُنیا کی عجائب پرستی

(از جناب مولانا حکیم رکن الدین صاحب دانا)

حضرت عزیز جسکے ساتھ خدا نے اپنی محیی و ممیت (یعنی مارنے اور جلانے) کی صفت کو خاص طور پر دکھلایا، اُن کی روح قبض کی گئی ایک زمانہ تک وہ مُردہ بنے پڑے رہے پھر خدا نے انکو زندہ کیا ان کی خلاف عادت انسانی اس کو دیکھ کر یہود کہنے لگے کہ یہ خدا کے بیٹے ہیں۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کوہ طور پر خدا سے سرگرم تکلم ہیں توراۃ کا نزول ہو رہا ہے ادہر یہودیوں نے جوا ہرات سے گائے کا ایک بچھیرا تیار کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام بشکل انسانی گھوڑے پر گزرے، گھوڑے کی ٹاپ جہاں پڑتی ہے ہری گھاس جم جاتی ہے اسکو بھی یہود امر عجیب سمجھ کر حیرت زدہ ہوتے ہیں اور وہی گھاس اپنے بچھیرے کو کھانے کو دیتے ہیں خدا کی قدرت سے بچھیرے میں جان پڑ جاتی ہے اور یہود اسی بچھیرے کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ مسیح حضرت مریم کے بطن سے اسطرح پیدا ہوتے ہیں کہ حضرت مریم کنواری رہتی ہیں انکو کسی مرد سے سروکار نہیں ہوتا پس حضرت عیسیٰ کو خلاف عادت انسانی بے باپ کے پیدا دیکھ کر نصرانی کہہ اُٹھتے ہیں کہ یہ خدا کے بیٹے ہیں اور حضرت مریم بے مرد کے چونکہ لڑکا پیدا کرتی ہیں اس لئے وہ خدا کی بیوی ہیں اور خدا اور حقیقت باپ بیٹے ماں کا نام ہے اور یہی تثلیث اور یہی اقنوم ثلثہ ہے جسکی نصرانی پرستش کرتے ہیں۔ فسبحان اللہ عما یصفون!!

یہ گمراہیاں اُن قوموں کی ہیں جو دنیا کی عظیم الشان قومیں ہیں اور اُن پیغمبروں کی امتوں کی ہیں جو نہایت جلیل القدر پیغمبر ہیں اور اُن خدا کی آسمانی کتابوں کے ماننے والوں کی ہیں جو قرآن کے بعد دنیا کی سب سے زیادہ مقتدر اور ذی شان کتابیں ہیں۔

جب بنی اسرائیل کی گمراہیوں اور شرک کا یہ حال ہے جن کی ہدایت اور راہ نمائی کے لیئے لاتعداد پیغمبر آئے تو ہم یہودیوں اور ہندوؤں کو کیا کہیں جن کے پیغمبروں اور رسولوں کا صحیح طور پر کوئی نشان نہیں اور قیاس ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں رامچندر جی کرشن جی اور ان کے پہلے ہندوؤں کے اوتار دیوتا اپنے اپنے زمانہ کے رسول اور پیغمبر ہوں، اگرچہ اس زمانہ میں صحیح طور پر جو آسمانی کتابیں مانی جاتی ہیں اُن میں ہندوؤں کے کسی پیغمبر اور رسول کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لیکن خیال ہوتا ہے کہ خدا کے بندوں کی اتنی بڑی تعداد بلا ہدایت و راہ نمائی یوں ہی کس مپرسی میں نہیں چھوڑی جاسکتی یا تو یہی مذکورہ لوگ اپنے اپنے وقت کے نبی تھے یا جن نبیوں اور رسولوں کا تذکرہ آسمانی کتابوں میں ہے وہی ان کے بھی نبی ہوں جنکا نام سنسکرت زبان میں کچھ اور بدل کر رکھ لیا گیا ہے۔ بہرحال جو کچھ ہو لیکن ان کے یہاں بھی خالص خدا نہیں رہا اور سیکڑوں شرک کے ساتھ خدا کی پرستش ہوتی ہے۔

ان عام گمراہیوں اور شرک کا اصلی سبب میرے خیال میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام مذہبی کتابوں نے خدا اور اُن کی ذات و صفات کو اتنا صاف اور واضح نہیں کیا جسکے ساتھ کسی شے کو مخلوط اور آمیختہ کرنے کی گنجائش ہی نہ رہے۔

میرا دعوٰے ہے کہ مذہبی کتابوں میں تنہا قرآن پاک وہ کتاب ہے جس نے خدا اور اُن کی ذات و صفات کے مسئلہ کو اتنا صاف اور واضح کر دیا ہے کہ اب اسمیں کسی طرح کی شرک و آمیزش کی گنجائش ہی نہیں ہے غالباً یہی باعث ہے کہ آج حضور سرور کائنات پیغمبر اسلام صلعم کی وفات کے ساتھ تیرہ سو برس بعد بھی اُس دین کے ماننے والے خواہ کتنے ہی سنگین سے سنگین برائیوں میں مبتلا ہو گئے ہوں لیکن مبتلائے شرک نہیں ہوئے اور آج بھی خیر القرون کیطرح ان کی زبان پر لا الٰہ الا اللہ جاری ہے! اور وحدہٗ لاشریک لہ کے تائیدی کلمہ کے ساتھ اسکی یاد دلوں میں رکھتے ہیں!!

سلطان ناصر الدین اور اسکی بیگم

(نامی گرہ سوار صاحب کے قلم سے)

ناصر الدین تھا جب تخت نشیں دہلی پر / جسکے اکرام و فضیلت کا تھا گھر گھر چرچا
عابد و متقی و حاذق و حاجی و شجیع / علم و فضل میں تھا شاہ نصیر و یکتا
مال و دولت سے خزانے تھے سراسر معمور / شان اقبال نہ پوچھ تھا ہما کا سایا
اُس کے دربار کی وہ شان کہ اللہ غنی / رعب ایسا کہ ہو شیروں کا کلیجہ ٹھنڈا

*

مرحبا ایسے تجمل پہ بھی وہ تھا صوفی / بے تکلف محل (خاص) بہت سادہ تھا
اور شاہوں کی طرح وہ نہیں رکھتا تھا حرم / بیگموں اور کنیزوں کا نہ تھا کوئی جتھا،
ایک بیگم تھی بہت نیک و عفیفہ گھر میں / خانگی کام کیا کرتی تھی خود صبح و مسا،
چکی چولھے کی خبر آپ لیا کرتی تھی / دے کے جاروب کو بیٹی تھی وہ خود فرش بچھا
اپنے ہاتھوں سے پکاتی تھی طعام شب و روز / خدمت شاہ میں مصروف تھی لونڈی کے سوا

*

ایک دن شاہ سے یوں عرض کیا بی بی نے / چاہیئے اب کوئی لونڈی پئے مطبخ شاہا
روٹیاں میرے پکانے سے جھلستے ہیں ہاتھ / ہو کنیزک تو نہیں مجھ کو شکایت نہ گلا

*

یوں متانت سے دیا شاہ نے بیگم کو جواب / یہ خزانہ کوئی ذاتی تو نہیں ہے میرا
جتنی دولت ہے خزانے میں رعایا کی ہے / میرے حق کا تو کوئی اسمیں ہے پیسہ نہ ٹکا
کیسے لونڈی میں خریدوں (کہو) مطبخ کے لئے / جبکہ چلتا ہے میرا خرچ کتابت پہ سدا
روز قرآن کو لکھتا ہوں بڑی محنت سے / جسکے ہدیہ میں گزرتی ہے ہماری دنیا
اُسمیں ہم دونوں تو کھاتے ہیں پہنتے بھی ہیں / زندگی چین سے کٹتی ہے یہی شکر خدا
صبر سے اے میری بیگم تو مشقت سہہ لے / رنج و محنت سے نہ گھبراؤ مری جان بلا
آخرت میں ہے خدا سے مجھے اُمید قوی / تم کو اس کا اجر خیر (وہاں پر) دیگا

*

شاہ نے عمر گزاری تو فقیرانہ ہی / زندگی ساری کٹی ذکر خدا میں تنہا
زہد و تقوی تھا شغف۔ تھا تو عبادت سے کام / وقت بیکار کبھی آپ سے کھویا نہ گیا،
ایک حبہ نہ لیا اپنے مصارف کے لیئے / شاہ نے شاہی خزانہ سے کسی دن حاشا
صرف قرآن کی ہوتی تھی کتابت پہ بسر / پھر کوئی اور نہ تھی آمدنی اس کے سوا

*

ایک صاحب تھے کوئی ابن امیر ذیجاہ / شاہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن دیکھا
دام معمول سے وہ چند دیئے صاحب نے / طبع شاہ کو یہ بار گوارا نہ ہوا
اپنے معمول کے لے دام۔ دئے باقی پھیر / اللہ اللہ رے کس درجہ بڑا تھا تقوی
پھر تو اُس روز سے خفیہ لگے ہدیہ کرنے / یہی معمول رہا تا دم آخر ان کا

*

مدعی ہم بھی تو ہیں آج کہ مسلم ہیں، / دل میں کچھ خوف خدا ہے نہ نبی کا کھٹکا
حرص و آز کے بندے ہیں پھنسے دنیا میں / کبھی بھولے سے بھی ہوتی نہیں یاد عقبیٰ
اب تو راحت سے گزرتی ہے زمانہ میں بہت / کس کو معلوم ہے یہ آج کہ کل کیا ہوگا

عمر دو روزہ کسی طرح گزر جائے گی
دل سے نامی تو کبھی ذکر خدا کو نہ بھلا

مُفت اپنی عمر کو کھوتا ہی گیا

(از جناب عالی گیلانی)

خواب غفلت میں پڑا سوتا ہے کیا / مُفت اپنی عمر کو کھوتا ہے کیا
کاٹنے کی فکر کرنا بعد کو / یہ تو پہلے دیکھ لے بوتا ہے کیا
پہلی منزل آخرت کی قبر ہے / فکر جو کرنی ہو کر رونا ہے کیا
ظاہر و باطن کو اپنے پاک رکھ / ایک پہلو صرف تو دھوتا ہے کیا

غرور و تکبر

(از جناب احمد حسین صاحب عشقی قادری)

تکبر عزازیل را خوار کرد بزندانِ لعنت گرفتار کرد

تکبر مشتق ہے کبر سے ۔ جسکے لغوی معنی بڑائی اور بزرگی کے ہیں ۔ اصطلاح میں خود بڑا بننا اور دوسروں پر بے فائدہ تنقیص و تعلی کے اظہار کرنے کو تکبر کہتے ہیں ۔

جب اللہ تعالے کو منظور ہوا ۔ کہ انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ کو عملی جامہ پہنائے تو آدم علیہ السلام کے قالب کو مٹی سے بنا کر اُس میں روح کو داخل کیا ۔ اور تمام ملائک کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو ۔ تمام ملائکہ اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل کرنے کے لیئے سربسجود ہوئے ۔ مگر معلم الملکوت نے اس غرہ اور شیخی سے کہ میں مقرب بارگاہ الہی ہوں اور میری جیسی طاعت کسی نے بھی نہیں کی ۔ اور نیز میں جنس آتش سے ہوں ۔ اس واسطے خاک کے پتلے کو کیوں سجدہ کروں ۔ تعمیل حکم میں پہلو تہی کی ۔ جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے وَقَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ۔ (ترجمہ) اور شیطان نے کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں ۔ کیوں تو نے مجکو (اے خدائے تعالےٰ) آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے ۔ اس لیئے اللہ جل جلالہٗ نے اس مردود ازلی کو ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق گردن میں ڈال دیا اور اپنے نزدیک سے نکالدیا ۔ تاکہ تمام مخلوقات جان لے ۔ کہ "غرور و تکبر" کا بدلہ ایسا ہی ملا کرتا ہے ۔

آجکل یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا ہے جب کسی ایک امر دین میں دو فریق مناظرہ کرتے ہیں تو مجادلہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے ۔ یہ تو مسلمہ امر ہے کہ دو فریق میں سے کوئی ایک فریق راستی پر ہوتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتے کہ امر دین میں نفاق اور فخر حاصل کرنے کے لیئے منطقی اور منگھڑت ڈھکوسلے لگا کر حق کو جھٹلانا کتنا سخت گناہ ہے ۔ جب غرور نے تکبر نے کسی کے دل میں مامن و مسکن بنا لیا ۔ وہ شخص بجز خود بینی اور خود پسندی کے اور کوئی خیال نہیں کرتا ۔ جسکے باعث عتاب الہی میں معتوب ہو جاتا ہے ۔

تاریخ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ جس شخص میں "غرور و تکبر" جاگزیں ہو جائے تو وہ ضرور ایک دن خود کو نیچا اور بُری طرح ہلاک دیکھے گا ۔ جیسا کہ فرعون علیہ اللعنۃ نے اپنے زعم باطل میں خود کو خدا ٹھیرا کر بنی نوع انسان سے اپنے نجس و ناپاک جسم کی پرستش کرائی ۔ اس غرور کے پاداش میں اللہ تعالے نے اسکو دریا میں غرق کر دیا اور ہمیشہ کے لیئے دوزخ کا ایندھن بنا دیا ۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تعجب ہے اُس آدمی پر جو تکبر کرتا ہے باوجودیکہ دن میں ایک دو بار اپنے ہاتھ سے پائخانہ دھوتا ہے ۔

دُنیاوی کاروبار کے لحاظ سے بھی تکبر مضر ثابت ہوتا ہے جس قوم کے سر میں سودائے فرعونیت پیدا ہو جائے ۔ وہ سرسبز ہونے نہیں پاتی اور اتفاق قایم نہیں رہتا ۔ جب اتفاق صفت عنقا اختیار کر لے تو حسد و عناد کی گرم بازاری ہو گی ۔ آثار ترقی مفقود ہوتے نظر آئیں گے ۔ یہانتک کہ اپنی جان کی حفاظت تک مشکل و دشوار ہو جائے گی ۔ یہی سبب ہے کہ ہم مسلمانوں سے مواسات اتفاق کی جھلک اور اسلام کی نورانی شعاعیں مفقود اور الگ ہو کر دوسری قوموں پر پرتو ڈال رہی ہیں ۔

کبر و غرور کے نشہ میں سرشار ہونے والو ! خیال کرو کہ ہم کس چیز سے بنائے گئے ہیں ۔ اور وہ کیا چیز ہے ۔ اور اس کا کیا خاصہ ہے ۔

سنو ! کہ ہم مٹی سے بنائے گئے ہیں ۔ جیسا کہ اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے ۔ کہ انا خلقنٰھم من طین لازب یعنے تحقیق کہ ہم نے پیدا کیا ان کو چکنی مٹی سے ، اور اس کا خاصہ عاجزی ہے ۔ ہم روز مرہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ بیچاری مٹی ہمارے پاؤں کے نیچے فگندہ ہے ۔ اسکی مزاج میں بیحد انکسار ہے ۔ غرور کا تو مطلق شائبہ نہیں ۔ اس لیئے ہم کو بھی لازم ہے کہ جب ہم مشتِ خاک سے بنائے گئے ہیں تو بلحاظ جنسیت وہی شیوہ اختیار کرنا چاہیئے ۔ جو ہماری جنس یعنے مٹی میں ہے ؎

اے برادر چو عاقبت خاک است
خاک شو پیش از اں کہ خاک شوی

سعی و محنت

(از جناب مولوی عبدالکریم خاں صاحب)

جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

اللہ کی راہ میں کوشش کرو کہ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے

نابردہ رنج گنج میسر نمے شود مزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

بشنو ایں فرمودۂ رب العلیٰ لیس للانسان الا ما سعیٰ

خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے مائدہ نعم بصورت کائنات سب کے لیئے بچھا دیا ہے مگر اپنے انعامات کی اُجرت محنت مقرر کی ہے اور خاطر خواہ بہرہ مند ہونے کی اہلیت انسان میں ودیعت کی گئی ہے ۔

انسانی ترقی کی تصویر اس کے شیشۂ محنت کا عکس ہے ۔ دنیا کی کل چہل پہل تمام رونق ساری بہار غرض تمام چیزیں جنکا تعلق انسانی زندگی سے ہے ۔ بود و باش خور و نوش آسائش و زیبائش علم و فن غرض جھونپڑی سے محل تک سب محنت کا نتیجہ ہے ۔ محنت ہی نوع انسان کی بلکہ ہر جاندار کی زندگی ہے ہماری طبع حوائج اور ضروریات سب محنت ہی پر منحصر ہیں ۔ ہمارا اقبال اوج تہذیب پر اسیوقت سایہ فگن ہوتا اور کنگرۂ ترقی پر تب ہی آشیانہ بناتا ہے جبکہ غذا محنت سے اس کی پرورش کیجاتی ہے اور قصر سعی میں اسکا مامن ملتا ہے

کام کے بغیر زندگی عبث ہے - زندگی نام ہی ہے جس و حرکت کا مسلسل جد وجہد اس کے قیام و بقا کے لیئے ناگزیر ہے اصل سرمایہ یہی ہے -

"لوگوں کو مالدار کرنے والا سرمایہ جس سے قومی اقبال و بہبودی کو ترقی ہوتی ہے وہ محنت ہے جس سے پیداوار کی امید ہو" (سمویل لنگ)

ضروریات زندگی اور تہذیب و اقبال ہی کا انحصار محنت پر نہیں ہے بلکہ صحت عزت مسرت و طمانیت کا دارومدار بھی اسی پر ہے - اگر قوا کو کام میں نہ لایا جائے تو بتدریج ان کی قوت ہی سلب ہو جاتی ہے کاہلی مثل زنگ کے تمام مادہ کو کھا جاتی اور نکما بنا دیتی ہے - بہتے دریا کی تازگی و لطافت ہر وقت قایم و برقرار رہتی ہے لیکن بندپانی میں کیڑے پڑ جاتے ہیں بس یہ بیکار دماغ ہے جس میں فاسد خیالات کے جراثیم نشو و نما پاتے ہیں اور تباہی و بربادی پھیلاتے ہیں ورنہ اسمیں تو کوئی شک نہیں۔ الفراغ من شان الاموات و الاشتغال من شان الاحیاء

بس گل شگفتہ مے شود ایں باغ را لے — کس بے جفا رخار نہ چیدا ست از و گلے

بقدر الکد تکسب المعالی — ومن طلب العلیٰ سہر اللیالی

ومن طلب العلیٰ من غیر کدٍ — اضاع العمر فی طلب المحال

ضرورت ہے

یوگنڈا کے علاقہ کمپالا کے لیئے جہاں برادران اسلام بکثرت آباد ہیں ایک ایسے انگریزی و عربی خوان مسلمان اُستاد کی ضرورت ہے جو کہ نہایت ہی محنتی - ہوشیار اور خالصًا فِی سَبِیْلِ اللہ کام کرنے کا شایق ہو - باشرع ہو - داڑھی ہونی نہایت لازمی ہے چونکہ درس و تدریس کے علاوہ وعظ و نصیحت کرنے کے فرائض بھی انجام دینے ہونگے - وہ نئی مسلمانوں کی علمی و اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ایک اعلیٰ درجہ کی تنخواہ دے سکیں - البتہ سوشلنگ ماہوار بطور گذارہ دہ دینے کے لیئے تیار ہیں اور رہائش کے لیئے مکان دیا جاوے گا -

کیا انڈیا کے تعلیم یافتہ اصحاب سے میں یہ توقع رکھ سکتا ہوں کہ انمیں سے کوئی ایک صاحب ہمت اس صدا پر لبیک کہیگا - ابتدائی سکول کی عمارت بنی شروع ہو گئی ہے - اور اسی کے ساتھ مسجد بھی تیار کرائی جائے گی تمام درخواستیں مع اسناد بنام جناب ڈاکٹر محمد فاضل صاحب - فاضل منزل - جالندھر شہر پنجاب آنی چاہئیں -

راقم

فخر الدین نظامی (جی - پی - ای - ایس)

نامراد ضعیفہ

(از مصور جذبات جناب سید شبیر حسن صاحب جوش ملیح آبادی)

اک ضعیفہ راستے میں سو رہی ہو خاک پر — مُردنی چھائی ہوئی ہے عارضِ غمناک پر

اور کس موسم میں؟ جب طاعون ہے پھیلا ہوا — زرہ زرہ ہے وبا کے خوف سے سمٹا ہوا

رات آدھی آچکی ہو بام و در خاموش ہیں — اہلِ دولت بستر راحت سے ہم آغوش ہیں

گوشہ گوشہ شہر کا اک مرکزِ آفات ہے — کانپتی ہے رُوح، اُف کیسی بھیانک رات ہے

آہ اے بیکس ضعیفہ! غم کی تڑپائی ہوئی — آہ اے بیری میں دُنیا کی ٹھکرائی ہوئی!!

کس جگہ کی رہنے والی ہو، ترا کیا نام ہے؟ — سچ بتا تو آہ کس آغاز کا انجام ہے؟

تیرے بچے، تیرے ٹوٹے دل کے پارے کیا ہوئے — اے ضعیفہ تیری پیری کے سہارے کیا ہوئے؟

مقبروں میں کیا خزانے دفن تیرے ہو گئے؟ — تربتوں میں کیا تری آنکھوں کے تارے سو گئے؟

تیرے ارمانوں کی کیسی پائمالی ہو گئی! — ٹھوکریں کھانے کو تیری گود خالی ہو گئی!!

خانہ داری کی تری پُر امن دنیا کیا ہوئی — دلمیں وہ بچوں کی شادی کی تمنا کیا ہوئی

رہگذر میں تو پڑی ہے آہ کس انداز سے! — باپ ماں نے تجھ کو پالا ہوگا کس کس ناز سے!

سازِ طفلی کا ترا دلکش ترانہ کیا ہوا؟ — کھیلتی پھرتی تھی جب تو، وہ زمانہ کیا ہوا؟

تیرا وارث سو رہا ہے کس جگہ اوڑھے کفن — کس لحد میں دفن ہے تیرا عروسی پیرہن؟

حرزِ جاں ہوگا کبھی شوہر کو نظارا ترا — آج فرشِ خاک ہے افسوس گہوارا ترا

بیوگی کی تیرگی کیوں رُخ پہ دوڑی ہو گئی — "مائیکا" ویراں ہوا سُسرال سونی ہو گئی

دل مرا پستا ہے تیرے حالِ عبرتناک پر — مُنہ لپیٹے راستے میں سونیوالی خاک پر!

(۲)

تیری ہستی اک سزا ہے مُلک و ملت کیلئے — داغ ہے تو اک جبینِ اہلِ دولت کے لئے

تو سیہ دھبہ ہے ادیان و ملل کیواسطے — طوق ہے لعنت کا تو اہلِ دول کیواسطے

سخت حیراں ہوں کہ تیری بیکسی کو دیکھکر — کیوں زمیں میں گڑ نہیں جاتے حیا سے اہلِ زر

پڑ نہیں جاتے الٰہی! سینۂ دولت میں داغ — بجھ نہیں جاتے شبستانِ امارت کے چراغ

تیرے ہم قوموں میں کیا اک فرد بھی باقی نہیں — مُلک میں کیا تیرا اب اک مرد بھی باقی نہیں

آہ کیا تیری مدد کا اب کوئی امکاں نہیں — تیرے ہم جنسوں میں کیا اب ایک بھی انساں نہیں

السلام اے کنکروں پر سونیوالی السلام — غافلوں سے غیرتِ حق لے گی تیرا انتقام

(۳)

اپنی تابِ زر سے اے دولت پناہو ہوشیار — اپنے تاجوں کی چمک سے بادشاہو ہوشیار

گوہر و یاقوت سے شعلے بھڑک اٹھنے کو ہیں — شہرۂ دینار و دِرہم سے انگارے بھی اٹھنے کو ہیں

فرشِ گل والو! زمیں پر لوگ محوِ خواب ہیں — خرمنوں کے پاسبانو! بجلیاں بیتاب ہیں

بیکسوں کو خاک سے دوڑو اُٹھانے کیلئو

قہرِ حق بیچین ہے جنبش میں آنے کے لیئے

بزرگوں کی توقیر

(از جناب ماسٹر امیر حسن صاحب نارسیالکوٹی)

آج مہذب اور متمدن اقوام بزرگانِ سلف کے زرّیں کارناموں کو زندہ رکھنے کے لیئے مختلف طریقوں پر عمل پیرا ہیں مجسمے نصب کیئے جاتے ہیں۔ اُن کے نام نامی پر مفید تحریکوں کی بنا ڈالی جاتی ہے اُن کی یادگاریں عالیشان عمارتیں تعمیر کیجاتی ہیں اور جہاں تک انسانی طاقت کر سکتی ہے کوشش کی جاتی ہے کہ اُن کو بعد بھی اُن کا نام زندہ اور اُن کا کام جاری رہے۔ یہ یادگاریں اُس احسان کے شکریہ کے اظہار میں قایم کی جاتی ہیں جو بزرگان قوم اپنی مفید زندگیوں کے دوران میں ابنائے قوم پر کرتے رہتے ہیں اور اُن لطیف احساسات اور پاک جذبات کا ایک اہم ترین نمونہ ہیں۔ جو کسی قوم کی پُرجوش اور سرگرم زندگی کا جزوِ اعظم ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے بزرگوں کو اور اُن کے ناموں کو بھولکر احسان فراموشی کے مرتکب ہوتے ہیں اُن کے احساسات مردہ اور اُن کی زندگی ناکارہ ہوتی ہے۔ اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو بزرگوں کی عزّت (جسکو آجکل کی اخباری اصطلاح میں مشاہیر پرستی کہتے ہیں) کی اہمیت کا احساس قومی زندگی کا ایک اعلیٰ اور ارفع مقصد معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بزرگان قوم کی یادگاریں جو بقائے دوام کے آغوش میں بے حس وحرکت پڑی ہوئی زبانِ حال سے مفید زندگی کے واقعات کا اعادہ کرتی رہتی ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں وہ غیر فانی جوش اور ہمیشہ رہنے والی سرگرمی پیدا کرتی ہیں۔ جو تمدن اور تہذیب کی جان ہے۔ ہم مسلمانوں میں اوّل تو بزرگوں کی حقیقی عزّت کا مادہ ہی موجود نہیں اور جو کچھ ہے بھی تو وہ اسقدر ذلیل ہے کہ بجائے مفید ہونے کے مذہب کی توہین کے درجہ پر پہونچا ہوا ہے۔ ہم میں مشاہیر پرستی کے بجائے قبر پرستی رائج ہے اور اسی ذلیل اور مذموم فعل نے کثیر التعداد مسلمانوں کو خدائے واحد کی زبردست ہستی سے اسقدر غافل بنا دیا ہے کہ وہ اپنا ذریعۂ نجات بے جان مٹی کے ڈھیروں کی اینٹوں میں سرگرمی سے تلاش کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ ان ہی قبور کے متعلق اس قدر من گھڑت افسانے اور بعید از قیاس واقعات بیان کیئے جاتے ہیں کہ مذہب اسلام کی غرض وغایت کو کانوں پر ہاتھ رکھنے پڑتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ بزرگوں کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ کی مفید داستانیں سُنائی جائیں۔ اُن کے معجزات کے طول وطویل بیانات کو بار بار دہرایا جاتا ہے اور آہ مسلمانوں کی اخلاقی کمزوریاں تاوقتیکہ اُنہیں ایسی باتیں سُنائی جائیں اُنہیں کسی بزرگ کے کامل ہونے کا یقین ہی نہیں آتا۔ دور کیوں جائیں ہمارے کئی بھائی ایسے ہیں جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت کو صرف اسی ایک امر تک محدود کر دیتے ہیں کہ جنابؐ کے قدِ مبارک کا سایہ نہیں تھا مانتے کو تو ہم بھی مانتے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ ایسے امور کو اہمیت دینے سے قوم کی تمدنی۔ مذہبی اور اخلاقی حالت پر کیا مفید اثر پڑ سکتا ہے۔ اور کہاں تک مسلمان اُس جد وجہد کے لیئے تیار ہو سکتے ہیں جو دُنیا کے تغیرات آئے دن اُن کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔ آج کی حالت صاف بتا رہی ہے کہ ہماری ضروریات اور ہیں اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں بطور ایک زندہ قوم کے شمار کیئے جائیں تو ہمیں بزرگان سلف کے اُن کارناموں کو پیش نظر رکھنا ہوگا جو مذہبی۔ تمدنی۔ اور اخلاقی پہلوؤں سے ہمارے مفید ہو سکیں یا دوسری لفظوں میں یہ کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی حالت سدھار سکیں ہمیں اور وں کی طرح اپنے بزرگوں کی پرستش کی ضرورت نہیں۔ دیگر اقوام کی طرح اُنکے خوبصورت یا ہیبتناک مجسمے بنانے کی حاجت نہیں۔ ہمیں ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اُن کے نام اور اُنکے کام ہو بہو اور اُن کی یاد میں ایسی یادگاریں قایم کریں جو قوم کے لیئے مفید ہوں۔ شکر ہے کہ مسلمانوں میں اس بات کا خیال رو بہ ترقی ہے۔ یہ امر ایک ایسے احساس کا پتہ دیتا ہے جو اگر صحیح راستہ پر چلا یا جائے تو آئندہ سالوں میں قوم کے لیئے ازبس مفید ہو سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان عام طور پر ایسے احساسات کی اہمیّت کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اُن کے جوش اور سرگرمیاں ظاہری نمائش کی صورتوں میں ظاہر ہو کر محض اکارت ہو جاتی ہیں۔ اگر واعظین قوم اور مقرر ایسے جلسوں سے فائدہ اُٹھائیں تو بہت کام سنور سکتے ہیں۔ رسول صلعم کی پاک یادگار کے طور پر کسی مفید تحریک کی بنا ڈالی جا سکتی ہے۔ مکتب قایم کیئے جا سکتے ہیں۔ یتیم خانے کھولے جا سکتے ہیں اور کئی ایک ایسے امور بوجہ احسن سرانجام پا سکتے ہیں۔

رسائل کی روح

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد

مجاہدہ

فقال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللّٰہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین ۔ کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ حالانکہ اللہ پاک نے تم میں سے ان لوگوں کو جو مجاہدہ کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں معلوم ہی نہیں کیا یعنی بغیر مجاہدہ کے دخول جنت کی تمنا اس شعر کی مصداق ہے۔

ترجو النجاۃ ولم تسلک مسالکھا
ان السفینۃ لا تجری علی الیبس

تم نجات کی امید رکھتے ہو مگر نجات کا جو راستہ ہے اسکو اختیار ہی نہیں کیا۔ یاد رکھو کہ خشکی پر کبھی کشتی نہیں چل سکتی۔

زاری بھی مجاہدہ کی ایک قسم ہے

مجاہدہ کا ایک طریقہ گریہ و زاری بھی ہے۔ خواہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے۔ یا حق تعالےٰ سے دوری کی وجہ سے یا اسکی لقاء کے شوق کیوجہ یا کسی اور غرض محمود کے باعث۔ بزرگان دین کے احوال پر اگر آپ نظر ڈالیں تو اس باب میں بھی ان کے بے شمار واقعات معلوم ہو سکیں گے۔ اگرچہ گریہ و زاری پر وہ لوگ جو اسکی حقیقت سے واقف نہیں خندہ زن ہوں لیکن ارباب طریق واہل حق ہی اس کی خوب قدر جانتے ہیں۔ ہم کو صرف اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد سنا دینا کافی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ لوگو! جو چیز میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھتے تو کم ہنستے اور بہت روتے۔ صرف اسی ایک حدیث شریف سے فیصلہ ہو سکتا ہے کہ اس دار دنیا کو ہنس بول کر گزارنے والے دنیا کی حقیقت سے واقف ہی نہیں۔

فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعا میں مصروف ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں آنسوؤں کا یہ حال ہے کہ انگلیوں پر سے بہہ رہے ہیں۔ میں آپ سے نزدیک ہوا تو دیکھا کہ آنسوؤں کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ میں نے عرض کی آپ کو خدا کی قسم ہے بتلایئے کہ خون کے آنسو بہانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا اگر تم مجھے خدا کی قسم نہ دیتے تو میں اپنے احوال بیان نہ کرتا حقوق اللہ کی ادائی میں جو کوتاہی مجھ سے ہوئی اسپر روتا ہوں اور آنسوؤں کی روانی میں فرق نہ آنے اور زاری کے تسلسل کی وجہسے خون کے آنسو آرہے ہیں۔

حضرت منصور بن معتمر کا مجاہدہ

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ نیچی نگاہوں سے دیکھتے۔ آواز پست اور آنکھیں تر رہتی تھیں۔ اگر معمولی سی حرکت بھی آنکھوں کو ہوتی تو ایک کی جگہ چار آنسو ٹپک پڑتے بظاہر بھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک مصیبت زدہ شخص ہیں۔

ایکمرتبہ ان کی مادر مہربان نے اُن سے فرمایا۔ منصور! تم یہ کیا کرتے ہو کہ تمہاری تمام رات رونے میں گزرتی ہے گھڑی بھر خاموش نہیں رہتے۔ غالباً تم نے کسیکو ناحق قتل کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ اماں جان! جو جو کام میں نے کیئے ہیں اُن کو میں ہی جانتا ہوں۔

حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجاہدہ

حضرت امام المتقین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے ساتھیوں میں سے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ جب نماز ختم ہوئی تو آپ سیدھی جانب پلٹ کر بیٹھ گئے آپ پر بہت گرانی معلوم ہوتی تھی آپ آفتاب نکلنے تک وہیں بیٹھے رہے۔ پھر ہاتھ ملنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں جو کچھ دیکھا ہے ان میں کی ایک بات بھی آج نظر نہیں آتی۔

صحابۂ کرامؓ کے مجاہدات

ان کی رات نماز اور تلاوت قرآنمجید میں بسر ہوتی تھی وہ جب تک سجدہ کی حالت میں ہوتے۔ بس ان کو اسی حالت میں آرام ملتا۔ صبح کو ان کے بال بکھرے ہوتے۔ اُن کے چہرہ غبار آلود۔ رنگ زرد نظر آتا تھا۔ جب وہ اللہ پاک کو یاد کرتے تو وہ ایسے جھومتے جیسا کہ سخت ہوا کے موقع پر درخت جھومتے ہیں۔ ان کی آنکھیں بہتی ہوئی تھیں۔ یہانتک کہ انکے کپڑے آنسوؤں سے تربتر ہو جاتے۔ ان کی یہ کیفیت تمام رات رہتی مگر جو لوگ اُن کے آس پاس ہوتے ان میں سے کسی کو خبر ہی نہ ہوتی۔

ابو مسلم خولانی کا مجاہدہ

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو مسجد خانہ میں ایک تازیانہ لٹکا دیا تھا۔ جسکے ذریعہ وہ اپنے نفس کو خوف دلاتے رہتے تھے اور کہتے۔ کہ اللہ پاک کی عبادت کے لیئے اسوقت تک قایم رہ جب تک کہ تجھے رینگنے کی بھی طاقت باقی رہے۔ اور رینگنے کی طاقت بھی نہ رہے تو اسوقت عبادت الٰہی میں سستی تیری طرف سے ہوگی میری طرف سے نہیں۔

اس اثناء میں اگر کبھی قیام وقعود وغیرہ میں سستی آجاتی تو کوڑا اوپر سے لیتے اور اپنی پنڈلیوں پر مارتے اور فرماتے کہ تازیانہ اگرچہ سواری کے جانور کو لگایا جاتا ہے لیکن بہ نسبت اس کے زیادہ تر تم ہی مار

کمانے کے قابل ہو۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ کا مجاہدہ

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دنمیں صبح دم چلا اور میری عادت تھی کہ جب صبح دم نکلتا تو سب سے پہلے ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور سلام عرض کرتا اس دن بھی حسب معمول ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز چاشت ادا فرما رہی تھیں۔ آیۃ کریمہ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ورد زبان تھی۔ آپ اسکو بار بار دُہراتی ہیں اور زار زار رو رہی ہیں اور دعا فرما رہی ہیں اس حالت کو دیکھ کر مجھے بھی رقت ہوئی۔ مجھ سے بیٹھا نہ گیا میں تو وہاں سے اُٹھ چلا۔ دل میں خیال کیا کہ بازار سے اپنی ضروریات کی تکمیل کرکے پھر حاضر ہونگا چنانچہ دیر تک اپنی ضروریات میں لگا رہا۔ پھر واپس آیا تو آپ کو اسی حالت میں پایا۔ کہ آپ نماز چاشت میں ہیں۔ اور وہی آیت کریمہ دہرا رہی ہیں اور روتی ہیں اور دعا فرماتی ہیں۔ رضی اللہ تعالے عنہا۔ (واعظ)

خیال کی حکومت

زبان کی آزادی اور الفاظ کی بے تکان رفتار تو مشہور رہی ہے لیکن خیال اس سے کہیں زیادہ بے عنان ہے کاشانۂ فقرا ہو یا بارگاہ سلاطین لیکن اس کی کہیں روک ٹوک نہیں۔ اگر دماغ میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں ہندوستان کا بادشاہ بن جاؤں تو بھی کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ اگر عالم تخیل میں کسی بڑے سے بڑے جرم کا منصوبہ باندھا جائے تو آئین وقانون کی دسترس سے وہ باہر ہے۔ خیالات جب تک دماغ میں رہتے ہیں اُسوقت تک خطرناک نہیں ہوتے لیکن جب وہ عمل کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور "خواہش" کا لقب اختیار کرتے ہیں اسوقت ان کے خطرہ کی انتہا نہیں رہتی۔ پس ایک قانون کی سخت ضرورت ہے جو ان بے عنان ہستیوں کی روک تھام کرے اور وہ قانون "ضبط نفس" ہے۔ ضبط نفس کا جاسوس ہر وقت اپنے کام میں مصروف رہے اور وہ دماغ کے ہر گوشے میں خواہشوں کی جستجو کرتا رہے۔ اُن خواہشوں سے تعرض نہ کرے جنکو عقل و ہوش نے جواز کی سند عطا کی ہے لیکن جو خواہشیں غیر معتدل اور ناجائز ہوں اور جو جذبات بے عنان ثابت ہوں اُنکو ہمیشہ کے لیئے فنا کر دے۔

جسطرح عمل کی اصلاح عمل سے ہوتی ہے اُسی طرح خیال کی اصلاح سے ممکن ہے۔ پس عالم خیال میں جب کوئی خواہش رونما ہو اُسیوقت دل ہی دل میں اُسکا جائزہ شروع کردو۔ اور غور کرو کہ اُسے عملی صورت میں لانا تمہارے لیئے جائز ہے یا نہیں۔ (صوفی)

عہدِ طفلی

تھے دیارِ نو زمین و آسماں میرے لیئے — وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لیئے
تھی ہر اک جنبش نشانِ لطفِ جاں میرے لیئے — حرف بے مطلب تھی خود میری زباں میرے لیئے
دردِ طفلی میں اگر کوئی رُلاتا تھا مجھے، — شورشِ زنجیرِ در میں لطف آتا تھا مجھے
تکتے رہنا ہائے وہ پہروں تلک سوئے قمر — وہ پھٹے بادل میں بے آوازِ پا اسکا سفر
پوچھنا رہ رہ کے اسکے کوہ و صحرا کی خبر — اور وہ حیرت دروغِ مصلحت آمیز پر
آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائلِ گفتار تھا — دل نہ تھا میرا سراپا ذوقِ استفسار تھا (نوبہار)

عروج وزوال

نکتہ سنج اور دقیقہ شناس مورخین ان علل و اسباب سے بھی بحث کرتے ہیں۔ جو عموماً قوم کے عروج وزوال کا باعث ہوا کرتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی قوم کی ترقی یا اس کے زوال کے اسباب متعدد ہوتے ہیں۔ اور جب تک کہ تمام اسباب جمع نہ ہو جائیں۔ نہ تو کوئی قوم کامل ترقی کرتی ہے، نہ کلیتہً تباہ و برباد ہو جاتی ہے، تاہم بعض اسباب نہایت قوی ہوتے ہیں۔ جنکا اثر نہایت گہرا اور نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ چنانچہ منجملہ اسباب تنزل کے اختلاف آرا اور آرام طلبی و اسراف ایسی چیزیں ہیں۔ جو عموماً قوموں کے زوال کا باعث ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہر برباد شدہ قوم کی تاریخ اسکی شہادت دے سکتی ہے۔

اختلاف آرا در حقیقت مضر چیز نہیں بلکہ اکثر معاملات میں اختلاف سے عمدہ نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن جب یہی اختلاف کسی بدنما صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ تو قوم کا شیرازۂ اتحاد بکھر جاتا ہے۔ اس کی عزت و طاقت کو صدمہ پہونچتا ہے، اس کا اقتدار بالکل زائل ہو جاتا ہے۔

اختلاف باہمی کے علاوہ ہر شخص عیش و تنعم کا شیدا اور آرام و راحت کا طالب ہے۔ اس لیئے تمام قوم سے عزم و حوصلہ رخصت ہو چکا ہے۔ اور شریفانہ جذبات کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ چہرے افسردہ ہیں اور جذبات مُردہ۔ نہ کام کرنیکی طاقت نہ آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہمعصر قوموں کے دوش بدوش ترقی کرنیکا حوصلہ نہ مشکلات پر غالب آنے کا جوش نہ کاروبار میں استقامت نہ قومی غیرت۔ ان حالات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کسی زمانہ میں ہم بھی اُبھرینگے اور دنیا میں کچھ کام کر دکھائینگے۔

تیسری چیز جس نے مسلمانوں کو کچھ کم تباہ و برباد نہیں کیا وہ اُن کا غیر معمولی اسراف ہے۔ درحقیقت مسلمانوں کی حالت بھی عجیب و غریب ہے وہ کمانے میں تو نہایت تنگ حوصلہ ہیں، لیکن خرچ کرنے میں سب سے زیادہ فراخ حوصلہ نظر آتے ہیں۔ مگر اُن کے یہ مصارف قوم و ملک کی بہبودی کے لیئے نہیں ہیں۔ بلکہ نفس پروری اور سامان عیش و عشرت کے لیئے غرض ایکطرف تو کاہلی و سستی اُسپر طرہ یہ کہ اسراف و فضول خرچی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام قوم پر افلاس و ادبار کی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔

ہمیں فقدان احساس پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ گرد و پیش کے واقعات سے بھی عبرت و بصیرت نہیں حاصل کرتے۔ حالانکہ اگر وہ غور کریں تو ہمسا

اقوام کے حالات اُن کے لیئے تازیانہ عبرت کا کام دے رہے ہیں۔

ردّ التجا

محبوب دلربا ہے کہ اعتبار عشق — ہو چا ہے یاس خیز ہی انجام کار عشق
اے چارہ گر علاج دل دردمند کر — تو باب دل کو اپنے للتہ بند کر
ممکن نہیں بر آئے کبھی مُدعا ترا — آتا نہیں سمجھ میں کہ منشا ہے کیا ترا
کر تو مرا یقین، اگر اعتبار ہو — یہ دل اسی لیئے ہے کہ تجھ پر نثار ہو
ہے ایک میری اشکوں کا قطرہ بھی اسکے ساتھ — اور ایک دلفریب ہی نغمہ بھی اسکے ساتھ
ممکن نہیں بر آئے کبھی مدعا ترا — آتا نہیں سمجھ میں کہ منشا ہو کیا ترا
عمر نشاط فرصت برق و شرار ہے — ہستی کا اس کی وہم پہ دارومدار ہو
جب گلشن جہاں میں تبسم نما ہوئی — شبنم صفت پہ چشم زدن میں فنا ہوئی
لیکن ہے دیرپا غم رندوہ کا قیام — اک نقش مستقل ہو یہ اسمیں نہیں کلام
آنکھوں میں تیری جلوہ نما اضطراب ہو — بیدار اسمیں الفت حسرت مآب ہو
ممکن نہیں بر آئے کبھی مدعا ترا — آتا نہیں سمجھ میں منشا ہے کیا ترا
تنویر مہر کا ہوا مشرق سے جب نزول — ہر سو کھلے تھے صحن چمن میں کنول کے پھول
فرط تپش سے حسن گراں پایہ مٹ گیا — دم بھر میں ان کی عمر کا سرمایہ لٹ گیا
جب درد شور گریہ کا ہوگا قریب دور — کھل کر رہینگے موسم سرما میں پھر ضرور
ممکن نہیں بر آئے کبھی مدعا ترا — آتا نہیں سمجھ میں کہ منشا ہو کیا ترا

(زمانہ)

دُنیا کیا ہے

ایک درسگاہ حقیقت ہے جہاں ذی روح کو عبرت پذیری وحقیقت شناسی کا سبق ملتا ہے۔ اُس کے تمام مناظر خواہ وہ مسرت انگیز ہوں یا عبرت آمیز روح انسانی کے لیئے اتالیق فطرت ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں انسان ان قدرت کے مقرر کردہ اتالیقوں کے ذریعہ حقیقت شناس ہو سکتا ہے۔ ہمیں ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جنہوں نے دنیا کے وجود کو قابل نفرت ٹھہرایا ہے۔ اکثر حضرات آپ کو ایسے نظر آئینگے جو ملک کے فقیر ہونا قابل فخر تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ خود اُنمیں اتنی قوت نہیں کہ وہ دنیا کے وجود اور اُسکی محبت پر غور کریں اور اُس کے علاوہ ہر قسم کے نظاروں سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ اگر کسی نے اس پردۂ راز کو اُٹھانے کی کوشش بھی کی تو مناظر فطرت نے ایسا دھوکہ دیا کہ وہ جتنا آگے بڑھا تھا۔ اُس سے زیادہ پیچھے ہٹ آیا۔ یا تو دنیا کے کسی دلفریب و دلکش نظارہ میں محو ہو گیا۔ یا کسی ہوشربا نظارہ کو دیکھ کر اُلٹے پاؤں واپس آگیا۔ آپ غور کیجیئے کہ وہ دنیا کی دلچسپیوں پر کیا رائے زنی کر سکتا ہے اور صرف ایک ہی نظارہ رموز دنیا کے تمام انکشافات کا کہانتک کفیل ہو سکتا ہے لیکن ستم تو یہ ہے کہ پھر بھی وہ ناشناس حقیقت دنیا کو اپنے تجربوں میں محدود کرنا چاہتا ہے، اور سمجھتا ہے کہ جو کچھ اُس نے دیکھا ہے یہی دنیا ہے۔

دُنیا کے نظارے

دُنیا میں دو قسم کے نظارے ہیں جنمیں سے ایک مسرت و انبساط سے معمور ہے اور دوسرا یاس و حسرت و درد و غم سے لبریز۔ اور اُنکی تعلیم کا طریقہ بھی جداگانہ ہے۔ نشاط انگیز مناظر میں بھی وہی راز مضمر ہے۔ جو غم والم کے نظاروں میں ہے۔ بہار آتی ہے اور رخصت ہو جاتی ہے۔ محفلیں آراستہ ہوتی اور پھر برہم ہو جاتی ہیں۔ خوشی ہوتی ہے اور مٹ جاتی ہے۔ لذت آغاز اور لذت انجام میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن بہت کم لوگ اس سے متاثر ہو کر عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے خوشی کے مناظر انسان کو تعلیم فطرت کی طرف سے اکثر بے بہرہ رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو یہی مناظر انسان کے دشمن بھی ثابت ہوتے ہیں۔ جو کچھ پونجی پاس ہوتی ہے ضایع ہو جاتی ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ان مناظر کی تعلیم باقاعدہ اور مفید نہیں غلط ہے۔ کیونکہ مسرت بھی پردہ کشائے غم وحقیقت ہے۔

مستو او محو طرب نا آشنائے سوز ناکامی
ہزاروں نغمہ ہائے درد ہیں سازِ مسرت میں (ہمایوں)

موج ہستی

اک حوض چمن میں زینت افزا دیکھا — لبریز و مسطح و مُصفا دیکھا
پانی کے سکون کی تھی یہ کیفیت — گویا کوئی آئینہ سراپا دیکھا
ناگاہ ہوا کے چند جھونکے آئے — آئے تو وہ یوں آئے اور ایسے آئے
یہ منظر پرسکون مٹا کر چھوڑا — سوتی ہوئی لہروں کو جگاتے آئے
لہریں جو اُٹھیں تو لڑ کھڑاتی اُٹھیں — کچھ اُٹھکے گریں تو کچھ اُٹھاتی اُٹھیں
سمٹیں اُبھریں ملیں اور آخر مٹکر — ہر سمت کو دائرے بناتی اُٹھیں
آگے تھی کوئی تو کوئی اُس سے پیچھے — چلنے لگیں الغرض سب آگے پیچھے
کیا شان کشش تھی کہ جدھر کو یہ گئیں — جاتی تھی مری نظر بھی پیچھے پیچھے
لہروں میں عجیب جوشش عرفاں پایا — طوفان حیات انمیں پنہاں پایا
کچھ مٹ گئیں اور کچھ کنارے پہونچیں — اُن کو بھی مگر نہ پھر نمایاں پایا
فطرت کی نمود تھی ہویدا اُن میں — اک ہست و بود تھی ہویدا اُنمیں
یہ جہد و جہد بس کنارے تک تھی — پھر شانِ جمود تھی ہویدا اُنمیں
موجیں جو مٹیں تو وہ سماں بھی نہ رہا — کچھ اُن کی نمود کا گماں بھی نہ رہا
مٹنے کو تو ہم سب بھی ہیں مٹتے جاتے — لیکن یہ مٹیں یوں کہ نشاں بھی نہ رہا
دم بھر میں ہوا سکون مُطلق طاری — موجیں نہ رہیں ہائے وہ پیاری پیاری
یہ منظر ہستی تھا عجب درد افزا — ابتک مری آنکھ سے ہیں آنسو جاری
اِس حوض میں سے موج ہستی دیکھی — تحریک ہوا میں ایک مستی دیکھی
اللہ کا بھید میں نے پایا ان میں — ہستی کی بلندی اور پستی دیکھی

(زمانہ)

معلومات

حسن پرستوں کیلئے عجیب و غریب ایجاد

خدا مغربی قوموں کو صحیح و سلامت رکھے۔ ان کے دماغوں کو قوت عطا فرمائے۔ روزمرہ نئے نئے شعبدے ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ ایک انگریز موجد نے جو کہ چمڑہ کی تجارت میں بڑا ماہر خیال کیا جاتا ہے ایک نہایت دلچسپ اور عجیب ایجاد کی ہے۔ اب تک کاغذ پر فوٹوگرافی کا فن عمل میں لایا جاتا تھا۔ مگر صاحب موصوف نے چمڑہ پر فوٹو کھینچ دکھا دیا۔ تصویریں نہایت خوبصورت۔ صاف اور خوشنما تیار ہوتی ہیں۔ نہ وہ پانی سے خراب ہو سکتی ہیں نہ روشنی ان پر اپنا کوئی ناگوار اثر ڈال سکتی ہے۔ ولایت میں یہ تصویریں۔ ہینڈ بیگوں۔ نوٹ بکوں اور لیڈیز کی ٹوپیوں پر بکثرت رواج پا چکی ہیں۔

ہمارے ہندوستانی شعراء اور پرستاران حسن کو خوش ہونا چاہیئے۔ یہ نئی ایجاد ان کی حسن پرستی میں بہت زیادہ ممد و معاون ثابت ہوگی۔ اب محبوب کی تصویر کو دل کے آئینہ میں رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ ؎

سینہ پر کھچوائیے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اس ایجاد سے پہلے عشاق کو محبوب کی تصویر دیکھنے کے لیئے تصور کی آنکھ دل کے آئینہ کی طرف جھکانا پڑتا تھا۔ اب ظاہری آنکھ نے ذرا گریبان کی طرف جھکنے کی زحمت گوارہ کی کہ تصویر یار موجود۔

دیونما انسان

ہنگری کی گزشتہ نمائش میں کاؤن لاف نامی ایک شخص آیا تھا اس شخص کے قد کی لمبائی ۹ فٹ ۳-۱ انچہ ہے۔ ۴۵۰ پونڈ اس کا وزن ہے۔ اس کے سینہ کی ناپ ۵۶-۱ انچہ۔ سر کا دور ۲۵-۱ انچہ۔ کلائی سے لیکر شہادت کی انگلی تک ہاتھ کی لمبائی ۱۳- انچہ۔ اور پاؤں کی لمبائی ۱۴-۱ انچہ ہے۔ چار تندرست آدمیوں کے برابر اس کی خوراک ہے دن و رات کا بیشتر حصہ اس عجیب و غریب دیونما انسان کا سونے میں گزرتا ہے اسوقت اسکی عمر ۲۵ سال ہے۔

خدا ہر بیدار قوم کی عورتوں کو ون لاف کی ماں جیسی جرأت عطا فرمائے تاکہ وہ فوجی خدمات کے لیئے ایسے قد آور نوجوان پیدا کر سکیں۔ اللہ کرے جوشش نمو اور زیادہ۔

یہ شخص۔ کل طویل۔ کا مصداق معلوم ہوتا ہے۔ اگر سمجھدار ہوتا تو سوئیٹزر میں ہرگز نہ رہتا۔ ہندوستان چلا آتا۔ یہاں کی عجائب پرست قومیں اس غیر معمولی قد و قامت کے سامنے سر اعتقاد خم کر دیتیں پوجا کرتیں پرستش کرتیں۔ نذریں چڑھاتیں۔ دیوتا کا خطاب دیتیں۔ مہاتما بناتیں۔ مرنے کے بعد مورتیاں تیار کی جاتیں اور ہمیشہ جب تک دنیا قائم ہے ان مورتیوں کی پرستش ہوتی رہتی۔

تخم قہقہہ

ایک ماہر نباتات عرب سے واپس آئے ہیں۔ انہوں نے ایک عجیب و غریب درخت کے بارے میں نہایت دلچسپ معلومات بیان کی ہے۔ "کہ عرب میں ایک چھوٹا سا درخت پیدا ہوتا ہے جسکے بیج کھانے کے بعد انسان بے اختیار قہقہہ لگانا شروع کر دیتا ہے اور ہنستے ہنستے بیتاب ہو جاتا ہے"

عرب کے باشندے ان بیجوں کو پیس کر رکھ لیتے ہیں۔ جب وہ کسی شخص کو بیحد رنجیدہ یا غمگین دیکھتے ہیں تو ان پسے ہوئے بیجوں کی بہت کم مقدار اسکو کھلا دیتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکا رنج و غم عارضی خوشی سے بدل جاتا ہے۔

بہت جلد وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ ولایت کی خوبصورت شیشیوں میں بند ہو کر یہ بیج ہندوستان میں بھی آ جائیگا۔ زیادہ بہتر ہو کہ یہ نعمت عرب سے ولایت کو منتقل کر دی جائے جہاں عارضی خوشی حاصل کرنے کے لیئے روزانہ لاکھوں بوتلوں کے کاک کھل جاتے ہیں جہاں کی زندگی کا مقصد عیش پرستی اور دنیاوی لذات سے لطف اندوز ہونا ہے۔ ہندوستانیوں کو ایسی اشیاء کی ضرورت ہے جن سے احساس پیدا ہو ایسی چیزوں کی کوئی حاجت نہیں ہے جو رہے سہے احساس کو بھی برباد کر دیں۔

درختوں سے روشنی حاصل کرنا

ایک فرانس کے ماہر سائنس نے درختوں کی بابت جدید معلومات بہم پہنچائی ہے کہ مختلف درختوں میں تار باندھ کر انکو آپس میں ملانے سے بجلی کی ایک ہلکی رو پیدا ہو گئی جس سے کہ بجلی کا چھوٹا سا لیمپ روشن ہو سکتا ہے۔ درخت بے جان ہیں۔ انمیں بجلی کی رو موجود ہے۔ تانبے کے تاروں کے ذریعہ باہمی اتحاد سے بجلی کا لیمپ روشن ہو سکتا ہے۔ ہم انسان ہیں قدرت نے ہمارے دلوں کو بھی ایک کہربائی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اگر ہندوستان کے ۳ ۴ کروڑ مسلمانوں کے دل اتفاق کے رشتہ میں منسلک ہو جائیں تو ایک ایسی روشنی پیدا ہو سکتی ہے جس سے کہ دنیائے اسلام جگمگا اٹھے اور مخالفین اسلام کی آنکھوں کو خیرہ کر دے۔

تین سو برس بعد

ایک ماہر جغرافیہ جرمنی۔ تمام دنیا کی آبادی کے مسئلہ خوراک پر غور کرکے وہ کہتا ہے کہ موجودہ پیداوار ۱۹-۱ ارب انسانوں کی خوراک کے لیئے کافی ہو سکتی ہے۔ آجکل مندرجہ بالا آبادی کا ½ حصہ ہے۔ اگر آبادی کی افزائش کا یہی اوسط رہا جو کہ گزشتہ پچاس سال میں رہا ہے تو تین سو برس کے بعد دنیا کی آبادی ۸ ارب ہو جائیگی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جگہ کی قلت کیوجہ سے آبادی کا بڑا حصہ قطبین میں جا کر آباد ہو جائیگا۔

ہمارے ہندوستانی بھائیوں کی اولاد کو قطبین کیطرف ہجرت کرنے کے لیئے بالکل تیار رہنا چاہیئے۔ چونکہ طاقتور قومیں انکو نکال باہر کرینگی۔ قطبین میں پہونچنے کے بعد ہمارے آرام طلب ہموطنوں کو سونے کا کافی موقعہ ملیگا چونکہ وہاں چھ مہینہ کی رات ہوتی ہے۔ خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے۔

فہمی

کم سرمایہ والوں کے لئے وسائل معاش

ایجنسی کے ذریعہ سے

خط و کتابت کرتے وقت ایک آنہ کا ٹکٹ جواب خط کے لیئے بھیجئے اور رسالہ "دین و دنیا دہلی" کا حوالہ دیجئے۔

(۱) "گیرینز ٹیشنل ڈسٹیپر" کو نہایت محنتی اور دیانت دار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ اس پتہ پر لکھیئے۔

گلوب انجینیرنگ ورکس۔ ڈینسو ہال۔ کراچی۔

(۲) ایس۔ بی۔ ایس۔ مہتا اینڈ سنز۔ روہتک پنجاب۔ کو ۴۰۶ نمبر گائے مارکہ بیچک کے گولوں کی فروخت کے لیئے ہندوستان میں ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ خط لکھ کر شرائط ایجنسی معلوم کر لیجئے۔ اسکے علاوہ پیچک بنانے کی مشینیں بھی نہایت سستی قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔ ان مشینوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ کوشش کرنی چاہیئے چونکہ ان مشینوں کے ذریعہ سے پردہ نشین خواتین۔ بیس پچیس روپیہ ماہوار بآسانی پیدا کر سکتی ہیں۔

(۳) ہندوستان بٹن ورکس۔ فرید آباد۔ دکن۔ اپنے کارخانہ کے بنے ہوئے بٹن کمیشن ایجنسی کے ذریعہ سے فروخت کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کے شہر میں یہ چیز چل سکتی ہے یا اگر آپ اسکو کسی دوسری صورت سے فروخت کر سکتے ہیں تو شرائط مندرجہ بالا پتہ سے منگا لیجئے۔

(۴) شا۔ اینڈ کو۔ ٹریڈنگ بلڈنگ موچی دروازہ لاہور اپنے فینسی سامان۔ اور چمڑہ کے سامان کی ایجنسی دینا چاہتے ہیں۔ اگر آپ دیانتداری اور مستعدی سے کام کر سکتے ہیں تو اوپر لکھے ہوئے پتہ سے خط و کتابت کیجئے۔

(۵) رفیق لیدر ورکس اندرکوٹ شہر میرٹھ۔ نے موزوں کے لیئے چمڑہ کے گیٹس تیار کیئے ہیں۔ منیجر صاحب ریویو غرض سے یہ گیٹس ہمارے ہاں لائے تھے۔ گیٹس نہایت مضبوط ہیں نہایت خوبصورت ہیں۔ دہلی میں بکثرت نکل رہے ہیں۔ چونکہ یہ بالکل نئی چیز ہے اور سستی چیز ہے آپ بڑی آسانی سے چلا سکتے ہیں روزمرہ کے استعمال کی اشیا بازار میں بہت آسانی کے ساتھ نکل سکتی ہیں۔ اگر آپ نمونہ منگانا چاہتے ہیں تو آٹھ آنے کا ٹکٹ اوپر لکھے ہوئے پتہ پر بھیجئے۔ ورنہ ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر بذریعہ خط و کتابت شرائط۔ ایجنسی طے کر لیجئے۔

(۶) دی نیشنل ہیر ڈائی جونا مارکیٹ کراچی۔ اپنے خضاب کی ایجنسیاں تمام ہندوستان میں قایم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خضاب سندھ میں بہت زیادہ چل رہا ہے۔ دہلی میں بھی بکتا ہے مگر کم۔ عام طور پر لوگ اسکو بہت پسند کرتے ہیں۔ اگر جناب اسکی ایجنسی لینا چاہتے ہیں تو مندرجۂ بالا پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

(۷) ایم۔ آر۔ اینڈ کو۔ ہاپوڑ ضلع میرٹھ۔ خوشبودار کھلی تیار کرنے میں تمام ہندوستان میں فرد ہیں۔ یہ خوشبودار کھلی کی ایجنسیاں تمام ہندوستان میں قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ صابون نے ان چیزوں کو ہندوستانیوں کے دل سے بالکل بھلا دیا ہے مگر اب بھی یہ چیز اگر کوشش کی جائے تو کافی منافع کا باعث بن سکتی ہے۔

(۸) بدری داس۔ چاوڑی بازار دہلی۔ ان کی کمپنی میں بجلی کا تمام سامان ولایتی مال کے مقابلہ پر تیار ہو رہا ہے۔ ہر چیز نہایت خوبصورت اور پایدار ہوتی ہے۔ یہ ہندوستان کے ہر حصہ میں اپنے بجلی کے سامان کو بذریعہ ایجنسی فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ معاملہ کے نہایت اچھے ہیں۔ اگر آپ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اوپر لکھے ہوئے پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

(۹) محمد میاں احمد میاں۔ بلی ماران دہلی۔ یہ چمڑہ کے نہایت خوبصورت اور پایدار سلیپر تیار کرتے ہیں اور نہایت ارزاں فروخت کر رہے ہیں۔ اپنے شہر کے دوکانداروں سے آرڈر لیکر انکو لکھیئے یہ آپ کا کمیشن آپ کو علحدہ دیدینگے۔

(۱۰) خواجہ بک ڈپو نظامیہ دارالاشاعت دہلی۔ یہ اپنی مشہور و معروف کتاب معلومات تجارت کے لیئے تمام ہندوستان میں ایجنٹ مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب ہر شخص کے لیئے یکساں مفید ہے اردو میں آج تک اس سے بہتر تجارتی معلومات سے بھری ہوئی کتاب شایع نہیں ہوئی۔ اگر آپ فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اوپر لکھے ہوئے پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

ایس این باسک اینڈ سنز۔ میٹل بٹن مینوفیکچررز۔ ڈھاکہ کو اپنے کارخانہ کے بنے ہوئے چاندی اور پیتل کے نہایت خوبصورت بٹنوں کے لیئے ٹریولنگ ایجنٹوں کی سخت ضرورت۔ اوپر لکھے ہوئے پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

سوالات

مذہبی

(۱۱۸) قربانی میت کی طرف سے جائز ہے یا نہیں۔ (خریدار)

(۱۱۹) اگر کسی مسجد میں تعزیہ رکھا ہو تو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں (خریدار)

(۱۲۰) زید کی بیوی میکے سے کسی شخص کے ساتھ فرار ہو گئی۔ زید طلاق دینا اور مہر ادا کرنا چاہتا ہے کیا صورت اختیار کرے۔ (خریدار)

طبی

(۱۲۱) دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد جب میں اٹھتا ہوں تو مجھ کو چکر آتا ہے آنکھوں کے نیچے اندھیرا سا معلوم ہوتا ہے۔ بعض اوقات تو چکر کھا کر گر پڑتا ہوں۔ مجرب نسخہ درکار ہے (محمد ابراہیم بونعیم)

(۱۲۲) بواسیر کی مدت سے شکایت ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔
(خریدار نمبر ۳۱)

(۱۲۳) ایک ایسے مالک نسخہ کی ضرورت ہے جو مقوی اعضاء رئیسہ ہو مثانہ کی کمزوری کو بھی دفع کرے۔ اور ساتھ ساتھ مصفی خون بھی۔ ہر عمر والا ہر موسم میں استعمال کر سکے۔ (محمد عمر)

صنعتی

(۱۲۴) ایسی کمپنی کا پتہ مطلوب ہے جس کے ہاں (   ) نیڈل کریفٹ کے متعلق کتابیں مل سکیں۔ (محمد ابراہیم)

(۱۲۵) پانتابے بنانے کی مشین کا پتہ درکار ہے کہاں اور کس قیمت کو ملیگی۔ (محمد ابراہیم)

(۱۲۶) کیا کوئی تیزاب ایسا ہے جو صاف کیے ہوئے چمڑے کے میل کو صاف کر سکے مگر رنگ میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو (محمد عمر)

متفرق

(۱۲۷) زردہ تمباکو بنانے کی بنانے کی ترکیب مطلوب ہے۔ (فقیر محمد)

(۱۲۸) ایک لڑکی کا تاریخی نام مطلوب ہے جو ۲۲ صفر سنہ ۱۳۴۳ ہجری میں پیدا ہوئی ہے۔ (۱۲/و)

(۱۲۹) ایسی کمپنی کا پتہ مطلوب ہے جو اپنا مال کمیشن پر فروخت کرنے کے لیے دیتی ہے۔ (۱۲/ د)

(۱۳۰) کیا کوئی صاحب یہ تحریر فرمائیں گے کہ حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ العزیز خلیفہ زماں علیہ الرحمہ کی مزار کس کس جگہ پر ہے۔ (عبدالغفار خاں مودودی)

(۱۳۱) حضرت غوث اعظم کی مکمل سوانحعمری درکار ہے (مصنف کوئی لایق شخص ہو) کیا قیمت ہے اور کہاں سے ملیگی۔ (خریدار)

جوابات

(۸۸) دیا سلائی بنانے کی مشین کا پتہ یہ ہے۔ ۲۱۹ ساونٹہ جی۔ ٹی روڈ۔ ہوڑہ۔ (۶۸۲/ع)

(۷۷) مذہب حنفیہ کی رو سے جب تک خاوند زندہ ہے عورت دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی۔ (خریدار)

(۱۰۲) آپ مقروض ہیں تو تجارت کیجیے۔ میں آپ کو بغیر مشین کے ایک گھنٹہ میں سو بوتل سوڈا واٹر ولیمونیڈ بھرنا سکھا دونگا اسطرح فی بوتل ایک پیسہ لاگت آتی ہے۔ بوتل میں گولی مشین سے زیادہ مضبوط لگ جاتی ہے اور گیس بھی بہت تیز پیدا ہوتا ہے۔ جو صاحب بذریعہ منی آرڈر رسالہ دین و دنیا کے لیے ایک نئے خریدار کا چندہ بھجوا دینگے ان کو یہ طریقہ مفت بتا دونگا۔ صرف مجھ کو ڈیڑھ آنہ کا ٹکٹ مزید روانہ کرنا ہوگا۔ اس سے آپ سیکڑوں روپے ماہوار کما سکتے ہیں
(ایم۔ پی۔ سکینہ نار سوڈا ایکسپرٹ)

(۶۷) داد کے لیے یہ نسخہ مجرب ثابت ہوا ہے:۔
گندھک آملہ سار۔ سہاگہ کھیلیا بریاں۔ کتھہ سفید۔ نیلا تھوتھا
۶ ماشہ   ۳ ماشہ   ۴ ماشہ   ۵ ماشہ
سب داؤں کو خوب باریک پیسکر کپڑے میں چھان لیں اور ایک تولہ ۸ ماشہ چنبیلی کے تیل میں ملا کر خوب ملائیں تاکہ مرہم کی شکل اختیار کرے۔ سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ اس دوا سے سوزش بالکل نہیں ہوتی (۴۳۵/ع)

(۶۶) ضیا بیطس کے لیئے کارخانہ امرت دہارا لاہور سے دوا رشوگری منگا کر استعمال فرما دیں (۴۳۹/ع)

اگر جوابات نہ آئیں تو سوالات بیکار ہیں۔ سوال لکھنے سے پہلے جواب لکھنے کی کوشش کیجیے۔ ایک وقت میں ایک سوال سے زیادہ نہ لکھیئے۔ ورنہ درج نہیں کیے جائینگے۔
نیاز مند علی مظفر ہاشمی منیجر

انشائے لطیف

شیطان کی نوٹ بک

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

کتنی پیاری نوٹ بک ہے۔ کتنی عجیب نوٹ بک ہے۔ کسی انگریزی فرم میں تیار نہیں کی جاتی۔ کسی ہندوستانی جلد ساز کی جلد سازی کا اعلیٰ نمونہ نہیں ہے نہ سنہری ہے نہ روپہلی۔ نہ سپید کاغذ کی ہے نہ حنائی کاغذ کی۔ نہ چکنا کاغذ ہے نہ روکھا مگر پھر بھی نہایت خوبصورت اور عجیب نوٹ بک ہے۔ نہ یہ جرمنی کے کسی کارخانہ میں تیار کی جا سکتی ہے نہ امریکہ کی کوئی کمپنی ایسی نوٹ بک بنا سکتی ہے۔

یہ نوٹ بک انسان کو خدا نے عطا فرمائی تھی۔ انسان نے اسے آنکھوں سے لگایا تھا۔ سر پر رکھا تھا۔ اسکو لیکر بڑا خوش ہوا تھا۔ خدا نے یہ نوٹ بک انسان کو اس لئے دی تھی کہ وہ اس میں دن رات اسکی تعریف لکھتا رہے۔ اسکی محبت میں اس کے صفحوں کو رنگا کرے۔ جب یہ نوٹ بک نئی نئی تھی تو بڑی خوبصورت تھی۔ بڑی چمکدار تھی۔ نور خداوندی اسمیں جلوہ گر ہوا کرتا تھا اسکی حسن کی تجلیاں اسپر جلوہ فگن ہوتی تھی۔

انسان دنیا میں آکر سب کچھ بھول گیا۔ اس نے اس نوٹ بک کے صفحات کو ذاتی معاملات سے سیاہ کرنا شروع کر دیا۔ جوں جوں یہ نوٹ بک دنیاوی معاملات سے پُر ہوتی گئی اسکی چمک دمک بھی کم ہوتی گئی۔ اس کے نورانی صفحات تاریک ہونے شروع ہو گئے۔

شیطان ازل ہی سے اس نوٹ بک کا تمنائی تھا۔ کیونکہ اس نوٹ بک پر ابتدا میں ذات الہیٰ کی تجلی جلوہ افروز رہتی تھی۔ اس لئے شیطان کے پر جلتے تھے جب دنیاوی معاملات اس نور خداوندی کے درمیان حائل ہو گئے تو شیطان کو موقع مل گیا۔ اور اس نوٹ بک پر اپنا قبضہ جما بیٹھا موجودہ دور میں شیطان اس نوٹ بک پر بلا شرکت غیرے قابض ہو گیا ہے۔ اب اس کے تمام صفحات شیطانی کارناموں سے پُر ہیں۔ کسی صفحہ پر دغا کی اسٹوری ہے۔ کسی پر داستان ظلم ہے۔ کسی صفحہ پر مکر و فریب کی سُرخی قایم ہے۔ کوئی صفحہ شراب کی رنگینیوں سے بھرا ہوا ہے۔ کسی صفحہ پر نیم برہنہ حسینہ کا فوٹو کھنچا ہوا ہے۔ غرض یہ کہ نوٹ بک دنیاوی الائشوں سے پُر نظر آتی ہے۔

یہ نوٹ بک تمہارے پاس بھی ہے۔ آج رات کو جب لیٹو تو اس نوٹ بک کا مطالعہ کرنا۔ اسکے صفحات پر غور کرنا۔ یہ نوٹ بک تمہارا دل ہے۔ اسکو پڑھو اور اپنے کارناموں پر غور کرو۔

تم اگر چاہو تو یہ نوٹ بک پھر بھی نورانی نوٹ بک بن سکتی ہے۔ تم اگر چاہو تو اس نوٹ بک کے تاریک صفحات کو نور الہیٰ سے منور کر سکتے ہو۔ اس کی تاریکی کو وضو کے پانی سے دھو ڈالو۔ اس کے صفحات کو ایمانداری اور سچائی سے پر کر دو۔ وہی نور عکس فگن ہو جائیگا۔ وہی جلوہ پھر اسکو اسی طرح نور الہیٰ سے منور کر دے گا اور تم دیکھو گے کہ تمہارے پہلو میں دل نہیں ہے بلکہ ایک جام جہاں نما ہے۔

حُسن کی تجلّیاں

(قایم الدین صاحب کے قلم سے)

رات کے اندھیرے اور دن کے اُجالے میں۔ ویرانے کی خاموشی اور آبادی کے شور و غل میں۔ حیوان میں۔ انسان میں۔ طیر میں۔ شجر میں۔ حجر میں جہاں دیکھو حُسن جلوہ گر ہے۔ ؎

شش جہت میں سینکڑوں جلوے کھڑے ہیں منتظر
ہاں در آئینۂ دل ہر طرف وا چاہئے

شکلِ انسانی میں یہ موجود ہے۔ گُل میں یہ ظاہر ہے۔ طلوعِ آفتاب و غروبِ آفتاب میں یہ نمایاں ہے۔ شبنم کے دماغ میں اس کا ظہور ہے۔ معصوم بچے کے تبسم میں اسکا کرشمہ ہے۔ قمری کی کُو کُو بلبل کا نغمۂ شیریں بازیگر کبوتر کی بازیاں اگر مظہر حُسن نہیں ہیں تو اور کیا ہیں؟ حسن ساری کائنات کی جان ہے۔ تم سمجھتے ہو گے موٹے موٹے ہونٹوں چپٹی ناک والی حبشن بھونڈے پن کی صُورت ہوتی ہے۔ توبہ توبہ۔ غور کرو تو معلوم ہوگا اس میں بھی بعض ادائیں ایسی ہیں جنپر صاحبِ مذاق سلیم لوٹ ہو جائے۔ ؎

گُل ہی گُل باغ جہاں میں ہیں کہیں خار نہیں

حقیقت میں کسی شے کو حسن سے خالی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا کششِ مرکزِ ثقل کے عمومیت سے انکار کرنا۔ اگر چشم بینا ہے تو چاندنی رات میں باہر نکلکر دیکھو کائنات نے کیسی نُورانی پوشاک زیب بدن کی ہے۔ ہر ایک شے پر وہ جوبن ہے کہ بہشت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

حُسن کی تعریف اگر ممکن نہیں تو کیا مضائقہ۔ مشاہدے کے لیئے منطق کی کوئی ضرورت نہیں۔ کان آوازِ شیریں کو سُنکر فوراً کہہ دیتا ہے کہ شیریں ہے۔ بس اسیطرح دیکھنے والوں کی آنکھ حسین چیز کو دیکھ کر کہہ دیتی ہے کہ یہ حسین ہے۔ سچ پوچھیئے تو کان سُنتا نہیں اُسکو سنائی دیتا ہے۔ آنکھ دیکھتی نہیں اُسے دکھائی دیتا ہے۔ حُسن کی پہچان استدلال سے نہیں ہو سکتی۔ وجدان حُسن کو پہچانتا ہے۔

یُوں تو تمام عالم حسن کی پری کا گھر ہے لیکن اگلے زمانہ کی دیبیوں کی طرح اسکی خاص خاص سیرگاہیں بھی ہیں - شکل انسانی حُسن کی پری کا اُلمپس ہے. قلب انسانی نطرۃً حسن کا شیدا ہے - نمایشِ حسن کا لازمی نتیجہ عشق ہے اور یہ عشق وُہ شے ہے کہ آدمی کو انسان بنا دیتا ہے - دیوانے کو ہُشیار کجرو کو راست رو بنا دینا اُس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے - عشق قدرت کی نعمتوں میں ایک بے بہا نعمت ہے - یہ وُہ تاثیر ہے کہ سینکڑوں مزے اس کی تکلیفوں پر نثار - ہزاروں راحتیں اسکے رنجوں پر قربان -

کون نادان ہوگا جو حُسن کا احسان نہ مانتا ہو - ہائے کیا زندگی کے بعض بیحد دلچسپ واقعات جنکو بار بار یاد کرنے سے رُوح تازہ ہوتی ہے - صرف حُسن کے طفیل ہمیں پیش نہیں آتے - پھر اگر حُسن ہماری خوشوقتی کا باعث ہوتا ہے - ہماری بے مزا زیست کو بامزا کرتا ہے - اور اس پر لطف یہ کہ ہم کوشش اور سعی کرکے اُسکے سے مرتبہ کو پہونچیں - ایک نمونۂ کمال ہمیں لا دکھاتا ہے - تو کیا ہمارا عینِ فرض نہیں کہ ہم حسن کو اپنا مالک قرار دیں حسین ہمارے حاکم ہیں اور اُن کی اطاعت سب پر لازم و فرض ہے - ایسی اطاعت جسمیں خودغرضی کا ذرہ برابر شائبہ نہ ہو - بعض عاشق اپنے معشوق کی بے التفاتی کا گلہ کرتے ہیں - یہ اُن کی سادہ لوحی کا نتیجہ ہے - انہیں معلوم نہیں کہ خود اُنمیں کوئی ایسی خوبی نہیں جسے دیکھ کر مد مقابل اُنہیں چاہنے لگے - ایسے برخود غلط لوگوں کے لیئے یہی نصیحت کافی ہے - ایاز قدر خود بشناس - عشق کے لیئے واجب ہے کہ بغیر ضمانہ ہو - حکیم مسپائینوزا کیا خوب کہتا ہے - "اگر مجھے تم سے محبت ہے تو تمہیں اِس سے کیا"

حُسنِ کامل حقیقت میں محال ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ پھر تو سب کے سب عیب دار ہیں - اور کوئی کسی سے بہتر نہیں - لینڈر نے کیا خوب کہا ہے خوشبودار سے خوشبودار پھول کو دیکھو اس کا بہت سا حصہ ایسا ہے جسے خوشبودار نہیں کہہ سکتے مگر ہیرا اور خدا را اچھا کہ سنگریزہ بےداغ ؟

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ حسن کو قیام نہیں اِسی لیئے یہ قابل توجہ نہیں - یہ خیال غلط ہے اِس لیئے کہ اوّل تو حسن کا ایک بڑا حصہ حُسنِ باطن ایسا حُسن ہے جسے کبھی زوال نہیں - دُوسرے حُسنِ ظاہر اگر ناپائدار ہے تو کیا مضائقہ ع

جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

ہاں یہ بات البتہ ماننے کی ہے کہ زیادہ توجہ کے لایق وہی حُسن ہے جو دیرپا ہو - اور یہ حُسنِ باطن ہوتا ہے - اعلیٰ مظاہرِ قدرت گلزاروں کے بہار دُنیا کی نعمتوں اور جوانی کے مزوں کی نسبت زیادہ پائدار ہیں لیکن افسوس جوانی کے ساتھ ہی اُن کا لُطف بھی اُٹھ جاتا ہے -

حُسن! تو انسان میں ہو کہ غیر انسان میں دنیا ہمیشہ تجھے تہ دِل سے چاہیگی تیری یاد ہر ایک دِل میں رہیگی - ہر ایک سر تیرے آگے جُھکیگا - حقیقت تو یہ ہے اور چیزوں کا تیرے سامنے ایسا ہی حال ہے جیسا زمین نگین کا نگین کے آگے - ویران ہے وُہ دِل جسمیں تیری حکومت نہیں اور بے ثمر وُہ کوشش جس میں تیرا پیدا کیا ہوا شوق نہیں ؛

حسین دوشیزہ

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

نو عمر ایک لڑکی گاؤں کی رہنے والی ۔۔۔ بے حد قبول صورت بیحد ہی بہولی بھالی
پھیلائے دونوں پاؤں دنیا سے بیخبر وہ ۔۔۔ ایک نہر کے کنارے بیٹھی تہی سبزہ پر وہ
کچھ تہا دوپٹہ سر پر کچھ سبزہ پر پڑا تہا ۔۔۔ مدہوش تہی کچھ ایسی سینہ کھلا ہوا تہا
گیسو جو اسکے اڑ کر رخ پر بکھر رہے تھے ۔۔۔ شام و سحر کا منظر وہ پیش کر رہے تھے
کچھ پہول ہاتھ میں تھے آنچل پہ کچھ کھلے تھے ۔۔۔ چاروں طرف کچھ اسکے بکھرے ہوئے پڑے تھے
پہولوں سے چپکے چپکے باتیں وہ کر رہی تہی ۔۔۔ ہنس ہنس کے انکو اپنے دامن میں بھر رہی تہی
چن چن کے چہوٹی کلیاں بالوں میں تہی لگاتی ۔۔۔ رہ رہ کے مسکراتی رہ رہ کے گنگناتی
جھگڑوں سے اس جہاں کے آزاد تہی وہ لڑکی ۔۔۔ وہ بے خبر تہی اس سے ہو کوئی چیز غم بھی
معصوم بہولی صورت آتا ہے وہ زمانہ ۔۔۔ جب تیری ساری خوشیاں ہو جائینگی روانہ

یہ عہد شادمانی جب یاد تو کرے گی
فہمی کی طرح آہیں دن رات تو بھریگی

سرشارِ محبت کی صدا

ایک دردآلود صدا - ایک جگرخراش آہ - ایک دل فگار نالہ - نہیں نہیں یہ سب غلط - ایک ٹوٹے ہوئے شیشۂ دل کی جھنکار صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے - پیام امید سنا دے"

میرے پہلو میں ایک دل ہے یہ دل درد سے بھرا ہوا ہے آرزوؤں سے لبریز ہے آرزوئیں مجھے بے چین کئے ہوئے ہیں اور نالہ و شیون بن کر نکلنے کی راہ ڈھونڈھتی ہیں آرزوئیں کیا ہیں؟ صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

اے میری مطلوب! کیا میری صدا نہیں سنتا، کیا میرے جلے ہوئے دل کی آہ آہِ نارسا بن کر رہ جاتی ہے؟ کیا میرے درد کا کچھ علاج نہیں ہے؟ ہاں ہاں ہے - اور ضرور ہے صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

اب تو میں نے شیوۂ فغاں سیکھ لیا ہے کاش میری صدا کسی کے دردمند دل میں اُتر آئے - کانوں کی راہ دل میں سما جائے اس دل کو بے چین کر دے اور اسکو میرا پیام سنا دے - صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے پیام امید سنا دے"

آدھی رات کا وقت ہے، نالۂ نیم شب بلند ہے، آسمان خاموش ہے ہوا چل رہی ہے، تارے جگمگا رہے ہیں - چاند روشن ہے، کوئی ہے جو میرے محبوب کو منا دے اور صرف اتنا سنا دے -

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

دریا کا کنارہ ہے، لہریں دوڑ رہی ہیں، مچھلیاں تیر رہی ہیں، قلب مضطر ہے، خیال منتشر ہے، دماغ پریشان ہے - اور صدائے سرشار بلند ہے صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

جنگل بیابان ہے، چڑیاں چہچہا رہی ہیں، درندے پھر رہے ہیں "سرشار" بے چین ہے، اور پیکر خیالی سے کہہ رہا ہے، جا تو ہی صدائے دردآلود پہنچا دے، صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

آہ! مجھے کیا ہو گیا ہے، کیا میں دیوانہ ہوں، نہیں نہیں میں دیوانہ نہیں ہوں کسی کا دردِ الفت غالب ہے اور اضطراب پیدا کر رہا ہے، آسمان کے تارو، دریا کی مچھلیوں، جنگل کے پرندو، جاؤ میرے مطلوب کو سندیسہ پہنچا دو صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

محبت کیا ہے، دردِ الفت کیا ہے، سوزشِ قلب کیسی ہے، اضطرار کتنا ہے کچھ نہیں کچھ نہیں، ؎

یہ دستورِ زباں بندی سبق پہلا ہے منزل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

سودائے عشق

(از سرور - جہان آبادی)

مے سوزِ عاشقی کا جو نصیب جام ہوتا | میں سحر کو بھی نہ بجھتا، وہ چراغِ شام ہوتا
وہ جگر کا داغ بنتا، دمِ حشر بھی نہ مٹتا | دل و جان کو پھونک دیتا، وہ تپِ دوام ہوتا
نہ بجھنے والا شعلہ، نہ شرارِ خام ہوتا

شبِ غم میں بنکے ٹپکوں کسی چشمِ تر سے آنسو | میں بنوں سحر کا تارا، نہیں مجکو یہ گوارا
شبِ تار میں چمکتا نہ ہوا یہ بنکے جگنو | جو فروغِ عشق دیتا مجھے چرخِ فتنہ آرا
میں جگر پہ داغ کھا کھا کے یہ تمام ہوتا

کسی مہ لقا کے غم میں دمِ سردِ شب گزرتا | کسی انجمن میں بنتا، میں سرودِ عاشقانہ
کبھی سر پہ خاک اُڑاتا، کبھی آہ و نالہ کرتا | مری شورشوں کا ہوتا لبِ خلق پر فسانہ
مرے دشمنوں کو یا رب غمِ ننگ و نام ہوتا

دلِ بیقرار ملتا جو مجھے مزہ تپش کا | مجھے کیا پڑی تھی، منت جو میں کرتا چارہ گر کی
جو زمانہ ذوق دیتا مجھے لذتِ خلش کا | وہ جگر پہ چوٹ کھاتا کسی دشنۂ نظر کی
مرے زخموں کو نہ ہرگز کبھی التیام ہوتا

جو ازل میں آہ! ملتا دلِ حق شناس مجھ کو | نہ بتوں کا عشق ہوتا، نہ غمِ مجاز ہوتا
نہ قلق جفا کا ہوتا، نہ وفا کا پاس مجھ کو | کسی چشمِ سرگیں کا نہ شہید ناز ہوتا
کسی زلفِ پُرشکن میں نہ اسیرِ دام ہوتا

نہ کسی کی نوکِ مژگاں کی خلش جگر میں ہوتی | نہ کمندِ شوق حلقے کسی زلفِ عنبریں کے
شبِ غم میں تیرہ دُنیا نہ مری نظر میں ہوتی | نہ زمانہ بھر کے جھگڑے، نہ بکھیڑے ہوتے دیں کے
مجھے تجھ سے کام ہوتا، تجھے مجھ سے کام ہوتا

نہ چمن میں گُل کا شیدا، نہ میں عندلیب ہوتا | نہ فلک سے برق گرتی، مری شاخِ آشیاں پر
ترا داغِ سوزِ الفت جو مجھے نصیب ہوتا | میں شرار بنکے اُٹھتا شبِ غم میں آسماں پر
نہ ہلالِ عید بنتا، نہ مہِ صیام ہوتا

تو جو بے حجاب ہوتا، تو میں نذر نذر ہوتا | کہ ازل سے حُسنِ پنہاں کا ہوں تیرے آشنا میں
مجھے شرم دید آتی، کہ ہجومِ خلق ہوتا | تجھے رشک سے اُٹھا کر نہ نگاہ دیکھتا میں
دمِ حشر تیری رویت کا جو اذنِ عام ہوتا

پسِ پردۂ ازل ہی ترے روشناس تھے ہم | تجھے انجمن میں لا بالی تر شوق خود نمائی
تیری رہگذر میں ہوتی صفِ خلق یوں جو برہم | تہِ بالِ ہُما میں لو ہولی ہو وشان و ربائی
تو قدم قدم پہ اک دل نہ دمِ خرام ہوتا

مجاز و حقیقت

:: (از جناب مولینا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر) ::

مراخیال بہر بزم باریاب کند — وصلے بخلوتِ او کار صد حجاب کند

بجیرتیم چہ انجام کار خواہد شد — کہ ذرہ کہ ہوس وصلِ آفتاب کند

کسے بدست نہ گیرد فشردۂ انگور — اگر نظارۂ آں چشم نیمخواب کند

زتابِ چہرۂ آں نازنیں چہ میپرسی — کہ از نگاہِ تماشائیاں نقاب کند

کسیکہ گوشش بہ لعلِ تو آشنا دارد — چہ التفات سوئے نغمۂ رباب کند

ہوائے نقش زبزمِ جہان بردم گرد — ببیں کہ بازچہ ایں خانماں خراب کند

کسے ز اہلِ ہوائے ہوس مگر نشنید — چہ گفتگو دہنِ بستۂ حباب کند

ہزار سجدہ بہ پیری بدل نخواہد شد — زیک گناہ کہ امارہ در شباب کند

ز دیر تشنہ لبے میرود بسوئے حرم — ازیں سراب توجہ باں سراب کند

ازیں مباحثہ بگذر کہ نزدِ من واعظ — خدائے نیست کہ بر بندگان عذاب کند

بدستِ چینِ جبینش بس است خنجر ناز — زبانِ خویش چرا رنجہ در عتاب کند

کرا بعشوہ و نازش مجالِ حرف زدن — بسحقِ نوازش اگر عتاب کند

اگرچہ مرگ نباشد دوائے درد فراق — ہمیں بس است کہ تسکینِ اضطراب کند

چنیں کریم و چنیں مہرباں خداوندی — اگر خطائے کند بندہ ات صواب کند

دعائے ہمت ترکِ دعا کنم وحشی

بود کہ خالقِ کونین مستجاب کند

:: (از حضرت صفی لکھنوی) ::

تار ہیں سازِ شکستہ کے، وہ دمساز نہیں — ہمنشیں ہو کے جو احباب ہم آواز نہیں

کسطرح یہ نہیں معلوم، مگر کٹ گئی عمر — داستاں کا مرے انجام ہے، آغاز نہیں

نام روشن کیا پروانۂ دل سوختہ نے — اب تو اتنا ہی کوئی عاشقِ جانباز نہیں

باندھ صیاد یہ جفا کار نہ مقدر نہیں — جن تھکے بازوؤں میں طاقتِ پرواز نہیں

جامہ حسن یہ جس رنگ کا چاہے پہنے، — گل میں وہ طرز ادا وہ روشِ ناز نہیں،

جنبشِ ابروئے صیاد پہ رہتی ہے نظر — شغل جز حسرتِ بال و پر پرواز نہیں

کافر عشق سب اس کا کلمہ پڑھتے ہیں — حسن میں کیا ہے اگر قوتِ اعجاز نہیں

اب رہائی کی خوشی ہے نہ اسیری کا ملال — جانتا ہوں کہ مجھے طاقتِ پرواز نہیں

ترکِ دنیا پہ عقبےٰ جو ہے اک حسنِ طلب

بے نیازی پہ صفی اپنی ہمیں ناز نہیں

یہ آئینہ خانہ بزمِ امکانی کا — دیتا ہے پتہ جلوۂ یزدانی کا

دریائے بقا رواں ہے بین العدمیں — پل اس پہ بندھا ہے ہستیِ فانی کا

:: (از حضرت یاس عظیم آبادی) ::

قفس میں بوئے ستانہ بھی آئی درد سر ہوکر — نوید ناگہاں پہنچی ہے مرگِ منتظر ہوکر

نگاہِ شوق سے کیا کیا گلوں کا دل دھڑکتا ہے — مبادا رنگ بو اُڑ جائے پامالِ نظر ہوکر

جواب آیا تو کیا آیا صدائے بازگشت آئی — دہن سے آہ نکلی مبتدائے بے خبر ہوکر

کہاں پرنا رسائی کی ہے پروانوں کی قسمت نے — پڑے ہیں منزلِ فانوس پر بے بال و پر ہوکر

فلک کو دیکھتا ہوں اور زمیں کو آزماتا ہوں — مسافر در وطن - خانہ بدوشِ رہگزر ہوکر

عدو کیا زہر دیتا ہے ہم ایسے تلخ کاموں کو — لہو کا گھونٹ اُترجاتا ہے جب شیر و شکر ہوکر

خود اپنے خاک و خوں میں لوٹ کر آلودہ نکلا — پڑا ہے اب گڑھے میں گور کے آلودہ تر ہوکر

خدا معلوم اس آغاز کا انجام کیا ہوگا — چھڑا ہے سازِ ہستی مبتدائے بے خبر ہوکر

عجب کیا وعدۂ فرداپسِ فردا پہ ٹل جائے — کوئی شام اور آجائے نہ شام بے سحر ہوکر

مبارک نامِ آزادی - سلامت دامِ آزادی — دعائیں دوں کسے یا رب اسیر بال و پر ہوکر

رہائی کا خیالِ خام ہے یا کان بجتے ہیں — اسیرو! بیٹھے کیا ہو گوش بر آواز در ہوکر

نگاہِ یاس کا عالم جو آگے تھا سو اب بھی ہے

ہزاروں گل کھلے بازیچۂ شام و سحر ہوکر

:: (از حضرت سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی) ::

فریبِ ہوش ہیں یہ پردہ ہائے شبنم و گل — چمن طرازِ حقیقت! مجھے خراب نہ کر

مذاقِ غنچہ نشینی پہ یہ تبسم ناز — ہلاکِ جلوہ کو ناآشنائے خواب نہ کر

شگفتِ لالہ سے کر سیرِ خونچکانیِ دل — کلی میں چھپ کے تماشائے اضطراب نہ کر

شعاعِ صبحِ چمن سے نہ آفتاب گرا — حدودِ شوق میں توسیعِ التہاب نہ کر

رجوع اپنی طرف کرکے بے نیاز نہ ہو — لبوں سے کھینچ کے - آزردۂ شراب نہ کر

جلیسِ جلوتِ نظارہ کر تجلی کو، — انیسِ خلوتِ رنگینیِ نقاب نہ کر

بنا صنم کدۂ آذری گلستاں میں — خلیل ہے تو نوازش ہے اجتناب نہ کر

اُٹھا بھی دے ورقِ یاسمیں کی پردوں کو — تڑپ کے حسن کی بجلی گرا - حجاب نہ کر

برنگِ طور بسوزا سے نگاہِ ناز مرا

کلیم وادیِ حیرت بہ سوز ساز مرا

:: (از جناب جعفر صاحب (علیگ)) ::

ابھی رہ اور محوِ خواب پھر بیدار ہوجانا — دلِ غفلت پسند اچھا نہیں ہشیار ہوجانا

اگر شوقِ رہائی ہے تو زندانِ محبت کر — علاجِ درد ہے لذت کشِ آزار ہوجانا

نہیں ناکامیوں پر انحصار کامیابی ہے — کشایش کا سبب ہے عقدہ کا دشوار ہوجانا

یہاں اس عالم سے محویت کی ڈرتا ہوں کہ ممکن ہے — مری حرکات سے افکار کا اظہار ہوجانا

رہِ وقت گزار راستے پر چلنے والے تھم — دلیلِ گمرہی ہے جادہ کا ہموار ہوجانا

تمناؤں کی کثرت مبطلِ آلامِ فرقت ہے — جو فرصت ہو تو وقفِ آرزوئے کار ہوجانا

ہوئی کیا یادیائے عمر کی وہ تیز رفتاری — کفیلِ زندگی ہے سودۂ افکار ہوجانا

نزولِ رحمتِ حق کا یہی ہنگام ہے جعفر

مبارک ہو یہ تدبیر کا بیکار ہوجانا

صنف نازک کے لیئے

عورت من مورت

(از منشی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

عورت من مورت ۔ جنت کا ایک خوبصورت پھول ہے ۔ باغ ارم کی مہک ہے ۔ ننھے ننھے پودوں کی نزاکت ہے ۔ کامنی کے خوشنما درخت کی لچک ہے ۔ چاند کی ہلکی ہلکی اور دھیمی روشنی ہے ۔ آفتاب کی پہلی کرن ہے گلاب کے پھولوں کی نظرفریب شوخی ہے ۔ خوشی کی لہر ہے ۔ امیدوں کی دنیا ہے ۔ دل مہجور کے لیئے راحت ہے ۔ قلب مضطر کے لیئے چین ہے ۔ مرد کے لیئے باعث سرور ہے ۔

جب وہ خوش ہوتی ہے

تو راحت و انبساط کا مرقع نظر آتی ہے ۔ شادمانی کی چلتی پھرتی تصویر بنکر سامنے آتی ہے ۔ اسکی ہر جنبش مرد کے دل کو دنیا سے بیخود کر دینے والا نظارہ پیش کرتی ہے ۔ اس کی ہر حرکت مرد کی آنکھوں کے لیئے ایک پر کیف شراب کا جام پیش کرتی ہے ۔ ایک ملکہ ہونے پر بھی وہ خاوند کے لیئے خادمہ بن جاتی ہے ۔ خاوند کے جذبات کو انہیں ملاتے ہی پڑھ لیتی ہے جب وہ میٹھی میٹھی اور بھولی بھولی باتیں کرتی ہے تو اسکا حسین چہرہ خلاف معمول چمکنے دمکنے لگتا ہے ۔ اس کے جسم کی ہر جنبش سے اظہار مسرت ہوتا ہے اور وہ ایک میٹھی چھری بنکر مرد کے دلمیں اتر جاتی ہے ۔ مگر

جب وہ ناراض ہوتی ہے

تو اسکی خوبصورت آنکھیں خونخوار شیرنی کی آنکھوں کی طرح چمکتی ہیں ۔ اسکے بھولے بھالے سبک چہرہ پر بھلاوے کی دہونی کا دھوکہ ہوتا ہے ۔ اسکے ہر قدم سے انتقام کا جذبہ ابھرتا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔ اسکی ہر حرکت غیض و غضب میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے ۔ اسکی آواز کی لطافت بادل کی گرج سے زیادہ پر ہیبت معلوم ہوتی ہے ۔ اسکی زلف کا ہر بال ناگن بنکر ڈسنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اس کی ہر جنبش سے نفرت کا اظہار ہوتا ہے ۔ ایسی حالت میں ایک ادنے خادمہ ہونے پر بھی وہ اپنی پوزیشن اور خودداری کو ایک ملکہ سے زیادہ نماہنے کی کوشش کرتی ہے ۔ خاوند کے بار بار دہرانے پر بھی کوئی بات اسکی سمجھ میں نہیں آتی لیکن

جب وہ مغربی لباس میں ہوتی ہے

تو ایک نہایت باقاعدہ مرد نما عورت بن جاتی ہے ۔ اپنے خاوند سے زیادہ خاوند کے دوستوں کی خاطر داری میں ہمہ تن مصروف رہتی ہے خاوند کو بستر علالت پر چھوڑ کر کلب میں ضرور شریک ہوتی ہے ۔ ڈانس کے موقع پر بھائی سے بھی بغلگیر ہو جاتی ہے ۔ رحم دل اسقدر کہ ۔ "دل بدست آور" پر ہمیشہ عامل رہتی ہے ۔

ماں کا دودھ

(از ہمشیرہ فردوس)

اوپری دودھ کے مقابلہ میں بچوں کے لیئے ماں کا دودھ پینا زیادہ مفید ہوتا ہے ۔ اور اس کا اثر بچوں کی اٹھان اور تمام تندرستی پر بہت اچھا ہوتا ہے ۔ اس لیئے کہ لاغر اور کمزور بہنوں کو بھی اگر پورے طور پر نہیں ۔ تو تین چار مہینے تک کچھ نہ کچھ دودھ پلانے کی کوشش ضرور کرنی چاہیئے اور اگر دودھ کافی مقدار میں نہ ہوتا ہو ۔ تو خالص گائے کے دودھ میں ہم وزن پانی اور ایک چمچہ لایم واٹر ملا کر پلائیں دودھ کو بہت ہلکا جوش دینا چاہیئے تاکہ اس کے وہ اجزا جس میں غذائیت ہے نہ جل جائیں ۔ دودھ کو ایکمرتبہ جوش دینے کے بعد دوبارہ نہ گرم کریں ۔ جب ضرورت ہو کھولتا ہوا ہم وزن پانی ڈالکر پلائیں ۔ بار بار گرم کرنے سے دودھ کے اجزا جل جاتے ہیں ۔ شیشی سے دودھ کبھی نہیں پلانا چاہیئے چونکہ اسکی ربڑ میں ایک قسم کی سمیت ہوتی ہے جس سے ہزار ہا بچے پھول کی طرح کمہلا گئے ۔ ہمیشہ چائے کے چمچے سے دودھ پلانا چاہیئے

دونوں قسم کے دودھ پلانے میں کم از کم دو گھنٹے کا وقفہ ضرور رہنا چاہیئے مانا ۔ کہ ماں کا دودھ کم ہے ۔ لیکن چار گھنٹے کے وقفے میں بخوبی اتر آتا ہے ۔ اگر اس میں بھی کمی دیکھی جائے تو چھ گھنٹے میں ماں کا دودھ دیا جائے ۔ اگر دو مرتبہ اوپری کا دودھ اور ایکمرتبہ ماں کا ہو ۔ تو یہی وقفہ کافی ہوگا ۔ لیکن ایسی صورت میں جبکہ ماں خود یہ خیال کرے ۔ کہ میرے دودھ سے چار گھنٹے کے بعد بھی بچے کا پیٹ نہیں بھرتا ۔ تو ناچار اسکو اپنا دودھ بالکل چھڑا دینا چاہیئے ۔

بعض وقت جب بہنیں دیکھتی ہیں ۔ کہ ہمارا دودھ کم ہے ۔ تو قسم قسم کی عطائیوں کی دوائیں دودھ کی زیادتی کے لیئے پیتی ہیں ۔ اور بالعموم ایسے نسخے جاہل بوڑھی عورتیں بتاتی ہیں ۔ اور ایسی دواؤں سے بچوں کو نقصان ہو جاتا ہے ۔ اور بعض وقت بہنوں کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں ۔

اس کے متعلق مجھ کو ایک قصہ یاد آیا ۔ کہ ایک آسودہ حال بہن جو نہایت محبت والی ماں تھیں ۔ اور ایک انا کی حیثیت ۔ وہ انائیں رکھ سکتی نہیں لیکن بچوں کی تندرستی اور فائدے کے واسطے ان کی دلی خواہش تھی ۔ کہ وہ خود اپنا دودھ اپنے بچوں کو پلائیں ۔ باوجودیکہ دودھ کی کمی تھی ۔ مگر

بہن صاحبہ نے خود پلانا شروع کیا - لیکن غریب پر ہمیشہ بزرگوں کی خفگی رہتی تھی اور جاہل خادمائیں بیچ بیچ کیا کرتی تھیں - کہ ماں کے دودھ کم ہے - ایک دن ایک عورت نے انہیں کسی قسم کی جڑی لا کر دی - اور یہ کہا - کہ اسکو پیس کر ایک تولہ پھٹکری اور دودھ کے ساتھ پیا جائے - اس سے دودھ بڑھ جائے گا - اگرچہ دودھ خاصہ تہا - بچے کا پیٹ بہرتا تہا - لیکن اس بات کو عام طور پر سب عورتیں جانتی ہیں - کہ دودھ کے کم ہونے پر ہماری ہندوستانی بہنیں کیا کیا کرتی ہیں - اس خوف سے کہ آئندہ دودھ کم نہ ہو جائے - اور ساس نندیں طعنے دینے لگیں - غیرت والی بہن نے ان چیزوں کا پینا منظور کر لیا - مگر کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا - لیکن چونکہ عقل مند تہیں - جب ایک تولہ پھٹکری دیکھی تو عقل نے یہ ہدایت کی - کہ آج صرف ایک ماشہ پی کر تجربہ کیا جائے - اسوقت ان کے شوہر بہی موجود نہ تھے - وہ چار روز کے لیئے کہیں چلے گئے تھے پینے کے ساتھ ہی غریب کو اس قدر قیئں ہوئیں - کہ انتہا نہ رہی - کوئی سو پر نوبت پہونچی ہوگی - بہ مشکل تمام شام تک قے بند ہوئی - گھر کے لوگ سب حیران تھے - کہ ماجرا کیا ہے - خدا خدا کر کے آرام ہوا - مگر چند روز تک طبیعت نہایت مضمحل رہی -

اسیطرح اور ایکمرتبہ مسرس (ا) ہولی کھانے سے دودھ تو بیشک زیادہ ہو گیا - لیکن اس شدت سے زکام ہوا - کہ غریب پریشان ہو گئیں - اس مثال کو پیش نظر رکھ کر بہنوں کو چاہیئے - کہ ہمیشہ طبیب یا ڈاکٹر کے مشورہ سے دوا استعمال کریں - اور کبھی عطائی دوا نہ کرنی چاہیئے - دیکھیئے اگر وہ تولہ بھر پھٹکری کھا لیتیں - تو کیا ہوتا - غالباً ان کی جان ہی جاتی رہتی -

غذا کی اصلاح کر لینے سے بہی دودھ کی مقدار اور تاثیر بہتر ہو جاتی ہے "مالٹ ایکسٹریکٹ" انڈے اور دودھ استعمال کرنے سے دودھ بڑہتا ہے - غذا میں کسی خصوصیت کی ضرورت نہیں - البتہ عام احتیاط شرط ہے - تیز مسالے دار چٹپٹے کھانوں سے احتیاط رکھنا چاہیئے -

جو بہنیں گائے وغیرہ کا دودھ پیتی ہیں - ان کو دودھ کی اتنی مقدار استعمال کرنی چاہیئے - کہ دوسری غذا ترک نہ کرنی پڑے - اور جس جانور کا دودھ پیا جائے - اسکی نسبت یہ اطمینان کر لینا چاہیئے کہ وہ بیمار تو نہیں ہے - اور اس کے رہنے کا مقام صاف رہتا ہے کہ نہیں - اور صاف طریقے سے احتیاط سے دوہا جاتا ہے کہ نہیں - ورنہ اسکی خرابی ماں کے دودھ پر اثر ڈالے گی - جو بچے کی صحت کے لئے سخت مضر ہے -

بہنوں کو اس بات کا خود فیصلہ کرنا چاہیئے - کہ وہ دودھ پلانے کے قابل ہیں - یا نہیں - دائیوں کی رائے پر نہیں چلنا چاہیئے - اکثر دائیاں محض خوش کرنے کے لیئے یا دودھ پلانے کی مشکلات سے بچانے کے لیئے کہہ دیا کرتی ہیں - کہ دودھ بچے کے موافق نہیں ہے - اور ترغیب دلاتی ہیں - کہ دودھ پلانا ترک کریں - یا تجربہ کار ڈاکٹر یا طبیب اس کا فیصلہ کر سکتے ہیں - کہ دودھ پلانے سے بچے اور ماں کو کہاں تک نقصان ہو سکتا ہے *

تمہارا مجازی خدا

(محترمہ ہاشمی بانو کے قلم سے)

تم ایک نو عمر لڑکی تہیں - تم ایک ایسا باغ تہیں جسکا دیکھنے والا کوئی نہ تہا تم ایک ایسی خوشبو تہیں جس سے کہ کوئی بہی واقف نہ تہا - تم ایک عورت تہیں مگر ایک ایسی عورت جسکی کہ کنبہ برادری میں کوئی خاص وقعت نہیں تہی - تم کو نسوانی زندگی میں لانے والا - تمہارا خاوند ہے - اس لیئے

اپنے خاوند کی عزت کرو :-

دنیا کی ہر نعمت تمہارے لیئے موجود تہی - دنیا کی ہر آسائش تمہارے قدموں پر نثار تہی - مگر ایک ایسی ہی نعمت تہی جس سے کہ تم محروم تہیں تمہارا دل محبت کے جذبات سے لبریز تہا - تمہاری آنکھیں ایک ایسی ہستی کو ڈہونڈہتی تہیں جو تمکو بہی محبت کی نگاہ سے دیکھے - تمہاری محبت کا قدردان محض تمہارا خاوند ہے - اس لیئے

اپنے خاوند سے محبت کرو :-

نسوانی دنیا کی ابتدائی منزل طے کرنے کے بعد - جب تم اپنی ہم جلیسوں میں اٹہتی بیٹھتی تہیں - تو باوجود حسین اور دولتمند ہونے کے تم ایک کمی محسوس کرتی تہیں - ننھے ننھے بچے جب محبت سے بیتاب ہو کر اپنی ماں کے گلے سے لپٹ جاتے تھے تو تمہارا دل ایک معصوم جان کے لیئے بے چین نظر آتا تہا خدا نے تم پر کرم کیا اور تمہارے خاوند کے وسیلہ سے تم کو بہولے بہالے بچوں کی نعمت عطا کی اس لیئے

اپنے خاوند کی وقعت کرو :-

جب تم کو کسی قسم کی تکلیف ہوتی ہے - جب تم خدانخواستہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہو تو دیکھو - کہ تمہارا خاوند تمہارے لیئے کسقدر بے چین نظر آتا ہے وہ تمہارے دکھ کو اپنی طرف منتقل کرنے کے لیئے آمادہ دکھائی دیتا ہے - وہ تمہاری ادنے سی تکلیف پر جان و مال قربان کرنے کے لیئے تیار ہو جاتا ہے اسلئے

اپنے خاوند کی خدمت کرو :-

احکام خداوندی کو دیکھو - وہ تم کو کیا حکم دے رہے ہیں - تم اگر چاہتی ہو کہ باغ ارم کا دروازہ تمہارے لیئے کہلا ہوا ہو - تمہاری اگر تمنا ہے کہ جنت کے خوشنما محل تمہارے خیر مقدم کے لیئے تیار رہیں - تم اگر جہنم کی آگ سے بچنا چاہتی ہو تم اگر اپنے عرب والے نبی کو خوش رکہنا چاہتی ہو - تم اگر اپنے پیدا کرنے والے کو اپنے آپ سے راضی رکہنا چاہتی ہو تو -

اپنے خاوند کی اطاعت کرو -

تازیانۂ عبرت

(۱)

حافظ زین العارفین کا تمام خاندان تجارت پیشہ تھا لیکن وہ خود تجارت سے متنفر تھے اور ایک مقامی اسکول میں ہیڈ ماسٹری کی خدمت پر مامور تھے۔ انہیں ڈیڑھ سو روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی اور اتنی رقم اُن کی سادہ معاشرت اور لوازم حیات کے لیے بالکل کافی تھی۔ اُن کے تمام رشتہ دار جوتوں کی تجارت کرتے تھے۔ یہ کاروبار موروثی تھا اور اس لیے اُن کا خاندان جوتے والوں کا خاندان کہکر پکارا جاتا تھا۔ یہ لوگ عموماً متمول تھے۔ خاندانی رسم و رواج کے مطابق ضروری تھا کہ حافظ صاحب بھی بازار میں جوتوں کی ایک دوکان کا اضافہ کرتے لیکن وہ طبعی طور پر نہایت پرہیزگار، خدا ترس اور متشرع واقع ہوئے تھے۔ اُن کے والدین دُنیادار اور گردش روزگار کے قدم بقدم چلنے والے تھے اس لیے انہوں نے حفظ قرآن کے بعد حافظ صاحب کو انگریزی پڑھوائی لیکن حافظ صاحب جب بی۔ اے کی سند حاصل کر چکے اور عملی زندگی کا آغاز ہوا تو اُنھوں نے آبائی پیشہ کی طرف مطلق توجہ نہیں کی۔ اگر وہ اپنی تعلیم سے فائدہ اُٹھا کر امپورٹ اور اکسپورٹ کا کام شروع کرتے۔ انگریزی اخبارات کے ذریعہ سے اپنا پروپیگنڈا پھیلا کر ایک ٹینری قایم کرتے۔ کم از کم ایک فیکٹری کھولدیتے تو کامیابی کچھ دشوار نہ تھی اور یہ تو ایک معمولی بات تھی کہ چاندنی چوک میں ایک دوکان لے کر پانچسو روپیہ ماہوار کما لیتے۔ جب اُنہوں نے اِن زر خیز مشاغل پر فاقہ کشی کو ترجیح دے کر معلمی کی زندگی اختیار کرنا چاہی تو اُن کے احباب و اعزہ نے سخت مخالفت کی اور اُنہیں تجارت کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن حافظ صاحب نے کہا کہ میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جو ایمان و دیانت کے خلاف ہو۔ حافظ صاحب کی زبان سے یہ الفاظ سنکر لوگوں کو بہت تعجب ہوا اور انہوں نے کہا کہ جناب آپ تجارت کو ایمان و دیانت کے خلاف کہتے ہیں۔ حالانکہ اس سے بڑھ کر پاک اور جائز کوئی پیشہ نہیں۔ ایک تاجر کی جسقدر کمائی ہے وہ سب مال طیب اور حلال ہے۔ یہ وہ پیشہ ہے جسے انبیاء کرام اور اولیائے عظام نے اختیار کیا ہو۔ حافظ صاحب نے یہ تمام گفتگو سُنکر جواب دیا کہ میں تجارت کو بُرا نہیں کہتا لیکن آجکل جو تجارت ہو رہی ہے اُسے ضرور ایمان و دیانت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ یا کم از کم مذہبی پابندی اور پرہیزگاری کا جو معیار میری نظر میں ہے اُس کے برعکس جانتا ہوں۔ خوب یاد رکھیئے کہ دنیا کو دھوکا دیا جا سکتا ہے لیکن خدا کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ممکن ہے کہ جواز کو کھینچ تان کر چالاکی سے اپنے مطلب کے مطابق صدہا جائز پہلو نکال لیجائیں لیکن اِن باتوں سے صرف ظاہری تسلی ہو سکتی ایک پاک ضمیر کا اطمینان ناممکن ہے۔ اب اگر قرون اولےٰ کی طرح ایمانداری اور دیانت کے ساتھ کاروبار کیا جائے تو عروج و فروغ دشوار ہے اور اگر حسب ضرورت حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیکر کام کیا جائے تو تقوےٰ طلب ضمیر کا اطمینان جاتا ہے۔ اس لیے کم از کم میں اپنے لیے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ اس لائن سے جدا رہوں۔ میں دی۔ پی سسٹم کے اندھے بیوپار۔ کمیشن ایجنسی کے ہوائی کاروبار۔ ساہوکاری۔ درآمد برآمد۔ آڑھت۔ سٹے۔ بدنی اور لاٹری وغیرہ کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ میں آپ کو آپ کی دوکانداری ہی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ انصاف کیجیئے صبح سے شام تک آپ کتنا جھوٹ بولتے ہیں اور ایک خریدار کو پھانسنے کے لیے کتنے رنگ بدلتے ہیں۔ پھر ایسی تجارت کو آپ ہی ہر پہلو سے جائز کہہ سکتے ہیں؟ حافظ صاحب کے اِن خیالات سے پہلی پہل تو لوگوں میں وحشت اور ناگواری پیدا ہوئی لیکن جب اُن کے مضبوط کیرکٹر اور عالی ہمتی نے ان خیالات کو عملی صورت میں پیش کر دیا تو وحشت و ناگواری عزت و محبت کے مستقل جذبات سے بدل گئی۔

(۲)

حافظ صاحب اپنی برادری ہی میں کافی ہر دلعزیزی نہیں رکھتے تھے بلکہ شہر کے تمام سوشل ورکر اُن کی عزت کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے فرائض ملازمت ادا کرنے کے بعد وقت کا بیشتر حصہ سوشل خدمات میں بسر کرتے تھے۔ شہر کے کسی گوشہ میں آگ لگے مگر حافظ صاحب وہاں ضرور موجود ہونگے۔ طاعون پھیلے ہیضہ کی کثرت ہو۔ انفلوئنزا یا ملیریا نے طوفان برپا کیا ہو لیکن حافظ صاحب کے لیے بیماروں کی خبر گیری لازمی تھی۔ وہ اِن مشاغل میں بعض اوقات خواب و خور حرام کر دیتے تھے۔ اسکول سے بوضع تنخواہ رخصت لیتے تھے۔ گزشتہ انفلوئنزا و طاعون اور ڈنگو بخار کے دوران میں تو اُنہوں نے بقدرت اور سایۂ رحمت بنکر خلق خدا کی خدمت کی۔ حافظ صاحب کی شادی خاندانی اصول کے مطابق آغاز شباب ہی میں ہو گئی تھی اور اگر دستبرد اجل سے محفوظ رہتے تو اس وقت اُن کے کئی بچے آغوش مادر اور نگاہ پدر کی زینت ہوتے لیکن حافظ صاحب کی بیوی خلقی طور پر کچھ ایسی کمزور اور نسوانی شکایتوں میں گرفتار رہتیں کہ ہر بچے کی ولادت کے بعد عرصۂ دراز کے لیے بیمار ہو جاتی تھیں اُن کی طویل علالت سے بچے کی نشوونما اور زندگی پر اثر پڑتا تھا اور پھر وہ جانبر نہ ہو سکتا تھا۔ گزشتہ سنہ ۱۹۳۲ء میں جب حافظ صاحب کے ہاں آخری بچہ پیدا ہوا تو اُن کی بیوی ولادت کے بعد ہی سرسام میں مبتلا ہو گئیں اور پھر ہوش میں نہ آئیں۔ ساتویں دن اُن کا انتقال ہو گیا اور اس حادثہ کے تیسرے دن بچہ بھی راہی ملک بقا ہوا۔ خانہ بربادی کا یہ صدمہ دل و دماغ کے لیے جسقدر تباہ کن کہا جائے کم ہے لیکن حافظ صاحب کا اصول تھا کہ ہر مصیبت پر انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم خدا ہی کے لیے ہیں اور اُسی کی طرف ہماری بازگشت ہے) کے صحیح معانی پر عمل کرتے تھے۔ وہ کبھی آسمان۔ دہر یا تقدیر کی شکایتوں سے اپنے دل کو تسکین نہیں دیتے تھے۔ اور ہمیشہ استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ (صبر اور نماز سے مدد مانگو) پر کاربند رہتے تھے جب حافظ صاحب کی بیوی کا انتقال ہوا تو اُن کی عمر اٹھائیس اُنتیس سال سے کچھ زیادہ نہ تھی اور اس لیے مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری تھا کہ وہ ایک دفعہ اور متأہل کی زندگی اختیار کریں۔ کیونکہ حافظ صاحب جیسے مصروف شخص کے لیے ایک رفیق زندگی کی موجودگی لازمی تھی جو خانہ داری کی زحمتوں کو کاوشِ دماغ کا باعث نہ ہونے دے۔ حافظ صاحب نے خود تو عقد ثانی کے متعلق اپنی زبان سے کچھ نہیں کہا لیکن اُن کی والدہ

اس معاملہ میں بہت مضطرب تھیں اور چاہتی تھیں کہ گھر کی رونق میں جو کمی واقع ہو گئی ہے اسکی تلافی کی صورت جلد سے جلد پیدا ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے کنبہ کی تمام عورتوں سے اپنا مدعا ظاہر کر دیا تھا۔ حافظ صاحب کی والدہ کو اس معاملہ میں زیادہ تفتیش و تحقیق کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اُن کے خاندان میں یہ دستور تھا کہ آپس ہی میں رشتے ناطے ہو جاتے تھے اور دوسرے خاندانوں میں خواہ وہ کیسے ہی معزز کیوں نہ ہو شادی بیاہ کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ حافظ صاحب بذاتِ خود اس رسم و رواج کو عقل و شرع کے خلاف سمجھتے تھے۔

(۳)

حافظ صاحب کی برادری میں حاجی عبداللہ نامی ایک صاحب تھے جو نہایت نیک مزاج اور پابند شرع تھے وہ بھی جوتوں کے سوداگر تھے اُن کی دوکان میں زیادہ تر تھوک فروشی ہوتی تھی اور بڑے کامیاب تاجر سمجھے جاتے تھے۔ ایک بڑی دوکان کے علاوہ ہزارہا روپے کی جائداد بھی رکھتے تھے۔ وہ حافظ صاحب کو ابتدا ہی سے عزت اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے جب حافظ صاحب کی بیوی کا انتقال ہوا اور برادری میں اُن کے عقد ثانی کے تذکرے ہوئے تو حاجی صاحب کے دل میں اپنی بڑی لڑکی بلقیس زمانی کا خیال آیا اور انہوں نے سوچا کہ اگر یہ رشتہ ہو جائے تو جانبین کے لیئے نہایت مناسب ہو۔ حاجی صاحب کو بلقیس اپنے سب بچوں میں زیادہ عزیز تھی حسن و جمال کے لحاظ سے وہ ہزاروں میں ایک تھی۔ سیرت کے لحاظ سے اُسے آدمی نہیں بلکہ فرشتہ کہنا چاہیئے۔ ماں کی تربیت سے اُس نے پورا فائدہ اُٹھایا تھا۔ تعلیم نسواں کا خاندان میں دستور نہ تھا اس لیئے کلام مجید اور ایک دو مذہبی کتابوں کے سوا اُس نے کچھ لکھا پڑھا نہ تھا لیکن پخت و پز اور سینے پرونے میں پوری مہارت رکھتی تھی۔ اِن خوبیوں میں سب سے بالا یہ تھی کہ صوم و صلوٰۃ کی بڑی پابند تھی۔ بارہ برس کی عمر سے اُس نے نماز فجر کبھی قضا نہیں کی تھی۔ نماز فجر کے بعد روزانہ چار پانچ پاروں کی تلاوت کرتی تھی۔ ساری برادری میں اُس کی ظاہری اور باطنی خوبیوں کا چرچا تھا۔ اور کئی جگہ سے اُسکے پیام آچکے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ بدرالدین نامی ایک صاحب جنکو سب "بدرو" کہتے تھے اُسکے خواہاں تھے۔ بدرو صاحب حاجی صاحب کی برادری ہی میں تھے۔ والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ والدہ اور چند چھوٹے بھائی بہن موجود تھے اُن کا مکان حاجی صاحب کے مکان سے ملحق تھا اور دونوں مکانوں کے بالائی کمرے اور اُن کے سامنے کے صحن تو ایک دوسرے سے ایسے ملے ہوئے تھے کہ ایک ہی مکان کے دو جدا کیئے ہوئے حصے معلوم ہوتے تھے۔ بدرو صاحب کبھی کبھی موقع پا کر مکان کے اس اندازِ وضع کی اس آسانی سے فائدہ اُٹھاتے تھے اور حدِ نگاہ تک پردہ نشینوں کی بے تکلف نشستوں اور بے حجابانہ نقل و حرکت سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ اسی سلسلہ میں وہ بلقیس کو بھی بارہا دیکھ چکے تھے اور صرف دیکھا ہی نہیں تھا بلکہ اُس سے دوچار ہو کر اشارات و کنایات کی بھی جرأت کی تھی لیکن وہاں اِن باتوں کا احساس بھی نہ تھا اور وہ عصمت آفریں نگاہیں یہ سمجھ ہی نہ سکتی تھیں کہ کوئی ہماری طرف نگراں ہے بہر حال میاں بدرو اپنے شوق و محبت کا استقبال نہ کیئے جانے پر ہزار جان سے شیفتہ تھے اور چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح اِس "گل گلستان خوبی" اور "گوہر درج محبوبی" کو اپنے قبضۂ اقتدار میں دیکھیں۔ اُنکو یہ بھی خیال تھا کہ اس طرح ایک اچھی بیوی ملنے کے ساتھ ہی ایک معقول رقم بھی ہاتھ آئیگی جسکی مدد سے وہ اپنے کاروبار میں نمایاں ترقی حاصل کر سکینگے۔

(۴)

میاں بدرو نہایت ہوشیار بلکہ چالاک اور اپنے کاروبار میں نہایت ماہر سمجھے جاتے تھے اگرچہ اُن کی عمر ابھی پچیس چھبیس سال سے زیادہ نہ تھی لیکن دوکانداری کا ایسا سلیقہ رکھتے تھے کہ خاندان کے بزرگ بھی اُن کا لوہا مانتے تھے۔ جاٹوں اور گوجروں کا تو ذکر ہی عبث ہے جو تہواروں کے موقع پر بچوں کو جوتا پہنانے کے لیئے آجاتے تھے اور میاں بدرو اُلٹے اُسترے سے اُنکی حجامت بناتے تھے۔ اُن کی دوکان پر تو بڑے بڑے چالاک آکر کان کٹوا جاتے تھے۔ کوئی خریدار دوکان کا رخ کرنے پھر اُسکی جیب میں روپے کی سلامتی دشوار تھی۔ ایک تنگ جوتے کو کھینچ تان کر ڈھیلا ثابت کر دینا اور ایک ڈھیلے جوتے کو یہ کہکر کہ پاؤں ہمیشہ آرام میں رہیگا جوتے کی عمر زیادہ ہو گی خریدار کے سر منڈھ دینا اُن کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ دیسی مال کو ولایتی۔ مقامی مال کو کلکتہ اور بمبئی کیطرف منسوب کرنا۔ ہر خریدار سے یہ کہنا کہ یہ قیمت صرف آپ کے لیئے ہے۔ کسی سے یہ کہنا کہ غلطی سے میں کم قیمت بتا گیا مگر اب زبان کا پاس ضروری ہے۔ جوتے کو احتیاط سے دوہرا کر کے اُس کی پائداری اور پھیلاؤ سے برتیت ثابت کرنا۔ کمزور جوتے کے متعلق قسم کھا لینا کہ اِس کے ساتھ کا جوتا میں نے تین برس پہنا ہے اور اُکتا کر نوکر کو دیدیا ہے۔ غرض ایسے ہزار فقرے اور ہزار طریقے تھے جو بدرو میاں اپنی دوکانداری میں استعمال کرتے تھے۔ اُن کی لسانی اور چرب زبانی میں یہ کمال تھا کہ خریدار اُسوقت تک جب تک جوتے کے ٹانکے اپنی خندۂ دنداں نما سے یا اُسکا چمڑا "میں ہوں اپنی شکست کی آواز" کے نعروں سے تردید نہ کریں یہی سمجھتا تھا کہ میں نے دونوں آنکھوں میں خاک جھونک کر دوکاندار کو لوٹ لیا ہے۔ بہرحال بدرو نہایت کامیاب دوکاندار سمجھے جاتے تھے اور اگرچہ حاجی صاحب جن کی دامادی کیلئے وہ تڑپ رہے تھے اُنہیں نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن برادری کے دیگر اشخاص اُنکو بہت پسند کرتے تھے اور جانتے تھے کہ ایکدن بدرو بڑی "شور و دم" کا مالک ہوگا۔ میاں بدرو کو جب سے بلقیس کے ساتھ تعلق طبع پیدا ہوا تھا وہ حاجی صاحب کے خیالات اور اُنکے گھر کے حالات معلوم کرنیکا خاص اہتمام رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں جب اُنہیں معلوم ہوا کہ حاجی صاحب کے ہاں خود اُنہی کی تحریک سے حافظ زین العارفین کا پیام آتا ہے تو اُنکو بہت فکر ہوئی۔ اُنہوں نے اپنے پیام کی پھر تجدید کی اور حاجی صاحب اور اُنکی بیوی کی ترغیبات میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ حاجی صاحب کی بیوی کے خیالات میں کسی قدر تبدیلی واقع ہوئی کیونکہ حافظ صاحب کی نسبت میاں بدرو کی آمدنی وسیع تھی اور ایک بڑی بات یہ تھی کہ بیٹی ہر وقت نظر کے سامنے رہتی لیکن حاجی صاحب نے یہ دو لفظ کہکر ہمیشہ کے لیئے اُنہیں خاموش کر دیا کہ زین العارفین اور بدرو میں اتنا ہی فرق ہے جتنا ایک شیطان اور ایک فرشتے میں۔ ساتھ ہی حاجی صاحب نے بدرو کی والدہ کو کہلا بھیجا کہ میں نے حافظ زین العارفین کو زبان دیدی ہے اب میرے ہاں اس مقصد سے آمد و رفت کی ضرورت نہیں

میاں بدرو کو یہ قطعی جواب سُنکر سخت ناگواری پیدا ہوئی اور وہ انتقام کی تدابیر سوچنے لگے انتقام کی تین صورتیں اُن کے ذہن میں آئیں۔ ایک یہ کہ زین العارفین کو سر بازار زدوکوب کیا جائے۔ دوسری یہ کہ حاجی صاحب کو بذات خود اس توہین کی سزا دیجائے تیسری یہ کہ کسی نہ کسی طرح بلقیس کو گھر سے نکال لیا جائے اور اُسے نکاح پر مجبور کیا جائے یہ تیسری صورت بدرو کو زیادہ پسند آئی اور وہ اُسکی انجام دہی کی تیاریاں کرنے لگا

(۵)

میاں بدرو کا کیرکٹر ٹھیک اُن لوگوں کے مطابق تہا جو ایمان و آبرو کی طرف سے بے پرواہ ہو کر جسطرح چاہتے ہیں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کی سوسائٹی بھی اسی قسم کی تہی اور وہ شہر کے چند نوفراور بدچلن اشخاص سے دوستانہ تعلقات رکہتے تھے۔ یہ جتھا اکثر رات کو دس بجے کے بعد بازار میں گشت کرتا تہا جب رونق زیریں منزلوں سے بالائی منزلوں کی طرف منتقل ہوجاتی تہی اور رات کے دو بجے تک رقص و سرود کے لطف اُٹھا کر اور اس کار خیر میں دو چار روپے اُٹھا کر گھر کی راہ لیتے تھے۔ کبھی موقع مل جاتا تہا تو دست ہوس اس سے زیادہ بھی دراز ہوتا تہا اور مال غنیمت پوری ایمانداری کے ساتھ آپس میں تقسیم کرلیا جاتا تہا۔ میاں بدرو کو اپنے ان دوستوں پر بڑا اعتماد تہا اور اُنہیں یقین تھا کہ وہ ان کی بدولت تعزیرات ہند کی ہر دفعہ کو پاش پاش کرسکتے ہیں۔ انہوں نے اپنا معاملہ ان احباب کے روبرو بیان کیا اور سب نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ یہ بات تو کچھ دشوار نہیں۔ تمہارا مکان ایسا واقع ہوا ہے کہ آسانی کے ساتھ تمہاری معشوقہ کو اُڑایا جاسکتا ہے۔ میاں بدرو احباب کی مستعدی اور جانبازی کی طرف سے مطمئن ہو کر دوسری تدابیر میں مصروف ہوگئے۔ سب سے پہلے تو اُنہوں نے برادری اور اہل تعارف میں یہ مشہور کیا کہ میں کلکتہ جا رہا ہوں اور اُس کے بعد خانہ نشین ہوگئے۔ اُنکے احباب ایک وقت معینہ پر اُن کے پاس آتے تھے اور اس معاملہ کے متعلق بات چیت کر کے چلے آتے تھے۔ آخر ایک دن بدرو کو معلوم ہوا کہ بلقیس کی شادی میں صرف دو ہفتے باقی ہیں اور یہ خبر سُنتے ہی اُس نے محسوس کیا کہ ایک بجلی اُس کے دل پر آگری ہے۔ ضد بھی انسان کو دیوانہ بناتی ہیں اور دیوانگی جرأت کی نئی روح پھونک دیتی ہے۔ وہ کئی دن سے بالاخانہ پر صبح کے وقت کلام مجید پڑہے جانیکی آواز سُن رہا تھا۔ تفتیش کرنیسے معلوم ہوا کہ بلقیس نماز فجر پڑھ کر بالائی کمرہ پر چلی آتی ہے اور گھنٹہ دو گھنٹہ تک کلام مجید کی تلاوت کرتی ہے اور اس تخلیہ کی ضرورت اس لیئے پیش آئی ہو کہ چھوٹے بھائی بہن کے شور و غل اور خانہ داری کی چپقلش میں قرآن پاک کی بے حرمتی نہ ہو۔ بدرو نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ایک دن اپنے احباب کو بلا کر بالاخانہ میں ٹھہرا دیا یہ چار مضبوط آدمی تھے عین اُسوقت جب بلقیس تلاوت میں محو تہی۔ دو آدمی بڑی پھرتی سے دیوار پر چڑھ کر نیچے اُترے ایک نے زینہ کا دروازہ اندر سے بند کیا اور دوسرے نے بجلی کی طرح معصوم لڑکی کے سر پر پہونچکر اُسی کا دوپٹہ اُس کے منہ میں ٹھونس کر اچھی طرح باندھ دیا اور گود میں اُٹھا کر آسانی دوسری طرف منتقل کردیا۔ کرایہ کی موٹر دروازہ پر تیار کھڑی تہی۔ بلقیس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسباب کی طرح موٹر میں ٹھونس دیا گیا۔ پردے گرا دیئے گئے اور یہ پوری پارٹی سوار ہو کر آن کی آن میں میلوں دور نکلگئی۔

(۶)

جب بلقیس زمانی حسب معمول نیچے نہیں اُتری تو ماں نے زینہ کے پاس جاکر آواز دی کوئی جواب نہیں ملا۔ کسی قدر وحشت زدہ ہو کر اُوپر پہونچی۔ دیکھا کہ قرآن رحل پر کھلا ہوا رکھا ہے اور بلقیس کا پتہ نہیں۔ پھر گھبرا کر نیچے اُتری۔ احتمال ہوا کہ شاید رفع حاجت کے لیئے گئی ہو لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ گھر کا ہر کمرہ اور ہر گوشہ ڈھونڈا مگر کہیں سراغ نہیں ملا اب تو گھر والوں کے حواس بجا نہ رہے۔ ہر شخص اپنی جگہ حیرت زدہ اور اشکبار تہا۔ حاجی صاحب دوکان پر جاچکے تھے فوراً اُنکو بلوایا گیا لیکن یہ راز اُنکی سمجھ میں نہیں آیا بلقیس سے اُن کو بہت محبت تھی۔ اس خبر کا یقین ہوتے ہی چکرا گیا سر تھام کر بیٹھ گئے۔ بڑی دیر کے بعد حواس کسی قدر بجا ہوئے۔ حاجی صاحب کو فوراً خیال آیا کہ اس حادثہ میں میاں بدرو کا ہاتھ ہے۔ باہر نکلکر بدرو کو دریافت کیا لیکن معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ وہ ہفتہ عشرہ سے کلکتہ گیا ہوا ہے۔ حاجی صاحب نے ایک عورت کو بھیجکر بدرو کے گھر میں تلاش کرایا لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ ذاتی جستجو میں اس قدر مایوس ہو کر حاجی صاحب سخت کشمکش میں مبتلا تھے کہ اب کیا کریں۔ اگر وہ پولیس میں اطلاع کرتے تو خاندانی بدنامی کا ملال تہا اگر خاموش رہتے تو دل کسی طرح نہیں مانتا تہا۔ آخر انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ حافظ زین العارفین سے اس معاملہ میں مشورہ کرنا چاہیئے۔ تھوڑی دیر میں حافظ صاحب آگئے اور اس خبر کو سُنکر حیران رہ گئے اُن کی یہ رائے ہوئی کہ سردست بطور خود جستجو کرنی چاہیئے اور جب ناکامی ہو تو مجبوراً پولیس میں رپورٹ لکھوا دی جائے۔ حاجی صاحب تو بدرو کی جانب سے مطمئن تھے لیکن حافظ صاحب کا خیال تہا کہ یہ کارروائی اُس کے سوا اور کسی کی نہیں ہے۔ لیکن سراغرسانی کے لیئے کوئی راستہ سامنے نہ تہا۔ تفتیش کے دیگر ذرائع مثلاً اخبارات میں اشتہارات شائع کرنا۔ جابجا پوسٹر لگانا۔ لوگوں کو انعام کا لالچ دینا وغیرہ اختیار کرنا تو آسان تہا لیکن ان صورتوں میں کامیابی مشتبہ اور بدنامی یقینی تھی۔ جسکے لیئے حاجی صاحب تیار نہ تھے حاجی صاحب کا خیال تہا اور حافظ صاحب کو بھی اس خیال سے اتفاق تہا کہ بدرو بلقیس کو ہمراہ لیکر کسی دوسرے شہر میں چلا گیا ہے۔ لیکن حاجی صاحب جب بلقیس کی فرشتہ خصالی اور قدرتی حجاب و حیا کا تصور کرتے تھے تو یہ بات کسی طرح اُن کی عقل میں نہیں آتی تہی کہ بدرو اُسے ریل کے سفر پر مجبور کرسکتا ہے اور اسطرح اپنا راز کیونکر محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس حادثہ پر بمشکل دو گھنٹے گزرے ہونگے کہ کالے بادل آسمان پر چھا گئے۔ مطلع تیرہ و تار ہو گیا اور مُوسلا دھار بارش ہونے لگی آدھ گھنٹہ کی بارش میں یہ عالم ہوا کہ مکانوں کے صحن اور سڑکیں دریاؤں اور نالابوں کا نمونہ پیش کرنے لگیں۔ آمد و رفت کے سلسلے منقطع ہوگئے۔ جو شخص جہاں تہا وہیں رہ گیا۔ رات کے ۱۲ بجے تک یہی حالت رہی اور تفتیش کے جو معمولی ذرائع ممکن تھے وہ بھی ناممکن ہوگئے۔ دوسرے دن جمنا میں خوفناک سیلاب آیا۔ تیسرے دن پانی ریلوے پل کی سطح کے قریب پہونچگیا۔ اور دہلی

غازی آباد تک لائن کی غرقابی اور سیلاب کی طغیانی نے ٹرینوں کی آمد و رفت موقوف کردی۔

(۷)

حافظ زین العارفین نے بلقیس کی پاکیزہ روی۔ خوشخوئی اور پابندیٔ صوم وصلوٰۃ کے جو حالات سُنے تھے اور ایسی اچھی بیوی میسر آنے پر اُنہیں زندگی کے بآرام بسر کرنے کی جو امید بندھی تھی اُسکے لحاظ سے اور عام انسانی ہمدردی کے تقاضے سے اس واقعہ پر دل کا غمگین و متاثر ہونا لازمی تھا لیکن حاجی صاحب کی طرح وہ بھی بالکل بے بس تھے اور کسی فوری تدبیر پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔ اُنہوں نے صبر و شکر کے سوا چارہ کار نہ دیکھا اور حاجی صاحب کو بھی سمجھا بجھا کر صبر کی تلقین کی۔ حافظ صاحب جیسے خادم خلق اور سوشل ورکر کے لیے سیلاب نے اتنی مصروفیت پیدا کردی تھی کہ وہ اپنی ذات اور ذاتی مسرت وملال کو بالکل بھول گئے تھے۔ جمنا کا سیلاب لمحہ بلمحہ ترقی پذیر تھا اور نہ صرف پُل کو بلکہ شہر کو غرقابی کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ صدہا دیہات اور اُن کے مکان و مکین آسمان و زمین کے اس مشترکہ عتاب سے تباہ ہوچکے تھے۔ جمنا کی موجیں شاہجہانی قلعہ کی دیواروں سے ٹکراتی تھیں اور دیوان خاص کے تماشائیوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم اپالو بندر کے تفریح گاہ میں کھڑے ہیں۔ حد نظر تک پانی تھا۔ بڑے بڑے درختوں کی شاخ و برگ تنوں کے زیر آب ہونے کی وجہ سے ایسی معلوم ہوتی تھیں جیسے سطح آب پر نیلوفر کھلا ہو کچھ دیہاتی جو ملک الموت کی غیر معمولی مصروفیت کے باعث بچ نکلے تھے چھپروں پر بیٹھے ہوئے اور اپنی سلامتی موجوں کی طغیانی کو سپرد کیے ہوئے چلے آرہے تھے۔ سو سو بھینسوں اور گایوں کی قطاریں پانی میں بہتی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے ہوا کی نیلگوں فضا میں مرغابیوں یا کبوتروں کے غول اکٹھا اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ناہموار بتی کے دھواں دینے سے لمپ کی چمنی پر جو پُر خم خطوط پیدا ہوجاتے ہیں یا گرمی و سردی کی تاب نہ لاکر شیشے کے گلاس میں جو بل کھائے ہوئے بال پڑ جاتے ہیں اُنکا منظر سامنے آجاتا تھا جب تموج سے ہموار نہ رہنے والی سطح آب پر کالے سانپ اپنی سمی طاقت کو فراموش کیے ہوئے اور اپنی فطرت سے بھی کچھ بڑھ کر پیچ و تاب اور پیچ و خم کھاتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ تباہی و بربادی کا یہ عالم تھا اور دیگر خادمان خلق کیطرح حافظ زین العارفین ایک بیڑہ پر جو دیودار کے پچیس تیس تختوں کو رسیوں سے جکڑ کر تیار کیا گیا تھا کچھ سامان غذا لیے ہوئے اور جان کو جان آفریں کے سپرد کیے ہوئے اُن خانہ بربادوں کو بچا رہے تھے جو تنازع للبقا کے طور پر درختوں کی شاخوں سے آویزاں تھے۔

(۸)

اسی اثنا میں جب حافظ صاحب اپنے بیڑے کو بڑھاتے ہوئے موضع . . . کے پاس پہونچے اور لوگوں کو درختوں سے اُتار کر تختوں پر بٹھایا تو دو ہستیوں نے اُنہیں حیرت کے سمندروں میں غرق کردیا۔ اِن میں سے ایک بدرو تھا دوسری بلقیس زمانی۔ دونوں فاقہ کشی اور موت کے خوف سے نیم جاں ہو رہے تھے گویائی اور سماعت کی قوتیں گویا سلب کرلی گئی تھیں۔ دوسرے دن جب حافظ صاحب کا بیڑہ شہر کے کنارے پہونچا تو اُنہوں نے اِن دونوں کو ایک لاری پر بٹھا کر حاجی صاحب کے مکان پر پہونچایا۔ بارے آسائش کی تدابیر اور آب و غذا سے دونوں کے حواس کسی قدر بجا ہوئے۔ بلقیس کو فوراً زنانہ میں بھیجدیا گیا تھا اور بدرو مردانہ حصہ میں موجود تھا۔ جب بدرو بات چیت کرنے لگا تو حاجی صاحب اور حافظ صاحب نے پوچھا کہ "تمنے یہ کیا غضب کیا؟" بدرو نے کہا کہ پہلے کلام مجید منگوائیے پھر میں جواب دونگا۔ کلام مجید آتے ہی بدرو نے اُسے چوم کر سر پر رکھا اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو بکلف یقین دلاتا ہوں کہ میں نے بلقیس کے ساتھ کسی طرح کی دست درازی نہیں کی ہے اور جسطرح وہ گھر سے گئی تھی اُسی طرح واپس آئی ہے۔ اب میرے خیالات بالکل بدل گئے ہیں۔ میں نے دوبارہ زندگی پائی ہے اور انشاءاللہ اس دوسری زندگی کو میں خدا کی راہ میں بسر کروں گا۔ اب میری نالائقی کی سرگزشت سُنیئے (ابتدائی واقعہ بیان کرکے) میرا ارادہ تھا کہ غازی آباد سے سوار ہوکر براہ آگرہ کلکتہ پہونچوں اور بلقیس سے نکاح کرلوں۔ لیکن موٹر ابھی شاہدرے نہیں پہونچی تھی کہ انجن بگڑ گیا۔ دو گھنٹہ تک ڈرائیور اُسے سنبھالتا رہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اتنے میں بارش ہونے لگی۔ میرے دوست یہ کہکر کہ ہم شہر سے دوسری موٹر لاتے ہیں فرار ہوگئے۔ میں تنہا رہ گیا۔ بلقیس پائدان پر پڑی ہوئی تھی۔ ساری رات پانی ہم پر ٹوٹا۔ اور بجلی ہم پر تڑپی۔ موٹر میں پانی بھر گیا تھا اور جس میدان میں وہ کھڑی ہوئی تھی وہاں گھٹنوں تک پانی بھرا ہوا تھا جب صبح ہوئی تو ہم بہزار مشکل موضع . . . کی طرف روانہ ہوئے لیکن ابھی وہاں پناہ کی کوئی جگہ ملنے بھی نہیں پائی تھی کہ سیلاب آگیا۔ باشندے درختوں پر چڑھنے لگے۔ میں نے بلقیس کو ایک درخت پر چڑھا دیا۔ اور پھر خود بھی ایک شاخ پر جا بیٹھا۔ جب تک ہم درخت سے اُترے ہیں میرے اور بلقیس کے درمیان ایک کالا سانپ جس کی طرف نظر اُٹھانے کی جرأت دشوار تھی برابر موجود رہا۔ خوف نے میرے بدن میں خون کا ایک قطرہ باقی نہیں رکھا۔ آب و دانہ میسر نہ آنے کی تکلیف اس پر مستزاد تھی۔ اب میں آپ دونوں صاحبوں کے روبرو اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور نئے سرے سے مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر بدرو نے بآواز بلند کلمۂ طیبہ پڑھا۔ اُسکی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور اُس کے چہرہ سے صداقت مترشح تھی۔ حاجی صاحب بدرو کی سرگزشت سے بہت متاثر ہوئے اور اُنہوں نے سچے دل سے اُسے معاف کردیا۔ اس واقعہ کے دو ہفتہ بعد حافظ زین العارفین اور بلقیس کی شادی ہوگئی اور دعوت ولیمہ سے واپس آکر یہ افسانہ قلمبند کیا گیا۔

(مولانا) سید ظہور احمد (صاحب چیف ایڈیٹر)

عورتوں کا کتب خانہ

خلافت صدیقی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے۔ قیمت ۵ ر

خلافت فاروقی حضور سرورِ عالم کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حالاتِ زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے قیمت پانچ آنے ۵ ر

خلافت عثمانی حضور سردارِ دوجہاں کے خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے حالاتِ زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کیلئے قیمت پانچ آنے ۵ ر

خلافت حیدری رسولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مبارک زندگی کے حالات بچیوں اور مستورات کے لیئے۔ قیمت ۵ ر

فتح سرمدی خواتین اسلام کے لئے پردے اور بے پردگی کے متعلق شرعی احکام اور دلچسپ بحث دیکھنی ہو تو فتح سرمدی منگائیے۔ ۲ ر

ہدایۃ الزوجین میاں بیوی کے حقوق کا مختصر بیان قیمت ۲ ر

انشاء النسوال مستورات اور لڑکیوں کو صاف شستہ اردو زبان میں خط و کتابت سکھانے کے لیئے بہترین تصنیف۔ قیمت ۸ ر

جمیلہ خاتون مانگے کا زیور پہننے کی خرابیاں ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کیسے راہِ راست پر آئی۔ قیمت ۳ ر

حوران جنت مسلمان۔ عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ۔ محدثہ۔ اور فقیہا بیبیوں کے تاریخی حالات اور ان کی زندگی کے دلچسپ واقعات۔ قیمت ۴ ر

شریف بیبیاں دنیا کی مشہور۔ عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ۔ اور نیک طینت شہزادیوں کے دلچسپ حالات درج ہیں۔ قیمت ۵ ر

محب وطن خواتین ہند تنتیس ۳۳ ایسی خواتین کے حالات درج ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی خاطر مصیبت مشکل اور تکلیف برداشت کی قیمت ۸ ر

دایہ جس میں ایام حمل سے لیکر عالم زچگی کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شکایات اور امراض کا ذکر مع علاج کے لکھا گیا ہے قیمت ۸ ر

خالدہ ادیب خانم وزیر تعلیمات ٹرکی خالدہ ادیب خانم کی سوانحعمری ۸ ر

طبیب العائلہ حمل و رضاعت اور بچوں کی پرورش و پرداخت اور عورتوں بچوں کے مخصوص امراض کے بیان میں اور ان خطرناک بیماریوں کے ذکر میں بہترین تصنیف۔ قیمت ۸ ر

تذکرہ خواتین دکن جسمیں سرزمین دکن کی نامور و ممتاز صاحب سیف اور اہل قلم خواتین کے حالات درج ہیں۔ اس کے علاوہ شاہزادیوں کے ایسے دلچسپ اور ولولہ خیز واقعات موجود ہیں جو خواتین کو پستی کے غار سے نکالکر ترقی کے بالاترین کنگرے پر پہونچا سکتے ہیں۔ قیمت ۸ ر

ناصح مشفق یہ کتاب ایسے سو قیمتی نصیحت کے جواہرات کا مجموعہ ہے جسکو پڑھنے کے بعد ہر عورت۔ کنبہ میں برادری میں۔ چھوٹوں میں بڑوں میں میکے میں سسرال میں غرض ہر شخص کے دلمیں جگہ پیدا کرسکتی ہے۔ ۴ ر

نصیحت کا کرن پھول اگر تم چاہتی ہوں کہ تمہاری معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہوجائے اگر تم کو خواہش ہو کہ تمہاری واقفیت بہت زیادہ بڑھ جائے تو مولانا محمد حسین صاحب آزاد کی یہ کتاب دیکھو نہایت دلچسپ نہایت مفید۔ قیمت ۸ ر

روداد قفس ماتا جسن سیرت۔ بچپن کی یاد بیٹیوں کی فریاد۔ ماں کا پیام۔ شوہر کا خط۔ بیوی کا محبت نامہ۔ لوری۔ بہن کا خط۔ دلہن کو نصیحت۔ صدائے راشد۔ مظلوم حسینہ روضہ اقدس پر۔ سرخاب کا آخری رنگ جیسی دلچسپ نظموں کا مجموعہ جو مولینا راشد صاحب کے قلم کا نتیجہ ہے شاید کسی خاتون کو چار آنے میں خریدنا ناگوار نہیں معلوم ہوگا۔

چار چاند تمہارے بھولے بھالے بچے تمہاری ننھی ننھی معصوم بچیاں جب محبت بھری نگاہ سے تم کو دیکھتی ہیں تو تمکو کس قدر ان پر پیار آتا ہے مگر یہ پیار جھوٹا ہے حقیقی پیار یہ ہے کہ تم انکی اخلاقی حالت درست کرو ان کو تربیت دو۔ نصیحت آموز کہانیاں سناؤ۔ چار چاند میں نہایت دلچسپ اور مفید کہانیاں درج ہیں۔ قیمت ۵ ر

آزادی اور بے پردگی پردہ پر ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا مشہور لیکچر۔ قیمت ۲ ر

عائشہ صدیقہ حضرت عائشہ صدیقہ کے حالات۔ قیمت عہ

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی مکمل سوانحعمری با تصویر قیمت عہ

رسول عربی مستورات کے لیئے کالی زلفوں والے - کالی کملی والے پیارے رسول مدنی کی مفصل اور جامع سوانح عمری - صفحات ۱۶۴ - قیمت - - - - - - - - - ۸ ر

بہشتی جھومر قصہ کے پیرایہ میں مستورات کو مذہبی اور دینی عقاید و مسائل بتانے والی - تہذیب و اخلاق کا سبق دینے والی اور حقوق شوہر و امور خانگی سکھانے والی نہایت مفید کتاب صفحات ۸۰ قیمت ۲ ر

آداب نسواں آداب نسواں کے مطالعہ کے بعد ایک بد خلق سی بد خلق اور آداب سے بالکل نابلد خاتون اخلاق و آداب کی زندہ تصویر بن سکتی ہے - صفحات ۴۲ قیمت - - - - - - ۶ ر

حسن و صحت حُسن بٹنا ملنے سے حاصل نہیں ہو سکتا - صحت خمیرہ اور معجونوں میں پوشیدہ نہیں ہے بلکہ خود تمہارے قبضہ میں ہے - حسن و صحت منگا کر پڑھو - اس پر عمل کرو اور آئینہ دیکھو - حسن و تندرستی کی تم ملکہ نظر آؤ گی صفحات ۱۱۸ - قیمت ۶ ر

گھر اور گھر والی اگر صحیح معنوں میں شوہر کی پیاری بیوی - بچوں کی عاقبت اندیش ماں - گھر کی ہوشیار منتظم بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو اور اسکی تدابیر پر چلو صفحات ۸۰ قیمت ۴ ر

اصلاح الرسوم تمہاری رسم پرستی نے تم کو تباہ و برباد کر دیا اس کتاب کو پڑھ کر رسموں کی اصلاح کرو اور بدعت سے بچو - صفحات ۸۰ قیمت ۳ ر

راہ جنت اگر تم جنتی بی بی بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو یہ خضر راہ بنکر تم کو باغ ارم کا سیدھا اور سچا راستہ بتائے گی صفحات ۴۸ قیمت ۳ ر

جذبات اسلام مستورات کے لیئے شبلی - حالی - اقبال - اور دیگر نامور شعرا کی مفید نظموں کا مجموعہ صفحات ۶۰ قیمت چار آنے ۴ ر

نیا باورچی خانہ اگر تم چاہتی ہو کہ تمہاری مستورات کو عمدہ سے عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکانے آجائیں اور بکفایت بھی تیار رہیں تو یہ کتاب بڑی کارآمد ثابت ہوگی - - - - - - - صفحات ۱۰۰ قیمت ۶ ر

ترکی کھانے ترکی کھانے لذیذ بھی ہوتے ہیں اور طبی اصول سے مفید ہے - اس کتاب میں ترکی کھانے کے تیار کرنیکے نہایت آسان طریقے بتائے گئے ہیں - صفحات ۶۴ قیمت ۳ ر

صنعت خانہ مستورات کے لیئے نہایت مفید اور آسان صنعت و حرفت - اس کتاب کے ذریعہ سے پردہ میں بیٹھکر عورتیں بہت کچھ کر سکتی ہیں - صفحات ۷۰ قیمت ۴ ر

رنج و راحت ہر خوشی کو غم کی تمہید اور غم کو خوشی کا پیغام سمجھو - ایک نہایت دلچسپ قصہ میں رنج اور مصیبتوں کے بعد راحت و آرام کی زندگی دکھائی گئی ہے - صفحات ۱۲۴ قیمت ۸ ر

وبال جان ایک بی بی زیور کی بہت لالچی تھیں - دوسری بی بی زیور سے نفرت کرتی تھیں - تیسری بی بی نہ تو زیور سے نفرت تھی، نہ رغبت ہی تینوں کے حالات نہایت دلچسپ قصے کے پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں - صفحات ۶۸ - - - - - - - - قیمت ۷ ر

عقیلہ بیگم عقیلہ بیگم نے کفایت شعاری کی بدولت ایک مفلس لڑکا کو مالدار جوہری بنا دیا - اسکو پڑھ کر مستورات اعلیٰ درجہ کی منتظم - کفایت شعار اور روشن خیال بن سکتی ہیں - قیمت ۶۰ قیمت ۳ ر

لائق ماں کا لائق بیٹا ایک شخص کے دو بیبیاں تھیں - تعلیم یافتہ بیوی نے اپنے لڑکے کو لائق بنا لیا - جاہل بیوی کے بچے جاہل ہی رہے - اس قصہ میں تعلیم یافتہ اور جاہل ماؤں کا مقابلہ دکھایا ہے - صفحات ۷۶ قیمت - - - - - - ۴ ر

رباعیات حالی خواجہ حالی کی ان رباعیات کا مجموعہ جنہوں نے انکو چمکا دیا - قیمت - - - - - - ۳ ر

مسدس حالی خواجہ حالی کا مشہور مسدس "مد و جزر اسلام" قیمت چھ آنے - - - - - - - ۶ ر

چپ کی داد خواجہ حالی کی مشہور نظم بحس طبقہ نسوانی کی حمایت میں - قیمت - - - - - - - ۲ ر

بزم خواجہ مستورات کے پڑھنے کی نہایت انتخاب غزلیں قیمت تین آنے - - - - - - ۳ ر

بزم صابری خواتین اسلام کو اگر غزلوں سے شوق ہے تو یہ غزلیں پڑھیں - - - - - - - قیمت ۳ ر

مناجات بیوہ خواجہ حالی کی مشہور مناجات بیوہ اور مثنوی حقوق اولاد - - - - قیمت ۵ ر

تمہاری بہن ضیا بانو کی لکھی ہوئی دو ناول

بے حد مفید اور بے حد دلچسپ ہیں - خواتین کو ایسے مفید ناول ضرور پڑھنے چاہئیں - چونکہ یہ انکی معاشرت اور اخلاق پر نہایت خوشگوار اثر ڈالتے ہیں -

ایک انجام زندگی ہے جس کی قیمت ۸ ر ہے
دوسرا فریب زندگی ہے جس کی قیمت ۴ ر ہے

مینیجر خواجہ بکڈپو دہلی

سرتاج مقویات

نوشین

غذا بھی — **دوا بھی** — **تریاق بھی**

جنکو دماغی محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے، جنکا بدن خون کی کمی سے سفید پڑجاتا ہے، جنکو ہمیشہ نزلہ زکام کی شکایت رہتی ہے، جنکا تھوڑی سی مشقت سے سانس پھول جاتا ہے، جنکی بینائی اور قوت حافظہ کمزور ہے، جنکی کمر اور جوڑوں میں درد رہتا ہے، جنکو پیشاب زیادہ آتا ہے، جو ہمیشہ سست اور پریشان رہتے ہیں، جو کسی مخفی بیماری یعنی جریان، سیلان الرحم، ضعف باہ وغیرہ میں مبتلا ہیں، غرض وہ سب لوگ جن کا دل، دماغ، جگر، معدہ یا گردے کمزور ہیں، **نوشین** کے باقاعدہ استعمال سے بفضلہ تعالیٰ چند روز میں تندرست و توانا ہو سکتے ہیں۔

"**نوشین**" نہایت معتدل، خوش ذائقہ اور بے ضرر حلوا ہے، اگرچہ قبض مطلق نہیں کرتا، ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے، ہر قسم کی کمزوری دور کرنے اور تندرستی قائم رکھنے میں عجیب الاثر ہے، بیش قیمت خطرناک کشتوں سے بھی اکثر وہ مجموعی فوائد حاصل نہیں ہوتے جو بفضلہ تعالیٰ اس کم قیمت اور بے ضرر غذا و دوائی سے حاصل ہو جاتے ہیں، تندرست دماغی کام کرنے والوں کو نوشین کا نفع پہلے ہی روز اور جریان ضعف باہ کے مریضوں کو ایک ہفتہ کے بعد یقیناً محسوس ہونے لگتا ہے۔ **قیمت** دس خوراک [illegible]، چالیس خوراک

نوشین سرتاج مقویات ہے

غذا کا بھی کام دیتا ہے دوا کا بھی اور تریاق کا بھی، نوشین اعضا اور قوتوں سے زبردستی کام نہیں لیتا بلکہ بتدریج پرورش کرکے انکو کام کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔

نوشین بدن میں مصنوعی اور عارضی نہیں بلکہ قدرتی اور دیرپا قوت پیدا کرتا ہے۔

نوشین سے بدن کا وزن بڑھتا ہے، خون بڑھتا ہے، عمر بڑھتی ہے، خوشی اور آسائش بڑھتی ہے۔ نوشین سے لطیف اور مقوی غذائیں خوب ہضم ہوتی ہیں۔ اسی لیے

نوشین سرتاج مقویات ہے

نوشین سے ان بیماریوں کو یقیناً نفع ہوتا ہے

(۱) دل کی کمزوری (۲) دماغ کی کمزوری (۳) جگر کی کمزوری (۴) گردوں کی کمزوری (۵) باہ کی کمزوری (۶) جریان (۷) کثرت احتلام (۸) سرعت انزال (۹) نزلہ، زکام (۱۰) دل کی دھڑکن (۱۱) سانس پھولنا (۱۲) کمر کا درد (۱۳) جوڑوں کا درد (۱۴) زیادتی پیشاب (۱۵) سیلان الرحم (۱۶) وحشت و گھبراہٹ وغیرہ۔

قیمت
- دس خوراک ..... دو روپے
- بیس خوراک ..... چار روپے
- چالیس خوراک ..... آٹھ روپے

منیجر کارخانہ نوشین۔ چاند بلڈنگ۔ دہلی

چھوٹے سے چھوٹا ناول بھی انسان کے تجربہ میں ایک سال کا اضافہ کر دیتا ہے۔ (کارلائل)

ذات شریف

ایک نوعمر نواب کو خوب بیوقوف بنایا گیا۔ رقص و سرود شراب کباب اور زنان بازاری کی چاٹ لگا دی سب سے بڑھ کر لطیفہ یہ ہوا کہ ویرانہ میں ایک حسینہ کو بیٹھا کر نواب صاحب کو یقین دلایا کہ یہ پری ہے اور سالہا سال تک بیوقوف نواب صاحب کو پرستان کی سیر کراتے رہے۔ آجکل کے دوستوں کی عیاری کا بہترین نمونہ ہے۔ نہایت مفید اور دلچسپ ناول۔

اصلی قیمت مجلد	عہ/ر	رعایتی	عہ/ر

اختری بیگم

ایک نوجوان دولتمند اختری بیگم نامی حسینہ پر عاشق ہو گیا اور عاشقانہ خطوط کی ڈاک باندھ دی۔ اختری بیگم کی چالاک خادمہ وہ خطوط لیتی رہی اور جواب بھی بالا ہی بالا ان نوجوان عاشق کو لکھتی رہی آخر نوجوان صاحب کی اس حسینہ کے دھوکے میں بدشکل خادمہ سے شادی ہو گئی۔ نہایت دلچسپ ناول ہے۔ نوجوانوں کو ضرور پڑھنا چاہئے تاکہ اس قسم کی حماقت سے خبردار رہیں۔

اصلی قیمت مجلد	عہ/ر	رعایتی قیمت	عہ/ر

اشک حسرت

ہندوستان کے مسلمانوں کو ہندوؤں کی بے رسم و رواج کے اثر نے تباہ و برباد کر دیا۔ جو کوتاہ اندیش نکاح ثانی کے مخالف ہیں وہ آنکھیں کھول کر اس ناول کو پڑھیں حسین ناظرہ کم سنی میں بیوہ ہو گئی۔ مگر والدین نے نکاح ثانی نہ کیا۔ آخر اس جذبات کی بندی نے ماں باپ کے اس ظلم سے اپنی جو گت بنائی وہ قابل عبرت ہے۔ نہایت مفید ناول ہے۔

اصلی قیمت مجلد	عہ/ر	رعایتی قیمت	عہ/ر

نشتر

یہ اردو لٹریچر میں انتہا درجہ کا دردناک تاریخی ناول ہے۔ جسمیں ہندوستان کا نہایت سچا اور صحیح واقعہ لکھا گیا ہے۔ اگر ہزار مرتبہ پڑھا جائے تو بھی دل نہیں بھرتا۔ آجتک اس سے زیادہ دردناک ناول نہیں لکھا گیا میری نظر کیا اس شخص سے زیادہ کوئی بدنصیب نہیں جو اردو جانتا ہوا اور اس ناول کو نہ پڑھے۔ اگر ناپسند ہو تو ایک نہیں بلکہ دس کتابوں کے دام واپس۔

اصلی قیمت مجلد	عہ/ر	رعایتی قیمت مجلد	۱۴/ر

یوسف پاشا

ترک مسجدوں پر مٹے ہوئے ہیں یوسف پاشا بھی ایک مسیحی ملکہ پر عاشق ہوا مگر جذبہ عشق ناکام نہیں ثابت ہوا۔ خدا نے یوسف پاشا کے ایمان کو صحیح و سلامت رکھا اور مسیحی ملکہ بھی اسلام کی طرف رجوع کر دیا۔ نئی روشنی کے دلدادہ نوجوان یورپین لیڈیز سے محبت کا خیال کرنے سے پہلے یہ ناول پڑھ لیں تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہ سکے۔

اصلی قیمت	عہ/ر	رعایتی قیمت	عہ/ر

عروس مصر

جب دو محبت بھری نگاہیں اور دو جذبات سے لبریز دل مل جاتے ہیں تو عشق و محبت کے بندوں کو ایک دوسری دنیا نظر آجاتی۔ یہ مصر کی ایک مہ جبین کا واقعہ ہے طالب مطلوب کا عشق کے سمندر میں ہاتھ پیر مارتے ہوئے کہانی دینا۔ یہ ناول اس درجہ دلچسپ ہے کہ شاید ہی کوئی محبت کا بندہ ایسا ہو جو اس کا دیوانہ نہ نظر آئے۔

اصلی قیمت مجلد	عہ/ر	رعایتی قیمت مجلد	عہ/ر

عبدالرحمن ناصر

محبت ایک بلا ہے یہ زندگی کے لئے موت کا حکم رکھتی ہے۔ یہ خلیفہ عبدالرحمن ناصر کے عہد حکومت کا نہایت دردانگیز تاریخی واقعہ ایک نوجوان ایک حسینہ پر عاشق ہوا۔ اور آخر ناکام محبت چشم انتظار لگائے ہوئے چل بسا۔

اصلی قیمت مجلد	عہ/ر	رعایتی قیمت	عہ/ر

محبوبۂ مصر

مصر کا حسن تمام دنیا میں مشہور ہے۔ یہاں کے مہ جبین کوہ قاف کی پریوں کے نام سے مشہور ہیں۔ مصر کا تمدن و معاشرت یوروپ کے تمدن کو شرما رہا ہے۔ اگر آپ مصر کی پریوں کو دریائے نیل کے کنارے رقص کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حسن عشق کے سچے واقعات کبھی آنکھوں کو پرنم کر دیں اور کبھی آپ لبوں پر تبسم کی لہر دوڑا دیں۔ تو محبوبۂ مصر پڑھیئے۔

اصلی قیمت مجلد	سے/ر	رعایتی قیمت مجلد	عہ/ر

سراغرسان عشق

ایک خوفناک قتل کا واقعہ۔ پراسرار قاتل کی حیرت انگیز چالاکیاں۔ بے گناہوں کو ناعاقبت اندیش پولیس والوں کا گرفتار کرنا۔ ایک نوجوان دولتمند کا اس راز کو افشا کرنے کا بیڑا اٹھانا۔ قاتل کی خودکشی اور راز افشا ہونا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ نوجوان دولتمند کی کوشش کے پردہ میں کسی کی قسمت کام کر رہی تھی۔ نہایت دلچسپ ناول

اصلی قیمت	عہ/ر	رعایتی قیمت	عہ/ر

ان ناولوں پر اس کے علاوہ

علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو نظامیہ ادارۃ الاشاعت دہلی

سید کی رعایت [illegible]

اصلاحی ناول

سعدل

اس ناول میں ایک تعلیم یافتہ نوجوان اور ایک طوائف کے جذبات دکھائے گئے ہیں، موجودہ ہوس پرستی اور طوائفوں کی زندگی پر فلسفیانہ بحث کیگئی ہے قیمت ۸ ر

سعادت

اس ناول میں دہلی کی ایک تعلیم یافتہ چلتی پرزہ خوبصورت طوائف کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور نوجوانوں کو قصہ کے پیرایہ میں اس سے پرہیز کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ قیمت ۸ ر

شاہد رعنا

دہلی کی ایک مشہور طوائف کی خود نوشت سوانح عمری۔ اس حسین طوائف نے بتایا ہے کہ ہمارا فرقہ کس طرح نوجوانوں کو مسکرا کر اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ قیمت ۱۲ ر

سزائے عیش

اس ناول میں عیاشی کی حقیقت اور اسکے نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس فلسفہ کو پڑھنے کے بعد نوجوانوں کو ان مکاروں سے نفرت ہو جائیگی قیمت ۸ ر

انجام عیش

اس ناول میں پاکبازانہ اور بدکارانہ زندگی کا تقابل کر کے دکھایا گیا ہے نہایت دلچسپ اور مفید ناول ہے۔ قیمت ۱۰ ر

سراب عیش

اس ناول میں طوائف سے نکاح کر کے بہو بیٹیوں میں ملانے کے بُرے نتائج دکھائے گئے ہیں۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نکاح کے بعد بھی طوائف طوائف ہی رہتی ہے قیمت ۱۰ ر

لطف زندگی

قاری صاحب کے قلم سے نکلا ہوا ایک نہایت دلچسپ فسانہ۔ اس فسانہ کے پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ دنیا میں لوگ کس کس طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قیمت صرف ۲ ر

دل کا عجائب خانہ

قاری سرفراز حسین صاحب کے پھڑکتے ہوئے مضامین اور افسانوں کا مجموعہ۔ قیمت صرف ۶ ر

ملنے کا پتہ

علی مظہر ہاشمی منیجر خواجہ پور [illegible] دارالاشاعت دہلی



دو آنے

فی روپیہ کمیشن محض اُن معزز خریداران کو دیا جائیگا جو اس فارم پر فرمائش کتب روانہ کرینگے

منیجر صاحب! السلام علیکم۔ مندرجہ ذیل کتب بعد وضع کمیشن بذریعہ وی پی بھیجدیجئے

نام کتاب	تعداد	قیمت

نمبر خریداری - - - - - - نام - - - - - -

مفصل پتہ - - - - - - - - - - - -

خط پر ہمیشہ یہ پتہ لکھیے

علی مظہر ہاشمی منیجر خواجہ [illegible] دہلی

ایک کملی میں چار ولی

چار ولیوں کی چار کتابیں اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو مجموعہ سقیہ ملاحظہ فرمائیے
پہلا رسالہ مصنفہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری استاد و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی جو عشق و محبت اور معرفت الٰہی اور تصوف میں عجیب و غریب کتاب ہے۔
دوسرا رسالہ توحید کے بیان میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی نے تحریر فرمایا ہے۔
تیسرا رسالہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی نے روح و نفس وغیرہ کے متعلق لکھا ہے۔
چوتھا رسالہ عشق نامہ یعنی حضرت مولانا واحدی علیہ الرحمۃ کا مشہور و معروف ترجمہ
مذہب۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸ر)

دنیا سے نفرت ہوگئی

اور حضرت ذوقی شاہ جو علیگڑھ کالج کے گریجوایٹ تھے تمام دنیاوی عیش و عشرت چھوڑ کر
حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے قدموں میں جا پڑے اور اسی کیفیت کے عالم میں
آپ نے ایک کتاب برزخ لکھی جس میں کلام مجید اور احادیث کے حوالہ سے بتایا ہے کہ
یہ اہم مسئلہ کہ موت کے بعد اور قیامت سے پہلے انسان پر کیا گزرتی ہے، نہایت مفصل
طور پر تحریر فرمایا ہے، نہایت دلچسپ اور نہایت مفید کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

اللہ میاں سے راز و نیاز

سوز و ساز، سکون و اضطراب، حال و قال، وجد و وصال اہل اللہ کے لئے ایک
لازوال روحانی خزانہ ہے۔ اگر آپ بھی ان کیفیات سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں تو دیوانی [illegible]
پڑھیے جس میں اہل اللہ کے ایسے صد ہا واقعات درج ہیں جن پر کیفیتیں طاری ہوئیں۔ قیمت [illegible]

اگر آپکا دل تفریح کا طالب ہے

تو وہ تفریح حاصل کیجیے جو ایک سچے مسلمان کے لئے نعمت ہے۔ خدا کے نیک بندوں کے حالات پڑھیے
حکایات الصالحین میں سینکڑوں بزرگوں، اولیا راشدین پیغمبروں کی نہایت دلچسپ
حکایتیں درج ہیں۔ ایسی کتاب کا پڑھنا باعث تفریح ہی نہیں ہے بلکہ باعث برکت بھی ہے ۱۲ر

مسلمان آریہ ہوگئے

تو ہو جانے دیجیے وہ پہلے ہی بے دین تھے، اگر ان کے عقائد درست ہوتے تو دنیا کی
کوئی طاقت ان کو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹا سکتی تھی۔ ایسے وبائی دور میں
مسلمانوں کو چاہیے کہ عقائد صوفیہ پڑھیں تاکہ ان کے عقائد کی کمزوری دور ہو جائے
اس کتاب میں عقائد اسلامی کو نہایت وضاحت کے ساتھ مدلل پیرایہ میں بیان
کرکے آریوں کے اعتراضات کو لغو اور خلاف عقل ثابت کر دیا
ہے۔ قیمت ۹ر

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے طلب کیجیے

چاروں کتابیں مفت

جو صاحب دس لکھے پڑھے مسلمانوں کے مفصل پتے روانہ فرمائیں گے انکو ایک
کتاب مفت۔ ۲۰ پتوں پر دو کتابیں۔ ۳۰ پتے روانہ کرنے پر تین کتابیں۔ اور جو صاحب
چالیس پتے روانہ کریں گے ان کو چاروں کتابیں مفت دی جائیں گی۔

بے روزگار کا سہارا

جس وقت افلاس کی تنگدستی غربت کی مصیبت انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے جس وقت عقل معاش
بالکل بیکار ہو جاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں۔ ایسی مصیبت میں۔ اس بے سر و سامانی
میں بے روزگار کا سہارا آپ کو افلاس کی پستی سے نکال کر فارغ البالی کی دنیا میں
پہونچا دے گا۔ آپ کی مصیبتیں راحت کی نظر آنے لگیں گی۔ آپ کی کامیابی پر دنیا کو حیرت
ہوگی۔ اس کتاب میں قلیل سرمایہ سے تجارت کرنا بتایا گیا ہے اور اس قسم کی اشیا
بنانے کی تدابیر بتائی گئی ہیں جنکو آپ گھر میں بیٹھ کر باسانی تیار کر سکتے ہیں اور نہ صرف
آپ فکر معاش ہی سے آزاد ہو سکتے ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ کتاب آپ کو
فارغ البالی اور خوشحالی کی دنیا تک پہونچا دے۔

کتاب الشفا

کیا خدا نخواستہ آپ کچھ علیل ہیں کیا آپ خدا نخواستہ ایسے
امراض میں گرفتار ہیں جن کے اظہار میں شرم دامنگیر ہوتی
ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کسی ڈاکٹر یا حکیم کے ممنون منت نہ ہوں۔ کیا آپکی
یہ تمنا ہے کہ آپ اپنا علاج ایک قابل سے قابل ڈاکٹر سے بھی بہتر کر لیں۔ کیا آپ کی
یہ خواہش ہے کہ آپ مراض مخصوص کے ایک ماہر طبیب بن جائیں۔ اور اگر آپ خوش قسمتی
سے تندرست ہیں اور ان امراض مخصوصہ کے ابھی تک شکار نہیں ہوئے ہیں تو کیا آپ کی
یہ خواہش نہ ہوگی کہ آپ ہمیشہ ان سے محفوظ رہیں۔ آپ عیش و کامرانی کے ساتھ زندگی
بسر کریں آپ اپنی اس لذت کو جس پر دنیا کی ہزار لذتیں قربان ہیں، طرح دے سکیں اگر آپ
یہ سب کچھ چاہتے ہیں تو کتاب الشفا منگائیے پڑھیے اور عمل کیجیے۔

تسخیر محبوب

جسکو قدرت کی طرف سے محبت جیسی نعمت نہیں ملی وہ دنیا کی
ایک بڑی لذت ہی سے نا آشنا نہیں ہے بلکہ اس کے انسان
ہونے میں بھی شبہ ہے۔ انسان محبت کا بندہ ہے شاید ہی کوئی ایسا متنفس ہو جسکو کسی نہ کسی
سے کبھی نہ کبھی محبت نہ ہوئی ہو اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی محبت کامیاب ہو۔ آپ کا محبوب بھی
آپ کے لئے بے چین ہو۔ آپکے ہر اشارہ پر آپ کا محبوب سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہو
آپکا محبوب آپکی مٹھی میں ہو آپکے قبضہ میں ہو تو تسخیر محبوب پڑھیے جسکا ہر عمل آپکو حیرت میں ڈال دیگا

خیالی معشوقہ

دنیا میں ہزاروں پھول کھلتے ہیں اور مرجھا جاتے ہیں۔ دنیا میں اس
قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جنکے مقابلہ میں بہتر سے
بہتر ناول بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا [illegible] صاحب [illegible] معشوقہ کے نام سے
افسانہ تحریر فرمایا ہے وہ دہلی کا ایک سچا واقعہ ہے [illegible]
آپ بھی دوستوں کے [illegible] کا ذریعہ ہے اور [illegible]

دواخانہ ہاشمی دہلی کی مجرب ادویہ

مردوں کے لیے

مقوی منیظیر یہ دواخانۂ ہاشمی دہلی کی خاص اور بےنظیر دوا ہے ہر موسم میں ہر مزاج والا استعمال کر سکتے ہیں اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ خون صالح پیدا کرتی ہے۔ مادۂ باہ کو بڑھاتی ہے کمزوری کو دور کرتی ہے۔ نشاط افزا اور مسکن مفرح ہے زائل شدہ قوت کو دوبارہ واپس لاتی ہے خصوصاً سیلان الرحم میں مفید ہے۔ قیمت (۲ یوم کے لیے) ۱۲ ؎

مقوی اعلیٰ قوت مردمی پیدا کرنا دریق و جریان کو روکنا مریضوں کے لیے اکسیر ہے ہزارہا مایوس العلاج مریضوں کے حق میں رحمت ثابت ہوئی ہے۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ مادۂ تولید بکثرت پیدا کرتی ہے۔ کمزوری کو زائل کرتی اور پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے غلط کاریوں کے مضر نتیجوں کا سدباب کرتی ہے۔ قیمت ۵ تولہ عہ

مغلظ اعلیٰ عجیب و غریب برق اثر دوا ہے جس کا متواتر استعمال پرانے جریان کو بے حد فائدہ مند ہے سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام وغیرہ میں بے حد نافع ہے ہر موسم میں ہر مزاج والا استعمال کر سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

اکسیر جریان و قوت باہ کے لیے بے حد مفید دوا ہے سرعت رقت وغیرہ کو نفع دیتی ہے قیمت ۲ ماشہ ۱۰ ؎

مقوی اعصاب کو قوت دیتا ہے اور غلط کاریوں کی اصلاح کرنے میں اپنی آپ نظیر ہے اگر منیظیر کا استعمال کرنے کے بعد اس کا استعمال کیا جائے تو سالہا سال تک اعصاب کی قوت قائم رہے گی قیمت ۱۲ ؎

منیظیر اگر غلط کاریوں کی وجہ سے عضو بیکار ہو گیا ہو۔ رگیں پھول گئی ہوں کجی آ گئی ہو طبعی حالت تک نہ پہنچ سکا ہو تو اس ضرر سے بعض ضعیف دو طلا کا استعمال کیجیے کامل صحت ہو جائے گی قیمت ۲ ماشہ ۱۲ ؎

نشاط جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے طرفین کی تمام رنجشیں ایک گولی میں بند ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ؎

نعم البدل دنیاداری کی کثرت اور لطافت اندیشہ افزائی سے اعضائے رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ایسے اشخاص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب کبھی اتفاق پڑتا ہے تو کبھی کبھی دن کمزوری اور ضعف کے آثار باقی رہتے ہیں۔ نعم البدل کا استعمال بیوی کو خوش رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۵ ؎

مدمین طلائے بےنظیر کے استعمال سے سات روز قبل ایک ہفتہ تک عضو مخصوص پر اس دوا کی مالش کی جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ ؎

تکمید مدمین کی مالش کے بعد ایک ہفتہ تک اس دوا کی دو پوٹلیوں سے عضو مخصوص کو سینکا جاتا ہے۔ قیمت عہ

مسکن مدر و ابتدائی اور شدید سوزاک کے لیے یعنی جبکہ یہ مرض نیا نیا شروع ہو کر تین چار ہفتہ تک تکلیف دیتا ہو نہایت مفید ہے۔ البتہ پرانے سوزاک میں یہ دوا کچھ زیادہ مفید نہیں۔ قیمت (۱۰ یوم کے لیے) ۱۲ ؎

تاخیر دیر آید درست آید کی تصدیق کرانا ہو تو فوراً منگائیے۔ قیمت ۱۲ ؎

تسخیر نمبر ۱ صد ہا روپے کا زیور اور کپڑا دے ڈالیے ہر وقت منت اور خوشامد میں مصروف رہیے سب لگاوٹ اسی دوا کی طفیل ہے یہ وہ جادو ہے کہ آپ کا ایک منٹ صرف کرنا بہتر ہے جو پانچ مرتبہ حاصل ہو۔ ہم کو زیادہ تشریح نہیں کرنی۔ قیمت فی شیشی عہ

تسخیر نمبر ۲ اس دوا میں گویا دنیا بھر کی لذتیں جمع کی گئی ہیں × × × دیوانہ بنا کر چھوڑتی × × معلوم ہوتا ہے کہ ہم فردوس میں ہیں جو کچھ آرزو ہو آزمائیں۔ قیمت فی شیشی ۵ ؎

اعجاز اثر نئے سے نئے اور پرانے سے پرانے سوزاک کی بےنظیر دوا۔ قیمت ۱۲ ؎

پچکاری کی دوا پرانے سوزاک میں نہایت مفید ہے قیمت ۱۲ ؎

حیات اس کا استعمال ہی اعضائے رئیسہ میں قوت پیدا ہوتی ہے اور ہزار ہا شکستہ دل آزمائیں تو سہی۔ قیمت فی تولہ ۵ ؎

عورتوں کے لیے

امید اس دوا سے رحم کی تمام خرابیاں اور بانجھ پن کے نقائص دور ہو جاتے ہیں اور صنف نازک کو اولاد کے قابل بنا دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ ؎

شباب بکثرت اولاد ہونے اور بچے کو دودھ پلانے یا زیادتی عمر سے انحطاط شباب کو نقصان پہنچتا ہے تو حسن و جمال کا چراغ بجھا سا نظر آتا ہے۔ یہ دوا شباب کی محافظ ہے اور بہت جلد جوانی کی تر و تازگی کو واپس لے آتی ہے۔ زیادہ تشریح نامناسب ہے۔ قیمت ۱۲ ؎

سیلان الرحم عورتوں کے مشہور مرض سیلان الرحم کے لیے اکسیر ہے رحم سے سفید رنگ کی رطوبت خارج ہو کر تمام اعضاء رئیسہ کو ضعیف کر دیتی ہے دواخانۂ ہاشمی کا یہ خاص الخاص مرکب نہایت مفید ہے قیمت (۸ یوم کے لیے) عہ

شیاف عورتوں کے مرض سیلان الرحم میں بیرونی استعمال کے لیے یہ دوا بے حد مفید ہے۔ چند روز میں تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت ۵ تولہ کی عہ

مُعطّر بعض اندرونی شکایات سے × × × × عفونت پیدا ہو جاتی ہے جس سے تمام زندگی کا لطف جاتا رہتا ہے بلکہ خطرناک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اس دوا کا استعمال ایسی حالت میں نہایت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

دلربا وہ چیز نہیں جو بازار میں فروخت ہوتی ہے دانتوں کے لیے مجیب و غریب دوا ہے طبی اصول کو مدنظر رکھ کر تیار کی گئی ہے نہایت خوشبودار موتی کی طرح دانتوں کو چمکانے والی اور رنگین حسن چہرہ کو دلربا بنانے والی۔ قیمت فی شیشی ۸ ؎

آواز کشا نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے آواز بیٹھ جاتی ہے سرد۔ ترش چیزیں کھانے۔ دیر تک گانے یا چلا کر پڑھنے سے آواز بیٹھ جاتی ہے صاف کرتی ہے

تو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں گلا صاف کرنے اور آواز کو میلا بنانے کے لیے یہ دوا اکسیر ہے قیمت عہ

حسن افزا جلدی اور خونی خرابیوں کی وجہ سے چہرہ بدنما ہو جاتا ہے۔ مہاسے ہو جاتے ہیں جو سارا حسن خراب کر دیتے ہیں حسن افزا کے استعمال سے تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں رنگ گلاب کی پتی کی طرح نکھر جاتا ہے۔ قیمت فی بکس عہ

گلگونہ یہ نہایت خوشبودار مرکب ہے جو کہ رنگت دور کرکے جلد کو خوشرنگ بناتا ہے اپنا جواب نہیں رکھتا۔ قیمت فی بکس عہ

گوہر نما دانتوں اور مسوڑوں کا درد دور کرتا ہے خون نکلنا بند کر دیتا ہے۔ دانتوں کا ہلنا تمام شکایات رفع کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ ؎

بچوں کیلئے

پسلی کی دوا پسلی چلنے سے بچوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے سانس کی حالت موت اور حیات کی ہوتی ہے یہ دوا اس مرض کا تریاق ہے۔ قیمت عہ

موتی جھلا یہ نہایت خوفناک مرض ہے لیکن یہ دوا اس کا بہترین علاج ہے ہزارہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ؎

سب کے لیے

نفع معدہ معدہ کے لیے اکسیر ہے ہر قسم کی بدہضمی میں بے حد مفید دائمی قبض کو قطع اور ہر قسم کے امراض معدہ کا علاج ہے۔ قیمت ۵ ؎

رافع قبض قبض و امراض معدہ میں بے حد مفید دوا ہے۔ قیمت ۱۶ تولہ ۸ ؎

نفس کشا دمہ کی لاجواب دوا ہے۔

نئی زندگی مرض دق میں عجیب و غریب اثر دکھانے والی دوا۔ قیمت عہ

تحلیل تحلیل ورم کے لیے معجزنما۔ قیمت ۱۲ ؎

مندمل ہر قسم کے زخم کو مندمل کرتا ہے۔ قیمت عہ

الوالد المیمون بمثل سرمہ قیمت ۲ ماشہ ۱۲ ؎

غنچہ دہن گندہ دہنی کی دوا۔ قیمت عہ

محافظ معدہ ہر وقت پینے کی۔ قیمت ۱۲ ؎

منیجر دواخانہ ہاشمی دہلی

اللہ جلّ جلالہٗ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(مطلب) تم میں ایک جماعت ایسی بھی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور نیک کام کرنے کی ہدایت کرے، جو لوگ اس خدمت کو سرانجام دینگے وہ فلاح پائینگے۔
پ۴ - آل عمران - ۱۱ع

کیا ارشاد الٰہی کے موجب آپ فلاح حاصل کرنا چاہتے ہیں، کیا کلام الٰہی کی پابندی کی خاطر آپ ایثار اور قربانی کے لیے تیار ہیں، اگر نہیں تو آپ کو ہونا چاہیے کیونکہ آپ مسلمان ہیں، نبی آخر الزمان کی امت میں ہیں۔ اس امت میں ہر شخص پیدا ہونے کی تمنا انبیا کو بھی رہی

لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیے اور نیک کام کرنے کی ہدایت کیجیے

ایک سچے مسلمان کے لیے کلام الٰہی میں حصہ لینے سے بڑھکر اور کوئی نیک کام نہیں، اگر آپ رضائے الٰہی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ سبز گنبد والے نبی کی شفاعت کے امیدوار ہیں، تو کلام الٰہی کی اشاعت میں خود بھی حصہ لیجیے اور دوسروں کو بھی اس نیک کام میں شریک ہونے کے لیے آمادہ کیجیے، خدا نے آپ کو علم دیا ہے، خدا نے آپ کو سمجھ عطا کی ہے، اپنے ذہن میں خود فیصلہ کیجیے کہ کیا اس سے بڑھکر کوئی اسلامی خدمت ممکن ہے؟ اپنے علم سے کام لیجیے، اپنی سمجھ سے فائدہ اٹھائیے اور ان لوگوں کو جو تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں ایمان کی روشنی کی طرف لے جائیے تاکہ آپ قیامت کے دن حضور سرور عالم صلعم کی شفاعت کے مستحق بن سکیں۔

وہ کلام پاک جس کی اشاعت میں حصہ لینے کے لیے دعوت دی جا رہی ہے آپ کو ہدایت کرتا ہے

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ پ۱۵ کہف ع

(مطلب) مال اور اولاد تو اس دنیاوی زندگی کی چند روزہ بہاریں ہیں ثواب اور آئندہ کی توقعات کے لحاظ سے وہ نیک عمل جن کا اثر دیرپا ہے، باقی رہنے والے ہیں، خدا کے نزدیک مال و اولاد سے بہتر ہیں۔
آپ دنیا کی لذت کے لیے، تفریح طبع کی خاطر، دنیا والوں کے دکھاوے کے لیے، نفس ملعون کو خوش کرنے کے واسطے دس روپے کی رقم پھینک دیتے ہیں، کیا خدا کو خوش کرنے کے لیے، کیا رسول اللہ کی خوشنودی کے لیے، کلام الٰہی کی اشاعت کے لیے، آخروی نعمت کے لیے آپ دس روپے کی قربانی گوارہ نہ کریں گے۔

اسلامی غیرت کو حرکت میں لائیے

مجھکو بار بار توجہ دلانے کا موقع نہ دیجیے، یہ کسی معمولی کتاب کا کام نہیں ہے، کلام الٰہی کی خدمت ہے۔ میں دین و دنیا کے خریداروں کے حلقہ پر فخر کیا کرتا ہوں کہ وہ خواجہ بکڈپو سے تجارتی تعلق نہیں رکھتے بلکہ انہیں دلی تعلق ہے، اس لیے میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ بہت بہاؤ تی ہو چکی، اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہر خریدار میری طرح اپنے اوپر کلام مجید کی اشاعت فرض کرلے اور اس نیک کام کو ایک مذہبی فرض سمجھکر انجام دے، الف سے ی تک ہر خریدار کی پیشگی رقم فروری ۲۵ء کے اخیر تک پہنچ جانی چاہیے اگر آپ نے اب بھی بے توجہی سے کام لیا تو میں آپ کو اس کار خیر میں شریک کرنے کے لیے دس روپے کا وی پی ارسال کروں گا، اگر خدانخواستہ اس پر بھی کوتاہی ہوئی تو میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو مجبور کروں گا کہ آپ کلام الٰہی کی اشاعت میں حصہ لیں، مجھے امید ہے کہ آپ کلام مجید کی اشاعت کے اخراجات میں وی پی اور سفر خرچ کا اضافہ کرنے کا موقع نہیں دیں گے، دس روپے کی پیشگی رقم ارسال فرما کر آپ ایک مذہبی فرض ہی سے سبکدوش نہیں ہونگے بلکہ آپ کو پانچ روپے کا دنیاوی فائدہ بھی ہوگا۔

جو اصحاب دس کلام مجید کے لیے پیشگی رقم ارسال فرمائینگے اُن کو ایک کلام مجید نذر کیا جائیگا

آپ کو بظاہر تکلیف دینے والا
ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی
مالک خواجہ بکڈپو، نظامیہ دار الاشاعت و رسالہ دین و دنیا دہلی

بیوی کیسی ہو؟

مگر ایک سیلف میڈ یوروپین کی بیوی نہیں، ایک پارسی کی بیوی نہیں بلکہ ایک مسلمان کی بیوی کیسی ہو؟ وہ نیک ہو، باعصمت ہو، دیندار ہو، خاوند کی خدمت گزار ہو، اسلام کی ہمدرد ہو، اگر آپ یہ تمام خوبیاں اپنی بیوی میں دیکھنا چاہتے ہیں تو مولانا راشد الخیری کی مشہور تصنیف "الزہرا" ان کو پڑھائیے جسمیں بنت رسول، سیدۃ النساء، فاطمۃ الزہرا کی زندگی مبارک کے مفصل حالات درج ہیں، خدا مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کو ہدایت دے کہ وہ بنت رسول کی سوانح زندگی پڑھکر اس پر قدم بقدم چلنے کی کوشش کریں تاکہ دنیا میں بھی عزت حاصل کر سکیں اور قیامت میں خاتونِ جنت اپنے ساتھ جنت میں لیجائیں، اس کتاب کے پڑھنے کے بعد لڑکیوں اور عورتوں کو معلوم ہوجائیگا کہ ایک سچی مسلمان عورت کی عبادت معاشرت اور زندگی کیسی ہونی چاہیے۔

قیمت بارہ آنے

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

اپنے پیارے نبی سے محبت کرنے والو!

عقل بھی بازار میں مل سکتی ہے

بشرطیکہ خریدار آنکھ رکھتا ہو، دل رکھتا ہو، ایمان رکھتا ہو، سمجھدار مسلمان وہ ہے جو آنحضرتؐ کی نصیحتوں پر عمل کرے، جو حضور سرور عالمؐ کے احکام کا پابند ہو، اگر آپ کی نصیحتوں میں سے صرف ایک نصیحت پر انسان عمل کرے تو وہ دین و دنیا دونوں میں فلاح حاصل کر سکتا ہے، "جواھرات" حضور سرور عالمؐ کی صدہا نصیحتوں کا مجموعہ ہے جو حضورؐ نے امت کیلئے فرمائی تھیں، ان نصیحتوں پر اگر آج مسلمان عامل ہوجائیں تو افلاس، ذلت، غلامی سب کچھ دور ہوسکتی ہے، ان نصیحتوں کے پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے اپنی اُمت کی زندگی کے لیے ایک نہایت سہل اور کامیاب پروگرام بنایا تھا جسے مسلمانوں نے پس پشت ڈال دیا اور تباہ ہوگئے، اگر تم اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی کو سرسبز دیکھنا چاہتے ہو تو ان نصیحتوں پر عمل کرو اور بچوں کو عمل کرنے کی ترغیب دو * بہترین کتاب ہے،

قیمت آٹھ آنے

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

کفر توڑ

اس میں ہندو سنگھٹن کے متعلق مفصل و مدلل بحث درج ہے جس میں خود آریوں کی کتابوں سے مدلل تردید کی گئی ہے، یہ آریہ مذہب اور اُن کی تمام کمزور تعلیمات کا نمونہ وید، ستیارتھ پرکاش اور دوسری کتابوں سے پیش کیا گیا ہے، اگر آپ آریہ مذہب سے واقف ہونا چاہتے ہیں، ان کے مردہ ثبوت دیکھنے کی تمنا رکھتے ہیں، ان کی شرمناک حالتوں کی تصویر مہذب الفاظ میں دیکھنا چاہتے ہیں تو کفر توڑ ملاحظہ کیجیے، اس کتاب کے دیکھنے کے بعد آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ ان کا مذہب سچا ہونا تو درکنار کس درجہ شرمناک ہے۔

قیمت آٹھ آنے

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

ویدک ایشور کی حقیقت

خدا کی شان ہے کہ آریہ جیسے کمزور مذہب والے اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں توحید نہیں، حالانکہ اسلام کی تمام بنیادیں توحید پر قائم ہیں،

اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام ہی وہ سچا مذہب ہے جس پر توحید کی کرنیں جلوہ گر ہوتی ہیں، اسکے بعد آریہ سماجی خدا کی جھلیت، آریہ سماجی خدا کا پانی میں رہنا، آریہ سماجی خدا کا دراز قد ہونا، ویدک ایشور کا بیمار رہنا، ویدک ایشور کا انسانی مدد کا محتاج ہونا، ویدک ایشور کا دنیاوی لذات کا خواہشمند ہونا، غرض یہ کہ آریہ مذہب کے تمام مضحکہ انگیز عقائد پر روشنی ڈالی گئی ہے *

قیمت تین آنے (۳؍)

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

آزادی اسلام

یہ مولینا ابوالکلام صاحب آزاد کے خامۂ گہربار کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اسلام سب سے زیادہ آزاد مذہب ہے، اس کے علاوہ دعوت حق کی بانی اسلام سے ایک مثال، مکۂ معظمہ سے ایک عالم حق اور محدث عصر شیخ عبدالعزیز بن یحییٰ کنعانی کی آمد، جامع اصافہ میں کلمۂ حق کا اعلان خلیفہ مامون رشید کی استبدادیت شیخ عبدالعزیز کی گرفتاری، معافی کی ترغیب، شیخ کا انکار، دربار مامون رشید میں مناظرہ، خلیفہ کی محویت، شیخ عبدالعزیز کی زبردست تقریر وغیرہ درج ہے

قیمت چار آنے

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

موت کے بعد اور قیامت سے پہلے

انسان پر کیا گزرتی ہے، انسان کو کن کن دشوار گزار راستوں سے گزرنا ہوتا ہے اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو "برزخ" ملاحظہ کیجیے، اس کتاب میں اس نازک وقت میں جو کچھ انسان پر گزرتی ہے وہ کلام مجید اور احادیث کے حوالوں سے بتایا گیا ہے، اس میں حالت نزع، جانکنی کی تکلیف، موت مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے، مفہوم موت، ناپائداری دنیا، ارشادات الٰہی پر شکوک، ایمان بالغیب، روح، ناسوتی آنکھ، ناسوتی کان، عالم اجساد، عالم ارواح، روح اور جسم کا تعلق، موت سے تدفین تک، ملاقات روح احساس روح، کلام میت، ضغطہ قبر، تجسیم اعمال، قبر میں سوال، فتنہ قبر، شہید، نابالغ بچے، برزخ کے ہم جلیس، محبت ارواح، صحبت اعزا صحبت ملائکہ، برزخ و دنیا کے تعلقات وغیرہ وغیرہ نہایت مفصل طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

اسلامی حکومت میں کیا ہوتا تھا؟

فرمانروایان اسلام کی کیا شان تھی، وہ موجودہ زمانہ کی طرح رعایا کو جانوروں سے بدتر نہیں خیال کرتے تھے، رعایا کا ہر امیر و غریب ان کی نظر میں مساوی تھا مصیبت زدہ افراد کی امداد کرتے تھے، رعایا کے آرام کی خاطر اپنے آرام کو قربان کر دیتے تھے، مامون رشید کے عہد حکومت کی نظیر آج کوئی متمدن حکومت نہیں پیش کر سکتی، شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے مامون رشید کے عہد حکومت کے واقعات "المامون" میں نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں، اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تمہید، ترتیب، خلافت، مامون الرشید کی ولادت تعلیم و تربیت، ولیعہدی، تخت نشینی، خانہ جنگیاں، فتوحات، اور وفات کے حالات ہیں دوسرے حصہ میں مراتب کی تفصیل ہے جن سے اُس عہد کے ملکی حالات اور مامون الرشید کے تمام اخلاق و عادات کا اندازہ ہو سکتا ہے، نیز ان تمام کاموں کی تفصیل ہے جن کی وجہ سے مامون الرشید کا عہد علمی حیثیت سے تمام شاہان عالم کے عہد سے ممتاز تسلیم کیا گیا ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے + **منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

اناطولیہ میں ترکی فتوحات

اس کتاب میں اناطولیہ میں ترکی اور یونانی جنگ کے مستند حالات لکھے گئے ہیں، اس میں ٹرکی کی حالت قبل از جنگ اور جنگ کے بعد دکھائی گئی ہے، پھر اناطولیہ میں فوجی تحریک کے سلسلہ میں غازی کمال پاشا کے شاندار کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے، اور اناطولی جنگوں کے واقعات اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں، اس کے بعد ترکی فتوحات پر دنیائے اسلام کی مسرت و مبارکباد کا ذکر کیا گیا ہے، غرض یہ ہے کہ جنگ اناطولیہ کے جامع و مستند حالات دیکھنے کے لیے یہ کتاب کافی ہے +

قیمت بارہ آنے

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

سفرنامۂ انگورہ

اس میں مشہور فرانسیسی لیڈی "جارجیس گالس" کے واقعات سفر، سرزمین اناطولیہ و شہر انگورہ کے تاریخی حالات، قدرتی مناظر، انگورہ پارلیمنٹ کے واقعات، وزارت انگورہ، مشاہیر انگورہ، غازی مصطفےٰ کمال پاشا، بیگم غازی مصطفےٰ کمال پاشا، وزیر اعظم انگورہ، جنرل عصمت پاشا جنرل رفعت پاشا، ڈاکٹر رضا نور بک اور فاتح سمرنا جنرل نور الدین پاشا کے کارنامے جنگ یونان و ٹرکی کے چشم دید معرکے، ترکان احرار کا لشکر جرار، انگورہ سے قسطنطنیہ تک کے واقعات +

قیمت ایک روپیہ

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

جانباز ترک

جنگ بلقان اور جنگ یورپ کے ہولناک واقعات کو اس کتاب میں نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک جانباز ترک کس طرح فوجی تعلیم حاصل کر کے ملک کی خدمات انجام دیتا ہے اور دردانیال کی جنگ میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر دشمنوں کے بحری بیڑے کی طاقت کو تباہ کرتا ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ ٹرکی سے یورپ کو کیوں پرخاش ہے، اور جرمنی اور ترکوں کے تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، غرض ہر نوعیت سے یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔

قیمت دس آنے (۱۰)

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

۲ دو روپے کے سرمایہ سے تجارت

دو روپے کے قلیل سرمایہ سے اگر آپ تجارت کرنا چاہتے ہیں تو معلومات تجارت جس پر ساٹھ ہزار روپے کے انعامات بھی تقسیم کیے جائینگے خریدئیے، اس قدر ایثار اور قربانی سے

ہمارے دو مقصد ہیں:-

(۱) ملک میں تجارت کا شوق پھیلانا

(۲) ملک کو خواجہ بک ڈپو کی تجارتی اور صنعتی کتب سے آگاہ کرنا جو کئی سال سے مسلسل شائع ہو رہی ہیں۔

کتاب معلومات تجارت میں کیا ہے؟

وہ باتیں جو سالہا سال کامیاب تاجروں کی خدمت کے باوجود بھی نہیں حاصل ہوتیں، تجارت کے وہ راز جو بعض دنیا کے کامیاب تاجروں کے ساتھ دفن ہو جاتے ہیں، وہ باتیں جنکو ذہن نشین کرنے کے بعد ایک معمولی لکھا پڑھا شخص بھی کامیاب تاجر بن سکتا ہے، تجارت کے وہ راز جو بیکاروں کو باکار اور باکاروں کو کامیابی کا اعلیٰ نمونہ بنا سکتے ہیں، وہ باتیں جو قلیل سرمایہ سے تجارت کرنا سکھاتی ہیں، تجارت کے وہ راز جو بغیر سرمایہ کے بھی تجارت کرنا بتاتے ہیں صدہا باتیں جو امریکہ اور یورپ کی کتابوں کا عطر کھینچکر لکھی گئی ہیں، تجارت کے راز جنکی بدولت آج یورپ ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے

اگر آپ کے نام انعام نکل آیا تو دو روپے سے آپنے ہزاروں کمالیے۔ اور۔ اگر خدانخواستہ نہ نکلا تو ۲ روپیہ کی کتاب آپ کو مل ہی گئی

جس سے اگر آپ کام لینا چاہیں تو ہزار ہا روپیہ خود پیدا کر سکتے ہیں

ہزار ہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں بتفصیل ذیل تقسیم کیا جائے گا

ایک لاکھ کتاب کی فروخت پر ساٹھ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	پچاس ہزار کتاب کی فروخت پر تیس ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	پچیس ہزار کتاب کی فروخت پر پندرہ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	بارہ ہزار کتابوں کی فروخت پر سات ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا
پہلا انعام ۵ ہزار روپیہ کا	پہلا انعام ۶ ہزار روپے	پہلا انعام ۴ ہزار روپے	پہلا انعام ایک ہزار روپے
دوسرا انعام تین ہزار روپے کا	دوسرا انعام ۴ ہزار روپے	دوسرا انعام ایکہزار روپے	دوسرا انعام پانچسو روپے
تیسرا انعام ۲ ہزار روپیہ	تیسرا انعام ایکہزار روپے	تیسرا انعام پانچسو روپے	تیسرا انعام تین سو روپے
چوتھا انعام ایکہزار روپے	چوتھا انعام پانچسو روپے	چوتھا انعام تین سو روپے	چوتھا انعام دو سو روپے
پانچواں انعام پانچسو روپے	پانچواں انعام تین سو روپے	پانچواں انعام دو سو روپے	پانچواں انعام ایک سو روپے
چھٹا انعام تین سو روپے	چھٹا انعام دو سو روپے	چھٹا انعام ایک سو روپے	چھٹا انعام پچاس روپے
ساتواں انعام دو سو روپیہ	ساتواں انعام ایک سو روپے	ساتواں انعام پچاس روپے	ساتواں انعام پچیس روپے
آٹھواں انعام ایک سو روپیہ	آٹھواں انعام پچاس روپے	آٹھواں انعام پچیس روپے	آٹھواں انعام پندرہ روپے
نواں انعام پچاس روپے	نواں انعام پچیس روپے	نواں انعام پندرہ روپے	نواں انعام دس روپے۔
دسواں انعام پچیس روپے	دسواں انعام پندرہ روپے	دسواں انعام دس روپے	
۹۵۶۵ انعام پانچ پانچ روپیہ کے ہونگے،	۴۵۶۲ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے۔	۲۱۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے	۶۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے۔

کم سے کم ۶ ہزار کتابوں کی فروخت پر انعامات تقسیم کیے جائیں گے اگر مقررہ تاریخ تک ۶ ہزار خریدار نہیں ہوئے تو مدت بڑھا دی جائیگی، جون ۲۵ء تک انعامات تقسیم ہونگے، تقسیم انعامات کی کارروائی قابل اعتماد اراکین شہر کے روبرو عمل میں آئیگی، اگر آپ تاریخ مقررہ پر تشریف لا سکتے ہیں تو رونق افروز ہو کر شکریہ کا موقع دیجیے،

جو صاحب پانچ خریدار دینگے ان کو ایک ٹکٹ مفت دیا جائیگا۔ جو صاحب دس خریدار دینگے ان کو ایک ٹکٹ اور ایک جلد معلومات تجارت نذر کی جائیگی

کتاب کی قیمت مع محصول ڈاک دو روپے ہے، کتاب اور انعامی ٹکٹ منی آرڈر وصول ہونے پر روانہ کیا جائیگا، بذریعہ وی پی بھی کتاب بھیجی جا سکتی ہے۔

سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو، دہلی

ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة

ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء — ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۳ھ

رسالہ

دین و دنیا

جلد ۴ — نمبر ۱

حمد

(از مفتی شوکت علی - فہمی - ایڈیٹر)

جب راحت کی نیند میں غفلت کی چادر اوڑھ کر سوتا ہوں - جب عیش کی دنیا میں ناعاقبت اندیشی کا جام پی کر مست ہو جاتا ہوں - تو میں تیری یاد کو دل سے بھلا دیتا ہوں مگر تو مجھے نہیں بھولتا - اپنے گناہگار بندے کو یاد رکھتا ہے اور تو مجھے آرام دیتا ہے - اطمینان دیتا ہے - سکون دیتا ہے - چین دیتا ہے اور سب کچھ دیتا ہے -

جب میں مصیبت کی تکلیف سے حوادث کے کانٹوں پر کروٹیں بدلتا ہوتا ہوں - جب رنج و غم کی آگ میرے دل کی دنیا کو پھونک دیتی ہے - میرے دماغ کے عالم کو خاک کر دیتی ہے - اور مجھ کو ناامیدی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اس وقت تو ہی یاد آتا ہے چاروں طرف سے ناامید ہو کر تجھی سے مدد مانگتا ہوں - تیری رحمت کا ملتی ہے غفلت کے پردے آنکھوں کے سامنے سے اٹھ جاتے ہیں - میری مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں اور تو آرام دیتا ہے - اطمینان دیتا ہے - سکون دیتا ہے - اور سب کچھ دیتا ہے -

کالی رات ہے - مصیبت کا ساتھ ہے - بجلی چمک رہی ہے - دل لرز رہا ہے کشتی حیات ڈگمگا رہی ہے - سمندر میں طوفان ہے - ساحل دور ہے - قوت فیصلہ بیکار ہے عقل رہنمائی نہیں کرتی - کس سے کہوں - کس سے مدد مانگوں - نہ رہبر ہے نہ ناخدا نوح کی کشتی کو پار لگانے والے - کٹھن وقت میں کام آنے والے - دکھے ہوئے دل کی آواز پر بے چین ہو جانے والے - رحمت والے - ایک مصیبت زدہ کی بپتا سن - مردہ ضمیر کو زندگی دے - زندگی دے کر اس کو منور کر دے اور ایسا منور کر کہ طور بن جائے - آنکھ کو ندامت کے آنسو دے - ان آنسوؤں میں نہاؤں - گناہوں کو دھو ڈالوں اور ایسا پاک صاف ہو جاؤں کہ معصومیت میرے چہرہ سے ہویدا ہو - ایک پر سکون دل عنایت کر اور دل کو خاموش زبان دے اور وہ زبان دے جو ہر وقت تیرے ہی نام کی تسبیح پڑھے اور ہر مصیبت پر دل کی گہرائیوں سے میں یہ آواز سنوں ؎ ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست

نعت

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

نیلے آسمان کے نیچے سبز محل میں آرام فرمانے والے شہنشاہ - ایک بھکاری روضۂ مبارک کی جالیوں کے پاس ہاتھ پھیلائے ہوئے آیا ہے - بھیک دے - اپنی بادشاہت کا صدقہ دے - اس کا دامن بھر دے - وہ دولت نہیں چاہتا - وہ عزت نہیں چاہتا وہ شوکت نہیں چاہتا - وہ تیرے در کی گدائی چاہتا ہے -

دونوں عالم کے بادشاہ - دونوں جہان کے آقا - اسے رحم و مروت دے - امانت و دیانت دے - عفت و عصمت دے - استقلال و استقامت دے - توکل و اخلاص دے - عبادت و ریاضت دے - اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی محبت دے -

تیری محبت میں مجنون بن جاؤں - دیوانہ کہلاؤں - دل کے محمل میں - تیری سیاہ زلفوں کے خیال کو لیلیٰ بنا کر بٹھاؤں اور پھر مدہوش ہو جاؤں - ایسا مدہوش ہو جاؤں کہ تیری جستجو میں - تیری تلاش میں در در کی خاک چھانوں - صحرا میں جاؤں اور ہر بگولہ پر مجھے تیرے محمل کا دھوکہ ہو اور اس قدر صحرا نوردی کروں کہ میرے پاؤں کے زخموں سے صحرا کی زمین ایسی سرخ ہو جائے کہ گلشن شرمائے -

میرے دل کے محمل میں لیلیٰ بنکر روپ دکھانے والے - میرے محبت کے باغ میں پھول بنکر سبز گنبد کی طرح ہری ہری پتیوں میں چھپکر خوشبو دینے والے - جب میں نے تصور کی آنکھ سے اپنے دل میں دیکھا تو میں بے ساختہ کہہ اٹھا ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔

ترجمہ:۔ اور جب ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو اُنہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (سجدہ نہیں کیا)۔ اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں تہا۔

تشریح الفاظ:۔ سجدہ۔ سر جہکانا۔ تعظیم کے لیئے کسی کے سامنے جہک جانا۔ انتہائی عاجزی اور فرماں برداری کا اظہار۔ شریعت میں سجدہ کے یہ معنی ہیں کہ زمین پر پیشانی رکہی جائے۔ چونکہ یہ انتہائی فروتنی۔ عاجزی اور بیکسی کی صورت ہے اس لیئے شریعت محمدیہ میں خدا کے سوا کسی دوسری ہستی کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ حضرت آدم کو فرشتوں کا سجدہ کرنا صرف ایسی مجازی صورت تہی کہ ہم قبلہ کی طرف رُخ کرکے جناب الٰہی میں سر بسجود ہوتے ہیں۔ اس طرح سجدہ کرنے سے قبلہ کو سجدہ کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ذات الٰہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اِسی طرح حضرت آدم کی ذات کو فرشتوں کے لیئے قبلہ قرار دیا گیا اور وہ سجدہ درحقیقت ذات خداوندی ہی کے لیئے تہا۔ اور اگر یہی سمجھ لیا جائے کہ تمام و کمال حضرت آدم ہی کو فرشتوں نے سجدہ کیا تو حکم الٰہی کی تعمیل تہی اس کے بعد حضرت یوسفؑ کے قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے بھائیوں نے اُنہیں سجدہ کیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں سلام و تحیہ اور تعظیم و تکریم کی ایک صورت یہ بہی تہی کہ سجدہ کیا جاتا تہا یا زمین بوسی کے طور پر بہت زیادہ جہکا جاتا تہا لیکن شریعت محمدیہ نے اس رسم و رواج کو بالکل منسوخ کر دیا۔ قرآن پاک میں جا بجا خدا کے سوا دیگر ہستیوں کو سجدہ کرنے کی سخت ممانعت ہے مثلاً لاتسجدوا للشمس ولاللقمر واسجدوا اللہ الذی خلقھن لٰہذا سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اُس اللہ کو سجدہ کرو جس نے اُن کو پیدا کیا ہے) سرور عالم نے سخت ممانعت کی ہے کہ ایک انسان ایک انسان کو سجدہ کرے چنانچہ جب حضرت سلمانؓ نے حضور کو سجدہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ مخلوق کے لیئے جائز نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے اگر میں اجازت دیتا کہ مخلوق مخلوق کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ بہرحال خدا کے سوا کسی کی اتنی تعظیم کرنا جو سجدہ تک جا پہونچے نیت کے ساتھ شرک اور بلا نیت مشابہ شرک ہے مخلوق کی تعظیم کے وقت خدا اور مخلوق میں جتنا فرق ہے اُسے ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ بعض صوفیائے کرام میں سجدۂ تعظیمی کی مثالیں ملتی ہیں لیکن اُن کے افعال عوام کے اور تمام مسلمانوں کے لیئے قابل تقلید نہیں ہو سکتے۔

ایک صوفی بہت بڑا پابند شریعت ہونے کے باوجود عالم سکر و بیخودی میں تین تین روز تک نماز نہیں پڑہتا۔ لیکن اُس کی تقلید میں ہم کسی دنیاوی مصروفیت یا کاہلی کی وجہ سے ترک نماز کو جائز نہیں سمجھ سکتے۔ ایک صوفی مست ہو کر انا الحق کا نعرہ بلند کرتا ہے لیکن عامۂ مسلمین کو چاہیئے کہ ایسے کلمات کو ہمیشہ کلمات کفر سمجہیں۔ ایک صوفی اپنے پیر میں جلوۂ حق کا مشاہدہ کرتا ہے اور مدہوش ہو کر سجدہ میں گر پڑتا ہے لیکن جن لوگوں کو یہ بصیرت اور یہ سرمستی حاصل نہیں اور پیر کو اپنی طرح ایک انسان سمجھتے ہیں اُن کے لیئے سجدہ کرنا ایک مرنا جائز ہے۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا اور اُس کے رسول کی فرماں برداری ہی فلاح دین و دنیا کا باعث ہے اور اُن کا حکم یہی ہے کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ ابلیس:۔ عزازیل۔ شیطان۔ وُہ جو ہر نیکی اور بھلائی سے مایوس اور محروم ہو۔ ایک ہستی جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے جن ہے۔ اور آگ سے پیدا کی گئی ہے۔ یعنی جس طرح انسان خاک سے اور ملائکہ نور سے پیدا کیئے گئے ہیں شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ شیطان فرشتوں میں شامل تہا اور اُن سے بڑھ کر عبادت گزار تہا لیکن چونکہ ہر شے اپنی اصل کی طرف جاتی ہے ناری الاصل ہونے کی وجہ سے اُس میں حسد۔ سرکشی اور غرور کے جذبات موجود تھے۔ اُسے پہلے ہی یہ بات ناگوار تہی کہ اُس کے ہوتے ہوئے آدم کو زمین کی خلافت دی جائے۔ جب سجدہ کا حکم دیا گیا تو وہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ اور دیدہ و دانستہ حکم الٰہی سے روگردانی کے لیئے آمادہ ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذاتِ جلال نے اُسے ہمیشہ کے لیئے ملعون و مردود قرار دیا۔ عروج و عزت سے پستی و ذلت میں گرنے کا یہ لازمی نتیجہ تہا کہ اُسے آدم اور نسل آدم سے عداوت پیدا ہوئی اور اُس نے اُن کی تباہی و بربادی کی قسم کھائی۔ اِبا۔ انکار کرنا۔ دیدہ و دانستہ۔ اپنی مرضی سے انکار کرنا۔ استکبار۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ غرور کرنا۔ تکبر

تفسیر:۔ جب حضرت آدم نے فرشتوں کو حقائق اشیاء سے آگاہ کیا اور اُن کی علمی فضیلت پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی تو خدا نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا۔ ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ ابلیس نے دیدہ و دانستہ خدا کا یہ حکم نہ مانا۔ اپنے آپ کو حضرت آدم سے بڑا سمجھا اور اُس سے یہ سب کچھ ہونا ہی تہا کیونکہ اللہ تعالےٰ کو اُس کے انکار و کفر کا حال پہلے ہی معلوم تہا۔ اس آیت کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ خدا کی نافرمانی حسد اور غرور بد ترین گناہ ہیں اور اِن کے ارتکاب سے انسان ہمیشہ کے لیئے بارگاہ الٰہی سے مردود و ملعون ہو جاتا ہے ؎

(باقی آئندہ)

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

شرح مثنوی مولینا روم

گذشتہ سے پیوستہ

چوں رسید از راہ آں مرد غریب — اندر آوردش بہ پیش شہ طبیب

ترجمہ:۔ جب یہ مسافر سفر طے کرکے پہونچا تو طبیب اُسے بادشاہ کے روبرو محل میں لے گیا۔

پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز — تا بسوزد بر سر شمع طراز

ترجمہ:۔ طبیب اُسے بادشاہ کے سامنے عزت کے ساتھ خوش خوش لے گیا تاکہ وہ حسین کنیز پر قربان ہو جائے۔

لغات:۔ ناز۔ عزت۔ طراز۔ ترکستان کے ایک سرحدی شہر کا نام ہے جسکے باشندے حسن وجمال میں خاص شہرت و امتیاز رکھتے ہیں۔ (طراز کی شمع سے کنیز مراد ہے)

مطلب:۔ القصہ جب بادشاہ کے قاصدوں کے ساتھ زرگر سفر کی منزلیں طے کرکے بادشاہ کے دار السلطنت میں پہونچا تو قاصد پہلے اُسے طبیب غیبی کے پاس لے گئے۔ طبیب غیبی اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور بڑے اعزاز کے ساتھ اُسے بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ طبیب غیبی کا مدعا یہ تہا کہ وہ کنیز پر قربان اور اُس شمع خوبی پر پروانہ وار نثار ہو جائے۔

شاہ دید او را بسے تعظیم کرد — مخزن زر را بدو تسلیم کرد

ترجمہ:۔ بادشاہ نے اُسے دیکھ کر بہت تعظیم کی اور خزانہ اُسے سپرد کیا۔

پس بفرمودش کہ بر سازد ز زر — از سوار و طوق و خلخال و کمر

ترجمہ:۔ پھر اُسے حکم دیا کہ سونے کے کنگن۔ طوق۔ پازیب اور پٹکے تیار کرے

ہم ز انواع اوانی بے عدد — کاندراں در بزم شاہنشہ سزد

ترجمہ:۔ نیز طرح طرح کے بے شمار ظروف جو بزم شاہی کے قابل ہوں بنائے

زر گرفت آں مرد و شد مشغول کار — بے خبر از حالت ایں کار زار

ترجمہ:۔ اُس نے سونا لے کر اپنا کام شروع کر دیا۔ وہ اس سے بے خبر تھا کہ صلح کے پردہ میں جنگ ہو رہی ہے۔

لغات:۔ سوار۔ کنگن۔ طوق۔ گلوبند۔ خلخال۔ پازیب۔ جھانجھ۔ کمر۔ پٹکہ۔ انواع (جمع نوع) اقسام طرح طرح کے۔ اوانی (جمع اناء) برتن۔ ظرف۔ کارزار۔ جنگ۔

مطلب:۔ جب ابتدائی امور ختم ہو چکے تو بادشاہ نے اُسے اپنا خزانہ جسمیں سونے چاندی کا ذخیرہ تہا زرگر کے سپرد کر دیا اور اُسے حکم دیا کہ طرح طرح کے زیور اور قسم قسم کے برتن جو بزم شاہی کے شایاں ہوں چاندی سونے کے بنائے زرگر بادشاہ کے حسب حکم اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اُسے خبر بھی نہ تھی کہ صلح کے پردے میں جنگ ہو رہی ہے اور انعام واکرام کی آڑ میں اُس کی ہلاکت کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

پس حکیمش گفت کای سلطان مہ — آں کنیزک را بایں خواجہ بدہ

ترجمہ:۔ اس کے بعد حکیم نے کہا کہ اے سلطان عالی جاہ۔ اِس (پہلے) آقا کو کنیز حوالے کر دے۔

تا کنیزک در وصالش خوش شود — آب وصلش دفع آں آتش شود

ترجمہ:۔ تاکہ کنیز اُس کے وصال سے خوش ہو۔ اور اُس کے وصل کی آبیاری سے یہ آگ دور ہو جائے۔

لغات:۔ مہ۔ سردار۔ عالی جاہ۔ عالی شان۔ دفع۔ دور کرنا (اس جگہ یعنی دافع) دور کرنے والا۔

مطلب:۔ طبیب غیبی نے بادشاہ سے کہا کہ اب آپ اس بیمار کنیز کو زرگر کے پاس جانے کی اجازت دیدیں تاکہ وہ اُس کے دیدار اور وصال سے شادکام ہو محبت کی آگ فرو ہو جائے اور چند روز میں اُسے کامل تندرستی میسر آئے۔

شہ بدو بخشید آں مہ روی را — جفت کرد آں ہر دو صحبت جوی را

ترجمہ:۔ بادشاہ نے اُس حسینہ کو زرگر کے حوالے کر دیا اور اس طرح اِن دونوں مشتاقان وصال کو ملا دیا۔

لغات:۔ مہ رو۔ (ماہ رو) جس کا چہرہ چاند کی طرح خوبصورت اور روشن ہو۔ جفت کردن۔ ملانا۔ شادی کر دینا۔

مطلب:۔ بادشاہ نے طبیب غیبی کے مشورہ کے مطابق کنیز زرگر کو بخشدی کنیز تو زرگر پر فریفتہ تہی ہی اور اُس کے حسن وجمال کے لحاظ سے زرگر کا مشتاق ہونا بھی ممکن ہے پس یہ دونوں دلدادگان محبت ایک دوسرے سے مل گئے۔

مدت شش ماہ می راندند کام — تا بصحت آمد آں دختر تمام

ترجمہ:۔ یہ دونوں چھ ماہ تک کامرانی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے حتیٰ کہ کنیز بالکل تندرست ہو گئی۔

بعد ازاں از بہر او شربت بساخت — تا بخورد و پیش دختر می گداخت

ترجمہ:۔ اس کے بعد طبیب غیبی نے زرگر کے لئے ایک دوا تیار کی جسے پی کر وہ لاغر ہونے لگا اور کنیز اُس کا یہ حال دیکھ رہی تہی۔

چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد — اندک اندک در دل او سرد شد

ترجمہ:۔ چونکہ وہ بدشکل بدنما ہو گیا اور زرد پڑ گیا۔ رفتہ رفتہ کنیز کو اُس سے نفرت ہونے لگی۔ (باقی آئندہ)

(مولانا) سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

شرح دیوان حافظ

گذشتہ سے پیوستہ

گماں مبر کہ بدورِ تو عاشقاں مستند خبر نداری ز احوالِ زاہدانِ خراب

ترجمہ :۔ یہ گمان نہ کرو کہ تمہارے دور میں عاشق مست ہیں۔ زاہدانِ خرابی تمہیں خبر نہیں۔

مطلب :۔ تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے عہد میں صرف ارباب عشق ہی مست ہو رہے ہیں لیکن تمہیں اہل زہد کی خبر نہیں کہ وہ بھی برباد و خراب حال ہیں یعنی وہ مکر و فریب اور تزویر و ریا کے نشہ سے خراب و مخمور ہو رہے ہیں لیکن شعر کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ عاشق ہی تمہارے دور میں مست ہیں تمہیں زاہدوں کی خبر نہیں کہ وہ بھی در پردہ تمہاری تمنا میں تباہ حال ہو رہے ہیں

مرا بدورِ لبت شد یقیں کہ جوہرِ لعل پدید می شود از آفتاب عالمتاب

ترجمہ :۔ تمہارے لب کے عہد میں مجھے یقین آگیا کہ لعل کا جوہر آفتاب عالمتاب سے پیدا ہوتا ہے۔

مطلب :۔ لعل کے متعلق مشہور ہے کہ آفتاب کی شعاعیں اُس میں رنگ و جوہر پیدا کرتی ہیں پس حافظ صاحب محبوب کے چہرہ یا پیشانی کو آفتاب اور لبوں کو لعل تسلیم کرکے فرماتے ہیں کہ تمہارے ہونٹوں کو دیکھ کر مجھے یقین آگیا کہ درحقیقت لعل آفتاب عالمتاب کی شعاعوں سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ تمہارے ہونٹ لعل ہیں اور تمہارا چہرہ آفتاب ہے۔

ہِل کہ عمر بہ بیہودہ بگذرد حافظ بکوش و حاصلِ عمرِ عزیز را دریاب

ترجمہ :۔ عمر کو بیکار نہ گزرنے دو اے حافظ۔ کوشش کرو اور عمر عزیز کا ثمرہ حاصل کرو۔

لغات :۔ ہِل ۔ نہ چھوڑ ۔ بے ہودہ ۔ بیکار ۔ بے سود ۔ عزیز ۔ قیمتی ۔ گراں محبوب ۔

مطلب :۔ انسان اگر سہل انگاری اور بے پروائی سے کام لے تو وقت ہوا سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ گزر جاتا ہے اور پھر ندامت و افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا پس فرماتے ہیں کہ کہیں عمر گرانمایہ کو بے پروائی کے ساتھ نہ کھو دینا کہ وہ بے ہودگیوں میں ضائع ہو جائے ۔ بلکہ نہایت کوشش کے ساتھ اور وقت کو غنیمت سمجھ کر اُن باتوں کو حاصل کرنا چاہیئے جو زندگی کا ماحصل اور عمر کا ثمرہ حقیقی ہیں۔

غزل

بیا کہ قصرِ امل سخت سست بنیاد است بیار بادہ کہ بنیادِ عمر بر باد است

ترجمہ :۔ دیکھو دنیا بے ثبات ہے اور عمر کی بنیاد ہوا پر ہے پس شراب دو

لغات :۔ قصر ۔ محل ۔ مکان ۔ امل ۔ امید ۔ قصرِ امل ۔ امید کی جگہ ۔ امید کا محل دُنیا ۔ سست بنیاد ۔ جس کی بنیاد کمزور ہو ۔ بے ثبات ۔ فانی ۔ (سخت اور سست کی مناسبت ظاہر ہے ۔ یہ کہنا کہ عمر کی بنیاد ہوا پر رکھی گئی نہ صرف شاعرانہ طور پر اُس کی بے ثباتی ظاہر کرنا ہے بلکہ اس امر واقعہ پر مبنی ہے کہ زندگی کا دارومدار نفس کی آمد و شد پر ہے)

مطلب :۔ دُنیا بے ثبات اور فانی ہے ۔ عمر کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ اُس کی بنیاد ہوا پر ہے پس اس بے ثباتی اور ناپائداری کا غم دور کرنے کی یہی صورت ہے کہ اُس کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے اور یہ لمحے عشق و محبت کی بیخودی میں بسر کیئے جائیں۔ کیونکہ شراب محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو دُنیائے فانی کو عالم بقا، عمر بے ثبات کو حیات جاوداں سے بدل سکتی ہے۔

غلامِ ہمتِ آنم کہ زیرِ چرخِ کبود ز ہر چہ رنگِ تعلق پذیرد آزاد است

ترجمہ :۔ میں اس کی ہمت کا غلام ہوں جو اس نیلے آسمان کے نیچے تعلق کا رنگ قبول کرنے والی تمام چیزوں سے آزاد رہے۔

لغات کبود ۔ نیلا ۔ نیلگوں ۔

مطلب :۔ انسان مدنی الطبع ہے ۔ تعلقات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے ۔ گرد و پیش کے اثرات سے متاثر اور علائق کے حالات سے مسرور یا غمگین ہونا اُس کی عادت ہے لیکن جو لوگ ہمت عالی رکھتے ہیں وہ تعلقات کی زنجیروں کو توڑ ڈالتے ہیں ۔ اپنا دل دنیا سے ہٹا کر دنیا کے پیدا کرنے والے سے لگاتے ہیں اگرچہ وہ بھی آزاد نہیں کیونکہ "رسیدہ زجہاں با خدا گرفتار ست" ۔ لیکن اصطلاح عشق میں اس گرفتاری کا نام آزادی ہے پس حضرت حافظ علائق سے قطع تعلق کی مشکلات کو پیش نظر رکھ کر فرماتے ہیں کہ میں اُس شخص کی ہمت عالی کا غلام ہوں جو اس قدر [illegible] نفس اور جذبات پر اتنی حکومت رکھتا ہو کہ تمام دنیاوی تعلقات کو توڑ کر آزاد ہو جائے اور اس چرخ نیلگوں کے نیچے جو تغیرات رونما ہوں اُن سے متاثر نہ ہو۔

نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر کہ ایں حدیث ز پیرِ طریقتم یاد است

ترجمہ :۔ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں اسے یاد کرلو اور اس پر عمل کرو پیر طریقت کی یہ بات مجھے یاد ہے۔

(باقی آئندہ)

(مولانا) سید ظہور احمد (صاحب چیف ایڈیٹر)

شرح گلستان

(گذشتہ سے پیوستہ)

قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے — ناکس بہ تربیت نہ شود ای حکیم کس
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

ترجمہ:- بُرے لوہے سے اچھی تلوار کوئی کیونکر بنا سکتا ہے۔ اے عقلمند نالایق تربیت سے لایق نہیں بن سکتا بارش کی قدرتی لطافت سے کسی کو انکار نہیں لیکن وہ باغ میں لالہ اُگاتی ہے اور شور زمین میں گھاس۔

مطلب:- بادشاہ نے حسب حال ایک قطعہ پڑہا جس سے یہ ثابت کرنا تہا کہ اُس نے اس لڑکے کے متعلق جو خیال ظاہر کیا تہا وہ بالکل ٹہیک تہا؛ وہ وزیر غلطی پر تہا اس قطعہ میں یہ دعویٰ ہے کہ نالایق کی تعلیم و تربیت کا کیسا ہی انتظام کیا جائے لیکن وہ لایق نہیں ہو سکتا۔ نالایق سے وہ شخص مراد ہے جس میں قدرتی طور پر لیاقت اور صلاحیت موجود نہ ہو۔ اس دعوے کو دو مثالوں سے ثابت کیا گیا ہے ایک یہ کہ اگر لوہا برا ہو تو اچھی تلوار اُس سے تیار نہیں کی جا سکتی۔ دوسری یہ کہ تعلیم و تربیت بجائے خود اچھی چیز ہے لیکن طبیعت کے اختلاف کے مطابق ہر جگہ جدا اثر کرتی ہے جیسا کہ مینہ بجائے خود نہایت لطیف ہے لیکن زمین اپنی صلاحیت کے مطابق اُس سے فائدہ اٹہا سکتی ہے چنانچہ باغوں میں تو گل بوٹے اُگتے ہیں اور بنجر زمینوں میں خس و خاشاک پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے ایک دوسرا قطعہ پڑہا۔

قطعہ

زمین شور سنبل بر نیارد — در و تخم عمل ضائع مگرداں
نکوئی با بداں کردن چنان است — کہ بد کردن بجائے نیکمرداں

ترجمہ:- زمین شور میں سُنبل پیدا نہیں ہوتا۔ بیکار کوشش نہ کرو۔
بد آدمیوں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہے کہ نیک آدمیوں کے ساتھ بُرائی کیجائے۔

مطلب:- بادشاہ نے یہ دوسرا قطعہ پڑہ کر ظاہر کیا کہ وزیر نے اس نااہل لڑکے کو پرورش کر کے غلطی کی اُس کی یہ اُمید باطل تہی کہ یہ راہ راست پر آجائے گا۔ کیونکہ زمین شور (بنجر) میں سنبل پیدا نہیں ہو سکتا اور گل بوٹے نہیں اُگ سکتے۔ اسی طرح وزیر نے اُسکو پرورش کر کے خلق اللہ کو تکلیف دی کیونکہ وہ پھر چور بن گیا اور اُس نے باپ کا قائم مقام بن کر سرکشی اختیار کی چنانچہ برے آدمیوں کے ساتھ نیکی کرنا گویا نیک آدمیوں کے ساتھ برائی کرنا ہے۔

حکایت

سرہنگ زادۂ را دیدم بر در سرائے اغلمش کہ عقل و کیاست و فہم و فراست زائد الوصف داشت ہم از عہد خردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا۔

ترجمہ:- میں نے اغلمش کی محلسرا کے دروازہ پر ایک سرہنگ زادہ کو دیکھا جو عقل و دانائی اور سمجھ بوجھ بیان سے زیادہ رکھتا تہا۔ ابہی نو عمر ہی تہا لیکن اُس کی پیشانی سے بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔

لغات:- سرہنگ۔ (مرکب۔ سر۔ ہنگ۔ فوج۔ لشکر) سردار لشکر۔ نقیب۔ چوبدار۔ سردار۔ اغلمش۔ سرزمین عجم کے ایک بادشاہ کا نام۔ کیاست۔ زیرکی۔ دانائی۔ فہم۔ عقل۔ سمجھ۔ فراست۔ قیافہ شناسی۔ بتائے بغیر اپنی عقل سے معلوم کر لینا زائد الوصف۔ وصف سے زیادہ۔ بیان سے زیادہ۔ اتنی کہ بیان نہیں ہو سکتی ناصیہ پیشانی۔

مطلب:- حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے اغلمش بادشاہ کی ڈیوڑہی پر ایک سردار زادہ کو دیکہا جو بہت عقلمند۔ ہوشیار۔ بات کی تہ کو پہونچ جانیوالا اور بڑا سمجھدار تہا۔ ابہی اُس کی عمر کم تہی لیکن اُس کے چہرہ سے بزرگی کے آثار اور ہونہار ہونے کی علامتیں نمایاں تہیں۔ بیت

بالائے سرش ز ہوشمندی — میتافت ستارۂ بلندی

ترجمہ:- اُس کے سر پر ہوشمندی کی وجہ سے بلندی کا ستارہ چمک رہا تہا۔

مطلب:- وہ ہونہار تہا۔ اُسے دیکھ کر دیکھنے والا سمجھ لیتا تہا کہ ایک دن اس کا بڑا عروج ہوگا اور اپنی عقل و خرد کی بدولت بہت ترقی حاصل کریگا۔

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد کہ جمال صورت و معنی داشت و خردمنداں گفتہ اند توانگری بدل است نہ بمال و بزرگی بعقل است نہ بسال۔

ترجمہ۔ الغرض وہ اس وجہ سے کہ ظاہری اور باطنی خوبیاں رکھتا تہا بادشاہ کی نگاہ میں پسند آیا عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ دولتمندی دل سے ہے مال سے نہیں ہے اور بزرگی عقل سے ہے زیادہ عمر ہونے سے نہیں۔

لغات:- صورت و معنی۔ صورت۔ ظاہر۔ ظاہری حالت۔ خد و خال جسمانی حالت معنی۔ باطن۔ باطنی حالت۔ اخلاق و عادات۔

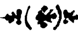
مطلب:- یہ سردار زادہ خوبصورت بہی تہا نیک سیرت بہی تہا۔ بادشاہ اُسے بہت پسند کرتا تہا۔ اور پسند کرنا ہی چاہیئے تہا کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ دولتمندی اور تونگری مال و دولت پر موقوف نہیں۔ دل تونگر ہونا چاہیئے۔ اسیطرح بزرگی سن و سال پر منحصر نہیں بلکہ عقل و خرد پر موقوف ہے۔ (باقی آئندہ)

خیالاتِ منتشر

کالے پانی کی سزا ایک مجرم کے لیے بدترین سزا ہے، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مجرموں کو یہ سزا دی جاتی ہے، اگر خدانخواستہ کسی شخص کو عبور دریا کا حکم عدالت دے دیتی ہے تو وہ اس سزا سے نجات حاصل کرنے کے لیے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیتا ہے، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہاتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش سے کام لیتا ہے، کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا کہ آخر وہ اس سے بچنے کے لیے اس قدر ہاتھ پاؤں کیوں مارتا ہے، اس لیے کہ وہ اپنے وطن کا شیدائی ہے، اسے اپنے متعلقین سے محبت ہے اور اپنے دوستوں سے دلی تعلق ہے، وہ جانتا ہے کہ ان سے جدا ہونے کے بعد جسمانی تکالیف سے زیادہ روحانی تکالیف اس کو ستائیں گی، وہ جیتے جی ان سے جدا ہونا نہیں چاہتا مگر ان تمام کوششوں کے باوجود اس سزا سے بچنے کے لیے انسانی تدابیر بہت کم کارگر ثابت ہوتی ہیں اور وہ ایک دور دراز جزیرہ میں تنہائی کی زندگی گزارنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے، اس سزا کے دوران میں وہ حکام کو ہر ممکن طریقہ سے خوش رکھنا چاہتا ہے تاکہ اس کی جسمانی مشقتیں کم کر دی جائیں اور سزا کی مدت میں تخفیف ہو جائے، مگر عبور دریا کی سزا سے بھی زیادہ سخت ایک دوسری سزا ہے، عبور دریا کی سزا کے بعد انسان کی واپسی ممکن ہے مگر عبور زندگی کی سزا اسے اعزا، اقربا، اور دوستوں سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دیتی ہے، عبور دریا کی مشقتوں کو تمہارا روپیہ کم کر سکتا ہے، عبور دریا کے حکام کو تم چاندی کے چند ٹکڑوں اور کاغذ کے کچھ پرزوں سے قبضے میں لا سکتے ہو، قبر کے گوشے کے لیے اور تربت کی تاریکی کے واسطے تمہارے لیے یہ سب کچھ بیکار ہیں، عدالت خداوندی کے حکام زر پرست نہیں ہیں وہ حق پرست ہیں، وہاں محض تمہارے اچھے اعمال تمہارا ساتھ دیں گے، تمہاری نیکیاں تمہاری رہبری کرینگی، تمہارا ایمان تمہارا مددگار ہوگا۔

تم جب مکان تعمیر کراتے ہو تو اس کے محفوظ بنانے میں اپنی انتہائی کوشش سے کام لیتے ہو، اور زیادہ سے زیادہ روپیہ اس کی تعمیر پر خرچ کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہو، تم محض صدر دروازہ ہی کو مضبوط بنانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ تم اپنے ہر کمرہ کے دروازہ کو اپنے خیالی خطرات کی بنا پر نہایت پائدار تیار کراتے ہو، اس کے علاوہ تم ہر قسم کی آسائش کا خیال بھی مدنظر رکھتے ہو، تم سردی کے موسم کے لیے ہوا سے محفوظ کمرے بنواتے ہو، گرمی کے زمانہ کے لیے تہ خانے تیار کراتے ہو، اور برسات کے لیے بالائی منزل پر برساتی کا ہونا بھی نہایت ضروری خیال کرتے ہو، غرض یہ کہ تم ہر صورت سے اس مکان کو محفوظ اور آرام دہ بنوانا چاہتے ہو، تمہارے مکان کے دروازوں کی مضبوطی یقیناً تمہارے مال و دولت کو چوروں اور اُٹھائی گیروں کی دستبرد سے محفوظ رکھ سکے گی، مگر کبھی تم نے اس چور کی روک تھام کا بھی کوئی انتظام کیا جو تمہاری متاع ایمان کو تمہارے جسم کے قلعہ میں بیٹھا ہوا چرا رہا ہے، مال و دولت چوری ہو جانے کے بعد بھی دوبارہ حاصل کر لینا بہت آسان ہے، مگر ایمان کی دولت جس کو تمہارا نفس دن رات تباہ کر رہا ہے دوبارہ نہیں حاصل ہو سکتی، چونکہ موت کا فرشتہ ہر وقت تمہاری زندگی کی تاک میں ہے۔

تمہارے مکان کی کھلی ہوا تمہاری تندرستی کے لیے بے شک ایک خوشگوار اثر پیدا کر سکے گی تمہارے مکان کی آسائش اور تمہاری بیش بینی یقیناً تمہیں گرمی سردی کے تمام خطرات سے محفوظ رکھ سکے گی، مگر تم نے اپنی دائمی زندگی کے لیے بھی کوئی ٹوٹی پھوٹی عمارت تیار کی، اس مکان کی تمام آسائش اور اس مکان کی تمام دل فریبیاں تمہارے آخری سانس کے ساتھ ختم ہو جائیں گی، جب اس قیصر کا پردہ اُٹھ جائیگا تو تمہیں اپنی پناہ کے لیے ایک پھونس کی جھونپڑی بھی نہ نصیب ہو سکے گی۔



افلاس کی سختیاں، تہی دستی کی مجبوریاں، انسان کی ناجائز ضروریات کا بار ہمیشہ جرائم پیشہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرتا رہتا ہے، نیم تعلیم یافتہ یا دورِ جدید کے تعلیم یافتہ قانونی جرائم سے بچکر اخلاقی جرائم کی طرف بڑھ جاتے ہیں تاکہ وہ زندان و سلاسل کے خوف سے آزاد رہکر اپنی آنکھوں کے سامنے بلاخوف دولت کا انبار دیکھ سکیں، ہم جانتے ہیں کہ افلاس کی سختیاں تمہیں عیاری اور مکاری کی طرف توجہ دلا سکتی ہیں، اور اگر بدقسمتی سے تم پبلک کی نبض شناسی سے بھی آگاہ ہو تو تمہارا جھونپڑا امپیریل بینک کی صورت میں تبدیل ہو سکتا ہے، ہم یہ جانتے ہیں کہ تہی دستی کی مجبوریاں اور مال کی حسرتیں تمہاری آنکھوں کے سامنے ایسی ہزار تدبیریں پیش کر سکتی ہیں کہ تم اپنے مفلوک الحال بھائیوں کی جیب سے ہزارہا روپیہ نکال سکتے ہو، اور تعزیراتِ ہند کا کوئی قانون تمہاری گرفت نہیں کر سکتا، گورنمنٹ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ہم نے مانا کہ تم ناجائز وسائل سے اپنی بگڑی ہوئی حالت کو درست ہی نہیں کر سکتے بلکہ شاہ ملاک بن سکتے ہو اور کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا، مگر ان تمام باتوں سے پہلے تمہیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے اور غور کر لینا چاہیے کہ قانونی جرم کی سزا تو کچھ عرصہ تک جیل کی

صحت بخش فضا میں رہنے کے بعد ختم ہوسکتی ہے۔ مگر اخلاقی جرم کی سزا محض ضمیر کے ملامت کرنے تک ہی محدود نہیں رہتی، تمہاری زندگی کی دوسری منزل میں جہنم کے دہکتے ہوئے انگارے تمہیں بتا دیں گے کہ اخلاقی اور مذہبی مجرم کا حشر کیا ہوتا ہے۔

کسی بازار کے ایک کونے پر کھڑے ہو کر انسانی زندگی کی معروفیت کا مطالعہ کیجیے، ہر شخص زندگی کی کشمکش میں گرفتار نظر آئے گا، ان میں ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جو معدہ کے مطالبات کی تعمیل کے لیے پریشان ہوں، زیادہ تعداد اُن لوگوں کی دکھائی دیگی جو نفس ملعون کی بدولت اپنی زندگی کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ معدہ محض یہ چاہتا ہے کہ اسے پُر کر دیا جائے، جو جوار کی سوکھی روٹی سے بھی ممکن ہے۔ مگر نفس یہ کہتا ہے کہ گیہوں کی روٹی ہو اعلٰی درجہ کا بُھنا ہوا گوشت ہو، کچھ بریانی بھی چاہیے، کھانے کے ساتھ تھوڑی بہت مٹھائی کا ہونا بھی ضروری ہے، یہ تمام چیزیں نہایت خوبصورت ولایتی پلیٹوں میں رکھی ہوئی دکھائی دیں، ایک ملازم انہیں خوان میں لگا کر لائے دسترخوان بچھا کر حفظ نفس کے سامان کو قرینے سے چُنے، دوسرا ملازم سیلابچی اور تولیہ لیے ہوئے ادب کے ساتھ سامنے کھڑا ہو، تب کھانے کا کچھ لطف ہے، ذرا غور فرمائیے کہ اُس ضرورت کو جو دو پیسے کے چنوں سے پوری کی جا سکتی تھی نفس ملعون نے کس قدر گراں بنا دیا؟ اسی طرح زندگی کی دوسری ضروریات، لباس، مکان وغیرہ کے اخراجات بھی نہایت معمولی ہیں، مگر نفس ملعون نے چند پیسوں کے خرچ کو سینکڑوں روپیہ کا خرچ بنا دیا ہے، بازاروں کی رونق دوکانوں کی آرائش، گاڑیوں کی بادیہ پیمائی، موٹروں اور ٹراموں کے شیطانی گورکھ دھندے سب نفس ملعون کی بدولت ہیں، اگر نفس نہ ہو تو یہ جھگڑے بھی نہ ہوں۔ انسانی زندگی کی کشمکش جائز ضروریات کے لیے نہیں ہے بلکہ نفس کے مطالبات کے لیے، بڑے بڑے پوسٹر، بارہ بارہ فیٹ کے لانبے سائن بورڈ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ یہ جد و جہد محض اس لیے ہے کہ نفس کے مطالبات کی تعمیل بآسانی ہوسکے، مگر یہ تمام کوششیں اور یہ تمام آرائشیں آخری ہچکی پر آکر ختم ہو جائیں گی، اس وقت معلوم ہوگا کہ نفس کے مطالبات کی تعمیل کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ہمارا نامۂ اعمال جب ہماری زندگی کی تاریک ڈائری پیش کرے گا تو خود ہماری آنکھیں اُسے حقارت کی نظر سے دیکھیں گی، اور ہم آپ اپنی نظروں میں ذلیل نظر آنے لگیں گے۔ مگر اس ذلت کا احساس اُس وقت ہوگا جب پانی سر سے گزر چکے گا اور معاملہ ہمارے قبضہ سے باہر ہو جائے گا، کیا اچھا ہو اگر ہم دنیا کے آرام و آسائش کی کوشش کی طرح عقبیٰ کی راحت کے لیے بھی کوشش کریں، اور جس طرح بازار یعنی نفس کے مطالبات کی منڈی میں رونق نظر آتی ہے، اسی طرح عبادت خانے بھی پر رونق نظر آئیں۔

دنیا چلا رہی ہے کہ یورپ کی ترقی کا راز سائنس ہے، تجارت ہے، میں کہتا ہوں کہ یورپ کی ترقی کا راز "خدا کو بھلا دینا ہے" وہ خدا کو بھول گئے، عاقبت کا خوف انہوں نے اپنے دلوں سے نکال دیا، اور ان کے دماغ ایک بڑی بھاری فکر سے آزاد ہو گئے، انہوں نے جائز اور ناجائز کا سوال دنیا سے اُٹھا دیا، ان کے نزدیک ہر وہ چیز جس سے کہ روپیہ بآسانی اور بافراط پیدا ہوسکتا ہے جائز ہے، وہ خود ہی گمراہ نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے خدا پرستوں کی ایک بڑی جماعت کو بھی مادہ پرست بنا لیا۔ ہندوستان کی کمزور عقیدہ قومیں پانی سے مدد مانگتی ہیں، بمبئی کے دولت مند پارسی آگ کے سامنے دستِ طلب دراز کرتے ہیں۔ سائنس پرست آگ اور پانی کے نتیجہ سے اپنی مقصد برآری کرتے ہیں ان کا ہر لمحہ قیمتی ہے، ان کا ہر سکنڈ کارآمد ہے، وہ عبادت اور ریاضت میں، خوف خدا میں، جائز و ناجائز کے وہم میں، حق پرستی میں اپنا وقت برباد کرنا نہیں چاہتے، چونکہ ان کا وقت بے حد قیمتی ہے، مگر جب کبھی کارخانہ میں کوئی انجن پھٹتا ہے، جب کوئی کمپنی آتشزدگی سے خاک کا تودہ بن جاتی ہے، جب ایک کوہ پیکر جہاز غرق ہونے کے قریب ہوتا ہے تو ان کا وقت قیمتی نہیں رہتا، اُس وقت یورپ کے سُرخ و سپید ہاتھ بھی کالے بادلوں کے اوپر نیلے آسمان میں رہنے والے خدا کی طرف اُٹھ جاتے ہیں ؎

کرتے ہیں مصیبت میں خدا کو سب یاد
راحت میں کریں گر تو مصیبت کیوں ہو

اگر کسی شاعر سے کہا جائے کہ تم جھوٹے ہو، لغو گو ہو تو اُس کا چہرہ غصہ سے تمتمانے لگے گا، اور وہ آستین چڑھا کر لڑنے مرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا، حالانکہ اس کا ہر شعر اس کی لغو گوئی اور جھوٹ کا ثبوت پیش کرتا ہے، وہ اپنی خیالی دنیا میں بسترِ مرگ پر لیٹ کر آسمان کو اپنے آہ کے تیروں سے چھلنی کیا کرتا ہے اور تاروں کو آہ کے تیروں سے چھدے ہوئے روزن ثابت کرکے اپنی لغو گوئی کی داد چاہتا ہے، اس کے نزدیک گلشن کے پھول قانون قدرت کے محتاج نہیں بلکہ اس کے فرضی محبوبہ کی آمد پر خوشی سے کھل جاتے ہیں، اور بلبل کی آہ و بکا سے گر کر مرجھا جاتے ہیں، اگر کوئی شخص جھوٹ بول رہا ہو اور لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ لغو ہے تو شاید اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں کرے گا، مگر شاعری کی لغو گوئی عجیب لغو گوئی ہے، ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور حالانکہ لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بالکل لغو ہے، مگر پھر بھی واہ واہ کرتے ہیں، ایک کامیاب شعر اور ایک کامیاب مشاعرہ اسکی بین دلیل ہے، شاعری اچھی چیز ہے مگر اس وقت جب وہ مبالغہ سے پاک ہو۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر

انسانی زندگی اور اس کا مقصد

زندگی کیا ہے؟ اُس کی حقیقت سمجھنے سے انسان کا فہم قاصر ہے۔ کائنات زندگی سے معمور ہے۔ ہم پانی۔ مٹی اور ہوا کو جاندار اجسام سے بھرا ہوا پاتے ہیں۔ کروڑوں جاندار پیدا ہوئے۔ زندگی بسر کی اور مر گئے۔ مگر زندگی کا بھید نہ کھلا۔ یہ ایک الٰہی راز اور امر ربانی ہے جو انسان سمجھ نہیں سکتا جس بات پر بحث ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس زندگی کا مقصد کیا ہے؟

زمین کا مالک کون ہے؟ ظاہراً انسان ہی ہے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شے اُس کے استعمال فائدے اور آرام کے لیئے بنائی گئی ہے۔ مگر اسپر بھی وہ یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ ایک (اجل کی) تلوار میرے سر پر آویزاں ہے جس سے چارہ نہیں۔

درندوں اور پرندوں کی مختلف ترکیب رکھی گئی ہے۔ اور جو بہشت اُن کو دی گئی ہے اُسکی وہ پورے طور پر قدر کرتے ہیں۔ اُن کی طبعی حاجات خوراک وغیرہ جسمانی خوشیوں پر محدود ہے۔ اور جو کہ اُس کا سامان بافراط مہیا کر دیا گیا ہے۔ وہ بخوبی متمتع ہو رہے ہیں۔ اُن کی دو سب سے بڑی خواہشیں بھوک اور شہوت ہے اور دونو خوب طرح پر پوری ہوتی ہیں۔ کون ہے جس نے سوائے مستثنیٰ حالت کے کسی درندیا پرندیا کیڑے مکوڑے کو کبھی ناخوش دیکھا ہو؟ اُن کی حالت جو ہم سے مختلف ہے۔ خالص آرام و خوشی کی حالت معلوم ہوتی ہے۔ ان میں نہ اخلاق ہو۔ نہ بد اخلاقی جسپر وہ سوچیں اور نہ شک ہے نہ پشیمانی جو ان کو اذیت دے۔ اگر اُن کے لیئے کچھ ایسی مصیبتیں بھی ہوں۔ جن کا ہم کوئی معاوضہ نہیں دیکھتے۔ جیسا کہ انسان کا غلام ہونا ہی اُن کیلئے بڑی مصیبت ہے تو یہ غالباً اُن کی سرشت کی حالت اُن کی تربیت اور کسی ایسے فائدے کے لیئے ہے۔ جو اور کسی طرح پر حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن ظاہرا اسباب جو کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ وہ یہی ہے۔ کہ سطح زمین پر اُن کی حالت بخلاف انسان کی حالت کے ایک آرام اور خوشی کی حالت ہے۔

کیوں انسان بھی اپنی حالت سے ایسا ہی حظ حاصل نہیں کرتا؟ دنیا جیسی اور جانوروں کے لیئے خوشنما اور راحت بخش ہے۔ ویسے ہی انسان کے لیئے بھی محنت کے بعد نیند اُس کو لطف دیتی ہے۔ بھوک میں خوراک کا پورا مزہ آتا ہے سُہاونی خوشبو ہے۔ پرندوں کا الاپنا۔ چاند کی چاندنی گرمی میں باد سحر کے جھونکے سب کے لیئے سرور کا باعث ہیں۔

وحشی انسان کی ضرورتیں قریباً سب پوری ہوتی ہیں جو بہت ہی کم ہیں۔ مہذب انسان کی ضرورتیں بہت ہیں۔ اور تمام نہیں تو اکثر ان سے پوری ہو جاتی ہیں اُس کی ذات کی آسائش کے لیئے اُسکو زمین اور سامان معیشت یعنے۔ گھر۔ باغ۔ چاندی سونا اور کھانے پینے کی چیزیں بافراط اور بلا قید اسے دی گئی ہیں۔ مگر ابھی انسان محسوس کرتا ہے۔ کہ یہ آرام اُس کی ہستی کا اعلیٰ مقصد نہیں ہے۔ جو تلوار اُسکے سر پر آویزاں ہے۔ اُس نے ناممکن کر دیا ہے کہ یہ ایسا ہو جو کچھ اسکو دیا گیا ہے اُس سے یہ مقابلہ دوسری جانوروں کے بہت ہی کم لذت حاصل کرتا ہے بلکہ تکلیفیں زیادہ ہوتی ہیں۔

پس جب انسانوں کی یہ عجیب و غریب حالت ہے۔ تو ہم قدرتی طور پر نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس کا مقصد دوسرے جانوروں کے مقصد سے بالضرور مختلف ہے۔ یہ تمام سے نرالا ہے۔ یہی غلط اور صحیح میں تمیز کر سکتا ہے۔ صرف یہی اخلاقی نیکی اور اخلاقی بدی کا تصور رکھتا ہے۔ تنہا اسی پر غیر محدود ترقیات کی خواہش پائی جاتی ہے۔ اور حیات ابدی کی پیاس اُسے لگی ہے۔ زندگی کی برکتیں یعنی تندرستی خوش مزاجی اور دلجمعی تو ہم سے جو صرف چند کس کو حاصل ہیں لیکن اُس کے مصائب یعنی تکالیف اور امراض اور آلام ہم سے بہت شخص محسوس کر رہے ہیں۔ مگر ان دونوں میں سے کوئی بھی ہمیں دوڑ میں نہیں روکتی ہماری رفتار جاری ہے۔ نہ خوشیاں ہماری دامنگیر ہوتی ہیں اور نہ آزمائشیں جان کی جوکھوں کا خوف دلا کر ہماری سد راہ ہو سکتی ہیں۔ زمانہ کی رفتار کو ٹھیرانے کے لیئے ہم بے فائدہ کوشش کر رہے ہیں۔ پانی کی رَو میں ہمیں آگے کی جانب بہائے لیئے جاتی ہے۔ ان کے زور کو توڑنے کے لیئے ہماری تمام جدوجہد بیکار رہے۔ اسوقت ہم دوستوں اور رشتہ داروں سے گھرے ہوئے ہیں دیکھتے دیکھتے تنہا اور اکیلے رہ جاتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد بالکل ہی تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں۔ پھر زندگی کا کیا مقصد ہے؟ ہمیں کس منزل مقصود پر پہونچنا ہے۔

جب ہم اس معمے پر عقل اور کانشنس کو لیکر غور کرتے ہیں۔ تو یہی ذہن میں آتا ہے کہ زندگی ایک مدرسہ ہے جس میں اخلاقی اور روحانی تعلیم دیجاتی ہے۔ ہر ایک سانحہ جو اس میں پیش آتا ہے۔ ہمارے لیئے تزکیہ نفس کا ایک سبق ہے اور تمام عناصر جنکو ہم چاروں طرف دیکھتے ہیں۔ ہمارے معلم ہیں ہمیں اپنے گرد مستقل عناصر اور قوتوں کا مجمع نظر آتا ہے۔ اور تمام ہمیں ترقی کے راستہ میں مدد دینے کے لیئے کچھ نہ کچھ فرائض رکھتے اور اُنہیں بجا لاتے ہیں تمول و فلاکت۔ خوشی و رنج بیاہ اور موت زندگی کے رشتے وابستہ شکستہ یہ سب سبق ہیں جو اتفاقیہ طور پر ہمیں نہیں دئے جاتے بلکہ ہماری بہبود اور نجات کے لیئے منضبط کیئے گئے ہیں۔ دولت بزرگی اور طاقت کی ہم قدر کرتے ہیں مگر اُسی وقت قدر کے لایق ہیں جب بُردباری اور تحمل کا سبق دیں۔ مفلسی بیماری اور زحمت کشی سے ہم بھاگتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ دولت اور بزرگی سے بھی زیادہ قدر کے لایق ہیں۔ کیونکہ وہ ہماری جذبات کو روکتے اور مغلوب کرتے ہیں ہمیں حلیمی اور بُردباری کا سبق دیتیں۔ اور ہستی کے نہایت مشکل مسائل کے لیئے ہمیں تربیت کرتیں۔

پس ہمارے خیال میں زندگی صرف دل کی آزمائش ہے۔ زندگی میں انسان کا درجہ ہے کہ کام کرے۔ دوسرے جانوروں کی ضروریات کے

سامان قدرت نے خود بہم پہونچا دیئے ہیں۔ اُنہیں صرف اُن کے حاصل کرنے کے لیئے تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ مگر ایک انسان ہی ہے جو اپنی حاجتوں کو اپنی محنت سے رفع کرتا ہے۔ اُسکو ایسی طبیعت عطا ہوئی ہے۔ جس کے مقاصد اُسکی زندگی سے بڑھ کر ہیں۔ جو بغیر اندیشہ جوابدہی کے کاہلانہ عیش و عشرت میں بسر کیجاتی ہے اور کام اس طبیعت کا مناسب جزو ہے۔ جو انسان کو نہ صرف جسمانی بلکہ اپنی اخلاقی ضروریات کے لیئے کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ اُن خوبیوں کو حاصل کرسکے۔ جنکے ساتھ اُس کی بہبود وابستہ ہے زندگی میں بہت سے واقعات پیش آتے ہیں جنمیں سے کوئی تحمل چاہتا ہے۔ کسی میں سنجیدگی یا صاف دلی یا حیا یا اپنی عزت کا پاس یا فراخ حوصلگی دکھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا ضرور ہے کہ دل کو اس طرح پر تربیت کیا جائے۔ کہ جب کبھی اس قسم کی کوئی ضرورت پیدا ہو خواہ وہ کیسی ناگہانی کیوں نہ ہو۔ تو وہ اُسکو پورا کرسکے۔ ہماری انسانیت میں ایک مسئلہ ہے جس کا علمی حل فلسفہ یا الٰہیہ ہے۔ اور عملی حل پاک اور نیک زندگی ہستی کا اشارہ یہ ہے۔ کہ آگے بڑھو۔ اور نیکی اور دینیات اور صداقت اور معرفت میں ترقی کرنا وہ مقصد ہے۔ جو ہمیں حاصل کرنا چاہیئے۔ خدا نے جیسے ہر ایک کی صنعت میں عقل کا جوہر رکھ دیا ہے۔ ویسے ہی کم و بیش سب کو طبعاً نیکی کی جانب رغبت بھی عطا فرمائی ہے۔ اب انسان کا کام ہے۔ کہ جسقدر حصہ اُسکو ملا ہے۔ تربیت کرے اور ترقی دے تخم ہم میں موجود ہے اور ہمارے دل کھیت ہیں اچھی کاشت کرنا انسان کا کام ہے لوگ دنیا میں قدرتی طور پر عیش و آرام کی جستجو کرتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایسا نہ کریں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ قدرت ہی کا منشا ہے کہ ہم سامان مسرت سے متمتع ہوں اور بخوبی متمتع ہوں۔ مگر اپنی ضروری خواہشات کے پورا کرنے کے علاوہ ہمپر اور فرائض بھی ہیں جو زیادہ اہم ہیں۔ مثلاً دل کی درستی روح کی تربیت اور باطن کی صفائی اور یہ ایسے فرائض ہیں کہ دنیاوی مشغلوں میں پڑ کر اُن کو بھلا دینا سخت نادانی ہے دنیاوی کام بھی ہمارے لیئے ضروری ہے۔ خدا نے ہمیں اسلئے آزاد پیدا نہیں کیا۔ لیکن فضل الٰہی کی خوبصورتی یہ ہے کہ اسی روزانہ محنت کو جو ہمپر لازم کی گئی ہے۔ ہم اپنی ہستی کے اعلیٰ مقاصد اور اپنے انجام کار کے حاصل کرنے میں بھی لگا سکتے ہیں۔ دکان پر ہوں یا مدرسہ میں دفتر میں ہوں یا گھر میں۔ خواہ دُکھ میں ہوں یا سُکھ میں۔ ہمیں اپنے دلوں کی تعلیم اور اپنے دل کی اصلاح کرنے کی ہر جگہ یکساں موقع اور یکساں سہولتیں اور وقتیں حاصل ہیں اور ہماری ہر ایک دنیوی حالت دنیاوی معاملہ اگر نیت درست سے شریعت الٰہی کے تابع ہو تو وہ بھی ہمارے انجام کی درستی اور روحانی اصلاح کا ایک بڑا بھاری چانس (موقعہ) ہے جو کبھی ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے اور اس لیئے اسباب میں پھنس کر انجام کار سے غفلت کرنے کا عذر نہیں ہوسکتا۔

انسان کام کرتا ہے۔ وہ دولت جمع کرتا ہے یا کتابیں لکھتا ہے یا کپڑے سیتا ہے یا دوکان کرتا ہے۔ غرض کام سب یکساں ہیں لیکن جب وہ اس دنیا سے کوچ کرتا ہے۔ کوئی اس کے ساتھ نہیں جاتا۔ اس کے ساتھ جو کچھ جاتا ہے۔ وہ صرف اس کا نقش ہے جو اُس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور روح کی وہ بُری یا نیک حالت ہے۔ جو مرنے پر وہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے اگر دولت۔ طاقت۔ اور شہرت سے دل کی وہ ترقی نہیں ہوتی۔ جو اُس کیلئے ضروری ہے۔ تو یہ بیفائدہ ہے ہماری ایک بہت بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہمارے دل کو روز بروز وسعت ہو۔ قدرت کے سچے امیر وہ نہیں جو سونا یا چاندی رکھتے ہیں۔ بلکہ باعتبار صورت کے وہ جو تندرست اور مضبوط ہیں اور بلحاظ باطن کے وہ جو دانا و عقیل ہیں پس ہمیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہی ہے جسکے ذریعہ سے ہم اپنے منزل مقصود پر پہونچ جائیں۔ ہمارے رہنما موجود ہیں۔ چنانچہ دینی معاملات کی تکمیل کے لیئے عقل اخلاقی امور کی جانچ کے لیئے نور قلب۔ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیئے وحی و الہام مگر جس بات کی ہمیں ضرورت ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ عمل کریں۔ اور اپنے اپنے دائرہ کے اندر اپنے فرائض بجالائیں۔ اور اس خیر محض خدا کے مخالف نہ ہوں۔ جو ہمیں ہر وقت نجات دینے اور گیان عطا فرمانے پر آمادہ ہے ایک منگتے کے چیتھڑے کس چیز کو ڈھانپتے ہیں۔ ایک انسانی جسم کو۔ اور ایک شہزادی کی شاہی پوشاک۔ وہ بھی ایک انسانی جسم کو۔ مگر آزمائشیں دونوں کی برابر ہیں اعتدال پرہیز اور خوش اطواری کا اثر۔ تندرستی۔ نیکوکاری۔ زندہ دلی اور محنت کا اثر شادمانی بے فکری۔ سخاوت اور نیک نیتی۔ عام کا نتیجہ۔ دل کی تسکین دونو کے واسطے یکساں ہے۔ اسیطرح زندگی کے مصائب بھی یعنی انواع و اقسام کی تکالیف اور امراض جو بد پرہیزی اور فسق و فجور سے پیدا ہوتے ہیں۔ دل کی ناخوشی۔ جسکا باعث حسد و غرور۔ بے صبری یا بیجا خواہش ہے۔ اور تباہی اور بربادی جو بدمزاجی۔ غصہ۔ بغض یا رقابت کا نتیجہ ہے دونوں کے لیئے مساوی ہے رب العالمین کی تجویز یہ ہے۔ کہ دونو یہاں اور یہاں سے جانے کے بعد راحت حاصل کریں۔ اور اسی لیئے دونوں کے واسطے فرض و راحت کو ایسا لازم و ملزوم کیا ہے۔ کہ ناممکن ہے۔ کہ ایک کو بجالائیں۔ اور دوسرے فائدہ نہ اُٹھائیں نیک زندگی اپنا اجر اپنے ساتھ لیجاتی ہے۔ دل کو اپنی اصلی بزرگی کے سوائے اور کسی بات میں راحت نہیں ملتی۔ یہ سچ ہے کہ جب انسان کی بھوک اور پیاس رفع ہوتی ہے تو اسکو مثل تمام جانوروں کے جسمانی خوشی ہوتی ہے۔ اور بخلاف دیگر احساسات کے جب لذیذ غذائیں اس کے حلق کے نیچے اُترتی ہیں۔ تو اسکو اور بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اور اس قسم کی خوشی تسکین دینے والی خوشی نہیں ہے۔ اور اس لیئے حیوان تعزیہ کے قابل نہیں ہیں۔ جو اسکی خوشی بہ نسبت انسان کے جانوروں کو کوئی درجہ بڑھ کر حاصل ہے۔ انسان دولت کی نگہبانی سے خوشی حاصل کرتا ہے۔ کتابوں سے

بڑھ کر بڑی ہوشیاری سے اپنے ہڈیوں کے انبار کی رکھوالی کرتا ہے - آدمی کو عیاری اور چالاکی سے خوشی حاصل ہوتی ہے - لیکن لومڑی میں یہ صفت کہیں اس سے بڑھ کر پائی جاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی خوشیاں صرف اُن لوگوں کی خوشیاں ہیں جن کی عقل اور کانشنس ابھی پیدا نہیں ہوئی - اور عرصہ دراز تک یہ خوشیاں قائم نہیں رہ سکتیں - نفسانیت اور بداعتدالی کے پنجہ میں پھنس گئے - انواع و اقسام کی تکالیف امراض و آلام نے آگھیرا غرور - اسراف - اور بے احتیاطی کے دوالیہ بن گئے -

اس کے برخلاف دل کی اصلی خوشیاں ہمیشہ بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں سچی الفت - دوستی انصاف - اخلاق اور صداقت سے طبیعت کبھی سیر نہیں ہوتی - دل کی صفائی - فرحت اور تازگی کا کبھی ختم نہ ہونے والا چشمہ اور زندگی کا سب سے عمدہ ذریعہ ہے -

زندگی میں جو بات ہمیں سب سے زیادہ بے قرار کرتی ہے - وہ یہ ہے کہ بظاہر انسانی زندگی غیر مساوی واقع ہوتی ہے جس کی وجہ سے آریہ لوگ تناسخ کے بھنور میں جا پھنسے ہیں لیکن قطع نظر اس کے کہ یہ غیر مساوات بھی انسان کی اپنی ہی سعی اور محنت - کاہلی اور غفلت اور قوانین قدرت کی خلاف ورزیوں کا نتیجہ ہے - فی الواقع یہ غیر مساوات اتنی بڑی نہیں ہے جتنی کہ ہم خیال کرتے ہیں - ہمارے لیئے اس بات کا فیصلہ کرنا ناممکن ہے کہ کون فی الواقعہ خوش ہے اور کون مصیبت زدہ اور غمناک - اور کون فی الواقع نیک ہے - اور کون بدذات اور شریر پس اس صورت میں کیا ہم یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ زندگی ہمارے مراتب واقعی غیر مساوی یا دوسری طرح پر ہیں - اور سچ پوچھو تو اشیا جیسی کہ ہمیں دکھائی دیتی ہیں اس سے زیادہ تلی ہوئی اور ہموزن واقع ہوئی ہیں - کوئی خوشی نہیں جس کا انجام نہ ہوا اور کوئی مصیبت ہے جسکا اس قدر معاوضہ نہیں ہے - بہت بھاری غلطی جو اکثر کیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ حالت کو سب سے اعلیٰ خوشی کہا جاتا ہے - لیکن یہ ٹھیک نہیں بلکہ سب سے خوش حالت کو سب سے اعلیٰ حالت سمجھنا چاہیئے - اور بسا اوقات دیکھا جاتا ہے - کہ گدائی کی حالت بادشاہی یا امیرانہ حالت سے بدرجہا خوش حالت ہے - حقیقت میں ہماری حاجتیں کچھ بہت زیادہ نہیں ہیں - بلکہ ہماری واقعی ضرورتوں کی نسبت ہماری خواہشیں ہی زیادہ تکلیف دیتی ہیں - اور ہماری تمام خواہشیں اچھی نہیں ہیں - اور اکثر اوقات ہماری ناکامی جسکو ہم اپنے لیئے مضر خیال کرتے ہیں اصل میں ہمارے مفید حال ثابت ہوتی ہے - کیونکہ وہ ہمکو زیادہ تر سیر چشمی اور آسودگی کی طرف لے جاتی ہے -

سقراط کا قول ہے جس کی احتیاج نہایت ہی کم ہے - اسکو سب سے زیادہ قرب خدا کا حاصل ہے کیونکہ کسی چیز کی حاجت نہ رکھنا ذات باری کی صفت ہے - ہم اکثر اپنی ناخوشی کی شکایتیں کرتے ہیں - محض اس وجہ سے کہ اپنی واقعی حاجتوں سے ہم زیادہ طلب کرتے ہیں - پس انسان اپنی زندگی کو ناخوش بنالیتا ہے - زندگی فی نفسہا ناخوش نہیں ہے - پر انسان نے خواہشات بیجا کو بڑھا کر اُسے ناخوش بنالیا ہے - ؎

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش آنچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست

زندگی میں جسقدر عمدگی اور آسودگی ہمارے حصہ میں آئی ہے - اس کو ہم اپنا حق واجب سمجھتے اور بلا اعتراف احسانمندی کے قبول کرتے ہیں - لیکن جب کوئی خرابی آتی ہے تو برافروختہ ہوجاتے ہیں - گویا یہ صرف ہمارے لیئے بھیجی گئی ہے - مگر جو لوگ ان دونوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں درحقیقت وہی شخص انسانی زندگی کو اچھی طرح سمجھتے اور اس کی قدر کرتے ہیں -

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ انسان سرشت سے گنہگار ہے - وہ کبھی گناہ سے بچ ہی نہیں سکتا اور اسی لئے کفارہ کا مسئلہ تراشا گیا - لیکن اصل میں ایسا نہیں ہے - نہ خدا نے اُسے مجبول بالشر پیدا کیا ہے - بلکہ دراصل انسان کی عادت نیکی بھلائی اور آسودگی کے مناسب ہے - اس سے خلاف طور پر کام لینا یا اُسکو بگاڑنا گناہ اور مصیبت کا باعث ہوجاتا ہے اور انسان کی کوئی چیز مصیبت میں نہیں ڈالتی یہ اپنے قویٰ کو بیجا طور پر استعمال کرکے خود مصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے -

بہت سے مصائب اور تکالیف جو ہمیں زندگی میں سہنے پڑتے ہیں ہمارا اپنا فعل ہے کیونکہ قدرت کے اخلاقی قوانین کو توڑنے سے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة وأتوا البيوت من ابوابها -

خدا نے دنیا کو جیسا پیدا کیا ہے وہ نہایت عمدہ ہے - مگر انسان نے جیسا دنیا کو بنالیا ہے وہ اس سے بہت مختلف ہے - اور واقعہ میں ہم اس کو ناانصافی - ظلم - بیرحمی - دغابازی - جھوٹ زناکاری - حسد - غرور - عداوت - فساد - اور ان کے لازمی نتائج تکلیف جگر سوزی - اور دیگر برائیوں سے پر دیکھتے ہیں - لیکن خدا کبھی گوارا نہیں کرسکتا - کہ اس کے ارادوں کو یوں تہ و بالا کیا جائے -

خدا نے ہماری ڈھانچے کو بُرے طور پر نہیں بنایا - اس نے ہم پر ایک ممتاز ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیا ہے - جو اُس نے اپنی کسی اور مخلوق پر لازم نہیں کی - اسکی عام مخلوقات میں سے صرف انسان ہی گناہ کرسکتا ہے - شیر بے رحمی سے ہلاک کرتا ہے - سانپ مکاری سے کاٹتا ہے - ریچھ کا غضب قابو سے باہر ہے - مگر یہ سب اپنے اپنے قدرتی شعور کے موافق کام کرتے ہیں - گناہ نہیں کرتے - انسان اپنی عقل اور ضمیر سے مدد لیکر کام کرتا ہے - اس لیئے اس کی خاص ذمہ داری بھی پیدا ہوتی ہے - مگر جس نے یہ ذمہ داری ہم پر واجب کی ہے - وہی اس سے عہدہ برآ ہوسکتے ہیں - ہماری مدد بھی کرتا ہے ہمیں اپنی کامیابی کے لیئے جو کچھ کرنا ہے وہ اتنا ہے - کہ کمر باندھ کر مرکب ہمت کی باگ اُٹھائیں - السعی منا والاتمام من اللہ - وہ رب العالمین ہماری دستگیری کرے گا - اور اپنی معرفت اور رضامندی کی راہیں دکھائیگا - جیسا کہ وہ فرماتا ہے لیس للانسان الا ما سعی والذین جاهدوا فینا لنهدينهم سبلنا

(ماخوذ)

نکاح اسلام میں!

(از علامہ ابوالفضل احسان اللہ عباسی)

تعلق زناشوئی کے ساتھ اگر فریقین کی صحت خراب نہ ہو تو اولاد کا پیدا ہونا لازم ہے اور اولاد کی پرورش کے لیئے نکاح کا دستور لازم قرار پایا ہے اور مفصل بیان اس کا الاسلام کے ابواب دوم و چہارم کی فصل ۲۰، ۲۲، ۸، ۳ تا ۲۴ میں مذکور ہے یہاں اُن سب کا اعادہ باعث طوالت ہے اتنا سمجھنا کافی ہے کہ تعلق زناشوئی نکاح کی صورت میں فطرتاً واجب ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلقت آدم سے نکاح کا وجود لازمی طور پر بنی نوع انسان میں پایا جاتا ہے۔

گزشتہ یا موجودہ تاریخوں میں کہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ کسی قوم یا کسی مذہب میں دستور نکاح سے بے اعتنائی کی گئی ہو۔ الاسلام میں میں نے دیکھایا ہے کہ نکاح اور متعلقات نکاح کے بارے میں جتنے مسائل اسلام کے ہیں وہ گزشتہ اور موجودہ ادیان سے بہتر ہیں اُن کا یہاں دوبارہ لکھنا میرا مقصود نہیں ہے۔ میں یہاں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ نکاح کے متعلق جو قواعد سیدھے اور سادے اسلام نے قایم کئے ہیں وہ ہندوستان میں زیر عمل نہیں ہیں۔ اور یہاں کے اہل اسلام کا اُن سے غیر مانوس ہونا خود اُن کے لیئے باعث زحمت ہے اور محبان مسائل اسلام کے لیئے سخت قابل افسوس ہے۔

نفس نکاح

رسوم نکاح کے دو حصے ہیں ایک تو فریقین میں ایجاب و قبول کا ہونا اور دوسرا اس ایجاب و قبول کا شہرت دینا۔ ایجاب و قبول کے لیئے بہترین نمونہ ہمارے لیئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہؓ کا عقد نکاح ہے۔ حضرت علیؓ نے خود خواستگاری آنحضرتؐ سے کی۔ اس کے قبل چند دیگر اصحاب کبار نے خواہشیں ظاہر کیں تو آنحضرتؐ نے سکوت فرمایا، اور حضرت علیؓ نے درخواست کی تو آنحضرت صلعم نے منظور فرمائی۔ اس واقعہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی مرد کا کسی عورت سے در بدر و بلا توسط کسی ولی اصلی یا مجازی کے درخواست نکاح کرنا جیسا کہ آجکل غیر مسلم مہذب قوموں میں یا دنیا کی بعض غیر مہذب قوموں میں رائج ہے جب تک ضرورت داعی نہ ہو غیر مستحسن ہے اور دوسرے یہ کہ اس کام کے لیئے نائیوں یا مشاطوں کا توسط معیوب ہے، اور وجہ عیب ظاہر ہے، کہ چھوٹے چھوٹے کاموں کو براہ راست خود طے کرنا اور نکاح ایسے اہم کام کو غیروں کی وساطت سے انجام دینا صریحی بے دانشی ہے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کے نکاح کے وقت اپنے احباب کو بلا بھیجا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ تشہیر نکاح مسنون ہے اور مقتضائے مصلحت بھی ہے تاکہ حاضرین نکاح کے گواہ رہیں اور تعداد مہر یاد رکھیں۔ لیکن بجائے خاص خاص احباب کے بلانے کے نکاح کے جلسہ کو میلے کا ایک تماشہ بنا دینا اور بطور رسم کے ہر اہل اور نا اہل کو دوست اور غیر دوست کو تفاخر کے لیئے بلانا سنت نبوی کی پیروی نہیں ہے، اور غیر مستحسن ہے۔ مجمع کثیر ہو اور باقتضائے موقع و محل ضروری ہو تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن دُلہن کے گھر ایک جماعت کثیر کے ساتھ دولہا کا جانا اور زبردستی اُس سے اپنے ساتھیوں کا کھانا لینا کسی طرح مناسب نہیں ہے، بلکہ میرے نزدیک تو یہ کھانا بعض حالتوں میں قریب قریب ناجائز ہو جاتا ہے۔ دلہن والوں پر جبراً اس قسم کا دباؤ ڈالنا نہ تو مذہبی نقطۂ نظر سے درست اور نہ اخلاقی حیثیت سے۔

نکاح فاطمہؓ کا خطبہ خود آنحضرتؐ نے پڑھا تھا اور از جانب حضرت فاطمہؓ ولی کی حیثیت سے خود مراتب ایجاب و قبول انجام دئے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ذی علم ہیں وہ اگر طریقۂ مسنون پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو خود اپنی لڑکیوں کے نکاح میں خطبہ پڑہیں اور خود ایجاب و قبول کریں۔ کسی نکاح خوان کا واسطہ نہ تلاش کریں۔ آنحضرتؐ نے نکاح کے بعد ہی حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجدیا۔ لیکن تا زیست اپنا تعلق پدری حضرت فاطمہؓ کے ساتھہ قایم رکھا۔ نہایت ناپاک ہے وہ خاندان جس میں لڑکیاں گھروں سے مثل لونڈیوں کے جدا کیجاتی ہیں اور نکاح کے وقت باپ سمجھتا ہے کہ لڑکی ایک بلا تھی جو گھر سے نکلتی ہے اور ایک نوجوان دام میں پھنسکر یہ بلا اپنے سر لیتا ہے۔ بعد نکاح آنحضرتؐ کا حضرت علیؓ کے گھر جانا اور دونوں پر دعائے خیر کرکے پانی کا چھینٹا دینا اور بعض روایت کے مطابق اپنا لعاب دہن ڈالکر دونوں کو وہ پانی پلانا اشارہ ہے اس طرف کہ گو بضرورت لڑکی بیاہی گئی لیکن باپ کا تعلق لڑکی سے منقطع نہیں ہوا بلکہ اُس کا شوہر بھی داخل رشتہ فرزندی ہوا۔

مہر - جہیز - ولیمہ

مہر کے متعلق الاسلام کی فصل ۲۹ میں بھی کچھ بیان کیا گیا ہے یہاں صرف یہ لکھنا ہے کہ ...توں کے بار اشباب کی قیمت ہے، یا عورتوں کے اعزاز کی ایک صورت ہے، بوجہ عسرت کے زمانۂ رسولؐ میں تعداد مہر کم ہوتی تھی لیکن حضرت عمرؓ کے وقت میں جب دولت بڑہی تو اس کی تعداد بڑہنے لگی۔ اس اضافہ پر حضرت عمرؓ نے اپنی ناراضی ایک خطبہ میں ظاہر کی جسے سُنکر ایک بڑھیا نے اعتراض کیا تو حضرت عمرؓ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ تعداد مہر حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ بیشک فرضی رقم نہ ہونا چاہیئے۔ آٹھ دس برس ہوئے کہ امپیریل گورنمنٹ نے ہندوستان کی مصالح پر نظر ڈالکر تعداد مہر کے متعلق کوئی ایکٹ پاس کرنا چاہا تھا۔ میں نے اُس وقت اس تحریک کے خلاف ایک مضمون اخبار میں چھپوایا تھا بالآخر گورنمنٹ اپنی مداخلت کو غیر محمود سمجھ کر اپنے ارادہ سے دست کش ہوئی۔ قول فیصل یہ ہے کہ مہر کی تعداد کا کم ہونا بنظر حقوق زنان ہند کچھ ایسی پالیسی نہیں ہے۔ لیکن اُس کے ساتھہ ہی مصنوعی اور فرضی رقمیں حیثیت سے زائد محض تفاخر کی غرض سے قایم کرنا معیوب ہی نہیں ہے بلکہ ایک مسئلہ شرع کی توہین کرنا ہے اسکے ساتھہ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ جس خاندان میں سنت نبوی کو ہر ہر قدم پر ملحوظ رکھا

مرکوز خاطر ہوتا ہے وہاں مہر کے متعلق پیغمبر خدا کے زمانہ کے مہروں کا خیال رکھنا انسب ہے لیکن اگر صرف تعداد مہر کے وقت سنت نبوی کا خیال کیا جاتا ہے، اور دیگر اُمور میں سنت نبوی کا خیال نہیں ہوتا تو یہ سخت جہالت ہے اور حقوق زنان پر ایک حملۂ بیجا ہے ناظرین کی واقفیت کے لیئے اور سنت نبوی تلاش کرنے والوں کی آگاہی کے لیئے زمانۂ رسولؐ کے چند مہروں کا مع جہیز و طعام ولیمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

نام زن	تعداد مہر	صورت ادا	جہیز جو باپ کے گھر سے ملا	ولیمہ
ام المومنین حضرت خدیجہؓ	۵۰۰ درم	ابو طالب عم رسولؐ نے ذمہ داری کی تھی	•	•
” حضرت ام سلمہؓ	۱۰ درم	•	• •	کچھ جَو کا کھانا
” حضرت جویریہؓ	۴۰۰ درم	•	•	•
” حضرت ام حبیبہؓ	۴۰۰ دینار	شاہ حبشہ نے ذمہ داری کی تھی	•	•
” حضرت عائشہؓ	•	•	•	•
” حضرت سودہؓ	۴۰۰ درم	•	•	•
” حضرت زینب بنت جحشؓ	•	•	•	ایک بکری کا گوشت روٹی
” حضرت صفیہ	•	•	•	سب صحابہ نے گویا اپنا اپنا کھانا ایک جگہ جمع ہو کر کھایا۔

حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ تعداد مہر:- ۴۰۰ مثقال چاندی

جہیز:- چادر یمانی ۲ - نہالی ۲ - گدے ۴ - بازو بند نقرئی ۲ - کملی ۱ تکیہ ۱ پیالہ ۱ - چکی ۱ - مشکیزہ ۱ - گھڑا ۱ - (شاید) پلنگ ۱ -

ولیمہ:- جَو کی روٹیاں - خرمے - مالیدہ -

واضح ہو کہ خط چلیپا کا یہ مطلب ہے کہ مجھے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی سند کسی کتاب سے نہ ملی، اور نہ فرصت اتنی ملی، کہ میں کتاب کی اوراق گردانی کرتا۔

ہندوستان میں جو رسمیں جزو نکاح ہو گئی ہیں یا دُلہن کی رخصتی کے ساتھ جو مراسم ابتدا سے انتہا تک ادا کیئے جاتے ہیں، اسلام میں یا عرب کے تمدن میں کہیں بھی ان کا پتہ نہیں لگتا - سیدھے سادے نکاح کو ہم لوگوں نے ایک کھیل بنا رکھا ہے حضرت فاطمہؓ کے نکاح کو چاہیئے کہ ہم لوگ نمونہ بنائیں - مثلاً نکاح کے قبل حضرت علیؓ کے کفیل آنحضرتؐ تھے مگر نکاح کے ساتھ ہی حضرت علیؓ علیحدہ ہو گئے - کیونکہ آزادی کا مقتضا یہ ہے کہ نکاح کے بعد زن و شوہر دوسروں سے الگ ہو کر ایک جا رہیں - اور کسی پر اُن کا بار نہ رہے - نکاح کے روز حضرت علیؓ باہر کے کاموں کے ذمہ دار تھے اور حضرت فاطمہؓ اندر مکان کے اہتمام کرتی تھیں - مانجھے کی رسم کا کہیں ذکر بھی نہ تھا اور نہ دولہا کو دولہا بنا کر سنہرے پہ بٹھانے کا کچھ خیال تھا - نکاح کے بعد حضرت فاطمہؓ کو آنحضرتؐ نے اُم ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھیجدیا اور پھر خود بھی وہاں تشریف لے گئے - اور ایک روایت کے مطابق ایک پانی کے برتن میں اپنا لعاب دہن ملا کر یکے بعد دیگرے لڑکی اور داماد کو پلایا اور اُسی پانی سے دونوں کو وضو کرایا۔ نکاح کے وقت جو شربت دولہا کو پلا کر اُس کا پس خوردہ دُلہن کے لیئے بھیجا جاتا ہے، غالباً اسی فعل رسول کی یادگار ہو۔ مگر باپ کا اس پانی میں شریک نہ ہونا جہاں تک زیر عمل ہے وہ سنت نبوی کا ترک کرنا ہے۔ حضرت علیؓ کے نکاح کے وقت ایک طبق خرمہ بھی حاضرین کے سامنے آنحضرتؐ نے رکھا تھا۔ وقت نکاح مٹھائی کا تقسیم ہونا گویا تقلید فعل رسول میں جاری ہوا - طعام ولیمہ میں جو سادگی آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہوتی تھی وہ اوپر بیان ہو چکی ہے جو لوگ تفاخر سے طعام ولیمہ اپنی حیثیت سے زائد کرتے ہیں - خلاف طریقۂ رسولؐ و اصحاب رسولؐ کرتے ہیں، برات کے کھانے کا تو کہیں نام بھی رسول صلعم کے زمانہ میں نہ تھا؛

جہیز لڑکیوں کو دینا سنت ہے اور اسپر اصرار کرنا نہایت اچھا ہے - حتی الوسع وہ تمام چیزیں دی جائیں جو نئی زندگی شروع کرنے کے لیئے ضروری ہیں، مگر اس نیت سے دینا کہ لڑکی جانتی ہے جو کچھ اس کا حق ہے لیتی جائے ترکۂ پدری میں آئندہ اس کا کچھ حق نہ ہوگا مکروہ ہے - اور لوگوں کے دکھانے کے لیئے دینا بھی مکروہ ہے - لڑکیوں کو اگر یہ خیال ہو کہ زائد جہیز لیکر جب وہ میکے سے جائیں گی تو زائد تر اُن کی عزت سسرال میں ہوگی تو یہ جہالت ہے - اصلی عزت لڑکیوں کو شوہر کی اطاعت اور شوہر کے رشتہ داروں کی خاطرداری کرنے سے حاصل ہوتی ہے جہیز کتنا ہی زائد ساتھ ہو لیکن سُسرال میں عزت صرف اُن لڑکیوں کی ہوتی ہے جو شوہر کی اطاعت کرتی ہیں، اور شوہر کے رشتہ داروں سے باخلاق پیش آتی ہیں اگر کھانا پکانے اور کپڑا سینے کا ہنر ہے اور اُس ہنر سے سُسرال والوں کو دُلہن نے فائدے پہونچا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا ہے تو سمجھیئے کہ دُلہن نے دام محبت میں سب کو گرفتار کر لیا اور اپنے آپ کو صرف عزت دار ثابت نہیں کیا، بلکہ تمام سسرال والوں کو غلام بنا لیا - اشرف الناس خادمہم -

فاقہ کشی

(از مولوی غلام دستگیر صاحب صادق ۔ سلطوی پہسلم)

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

كَانَ الْمُتَقَدِّمُوْنَ يَأْكُلُوْنَ لِيَعِيْشُوْا وَاَنْتُمْ تَعِيْشُوْنَ لِتَأْكُلُوْا ۔ متقدمین اس لئے کہاتے تھے کہ جیتے باقی رہے ۔ اور تم نے سمجھ رکھا ہے ۔ کہ زندگی کھانے کیلئے بنی ہے ۔ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتے ہیں وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۔ ہم تمہیں آزمائیں گے ساتھ ان چیزوں کے یعنی خوف ۔ بھوک اور مال اور پہلوں کی کمی سے ۔ نبی کریم صلعم فرماتے ہیں ۔ بَطْنٌ جَائِعٌ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ سَبْعِيْنَ عَابِدًا غَافِلًا ۔ بھوکے آدمی کا پیٹ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ستر غافل عابدوں سے زیادہ پسندہے ۔ فاقہ کشی سے طبیعت تندرست رہتی ہے ۔ اکثر بیماریاں بدہضمی اور شکم پُری سے پیدا ہوتی ہیں ۔ پیٹ بھر کر کھانا خدا سے غافل اور عبادت سے متنفر کرتاہے ۔ طبیعت سُست اور پژمردگی چھائی رہتی ہے ۔ نبی کریم صلعم نے یہی فرمایاہے ۔ اجیعوا بطونکم واصموا کبادکم واعروا اجسادکم لعل قلوبکم تری اللہ عیانا فی الدنیا پیٹوں کو بھوکا رکھو ۔ اور جگر کو پیاسا ۔ اور تنوں کو ننگا ۔ شاید اس طرح سے تم خدا کو یاد کرسکو ۔ اکثر فقراء یہی فرماتے چلے آئے ہیں ۔ کہ امیروں کی صحبت میں نہیں بیٹھنا چاہئے ۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ انسان اُن کی صحبت میں خدا سے غافل ہوجاتاہے ۔ کیونکہ اُنکو لذیذ اور پیٹ بھر کر کھانا ملتاہے اور وہ غافل ہوجاتے ہیں ۔ فاقہ کشی باطن کو آباد رکھتی ہے ۔ آدم علیہ السلام محض پیٹ کے لالچ سے بہشت سے نکالے گئے ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ۔ کہ تم بالکل ہی نہ کہاؤ ۔ بلکہ یہ مطلب ہے ۔ کہ وقت پر کھاؤ ۔ اور کم کھانے کی کوشش کرو ۔ جس سے کہ تم پر سُستی نہ غالب آئے ۔ کتابی کہتے ہیں ۔ کہ انسان غلبہ نیند کے سوا نہ سوئے ۔ اور نہ ضرورت کے بغیر بولے ۔ اور نہ بھوک کے سوا کھائے ۔

جب انسان فاقہ کشی کا عادی ہوجاتاہے ۔ تو اُس کی شہوت کم ہوجاتی ہے اور عقل ترقی پر ہوجاتی ہے ۔ اکثر اللہ کے دوست ایسے نظر آتے ہیں ۔ کہ اُن کو پیاس لگتی ہے نہ بھوک ستاتی ہے ۔ جلے ہوئے ذرات پر پڑے رہتے ہیں مگر اُسی میں مگن، مست اور شوقِ الٰہی میں سرشار ہیں ۔ وہ اسی سبب سے جلدی خدا رسیدہ ہوجاتے ہیں ۔ کہ سوا یادِ الٰہی کے وہ سب کچھ اُنہیں ہیچ معلوم ہوتاہے ۔ مگر آجکل وہ حالت ہے ۔ کہ زیادہ عبادت تو در کنار ۔ نماز تک نہیں پڑھتے اور پیٹ کے دھندوں میں پھنسے رہتے ہیں ۔ جو کام اللہ کریم کے سپرد ہے اُس میں تو یہ کوشاں ہو رہے ہیں اور جو ان کا کام ہے اُس سے غافل ہو رہے ہیں جب انسان احکام الٰہی سے کنارہ کشی کرتاہے تو رحمت الٰہی اُس سے کوسوں بھاگتی ہے ۔ طرح طرح کی بیماریاں جلوہ گر ہوجاتی ہیں ۔ مصائب گھٹا بن بن کر آتے ہیں تو پھر عاجز ہوتاہے ۔

نفس ما را کمتر از فرعون نیست
لیک او را عون ما را عون نیست

جب سفر سے پہلے اُس کے سامان کی تیاری کی جایا کرتی ہے ۔ تو کیوں نہ غضب الٰہی آنے سے پہلے ہی اُس کو راضی اور خوش کرلیا جائے ۔ کاش ! آج کل سب دکہلاوا ہی دکھلاوا ہے ۔ رضائے مولا بالکل مقصود ہی نہیں ۔ محض پیٹ کا دہندا انسان کو غافل اور سُست بنا رہا ہے اور قرب الٰہی حاصل ہونے نہیں دیتا ۔ جیسے انسانوں کو اپنے سچے خدا کی عبادت سے گردن نہیں پھیرنی چاہئے ۔ اور معمولی فاقہ کشی پر مالک حقیقی سے روگرداں نہیں ہونا چاہئے ۔ واللہ اعلم ۔

کینہ پرورطینت

(از محمد ارشاد علی "علیگ")

اس طینت کی مثال ایسی ہے جیسے یکطرفہ فیصلہ یارائے اور جسقدر انسان اُس کی طرف رغبت ظاہر کرے اُسی قدر قانونی کڑے سے اُس کی بادا ش کرنا لازمی ہے کیونکہ اوّل اوّل غلطی جو انسان سے اس عادت کے تابع سرزد ہوتی ہے اس سے تو صرف وہ خلاف ورزی قانون کا مجرم ٹھہرتا ہے لیکن اس غلطی کا بدلہ یا عیوض قانون کو بالائے طاق رکھدیتا ہے ۔

عیوض لینے سے تو انسان صرف اپنے دشمن کی ہمسری کا دعویٰ کرسکتا ہے لیکن اگر وہ معاف کردے تو اُس سے بالاترین مرتبہ حاصل کرسکتا ہے کیونکہ عفو تقصیر بادشاہوں کا حصہ ہے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہے "عفو تقصیر اشرف المخلوقات ہونے کی ایک شان ہے" جو کچھ گذرا وہ ہمیشہ کے واسطے گذر گیا اب نہ پھر وہ واپس آسکتا ہے اور نہ کچھ اُس کی تلافی ہوسکتی ہے ۔ اسی لیئے حکماء کا قول ہے "گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط" گذشتہ باتوں پر رنج و افسوس کرنا بجز تضیع اوقات کے اور کچھ فائدہ نہیں کیونکہ عقلمندوں کی توجہ مبذول کرنے کے لئے زمانہ حال اور مستقبل میں کافی کام کا انبار جمع رہتاہے اور اس لیئے جو لوگ گذشتہ حالات کے متعلق اپنے دماغوں کو پریشان کرتے رہتے ہیں وہ سوائے اس کے کہ اپنے نادر اور قیمتی وقت کو بیکار ضایع کریں اور کوئی مفید نتیجہ نہیں حاصل کرتے ۔

دنیا میں کوئی متنفس بھی کسی کو اذیت یا تکلیف صرف اذیت یا تکلیف کی خاطر نہیں پہونچاتا جب تک اس سے کسی قسم کا مفاد یعنی ذاتی منفعت یا مسرت یا ترقی عہدہ یا مرتبہ وغیرہ وغیرہ نہو ۔

اس لیئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسکے اسی بنیاد پر ناراض ہوجائیں کہ ہم سے زیادہ اپنی ذات کو عزیز سمجھتاہے اور بالفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ اپنی بدطینتی کی وجہ سے لوگوں کو اذیت دیتاہے تب بھی اُس کو بہول

یا خاردار درخت سمجھنا چاہیئے جو ہمیشہ چبھا کرتے ہیں اور کہر وچے مارا کرتے ہیں کیونکہ ان کا کام ہی یہ ہے۔

"نیش عقرب نہ از پئے کین است بلکہ مقتضائے طبیعتش این است"

ایسی اذیت جسکو قانون نے بھی سزا مقرر کرتے وقت نظر انداز کر دیا سب سے زیادہ ناقابل لحاظ سمجھی جاتی ہے اور ایسی اذیت کا عیوض بھی اس طرح لینا چاہیے کہ قانونی شکنجہ میں نہ آسکے کیونکہ اس خیال کو فراموش کر دینے سے بدلہ لینے والے کو ایک کے بجائے دو اذیتیں پہونچتی ہیں اور اس طرح اُس کے دشمن کو پھر بھی اسپر سبقت رہتی ہے بعض لوگ اپنی تکلیف کا بدلہ لیتے وقت فریق مخالف کو یہ جتلا دینا چاہتے ہیں کہ بدلہ لینے والا کون ہے اور یہ نہایت ہی پسندیدہ طریقہ ہے۔ کیونکہ جسقدر مسرت فریق مخالف کو پچھتاتے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے دیکھ کر حاصل ہوتی ہے اس قدر تکلیف یا اذیت پہونچانے سے نہیں لیکن جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ رکیک الخیال۔ بزدل اور مکار ہوتے ہیں جو تاریکی میں پتھر پھینکنے کے عادی ہوتے ہیں۔

کاسمس ڈیوک آف فلارینس ایسے دوستوں سے جو دغا باز یا لاپرواہ ہوں بیحد ناراض تھا اور ایسے لوگوں کو وہ ناقابل معافی سمجھا تھا وہ کہتا ہے "ہم کو اپنے دشمنوں کے قصور معاف کرنے کی ہر جگہ ہدایت کی گئی ہے۔ لیکن دوستوں کو معاف کرنے کی کسی جگہ ہدایت نہیں کی گئی" کاسمس کا یہ خیال نہایت ہی غیر موزوں معلوم ہوتا ہے کیونکہ بالفاظ دیگر اس کے معنی یہ ہوسکتے ہیں کہ جب تک خدا تعالےٰ کی عنایتیں ہمارے شامل حال رہیں اسوقت تک توہم اس کی معبودیت کے معترف اور قایل رہیں اور جہاں کوئی ذرا سی تکلیف یا مصیبت ہم پر آپڑے فوراً ہم چیخ اُٹھیں اور کلمۂ کفر بکنے لگیں بعینہ کم و بیش یہی بات دوستوں کے متعلق کہی جاسکتی ہے۔ جب تک ان سے ہر قسم کی امداد اور آرام و آسائش ملتی رہی اُسوقت تک توہم اُن کو اپنا دوست مخلص خیال کرتے رہیں اور پھر اُن کی ذرا سی فرو گذاشت پر ہم اُن کی جان کے دشمن بن جائیں۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ انسان کے زخم بدلہ لینے کے خیال میں ڈوبے رہنے سے بالکل ہرے رہتے ہیں ورنہ وہ بالکل خشک ہو کر صحت یاب ہو جائیں۔ ایسی اذیتوں کا عیوض لینا جس میں عوام کی بہبودی مدنظر ہو اسیطرح زیادہ خوشگوار ہوتے ہیں لیکن ذاتیات کے معاملات کی حالت بالکل دوسری ہوتی ہے کیونکہ اکثر اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ کینہ پرور شخص باوجود ایک طولانی عمر حاصل کرنے کے پھر بھی اپنی آرزوؤں کو اپنے پہلو میں دبائے قبر تک لے گیا اور جیسے اُس نے اپنی زندگی دن و رات کی کوفت میں کاٹی اُسی طرح اُس کی بدنصیبی نے مرتے دم تک بھی اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

تمھاری زندگی

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

دنیا کتنی پر رونق جگہ ہے۔ اسکی نیرنگیاں کس درجہ دل فریب ہیں جدہر دیکھیئے دریائے رحمت موجزن ہے جس طرف آنکھ اُٹھایئے نعمتوں کا خزانہ ہے۔ راحتوں کا سرچشمہ ہے۔ مگر کیا تم دنیا کی رونق سے لطف اندوز ہونے کے لیئے آئے ہو۔ کیا تمہاری زندگی کا مقصد دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں سے بہرہ اندوز ہونا ہے۔ کیا دنیا کی راحت محض تمہاری زندگی کا باعث بن سکتی ہے۔

تمہاری زندگی کا مقصد ان فنا ہوجانے والی تفریحات سے بہت اعلیٰ ہے تمہاری زندگی اس گلشن کے تروتازہ اور نظر فریب گلوں کیلئے نہیں ہے بلکہ تمہاری زندگی ایک سچائی اور محبت بھرے دل کے لیئے ہے۔ اور ایک ایسے قلب کے لئے ہے جو انصاف اور مہربانیوں سے لبریز ہو۔

تم کو دنیا کی نعمتوں اور رنگینیوں میں الجھنے کے لیئے نہیں بھیجا گیا تم کو اس لئے نہیں بھیجا گیا ہے کہ تم اپنے وعدہ کو فراموش کر دو۔ بلکہ تمہاری زندگی اس خدا کے لئے ہے جس نے لفظ کن سے تم کو اور اس دنیا کی تمام رنگینیوں کو پیدا کر دیا اور جس کی رحمت آسمان کی بلندیوں پر سے تم پر مسکرا رہی ہے اور تمہیں اپنے آغوش میں لینے کے لیئے بے چین ہے۔

افسوس تم اپنی کشتی حیات کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہو۔ سمبھلو آنکھ کھولو۔ ہوش میں آؤ۔ یہ تمہاری زندگی ان تمام انسانی بندشوں کے لیئے ہے جن میں تم جکڑے ہوئے ہو اور اس کام کے لیئے ہے جو خدائے پاک نے ازل میں تمہارے لیئے تجویز کیا ہے۔

تمہیں خدا نے ایک پاک دل عنایت کیا ہے اس کو ناپاکیوں سے دور رکھو۔ یہ ایک آئینہ ہے اسکو میلا نہ ہونے دو۔ اس میں ان امیدوں کو جگہ دو جو تمہیں دلائی گئی تہیں۔ اور اسکو ان تمام نیکیوں سے منور کر دو جو تمہاری قوت اور امکان میں ہیں۔

تمہارے اوقات فضول تفریحوں میں برباد ہو رہے ہیں۔ تمہاری زندگی بیہودہ مشاغل میں صرف ہوتی چلی جاتی ہے۔ بیہودہ مشاغل سے پرہیز کرو۔ اور ان لیڈران قوم کے حالات پڑھو جن کے حالات سے آج تواریخ کے صفحات رنگے ہوئے ہیں قدم بقدم چلنے کی کوشش کرو کیونکہ تمہاری زندگی کا مقصد یہی ہے ۔

رسائل کی روح

دین و دنیا

اپنی زندگی پر نظر ڈالیئے معاشرت کے میدان میں آیئے خدا نے آپ کے دین کو کس طور پر کامل و اکمل کر دیا۔ اس نے آپ کے دین کو دُنیا اور دُنیا کو دین بنا دیا۔ دین کا کوئی کام کیجئے وہ دُنیا کا کام ہے اور دُنیا کا کوئی کام کیجئے وہ عین دین کا کام ہے آپ کا کھانا پینا، سونا جاگنا چلنا پھرنا، سب دین بھی ہے اور دُنیا بھی۔ آپ تجارت کرتے ہیں، زراعت کرتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں۔ بچے پالتے ہیں، مکانات کوٹھیاں بناتے ہیں یہ سب آپ کے دین کے کام ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں خیرات بہت کرتے ہیں۔ اور جو جو طریقے بتائے گئے ہیں وہ عمل میں لاتے ہیں یہ سب آپ کے دنیا کے کام ہیں۔

گھبرایئے نہیں میں سب کا ثبوت دینے کے لیئے کھڑا ہوا ہوں۔

آپ جو کچھ کماتے ہیں اُسے کھانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ مال حرام نہیں ہے اگر آپ نے اُسے جائز طریقے سے کمایا ہے کسی سے چھینا نہیں ہے۔ کہیں چوری نہیں کی ہے، کسی یتیم کا مال نہیں لے لیا ہے تو جو کچھ آپ کھا رہے ہیں یہ عین دین کا کام ہے۔ کیونکہ آپ کی نیت یہ ہے کہ اس کھانے سے آپ کے جسم میں قوت آئے گی آپ خدا کی بندگی کرینگے۔ اس کی راہ میں مدد دیں گے اسکی خلایق کی خدمت بجالائیں گے۔ یہ ہے آپ کا دین بھی اور آپ کی دنیا بھی۔ اچھا۔ آپ شادی کرتے ہیں۔ کیوں کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نکاح کرو تاکہ اس سے مسلمان پیدا ہوں اور میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں اگر آپ کی غرض وغایت نکاح سے یہ ہے کہ آپ حکم رسول کی تعمیل کریں اس نکاح سے جو اولاد پیدا ہو وہ راہ خدا میں کام آئے یہ عین دین کا کام ہے۔ آپ مکان بناتے ہیں اس سے آپ کی غرض یہ ہے کہ آپ کی اولاد اسمیں رہے گی اور اسلام کی خدمت کریگی۔ آپ کا مکان مسلمانوں کے کام آئیگا یہ عین دین ہے۔ آپ بیوی بچوں کو پالتے ہیں آپ بچوں کو خدا کی دی ہوئی ایک امانت تصور کرتے ہیں اور اس امانت کے متعلق جو کچھ ذمہ داری آپ پر عائد ہے اُسے پُورا کرتے ہیں یہ عین دین ہے۔ آپ بیوی کو کھلاتے پلاتے پہناتے ہیں تاکہ اس کی جانب سے جو کچھ حقوق آپ پر عائد ہیں وہ ادا ہوں یہ عین دین ہے۔

آپ سوتے ہیں۔ سوتے وقت آپ وہ دعائیں پڑھتے ہیں جو رسول اللہ صلعم سے مروی ہیں۔ پھر آپ جاگتے ہیں اور جاگتے ہی وہ دعا پڑھتے ہیں جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پڑھا کرتے تھے۔ تو آپ کا سونا عین عبادت ہے۔ آپ نے روزہ رکھا ہے حالت روزہ میں آپ استراحت فرماتے ہیں آپ کی استراحت عین عبادت ہے۔

اب اس کا دوسرا پہلو لیجیئے۔ آپ کا دین عین آپ کی دنیا ہے آپ نماز پڑھتے ہیں اور آپ کی نیت یہ ہے کہ لوگوں میں آپ متقی مشہور ہوں یہ آپ کی عبادت عین دنیا ہے۔ امام غزالی کی تصانیف پڑھیئے جس میں امام لکھتے ہیں کہ ایسی نمازیں لوٹا دی جاتی ہیں۔ الٹی مار دی جاتی ہیں۔ آپ نفل روزے رکھتے ہیں اس سے آپ کی غرض یہ ہے کہ روزہ داری کی نمائش ہو یہ عین دنیا ہے۔ تیسری چیز وہ ہے جس کے لیئے صدیق اکبرؓ نے نیام سے تلوار نکال لی تھی یعنی زکوٰۃ۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہ دینگے۔ صدیق اکبرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا ہے۔ یہ زکوٰۃ آپ کس وقت دے سکتے ہیں جب آپکے پاس روپیہ ہو۔ اگر آپ روپیہ نہیں رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ کا آپ سے کوئی تعلق نہیں آپ حج کو جانا چاہتے ہیں لیکن روپیہ نہیں ہے حج نہیں ہوسکتا۔ اچھا آپ حج کو جاتے ہیں نیت میں یہ ہے کہ راستہ میں فلاں فلاں کام کرنے ہیں یا سیر و تفریح مقصود ہے۔ خدا جانے آپ کی کیا کیا غرض اس سے وابستہ ہو یہ عین دنیا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ لوگ ہجرت کرنے لگے۔ کسی نے تو محض خدا کے حکم اور رسولؐ کی اتباع میں ہجرت کی اور کسی کی نیت اِس ہجرت سے یہ بھی کہ فلاں عورت سے نکاح کیا جائے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ جو شخص جس نیت سے ہجرت کرے گا اس کی جزا پائیگا یہ حدیث تقریباً تمام کتب احادیث میں موجود ہے اور اس کی صحت کا یہ عالم ہے کہ تمام احادیث میں سب سے پہلی اسی کی روایت کی جاتی ہے۔ اسی پر سارے کاموں کا انحصار ہے اسی لیئے میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کی دنیا عین دین ہے اور آپ کا دین عین دنیا ہے۔

تمول اسلامی نقطہ نظر سے

فقہ کی کتابیں لیجیئے۔ ہدایہ کنز الدقائق شرح وقایہ، قدوری، غرض بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کتاب میں آپ یہی پائیں گے کہ عبادات ہیں اور معاملات۔ عبادات میں نماز، روزہ حج زکوٰۃ۔ اور معاملات میں بیع، رہن، ہبہ، کفالت اور کیا کیا ہے۔ یہ ساری چیزیں مسلمان کب کرسکتے ہیں جبکہ روپیہ ان کے پاس ہو۔ اگر مسلمانوں کے لیئے روپیہ کمانا حرام ہوتا تو پھر ان سب باتوں کا بیان کرنا بیکار رہتا۔ اسلام نے اپنے متبعین کے لیئے کوئی اس قسم کی حد بھی نہیں قائم کی ہے کہ اتنی مقدار تک روپیہ کمایا جائے لاکھ دو لاکھ دس لاکھ اور اس کے بعد نہیں اُس نے دروازے کھول دئے ہیں دین و دُنیا دونوں میدان کھلے ہوئے ہیں جس کا جہاں تک جی چاہے سیر کرتا جائے اس کے خلاف یہ خیال پکا کہ روپیہ کمانے کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے ان کو تو پستی اور دنائت کی زندگی گزارنی چاہئے۔ کہاں تک حق بجانب ہوسکتا ہے۔ اسلام نے اس قسم کی تعلیم نہیں دی ہے جو شخص

جس حیثیت میں ہے اس کا اظہار نہیں کرتا ہے اگر استطاعت سے کم اس نے اپنا معیار زندگی رکھا ہے اگر اس نے بال بچوں پر تنگی عائد کی ہے اگر خود پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے۔ حالانکہ اچھا لباس پہن سکتا ہے تو گویا اسلام کی تعلیم کے خلاف کرتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے ان کا لباس پھٹا ہوا تھا ان کو دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ سب سے بہتر زمانہ میرا ہے اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں۔ اس لحاظ سے صحابہ اور ان کے بعد آنیوالے تابعین کا زمانہ سب سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں آپ یہ دیکھ لیں گے کہ سب سے بڑا دیندار سب سے بڑا دنیادار ہے آپ کو یہ صاف نظر آئیگا کہ اس زمانہ میں جو سب سے بڑا دیندار ہو گا وہ سب سے بڑا دنیادار بھی ہو گا۔ اچھا چلیئے صحابہ میں سب سے پہلے خلفاء راشدین ان کے بعد عشرہ مبشرہ جن کو اسی زندگی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔ بعد ان کے بدریین ان کے بعد احدیین یہ سلسلہ ہے جو مراتب و فضائل کے لحاظ سے قایم کیا گیا ہے اہل سنن کے پاس یہ عقائد کا مسئلہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے خَیْرُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقِ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ جس مسجد میں چلے جائیے یہی سن لیجیئے ان کو دیکھیئے کہ وہ کیا ہیں اگر وہ سب سے بڑے دیندار ہیں تو سب سے بڑے دنیادار بھی ہیں انہوں نے خلافت کے کاروبار کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کی ہے۔

کیا ان کا تجارت کرنا ان کا مال پیدا کرنا بیکار تھا؟ اس پر غور فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے ہیں آپ پر مرض الموت طاری ہوتا ہے۔ اس عالم میں آپ ارشاد فرماتے ہیں جس جس نے میرے ساتھ کوئی سلوک کیا ہے اس کا میں نے اسی دنیا میں بدلہ کر دیا ہے گویا کسی کا کوئی احسان رسول اللہؐ پر باقی نہیں رہا۔ البتہ ایک شخص ہے جسکے احسانات کا بدلہ مجھ سے نہ ہو سکا اور وہ ابوبکرؓ ہے۔ خدائے تعالیٰ اسکی نیکیوں کی جزا دیگا یہ ارشاد حضرت ابوبکر صدیق تک پہونچتا ہے۔ آپ روتے ہوئے آتے ہیں۔ فرماتے ہیں یا رسول اللہ کیا میرا مال خدا اور رسولؐ کا مال نہ تھا؟

یہ لوگ تھے جو اپنے مال کو اپنا مال نہیں رسولؐ کا مال تصور کرتے تھے ان کا مال راہ خدا میں صرف ہوتا تھا۔ ان کی تجارت خدا کے واسطے ہوتی تھی۔ آج مسلمان اس نیت سے روپیہ کمائیں کہ وہ راہ خدا میں کام آئیگا تو اس سے بڑھ کر ان کی کیا سعادت ہو سکتی ہے۔

شاہ دوعالم کی عطا کی ہوئی دولت

مال و دولت سے جو مراتب حاصل ہوتے ہیں اس کے متعلق ایک واقعہ سنیئے۔ زمانہ رسالت میں بعض صحابہ نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ مالدار ہم سے بڑھے جاتے ہیں ہم میں جو لوگ دولتمند ہیں وہ ہم سے بڑھے جا رہے ہیں ہم ان کو نہیں پہونچ سکتے۔ آپ نے فرمایا اس کا کیا مطلب ہے انہوں نے عرض کیا کہ مالدار ہماری طرح تمام عبادتیں بھی بجالاتے ہیں اور پھر اپنی دولت راہ خدا میں بھی صرف کرتے ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ تم اس پر عمل کرو تو مالداروں سے بڑھ جاؤ۔ عرض کیا کہ ارشاد ہو۔ اس سے بہتر کیا بات ہو سکتی ہے۔ فرمایا کہ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ تمہارا درجہ مالداروں سے بڑھ جائیگا۔ غریبوں نے اس پر عمل شروع کیا۔ چند دن گزرے اسکے بعد پھر غریبوں نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! ہمارے مالدار بھائی بھی ہماری طرح اس طریقہ پر عمل کر رہے ہیں۔ جو آپ نے ہمیں بتایا تھا یہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ

رسوم شادی

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

رسم شادی کو لیجیئے کہ شریعت میں اس کا کیا طریقہ ہے؟ اور ہم کیا کر رہے ہیں جو رسوم ہندوؤں کی شادیوں میں ہوتے ہیں وہ ہم نے لے لیئے ہیں۔ کچھ انکے رسوم کچھ ہمارے طریقے۔ دونوں کو ملاکر کھچڑی بنالی ہے۔ ہندوؤں کی شادی گنگا ہے تو ہماری گنگا جمنی۔ ان کی یکرنگی ہے تو ہماری دورنگی دھوپ چھاؤں نہ پورا ہندوؤں کا طریقہ نہ بالکل مسلمانوں کا۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ رسمیں ناجائز ہیں چھوڑدو حرام ہیں ترک کردو مگر سنتے کون اور عمل کس کی بلا کرے وہی اپنی ایک ٹانگ کہ جو رسم باپ دادا کے زمانہ سے چلی آتی ہے آج اسے کیوں اختیار کیا؟ باپ دادا کے زمانہ میں یہ قحط یہ گرانی یہ طاعون یہ ہیضہ یہ بیماریاں مصیبتیں کہاں تھیں جو ہم بھگت رہے ہیں۔ باپ دادا کے طریقہ پر چلنے والے پرانی رسم۔ پرانے طریقہ کو نہ چھوڑنے والے صاحبو! سالہاسال سے یہ آفات قحط کیوں برداشت کر رہے ہو۔ یہ مصیبتیں کیوں جھیل رہے ہو۔ کیا باپ دادا نے بھی یہ بلائیں سہی تھیں۔ اگر باپ دادا کا طریقہ۔ آبا و اجداد کے رسوم اچھے ہیں تو جو مصائب انہوں نے سنے تک نہیں جو بیماریاں انہوں نے دیکھی تک نہیں حالانکہ ہم انہیں کے طریقوں پر چل رہے ہیں وہ ہم پر کیوں نازل ہو رہے ہیں ان میں ہم کیوں پھنس رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نہ ہمارا طریقہ

اچھا ہے نہ ہمارے باپ دادا کا اچھا تھا۔ فرض کرو پردادا نے ایک پیالہ شہد سے
بھرا اسکو ڈھانک کر حفاظت کی۔ مگر اس کے بعد دادا نے اسمیں تھوڑا سا
زہر ملا دیا۔ آج باپ اس میں تھوڑا سا زہر ڈالنے کو بیٹھا تھوڑا۔ پرسوں پوتا تھوڑا
پھر پرپوتا تھوڑا تو کیا اب شہد کا وہی مزہ رہیگا وہی خاصیت رہیگی جو پردادا
کے زمانہ میں تھی۔ دادا نے تھوڑا زہر ملایا تھا اگر وہ شہد کھالیتا تو زہر کا بہت کم
اثر ظاہر ہوتا۔ آج اگر پرپوتا اپنے زمانہ کا شہد چاٹ لے تو مر ہی جائے۔ کیوں صاحب۔
مر کیوں جائیگا؟ شہد تو وہی تھا جو پردادا نے کمایا تھا۔ پرپوتے نے وہی کام کیا
جو دادا نے کیا تھا۔ دادا کے زمانہ میں شہد مہلک نہ تھا۔ آج وہ سم قاتل زہر
ہلاہل کیوں بنا؟

ہمارا بھی حال ایسا ہی ہے۔ ہمارے باپ دادا اگر ان رسوم کے پابند
رہے ہیں تو ہمارے دین اسلام کے شہد خالص میں زہر ملاتے رہے ہیں۔
اگر ہم بھی اس میں زہر ملائیں تو کیا شہد سارے کا سارا زہر نہ ہو جائیگا؟ اسکے
پینے سے ہم کو نقصان نہ ہوگا۔ اگر ہم کو اپنی جانیں بچانا منظور رہے تو اس شہد کا
تھوڑا زہر اور ملانے کے بجائے جو کچھ زہر اس میں باپ دادا کے زمانہ سے چلا آتا
ہے اس کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ وہ شہد ایسا پاک اور ایسا صاف
ہو جائے جیسا کہ باپ دادا سے پہلے پردادا کے زمانہ میں تھا۔ بس اسی طرح
ہم کو چاہیئے کہ جو جو خرابیاں ہمارے مذہب میں پیدا ہو گئی ہیں جو جو بدعات
و رسوم ہمارے دین میں شامل ہو گئے ہیں خواہ وہ ہماری طرف سے ہوں
یا ہمارے باپ دادا کی طرف سے۔ سب کو دور کرنے کی سعی کریں تاکہ ہمارا
پاک مذہب ایسا صاف ہو جائے جیسا کہ ہمارے باپ دادا سے بہت پہلے
ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین
رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں تھا۔ کیا آپ نے کسی وعظ میں سنا ہے یا کسی
کتاب میں پڑھا ہے کہ اس مقدس زمانہ میں شادیوں میں ایسے ہی رسوم
ہوا کرتے تھے؟ ایسا ہی باجا ہوا کرتا تھا۔ ایسی ہی فضول خرچیاں ہوا کرتی تھیں
ایسے ہی جھگڑے ہوا کرتے تھے۔ کیا کسی آیت میں بری ساچق کا ذکر ہے۔ شب
گشت بازگشت کی سرگزشت ہے۔ یا کسی حدیث میں سہرے کنگن کا جائز ہونا
یا شربت خوری اور نیوتہ سلامی کا روا ہونا آیا ہے؟ نہیں نہیں کے سوا اور کیا
جواب ہوگا؟ جب نہیں تو پھر کرتے کیوں ہو۔ ہم ہزار دل کو سمجھالیں کہ یہ لین دین
ہے اس میں طرفین کی خوشی ہے لیکن وہ ہرگز شریعت کے موافق نہیں ہوسکتا
شریعت نے ہر کام کا ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے جب ہم اس سیدھے راستہ پر
نہ چلیں اور اسکو چھوڑ دیں تو جو راستہ ہم چلیں گے وہ ٹیڑھا ہی ہوگا اس لئے
کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو سیدھا راستہ ایک ہی ہوا کرتا ہے دو چار
نہیں ہوتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اجی حضرت! لین دین کے دنیوی معاملات کو
شرع سے کیا تعلق؟ شرع فقط دین کے کاموں میں ہے یہ سراسر غلط اور
بالکل لغو ہے۔ ہماری شریعت نے دین اور دنیا دونوں کے لیئے طریقہ بتلا دیا
اور مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے کہ اس کے مطابق چلیں اور ہرگز خلاف نہ کریں
شریعت نے یہاں تک رعایت کی ہے کہ پیشاب کرنے پاخانہ پھرنے تک کا طریقہ
بتلا دیا ہے۔ استنجا کرنے آبدست لینے تک کا قاعدہ سکھلا دیا ہے۔ بتلائیے کہ
مسلمانوں کا کونسا کام ہے جسکو شریعت سے تعلق نہیں؟ کونسی بات ہے جو شرع
میں مذکور نہیں۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ فلاں کام کو شریعت سے کوئی علاقہ نہیں
تو اس کی مسلمانی میں شک ہے۔

جب کبھی مہر کا جھگڑا پیش آتا ہے تو ہم کو مہر فاطمی خوب یاد آتا ہے۔ گویا اور
سب کام سب باتیں شادی کی ٹھیک حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ
عنہا کی شادی کے مطابق ہوتی ہیں۔ کسر ہے تو بس مہر کی ہے۔ وہ بھی مہر فاطمی
کے برابر ہونا چاہیئے۔

برادران اسلام! مسلمان کہلاتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
امتی گنے جاتے ہو۔ آپ سے شفاعت کی امید رکھتے ہو تو خدارا ہر کام آپ کے
ارشاد آپ کی ہدایت کے مطابق کیجئے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی سب سے پیاری صاحبزادی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس سادہ
طریقہ سے کر دیا تھا۔ نکاح کے وقت دولہا میاں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود
نہ تھے۔ جب وہ باہر سے تشریف لائے تو ان سے ذکر کر دیا انہوں نے قبول
فرمالیا۔ بس نکاح ہو گیا اور ایک کنیز کے ہمراہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجدیا۔ آج کل کی سی نہ بازگشت تھی اور نہ کچھ بے
کے سامان جہیز کا کھٹراگ ساتھ کر دیا تھا۔ آپ خدا کے محبوب تھے دین اور دنیا
دونوں کے بادشاہ تھے۔ آپ کے لیئے کیا کم تھا؟ خدائے تعالے نے فرما دیا تھا
کہ اگر تم چاہتے ہو تو ان دو پہاڑوں کو سونے کا بنا دوں۔ مگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منظور تھا کہ ہر کام خود ایسا کریں کہ وہ ہم امتیوں
کے لیئے نمونہ ہوجائے اور ہم بھٹک نہ جائیں۔ (واعظ)

چلو

چلو۔ اس جگہ سے کہیں اور چلو۔ وہاں چلو۔ جہاں خوئے وفا کو
ایک مہلک مرض نہ سمجھتے ہوں جہاں مروت کو ایک فطرتی کمزوری کا
نہ خیال کرتے ہوں جہاں دوستانہ اخلاق اور برادرانہ سلوک کو عمل نادانی نہ کہتے ہوں
جہاں ایثار مال و وقت کو حماقت نہ تصور کرتے ہوں جہاں حیات مستعار کو بیوقوفی کا
نتیجہ نہ جانتے ہوں۔ آؤ وہاں چلو جہاں اجسام و ابدان کی نہیں روح کی صفائی
ہوتی ہو۔ جہاں مال و زر کی نہیں سکون و قناعت کی جستجو ہوتی ہو جہاں سیاسیات
و ملک گیری کے نہیں مذہب و اخلاقیات کے قوانین رائج ہوں جہاں ہوش
و خرد کی وسیلہ حصول قوت مادی نہیں بلکہ صلاحیت روحانی ہو۔ ہاں چلو

وہاں چلو

جہاں تکلیف و مصائب رنج زا نہ ہوں۔ غم و الم صبر شکن نہ ہوں۔ مفلسی و بیکسی تاب گسل
نہ ہوں۔ ہاں چلو۔ وہاں چلو جہاں ناداری میں اطمینان ملے۔ بے سر و سامانی رشک صد سامان ہو
امراض و مصائب میں شادمانی و مسرت حاصل ہو غم مقدمۂ نشاط ہو اور رنج تمہید نشاط ہو
(نیرہ)

معلومات

روزہ اور قیام شباب

چکاگو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مسٹر کارسن نے تین سال تک مسلسل تجربہ کرنے کے بعد ثابت کیا ہے کہ قیام شباب یا اعادۂ شباب کے لیے روزہ رکھنے سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں ہے۔

پروفیسر مذکور سب سے پہلے پندرہ دن کا مسلسل فاقہ تجویز کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس کے بعد جب انسان کھانا شروع کرتا ہے تو معدہ سے زیادہ لعاب پیدا ہوتا ہے اور تمام اعصاب وعضلات زیادہ قوت سے کام کرنے لگتے ہیں، انہوں نے خود اپنے اوپر اس کا تجربہ کیا ہے اور متعدد طویل فاقوں کے بعد وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ قوی، چست وچالاک اور جوانی سے زیادہ قریب پاتے ہیں۔

تربیت کے جدید طریقے

انگلستان میں جہاں اور بہت سے طریقے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے اختیار کیے گئے ہیں وہاں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غیر زبانوں کی تعلیم فونوگراف کے ذریعہ سے دی جاتی ہے تاکہ وہ صحیح لب ولہجہ سیکھ سکیں، فونوگراف کی چوڑیوں میں اصل زبان جاننے والوں کی گفتگو محفوظ ہوتی ہے اور بچے اُس کو سُن کر وہی لب ولہجہ سیکھتے ہیں۔

لندن میں ایک مدرسہ صرف اُن بچوں کے لیے علیحدہ کھولا گیا ہے جنکے پھیپھڑے کمزور ہیں، یہاں بچے صبح نو بجے سے چار بجے شام تک گرمیوں میں اور ۶ بجے شام تک جاڑوں میں باہر کھلی ہوئی ہوا میں آسمان کے نیچے رہتے ہیں اور یہیں ان کو تعلیم دی جاتی ہے، سوائے بارش کے زمانہ کے یہ بچے اندر کمروں میں بیٹھ ہی نہیں سکتے، باہر ہی ان کے کھانے کا انتظام ہوتا ہے اور یہیں ان کو چاء پلائی جاتی ہے، ان کے والدین کو ہر ہفتہ صرف تین روپئے کے قریب تعلیم وغذا کے لیے دینے پڑتے ہیں۔

مکانوں کا منتقل کیا جانا

امریکہ میں ایک نوآبادی سو گھروں کی تھی جو موٹروں کے ذریعہ سے مع اپنے مکانات کے ۱۵ میل کے فاصلہ پر دوسری جگہ منتقل کر دی گئی۔ ہر گھر چار گھنٹہ کے اندر اپنی جگہ سے اُکھاڑ کر موٹر میں لاد دیا گیا اور ۸ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے موٹر لاری نے اسے دوسری جگہ پہنچا دیا۔ مکان کے لادنے اور اُتارنے پر بے شک کچھ دیر ہوئی کیونکہ مکانات کے ٹکڑے نہ کیے گئے تھے۔ ہر مکان جوں کا توں مع فرش، دیواروں کھڑکیوں وغیرہ کے لاری پر لادا گیا اور پھر اسی طرح اُتار کر دوسری جگہ قائم کر دیا گیا، اسی طرح دو گھروں کے منتقل کرنے میں تین دن صرف ہوئے۔

اُڑنے والی کشتی

برطانیہ کی وزارت ہوائی نے ایک جدید قسم کی کشتی تیار کرائی ہے جو نہایت آسانی سے فضا میں بلند ہو کر ۹۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتی ہے اور ایک طائر کی طرح زمین پر آجاتی ہے۔ اس کی لمبائی ۵۲ فیٹ ہے اور چھ آدمی اس میں سوار ہو سکتے ہیں۔ اس کا انجن ۹۰۰ گھوڑوں کی قوت رکھتا ہے۔

ہوائی ٹراموے

پیرس اور اس کے مضافات میں لوگوں کی آمد ورفت اس قدر کثرت سے بڑھ گئی ہے کہ وہاں کی میونسپل کونسل کے سامنے عرصہ سے یہ سوال پیش تھا کہ کیونکر آسانیاں بہم پہنچائی جائیں، کیونکہ موٹر بسیں ریلیں اور ٹراموے کافی ثابت نہیں ہوئیں، چنانچہ اب یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہوائی ٹراموے جاری کی جائے، ٹراموے بالکل زمین کی طرح ہوگی، لیکن فرق یہ ہوگا کہ بجائے زمین کے ہوا پر معلق ہو کر چلے گی۔ ایک تار سے اس کا تعلق ہوگا اور اس کا انجن خود برقی قوت پیدا کرے گا۔ اس کی ہر گاڑی میں ۱۰۰ مسافر بیٹھ سکیں گے اور اس کی پیمائش ۴۰ + ۸ فیٹ ہوگی۔

ایک رقاصہ کی دولت

حال ہی میں امریکہ کی ایک رقاصہ وایکٹرس لوٹا کرابتری کا انتقال ہوا ہے جو آٹھ لاکھ گنی اپنے بعد چھوڑ گئی ہے، اس کی عمر ۷۷ سال کی تھی اور ۴۶ سال اپنی زندگی کے اس نے اسی مشغلہ میں بسر کیے، یہ اپنی تمام دولت اُن لوگوں کے لیے چھوڑ مری ہے جو جنگ میں بیکار ہو گئے ہیں۔

آواز سے مرض کی شناخت

تشخیص امراض کے لیے متعدد آلات اس وقت تک تیار ہو چکے ہیں لیکن اب بھی برابر ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، چنانچہ حال ہی میں لندن کے ایک اسپتال نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ مریض کی صرف آواز سے اس کے مرض کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

جعل سازی کا علاج

امریکہ میں جعلی دستخطوں اور فرضی تشخص کی وجہ سے ہر سال بنکوں کو بڑا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے اس کے لیے ایک شخص نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ سے دستخط اور دستخط کرنے والے کی صورت فوراً محفوظ ہو جاتی ہے، جس وقت کوئی شخص بنک کی کھڑکی کے سامنے آتا ہے اور اپنا دستخطی کاغذ پیش کرتا ہے تو کلرک فوراً ایک بٹن دباتا ہے اور تصویر اُتر آتی ہے جس کو بنک میں محفوظ رکھا جاتا ہے کہ ضرورت کے وقت اس سے مدد لی جائے۔

امریکہ کا سونا یورپ میں

اندازہ کیا گیا ہے کہ امریکہ کے سیاح ہر سال یورپ میں آکر ۸۰ ملین گنی کا فائدہ پہنچا جاتے ہیں ۱۹۲۳ء میں ان سیاحوں کی تعداد ۳ لاکھ تھی اور ہر شخص نے اوسطاً ۲۴۰ گنی صرف کیں، اس میں ۵ ملین گنی کا اضافہ اور کرنا چاہیے کیونکہ ہر سال اتنی رقم مہاجرین یورپ امریکہ سے اپنے اعزہ کے نام بھیجتے ہیں۔

(نگار)

وسائلِ معاش

عطر سازی

عطر سازی نہایت آسان، نفع بخش اور ستھرا کام ہے، اگر آٹھ سات قسم کے عطر تیار کر کے ایک مخصوص نام کے ساتھ بازار میں فروخت کیے جائیں تو نہایت معقول نفع ہو سکتا ہے، یہ تمام عطر سینٹ کی وضع کے ہیں اس لیے دورِ جدید میں عام پسند ثابت ہوں گے، اتنا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ پیکنگ اور شیشیاں جہاں تک ممکن ہو خوبصورت ہوں (جن انگریزی عطروں کے نام مندرجہ ذیل میں وہ انگریزی دوا فروشوں کی دوکان سے آسانی مل سکتے ہیں، اگر آپ کے شہر میں دستیاب نہ ہوں تو دہلی کے دواخانوں سے دین و دنیا کا حوالہ دیکر منگائیے، ان کے پتے یہ ہیں:-

(۱) شمس العارفین انگریزی دوا فروش بازار فتحپوری دہلی

(۲) احسان احسان اینڈ کو انگریزی دوا فروشان بازار فتحپوری دہلی)

بیلے کا عطر

ہیکو بیلا - - - - - - - - - - ۲ اونس

روغن صندل - - - - - - - - - ۸ اونس

دونوں کو خوب اچھی طرح ملا کر کسی صاف شیشی میں کسی محفوظ جگہ رکھ دیجیے، پندرہ دن کے بعد چھوٹی شیشیوں میں بھر کر کام میں لائیے۔

چنبیلی کا عطر

ہیکو چنبیلی - - - - - - - - - ۲ اونس

روغن صندل - - - - - - - - - ۸ اونس

(طریقۂ تیاری بدستور)

گلاب کا عطر

ہیکو روز - - - - - - - - - - ۲ اونس

روغن صندل - - - - - - - - - ۸ اونس

(طریقۂ تیاری بدستور)

موتیے کا عطر

ہیکو موتیا - - - - - - - - - ۲ اونس

روغن صندل - - - - - - - - - ۸ اونس

(طریقۂ تیاری بدستور)

ایسنس تیار کرنے کے آسان طریقے

ایسنس عام طور پر ولایت سے تیار ہو کر آتے ہیں یہ تیل وغیرہ کو خوشبودار بنانے کے کام آتے ہیں، ان کے تیار کرنے کا نہایت آسان طریقہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے، اگر ایسنس خوبصورت شیشیوں میں بند کر کے بازار میں فروخت کیا جائے تو بہت معقول نفع ہے:-

بیلے کا ایسنس

ہیکو بیلا - - - - - - - - - ایک اونس

ریکٹی فائڈ اسپرٹ - - - - - - - - ۵۰ اونس

ان دونوں دواؤں کو ایک بوتل میں ڈال کر ملا لیجیے اور کم از کم بیس دن تک اس کو بند کر کے کسی محفوظ جگہ رکھ دیجیے تاکہ اچھی طرح حل ہو جائیں، اس درمیان میں روزانہ پندرہ پندرہ منٹ بوتل کو دن میں تین مرتبہ اچھی طرح ہلائیے بیس دن کے بعد ایسنس تیار ہو جائیگا۔

چنبیلی کا ایسنس

ہیکو چنبیلی - - - - - - - - - ۲ اونس

ریکٹی فائڈ اسپرٹ - - - - - - - - ۴ بوتل

(طریقۂ تیاری بدستور)

چمپا کا ایسنس

ہیکو چمپا - - - - - - - - - ۲ اونس

ریکٹی فائڈ اسپرٹ - - - - - - - - ۴ بوتل

(طریقۂ تیاری بدستور)

گلاب کا ایسنس

ہیکو روز - - - - - - - - - ۴ ڈرام

ریکٹی فائڈ اسپرٹ - - - - - - - - ۲۴ اونس

(طریقۂ تیاری بدستور)

کیوڑے کا ایسنس

ہیکو کیوڑہ - - - - - - - - - ایک اونس

ریکٹی فائڈ اسپرٹ - - - - - - - - ۲ بوتل

(طریقۂ تیاری بدستور)

موتیا کا ایسنس

ہیکو موتیا - - - - - - - - - ۴ ڈرام

ریکٹی فائڈ اسپرٹ - - - - - - - - ایک بوتل

(طریقۂ تیاری بدستور)

خس کا ایسنس

ہیکو خس - - - - ۴ ڈرام ریکٹی فائڈ اسپرٹ - ایک بوتل (تیاری بدستور)

کے لیے آدمی بھرتی کرتا ہے انکا معلوم ہوا ہے کہ وہ ٹیسٹری ہوٹل دہلی میں ٹھہرا ہوا ہے۔ میں بے حد مشکور ہوں گا اگر کوئی صاحب صحیح پتہ سے مطلع فرمائیں گے۔ (۱۲۲۶ الف)

(۱۴۴) ہندوستان میں جس قدر انگریزی رسائل نکل رہے ہیں ان کے نام اور پتے مطلوب ہیں۔ (نعمت اللہ)

(۱۴۵) زنانہ مدرسہ کے لیے ایک ایسی معلمہ کی ضرورت ہے جو اُردو اور کلام مجید کی تعلیم دے سکیں۔ (الٰہی بخش خریدار ۵۲۲۴)

سوالات

مذہبی

(۱۳۳) روپئے کے پیسے خرید کر بٹہ لیکر فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۳۴) نیاز کا کھانا کن لوگوں کا حق ہے اور شیخ سدو کا بکرا کیا ہے اسکی کیا اصلیت ہے؟

(۱۳۵) مدت حیض ختم ہونے کے بعد قبل از غسل جماع جائز ہے یا نہیں، اگر ناجائز ہے تو ایسا کر گزرنے پر کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ (۵۵۶ ع)

(۱۳۶) زید نے غصہ سے مغلوب ہو کر اپنی عورت کو مخاطب کر کے کہا "طلاق طلاق طلاق" طلاق کا لفظ اس نے تین مرتبہ استعمال کیا، زید پہلے سے بھی اس عورت سے ناراض تھا، دو ہفتہ کے بعد شہر کے معزز لوگوں نے پھر دوبارہ میل جول کرا دیا، کیا اب بھی وہ عورت اس کی منکوحہ بیوی شمار کی جا سکتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا صورت اختیار کی جائے۔ (۵۵۶ ع)

طبّی

(۱۳۷) پانچ سال سے کثرتِ احتلام کی شکایت ہے، دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۱۸۶ س)

(۱۳۸) قوت حافظہ بہت کمزور ہے، قبل از وقت سر کے بال سفید ہو گئے ہیں مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۵۵۶ الف)

(۱۳۹) پارہ حل کرنے کی ترکیب مطلوب ہے، کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔

صنعتی

(۱۴۰) اصلی و صحیح بوٹ پالش کا نسخہ مطلوب ہے، پالش چمکدار ہو، اور تیار ہونے کے بعد چربی کی طرح سخت نہ ہو جائے۔ (اکبر خاں اشرف خاں)

(۱۴۱) زردہ پتی بنانے کی مشین کی ضرورت ہے کوئی صاحب پتہ تحریر فرمائیں (ایس۔ احمد ظہیر الحسن)

(۱۴۲) انگلستان میں ایک خاص درخت ہوتا ہے جس کے ریشے برش بنانے کے کام میں آتے ہیں، یہ ریشے بہت سخت ہوتے ہیں، کسی صاحب کو اگر ان ریشوں کے ملنے کا پتہ معلوم ہو تو تحریر فرمائیں یا کم از کم کسی انگلینڈ کی برش بنانے والی کمپنی کا پتہ ہی لکھ دیں۔

متفرق

(۱۴۳) مجھکو جاپانی ایجنٹ کا پتہ اور نام درکار ہے جو ہندوستان سے جاپانی

جوابات

(۶۶) ذیابیطس کے لیے یہ نسخہ نہایت مجرب ثابت ہوا ہے:-

سیماب	قلعی خالص	پارہ گجراتی	دانہ الائچی خورد	بنسلوچن
۱ تولہ	۲ تولہ	۲ تولہ	۴ تولہ	۲ تولہ

مروارید ناسفتہ ۳ ماشہ۔ اوّل قلعی کو مع سیماب کرچھے میں ڈالکر گلائیں جب سرخ ہو جائے آگ پر سے اُتار لیں اور ٹھنڈا کر کے کھرل کرنا شروع کریں پھر باقی دوائیاں بدستور۔ تمام اجزا کی شمولیت کے بعد انہیں ملایا ہوتی رہے۔ مروارید عرق کیوڑہ میں حل کرنے کے بعد داخل کیے جائیں۔ تین چار روز برابر کھرل کرنے کے بعد جس وقت سفوف سرمہ کی طرح باریک ہو جائے حفاظت سے رکھیں اور اوّل تین روز بوقت صبح ایک ماشہ پھر تین روز ۱ ماشہ اسکے بعد تین دن ۲ ماشہ۔ اسی طرح ہر تیسرے دن نصف ماشہ کا اضافہ کرتے جائیں، چالیس روز تک برابر کھائیں اور یہ خیال رکھیں کہ دوا دانتوں کو نہ لگے، دوا کے استعمال کے بعد بکری کے دودھ کی چھاچھ یا دسیر پینی چاہیے۔ (حکیم میر ضیاء الدین محمد بیدار)

(۶۷) داد کے لیے ڈاکٹر برمن کا مرہم بے حد مجرب ہے۔

(۱۲۸) اختر النساء ۱۳۴۳ھ تاریخی نام نکلتا ہے۔ (ایس۔ احمد ظہیر الحسن)

(۱۰۷) مصفیات کا استعمال کیا جائے چند دن میں سر کے تمام دانے خود بخود گم ہو جائیں گے (حکیم محمد یوسف شاہپوری)

(۱۰۶) بغیر طلاق عورت نکاح ثانی نہیں کر سکتی، دوسری صورت یہ ہے کہ خلع کرالے (،،)

(۱۱۹) مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن تعزیہ سامنے نہیں ہونا چاہیے مسلمانوں کو چاہیے کہ آداب مسجد کے لحاظ سے تعزیہ مسجد سے نکال دیں۔ (،،)

(۱۲۰) طلاق نامہ اور مہر زوجہ کے ورثا کو بھیج دیں اور اگر زوجہ کا پتہ معلوم ہو تو طلاق نامہ اور مہر اُسے بھیج دیا جائے۔ (،،)

(۱۲۱) چکر آنے کے لیے یہ نسخہ استعمال کیجیے:-

معجون فلاسفہ	ہمراہ شربت بادام	عرق بادیان
تولہ	۲ تولہ	۵ ،،

(حکیم محمد یوسف شاہپوری)

انشائے لطیف

میرا پرائیویٹ سکریٹری

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

اگر کسی نواب یا راجہ کا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا۔ تو خوشامدی ہوتا۔ مطلبی ہوتا۔ ہمیشہ موافقت کرتا۔ ہاں میں ہاں ملاتا۔ دن کو رات کہتا۔ رات کو دن بتاتا۔ مخالفت کا لفظ کبھی زبان پر نہ لاتا۔ جی حضور۔ جی ہاں تکیہ کلام ہوتا۔

اگر کسی ڈیوک یا کاونٹ کا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا تو پالیسی سکھاتا۔ حکمت عملی بتاتا۔ مصلحت وقت کو مدنظر رکھتا۔ بے ایمانی کو چالاکی سے عیاری کو ہوشیاری سے تعبیر کرتا۔ قدم قدم پر اپنی بڑی جیبوں کو مظلوموں کے جگر کے ٹکڑوں سے پر کرتا۔

اگر کسی رئیس کا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا تو۔ شراب کی ترغیب دیتا ناچ رنگ کو زندگی کا مقصد بتاتا۔ تھیٹر بائیسکوپ کو معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتا۔ روپیہ کو پانی کی طرح بہاتا عاقبت کی آنکھ بند کر لیتا۔ رئیس کو بستر عیش پر آرام فرمانے کا ڈوز پلاتا۔ اس کو بھی ست کرتا اور خود بھی ست ہو جاتا۔

اگر کسی مالدار ہندو کا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا تو۔ ایک ایک پائی پر نگاہ رکھتا۔ لاکھوں روپے ہونے پر بھی منکسر المزاج اور غریب صورت بننے کی ترغیب دیتا۔ مسلمانوں کو فضول خرچی کے لیئے بھاری سود پر روپیہ دینے کی صلاح دیتا۔ جائز و ناجائز وسائل کی کچھ پروا نہ کرتا۔ روپیہ پیدا کرنا اور زمین میں دفن کر دینا سکھاتا۔ اپنی قوم کی پاسداری کی تعلیم دیتا۔

مگر میرا سکریٹری۔ پکا مولوی ہے۔ پکا دیندار ہے۔ دین کی باتیں سکھاتا ہے۔ ایمان کے راستہ پر لیجانا چاہتا ہے۔

وہ خوشامدی نہیں ہے۔ لالچی نہیں ہے۔ پالیٹشن نہیں ہے۔ میں اسی محکوم بنا کر رکھنا چاہتا ہوں مگر وہ میرا حاکم ہے۔ اعلیٰ درجہ کا خوددار ہے۔ میرے خیالات کو ٹھکرا دیتا ہے میرے ارادوں پر خاک ڈال دیتا ہے۔ میرے نفس کا دشمن ہے۔ ہمیشہ مخالفت پر آمادہ رہتا ہے۔ نفس کی ہر بات پر نصیحت کا ایک عالمانہ لکچر دیتا ہے۔ ہر غلطی پر تنبیہ کرتا ہے۔ ہر لغزش پر سنبھالتا ہے۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ راستبازی اس کا مسلک ہے۔

میرے نفس میں اور میرے پرائیویٹ سکریٹری میں ہمیشہ کشاکش رہتی ہے۔ نفس دنیا کے سبز باغ دکھا کر جہنم کے غار میں لے جانا چاہتا ہے مگر میرا پرائیویٹ سکریٹری یعنے ضمیر دنیا کی خار دار جھاڑیوں میں الجھا کر مجھ کو جنت کا حقدار بنانا چاہتا ہے۔

نواب کو۔ راجہ کو۔ امیر کو۔ غریب کو۔ کالوں کو۔ گوروں کو۔ قدرت نے یہ مشعل ہدایت دی ہے۔ مفلس اور زردار کوئی اس سے محروم نہیں۔ مگر اس کے قدردان بہت کم ہیں اگر اس کی قدر کی جائے اس کی بتائی ہوئی تدابیر پر عمل کیا جائے تو دین و دنیا دونوں حاصل ہو جائیں۔

برف کا دریا

(از سلیم الدین وکیل پرتور، دکن)

چاندی سا سفید ستھرا چاند نکلا جگمگاتے تارے بھی نکل آئے نیلے آسمان سے ہری بھری زمین پر صاف ستھری خنک ہلکی نورانی کرنیں چھن چھن کر پڑ رہی ہیں بادلی پریاں ساکت ہیں موتی سے جھلکتی کوٹھی دمک رہی ہے ہر ایک چیز چمک رہی ہے چاند اُجلی کرنیں پانی میں گرا رہا ہے پاک پریاں نہا رہی ہیں اس چلتی پھرتی چاند کی چمک پر بجلیوں کا شک ہو رہا ہے ہری ڈالیوں سے ہرے پتوں میں پھول تاروں کی طرح دکھائی دے رہے ہیں درختوں کی پتیاں اس دریائی برف میں مچھلیوں کی طرح تیر رہی ہیں ہوا لہراتی گھنی جھاڑیوں میں دلکش ستار بجاتی پھر رہی ہے آسمان پھولوں کے سیج پھیلائے ہرا ہے کہیں دودھ کا سمندر رواں ہے کہیں برف کا دریا جاری ہے آسمان سے لیکر زمین تک برابر چاندی کی روشنی پڑ رہی ہے۔ سرسبز خانہ باغ میں پودے جھوم رہے ہیں جھاڑیاں لہلہا رہی ہیں میوے زمین کو چوم رہے ہیں پھول اپنی خوشبو سے مہک رہے ہیں۔ ہزار داستان پرند درختوں پر پروں کو سمیٹے چپ چاپ بیٹھے ہیں ان قدرتی منظروں اور اسکی جھلکیوں میں آسمانی فضا کے نیچے ہری بھری زمین پر ہم ہیں اور اس کا لطف اٹھا رہے ہیں یہ چاندنی رات نہیں بلکہ روپہلی صبح ہے غرضکہ بحر اپنی ہستی میں ہی اور ہم اپنی مستی میں ہے۔ اور نورانی دریا میں قدرتی موجیں لہرائیں اور ان موجوں میں نورانی صورتوں کو نہاتے دیکھا۔ دریا کی لہریں ان نورانی صورتوں کی بلائیں لینے کے لیے بازو بلند کرتی ہیں، چاند کی کرنیں ان نور کے مجسموں کی پرتو سے اپنی چمک دمک کو دوبالا کر رہی ہیں، میری حسن پرست آنکھ نے ان نورانی صورتوں کو دیکھا اور مرحبا کہا، زبان نے کہا کہ کیا پیاری صورت ہے۔ دل نے کہا اس کی قدرت ہے۔

کوہ قاف کی پری

(محمد عبدالعزیز شوق)

کاکیشیا کی ایک دوشیزہ پر جمال ہے دلربا نمونۂ قدرت کی اک مثال
گلزار حسن کا وہ طرحدار پھول ہے ہاں سادگی کے باغ کا سردار پھول ہے
عشق اور عاشقی کی اسے کچھ خبر نہیں اس بھولے بھالے دل پہ ابھی کچھ اثر نہیں
زینت کو اس کے حسن کی زیور کوئی نہیں پھر بھی تو اس حسین سے بہتر کوئی نہیں
کمسن حسین ہے انجمن آرائے شوق دل سچ ہے کہ سادگی ہے تمنائے شوق دل
یہ چیز وہ ہے جس پہ بناوٹ نثار ہے اِس کی خزاں بھی غیرتِ صد نو بہار ہے
زینت ہے اس کے بالوں کی جنگل کا ایک پھول دُنیا کا کوئی رنج اُسے کرتا نہیں ملول
گویا کہ ہے وہ دشتِ مسرت کا ایک غزال راحت کا غم ہے جسکو نہ ہے رنج کا خیال
تعمیر دو جہاں ہے کل اسکی نگاہ میں نقش و نگار دہر ہیں نقشِ گیاہ میں
آزاد ہے وہ غم سے گناہوں سے پاک ہے ہے صاف دل سے اور نگاہوں سے پاک ہے

پوشاک طرحدار کی پروا نہیں اسکو کچھ حسرتِ حصولِ تمنا نہیں اسے
گلزارِ حسن کا وہ گُلِ خوشگوار ہے وہ رخصتِ بہار میں رشکِ بہار ہے
گزرنے سے اُس کے ہوتا ہے گو [illegible] عیاں کرتی ہے جس سے بادِ صبا چھیڑ خانیاں
گورے بدن پہ پھول ہیں سارے چمک رہے گویا ہیں چاندنی میں ستارے دمک رہے
صحرائی پھول زیبِ رُخِ دلنواز ہے اِس کو ہے فخر اُس پہ اُسے اُس پہ ناز ہے
اس سادگی پہ رشک ہے جنت کی حور کو اور کوہ قاف بننے کی حسرت ہے طور کو
اُتری ہے وہ پہاڑ سے رفتار ناز سے خود کچھ رہا ہے دامنِ صحرا نیاز سے
اپنے سفید پاؤں وہ تالے میں دھوتی ہے قدرت کے ہر نظارے پہ بیخود وہ ہوتی ہے
ہر چیز دشت کی اسے سامانِ ساز ہے ہر شاخِ گل میں مظہرِ قدرت کا راز ہے
اب خود بخود ہے لب پہ ہنسی اسکے آرہی گویا ہے کوئی چیز اسے گدگدا رہی
ہیں نیلی آنکھیں اسکی خوشی سے چمک رہی پیشانی مثل ماہ ہے اسکی دمک رہی
لہریں ہیں اس کے پاؤں سے محوِ نیاز و ناز وہ دیکھتی ہے شوق سے قدرت کے سارے راز

اے خوش نصیب لڑکی! تری قسمت اچھی ہے باغِ خزاں رسیدہ میں یہ صورت اچھی ہے
دنیا کا رنج و غم کوئی اصلا نہیں تجھے چرخِ ستم شعار کا کھٹکا نہیں تجھے
دامِ فریبِ دہر سے ابتک تو دور ہے اے خوش نصیب غنچہ تو اک پاک نور ہے
اے مرکزِ دائرۂ حسنِ انتخاب یہ سادگی ہے لاکھ بناوٹ کا اک جواب
حسن آفریں سہی پہ تو ناز آفریں نہیں اے شمعِ حسن تجھ سا کوئی بھی حسیں نہیں
تو دلربا ہے تجھ کو مگر کچھ پتا نہیں تیرے جمالِ پاک کا شہرہ ہوا نہیں
دیکھی نہیں ہے تونے مصیبت کی زندگی دنیا کے درد و رنج کی فرقت کی زندگی
لیجائیں تجھ کو لوگ نہ تیرے وطن سے دور اے شمعِ حسن تو نہ ہو اس انجمن سے دور
تیرے وصال کی نہ تمنا کرے کوئی یونہی تری بہار کو دیکھا کرے کوئی
اے گل تجھے لگے نہ کبھی عشق کی ہوا سادہ رہے ہمیشہ ترا حسن خوشنما

تا زیست برقرار تری سادگی رہے
صورت بھی رہے تری سیرت بھی رہے

محبت کی باتیں

میری ہستی بے ثبات کا سب سے بڑا کارنامہ تیری محبت پر قابو حاصل کرنا تھا، میں نہ ہوتا تو یقیناً غیر مفتوح رہتی یعنی کسی کے بس میں آنے والی نہیں تھی، کیا دُنیا کی کوئی قوت جیتے جی تجھ کو مجھ سے چھڑا سکتی ہے؟ پھر یہ علیحدگی کیسی! دیوانگی، استغراق فنا، مذہب عشق کی صرف اصطلاحات ہیں، میں تو تیرے خیال میں اسدرجہ مستغرق ہوں کہ وجود ذاتی کا مجھے پتہ نہیں! آخر کیوں؟ کیا تیرا دلفریب حسن تیری کافر ادائیاں اِس کا باعث ہیں؟ نہیں! تو عشق مجسم ہے! تو ستی شباب کے سواجذبات میں اِسطرح ڈوبی ہوئی ہے کہ تیری غایت زندگی صرف محبت ہے اور کچھ نہیں!

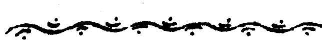
ہاں تونے عشق کا جواب عشق کی شمشیر سے دیا اور میں مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا یعنی بازی ہاری! ہائے کتنی دلچسپ فتح ہے! لیکن آخر مجھے اپنی شکست پر ناز کیوں ہے؟ اِس لیئے کہ یہ "شکست" دُنیا کے اور دیوانوں کے حصے میں کبھی نہیں آئی، آرزوئیں اور قصے ہی رہے! مطلوب کا ملنا دوسری دُنیا کیلئے اُٹھا رکھا گیا! یہ خیال کہ تجھے مجھ سے محبت ہے جان دیدینے کے لیے کافی ہے!

تجھ کو پاکر چاہیئے تھا کہ بیقراری کچھ کم ہوتی، لیکن یہ کیسا روگ ہے جو کسی طرح چین نہیں دیتا، میں دیکھتا ہوں کسی طرح چین نہیں تیری جُدائی بلائے جان ہو رہی ہے"؟

تونے میری ایک سوئی ہوئی قوت کو جو حاسۂ انسانی میں سب سے زیادہ لطیف و شیریں ہے، چھیڑ چھیڑ کر جگا یا! تیری تطبیق اعضائی اور انگوٹھی پر نگ کی سی موزونیت تیری نفاست اور پاکیزگی فطرت کا ایک راز ہے سچ یہ ہے کہ تو یونانیوں کی محض "زہرۂ عریاں" نہیں بلکہ حُسن عشق کی مشترک دیوی ہے!

میری خاک ایک دن خاک ہو کر رہے گی لیکن وہ جو ہر غیر فانی یعنے تیرا عشق میری یاد دلاتا رہے گا، لیکن قبل اِسکے کہ یہ صورت پیش آئے، صورت دکھادے زندگی تو آج کا نام ہے، کل اختیاری نہیں تیرے ساتھ چند گھنٹے ہزار زندگیوں کے برابر ہیں، دیکھ میری عمر کا بڑھانا تیرے لیئے، کتنا آسان ہے!

(ماخوذ)



نارنگی کا شکوہ

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

ایک بھوری مگر بڑی آنکھ پلیٹ کی رنگینیوں سے متاثر ہوئی - آنکھ نے دل کو دعوت دی - دل نے دماغ کو شریک کیا - دماغ نے بازو کو حرکت دی اور ایک نسوانی ہاتھ پلیٹ کی طرف بڑھا - نازک سرخ سپید انگلیاں جو انگریزی وضع کی قیمتی انگوٹھیوں سے مزین تھیں کھلیں اور ایک نارنگی کو گرفت میں لے لیا۔

چھری نے دلبرانہ انداز سے چمک کر پتلی پتلی انگلیوں سے کچھ کہنا چاہا - کانٹے نے مغربی تبسم کے ساتھ کچھ درخواست کی - مگر انگلیوں کو حرکت نہ ہوئی - آخرکار وہ انگلی جسے مسلمانوں کی زبان میں شہادت کی انگلی کہتے ہیں - انگریزوں کی زبان میں فرسٹ فنگر بولتے ہیں - چھری اور کانٹے کی خدمات انجام دینے کے لیئے تیار ہوئی۔ غریب نارنگی نے انگلیوں کی گدگداہٹ محسوس کی - خدا کا شکر ادا کیا کہ جیسی میں نرم و نازک ہوں - ایسی ہی مجھے آغوش محبت میں لینے والی انگلیاں بھی نرم ہیں - مگر اس سیدھی سادھی بیوقوف کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس نرم مخمل کے نیام میں ظلم کا خنجر چھپا ہوا ہے۔

انگلیوں نے اعصاب سے مدد مانگی اعصاب نے کمک پہونچائی - انگلیاں دبیں اور نارنگی کو محسوس ہوا کہ وہ پنجۂ فولاد میں ہے - نارنگی ہندوستانی تھی ایٹیکیٹ سے واقف نہ تھی - مصیبت کے وقت تو اچھے اچھے ایٹیکیٹ بھول جاتے ہیں - نارنگی کو بھی ہوش و حواس درست نہ رہے - ایک چیخ ماری - چیخ کے ساتھ کچھ چھینٹیں مغربی خاتون کی آنکھوں تک پہونچ گئیں - اور کچھ آنسوؤں کے قطرے میز کے مقشّر پر گرے مغربی خاتون کی آنکھ نے اپنے آپ کو اس خون ناحق کے دھبّے سے بچانے کے لیئے بجلی کی طرح حرکت کی - آنکھوں کو رومال سے صاف کیا اور غریب نارنگی پر نازک انگلیوں کے نشتر سے عمل جراحی شروع ہوگیا۔

اب نارنگی کا سینہ چاک ہوچکا تھا - مغربی خاتون کی بھوری مگر بڑی آنکھ نے نارنگی پر ایک محققانہ نظر ڈالی - دیکھا کہ غریب ہندوستانی نارنگی کا سینہ بالکل صاف تھا - محبت کے نازک ڈوروں سے جگر کے پارے پیوستہ تھے - نرم و نازک مگر ظالم انگلیاں بڑھیں اور ایک جگر پارہ کو منہ تک لیجا کر بتیس دانتوں اور زبان کو بھی اس ظلم میں شریک کیا - زبان اور دانتوں نے انگلیوں کی اس دعوت پر کچھ خوشی کا اظہار نہیں کیا کیونکہ کسی قدر ترشی تھی۔

نارنگی کا چھلکا جو ایک دوسری پلیٹ میں بے دم پڑا ہوا - اپنے جگر پاروں کو ساتھ اس ظالمانہ سلوک کو دیکھ رہا تھا - اس سے نہ رہا گیا اور مغربی خاتون کی طرف نہایت ادب کے ساتھ مخاطب ہوا کہ - اے گلاب جیسی رنگت والی مغربی خاتون تم حاکم ہو میں مصیبت کا مارا زرد رو غریب ہندوستانی ہوں - خدا کے لیئے ہندوستانیوں پر اتنا ظلم نہ کرو - ایک ذرا سے ذائقہ کے لیئے اپنے ہاتھ معصوموں کے خون میں نہ رنگو ہندوستان کے حاکم ہمیشہ اپنی رعایا پر مہربان رہے ہیں تم بھی مہربانی سے پیش آؤ ہندوستان کے بادشاہوں نے تو غیر ممالک کے تاجروں کو سلطنت تک دیدی ہے تم زبان کا ذائقہ ہی قربان کردو۔

نارنگی کے جگر پاروں نے جو معدہ کی کشاکش میں گرفتار تھے شکم کے جیلخانہ میں چھلکے کی یہ درد بھری التجا سنی اور کہا ؎

ہم کو ان سے وفا کی ہے اُمید جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

جو کچھ ہم پر ظلم ہونا تھا وہ ہوچکا - ہم مصیبت زدہ ہیں - ہمارے ساتھ خدا ہے قدرت کے بازو میں بڑی طاقت ہے - یہ طاقت ہمیں مدد دیگی اور ہماری ترشی جگر کے سازش خانہ میں انقلاب پسند جراثیم تیار کر رہی ہے - ہمارا ہضم کرنا کچھ آسان نہیں ؏

ساغرِ تمنّا

(از مولوی سلیم الدین صاحب وکیل پرتور)

پہاڑیوں کے دامن میں چشموں کے کنارے درختوں کی چھاؤں میں ریتلی زمین پر ایک پُرفضا مقام ہو جس میں ایک گھاس پھوس کی جھونپڑی ہو جہاں روزانہ اُفق پر قرمزی اور سُرخ رنگ کی تختیاں دکھائی دیں ستارے رقص کرتے ذرے جھلکتے ہوں نسیم صبح اٹکھیلیاں کرتی ہو ہلکی ٹھنڈی شبنم کی پھوار پڑتی ہو ہر طرف چہچہے صبح سویرے کے ترانے ہوں اللہ اکبر کی آوازیں بھی گونجتی ہوں بس یہ پاکیزہ و پُرکیف آثار ہیں اور میں رہوں خدا کے نام کی مالا جپا کروں پھر بڑی آب و تاب سے سنہری کرنیں پھوٹیں چکا چوند پیدا کرنے والی شعاعیں پھیلیں رنگیلے چمکیلے پھول کھلیں - میری غذا تمام حلاوت بخش پھل ہوں اور ہمیشہ اس چشمے کا پانی پیتا رہوں جس کے اطراف کھجور کے درخت ہوں - اور جو خوشوں سے لدے ہوں۔

کوئل کوکتی ہو اچھلتی ہو گھنے جھاڑوں میں چکر لگاتی سن سن کرتی ہو ڈالیوں سے ڈالیاں ملتی اور تالیاں بجاتی ہوں - اور میں کسی کے محبت کا گیت گاتا رہوں - سنہری روپہلی دھوپ جبکہ مدھم پڑ رہی ہو تو قرمزی اور سنہری بادلی پریاں اُفق پر رقص کرتی ہوں - جب رات آئے چاند ایک محبوب کی شان سے نکلے تارے کلیوں کی طرح چٹک کر چمکنے لگیں لطیف و شفاف کرنوں کی بارش ہو ان کی اس نورانی شعاعوں سے یہ جنگل غرق تنویر ہو جائے اور اس کا چپہ چپہ انوار تجلی بن جائے - اس دم ہوا کے سرد جھونکے چلیں وہ مجھے تھپکتے رہیں اور میں سو جاؤں ؏

مجاز و حقیقت

(از حضرت مولنا مولوی سلیم الدین صاحب پانی پتی)

ہوئے دل سے مرے جذبات عشق اس ڈھنگ سے پیدا
شرارے جس طرح ہوتے ہیں قلب سنگ سے پیدا

مٹا دو اپنی ہستی کو اگر شہرت کے طالب ہو
نہ نام و ننگ ہو گا فکر نام و ننگ سے پیدا

جوانی چھائی جاتی ہے ترے رُخ پر عجب کیا ہے
ہزاروں حُسن کے کشمیر ہوں اس رنگ سے پیدا

سکھائی فصل گل کو تو نے جب طرز خود آرائی
نئے جلوے ہوئے گلہائے رنگا رنگ سے پیدا

حسینوں کے مرقع میں جو کی قدرت نے گلکاری
نہ ہوں گی صورتیں یہ خامۂ ارژنگ سے پیدا

عجب کیا کھینچ لے اپنی طرف جنت پرستوں کو
کہ ملکورے ہیں کوثر کے مئے گلرنگ سے پیدا

چلو اے مے کشو! گلزار میں جام و سبو لیکر
کہ آثار ابر کے ہیں چرخ مینا رنگ سے پیدا

کہیں ہیں یہ لعل لالہ کہیں ہیں خون کے چھینٹے
نشاں ہیں کوئے قاتل کے کئی فرسنگ سے پیدا

سکھاتا کون ہے یہ شعبدے اے آسماں تجھکو
ہزاروں رنگ ہوتے ہیں ترے نیرنگ سے پیدا

مکان و لامکاں دونوں سمائے جسکی وسعت میں
فضائیں تو نے کیں وہ میرے قلب تنگ سے پیدا

پس پردہ مغنیٔ ازل کو میں نے پہچانا
صدائیں کچھ ہوئیں ایسی رباب و چنگ سے پیدا

دیئے ہیں تجھکو قدرت نے وہ مضموں آبدار اے دل،
صدف میں بھی نہ ہوں موتی اس آب و رنگ سے پیدا

(از حضرت نوح ناروی)

اُس کا پیکاں جو چبھا میں یہی سمجھا دل میں
دل ہوا اور بھی شاید کوئی پیدا دل میں

مل گئی دشت نوردی سے فراغت اُس کو
قیس کیوں دل میں نہ خوش ہو کہ ہے لیلا دل میں

پھر گئے اشک ہمارے تو ہوا کیا حاصل
تھا جو آنکھوں میں کبھی اب ہے وہ دریا دل میں

ہم جو بدمست ہوئے تھے مئے روحانی سے
آج تک ہے اثر نشۂ صہبا دل میں

چار ٹکڑے مرے دل کے نہیں کرتے اے نوح
بس بنا دیتے ہیں وہ نقش چلیپا دل میں

(از جناب حامد اللہ صاحب افسر میرٹھی)

اثر دیکھا دعا جب رات بھر کی،
ضیا کچھ کچھ ہے تاروں میں سحر کی

تڑپ اُٹھے لحد کے سونے والے
زمیں کی سمت کیوں تم نے نظر کی

ہوئے رخصت جہاں سے صبح ہوتے
کہانی ہجر کی یوں مختصر کی

سحر کو موت کی مانگیں دعائیں
دعا مقبول ہوتی ہے سحر کی

یہ خوش سامانیاں وحشت کی افسر
کہ جنگل میں بنا ڈالی ہے گھر کی

(از جناب سید ہادی حسین صاحب ہادی مچھلی شہری)

کچھ دنوں راحت و آرام دل و جاں نہ سہی
غیر ممکن ہو خواہش تری آساں نہ سہی

رخنت حسرت سے ہے آباد سیفانۂ دل
بے مروت تری امید کا ساماں نہ سہی

میری قسمت تو سمجھتی ہے نتیجہ کیا ہے
مدعا واقف راز غم پنہاں نہ سہی

کم نہیں جور فراواں کی توجہ بھی مجھے،
میری قسمت میں ترے لطف کا احساں نہ سہی

حاصل عشق ہیں دونوں تو میں ناکام نہیں
دولت درد تو ہے دولت درماں نہ سہی

رنگ لائیگا کبھی خون تمنا میرا
خواہش جور تری آج پشیماں نہ سہی

مشغلہ دست جنوں کو ہے میسر اب بھی،
دامن غیر تو ہے میرا گریباں نہ سہی

خون ہے دل میں آنکھوں سے بہے گا ہنوز
اور کچھ دن ابھی گلکاری داماں نہ سہی

حاصل عشق ہے وحشت کی بھی شہرت ہادی
ضبط غم بخیہ گر چاک گریباں نہ سہی،

(از جناب اقدس حیدر آبادی)

خدا جانے کہاں کا بیر ہے چشم مروت کو
کہ خاطر میں نہیں لاتی کبھی برگشتہ قسمت کو

خدارا اے جمال دوست تو اپنے کرشموں سے
ذرا آباد کر دے میری دنیائے محبت کو

غشی ہونے کو ہے طاری مرے صبر و تحمل پر
سنبھلنے دے تو لے ذوق نظر مجھ محو حیرت کو

مرے چہرے پہ پاؤ گے نہ تم غم کا نشاں کوئی
مرے دامن پہ دیکھو گے نہ ہرگز اشک حسرت کو

کہاں جاتے ہو تم تربت مٹا کر مرنے والے کی
جھٹک دو دامن دل سے ذرا گرد کدورت کو

زباں ٹکڑے ہوئی جاتی ہے جرم دادخواہی پر
سزا اچھی ملی ہے شکوۂ سنج درد اُلفت کو

یہاں سے کالے کوسوں دور ہے صبح وطن اقدس
غنیمت جانتے ہیں ہم بھی اپنی شام غربت کو

(محمد عبد الحمید برق جستوردی مچھلیوری)

وہ عالم جمال رخ پردہ پوش تھا
صد چاک جس سے میرا گریبان ہوش تھا

فرقت میں ایسی ظلمت شبہائے یاس تھی
جس میں چراغ آرزو میرا خموش تھا

افشائے راز فرمائے عشق سے نہ ہو
بدمست ہو گیا تھا مگر اتنا ہوش تھا

رسوائیاں تھے دامن صد چاک و چاک جیب
وحشت میں پردہ در مرا ہر پردہ پوش تھا

اختر شماری شب فرقت کا ہے خمار
میں بادہ نوش ہوں نہ کبھی بادہ نوش تھا

دامن تھا تار تار، جگر بیاباں تھا چاک چاک
وحشت کا جوش تھا کہ قیامت کا جوش تھا

یہ خیریت ہوئی کہ شب تار ہجر میں
رونق فزا تصور گیسو بہ دوش تھا

میں بہر دید حسن و شنید پیام وصل،
ایجاں یونہی نہ کب ہمہ تن چشم و گوش تھا

غرقاب ہوتے ہوتے بچی کشتی حیات
امواج بحر غم میں قیامت کا جوش تھا

اے برق اب سکوں میں ہے وہ شورش خیال
خاموش ہے وہ دل بھی جو جذبات کوش تھا

صنف نازک کیلئے

تعلیم نسواں

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

اگر کسی ملک کی تہذیب و شائستگی کا اندازہ کرنا ہو تو اس ملک میں تعلیم نسواں کے رواج کو دیکھو۔ غیر متمدن ممالک میں عورت کو عورت نہیں سمجھا جاتا۔ وہ غریب ایک لونڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک خادمہ سے زیادہ اس کی عزت نہیں۔ مہذب ممالک میں عورتوں کو کافی تعلیم دی جاتی ہے اور مردوں سے زیادہ ان کو قابل احترام سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستان میں عورتیں ایک درمیانی حالت میں ہیں۔ مردوں کی نسبت انہیں کھانے پہننے کو اچھا ملتا ہے۔ شوہر کی حیثیت کے مطابق وہ زیورات سے بھی آراستہ رہتی ہیں اور سچ یہ ہے کہ وہ جس حال میں ہیں اپنی جگہ خوش ہیں۔ اگرچہ اس خوشی کا بڑا سبب یہ ہے کہ وہ دنیا اور اس کے حالات سے بے خبر ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ وہ ہندوستان جو تعلیم نسواں کا دشمن تھا جو عورتوں کی تعلیم کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ موجودہ زمانہ میں تعلیم نسواں کا حامی ہے تعلیم ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔ جو لوگ تعلیم نسواں کی طرف سے غافل ہیں وہ اپنی مستورات کو دیدہ و دانستہ حیوانیت کے قعر پستی میں گرانا چاہتے ہیں۔

بعض کوتاہ اندیش عورتیں تعلیم نسواں کو فضول محض خیال کرتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ عورتیں لکھ پڑھ کر کیا کریں گی۔ ان کو نوکری نہیں کرنی۔ ان کو تجارت نہیں کرنی۔ ان کو روپیہ نہیں پیدا کرنا۔ لیکن تعلیم کا یہ مقصد نہیں ہے تعلیم کا مقصد اس سے بہت بلند ہے۔

اگر ماں تعلیم یافتہ ہے تو اولاد یقینی طور پر تعلیم یافتہ ہوگی۔ کیونکہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت نہایت مناسب طور پر کر سکے گی۔ اگر خدانخواستہ بچوں کی تربیت میں خامیاں رہجائیں گی وہ زندگی بھر والدین کی تلخ کامی کا سبب رہینگے غریب ہندوستانی باپ کو فکر معاش سے فرصت ہو تو اولاد کی طرف توجہ کر سکتا ہے۔ ماؤں کو بچوں کو تعلیم و تربیت کا زیادہ موقع ملتا ہے اس لئے ان کو تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے تاکہ وہ اپنی آئندہ زندگی کو اولاد کی خوشحالی سے مسرت کی دنیا بنا سکیں۔ جن بچوں کو ابتداء میں اچھی تعلیم و تربیت کا موقع نہیں ملتا وہ عمر بھر خراب و خستہ رہتے ہیں ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج ۔۔ تا ثریا می رود دیوار کج

اندھے کی رہنمائی اندھے سے ناممکن ہے۔ اس طرح ایک جاہل ماں اپنے بچے کی جہالت دور نہیں کر سکتی۔ اور اس کی تعلیمی نگہداشت اس کے لیئے ناممکن ہے۔ مگر ایک تعلیم یافتہ ماں اپنے بچے کی تعلیم سے پوری دلچسپی لے سکتی ہے اور اسکی ہمت افزائی کا باعث بن سکتی ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے علاوہ شوہر کی دلداری دلجوئی بھی نہایت ضروری ہے جو تعلیم کے بغیر ناممکن ہے۔ ایک تعلیم یافتہ شوہر اور جاہل بیوی کی گفتگو کا خود اندازہ کر لو کہ کتنی دلچسپ ہوگی۔ ایک جاہل بیوی کا خدمت کرنا تو درکنار وہ غریب تو اس قابل بھی نہیں کہ خاوند کو غم کے وقت تسلی اور مشکلات میں مشورہ دے سکے۔ قدرت نے اسے زبان دی ہے مگر بے کار۔ ایک جاہل عورت کی زبان قوت گویائی سے محروم ہوتی ہے۔

جاہل عورت۔ پست خیال ہوتی ہے۔ اس لیئے وہ خاوند کو بھی پستی کی طرف لیجانا چاہتی ہے۔ وہ اس کے بلند ارادوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ وہ اس کے تمام ولولوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام عمر مصیبت کے سوا۔ مسرت کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں آتا۔ اولاد بھی پست خیال ہوتی ہے اور وہ بھی تمام عمر تباہ و برباد رہتی ہے۔

بعض کوتاہ بیں یہ خیال کرتے ہیں کہ عورتوں میں تعلیم سے آزادی کی رو دوڑ جائیگی اور وہ گھر کے تمام کاروبار سے دست بردار ہو کر ان کی زندگی کو مصیبت میں ڈال دیں گی۔ تعلیم اگر در حقیقت تعلیم ہے تو کسی صورت میں بھی نقصان دہ نہیں ثابت ہو سکتی۔ اپنی بیویوں کو تعلیم دو اور پھر دیکھو کہ تمہارا مکان باغ ارم ہوگا۔ تمہاری آسائش قابل رشک ہوگی۔ تمہاری زندگی مسرت آمیز زندگی کہلائیگی

بہرکیف ہندوستان تعلیم نسواں کے بغیر کبھی خوشحال نہیں بن سکتا۔ اگر تعلیم نسواں کا رواج عام نہیں ہوگا تو آئندہ نسلوں کو کبھی پھولنا پھلنا نصیب نہیں ہو سکتا۔ اگر آج سے ہندوستان کا ہر شخص تعلیم نسواں کو اپنا فرض سمجھ لے اور بچوں کی تعلیم کو لازمی قرار دیدے۔ تو آج سے پندرہ برس کے بعد ہندوستان کا دور بالکل پلٹ جائے گا۔ جہالت ہمیشہ کے لیئے ہندوستان سے مٹ جائیگی دنیا کے تمام علوم و فنون گذشتہ دور کی طرح پھر ہندوستان میں چمک اٹھیں گے اور ہندوستان تمام متمدن ممالک کے دوش بدوش ترقی کرتا ہوا دکھائی دے گا۔

اگر آپ نمبر خریداری نہیں تحریر فرمائیں گے تو ہم تعمیل ارشاد سے مجبور ہیں۔
مینیجر

خوشنودی شوہر

اپنے شوہر کو رضامند اور خوش رکھنا ہر عورت کی زندگی کا سب سے مقدم اور سب سے اعلیٰ فرض ہونا چاہیئے۔ اور یہ بات اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جب کہ بیویاں اپنے شوہروں کی مزاج داں اور طبیعت شناس ہوں۔ ہندوستان میں عورت کی ترقی اور عروج کا دائرہ نہایت محدود ہے۔ اور اسکی تمام ترقی صرف ایک شوہر کے اشارہ چشم پر موقوف ہے۔ لیکن ہم دوسرے کی رضا جوئی اور خوشنودی کا خیال اُسیوقت کر سکتے ہیں۔ جب کہ ہم اس کو اپنے سے برتر اور افضل خیال کریں۔ ہندوستان میں چونکہ تعلیم نسواں نہایت ابتدائی حالت میں ہے۔ اس واسطے بعض اوقات تعلیم یافتہ بیوی کی نسبت اس قسم کے خیالات ظاہر کیئے جاتے ہیں۔ جو تعلیم نسواں کی اشاعت کے دروازوں کو بجائے وسیع کرنے کے اور زیادہ محدود اور تنگ بنا دیتے ہیں۔ اور اس سے نہ صرف ان خاص بیوی کو بلکہ ہندوستان میں عام تعلیم نسواں کو سخت نقصان پہونچتا ہو۔

تغیر اور تبدیلی ہر چیز پر اعتراض کرنے والے پیدا کر دیتی ہی۔ ابتدا میں مردوں اور خاص کر انگریزی تعلیم اور انگریزی طرز معاشرت کے اختیار کرنے والے مردوں پر اعتراضوں کی بوچھار ہوتی رہی اور طرح طرح کی برائیاں ان کی طرف منسوب کی جاتی تہیں۔ لیکن جب ایک عرصے تک ان باتوں کے دیکھنے کی لوگوں کو عادت ہو گئی۔ تو وہ اعتراضات اب قریب قریب بند ہو گئے۔ یہی حالت آجکل عورتوں کی ہے۔ چونکہ مسلمان عورتوں میں تعلیم ابھی بہت کم ہے۔ اسی واسطے تعلیم یافتہ اور نئی روشنی کی عورتوں کی ایک ایک بات اور ان کا لباس۔ ان کی بات چیت اور ان کا ایک ایک کام نہایت تجسس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور اُن پر ڈھونڈ ڈھونڈ کر اعتراض کیئے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں تعلیم یافتہ عورتوں کا خاص کر یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے کسی قول اور فعل سے اس بات کا موقع نہ دیں جس کے سبب سے ان کی اچھی باتوں پر بھی پردہ پڑ جائے ۔

اگر تعلیم یافتہ بیویاں اپنے شوہروں کو رضامند رکھنے کی کوشش کرینگی تو ان کو تعلیم نسواں کے پھیلانے کا شوق ہوگا۔ اور اگر انہوں نے اپنے شوہروں کی پاسداری اور خاطر داری نہ کی۔ تو مرد تعلیم نسواں کے مخالف ہو جائیں گے۔ اور چونکہ عورتوں کی تعلیم کم از کم ہندوستان میں ابتک بالکل مردوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اس واسطے اگر مردوں نے تعلیم یافتہ بیبیوں کے برتاؤ کو ناپسند کیا۔ تو عورتوں کی ترقی کا راستہ بند ہو جائے گا۔

ایک اور بات یہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ لڑکیوں کے واسطے خاص کر تعلیم یافتہ شوہروں کی ضرورت ہے۔ اور غیر تعلیم یافتہ بی بی جاہل اور ناشائستہ مرد کے ساتھ بھی اپنی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ لیکن اگر پڑھی لکھی اور شائستہ لڑکی وحشی خاوند کے پالے پڑ جائے۔ تو اسکی زندگی وبال جان اور اس کا گھر دوزخ ہو جائے گا۔ اور اگر تعلیم یافتہ مردوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ پڑھی لکھی عورتیں اپنے شوہروں کو خوش نہیں رکھ سکتیں یا ان کا اچھی طرح وقار اور دلدہی نہیں کر سکتیں۔ تو تعلیم یافتہ لڑکیوں کو شریف اور تعلیم یافتہ شوہروں کا ملنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیئے نئی روشنی کی بیویوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنی ناکتخدا بہنوں کا خیال کر کے اپنی زندگی کو مردوں پر دوبھر نہ بنائیں۔

یہ صحیح ہے کہ تعلیم یافتہ بیبیاں غیر تعلیم یافتہ بیبیوں سے بہت زیادہ اپنے شوہروں کی طرف سے پاس خاطر۔ عزت اور دلجوئی کی مستحق ہیں۔ اور غیر تعلیم یافتہ بیبیوں کی طرح ان کے ساتھ شوہروں کا برتاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ تعلیم کی وجہ سے ان میں احساس زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسواسطے وہ اپنے شوہروں کی خفیف سی کج ادائی کو بہت محسوس کرتی ہیں۔ لیکن پھر بھی مرد عورت کی طرف سے بہت زیادہ وقار کا مستحق ہے۔ عورتیں اپنے صبر اور مرد اپنے غرور کے واسطے زیادہ مشہور ہیں۔ اور تعلیم یافتہ بیوی کو اپنے صبر اور مردوں کے غرور کا خیال ہر وقت رکھنا چاہیئے۔ (ماخوذ)

اشتہاری شادی

(۱)

لوگ سکندر کو برا کہتے ہیں کہ اُس نے آئینہ بنا کر حسینوں کو مغرور کر دیا ورنہ اُن کے خیال میں دو ڈہائی ہزار سال پہلے ارباب حسن وجمال میں غرور و نخوت کا ذرا بھی شائبہ نہ تھا اور حسینوں کو خبر بھی نہ تھی کہ قدرت نے اُنہیں عشاق کی بربادی کے لیئے کیسے خونخوار اسلحہ مثلاً تیر نگاہ تیغ ابرو خنجر مژگاں وغیرہ وغیرہ عطا کیئے ہیں۔ لوگ سکندر کو بُرا کہتے ہیں اور ہم چودہویں صدی کے افسانہ نویسوں کو اس سے کم مورد الزام نہیں سمجھتا جنہوں نے پہلے تو دلوں میں عشق و محبت کے جذبات پیدا کیئے اور پھر عشق کے لیئے طرح طرح کے امتیازات قرار دیئے کیونکہ اُن کے افسانہ کی ہیروئن ہمیشہ ایسی حسین ہوتی ہے کہ جنت کی حوروں میں کوئی عیب نکل آئے لیکن اُس کے نقش و نگار اور حسن وجمال میں نقاد سے نقاد کو حرف گیری کا موقع نہیں مل سکتا اور پھر وہ عموماً کسی امیر کبیر کی بیٹی ہوتی ہے۔ بنگلوں اور کوٹھیوں میں رہتی ہے۔ دن میں کئی کئی بار لباس بدلتی ہے۔ اُس کے گرد و پیش امامن نصیبن۔ امیرن حسینی عباسی۔ گل بہار چنبیلی۔ سوسن وغیرہ وغیرہ کنیزوں اور ماماؤں کا ہجوم رہتا ہے۔ وہ تعلیمیافتہ اور خط و کتابت میں مشاق ضرور ہوتی ہے۔ ناول لکھنے والوں نے اپنے ناولوں میں ایسی ایسی لڑکیاں پیش کی ہیں کہ اُن کی صفات معلوم کر کے حسن پرست اور عاشق مزاج نوجوانوں کا تخیل بہت بلند ہو گیا ہے اور جب تک وہ تمام لوازم کی طرف سے مطمئن نہ ہو جائیں اُسوقت تک عشق و محبت کی گدگدی اُن کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ اِن ناولوں سے پہلے عشاق کو چنداں امتیاز نہ تھا مجنون کا واقعہ اگر کوئی واقعہ ہے تو سُنتے ہیں کہ وہ ایک سیاہ فام لڑکی پر فریفتہ ہو گیا تھا جس کا نام عربی میں لیلا اور اُردو میں "کلو" تھا۔ پنجاب کے مایۂ ناز عشاق ہیر و رانجھا شاید مویشی چراتے تھے اور اُن کی کورٹ شپ کسی پارک یا کسی کوٹھی کے بجائے چراگاہوں اور جنگلوں میں واقع ہوئی تھی۔ وامق و عذرا بھی نہ کسی یونیورسٹی کے گریجوایٹ تھے اور نہ اُنکی معاشرت میں یورپین تکلفات کو دخل تھا۔ شیریں ضرور شہزادی تھی لیکن فرہاد نے نہ کسی کالج میں تعلیم پائی تھی اور نہ استنبول کی ٹوپیاں اور لندن کی جوتیاں اُس کے استعمال میں آتی تہیں۔ کالی سرج کے کوٹ اور سفید فلالین کی پتلون بھی یقیناً وہ زیب تن نہیں کرتا تھا اور شاید یہ خیال بھی صحیح ہو کہ اُس زمانہ میں وہائٹ وے لیڈلا کی "فیشن فشاں" دوکان بھی نہیں کھلی تھی۔ غرض اگلے زمانہ میں حسن و عشق کا تخیل بہت پست تھا اور لوگ گورے کالے کا امتیاز کیئے بغیر عاشق ہو جاتے تھے۔ اب جب سے یہ ناول اور اُن کی مخصوص وضع کی لڑکیاں ملک میں پھیلی ہیں نوجوانوں کے خیالات خراب ہو گئے ہیں اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ اب لڑکے ایسے سعادت مند نہیں رہے کہ پہلی کی طرح والدین جہاں چاہیں اُن کی شادی کر دیں۔ یہی حالت ٹھکیدار کالے خاں کے فرزند ارجمند میاں روشن علی خاں کی تہی۔

(۲)

ٹھیکیدار کالے خاں حسب نسب کے لحاظ سے کچھ زیادہ خوش قسمت نہیں تھے معمولی درجہ کے پٹھان تھے اور شباب کی ایک غلط کاری سے انہوں نے اپنی ذات پات کا مسئلہ اور زیادہ نازک بنا لیا تھا یعنی اُن کی اہلیہ محترمہ جو شادی سے پہلے محبوبہ کی حیثیت رکھتی تہیں گداگروں کی نسل سے تہیں۔ اگرچہ شرافت نسبی اور وجاہت عرفی سے خاں صاحب محروم تھے لیکن اُن کی مالی حالت قابل اطمینان تہی اور اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ دولتمند تھے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی خاندانی روایات کے مطابق ایک حرف نہیں پڑھا تھا اور بڑھاپے کی حالت میں دستخط کی ضرورت سے اپنا نام لکھنا سیکھ لیا تھا لیکن اپنے اکلوتے بیٹے کو جو اپنے رنگ اور اپنے باپ کے نام کے برعکس روشن علی خاں نام رکھتا تھا کافی تعلیم دلوائی تہی اور انٹرنس پاس ہونے کے بعد اُسے ایک مشہور کالج میں بھیجکر یونیورسٹی کی مسلمہ خراد پر گریجوایٹ بنوا لیا تھا۔ مسٹر روشن علی خاں بی اے اسم بامسمیٰ تھے انگریزی تعلیم اور کالج کی برکات سے اُنہوں نے کماحقہ فائدہ اٹھایا تھا اور اعلیٰ درجہ کی روشن خیالی اپنے دماغ میں پیدا کی تہی جس طرح بعض عربی مدارس کے تعلیم یافتہ علما مسلمانوں کی ادنےٰ کوتاہی پر بے دہڑک کفر کا فتوےٰ لگا دیتے ہیں اِسی طرح اس مشہور کالج کے اکثر تعلیم یافتہ اُس شخص کو انسان سمجھنے میں تکلف کرتے ہیں جو کوٹ پتلون۔ کالر۔ ٹائی وغیرہ سے آراستہ اور کم از کم گریجوایٹ نہ ہو۔ اگر اُس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہو اور وہ چند مہاجنوں کا مقروض بھی ہو تو اُسکی انسانیت اور زیادہ مکمل ہو جاتی ہے۔ روشن جس نے کئی سال اسی فضا میں پرورش پائی تہی اور اسی آب و ہوا میں نشو و نما حاصل کیا تھا اپنی ہر ادا سے ان خیالات کی ترجمانی کرتا تھا چنانچہ اُس کا فرض تھا کہ اپنے باپ کو "ہر دم نام محمد کالے" جیسے بہترین سجع کا مالک ہوتے پر بھی ذلیل سمجھے۔ کیونکہ اُس کے مفروضہ معیار کے مطابق اُسمیں کوئی بات نہیں پائی جاتی تہی۔ وہ اُسوقت کس قدر خجل نظر آتا تھا جب کسی فارم پر ولدیت لکھنے کی ضرورت پیش آتی تہی۔ وہ اپنے خاندان کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا کیونکہ خاندان میں تعلیم یافتہ تو درکنار خواندہ اشخاص بھی بہت کم تھے جب وہ یہ دیکھتا تھا کہ اعزہ میں سے کوئی محنت مزدوری کرتا ہے۔ کوئی پنساری کی دوکان کر رہا ہے کوئی گنڈیریوں اور فصلی میووں کی فروخت پر زندگی بسر کر رہا ہے کوئی عدالتمیں چپراسی یا پولیس میں چوکیدار ہے تو اُسے سخت شرم آتی تہی وہ بے ساختہ

یہ جذبہ پیدا ہوتا تہا کہ کسی دوسرے ملک یا کم از کم کسی دوسرے شہر میں اقامت اختیار کرے جہاں اُسکی خاندانی اور نسبی حالت سے کوئی شخص آگاہ نہ ہو۔

(۳)

روشن تو اس خیال میں تہا اور اُدہر والدین کو شادی بیاہ کی فکر تہی۔ جس دن سے روشن کے اِمتحان کا نتیجہ نکلا تہا اور یہ معلوم ہوا تہا کہ اب والدین اُسکی شادی کے خیال میں ہے اُسوقت سے خاندان کی لڑکیاں اُس کے پیام کے لئے اس طرح گوش بر آواز تہیں جس طرح ابرنیساں کے لیئے سمندر کی سیپیاں آمادۂ قبول رہتی ہیں۔ آخر کار میاں روشن کی والدہ نے اُن کے لیئے اپنے عم زاد بھائی گنڈو شاہ کی لڑکی سے نسبت تجویز کی جو حسن صورت کے لحاظ سے اس دعویٰ کو صحیح ثابت کرتی تہی کہ خوبصورتی صرف شرفا کی میراث نہیں ہے اور جو نیک سیرتی کی بنا پر اس جدید نظریہ کی بنیاد ڈالتی تہی کہ نیکی نسبی کمزوریوں کے باوجود بہی ایک انسان میں پائی جاسکتی ہے۔ گنڈو شاہ کی صاحبزادی کا نام خیرا تہا اور سچ یہ ہے کہ اسم بامسمیٰ تہی اور اگرچہ اُس کا باپ بہار و بنگال میں بڑی شان کے ساتھ کبہی پیر اور کبہی خدا رسیدہ بزرگ بنکر بہیک مانگتا تہا یا بالفاظ مہذب نذر و فتوح حاصل کرتا تہا لیکن اِس سے خیرا کی ذات پر کوئی اثر نہ تہا۔ روشن کو جب معلوم ہوا کہ گنڈو شاہ کی لڑکی سے اُس کی شادی تجویز ہوئی وہ نہایت مشتعل ہوا۔ اور اُس نے نہ صرف اپنی ماں کو بلکہ اپنے باپ کو بہی اسی ڈائرکٹ انسلٹ پر بہت بُرا بہلا کہا۔ اُسے نہایت قلق تہا کہ والدین اُس کی حقیقی عظمت اور صحیح پوزیشن سے آگاہ نہیں ہیں ورنہ کجا مسٹر روشن علیخاں بی۔ اے اور کہاں گنڈو شاہ؟ اس واقعہ سے متاثر ہو کر والدین چندماہ تک خاموش رہے لیکن ماں کی محبت پہر جوش زن ہوئی اور اُس کے دلمیں بیٹے کی خانہ آبادی کا ارمان پیدا ہوا۔ اب کے اُس نے کالے خاں کے ایک خالہ زاد بہائی کی لڑکی کے متعلق خیال آرائیاں شروع کیں۔ اِن کا نام فتے خاں تہا جو اگر ن یا کم از کم علیگ ہوتے تو فتے سے فتح اللہ فتح علی خاں بن سکتے تھے لیکن وہ پنساری کی دکان کرتے تھے اور ہلدی مرچ کی پوڑیاں باندہنے کا مشغلہ فتے کے سوا کسی دوسرے نام کا متحمل نہیں ہو سکتا تہا لڑکی صورت شکل اور طور طریق کی اچھی تہی۔ ماں کا انتقال ہو چکا تہا کہانا پکانا سینا پرونا چہوٹے بہائی بہنوں کی دیکھ بہال آئے گئے کا خیال غرض گہر کا تمام کام کاج اُس نے بڑے سلیقہ کے ساتھ سنبھال رکہا تہا۔ روشن کو جب معلوم ہوا تو اُس نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ اور والدین سے صاف کہدیا کہ وہ اس معاملہ میں دخل نہ دیں۔ ماں نے کہا کہ جب تک ہم زندہ ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم تمہاری بہلائی سے باز رہیں۔ خیر اگر تم ہماری تجویز کے مطابق شادی نہیں کرنا چاہتے تو جس جگہ تمہاری مرضی ہو اُس جگہ ہم تمہارا پیام بہیجیں روشن کو ماں کی یہ بات پسند آئی اور اُس نے اہل شہر پر ایک نظر ڈالکر اور احباب سے تحقیق حال کر کے ماں کو چار نام بتائے کہ اِن میں سے کسی ایک کی لڑکی سے وہ شادی کرے گا۔ پہلا نام مولوی سید محمد شفیع صاحب ڈپٹی کلکٹر کا تہا جو نسبی شرافت میں خاص امتیاز رکہتے تھے۔ دوسرا نام شیخ محمد رضا بی اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ تہا جو نہ صرف وکالت میں غیر معمولی کامیابی حاصل کر چکے تھے بلکہ ذات پات کے لحاظ سے بہی شہر کے نامور شرفا میں شمار ہوتے تھے۔ تیسرا نام مسٹر عبدالرحیم خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا تہا جنکو کابل سے آئے چوتہی پشت تہی اور اعلیٰ درجہ کے درانی پٹھان سمجھے جاتے تھے۔ چوتہا نام مرزا خدایار بیگ کا تہا جو دس ہزار روپے سالانہ کے سرکاری مالگذار اور شہر کے نامور زمیندار تھے۔ اگر اِن میں سے کسی جگہ روشن کو کامیابی ہو جاتی تو اُسکی وجاہت ذاتی اور آئندہ نسل کی نیکنامی میں ذرا بہی شبہ نہ تہا لیکن جب اِن لوگوں کے گہر اُس کا پیام پہونچا تو مشاطہ کو اپنی آبرو سنبہالنی اور جان بچانی دشوار ہو گئی کیونکہ شہر کا بچہ بچہ کالے خاں سے اچھی طرح واقف تہا۔

روشن کو اپنے پیام کے ہر جگہ مسترد ہونے سے سخت مایوسی ہوئی۔ وہ سمجہتا تہا کہ اِس مخصوص کالج میں چند سال رہ کر انسان عام سطح سے بہت زیادہ بلند ہو جاتا ہے اور گریجوایٹ بننے کے بعد نہ صرف دولت و ثروت کے درباروں میں اُسی کرسی ملنے لگتی ہے بلکہ حسب نسب کی قیود سے بہی وہ مستثنیٰ سمجہا جاتا ہے۔ لیکن اُس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔

(۴)

جب اپنی برادری کے سوا جسے روشن نہایت ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکہتا تہا شادی کی کوئی بہتر صورت نظر نہ آئی تو اُسے بڑا قلق ہوا کیونکہ اب متاہلانہ زندگی کے لیئے اُس کا دل بیچین تہا اور طبیعت چاہتی تہی کہ بستر کی طرح اُسکے نام کیساتہ بہی لفظ "مسز" کا خوشگوار اضافہ ہو جائے۔ روشن پہر گریجوایٹ تہا اور گریجوایٹ بہی ایک ایسے کالج کا جس کا ہر ذرہ اپنے آپ کو روشن خیالی کا آفتاب سمجہتا ہے اور جس کے طلبہ عاقبت اندیشی کی بنا پر اپنے گوشہ دین آگے کی طرح پیچھے بہی روشن لگانا ضروری سمجہتے ہیں فوراً اُس کا ذہن شادی کی جدید صورت کی طرف منتقل ہوا۔ اُس کے پاس انگریزی کے کئی اخبارات اور رسائل آتے تھے۔ اُردو کے اخبارات کو وہ ذلت و نفرت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ یہ نفرت اسوجہ سے نہیں تہی کہ وہ اخبار نویسی کے معیار سے واقف تہا اور دولتمند انگریزی اخبارات کے مقابلہ میں کم سرمایہ کے اردو اخبارات میں جو خامیاں پائی جاتی ہیں اُن سے آگاہ تہا نہیں اسکا سبب صرف یہ تہا کہ اُسے عملاً تعلیم دی گئی تہی کہ وہ اُردو کو اُردو بولنے والوں کو اُردو کتابوں کو۔ اُردو اخبارات و رسائل کو اور ہر اُس چیز کو جسپر "دیسی" کا اطلاق ہو سکے ذلیل سمجہے۔ لیکن اب وہ اپنی جدید اسکیم کے مطابق

مجبور تھا کہ چند اردو اخبارات کو بھی اپنی لائبریری میں بار عطا کرے۔ چنانچہ اُس نے اپنے مفید مطلب دو تین اخبار جاری کرائے جس طرح انگریزی کے فارغ التحصیل طلبہ پاینیر وغیرہ میں دیوانہ وار "وانٹڈ" پر نظر ڈالتے ہیں اسی طرح وہ اخبار کے اشتہاری کالموں میں شادی بیاہ کے اشتہارات تلاش کرتا تھا۔ اُس نے خود بھی اپنے متعلق کئی اخبارات میں اشتہار دے رکھا تھا لیکن تاحال کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ وہ اسی جستجو میں تھا کہ ایک دن پنجاب کے ایک ہفتہ وار اخبار میں حسب ذیل اشتہار اُس کی نظر سے گزرا۔

"ایک خوبصورت۔ نیک سیرت سلیقہ شعار۔ تعلیم یافتہ۔ شریف خاندان دوشیزہ لڑکی کے لیئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی کی عمر ۱۵ سال ہے۔ پچاس ہزار کی جائداد کی وارث ہے۔
المشتہر۔ ایف۔ ایچ۔ معرفت شیخ کریم بخش سوداگر فیض آباد

اس اشتہار سے روشن بالکل اس طرح متاثر ہوا جسطرح براہِ راست اپنے نام ایک نسبتی خط دیکھ کر اُس پر اثر ہو سکتا تھا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ دوشیزہ مشتہرہ کو اُن تمام اوصاف کا مجموعہ پاتا تھا جن کو وہ اپنی آئندہ بیوی میں دیکھنا چاہتا تھا۔ یعنے وہ حسین بھی تھی۔ نیک خصال بھی تھی سلیقہ مند بھی تھی۔ تعلیم یافتہ بھی تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شریف خاندان اور پچاس ہزار کی وارث تھی۔

(۵)

اُس نے فوراً مشتہر کے پاس جا کر خط لکھا جس کا قابل ذکر حصہ حسب ذیل ہے۔

میں شہر کے عمائدین میں ہوں۔ دولتمند ہوں۔ تندرست ہوں صحت بہت اچھی ہے... کالج کا گریجوایٹ ہوں۔ عنقریب ڈپٹی کلکٹر بننے والا ہوں۔ اگرچہ دولت۔ صحت۔ اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ ملازمت کے بعد شرافت خاندانی کا سوال باقی نہیں رہتا لیکن میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ نہایت شریف خاندان اور نجیب الطرفین ہوں۔ میرے تمام اعزہ و احباب اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہیں۔ براہ کرم صاحبزادی کا فوٹو بھیجدیجئے اور اگر آپ دقیانوسی خیال کی ہوں تو میں اس درخواست کی معافی چاہتا ہوں"

تین ماہ تک اس خط کا کوئی جواب نہیں آیا۔ اور روشن بالکل مایوس ہو کر اُن مقامات میں سلسلہ جنبانی کرنے لگا جہاں سے اُس کے نام اشتہار کی بنا پر خطوط آئے تھے لیکن ان میں سے کوئی جگہ اُسے پسند نہ تھی۔ وہ اپنے دل میں فیض آباد کی طرف بے اختیارانہ کشش محسوس کر رہا تھا۔ اور اُسے یقین تھا کہ اس جگہ شادی کر کے وہ اپنی زندگی عزت و مسرت کے ساتھ بسر کر سکے گا۔ چنانچہ اُس نے ایک دن خیالات سے مغلوب ہو کر ایک اور خط لکھا لیکن ابھی یہ خط فیض آباد پہونچا بھی نہ ہوگا کہ ایک رجسٹرڈ لفافہ روشن کو موصول ہوا۔ لفافہ کھولتے ہی وہ حیرت زدہ رہ گیا کیونکہ ناگاہ مسرتیں ہمیشہ حیرت کا باعث ہوتی ہیں۔

(۶)

یہ فیض آباد سے مسٹر ایف ایچ نے خط لکھا تھا اور ساتھ ہی دوشیزہ کا فوٹو بھی بھیجا تھا۔ فوٹو سے رنگ و روغن کا تو پتہ چلنا دشوار تھا لیکن نقش و نگار اور خد و خال روشن کو بہت پسند آئے۔ خط میں شادی کی شرائط درج تھیں جن کا خلاصہ یہ تھا کہ مہر ۲۵ ہزار روپے ہوگا۔ عقد اِس مہینے کی بیس تاریخ کو جمعہ کے دن ممکن ہے ورنہ پھر ایک سال کے بعد ہوگا۔ عقد کے بعد ہی عروس کی رخصت ممکن ہے۔ عروس سال میں تین ماہ فیض آباد رہا کرے گی۔ آپ اپنے ہمراہ دس بارہ آدمی لا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ خط میں کوئی بات ایسی نہیں تھی جس سے روشن کو بدگمانی یا ناگواری پیدا ہوتی۔ اس نے تمام شرائط قبول کر لیں۔ اور فوراً جواب لکھدیا کہ میں ۹ تاریخ کو (جس میں ابھی ایک ہفتہ باقی تھا) پہونچ جاؤں گا۔ خط لکھنے بعد روشن نے غور کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور کسے ہمراہ لے جانا چاہیئے۔ خط کے انداز کو اور فوٹو میں عروس کا لباس کو دیکھ کر اُسے اپنی سسرال کے "فیشن ایبل" اور "اپ ٹو ڈیٹ" ہونے کا یقین آگیا تھا اس لیئے والدین کی ہمراہی تو اُسے گوارا نہ ہوئی البتہ اُس نے ایک ملازم اور دو خوش پوش مگر فاقہ مست دوستوں کو جو اپنے کوٹ پتلون کو نباہنے کے بقدر انگریزی بھی جانتے تھے اپنے ساتھ لے جانے کے لیئے انتخاب کیا۔ چونکہ اُسے اندیشہ تھا کہ والدین ہمراہی کے لیئے اصرار کریں گے یا انتظام میں کوئی بے تمیزی سرزد کر دینگے اس لیئے وہ مناسب نہ سمجھا کہ اُن سے اس واقعہ کا اظہار کرے۔ ایک ہفتہ میں نئی پوشاک اور ضروری سامان شادی درست کر کے اور چلتے وقت رخساروں کا اچھی طرح شیو کرا کے وہ فیض آباد روانہ ہو گیا۔

(۷)

جمعہ کا مبارک دن تھا اور ستمبر کے مستی بار مہینے کی بیسویں تاریخ تھی کہ مسٹر روشن علی خاں نے شباب کے اس اہم فرض (شادی) سے سبکدوشی حاصل کی۔ شادی کے بعد وہ فیض آباد میں نہیں ٹھہرے اور سیدھے اپنے وطن کو چلے آئے۔ اُنہوں نے فیض آباد میں بیوی کی صورت نہیں دیکھی۔ اثنائے سفر میں بھی عروس کی انتہائی احتیاط اور شدت شرم و حجاب کی وجہ سے کوشش کے باوجود نظارہ میں کامیابی نہیں ہوئی۔ گھر پہونچکر جب والدین کو معلوم ہوا کہ گریجوایٹ

فرزند بصورت واحد نہیں بلکہ دوسرے عدد سے ضرب کھا کر پہونچا ہے تو اُن کی حیرت کی کچھ انتہا نہ تھی۔ وہ ماں جو دنیا کی تمام ماؤں کی طرح بیٹے کا سہرا دیکھنے کی آرزومند تھی اور وہ باپ جو تعلیم یافتہ فرزند کو اعزہ و احباب کے مجمع میں نوشاہ دیکھ کر فخر و مسرت حاصل کرنا چاہتا تھا اپنی توقعات کو پامال دیکھ کر نہایت رنجیدہ ہوا۔ لیکن گریجوایٹ بیٹے کی آواز نے دونوں کو خیر مقدم اور مرحبا کے لیئے تیار کر دیا۔ والدین نے وہ تمام مراسم ادا کیئے جو عروس کی آمد کے بعد رائج ہیں۔ رات کو بالاخانہ کے آراستہ برآمدے میں جبکہ ہلکے ہلکے بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے اور کبھی کبھی بجلی کی نظر سوزی و دتابیوں کو بجھاں بنے کی ہدایت کر رہی تھی روشن کو اپنی دلہن کی زیارت نصیب ہوئی۔ لیکن پہلی نظر میں اُسے محسوس ہوا کہ گویا مسہری پر ایک قد آدم آئینہ رکھا ہے جس میں اُسے اپنا عکس نظر آ رہا ہے۔ یعنے دلہن نہایت سیاہ فام تھی۔ یہ اطلاع بھی غلط تھی کہ اُسکی عمر ۱۵ سال ہے کیونکہ چہرہ کی پختگی اور قوے کی بالیدگی بائیسویں تیئسویں سال کی خبر دیتی تھی۔ مزید غور و فکر کے بعد گریجوایٹ شوہر کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ چہرہ پر ایک آنکھ قدرتی اور ایک پتھر کی ہے۔ لیکن اِن سب باتوں کے باوجود فوٹو بھیجا گیا تھا۔ وہ اصلی تھا۔ اب روشن کو ضرورت پیش آئی کہ دیگر امور کی بھی کافی تحقیقات کرے۔ چنانچہ فیض آباد کے دوسرے سفر میں اُس نے جو معلومات بہم پہونچائی وہ یہ تھی کہ موصوفہ ایک بازاری عورت کے بطن سے ہیں۔ یہ امر واقعہ تھا کہ وہ پچاس ہزار کی وارثہ ہیں لیکن معلومات میں اتنا اضافہ اور ہوا کہ جس پچاس ہزار .... کی جائداد کی وہ وارث ہیں اُس پر ستر ہزار کا بار ہے۔ غریب روشن کے لیئے اب چارہ کار کیا تھا اگر اُس نے کوئی اشتہاری دوا منگائی ہوتی تو واقع کے خلاف ہونے پر اُسے پھینک دیتا لیکن اشتہاری بیوی کے ساتھ اگر وہ کسی ایسے سلوک کا ارادہ کرتا تو پچیس ہزار دین مہر کی ڈگری اُس کے دونوں ہاتھ تھام لیتی۔ روشن نے اشتہاری شادی کا ارادہ اس لیئے کیا تھا کہ وہ اپنی خاندانی اور نسبی خامیوں کو پردیس میں چھپانا چاہتا تھا اُسے کیا خبر تھی کہ دنیا میں اس سے زیادہ بلند خیال لوگ بھی موجود ہیں اور وہ کیا جانتا تھا کہ اُس پر یہ مصرع صادق آئے گا کہ

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(مولانا) سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر

جنکو لایق داماد کی ضرورت ہو وہ پڑھیں

ایک صاحب صوبجات متحدہ کے ایک باشندے ہیں۔ شہر کے رہنے والے ہیں غیر شادی شدہ ہیں اٹھائیس سال عمر ہے۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ نہایت ذہین اور ہوشمند ہیں۔ صورت شکل بھی خاصی ہے۔ تندرست اور صحیح القوٰے ہیں۔ کاروباری معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس وقت ایک سو بیس روپے ماہوار پر ایک کارخانہ میں مینجری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت شریف خاندان ہیں۔ والد کا انتقال ہو چکا ہے باقی تمام اعزہ موجود ہیں۔ صاحب موصوف کو تجارت کا بہت شوق ہے اور بڑی تمنا ہے کہ وہ ایک بڑے کاروبار کے مالک بنیں اور اپنی زندگی عزت شہرت اور کامیابی کے ساتھ بسر کریں۔ اُن کا خیال ہے کہ تنخواہ میں سے تھوڑی سی رقم بچا کر یہ آرزو پوری کیگئی تو کامیابی ضرور ہو گی لیکن بڑھاپے تک۔ وہ اپنی جوانی اور بڑھاپے دونوں کو سرسبز اور کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیئے وہ ایک متمول گھرانے میں شادی کرنا چاہتے ہیں اور ایسی بیوی کے خواہشمند ہیں جو بذات خود یا اُس کے والدین کم از کم اتنے دولتمند ہوں کہ بیس پچیس ہزار کی رقم کاروبار میں لگا سکیں صاحب موصوف کو کسی طرح کی بد دیانتی یا بدنیتی مقصود نہیں وہ اس کاروباری زندگی سے خود بھی فائدہ اٹھائیں گے اور بیوی کے والدین کو بھی فائدہ پہونچائیں گے۔ وہ مسلمان سنی المذہب سید ہیں لیکن اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُنہیں بیوی کے متعلق اس سے زیادہ کچھ خیال نہیں کہ وہ مسلمان ہو قوم اور ذات کی کوئی قید نہیں خوبصورتی اور بدصورتی کا کوئی امتیاز نہیں۔ خواہ دوشیزہ ہو خواہ بیوہ ہو خدا جانے ہندوستان میں ایسے کتنے کاروباری اور دولتمند اشخاص ہونگے جنکو ایک ایسے لایق داماد کی ضرورت ہو گی جو اُن کو کاروبار میں مدد دے یا اُن کی دولت کی افزائش کا باعث ہو۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کے لیئے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اس کار خیر کے لیئے آمادہ ہوں وہ ہر طرح اپنا اطمینان کر سکتے ہیں کہ نوجوان موصوف کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اِس پتہ سے خط و کتابت ہونی چاہیئے۔

ایم۔ اے

بتوسط رسالۂ "دین و دنیا" دہلی

عورتوں کا کتب خانہ

خلافت صدیقی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے۔ قیمت ۵ر

خلافت فاروقی حضور سرور عالم کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حالات زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے قیمت ۵ر

خلافت عثمانی حضور سرور دوجہاں کے خلیفۂ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے قیمت ۵ر

خلافت حیدری رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مبارک زندگی کے حالات بچیوں اور مستورات کے لیئے۔ قیمت ۵ر

فتح سرمدی خواتین اسلام کے لیئے پردے اور بے پردگی کے متعلق شرعی احکام اور دلچسپ بحث دیکھنی ہو تو فتح سرمدی منگایئے۔ قیمت ۲ر

ھدایۃ الزوجین میاں بیوی کے حقوق کا مختصر بیان۔ قیمت ۲ر

انشار نسواں مستورات اور لڑکیوں کو صاف شستہ اردو زبان میں خط و کتابت سکھانے کیلئے بہترین تصنیف۔ قیمت آٹھ آنے ۸ر

جمیلہ خاتون مانگے کا زیور پہننے کی خرابیاں ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کیسے راہ راست پر آئی۔ قیمت ۳ر

حوران جنت سلمان عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ۔ محدثہ۔ اور فقیہا بیبیوں کے تاریخی حالات اور ان کی زندگی کے دلچسپ واقعات۔ قیمت ۴ر

شریف بیبیاں دنیا کی مشہور۔ عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ اور نیک طینت شہزادیوں کے دلچسپ حالات درج ہیں۔ قیمت ۵ر

محب وطن خواتین ہند تینتیس ایسی خواتین کے حالات درج ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی خاطر ہر مصیبت شکل اور ہر تکلیف برداشت کی۔ قیمت آٹھ آنے ۸ر

دایہ جس میں ایام حمل سے لیکر عالم زچگی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شکایات اور امراض کا ذکر مع علاج کے لکھا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

خالدہ ادیب خانم وزیر تعلیمات ٹرکی خالدہ ادیب خانم کی سوانحعمری ۸ر

طبیب العائلہ حمل و رضاعت اور بچوں کی پرورش و پرداخت اور عورتوں اور بچوں کے مخصوص امراض کے بیان میں اور ان خطرناک بیماریوں کے ذکر میں بہترین تصنیف۔ قیمت ۸ر

تذکرہ خواتین دکن جس میں سرزمین دکن کی نامور ممتاز صاحب سیف اور اہل قلم خواتین کے حالات درج ہیں۔ اس کے علاوہ شاہزادیوں کے ایسے دلچسپ اور ولولہ خیز واقعات موجود ہیں جو خواتین کو پستی کے غار سے نکالکر ترقی کے بالاترین کنگرے پر پہونچا سکتے ہیں۔ قیمت ۸ر

ناصح مشفق یہ کتاب ایسے سو قیمتی نصیحت کے جواہرات کا مجموعہ ہے جسکو پڑھنے کے بعد ہر عورت۔ کنبہ میں۔ برادری میں۔ چھوٹوں میں بڑوں میں۔ میکے میں۔ سسرال میں غرض ہر شخص کے دلمیں جگہ پیدا کر سکتی ہے۔ قیمت ۴ر

رسول عربی مستورات کے لیئے کالی زلفوں والے۔ کالی کملی والے پیارے رسول مدنی کی مفصل اور جامع سوانحعمری صفحات ۱۶۴۔ قیمت ۸ر

بہشتی جھومر قصہ کے پیرایہ میں مستورات کو مذہبی اور دینی عقائد و مسائل بتانے والی تہذیب و اخلاق کا سبق دینے والی اور حقوق شوہر و امور خانگی سکھانے والی نہایت مفید کتاب صفحات ۸۰۔ قیمت ۱۲ر

علی مظفر ہاشمی، مینجر خواجہ بک ڈپو، نظامیہ دار الاشاعت دہلی

مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی مدظلہ کی تاریخی کتابیں

اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ
میلاد نامہ

جس میں میلاد شریف کی فضیلت اور احتیاط، محفل میلاد کے آداب، صاحب میلاد کے بزرگوں اور والد و دادا کا بیان ہے اسکے بعد آنحضرتؐ کی ولادت کا بیان ہے جو ایسا مؤثر ہے کہ تمام محفل میلاد میں ذوق و شوق پیدا ہو جاتا ہے، اس بیان میں ولادت سے لیکر جوانی تک کے حالات ہیں، بچپن کی بھی پوری کیفیت ہے اور جوانی کی بھی، یہاں تک کہ پہلی شادی تک کا ذکر ہے اس کے بعد میلاد نامہ کا دوسرا حصہ رسول بیتی شروع ہوتا ہے جس میں آنحضرتؐ کے متعلق کتب قدیم کی پیشین گوئیاں اور ذکر معراج ہے، بنی ہاشم اور حضرت ابوطالب کی امداد کا حال ہے، اور غریب مسلمانوں کا عدم تعاون - مدینہ کی ہجرت، جہاد کا پہلا سفید جھنڈا، بدر کی لڑائی، یہودیوں سے لڑائی، احد کی لڑائی، علیؑ کی ماں، رسولؐ کی ماں، حضرت عائشہ پر تہمت، خندق کی لڑائی، بنی قریظہ کا حملہ، فتح مکہ، آخری بیان، آپکی صورت، سیرت، لباس، کھانا، روزمرہ کی عادات وغیرہ کا بیان - قیمت عہ

اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ
محرم نامہ

اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:- وفات رسول صلعم اور خلافت کا جھگڑا - حدیث قرطاس کی بحث حضرت ابوبکرؓ کی خلافت - حضرت عمرؓ کی خلافت، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؑ کی خلافتیں اور تمام جھگڑوں کی تفصیل، شروع اسلام کے چھ شہید، حضرت عثمانؓ کی شہادت، حضرت علیؑ کی شہادت، حضرت امام حسنؑ کی شہادت، جمل اور صفین کی لڑائیوں کا پورا بیان، خارجیوں کا خروج حکومت اسلام کی پہلی بدعت، یزید کی تخت نشینی، حضرت مسلم کی شہادت، ان کے دو بچوں کی شہادت حضرت امام حسینؑ کا کوفہ کو سفر اور حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے دردناک واقعات، کربلا کا دل ہلا دینے والا بیان، یزیدی دربار میں فاطمی قیدیوں کا جانا اور ان پر ظالموں کا ظلم، غرض آنحضرتؐ کی وفات سے لیکر کربلا کے دردناک واقعہ تک کے حالات حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ظلہ العالی نے اپنے مخصوص رنگ میں اس خوبی کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں کہ دوسرا شہادت نامہ اتنی آسان زبان اور تفصیلی واقعات کے ساتھ آج تک شائع نہیں ہوا - قیمت ایک روپیہ (عہ)

اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ
یزید نامہ

اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:- بنی امیہ کی دنیادی تلواریں دین کی گردن پر، انہوں نے جو کچھ مدینہ میں کیا، انہوں نے جو کچھ مکہ میں کیا، قاتلان حسینؑ سے انتقام اور مختار کی حکومت، ابن زیاد کا انجام، شرطاللہ کیا چیز ہے، محمد حنفیہ کی حراست، مختار کی شہادت، مصعب بن زبیر کی شہادت، مکہ پر بنی امیہ کی دوسری یورش، حضرت زید کی شہادت، حضرت یحییٰ بن زید کی شہادت، امیر معاویہ کا حال، یزید کا حال، معاویہ بن یزید کا حال، مروان ابن الحکم کا حال، پانچویں بادشاہ عبدالملک بن مروان، چھٹے بادشاہ ولید بن عبدالملک، ساتویں بادشاہ سلیمان بن عبدالملک، آٹھویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز، نویں بادشاہ یزید بن عبدالملک، دسواں بادشاہ ہشام بن عبدالملک، گیارھواں بادشاہ ولید بن یزید، بارھواں بادشاہ یزید بن ولید، تیرھواں بادشاہ ابراہیم بن ولید، چودھواں بادشاہ مروان الحمار، اموی سلطنت کا خاتمہ، غرض اس کتاب میں بنی امیہ کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو نہایت وضاحت اور صفائی سے بیان کیا گیا ہے، اسلامی تاریخ کے یہ تینوں حصے اکثر مقامات پر لڑکوں اور لڑکیوں کو بطور درس کے پڑھائے جاتے ہیں، زبان نہایت آسان ہے اور واقعات نہایت معتبر - قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

اسلامی تاریخ کا چوتھا حصہ
طمانچہ بر رخسار یزید

اس کتاب میں بنی امیہ کے شریر لوگوں کی خفیہ بدچلنیوں کا حال ہے، یہ کتاب عورتوں کو نہ دکھانی چاہیے کیونکہ اس میں بنی امیہ کی بعض بدچلن عورتوں کے شرمناک حالات بھی ہیں، صرف دانشمند اور تعلیم یافتہ مردوں کے پڑھنے کے قابل ہے، اس میں یہ مضامین ہیں:-

حضرت علیؑ کے پوشیدہ کاغذ کی تلاش، ریحانہ کا سفر شام، سات برس کا پرانا عاشق وردہ بنت یزید، عذرا بنت مسلم، باپ کی بیوی کا دیوانہ، بھائی کی مبتلا - علیؑ کی محبت کتنی مشکل ہے؟ ابن آثا کا قتل، وردہ اور ابراہیم، امیرالمومنین کی تیمارداری، یزید کی نئی محبوبہ، یزید کی ایک نئی سازش - کربلا کا قیدی - طمانچہ بر رخسار یزید -

غرض یہ کتاب قصہ کی دلچسپی اور حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کی انشاپردازی کے کمالات کے اعتبار سے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں خواجہ صاحب کی تصانیف میں سب سے بہتر خیال کی جاتی ہے - قیمت ایک روپیہ (عہ)

سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو - دہلی

مصوّرِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی مدظلہٗ کی مشہور کتابیں

ہندو تاریخ کی کتاب

کرشن بیتی

اس میں ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی کی سوانح عمری ہے، کسی مسلمان نے آجتک سری کرشن جی کے حالات اس تفصیل و صفائی سے نہیں لکھے تھے، یہی وجہ ہے کہ کتاب بے حد مقبول ہوئی، یہ کتاب کئی مرتبہ چھپ چکی ہے اور اسکا ترجمہ انگریزی، گجراتی، ہندی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ سری کرشن جی کی دلچسپ سوانحعمری پڑھیے اور دیکھیے کہ مسلمان کس قدر بے تعصبی کے ساتھ ہندوؤں کی طرح حق کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ دس آنے

صوبۂ دکن کی

اسلامی تاریخ

حضرت خواجہ صاحب نے ہندوستانی تاریخ مسلمان طلبا کے لیے ایسے طریقہ سے لکھنی شروع کی ہے، جو عام فہم ہو، آسان ہو، سلیس اور صاف ہو اور جس میں تمام بڑے بڑے واقعات کا خلاصہ آجائے۔ ارادہ کیا گیا ہے کہ ہر صوبہ کی تاریخ علیحدہ علیحدہ ہو، ابتدا صوبۂ دکن سے کی گئی ہے، کیونکہ وہاں خدا کے فضل سے اب تک اسلامی حکومت قائم ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے، ٹائٹل رنگین، نہایت خوبصورت

قیمت صرف آٹھ آنے

فاطمی دعوتِ اسلام

یہ کتاب اشاعت اسلام کی تاریخ اور طریقوں کی نسبت اُردو زبان کیا سب زبانوں میں سب سے پہلی کتاب ہے۔

اگر آپ اسلام کی اشاعت چاہتے ہیں، اگر آپ کا یہ مقصد ہے کہ اسلام کا جھنڈا ہندوستان میں لہرائے، اگر آپ کی یہ تمنا ہے کہ ناقوس کی صداؤں کے بجائے آپ کے کانوں میں ہمیشہ اللہ اکبر کی صدا آئے، جدھر آپ کی نگاہ اُٹھے دیندار مسلمان نظر آئیں جس طرف بھی آپ دیکھیں اسلام کی روشنی جلوہ ریز ہوتی ہوئی دکھائی دے، اگر واقعی آپ ایسا چاہتے ہیں تو فاطمی دعوت اسلام کی دعوت پر عمل کیجیے اور ہر مسلمان کو تیاری کا حکم دیدیجیے۔ قیمت تین روپے (سے ر)

خدائی انکم ٹیکس

گورنمنٹ ٹیکس مانگتی ہے، میونسپلٹی ٹیکس مانگتی ہے، غرض قدم قدم پر آپ ٹیکس ادا کرتے ہیں، اللہ میاں کو بھی تو کچھ ٹیکس ادا کیجیے، اللہ میاں کا ٹیکس زکوٰۃ ہے،

اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب نے زکوٰۃ دینے کے متعلق نہایت دلچسپ پیرایہ میں ترغیب دلائی ہے۔ کتاب دلچسپ ہے۔ مفید ہے زکوٰۃ کے متعلق تمام مسائل سے بھری ہوئی ہے۔ یہ کتاب اس درجہ مفید ہے کہ لوگ اسے خرید کر مفت تقسیم کرتے ہیں۔

قیمت صرف دس آنے (۱۰ ر)

کم ٹو موت

یہ کتاب آپ کی نظروں کے سامنے سے غفلت کے پردے اُٹھا کر بتائے گی کہ جس کو آپ زندگی سمجھ رہے ہیں وہ موت ہے، اور جسے آپ موت خیال کرتے ہیں وہ زندگی ہے۔

اس کتاب کے پڑھنے کے بعد انسان موت کے خوف سے آزاد ہو کر ایک ایسی زندگی کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دیتا ہے جسے کبھی فنا نہیں، اس کتاب کا پڑھنا انسان کو زندہ رہنا سکھاتا ہے، کتاب بے انتہا دلچسپ اور بے حد مفید ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ ر)

مرگ نامہ

موت کا یاد رکھنا زندگی ہے، موت کا بھول جانا موت ہے، ہر مسلمان پر فرض ہے کہ موت کو پیش نظر رکھے، ایک وہ دن آئے گا جب تم دنیا کی تمام آرائشوں کو چھوڑ کر، اپنے بچوں اور ماں باپ سے علیحدہ ہو کر ایک دوسری دنیا میں پہنچ جاؤ گے، مرگ نامہ، کم ٹو موت کا دوسرا حصہ ہے، اس میں اوّل سے آخر تک تمام مضامین نہایت عبرت انگیز اور مؤثر ہیں، ان کو پڑھیے اور موت جیسی تلخ چیز سے بھی دلچسپی لیجیے

قیمت آٹھ آنے (۸ ر) علاوہ محصولڈاک

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی مینجر خواجہ بکڈپو و نظامیہ دارالاشاعت۔ دہلی

غدرِ دہلی کے افسانے حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ کے قلم سے

بیگمات کے آنسو (پہلا حصہ)

یہ وہ مشہور کتاب ہے جس کو خواجہ صاحب کی تصنیفات میں ماسٹر پیس یعنی اعلیٰ درجہ کی تصنیف کہا جاتا ہے۔ اس کتاب میں دہلی کے مغلیہ شاہزادوں اور بیگمات پر جو ظلم توڑے گئے ہیں اس کے واقعات نہایت دردناک پیرایہ میں لکھے گئے ہیں، مثلاً شہزادہ کا بازار میں گھسٹنا، یتیم شہزادہ کی ٹھوکریں، شہزادی کی بپتا، دُکھیا شہزادی کی کہانی، غدر کی زچہ، جب میں شہزادہ تھا اور اسی قسم کے بہت سے دردناک افسانوں سے یہ کتاب بھری ہوئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ

انگریزوں کی بپتا (دوسرا حصہ)

اس کتاب میں انگریز مردوں، عورتوں اور بچوں کی اُن مصیبتوں کا حال ہے جو ان کو غدر ۱۸۵۷ء میں پیش آئیں۔ اس کتاب میں تیرہ افسانے ہیں یعنی تیرہ انگریز مرد اور عورتوں نے اپنی کیفیت خود لکھی ہے، کتاب اس قدر دردناک اور مؤثر ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد انگریزوں کی حالت پر بھی افسوس ہونے لگتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہندوستانیوں کا جب موقع چلا تو انہوں نے بھی کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

محاصرہ دہلی کے خطوط (تیسرا حصہ)

اس کتاب میں ان خطوط کا ترجمہ شائع ہوا ہے جو انگریزی فوج کے افسروں نے دہلی کے محاصرہ کے وقت پنجاب کے انگریز افسروں کو بھیجے تھے۔ ان خطوط میں بعض نہایت دلچسپ ہیں، مخفی اور تاریخی مراسلات بھی ہیں۔ یہ کتاب اس قسم کے تیرہ خطوط کا مجموعہ ہے، ان خطوط کو پڑھکر اندازہ کیجیے کہ اُس وقت انگریزوں کی بے چینی کا کیا عالم تھا۔
قیمت صرف چار آنے

بہادر شاہ کا مقدمہ (چوتھا حصہ)

دہلی کے آخری بادشاہ بہادر شاہ پر جو بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا اس کے دردناک واقعات اس کتاب میں درج ہیں۔ اس مقدمہ کی پیشیاں مدت تک ہوتی رہیں، ہندو مسلمانوں کی گواہیاں ہوئیں، خود بہادر شاہ کا بیان ہوا، دوران مقدمہ میں ایسے عجیب و غریب خفیہ راز منکشف ہوئے جن کا حال کسی کو معلوم نہیں تھا۔ غرض یہ کتاب تاریخی واقعات کا حسرتناک مرقع ہے۔
قیمت دو روپیے (۲؍)

گرفتار شدہ خطوط (پانچواں حصہ)

اس مجموعہ میں وہ خط و کتابت شائع کی گئی ہے جو غدر ۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ بادشاہ اور غدر کرنے والوں کے درمیان ہوئی اور جس کو قلعہ دہلی سے انگریزوں نے برآمد کیا۔ اس کتاب سے غدر کی تمام خفیہ کارروائیاں نظروں کے سامنے آجاتی ہیں اور صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ غدر کرنے والوں کا مقصد بہت بلند اور اعلیٰ تھا، تمام واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔
قیمت ایک روپیہ چار آنے

غدرِ دہلی کے اخبار (چھٹا حصہ)

اس میں غدر ۱۸۵۷ء کے اُن اخبارات کے اقتباسات درج ہیں جو زمانۂ غدر اور اس سے پہلے شائع ہوئے تھے اور جن پر انگریزی گورنمنٹ نے یہ الزام لگایا تھا کہ بغاوت کرانے میں ان مضامین کا دخل بھی تھا، اب اُن سب کا مجموعہ ایک جگہ شائع کیا گیا ہے۔ جو اصحاب غدر کے حالات سے مفصل طور پر آگاہ ہونا چاہتے ہیں اُن کے لیے یہ کتاب خریدنی نہایت ضروری ہے۔
قیمت صرف چار آنے

غالب کا روزنامچہ (ساتواں حصہ)

اس میں شاعری کے [illegible] غالب کی تحریریں احوالِ غدر کے متعلق جمع کی گئی ہیں اور غالب کی مشہور تاریخ غدر "دستنبو" کا اردو ترجمہ بھی [illegible] ایک غدر کا دردناک بیان [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ منہ سے بول [illegible] نہایت دلچسپ، نہایت عبرتناک مجموعہ ہے [illegible] اور نہایت حسرتناک [illegible]
قیمت ۱۲؍

دہلی کی جاں کنی (آٹھواں حصہ)

[illegible] اس کتاب میں [illegible] واقعات کا سلسلہ شروع [illegible] بہادر شاہ [illegible] مصیبتوں کا حال [illegible]

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو - دہلی

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ کی لکھی ہوئی زنانہ تعلیم کی کتابیں

(زنانہ تعلیم کا پہلا حصہ)

بیوی کی تعلیم

حضرت خواجہ صاحب نے بیوی کی تعلیم کے لیے دلچسپ سبقوں کی صورت میں یہ کتاب تحریر فرمائی ہے جسکی تفصیل یہ ہے :- پہلا سبق دین، دوسرا تعلیم و تربیت تیسرا بیوی تم لڑی یا میں، چوتھا سبق، دمڑی پانچواں ناک، چھٹا بیوی، ساتواں میاں، آٹھواں بچہ، نواں شادی، دسواں غمی، گیارھواں کئی بیویاں، بارھواں سمدھیانہ تیرھواں بیاج، چودھواں نذر نیاز، پندرھواں اوپری خلل، سولھواں پیر، سترھواں عرس اور محرم، اٹھارھواں تندرستی، انیسواں سرکار، بیسواں سوراج، اس کے علاوہ وہ تمام باتیں بتائی گئی ہیں جنکا جاننا ایک تعلیم یافتہ بیوی کیلیے ضروری ہے۔ قیمت ۱؎

(زنانہ تعلیم کا دوسرا حصہ)

بیوی کی تربیت

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ بچوں کو دینی تعلیم و تربیت کیونکر دینی چاہیے، لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا سب سے اچھا طریقہ کیا ہے، شادی و غمی کی فضول خرچیاں کس طرح دور ہو سکتی ہیں، میاں بیوی میں محبت و سلوک قائم رکھنے کی کیا تدبیر ہے، اپنی ہمجنس بہنوں کی مدد کیونکر کرنی چاہیے، ہندوستان کا موجودہ پردہ قابل اصلاح ہے یا نہیں، نئی روشنی کی تقلید کی جائے یا پُرانے دستور کی پیروی کرنی چاہیے، اسکولوں میں بھیجکر لڑکیوں کو تعلیم دلوانا کیسا ہے، غرض یہ کہ اس قسم کے مفید مضامین سے یہ کتاب پُر ہے ہر بیوی کو جو درحقیقت بیوی بننا چاہتی ہے اس کتاب کی بتائی ہوئی تدابیر پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے، قیمت عمر

(زنانہ تعلیم کا تیسرا حصہ)

اولاد کی شادی

اولاد کی شادی جیسے نازک مسئلہ پر حضرت خواجہ صاحب کی یہ تصنیف بے انتہا مفید ہے جسکے مضامین کا خلاصہ یہ ہے: شادی کی عمر، نسب اور خاندان، دولت، تعلیم و تربیت، صورت شکل، تندرستی، چال چلن اور مزاج اشتہاری رشتے، دور دراز مقامات کے رشتے، تصویر کے ذریعہ سے رشتے، یوروپین عورتوں سے رشتے بازاری عورتوں سے رشتے، دیسی عیسائی عورتوں سے رشتے، حق انتخاب، رشتہ میں شرائط کی ضرورت مہر اور نان نفقہ، جہیز کی مقدار، وہ جن سے نکاح حرام ہے، رسول خدا صلعم کے گھر کی شادیاں طلاق کے مسائل۔ اولاد کی شادی کا قصہ۔

قیمت ایک روپیہ (عه)

اتالیق خطوط نویسی (حصہ اول و دوم)

اس کتاب میں خط لکھنے کے طریقے حضرت خواجہ صاحب نے نہایت خوبی کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں اس کے علاوہ حسب ذیل مضامین بھی ہیں،

حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ کے عہد طفلی کی تحریر کا نمونہ پھر پندرہ برس بعد کے خطوط، اخیر میں حضرت اکبر الہ آبادی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا شبلی ڈاکٹر اقبال، نواب محسن الملک، مرزا غلام احمد قادیانی، حکیم نور الدین قادیانی، مولانا ذکاء اللہ جیسے نامی مسلمانوں کے خطوط درج ہیں، ایک خوبی اس مجموعہ میں یہ ہے کہ ہر بزرگ کی دستخطی تحریر کا عکس بھی دیا گیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ بچوں کے لیے خط و کتابت کی بہترین تعلیم دینے والی اس سے بڑھکر کوئی دوسری کتاب نہیں۔ قیمت بارہ آنے

اتالیق خطوط نویسی (حصہ سوم)

اس حصہ میں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ کے وہ تمام خطوط جمع کیے گئے ہیں جو بیٹی کے نام، بیوی کے نام، دوستوں کے نام، مریدوں کے نام بھیجے گئے تھے، ہر خط نہایت دلچسپ ہے، اور اس قدر دلچسپ ہے کہ باوجودیکہ خط ہیں مگر اول سے اخیر تک جب تک کتاب ختم نہ کر لی جائے دل کو چین نہیں آتا، عبارت اس قدر آسان اور سہل کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی بخوبی پڑھ سکتے ہیں، ان خطوط کے مطالعہ کے بعد خط لکھنا نہایت آسان معلوم ہوتا ہے، بعض ذہین اور ہوشمند نوجوان خطوط کے پڑھنے کے بعد نہایت اعلیٰ درجہ کے اُردو نویس بن گئے۔

قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

جگ بیتی کہانیاں

حضرت خواجہ صاحب نے اس کتاب میں بچوں اور عورتوں کو نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز کہانیوں کی صورت میں، مذہبی اخلاقی تعلیم دی ہے، اس میں یہ مفید کہانیاں ہیں :- پیچی کا فیضان، یگانہ خاتون کی داستان، مچھر اور دو اونڈے، مجذوب کا غذ کی کہانی، کرامت کی انگلی، دمشق میں دو بلال، آنسو کا جھولا، مرچنٹ کا پہلا تار، روح کا خول، پیاری ہتھکڑی، دکھیا شہزادی، بہو بیگم کی کہانی۔

ہر کہانی پڑھنے کے بعد پڑھنے والا خود بخود ایک مفید نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے، عورتیں اور بچے اسے نہ صرف بڑے شوق سے پڑھتے ہیں بلکہ زمانہ کے نشیب و فراز سے بھی کافی طور پر آگاہ ہو جاتے ہیں

قیمت آٹھ آنے (۸؍)

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی مینجر خواجہ بک ڈپو، دہلی

تصنیفات مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

سفرنامہ مصر و فلسطین و شام و حجاز یہ حضرت خواجہ صاحب کا باتصویر سفرنامہ ہے جس میں مصر، بیت المقدس ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ہیں۔ اس میں حضرت یوسفؑ کی اصلی تصویر، ایک کردی درویش کا فوٹو اور خاص خاص مقامات کی بہت سی تصویریں دی گئی ہیں۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ۸ر)

سفرنامہ ہندوستان یہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا ہندوستان کا سفرنامہ ہے جس میں بمبئی کے تمام عجیب نظارے، سومنات مندر کے چشم دید حالات، محمود غزنوی کے جنگی میدان کا سین، ریاست جوناگڑھ کے تاریخی واقعات اور ان کے علاوہ ہندوستان کے تمام مشہور مقامات کے حالات درج ہیں۔ قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

سیر دہلی کی معلومات اس میں دہلی شہر کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لیے معلومات درج ہیں دہلی کی مشہور سوغاتوں، بازاروں، باغوں، حکیموں اور ڈاکٹروں کا بھی تذکرہ ہے، شاہی عمارات کی کیفیت نہایت دلچسپ طریقہ پر لکھی ہے قیمت مسافروں کی ضرورت کے خیال سے عہ کی بجائے بارہ آنے۔

آپ بیتی حسن نظامی اس میں حضرت خواجہ صاحب نے اپنی پیدائش سے اپنے حالات زندگی خود لکھے ہیں اور ہر چھوٹی بڑی بات کو خواہ وہ کیسی ہی پوشیدہ ہو صاف صاف ظاہر کر دیا ہے۔ زندگی کے بعض ایسے تجربے بھی آپ نے قلمبند فرمائے ہیں جو دوسروں کیلئے بے حد مفید ہیں قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

لاہوتی آپ بیتی اس میں مبدء و معاد کی کیفیت، نفس انسانی کے اس کالبد خاکی میں جلوہ گر ہونے سے قبل و بعد کے حالات، اسرار روح کی سرگزشت، حضرت انسان کی لن ترانیاں، میں کے ولولے اور بالآخر شفاعت خیر البشر بحر توحید میں غوطہ زن ہو کر قرب ربانی میں فائز ہونا۔ قیمت صرف دو آنے (۲ر)

مرشد کو سجدۂ تعظیم اس رسالہ میں تعظیمی سجدہ کے مباح ہونے کے دلائل، قرآن شریف، احادیث، تفاسیر، اور اقوال و حالات علماء و مشائخ عظام سے جمع کیے گئے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

تسکین احساس اس کتاب میں تصوف کا بیان ہے اور اُن تمام پوشیدہ اشغال و اذکار اور مراقبوں کو علانیہ للعمد یا گیا ہے جن میں سے ہر ایک چیز بارہ بارہ برس خدمت کرنے کے بعد بھی مشائخ صوفیہ مشکل سے بتاتے ہیں، اُردو زبان میں یہ تصوف کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

اسرار اس کتاب کے ہر لفظ میں تصوف کے رموز پوشیدہ ہیں۔ مصر کے مشہور درویش نے حضرت خواجہ صاحب کو یہ کتاب بطور تحفہ کے دی تھی، اگر آپ باطنی کائنات کا نظارہ کرنا چاہتے ہیں اور بیکرانی کی طلسم کشائی کے خواہشمند ہیں تو اس کتاب کو دیکھیے۔ قیمت چھ آنے۔ (۶ر)

اعمال حزب البحر اس میں مشہور دعا حزب البحر کے وہ تمام مخفی اعمال جمع کیے گئے ہیں جو ہندوستان کے مشائخ اور بیرون ہندوستان کے مشائخ میں صدیوں سے مروج ہیں۔ حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کا ارشاد ہے کہ خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات میں یہ تصنیف سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ قیمت دس آنے (۱۰ر)

اردو دعائیں اس میں حسب ذیل دعائیں ہیں:۔ فلسفۂ دعا۔ بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا۔ بسم اللہ خوانی کے وقت کی دعا۔ بچے کو مدرسہ بھیجتے وقت کی دعا، مدرسہ میں لڑکوں کی دعا۔ نکاح کے وقت کی دعا۔ بیٹی کی وداع کے وقت ماں کی دعا۔ سسرال میں جاکر دولہن کی دعا۔ کھانے سے پہلے کی دعا۔ کھانے کے بعد کی دعا، غرض اسی طرح اور بہت سی دعائیں ہیں، یہ سب خواجہ صاحب نے اُردو زبان میں لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ احادیث کی دعائیں مع اُردو ترجمہ کے بھی درج ہیں۔ قیمت دس آنے (۱۰ر)

اسلام کا انجام مسلمانوں کے آنے والے عروج کی فلسفیانہ دلیلیں، ہندوستان کا عام مذہب، جب تک اسلام نہ ہوگا ہوم رول بھی ہونا ناممکن ہے، مسلمانوں کے زوال کا فلسفہ۔ اشاعت اسلام کا فلسفہ۔ عروج حاصل کرنے کی تدبیریں۔ اسلام کا انجام صوفیوں کے ہاتھ میں ہے، صوفیوں پر اعتراض کرنے والوں کے عقلی و علمی جواب اور اسی قسم کے اہم مسئلوں پر حضرت خواجہ صاحب نے بحث فرمائی ہے۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

امام الزمانؑ کی آمد دنیا میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب نے پیشین گوئیاں فرمائی ہیں مضامین یہ ہیں۔ شیخ سنوسی کے پانچوں رسالوں کا خلاصہ، دنیا میں کیا کیا انقلابات آنے والے ہیں، ایک انگریز کی پیشین گوئیوں کا خلاصہ کہ یورپ بھی امام الزمان کو قبول کریگا۔ اور یہ پیشین گوئی کہ دنیا میں ایک نئی سلطنت ظاہر ہونیوالی ہے، جو سب حکومتوں پر غالب آجائیگی، امیر افغانستان کے اسلام کے تاجدار ہونے کی پیشین گوئی قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

فلسفۂ شہادت اس چھوٹے سے رسالے میں حضرت خواجہ صاحب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر فلسفیانہ بحث کی ہے۔ قیمت صرف ایک آنہ

کتابیں ملنے کا پتہ:۔ سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

تصنیفات مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

چٹکیاں اور گدگدیاں اُردو زبان میں مہذب ظرافت کی سب سے پہلی کتاب جس میں مذہبی ہنسی، تمدنی ہنسی، علمی اور ادبی ہنسی کے مضامین ہیں۔ مضامین یہ ہیں:- جناب ڈی شہید کا کفن - لبِ بام بکھی - سنگہ خدا - منہ کو ایک دھوبی - فرام بکری - ضرورت ہے ایک پیر کی - عید کی چھینک - جھُری کانٹے کی تکھیتین - مرچ نامہ - انارکست جیونٹی - یہ گھر میرا یا چڑے کا - آنگھوٹی - مس چڑیا کی کہانی - زوج الاولس جھینگر کا جنازہ - عشق باز ڈھنڈا - پیاری ڈکار - اس کے علاوہ اسی قسم کے اور بھی دلچسپ مضامین ہیں۔ قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

فرام قبلہ تو شملہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا وہ مشہور و معروف خط جو سابق وائسرائے ہند لارڈ ہارڈنگ کے نام بھیجا گیا تھا، یہ خط کانپور کی مسجد کے حادثہ کے متعلق تھے اس کی تمام ہندوستان میں بڑی دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت صرف دو آنے (۲ر)

شیطان کا طوطا یہ حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی ایک عبرت انگیز اور نہایت دلچسپ کہانی ہے جس میں مغربی تعلیم و تہذیب کی بُرائیاں اور خراب صحبت کے بُرے نتائج پر قصہ کے پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت صرف دو آنے (۲ر)

دل کی عیدیاں حضرت خواجہ صاحب کے عید کے متعلق دلچسپ مضامین اس میں لکھے گئے ہیں۔ مثلاً آنسو کا عید کارڈ۔ اعصاب کی عید، بقرعید کے دن قربانی کی سری۔ ایک افیونی اور برسات کی عید۔ قیمت پانچ آنے (۵ر)

روپیہ عالم سکرات میں اس رسالہ میں روپیہ کے متعلق حضرت خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں اقتصادی مسائل کو بیان کیا ہے۔ قیمت صرف ڈیڑھ آنہ (۱؍۱ر)

پھکنی اور دست پناہ حضرت خواجہ صاحب نے اس مضمون میں نہایت مؤثر انداز سے سیاست اور تصوف کے لطائف لکھے ہیں۔ قیمت صرف ایک آنہ (۱ر)

تمباکو نامہ اس میں ترک سگرٹ اور ملک کی اقتصادی، مذہبی اور طبی واقفیت اور ہدایات کا بہت ہی دلچسپ مجموعہ ہے۔ بچوں کو سگرٹ نوشی سے باز رکھنے کے لیے یہ رسالہ سنائیے اور پڑھائیے۔ قیمت صرف تین آنے (۳ر)

حق پرستوں پر ستم آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام پر جو سختیاں کفار نے کیں اور جس ثابت قدمی سے ان کو برداشت کیا گیا اس کا تذکرہ ہے۔ ہر بزرگ کا علیحدہ علیحدہ حال درج ہے۔ قیمت صرف دو آنے۔

اُردو سکھانے کے مضامین حضرت خواجہ صاحب کے اُن مضامین کا مجموعہ جن کو پڑھنے سے خود بخود اُردو نویسی کی مہارت پیدا ہو جاتی ہے اور انشاپردازی کا ولولہ نمودار ہوتا ہے۔ دلچسپ مضامین یہ ہیں:- ستاروں کی گفتگو - آنکھوں کی زبان - چندا ماموں - ریل کے انجن سے عشق بازی۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

لڑائی کا گھر یہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کا مجموعہ ہے جس میں یہ مضامین ہیں: توپ خانہ - بندوق - مکھی کا میدان جنگ - ہوائی جہاز - مچھر کا اعلان جنگ - بم - جرمن شہزادہ کی لاش وغیرہ۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

پڑوس کے سترہ پاجی اس میں مکڑیوں، مکھیوں، چڑیوں، مرغیوں، کتوں، چوہوں، گلہریوں، مچھروں، تیتریوں، جوئوں، کھٹملوں، جھینگروں، بھڑوں، سانپوں، بچھوؤں، کنکھجوروں اور چھپکلیوں کے نہایت دلچسپ حالات حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں لکھے ہیں۔ قیمت دو آنے (۲ر)

گاندھی نامہ مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کے متعلق حضرت خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ اور سبق آموز مضامین لکھے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

تین شہید اس میں طرابلس الغرب کی شہادت اور ایرانی مجتہد کی شہادت اور مراکش کے عرب کی شہادت کا تذکرہ ہے۔ قیمت دو آنے

چار درویشوں کا تذکرہ اس میں اسپینی درویش حضرت ابن عربی رح اور ہندی درویش حضرت شیخ سلیم چشتی رح اور یمنی درویش سیدی ادریس رح اور مصری درویش سید توفیق بکری رح کے حالات ہیں۔ قیمت تین آنے (۳ر)

لے دور کا سلام ایک اُمتی کی دلی کیفیات کا آئینہ، حضور رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب میں۔ قیمت ایک آنہ

غزنوی جہاد یہ ہندوستانی مسلمانوں کی جنگی تاریخ کا پہلا حصہ ہے جس میں غازی سلطان محمود غزنوی کے اُن سترہ حملوں کا تاریخی تذکرہ ہے جو ہندوستان پر ہوئے۔ ہر جہاد کی پوری کیفیت درج ہے جس کو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

آدابِ مرشد اس کتاب میں آیات و احادیث سے اور اقوال و احوال بزرگانِ دین سے مرشد کی ضرورت اور مرشد کے آداب کی عقلی و نقلی دلیلیں لکھی گئی ہیں۔ قیمت ۸ر

جرمن نامہ حضرت خواجہ صاحب کی تائید سے قدسی صاحب نے لکھا اور خوب لکھا قیمت ۳ر

اہلبیت کے معجزات اس کتاب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہلبیت اطہار کے معجزات نہایت شستہ زبان میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ کی کتابیں اسلام کے بچاؤ اور اسلام کی شاعت کیلئے

ہندو مذہب کی معلومات

یہ کتاب خاص طور سے داعیان اسلام اور سلمانوں کی معلومات کے لیے لکھی گئی ہے، اس کو پڑھکر سارا ہندو مذہب سامنے آجاتا ہے، اور اس کا پڑھنے والا ایک ہندو کو دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے کہ وہ برہمن ہے، یا چھتری، ویش ہے یا شودر ہے، اور ہندو مذہب کی اصولی تعلیم بھی اس میں بیان کی گئی ہے، اور ہندو مذہب کے دیوتاؤں اور تہواروں اور خاص خاص کتابوں کے حالات بھی ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

حلال خور

اس کتاب میں خاکروب فرقے کے تمام تاریخی، مذہبی اور تمدنی حالات بہت محنت و تلاش سے جمع کیے گئے ہیں، جو اس قدر دلچسپ ہیں کہ ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ قیمت آٹھ آنے

داعی اسلام

اس میں ہر مسلمان کو داعی اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعت اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور جس کا نام ہندوستان میں آجکل غلغلہ ہے، اور جس کے ترجمے ہندوستان کی ہر زبان میں ہوگئے۔ قیمت تین آنے

سکھ قوم

اس کتاب میں سکھ قوم اور سکھ مذہب کے بانی کی نسبت بہت مؤثر اور دلچسپ حالات ہیں، پہلے سکھوں کے عقائد کی تفصیل ہے، پھر اُن کے قومی خصائل کو بیان کیا گیا ہے، پھر ایک مضمون سکھ اور سید کے عنوان سے ہے پھر ست گرو نانک صاحب اور نانکی قوم میں وحدت اور آنکھوں والے نانک، اور زلفوں والے نانک وغیرہ مضامین ہیں۔ قیمت چھ آنے۔ (۶ر)

اسلامی توحید

اس رسالہ میں آیات قرآن مجید اور احادیث کے حوالوں سے۔ غیر مذاہب کی توحید سے اسلامی توحید کو برتر ثابت کیا گیا ہے، اور اس سلسلے میں یہودیوں، عیسائیوں، زرتشتیوں، ہندوؤں اور آریوں کے عقائد توحید کو بھی حوالوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

اسلامی رسول

اس کتاب میں رسول اللہ صلعم کے وہ اخلاق و حالات جمع کیے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر آنحضرتؐ کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ قیمت تین آنے (۳ر)

جانباز مسلم

اس میں وہ واقعات جمع کیے گئے ہیں جن میں مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جانبازی کا تذکرہ ہے کہ اُنھوں نے جانیں قربان کر دیں اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں مگر اسلام سے منھ نہ موڑا، کئی زبانوں میں ترجمہ ہوگیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

تاکید نماز

اس کتاب کی مقبولیت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ہندوستان کے باہر بھی اسلامی ملکوں میں اس کی مانگ ہے قیمت ۳ر

اسلام کے ضروری عقائد

ناواقف مسلمانوں کو اور اُن لوگوں کو جو نئے مسلمان ہوئے ہوں اس کتاب کے مطالعہ سے بڑا فائدہ ہوگا اور اُنہی کے لیے خاص طور سے اس کو تیار کرایا گیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ممکن نہیں کہ کوئی اسلام لانے کے بعد کسی دوسرے مذہب میں شامل ہو سکے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

اسلام کیونکر پھیلا؟

اس رسالہ میں مولانا سید سلیمان ندوی نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ لکھی ہے، آریہ سماج کے جھوٹ کا بے مثل جواب ہے قیمت ۳ر

تبلیغی عیدکارڈ

اس میں قرآنی عیدکارڈ، حدیث کے عیدکارڈ، اور تحفظ اسلام کے عیدکارڈ، اور تبلیغ اسلام کے عیدکارڈ بہت دلچسپ اور مؤثر لکھے گئے ہیں، قیمت ۲ر

ہندو کی نعت

اس میں جناب چودھری دلّو رام صاحب کوثری کی لکھی ہوئی نعتوں اور منقبتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ قیمت چار آنے (۴ر)

اسلامی رسول کے معجزات

اس کتاب میں آنحضرت صلعم کے تمام معجزات نہایت معتبر حدیث شریف کی کتابوں سے جمع کیے گئے ہیں قیمت ۶ر

پرندوں کی تجارت

اس کتاب میں مسلمانوں کی مالی اصلاح کی غرض سے پرندوں کی پرورش، پرندوں کا علاج اور ہر قسم کے تجارتی پرندوں کے پالنے اور اُن سے تجارتی فائدے حاصل کرنے کے طریقے اور مرغی انڈے کے بیوپار کے مفصل طریقے لکھے گئے ہیں بہت ہی ضروری اور مفید کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

حلوائی کی تعلیم

اس کتاب میں حلوائی کی دوکان کرنے کی مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کی مکمل ترکیبیں اعلیٰ درجے کے اُستاد حلوائیوں سے حاصل کر کے لکھی گئی ہیں، شوقیہ مٹھائیاں بنائیے، یا اپنی مستورات کو مٹھائیاں بنانی سکھائیے، ہر حالت میں یہ کتاب آپ کو بہت کام دیسکتی ہے قیمت آٹھ آنے

پنواڑی کی دوکان

اس رسالہ میں پنواڑی کی دوکان کے مفصل طریقے اور ہدایات ہیں ہندوستان میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ قیمت ۳ر

تعلیم خدمتگاری

اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی و بیکاری دور کرنے کے لیے اچھی خدمتگاری سکھانے کے اصول لکھے گئے ہیں، جو شخص ایک سال پڑھ لیگا وہ بیکار لڑکوں کو خدمتگاری کی تعلیم دے سکیگا۔ قیمت تین آنے (۳ر)

ترغیب حساب

اس رسالہ میں یہ مضامین ہیں:- ترغیب حساب۔ دین میں حساب کی تفصیل، دینی معاملات میں محاسبہ کی تلقین، امور دنیا میں حساب کی ضرورت، حساب سکھانے کے طریقے، دماغ کی تفریح کا حساب، حساب کے قصے، مرتدہونے کی وجہ، میں کہاں خرچ کروں، میں کہاں کماؤں، سمندر کی دو اشرفیاں، لڑکیوں کی تربیت غرض ہر اعتبار سے یہ کتاب غور سے پڑھنے اور عورتوں کو پڑھانے اور سنانے کے لیے بہت ضروری ہے۔ قیمت چار آنے (۴ر)

محمودی حملوں کے اسباب

اس رسالہ میں سلطان محمود غزنوی کے ہندوستانی حملوں کے اسباب تاریخی حوالوں سے لکھے گئے ہیں کیونکہ آریہ سماجی اس پر اعتراض کیا کرتے تھے قیمت

محمدؐ کی سرکار

یہ ایک نامور سکھ نے نہایت خلوص و محبت سے حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانح عمری اُردو زبان میں لکھی ہے جو درحقیقت دیکھنے ہی کے قابل ہے، اس کتاب کے مقابلہ میں اس کی قیمت کچھ بھی نہیں۔ یعنی صرف آٹھ آنے (۸ر)

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب [illegible]

فیضان قدسی

جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے، جب انسان پر آسمانی بلائیں نازل ہوتی ہیں، جب انسان کے دل پر [illegible] کی کیفیت چھا جاتی ہے، جب انسان کی زندگی معرض خطر میں پڑ جاتی ہے تو [illegible] اس پر ظل رحمت بن کر چھا جاتی ہے، اور ان تمام [illegible] پڑھنے کے طریقے [illegible] آیت الکرسی [illegible] وقت [illegible] آیت الکرسی شریف کے [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible] بک ڈپو دہلی

[illegible] وہ بے نظیر دعائیں جو کلام مجید سے اخذ کی گئی ہیں

کلید مراد

یہ تمام وہ دعائیں ہیں جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے اخذ کی گئی ہیں اس لیے ان کی مقبولیت میں کسی کو کلام ہے۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے تجربے اور وہ طریقے جن سے دعائیں قبول ہوتی ہیں درج ہیں۔ اگر خدانخواستہ آپ بیمار ہوں [illegible] (اگر خدانخواستہ) آپ پر قرضہ کا بار ہو (اگر خدانخواستہ) آپ [illegible] کرتے ہوں (اگر خدانخواستہ) آپ کے حاکم آپ پر مہربان نہ ہوں یا آپ [illegible] میں الجھے ہوئے ہوں یا کچھ [illegible] تمنائیں [illegible] کا ہجوم اپنے دل میں [illegible] "کلید مراد" انشاء اللہ آپ کے مقاصد پورے کرے گی۔

قیمت آٹھ آنے

ملنے کا پتہ [illegible] خواجہ بک ڈپو دہلی

[illegible]

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل

حضور سرور عالم کی زندگی مبارک کے مفصل حالات، آپ کی قابل تقلید عادات و اطوار [illegible] آپ کی سادہ معاشرت اور لباس، رحم و مروت، فروتنی و انکسار، ایفائے عہد، اولاد کی محبت، امانت و دیانت، شفقت، عفت و عصمت، [illegible] شرم و حیا، ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کا طرز عمل، عدل و انصاف، جود و سخا، استقلال و استقامت، توکل و اخلاص، عزت و احترام، عبادت و ریاضت، مزاح و تبسم، اس کے علاوہ وہ تمام پاکیزہ خصائل جن کی تقلید ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ کتاب حضور سرور عالم کی ایک ایسی تصویر ہے جسے [illegible] نہیں دیکھ سکتیں مگر کتاب پڑھنے کے بعد دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو حضور کی زندگی [illegible] قدم بقدم چلیے

قیمت ۱۲

ملنے کا پتہ [illegible] خواجہ بک ڈپو دہلی

[illegible]

کربلا نامہ

حضرت سیدنا امام حسین کی شہادت کے دردناک حالات [illegible] حضرت امام [illegible] شہادت کی [illegible] امام مظلوم کی [illegible] حضرت مسلم کی شہادت [illegible] کی، [illegible] حضرت زینب کی [illegible] میدان شہادت میں [illegible] حضرت علی اکبر کی شہادت، حضرت قاسم کی شہادت، حضرت علی اصغر کی شہادت، امام تشنہ کام کی شہادت، اہلبیت کی بے سر و سامانی [illegible] علاوہ تمام واقعات نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد درج کیے گئے ہیں [illegible] اس خونی داستان کو رنگینی کی کوشش نہیں کی گئی ہے [illegible] ہر مصرع اور شعر کا ہر [illegible] جذبات میں ڈوبا ہوا ہے، زبان [illegible] آسان اور [illegible]

[illegible] عورتیں اور بچے بھی [illegible] پڑھ سکتے ہیں قیمت ۱۲

ملنے کا پتہ [illegible] دہلی

([illegible] نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

Registered L-No 1313
Established in 1921.

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ

چیست دنیا؟
از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جو

ہر مہینے نظامیہ دارالاشاعت۔ خواجہ بکڈپو دہلی سے شائع ہوتا ہے

چیف ایڈیٹر۔ ترجمانِ فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری
ایڈیٹر: مفتی سید شوکت علی صاحب فہمی
پروپرائٹر: ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

ہر خریدار کو اختیار ہے
دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے اپنی
ادا کردہ کل قیمت ہم سے واپس منگا لے

سالانہ چندہ معمولی کاغذ
سالانہ چندہ اعلیٰ کاغذ

…m Art Studio Delhi
Written by "Jari".

مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہیں

جس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان کی تعلیم مفقود ہو گئی، علوم دین کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی جاتی، لوگوں میں نہ اتنی قابلیت ہے کہ بڑی بڑی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں نہ اتنی فرصت ہے کہ علما کی مجلسوں میں شریک ہو کر مذہبی معلومات بڑھائیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کسی زمانہ میں جن باتوں سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف تھا آج ان سے وہ لوگ بھی آگاہ نہیں جو اپنے آپ کو تعلیمیافتہ اور لکھا پڑھا سمجھتے ہیں ہاں کو یہ تک معلوم نہیں کہ ایک مسلمان کی زندگی کیسی ہونی چاہیے، ہم نے اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک بڑی ضخیم کتاب

فلاحِ دین و دُنیا

کے نام سے شائع کی ہے، یہ کتاب تمام دینی مسائل پر حاوی ہے، مذہب کی انسائیکلوپیڈیا ہے، یہ آپ کو وہ تمام مذہبی باتیں بتائے گی جن کی زندگی میں ضرورت ہو سکتی ہے یہ نہایت مستند عربی فارسی کتب کا عطر ہے اور ایک زبردست عالم کی تصنیف ہے، اس ایڈیشن پر مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے نظر ثانی فرما کر اور بھی چار چاند لگا دیے ہیں، یہ کتاب آپ کے پاس ہوگی تو آپ کو ایسا معلوم ہوگا کہ ایک متبحر عالم آپ کے گھر میں موجود ہے، یہ آپ کو اسلام کا سچا راستہ بھی دکھائیگی اور دنیا کے معاملات میں آپکی رہبری کریگی **بہت مختصر فہرستِ مضامین یہ ہے:۔**

باب اوّل عقائد اہل سنت والجماعت:۔ عرش، کرسی، لوح، قلم، آسمان، زمین، فرشتے، حضرت جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل، احکام قرآن، قبر، نکیرین، سجین علیین، بچوں سے سوال نکیرین، جنوں سے سوال قبر، شہیدوں سے سوال قبر، قیامت، حضرت امام مہدی، دجال، حضرت عیسیٰ کا نزول، یاجوج ماجوج، مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب، دابۃ الارض، علامات صغریٰ، علامات کبریٰ، صور پھونکنے کا ذکر، میدان حشر و بعث و نشر، انبیاء اللہ، شفاعت، حساب و کتاب، میزان، جانوروں کا حساب، دس جانور جنت میں جائینگے، امت محمدی سے ستر ہزار بے حساب جنت میں جائینگے، پل صراط، حوض کوثر، آنحضرت کا گنہگاروں کی شفاعت کرنا، بچوں کا ماں باپ کی شفاعت کرنا، حافظ قرآن کی شفاعت، دوزخ، جنت، پیغمبر، آنحضرت کی فضیلت، ہجرت شریف، آپکی مبارک زندگی کے حالات، وفات، ازواج مطہرات، زمانہ خلافت، اولیاء اللہ کا ذکر، بیعت، پیر طریقت، آداب مرید، انبیاء و صالحین سے استعانت، حیات اور موت، **باب دوم عبادات**:۔ وضو، غسل، پانی کے مسائل، تیمم، مسح موزہ، ناپاک چیز کا پاک کرنا، نماز کے اوقات، آداب مسجد، اذان، نماز میں فرض، نماز میں واجب، نماز جماعت، مفسدات نماز، نماز مسافر، ریل میں نماز، جمعہ کی نماز، نماز عیدین، مسائل عیدین، نماز نوافل، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز فی الزوال، نماز تہجد، تراویح، اعتکاف، جنازہ کی نماز، فضائل ماہ رمضان، روزہ کے مسائل، زکوٰۃ، چاندی سونے کی زکوٰۃ، تجارتی مال کی زکوٰۃ، جانوروں کی زکوٰۃ، حج، صدقۂ فطر، **باب سوم عربی مہینوں کی وجہ تسمیہ اور انکے وظائف** محرم الحرام مع اعمال و وظائف، اسمائے بزرگان دین، تاریخ رحلت و ولادت، ماہ صفر اور اس کے اعمال و وظائف، اسمائے بزرگان دین مع تاریخ رحلت و ولادت ماہ صفر (اسی طرح بارہ مہینوں کی خصوصیات اور تمام ضروری باتیں بیان کی گئی ہیں) **باب چہارم حلال و حرام جانور و ذبح شکار** (اس باب میں نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے) **باب پنجم حقوق**:۔ حقوق اللہ، حقوق آنحضرتؐ، حقوق صحابہ، حقوق اہلبیت، حقوق علما، حقوق پیران طریقت، حقوق والدین، حقوق اقربا، حقوق استاد، حقوق آقا، حقوق بادشاہ، حقوق آقا، حقوق غلام، حقوق اسیر (غرض یہ کہ اس طرح دنیا میں ایک انسان پر جتنے حقوق ہیں وہ سب بیان کیے گئے ہیں)، **باب ششم معاشرت**:۔ آداب دعوت، کھانا کھانے کے آداب، پانی پینے کے آداب، سونے کے آداب، آداب لباس، حضورؐ کا لباس، حضورؐ کا حلیہ مبارک، ریشمی، سوتی، اونی کپڑوں کے مسائل، کپڑوں کی تراش کے مسائل، (غرض اسی طرح معاشرت کے متعلق ہر چیز کا بیان کیا گیا ہے) **باب ہفتم حیات و ممات**:۔ پیدائش، عقیقہ، ختنہ، بسم اللہ، شادی، بیاہ، نکاح، ڈومنیاں، سہرا، ولیمہ، جن سے نکاح حرام ہے، طلاق، عدت، انتقال، تجہیز و تکفین، تعزیت، وصیت، نماز جنازہ، دفن میت، پکی قبر، قبر پرستی، فاتحہ، خیرات، عرس وغیرہ وغیرہ **باب ہشتم ضروری نصائح** (اس باب میں تمام ضروری نصائح اور ہدایات درج ہیں، اسکے علاوہ تمام زہریلے جانوروں کے کاٹے کا علاج اور ہر مرض کے نسخے درج کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے ابواب میں قرآن شریف کی فضیلت اور اسکے اعمال درج ہیں، پھر ایک باب میں بیان ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، معراج اور مناجاتیں اور وہ تمام باتیں جو ایک مولود شریف کے لیے نہایت ضروری ہیں درج کی گئی ہیں، سب سے آخر باب میں حضرت خواجہ دوسرا غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ العزیز کے پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مفصل طور پر بیان کیے گئے ہیں۔)

اس کے علاوہ اور وہ تمام باتیں جو ایک مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہیں اس کتاب میں درج ہیں، یہ فہرست مضامین بہت مختصر کر کے لکھی گئی ہے اگر پوری فہرست مضامین درج کی جائے تو ایسے آٹھ صفحے درکار ہیں، اتنی جامع اور مفید کتاب آج تک اردو میں کوئی شائع نہیں ہوئی، لکھائی چھپائی نہایت عمدہ، کاغذ چکنا ولایتی، ٹائٹل ہفت رنگ نہایت خوبصورت جس کے لیے خاص طور پر بلاک تیار کرایا گیا ہے، اگر کتاب منگانے کے بعد ناپسند ہو تو فوراً قیمت واپس منگا لیجیے

قیمت چار روپے آٹھ آنے (۴/۸)

ملنے کا پتہ: سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو و نظامیہ دار الاشاعت ۔ دہلی

غیر شادی شدہ اشخاص نہ منگائیں

در حقیقت یہ کتاب "میاں بیوی" مخصوص احباب کے لئے لکھی گئی تھی اور اس کے قابل مصنف کی اجازت نہ تھی کہ اسے عام طور پر شائع کیا جائے لیکن کتاب ایسی دلچسپ اسقدر مفید اور علمی فوائد سے لبریز ہے کہ مجھے قیمتی معلومات کے اس خزانے کو پبلک سے چھپانا اچھا نہیں معلوم ہوا اور ایسی حالت میں کہ لوگ ردی کتابوں کو خرید کر اپنا روپیہ اور وقت ضائع کرتے ہیں ایسی بہتر کتاب کا شادی شدہ اشخاص کے مطالعہ میں نہ آنا مجھے گوارا نہ ہوا اسلئے میں اس کتاب کا اشتہار شائع کرتا ہوں اور یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ کتاب صرف شادی شدہ اشخاص کیلئے لکھی گئی ہے اسلئے وہ لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں جن کی شادی ابھی نہیں ہوئی ❋

میاں بیوی

اردو میں پہلی کتاب ہے جو اس موضوع پر لکھی گئی ہے اس میں زن و شوہر کے تعلقات اور تعلقات کے ہر پہلو پر حتی الامکان ان باتوں پر بھی جن کو لوگ اپنی بیوقوفی سے خلاف تہذیب سمجھتے ہیں بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک شوہر اپنی بیوی کو کس طرح خوش رکھ سکتا ہے اور بیوی کس طرح خوش کر سکتی ہے ہر شخص اپنی بیوی سے ایک محبوبہ کی طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد خانگی جھگڑے ہمیشہ کیلئے مفقود ہو جائینگے اور زن و شوہر تمام عمر ایک دوسرے کے دلدادہ رہینگے ہر شادی شدہ شخص کا فرض ہے کہ اس کتاب کو پڑھے اس کی ہدایتوں پر عمل کرکے لطف زندگی حاصل کرے یہ کتاب تمہیں ان بیش بہا رازوں اور لذتوں کی طرف رہنمائی کریگی جن سے تم بالکل ناواقف ہو ❋

قیمت فی جلد عہ

المشتہر علی مظہر سیٹھی مینیجر خواجہ بکڈپو دہلی

ایک دوسری دنیا

تقدیر آزمائی کے لیے

ایسے نازک وقتوں میں کام آنیوالی، مایوسوں کو امید دلانیوالی، ڈوبتوں کا سہارا، غمزدوں کا دلاسا، ہجراں نصیبوں کو مژدۂ وصل سنانے والی، ستم رسیدوں کو دشمنوں سے نجات دلانے والی، بیکاروں کو باکار اور مفلسوں کو زردار بنانیوالی، مایوس مریضوں کے لیے نسخۂ شفا، بے اولادوں کے لیے پیام بقا، آسیب زدوں کیلئے نقش سلیمانی، بچوں کیلئے حرزِ جاں، مقدمات میں کامیاب کرنیوالی، مشکلات سے بچانیوالی اگر ہے تو صرف ایک چیز ہے اور وہ

مولینا سید ظہور احمد صاحب چشتی شاہجہانپوری کی عالمانہ تالیف

عملیات

(تیار ہوگئی)

ہے جسمیں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کیے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور

زبردست عاملوں کے زیر عمل رہے ہیں، کتاب میں پہلے عمل و وظیفہ پڑھنے اور نقش لکھنے کے طریقے لکھے گئے ہیں شاید جو بڑے بڑے عاملوں کو بھی معلوم نہونگے اور پھر ہر قسم کے اعمال و وظائف اور نقوش درج کیے گئے ہیں (تیار ہوگئی)

اردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں

خدانخواستہ آپکو جب کوئی مشکل پیش آئیگی یا جب کوئی مصیبت رونما ہوگی اس وقت یہ کتاب آپکی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ناخدا بنکر بچائیگی اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ایک زبردست عامل بن سکتے ہیں اور آپ کے اندر نہ صرف ایک محبوب کو، ایک حاکم کو، ایک امیر کو تسخیر کرنیکی، بلکہ دنیا کو زیر و زبر کرنیکی طاقت پیدا ہوسکتی ہے۔

اس کتاب میں صدہا ایسے سربستہ عملیات ہیں جو سالہا سال کی محنت

ریاضت و خدمت کے بعد بھی کسی عامل مشکل معلوم ہوسکتے ہیں

تیار ہوگئی

کتاب عملیات جس کا اشتہار آپ کئی ماہ سے دونوں دنیا میں ملاحظہ فرما رہے تھے خدا کا شکر ہے کہ چھپ کر تیار ہوگئی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے۔

باب اول

ابتدائی معلومات

حروف تہجی کے اعداد، موکل، جنسیت، سمت، اقسام، برجوں اور ستاروں کے باہمی تعلقات، ستاروں کی رفتار اور ان کا حساب اور اعمال تسخیر کواکب بیان کیے گئے ہیں۔

باب دوم

اسماء حسنٰے

نو دو نہ نام مع معانی و اعداد، اقسام موکل و عناصر، اسماء جمالی، اسماء جلالی، اسماء مشترک اور ان کے خواص و اعمال، عمل اسم دہلیہ اور دیگر عملیات درج ہیں۔

باب سوم

عملیات محبت

محبت کے لیے کلام مجید کی آیتوں کے اعمال، وظائف محبت کے لیے، سرمہ، عطر پھول، سیاہ مرچ، شربت پڑھنے کے طریقے، اور بازو بند، نقش کیلیے اور نقوش وغیرہ

باب چہارم

عملیات عداوت و جدائی

عمل آیۂ کریمہ جدائی کے لیے، نقوش تفرقہ اور جدائی کے لیے، نقش تباہی کاروبار دشمن و روزگار و دشمن، جدائی کے لیے مخصوص لوح جدائی کیلئے چلہ کا وظیفہ

باب پنجم

عملیات کشائش رزق

نقوش دست غیب، دفع افلاس کے لیے، دوکان کی ترقی اور کامیابی کے لیے، بحالی ملازمت کے لیے، حصول دولت کے لیے، جاہ و ثروت کے لیے مختلف مجرب اعمال

باب ششم

عملیات تسخیر خلائق

عمل اسم الٰہی، عمل اسم اعظم، آیت تسخیر خلق، عمل اسم قادر، آیات تسخیر عالم، اعمال عمل ہو تو ترکیب حاصل، سورۂ کیسر حب، عمل خطبہ دوم، عمل سورۂ جن

باب ہفتم

عملیات تسخیر سلاطین و امراء

لوح زرین برائے تسخیر سلاطین، نقش آیات عملیہ بازو بند تسخیر امرا، نقش تسخیر طلسمی انگوٹھی، نقش مخمس، غضب سلطانی سے بچنے کے لیے

طیار ہوگئی

کتاب "عملیات" جو فن عملیات میں سب سے جامع اور ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب چشتی کی مسلسل کئی سال کی محنت کا نتیجہ ہے چھپ کر طیار ہوگئی

باب نہم

چور کی شناخت اور مال مسروقہ کی بازیافت

بازیافت مال مسروقہ کے لیے، گمشدہ آدمی کی واپسی، مسروقہ کے لیے، چور کی شناخت کے لیے، نقش ربع قل ہو اللہ، چور کے خواب میں ڈرانے کے لیے، چور کی ایذا دہی کے لیے

باب دہم

مفرور اور گمشدہ کی واپسی کے لیے

نقش فلکی، نقش صرصر، نقش زنجیر، عمل یٰسین طلسم، ابریشم، نقش مثلث، واپسی مفرور کا نقش، سفر سے باز رکھنے کا نقش، مفرور بیوی کی واپسی کے لیے

باب یازدہم

عملیات مختلف امراض کیلیے

ہر قسم کے دردوں کے لیے صدہا اعمال، بیشاب کھولنے کے لیے، ایام ماہواری کے لیے، قیام حمل کے لیے، وضع حمل کے لیے، گریۂ اطفال کے لیے، چیچک، بخار، تپ دق، سرعت، بواسیر خونی وغیرہ کیلیے

باب دوازدہم

عملیات اولاد کے لیے

نقش مقطعات، نقش عمران، نقش عیسیٰ نقش زکریا، اولاد کے لیے مجرب اعمال و وظائف، فرزند نرینہ کے عملیات و نقوش وغیرہ وغیرہ

باب سیزدہم

عملیات آسیب

دفع آسیب کے لیے، شناخت آسیب کے لیے، نقوش سے آسیب، فتیلہ برائے حب علیات، آسیب طلسم، ام الصبیان کیلیے ضرر خانہ، فتیلہ سوزان طلسم تورات

باب چہاردہم

حل مشکلات و حاجات کیلئے

نقش رجال، نرجحاجات کیلیے، حل امور کیلیے نقش طائفہ، عمل بسم اللہ شریف، ختم الم ترکیف، عمل خاص سورۂ مزمل، وظیفہ سورۂ اخلاص، نقش کاشف الاسرار

باب پانزدہم

فاتحہ حضرت غوث الاعظم

اس باب میں حضرت غوث الاعظم کا فاتحہ درج ہے جو ہر دینی اور دنیاوی معاملہ میں آپ کی مدد کرے گا۔ اور خضر راہ بنکر قدم قدم پر رہبری کریگا۔

باب ہشتم

عملیات تسخیر جنات و ارواح

[illegible]

دست غیب

دوستوں کے فائدہ کیلیے

دوستوں کے فائدہ کے لیے ہم نے عملیات کا اشتہار اس نئے طریقے سے دیا ہے اس اشتہار کو نقل کریں اور بازار سے معمولی لکھائی چھپائی کی کتابیں پیدا کر کے کتاب کا نام بدل کر [illegible]

کتاب ملنے کا پتہ

سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بکڈپو

دہلی

اِن اوراق میں کیا طاقت ہے؟

یہ آپ کی زندگی میں انقلاب پیدا کرسکتے ہیں

یہ افلاس و ناداری کو تمول و دولت سے بدل سکتے ہیں۔

یہ کاہلوں اور بیکاروں کو چست و مستعد اور باکار بنا سکتے ہیں۔

یہ جزرسی کفایت شعاری اور سلیقہ مندی کی علمی تعلیم دیکر زندگی کو مسرتوں سے لبریز کرسکتے ہیں۔

یہ جاہل کو تعلیم یافتہ اور ایک کندۂ ناتراش کو اعلیٰ درجہ کا مہذب اور سنجیدہ بنا سکتے ہیں۔

یہ نادانوں کو دانا اور ناتجربہ کاروں کو تجربہ کار اور عاقبت اندیش بننے کی تعلیم دیتے ہیں۔

یہ بداخلاقوں کو خوش اخلاق بناکر نفرتوں کو محبتوں سے بدل ڈالتے ہیں۔

یہ الفاظ نہیں ہیں جادو ہے، یہ افسانے نہیں ہیں معاشرت کے طلسمات ہیں جسطرح کلوروفارم سنگھا کر خطرناک آپریشن کیے جاتے ہیں اور مریض کو خبر نہیں ہوتی اُسی طرح ان افسانوں کو پڑھنے والے کو خبر نہیں ہوتی اور ایک اخلاقی نشتر اندر ہی اندر اپنا کام کرکے مادۂ فاسد کی اصلاح کردیتا ہے، پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ میں قصہ پڑھ رہا ہوں لیکن درحقیقت اِصلاحِ معاشرت کی برقی تاثیرات الفاظ سے نکل کر اُس کے دل و دماغ پر قابض ہوجاتی ہیں، ان افسانوں کو پڑھکر صدہا اشخاص کی زندگی سنبھل گئی ہے جن لوگوں نے انہیں ایک دفعہ پڑھ لیا ہے وہ ہمیشہ کے لیے ان کے فریفتہ ہوگئے۔

ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ ایسے دلچسپ، اتنے مفید و مؤثر افسانے جن میں انشا پردازی کی پوری شان موجود ہو آجتک اُردو میں نہیں لکھے گئے۔ آپ کو واضح رہے کہ یہ لیلیٰ مجنوں کی داستان نہیں ہے بلکہ یہ وہ افسانے ہیں کہ کافی اشاعت پذیر ہونے کے بعد قوم کی کایا پلٹ دینگے۔ یہ وہی افسانے ہیں جو رسالۂ دین و دنیا میں ماہ بماہ شائع ہوتے رہے ہیں اور اب مجموعہ کی صورت میں چھپوائے گئے ہیں۔

پہلی جلد "درسِ عبرت" قیمت ۱۲؍ ۔ دوسری جلد "تصویرِ معاشرت" قیمت ۱۲؍

ملنے کا پتہ: سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ ڈپو۔ دہلی

لڑائی اچھی کہ مِلاپ؟

ساٹ آٹھ کروڑ مسلمان اگر چاہیں کہ بائیس تیئیس کروڑ ہندوؤں کو جن کے پاس دولت بھی ہے اور علم بھی ہے فنا کر دیں تو ناممکن ہے اسی طرح ہندوؤں کی یہ خواہش ہو کہ مسلمانوں کو جو تکبیر کا نعرہ بلند ہونے کے بعد پہاڑ اور دریا سے بھی نہیں رُکتے ہندوستان سے بھگادیں تو محال ہے، دونوں کو اسی ملک میں رہنا ہے اور دونوں کو مل جل کر زندگی بسر کرنا ہے، اب خواہ وہ دوست بنکر رہیں یا دشمن بنکر رہیں۔

دنیا کی بڑی سے بڑی جنگ کا خاتمہ صلح اور معذرت پر ہوتا ہے، بیچارے ہندو مسلمانوں کی لڑائی ہی کیا ہے یہ تو چند خود غرض اشخاص کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جسے بہت جلد فرو ہو جانا ہے اس لیے وہ وقت بہت جلد آنیوالا ہے کہ دونوں قومیں اپنی ناعاقبت اندیشی پر پچھتائیں گی اور ایک دوسرے کی دوست بن جائیں گی۔

کہتے ہیں کہ "مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست" جب انجام کار ہندو مسلمانوں میں محبت و رواداری پیدا ہو کر رہے گی تو آپ پہلے سے اس کے لیے کیوں نہیں تیار ہو جاتے اور کتاب "تبلیغ نامۂ وحدت و محبت" کو منگا کر کیوں نہیں پڑھتے جس میں مختلف قومیت اور مختلف مذہب کے لوگوں کو باہم دوست بننے کے عملی طریقے بتائے گئے ہیں اور جن پر عمل کرنے سے مذہب اور قومیت کے تصادم بغیر مختلف اقوام ایک دوسرے کے ساتھ کامل محبت اور رواداری کا برتاؤ کر سکتی ہیں۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا اور کیا آپ نے نہیں سُنا کہ جب ملک کے کسی حصہ میں فساد ہو جاتا ہے تو جان و مال و آبرو کیسے خطرہ میں ہوتی ہے اور ایک قوم کیسی دوسرے کے خون کی پیاسی نظر آتی ہے، پس کیا آپ نہیں چاہتے کہ ان فسادات کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے موقوف ہو جائے اور ہندوستان کے تمام باشندے ایک دوسرے کے دوست اور ہمدرد بن جائیں؟ اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو وہ طریقے اس کتاب سے معلوم کیجیے جن کی بدولت سب کچھ ہو سکتا ہے اور جن پر عمل کرنے کے بعد کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا، یہ کتاب اس قابل ہے کہ متمول بہی خواہانِ ملک اس کی ہزارہا کاپیاں خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کریں۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

ملنے کا پتہ

کارکنان حلقۂ وحدت مچھلی والان۔ دہلی

سلسلہ تعلیم تجارت

فن اشتہار نویسی

سلسلہ تعلیم تجارت

فن دوکانداری

کیا
آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں؟

اگر آپ کی خواہش ہے کہ آپ ایک دیندار مسلمان بنکر ترقی کریں۔ آپ
ایک پیشوائے دین اور دنیا کا تجربہ بخش ہر شہرت آپ سے واقف ہو تو

حضرت خواجہ حسن نظامی کا روزنامچہ

پڑھیے۔ یہ آپ کو مذہبی تعلیم دیگا، یہ آپ کو سیاست سے آگاہ کریگا۔ یہ آپ کو معاشرت کے معاملات میں رہبری کریگا،
یہ آپ کی معلومات کو دوگنا اور چوگنا کر دے گا۔ یہ اسلام پھیلانے کے ذرائع آپ کو بتائے گا، یہ اُردو
زبان کا سب سے بہتر معلم ثابت ہوگا۔ یہ نہ صرف آپ کو زبان اُردو سے واقف کرے گا
بلکہ آپ کے دماغ میں انشا پردازی کی روح پیدا کر دے گا، خواجہ صاحب کا
روزنامچہ پڑھیے اور ہر دینی اور دنیاوی معاملہ میں اس سے مدد لیجیے پھر
دیکھیے کہ آپ چند دن میں کیا سے کیا بن جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی
ترقی کا راز ان تین سو صفحات میں موجود ہے، دلچسپی بدرجہ
اسکے مقابلہ میں دنیا کی تمام دلچسپیاں ہیچ ہیں۔ اسکی قیمت
نہیں ہو سکتی۔ ہر وقت ایک ماہر کی
طرح کارآمد قیمت
عمہ

سلسلہ تعلیم تجارت

اسلامی تجارت

سلسلہ صنعت و حرفت

مکمل ملمع سازی

دو۲ روپے کے سرمایہ سے تجارت



دو روپے کے قلیل سرمایہ سے اگر آپ تجارت کرنا چاہتے ہیں تو "معلومات تجارت" جس پر ساٹھ ہزار روپے کے انعامات بھی تقسیم کیے جائینگے خرید لیے اس قدر ایثار اور قربانی سے ہمارے دو مقصد ہیں :۔

(۱) ملک میں تجارت کا شوق پھیلانا

(۲) ملک کو خواجہ بک ڈپو کی تجارتی اور صنعتی کتب سے آگاہ کرنا جو کئی سال سے مسلسل شائع ہو رہی ہیں۔

کتاب معلومات تجارت میں کیا ہے؟

وہ باتیں جو سالہا سال کامیاب تاجروں کی خدمت کے باوجود بھی نہیں حاصل ہوتیں، تجارت کے وہ راز جو محض دنیا کے کامیاب تاجروں کے ساتھ دفن ہو جاتے ہیں، وہ باتیں جنکو ذہن نشین کرنے کے بعد ایک معمولی لکھا پڑھا شخص بھی کامیاب تاجر بن سکتا ہے، تجارت کے وہ راز جو بیکاروں کو باکار اور ناکاروں کو کامیابی کا اعلیٰ نمونہ بنا سکتے ہیں، وہ باتیں جو قلیل سرمایہ سے تجارت کرنا سکھاتی ہیں، تجارت کے وہ راز جو بغیر سرمایہ کے بھی تجارت کرنا سکھاتے ہیں، وہ صد ہا باتیں جو امریکہ و یورپ کی کتابوں کا عطر کھینچکر لکھی گئی ہیں اور تجارت کے وہ راز جن کی بدولت آج یورپ ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے۔

اگر آپ کے نام انعام نکل آیا تو دو۲ روپے سے آپنے ہزاروں کما لیے۔ اور اگر خدانخواستہ نہ نکلا تو دو روپے کی کتاب تو آپکو مل ہی گئی جس سے اگر آپ کام لینا چاہیں تو ہزارہا روپیہ خود پیدا کر سکتے ہیں

ہزارہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں بتفصیل ذیل تقسیم کیا جائے گا

ایک لاکھ کتاب کی فروخت پر ساٹھ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	پچاس ہزار کتاب کی فروخت پر تیس ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	پچیس ہزار کتاب کی فروخت پر پندرہ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا	بارہ ہزار کتابوں کی فروخت پر سات ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا
پہلا انعام پانچہزار روپیہ کا دوسرا انعام تین ہزار روپیہ کا تیسرا انعام دو ہزار روپیہ چوتھا انعام ایکہزار روپیہ پانچواں انعام پانچسو روپیہ چھٹا انعام تین سو روپیہ ساتواں انعام دو سو روپیہ آٹھواں انعام ایکسو روپیہ نواں انعام پچاس روپیہ دسواں انعام پچیس روپیہ ۹۵۶۵ انعام پانچ پانچ روپیہ کے ہونگے۔	پہلا انعام ۳ ہزار روپیہ دوسرا انعام ۲ ہزار روپیہ تیسرا انعام ایکہزار روپیہ چوتھا انعام پانچسو روپیہ پانچواں انعام تین سو روپیہ چھٹا انعام دو سو روپیہ ساتواں انعام ایک سو روپیہ آٹھواں انعام پچاس روپیہ نواں انعام پچیس روپیہ دسواں انعام پندرہ روپیہ ۴۵۶۲ انعام پانچ روپیہ کے ہونگے	پہلا انعام ۲ ہزار روپیہ دوسرا انعام ایکہزار روپیہ تیسرا انعام پانچسو روپیہ چوتھا انعام تین سو روپیہ پانچواں انعام دو سو روپیہ چھٹا انعام ایکسو روپیہ ساتواں انعام پچاس روپیہ آٹھواں انعام پچیس روپیہ نواں انعام پندرہ روپیہ دسواں انعام دس روپیہ ۲۱۶۰ انعام پانچ پانچ روپیہ کے ہونگے	پہلا انعام ایکہزار روپیہ دوسرا انعام پانچسو روپیہ تیسرا انعام تین سو روپیہ چوتھا انعام دو سو روپیہ پانچواں انعام ایکسو روپیہ چھٹا انعام پچاس روپیہ ساتواں انعام پچیس روپیہ آٹھواں انعام پندرہ روپیہ نواں انعام دس روپیہ ۶۶۰ انعام پانچ پانچ روپیہ کے ہونگے۔

کم سے کم چھ ہزار کتابوں کی فروخت پر انعامات تقسیم کیے جائینگے، اگر مقررہ تاریخ تک چھ ہزار خریدار نہیں ہوئے تو مدت بڑھادی جائیگی جون ۱۹۲۵ء تک انعامات تقسیم ہونگے تقسیم انعامات کی کارروائی قابل اعتماد اراکین شہر کے روبرو عمل میں آئیگی، اگر آپ تاریخ مقررہ پر تشریف لا سکتے ہیں تو رونق افروز ہو کر شکریہ کا موقع دیجئے،

جو صاحب پانچ خریدار دینگے اُنکو ایک ٹکٹ مفت دیا جائیگا، جو صاحب دس خریدار دینگے اُن کو ایک ٹکٹ اور ایک جلد معلومات تجارت نذر کی جائیگی۔

کتاب کی قیمت مع محصولڈاک دو روپے ہے کتاب اور انعامی ٹکٹ منی آرڈر وصول ہونے پر روانہ کیا جائیگا۔ بذریعہ وی۔پی بھی کتاب بھیجی جاسکتی ہے ؛

سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ ماہ شعبان سنہ ۱۳۴۳ھ

رسالہ

دین و دنیا

جلد ۴ نمبر ۱۲

حمد

(از مفتی شوکت علی فہمی)

میں کیا تھا، کچھ نہ تھا، میری ہستی کیا تھی، ایک خاک کا ڈھیر تھی، میری ابتدا کیا ہے، اس پر میں شرماتا ہوں، یہ گوشت، پوست، شکل و صورت کس نے عطا کی، یہ رعنائی یہ زیبائش، کہاں سے آئی، تیرے ادنے اشارہ پر ایک انسانی مورت تیار ہوگئی، تو نے اس مٹی کی مورت میں جان ڈالی، عقل دی، سمجھ دی، اور وہ عقل و سمجھ دی کہ تمام حیوانوں سے ممتاز کر دیا، مٹی کے ڈھیر کو اشرف المخلوقات بنا دیا، جب یہ گوشت پوست کی تصویر دنیا میں آئی تھی تو بے خبر تھی تو نے اس کی پرورش کے سامان کیے، بالیدگی عطا کی، جسم کو توانائی دی، ہوش دیا، فہم دیا اور اس سے مالا مال کیا اور ایک ایسے مقام پر کھڑا کر دیا جہاں سے دو راستے جاتے ہیں، ایک تاریک وادی کی طرف جس کی طرف لیجانے والا نفس ہے ایک روشنی کے خوشنما باغ کی سمت جس کا رہنما ضمیر ہے۔

اے خاک کی ترقی یافتہ صورت لعنی انسان کی من موہنی مورت اٹھ، اپنے بنانے والے کو سجدہ کر، اپنے پیدا کرنے والے کی حمد و ثنا کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے، ضمیر کی لالٹین لے اور نفس کی تاریک وادی سے بچکر ایمان کے خوشنما باغ کی طرف بڑھ، آنکھوں کو کھول اور دیکھ کہ گلاب کی خاموش پتیاں اشاروں میں تجھ سے کیا کہہ رہی ہیں، چشم حقیقت کو کھول اور غور کر کہ سبزہ کونسے محبوب کے قدموں پر جھوم جھوم کر سر رکھ رہا ہے، نازک کلیاں باغ میں چٹکتی ہیں مگر تیرے کان کبھی ان کی آواز نہیں سنتے، گوش حقیقت پیدا کر اور سن کہ یہ ننھی ننھی کلیاں تجھے کیا سبق دے رہی ہیں۔

میری مورتی کو جیون دینے والے داتا وہ آنکھ دے کہ ہر شے میں تیرا جلوہ دیکھوں، وہ کان دے جس سے تیری آواز کے سوا اور کچھ نہ سن سکوں، وہ زبان دے کہ ہر وقت تیری سمرن کی مالا جپے، وہ دل دے جس میں تیرا نور ہو تیری الفت ہو، وہ سر دے جس میں تیرا سودا ہو اور تیرا ہی جنون ہو، وہ قدم دے کہ تیری تلاش میں آبلوں کے زیور سے مزین ہو جائیں، وہ محبت دے کہ سب کو چھوڑ کر میں تیرا ہو جاؤں، اور تو میرا ہو جائے +

نعت

(از مفتی شوکت علی فہمی)

مدنی پیا! نہ آتے ہو، نہ اپنے برہی کو بلاتے ہو، نہ کچھ پتہ ہی بتاتے ہو، جب میرا جی بیکل ہو تو بتاؤ اسے کس بہانہ سے تسلی دوں، جب میری آنکھوں کے آنسو تمہاری تلاش میں پلکوں کی چلمن سے باہر نکلیں تو بتاؤ انہیں کیا تمہارا نشان بتاؤں، جب سرد آہیں محبت کا پیام لیکر لبوں تک آئیں تو انہیں کیا جواب دوں، اچھے پیا۔ اب ضبط کی طاقت نہیں، جدائی کی ہمت نہیں، تم لاکھ خفا ہو میں تمہیں خط لکھوں گا، میرے اچھے مدنی محبوب میں اپنے ہاتھ سے خط لکھکر بھیجتا، مگر فرشتے کہتے ہیں کہ تو انسان ہے، دنیا کی آلائش سے تیرا دامن تر ہے اس پاک محبوب کے لیے پاک خط چاہیے، ہم تیرے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر لے کر کبھی نہ جائینگے۔ اس پاک محبوب کی درگاہ کے لیے فرشتوں کے قلم کی تحریر درکار ہے، اچھا تو میں بولتا ہوں اور اسے نوری قاعدوں تم لکھو اور میرے محبوب کو یہ سندیسہ پہنچا دو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

میں اس درود پاک کو اس وقت تک دہرائے جاؤنگا جب تک کہ میری زبان کی جنبش جاری ہے، جب تک کہ مجھپر غفلت طاری نہ ہو جائے، جب میں درود شریف پڑھتے پڑھتے غافل ہو جاؤں تو مدنی محبوب سے کہنا کہ تمہاری کالی کالی زلفوں کا دیوانہ، تمہاری شمع رخ کا پروانہ تمہیں یاد کرتے کرتے تمہارا نام جپتے جپتے سو گیا ہے، طور پر جلوہ دکھانے والے کی قسم دیکر کہنا کہ خواب کا برقع اوڑھکر اس کو اپنا جمال دکھا دو۔ اس کی بے چین روح کو تسلی دو۔

میں سوتا ہوں گا، وہ آتے ہوں گے۔ میں نیند میں ہوں گا، میرا مقدر بیدار ہوگا میری آنکھوں پر نیند غفلت کی سیاہ چادر ڈال دیگی مگر میرا دل اس محبوب کے جمال سے منور ہو جائے گا میں دیکھوں گا کہ ایک کالی کملی والا، سیاہ زلفوں والا، حسن یوسف کو شرما دینے والا، قبا پہنے، سر پر سبز عمامہ باندھے ایک مسند شاہی پر بیٹھا ہوگا، میں نظر اٹھاؤں گا اور اس پیکر جمال کے حسن کی تاب نہ لاکر بیہوش ہو جاؤں گا، جب نیند سے بیدار ہوں گا تو میرا کمرہ خوشبو سے مہک رہا ہوگا، میں اپنی تمام عمر خواب میں درشن دینے والے کے تصور میں گزار دوں گا +

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

"فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ٥

ترجمہ:- پھر شیطان نے آدم و حوا کو ڈگمگا دیا، اور جس (عیش) میں وہ تھے اس سے نکالا اور ہم نے کہا تم سب نیچے اترو۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے اور دنیا میں ایک وقت تک تمہارے لیے ٹھکانا اور ساز و سامان ہے۔

تشریح الفاظ:- ازلال ۔ (از زلت، لغزش ۔ پھسلنا) پھسلانا ۔ بہلانا ۔ بہکانا ڈگمگا دینا۔ **اخراج** = نکالنا۔ خارج کرنا ۔ **اہبطو** (از ہبوط) اترنا ۔ بلند جگہ سے پستی میں اترنا ۔ فروکش ہونا۔ **مستقر** = (از استقرار) جائے قرار ۔ ٹھہرنے کی جگہ ۔ ٹھکانا۔ **متاع** = کوئی شے جو استعمال میں آئے جس سے فائدہ اٹھایا جائے، جس کو برتا جائے، ساز و سامان، لوازم زندگی، **حین** = وقت ۔ مدت، زمانہ۔

تفسیر:- شیطان نے حضرت آدمؑ کو بہلا یا پھسلایا اور ان سے لغزش واقع کرا دی، اسکی تفصیل خود کلام مجید میں اس طرح موجود ہے کہ شیطان نے حضرت آدمؑ سے کہا یا ان کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ "اے آدمؑ کیا میں تمہیں ایک ایسا درخت بتا دوں جس کے کھانے سے تم ہمیشہ زندہ رہو اور ایک لازوال سلطنت تمہارے قبضہ میں آجائے؟ دیکھو تمہیں اور تمہاری بیوی کو جو خدا نے اس درخت کے کھانے سے منع کیا ہے اس کا سبب صرف یہ ہے کہ تم فرشتے بن جاؤ گے اور پھر جنت میں تمہاری سکونت مستقل اور دائمی ہو جائیگی۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہارا ہوا خواہ ہوں" شدنی ناگزیر ہے ۔ حضرت آدمؑ کے دل سے حکم الٰہی فراموش ہو گیا، شیطان کی باتوں میں آگئے اور شجرۂ ممنوع کو چکھ لیا جسکا حال قرآن پاک میں یوں لکھا ہے کہ "جب آدم اور حوا نے شجرۂ ممنوع کو چکھا تو چکھتے ہی یہ ہوا کہ دونوں عریاں ہو گئے، شرم سے درختوں کے پتوں سے بدن ڈھانکنے لگے"

اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہ حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتا ہے، یہ تو پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ حضرت آدم دنیا کے خلیفہ بنائے جائینگے لیکن دنیا میں آنے سے پیشتر ان کو جنت میں رکھا جانا اور پھر شیطان کے وسوسہ سے اس لغزش کا صادر ہو جانا، اس کے بعد جنت سے ان کا نکلنا اور بجائے اس کے کہ براہ راست ان کو دنیا میں بھیج دیا جائے ان واقعات کے ساتھ دنیا میں آنا مصالح ایزدی پر مبنی ہے، اور ظاہر کرتا ہے کہ ابتدا سے ہماری زندگی واقعات کے سلسلوں میں الجھی ہوئی ہے اور ایک واقعہ دوسرے واقعہ کا سبب بنکر عبرت و دلچسپی کے لیے ایک افسانہ پیدا کر دیتا ہے۔ جب حضرت آدمؑ خلافت دنیا کے لیے پیدا کیے گئے تھے تو وہ جنت میں کیونکر رہ سکتے تھے، تاہم روح کو یہ بھولا ہوا خواب ابھی یاد ہے اور ان فردوسی نظاروں کے تصور سے بے چین ہو کر وہ پکار اٹھتی ہے کہ ؎

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود
آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

کسی ملحد نے ... یا صوفیہ میں ایک عالم سے دریافت کیا کہ حضرت آدم جنت سے کیوں علٰحدہ کیے گئے اس کے جواب میں اس نے کہا کہ محض تمہاری وجہ سے کیونکہ اگر وہ جنت میں رہتے اور کچھ عرصہ کے بعد تم وجود میں آتے تو لازم آتا کہ ایک ملحد بھی جنت میں رہے حالانکہ ملحدوں کو جنت سے کیا کام۔

بہرحال جب شیطان کے بہکانے سے حضرت آدم اور حضرت حوا نے شجرۂ ممنوعہ چکھ لیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی عریانی کا احساس جنت میں جاگنے اور درختوں کے پتوں سے اپنی عریانی کو ڈھانکنے لگے تو ذات جلال کا حکم ہوا کہ تم سب جنت سے اترو، مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس لفظ جمع سے حضرت آدم حضرت حوا اور انکی ذریات مراد ہے چونکہ وہ "ابوالنوع" تھے اس لیے جمع کا لفظ استعمال کیا گیا لیکن بعض مفسرین کے خیال میں اس سے حضرت آدم حضرت حوا، ابلیس اور سانپ مراد ہے، اسکے بعد زمین میں جا کر رہنے کی کیفیت بیان فرمائی گئی کہ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہوگا یعنی ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کریگا مگر لفظ جمع سے شیطان، سانپ، اور حضرت آدم و حوا مراد لیے جائیں تو ان الفاظ کا یہ مطلب ہوگا کہ ان سب کا باہم عداوت ہوگی، لیکن لفظ "بعض" سے یہی قرینہ پایا جاتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کی، ایک ملک دوسرے ملک کا، ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا اور ایک شخص دوسرے شخص کا دشمن ہوگا، جیسا کہ واقعات عالم سے عیاں ہے، پھر یہ بھی ظاہر کر دیا گیا کہ دنیا میں تمہارا قیام عارضی ہوگا، یہ نہیں کہ ہمیشہ وہیں رہو، اور اس میں زندگی بسر کرنے کے لیے تمہیں عارضی طور پر ساز و سامان بھی ملے گا۔ یہ فرمانا کہ تمہارا قیام "ایک وقت" تک ہوگا، دو مفہوم رکھتا ہے، یعنی وقت موت بھی مراد ہو سکتا ہے اور قیامت بھی، جو کچھ بھی ہو دونوں حالتوں میں دنیا اور اس کا قیام عارضی ہے۔

ایک بزرگ قیام دنیا کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمکو شیطان نے بہکا کر جنت سے نکالا۔ اب ہمکو اس وقت تک شاد و مسرور نہیں رہنا چاہیے جب تک ہم اپنے وطن میں پھر واپس پہنچ جائیں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب ان سب کا ہبوط جنت سے ہوا تو حضرت آدمؑ کوہ سراندیپ پر، حضرت حوا جدہ میں، سانپ اصفہان میں اور شیطان بحر الہند میں گرا،

واللہ اعلم بالصواب

(باقی آئندہ) سید ظہور احمد (صاحب وحشی) چیف ایڈیٹر

شرحِ مثنوی مولانا رومؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

اے من آں پیلے کہ زخمِ پیلباں ریخت خونم از برائے استخواں

ترجمہ:- میں وہ ہاتھی ہوں کہ فیلبان نے ہڈی کے لالچ میں میرا خون بہایا ہے۔

آنکہ کشتستم پئے ما دون من مے نداند کہ نخسپد خون من

ترجمہ:- جس شخص نے مجھے مجھ سے کم قیمت چیز کے لیے ہلاک کیا ہے اُسے یہ خبر نہیں کہ میرا خون رائگاں نہیں جا سکتا

بر منست امروز و فردا بروی ست خون چوں من کسے چنیں ضائع کی ست

ترجمہ:- آج مجھ پر ہے کل اُس پر ہوگا۔ مجھ جیسے شخص کا خون کہیں ضائع ہو سکتا ہے؟

لغات:- ناف ۔ نافہ = ہرن کی ناف میں خون مجتمع ہو جاتا ہے اور وہی مشک کہلاتا ہے، یہ نافہ پیاز کی گرہ کی طرح ہوتا ہے۔ خون صاف = خون خالص۔ پوستین ۔ کھال، بالوں سمیت کھال۔ مادون = وہ شے جو کم ہو۔ کم رتبہ۔ کم قیمت۔

مطلب:- زرگر بستر مرگ پر پڑا ہوا بڑبڑا رہا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اب اُس پر بھی اصلی راز منکشف ہو گیا، اور وہ سمجھ گیا کہ مجھے وطن سے بلا کر زہر آلود دوا اس لیے کھلائی گئی کہ میں ہلاک ہو جاؤں، چنانچہ وہ نہایت آشفتہ اور برہم ہو کر کہتا ہے کہ مجھکو میرے حسن و جمال کی وجہ سے ہلاک کیا گیا، حالانکہ میری ذات اور ہنر کے مقابلہ میں حسن و جمال کوئی چیز نہ تھا عالم وارفتگی میں وہ کہتا ہے کہ افسوس میں ایک آہو کی طرح نافہ کے لالچ میں، ایک لومڑی کی طرح کھال کی طمع میں، ایک ہاتھی کی طرح ہاتھی دانت کی ہوس میں قتل کیا گیا ہوں، میرے قاتلوں کو یہ خبر نہیں ہے کہ میرا خون رائگاں نہیں جا سکتا، آج اُنہوں نے میرے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے وہ کل اُن کے ساتھ بھی ہوگا۔ اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

گرچہ دیوار افگند سایہ دراز باز گردد سوئے او آں سایہ باز

ترجمہ:- اگرچہ دیوار کا سایہ دور تک جاتا ہے، لیکن وہ سایہ اُس کی طرف پھر واپس آجاتا ہے۔

ایں جہاں کوہ ست و فعلِ ما ندا سوئے ما آید ندا ہا را صدا

ترجمہ:- یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارے افعال پہاڑ کی آواز ہیں، ہم جو کچھ کہتے ہیں اُس کی آواز بازگشت سنتے ہیں۔

مطلب:- یہ دونوں شعر زرگر کا مقولہ ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ دنیا دار المکافات ہے، نیکی اور بدی کا بدلا یہیں مل جاتا ہے، میرے ساتھ جو بد سلوکی کی گئی اور میری ہلاکت کا جو سامان کیا گیا وہ رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتا، اگرچہ بظاہر ایسا معلوم ہو اور ظالم مظلوم کی طرف سے مطمئن ہو، لیکن آخر کار مظلوم کی طرف سے قدرت ضرور انتقام لیتی ہے، دیوار اور اُس کے سایہ پر غور کرو، ایک وقت تو سایہ دور تک جا پھیلتا ہے، لیکن ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ سایہ دیوار کی طرف سمٹ کر واپس ہو جاتا ہے، پس انسان کو اپنے کردار کی سزا ضرور بھگتنی پڑتی ہے، اور افعال کا خمیازہ اُسے ضرور اُٹھانا ہوتا ہے، جو شخص پہاڑ پر چلاتا ہے اُس کی آواز اُسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔ یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو۔ غرض جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ میرا خون اپنا انتقام لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ایں بگفت و رفت در دم زیر خاک آں کنیزک شد ز درد و رنج پاک

ترجمہ:- یہ کہا اور اُس کا دم نکل گیا۔ وہ کنیز رنج و غم سے نجات پا گئی۔

مطلب:- زرگر کے جو مقولے اوپر لکھے گئے ہیں اُن کے متعلق اشارہ ہے کہ اُس نے دورِ غم میں یہ باتیں کیں اور پھر اس کے بعد وہ راہی عدم ہو گیا۔ زرگر کی موت سے کنیز عشق و محبت کے آلام و مصائب سے نجات پا گئی۔ زرگر کے بدشکل ہو جانے سے پہلے ہی اُس کے خیالات میں تبدیلی ہو گئی تھی اور اب اُس کی موت کے بعد رہی سہی خلش بھی جاتی رہی اور ہمیشہ کے لیے اُس کا خیال دل سے دور ہو گیا۔

زانکہ عشقِ مردگاں پائندہ نیست زانکہ مردہ سوئے ما آئندہ نیست

ترجمہ:- اس لیے کہ مردوں کا عشق دیرپا نہیں ہوتا اور اس لیے کہ مردہ دنیا میں لوٹ کر نہیں آتا۔

مطلب:- عشق ملاقات یا امید ملاقات سے تازہ رہتا ہے، لیکن جب ملاقات نہیں ہوتی یا ملاقات کی امیدیں قطعی باطل ہو جاتی ہیں تو رفتہ رفتہ عشق بھی جاتا رہتا ہے، جب ہمارا کوئی عزیز مرجاتا ہے تو ہم کیسے بے قرار ہوتے ہیں اور اُس کی یاد دل کو کیسا تڑپاتی ہے لیکن رفتہ رفتہ خیالات کو سکون ہو جاتا ہے، اور چونکہ اُس کی تصویر ہمارے حافظہ کو پھر کبھی برانگیختہ نہیں کرتی، اس لیے چند روز کے بعد ہم اُسے بالکل بھول جاتے ہیں اور پھر تو یہ حالت ہو جاتی ہے کہ کبھی بھولے سے بھی اُس کا خیال نہیں آتا۔

عشقِ زندہ در رواں و در بصر ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر

ترجمہ:- ایک زندہ کا عشق دل اور آنکھ میں ہر وقت غنچہ سے زیادہ تازہ رہتا ہے۔

مطلب:- یہ شعر شعر ماسبق سے مسلسل ہے، فرماتے ہیں کہ مردہ کا عشق تو دیرپا نہیں ہوتا لیکن ایک زندہ ہستی کا عشق ہر وقت یاد کو تازہ کرتا رہتا ہے، نہ دل اُس کو بھولتا ہے اور نہ آنکھ اُس کو فراموش کرتی ہے۔

(باقی آئندہ)

شرحِ دیوانِ حافظؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

نشانِ مہر و وفا نیست در تبسمِ گُل — بنال بلبلِ مسکیں کہ جائے فریادست

ترجمہ: گُل کے تبسم میں مہر و وفا کا نشان نہیں، اے بکیس بلبل نالہ کر کیونکہ نالہ کرنے کا موقع ہے

شرح:۔ بلبل کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تو اگر فریاد کرتی ہے تو بیجا نہیں بے شک فریاد کا موقع ہے کیونکہ گُل کی مسکراہٹ میں مہر و وفا کے آثار نظر نہیں آتے۔ گُل کی بے وفائی ظاہر ہے کیونکہ اُسے بقا نہیں، اُدھر نازک غنچوں کے لب پر تبسم آیا اور ادھر اُنہوں نے نظارہ کو الوداع کہا۔ پس اس بے وفائی اور نظارہ کی ناپائداری پر غریب بلبل جس کی زندگی نظارۂ گل پر منحصر ہے جس قدر اظہار ملال اور شور فریاد کرے بجا ہے۔

حسد چہ می بری اے سست نظم بر حافظ — قبولِ خاطر و لطفِ سخن خدا دادست

ترجمہ:۔ اے کمزور نظم والے شاعر تو حافظ پر کیا رشک کرتا ہے، مقبولیت اور کلام کا پُر لطف ہونا خداداد بات ہے۔

شرح:۔ مقطع میں شاعرانہ تعلّی اور اظہار امتیاز ہے، اور ہم تو یہ کہیں گے کہ تعلّی نہیں بلکہ امر واقعہ ہے کیونکہ حضرت حافظ کے کلام کو دنیا کے ہر ادب پرست حلقے میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے اور یہ بات انسانی کوشش سے بالاتر ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہرحال فرماتے ہیں کہ حافظ پر وہ لوگ ناحق رشک کرتے ہیں جو اچھی نظم لکھنے پر قادر نہیں اُن کو معلوم ہونا چاہیے کہ کلام کی لطافت اور مقبولیت خداداد بات ہے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ (خدا جسے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے مالامال کرتا ہے)

غزل

برو بکارِ خود اے واعظ ایں چہ فریادست — مرا فتاد دل از کف ترا چہ افتادست

ترجمہ:۔ واعظ جا اپنا کام کر کیوں شور کر رکھا ہے، دل تو میرا گیا ہے تیرا کیا گیا۔

بکام تا نرساند مرا لبش چوں نائے — نصیحتِ ہمہ عالم بگوشِ من بادست

ترجمہ:۔ جب تک اُس کے ہونٹ مجھے مراد کو نہ پہنچائیں گے اُس وقت تک میرے لیے تمام دنیا کی نصیحت فضول ہے اور ایسی ہی جیسے نے میں ہوا بھر کر نکل جاتی ہے۔

شرح:۔ یہ دونوں شعر ایک دوسرے سے مربوط و مسلسل ہیں، واعظ سے فرماتے ہیں کہ تو نے کیوں میرا سر کھایا ہے اور مجھے کیوں ملامت کر رہا ہے، اگر دل گیا ہے تو میرا نقصان ہوا ہے۔ تیرا کیا بگڑا ہے، خوب یاد رکھ کہ تیری نصیحت مجھ پر ذرا بھی کارگر نہیں ہو سکتی۔ میں جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاؤں گا اور جب تک محبوب کے ہونٹ مجھے میری مراد تک نہیں پہنچائیں گے یعنی میں اُن سے شادمانی وصل کا مژدہ نہ سُن لوں گا اُس وقت تک تو کیا ساری دنیا کی نصیحت میرے لیے بیکار ثابت ہو گی، اس معاملہ میں تو میری حالت بالکل بانسری کی طرح ہو رہی ہے کہ ایک طرف سے ہوا بھری اور دوسری طرف سے نکل گئی۔ پس میں ناصحوں کی نصیحت ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے اُڑا دیتا ہوں۔ پس اے ناصح تو مجھے پریشان نہ کر اور اپنا کام دیکھ۔

میاں او کہ خدا آفریدہ است ز ہیچ — دقیقہ ایست کہ ہیچ آفریدہ نکشادست

ترجمہ:۔ اُس کی کمر جسے خدا نے عدم سے پیدا کیا ہے ایک ایسا نکتہ ہے جو کسی مخلوق سے حل نہ ہو سکا۔

لغات:۔ میاں = کمر۔ آفریدہ = پیدا کیا ہوا۔ مخلوق۔ دقیقہ = باریکی۔ نکتہ باریک بات۔

مطلب:۔ شعرا محبوب کی کمر اور دہن کو باریک اور انتہائے نزاکت کی بنا پر مبالغہ کے ساتھ ناپید ظاہر کرتے ہیں، چنانچہ اسی شاعرانہ پیروی میں حافظ صاحب بھی فرماتے ہیں کہ خدا نے محبوب کی کمر کو نیستی اور لاشے سے پیدا کیا ہے اور اُس کے ناپید اور مخفی ہونے کا یہ عالم ہے، کہ وہ ایسی چیستان بن کر رہ گئی کہ آج تک مخلوق میں سے کوئی ہستی اُس کی حقیقت دریافت نہ کر سکی اور اس نکتہ باریک کو حل نہ کر سکی۔ اگر کمر سے عالم ظاہری و باطنی کا درمیانی تعلق مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ خدا نے روح و بدن اور ظاہر و باطن میں ایسے تعلقات رکھے ہیں کہ اُن کی تہ تک پہنچنا اور اُن کی حقیقت کو دریافت کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اور جس طرح شعرا کمر کو معدوم و موجود سمجھتے ہیں یعنی ہے اور نہیں ہے، اسی طرح عالمِ ظاہر اور باطن کا درمیانی علاقہ معدوم و موجود دونوں حالتیں رکھتا ہے، گو اپنی انتہائی نزاکت اور لطافت کی بنا پر کمر محبوب کی طرح وہ نظر نہیں آتا لیکن اُس کی موجودگی میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ بینھما برزخ لا یبغیان۔

(باقی آئندہ)

شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

حکایت

یکے را از ملوک عجم حکایت کنند کہ دست تطاول بر مال رعیت دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز کردہ تا بجائے کہ خلق از مکائد فعلش بجہاں برفتند و از کربتِ جورش راہِ غربت گرفتند۔

ترجمہ:۔ ایران کے ایک بادشاہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ اُس نے رعایا کے مال پر دست درازی اور اُن کے حال پر ایسا ظلم و ستم شروع کیا کہ خلقِ خدا اُسکی مکاریوں کی وجہ سے اِدھر اُدھر منتشر ہو گئی اور لوگوں نے اُس کی ایذادہی سے تنگ آکر غربت کی راہ اختیار کی۔

لغات:۔ **عجم** = عرب کے سوا ساری دنیا۔ اصطلاحاً ایران۔ **تطاول** = دست درازی۔ درازی۔ **مکائد** = (جمع مکیدہ) فریب۔ مکاری۔ گہری چال۔ **جہان** = دنیا۔ اطراف عالم۔ **کربت** = تکلیف۔ بے چینی۔ **غربت** = مسافرت۔ پردیس۔

مطلب:۔ کہتے ہیں کہ ایران میں ایک بادشاہ تھا اُس نے رعایا کے جان و مال پر بڑی دست درازی شروع کی یہاں تک کہ لوگ اُس کی حرص و طمع، ظلم و ستم اور سخت گیری سے پریشان ہو کر ترک وطن پر مجبور ہوئے اور جس کو جہاں موقع ملا گھر بار چھوڑ کر وہاں چلا گیا۔

چوں رعیت کم شد ارتفاع ولایت نقصان پذیرفت و خزینہ تہی ماند و دشمناں طمع کردند و زور آوردند۔

ترجمہ:۔ جب رعیت کم ہو گئی تو ملکی آمدنی کو نقصان پہنچا، خزانہ خالی ہو گیا۔ دشمنوں کو لالچ پیدا ہوا اور اُنہوں نے زور باندھا۔

لغات:۔ **ارتفاع** = (از رفع) بلند ہونا۔ اُبھرنا۔ پیدا ہونا۔ محصول۔ حاصل آمدنی۔ **ولایت** = حکومت۔ ملک۔ سلطنت۔

مطلب:۔ جب بادشاہ کے جور و ستم سے مجبور ہو کر رعایا اِدھر اُدھر منتشر ہو گئی تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ملکی محاصل و آمدنی میں فرق آگیا اور شاہی خزانہ خالی رہنے لگا یہ حالت معلوم کر کے دشمنوں کو لالچ پیدا ہوا، اور وہ مقابلہ و مخالفت کی تیاری کرنے لگے۔

قطعہ

ہر کہ فریاد رسی روزِ مصیبت خواہد ۔۔۔ گو در ایامِ سلامت بجوانمردی کوش
بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود ۔۔۔ لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

ترجمہ:۔ جس شخص کو مصیبت کے دن ایک ہمدرد کی ضرورت ہو اُس سے کہدو کہ سلامتی کے زمانہ میں جوانمردی کی کوشش کرے۔ اگر تم اپنے غلام پر مہربانی نہ کرو گے تو وہ چلا جائیگا۔ اور اگر بیگانے پر مہربانی کرو گے تو وہ حلقہ بگوش ہو جائے گا۔

لغات:۔ **جوانمردی** = فیاضی۔ ایثار۔ ہمدردی۔ **سلامت** = امن و امان سلامتی۔ **حلقہ بگوش** = غلام۔ پہلے رسم تھی کہ غلاموں کے کان میں ایک بالی پڑی ہوتی تھی اور یہ اُس کی غلامی کی علامت تھی۔

مطلب:۔ بادشاہ نے امن و امان کے زمانہ میں ظلم و ستم سے رعایا کو پراگندہ کر دیا تھا اور اس کے بعد جب دشمنوں نے اُس کے ملک پر قبضہ کرنا چاہا تو اُسے ہمدردوں اور جان نثاروں کی ضرورت تھی۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھکر حضرت سعدی بطور تمثیل فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ مصیبت کے وقت کوئی اُس کا ہمدرد ہو تو اُسے چاہیے کہ امن و عافیت کے زمانہ میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ محبت و مہربانی ایسی چیز ہے کہ اگر ایک غلام کے ساتھ روا نہ رکھی جائے تو غلام ہونے کے باوجود وہ بھاگ جائیگا۔ لیکن اُسے کسی بیگانہ کے ساتھ برتا جائے تو وہ غلام بن جائیگا۔

بارے در مجلس او کتاب شاہنامہ می خواندند، در زوالِ مملکتِ ضحاک و عہدِ فریدوں وزیر ملک را پرسید کہ ہیچ تواں دانستن کہ فریدوں کہ گنج و ملک و حشم نداشت چگونہ مملکت برو مقرر شد۔ گفتا چنانکہ شنیدی خلقے بروے بتعصب گرد آمدند و تقویت کردند، پادشاہی یافت۔

ترجمہ:۔ ایک دفعہ بادشاہ کی مجلس میں شاہنامہ پڑھا جا رہا تھا اور ضحاک کی بادشاہی کے زوال اور فریدوں کے عہد کا بیان تھا، وزیر نے بادشاہ سے پوچھا کہ یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ فریدوں کو جس کے پاس نہ خزانہ تھا نہ ملک تھا نہ فوج تھی بادشاہی کیونکر مل گئی؟ بادشاہ نے کہا کہ جیسا کہ تمنے سُنا ہو گا لوگ تعصب کی وجہ سے اُس کے پاس جمع ہو گئے پس اُن کی امداد سے وہ بادشاہ ہو گیا۔

لغات:۔ **بارے** = ایکبار۔ ایک دفعہ **ضحاک** = ایران کے ایک مشہور بادشاہ کا نام۔ کہتے ہیں کہ یہ ہنستا بہت تھا اسی لیے اس کا نام ضحاک یعنی بہت ہنسنے والا مشہور ہو گیا **فریدوں** = ایران کے ایک مشہور بادشاہ کا نام **حشم** = نوکر چاکر۔ فوج و لشکر **تعصب** = جانبداری۔ طرفداری۔ قوم و مذہب کی پاسداری۔

مطلب:۔ بادشاہ کی مجلس میں شاہنامہ پڑھا جا رہا تھا، اور بیان یہ تھا کہ ضحاک کی

وارداتِ قلب

خود غرض انسان، تو کسی کا نہیں، تیری کوئی بات خود غرضی سے خالی نہیں تیرا اخلاص لوث سے بھرا ہوا ہے تیرا ایثار خود پسندی پر مبنی ہے، میں تیری چالاکیوں سے خوب واقف ہوں، تو جب تک کوئی بڑا فائدہ پیش نظر نہیں دیکھ لیتا اُس وقت تک کم فائدہ کی بات نہیں چھوڑتا، تو اپنے ہر کام کی جزا چاہتا ہے، تو ہر خدمت کے معاوضہ کا طالب ہے، تو کبھی کسی کے کام نہیں آتا، تو جو کچھ کرتا ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنے لیے کرتا ہے، اور محبت کے دعویدار تیرا دعوے مسلم، مگر یہ تو بتا کس سے محبت کرتا ہے؟ اُسی سے جس کو تو پسند کرتا ہے، اد اپنی پسند کے پرستار کبھی ایسی ہستی سے بھی محبت کر جسے تو پسند نہیں کرتا، ایسی محبت پر تجھے ناز ہے جو سراسر تیری خواہشوں کے ماتحت ہے، اگر تجھ میں اخلاص ہے تو اپنی خواہشوں پر غالب آکر اُن سے محبت پیدا کر جو تیری خواہش کے مطابق نہیں ہیں، کسی شے کے گم ہو جانے کا یا کسی شخص کے جدا ہو جانے کا تجھے بہت غم ہے، اس کا نام تیری اصطلاح میں وفا ہے، تیری وفا کا کیا کہنا، سچ بتا، کیا تجھے فی الحقیقت کسی سے محبت ہے اور محض اُس محبت کی بنا پر تو غمگین ہے؟ یا تو اپنے اُن فوائد کے لیے بے چین ہے جو اُس چیز یا اُس شخص سے وابستہ تھے اور اب وہ فوت ہو گئے ہیں، اگر ایسا ہے تو محبت و وفا کو کیوں بدنام کرتا ہے، سُن او مطلب آشنا، اگر درحقیقت تو چاہتا ہے کہ خلوص کی دولت اور مہر و وفا کی نعمت سے مالا مال ہو تو پہلے اپنی روح کو مفاد کی آلودگیوں اور لوث و غرض کی کثافتوں سے پاک کر، اس کے بعد تو اُس منزل میں پہنچے گا جہاں کوئی چیز اپنی نہیں یعنی ہر چیز اپنی ہے اور جہاں دشمن و دوست اور رنج و مسرت کے الفاظ کوئی مفہوم نہیں رکھتے۔

⁂

کبھی تم نے اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر تمہارے خیالات پبلک میں آ جائیں یا کوئی آنکھ دل کے پردوں کو عبور کرتی ہوئی تمہارے خیالات تک جا پہنچے تو کیا ہو؟ تم نے بارہا دیکھا ہوگا کہ جب کوئی بُرا خیال عملی صورت اختیار کر لیتا ہے تو تمہاری بدنامی و رسوائی اور ذلت و خواری میں کچھ کسر نہیں رہتی، جب بُرے خیالات دل و دماغ پر متمکن ہوں اُس وقت یہ فرض کرو کہ وہ عملی صورت اختیار کر رہے ہیں اور تمہاری طرف چند ایسی آنکھیں نگراں ہیں جن کا تم کو خاطر کرتے ہو۔ شاید اس تصور سے شرما جاؤ گے اور پھر اُن خیالات کی جرأت نہ کرو گے، تم کسی کو پسند نہیں کرتے یا تم کسی سے خفا ہوتے ہو یا تم کسی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہو اُس وقت تمہارے خیالات کیا ہوتے ہیں؟ یہ خیالات اگر اُس شخص کو معلوم ہو جائیں تو تمہیں کیسی ندامت ہو تمہیں شنائی نہ دیتا ہو لیکن تمہارا ضمیر بآوازِ بلند تم کو ان خیالات سے روکتا ہے، تم دل میں بُرے خیالات چھپا کر بے خوف نہ ہو جاؤ، ممکن ہے کہ کوئی انسان اُن سے واقف نہ ہو سکے، لیکن اُس حاضر و ناظر ہستی سے بچنے کی کیا تدبیر ہے جو عالم الغیب ہے اور **یعلم ما فی الصدور**؟

⁂

پیدائش کے بعد انسان کا بچپن سے لڑکپن تک پہنچنا یقینی نہیں، لڑکپن کی منزل طے ہو جائے تو جوانی کی بہار دیکھنا یقینی نہیں، جوانی بھی میسر آ جائے تو بڑھاپا یقینی نہیں، تعلیم و تربیت، شادی بیاہ، اولاد، مال، دولت، غرض ان میں سے کوئی بھی یقینی نہیں، اگر زندگی کے بعد کوئی چیز یقینی ہے تو صرف موت، یہ ایک ایسا یقین ہے جس میں کبھی تزلزل واقع نہیں ہو سکتا جس میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں، لیکن اس کے باوجود انسان کا حافظہ موت کے معاملہ میں جتنا کمزور واقع ہوا ہے اتنا دنیا کے کسی معاملہ میں نہیں۔ ریل کے سفر میں دیکھو جو مسافر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں تھوڑی دیر کے بعد اُتر جانا ہے، یا جو مسافر یہ جانتے ہیں کہ ایک دو اسٹیشنوں کے بعد ہم چلے جائیں گے وہ دوسرے مسافروں سے جھگڑا نہیں کرتے، لیکن جو مسافر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم کو ریل ہی میں رہنا ہے اور وہ گھر کی طرح آرام و راحت کی جستجو کرتے ہیں اُن کو اپنے ہم سفروں سے ہمیشہ ناگواری پیدا ہوتی ہے یہی حالت اس بڑے سفر کی ہے، جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی دو دن کی ہے وہ بنی نوع کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور دل میں بے ایمانی و بد دیانتی کا خیال نہیں آنے دیتے، لیکن جو لوگ اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو عرصۂ دراز تک دنیا میں رہنا ہے وہ دوسروں کی حق تلفی، جبر و ستم اور بے ایمانی کو روا رکھتے ہیں، پس جن کو نیک بننا ہے وہ موت کو کبھی نہ بھولیں اور موت کی یاد کو اپنا اتالیق بنائیں۔

⁂

تعریف کا مدعا آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا، کسی کمال یا وصف کو اگر کسی کی طرف منسوب کیا جائیگا تو اُس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں، یا تو وہ وصف اُسکی ذات میں موجود ہے، یا نہیں، اگر موجود ہے تو پھر تعریف ہی کیا ہوئی اور کونسی انوکھی بات پیدا کی گئی کیونکہ یہ ایک واقعہ کا اظہار ہوا۔ اور اگر وہ وصف موجود نہیں تو ظاہر ہے کہ جھوٹ بولا گیا، جس کو دنیا میں کوئی اچھا نہیں سمجھتا، تم اپنی تعریف سے کیوں خوش ہوتے ہو، اگر کوئی وصف تم میں

ہے اور لوگ اُسے تمہاری طرف منسوب کرتے ہیں تو خوشی کی کیا بات ہے۔ اگر کوئی وصف تم میں نہیں ہے اور اُسے لوگ تمہاری طرف منسوب کرتے ہیں تو اس ذمہ داری پر تمہیں رنجیدہ ہونا چاہیے نہ کہ مسرور، مثلاً ایک شخص تمہاری نسبت کہتا ہے کہ تمہارے چہرے پر دو آنکھیں ہیں تو اس میں تمہارے لیے خوشی کی کیا بات ہے اور اگر وہ شخص یہ کہتا ہے کہ تمہارے چہرے پر تین آنکھیں ہیں تو تمہیں خوش ہونے کی جگہ رنجیدہ ہونا چاہیے کیونکہ درحقیقت تمہارے متعلق ایک ایسی بات کہی گئی جو واقعہ کے خلاف ہے۔

(*)

تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ حسن و جمال کی دنیا کا قیام صرف ایک چیز ہے اور وہ خون ہے۔ جب تک بدن میں خون رہتا ہے جلد کی تازگی اور خوشنمائی میں کوئی فرق نہیں آتا، عہدِ جوانی میں خون کی کثرت ہوتی ہے، اور اس لیے رعنائی و دلربائی بھی زیادہ ہوتی ہے، بڑھاپے میں خون کم ہو جاتا ہے اور اس لیے نہ چہرہ تر و تازہ رہتا ہے اور نہ اعضا میں خوشنمائی باقی رہتی ہے، اگر کسی وجہ سے جوانی ہی میں خون کی مقدار کم ہو جائے تو حسن کی تمام دلفریبیاں رخصت ہو جاتی ہیں، یہ صرف خون ہی کا طلسم ہے کہ رخسارے گلاب سے زیادہ شاداب نظر آتے ہیں اور دست و بازو باکمال سنگتراش کی صناعی کا نمونہ بن جاتے ہیں، یہ تمام رنگ، روپ جگر کی خون فشانی کا نتیجہ ہے، جگر کا مزاج بگڑا کہ تمام اعضا کا رنگ بدل گیا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ظاہری حسن و جمال پر فریفتہ ہو رہے ہیں وہ درحقیقت سطحِ آب یا موجِ ہوا پر محل بنانا چاہتے ہیں، یہ محل جتنا پائدار ہوگا وہ ظاہر ہے۔

(*)

عقل کا معیار نیکی اور بدی کی نظر میں مختلف ہے، ایک شخص گناہ پر قادر ہے اور گناہ نہیں کرتا، نیکی اُسے بڑا عقلمند کہتی ہے اور بدی کی اصطلاح میں وہ بے وقوف ہے۔ ایک اپنی حساب دانی اور واقفیت کی بنا پر دوسرے کا روپیہ دبا لیتا ہے، بدی کی نگاہ میں وہ نہایت ہوشمند اور بڑی عقلمندی کا کام کرتا ہے، لیکن نیکی کہتی ہے کہ وہ نہایت بے وقوف اور ناعاقبت اندیش ہے، ایک شخص کسی مصیبت زدہ کے سوال پر اُس کی حاجت پوری کر دیتا ہے نیکی اُسے عقلمند خیال کرتی ہے اور بدی اس خواہ مخواہ کی تکلیف کو بے وقوفی پر محمول کرتی ہے، اگر تم نیکی کی روشنی میں نظر اُٹھاؤ تو بہت سے بیوقوف سادہ لوح اور نادان لوگ تم کو اعلیٰ درجے کے ہوشمند و فرزانہ اور عاقبت اندیش نظر آئیں گے، اور بدی جن کی عقل و دانش پر ناز کرتی ہے اُن کو تم نہایت احمق کوتاہ بیں اور ناعاقبت اندیش خیال کرو گے۔ یاد رکھو کہ وہی کام عقل کا ہے جس کا انجام اچھا ہو +

اچھا برتاؤ بیگانوں کو اپنا بنا دیتا ہے اور برا برتاؤ اپنوں کو بیگانہ کر دیتا ہے۔ پھر تم اچھے برتاؤ کی عادت کیوں نہ اختیار کرو، بعض لوگوں کا یہ عجیب قاعدہ ہے کہ اپنوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ اچھا نہیں لیکن بیگانوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ بہت اچھا ہے اس سے شاید اُن کی مراد یہ ہوتی ہے کہ لوگ اُن کو اچھا سمجھیں، اور یہ خیال کریں کہ جب بیگانوں کے ساتھ یہ عالم ہے تو خدا جانے اپنوں کے ساتھ کیسی ہمدردی ہوگی لیکن خلوص ان نمائشوں سے بالکل آزاد ہے۔ سب سے پہلے یگانے تمہارے اچھے برتاؤ کے حقدار ہیں اور اس کے بعد بیگانے، لیکن حسنِ سلوک کا کمال یہ ہے کہ تمہاری نگاہ بیگانوں اور یگانوں میں کچھ امتیاز نہ کرے، تم دنیا کے لیے رحمت بن جاؤ اور ایسی ایثار و ہمدردی کا نمونہ پیش کرو کہ ہر ٹوٹا ہوا دل تمہیں اپنا آسرا سمجھے اور ہر درماندہ تم کو اپنا سہارا خیال کرے۔

(*)

انسان کو اگر عالمِ صغیر کہتے ہیں تو بجا کہتے ہیں، جس طرح اس عالمِ کبیر میں رات دن تغیرات رونما ہوتے ہیں اُسی طرح دل کی دنیا میں بھی ہر وقت اور ہر لمحہ انقلاب ہوتا رہتا ہے۔ دل کی عنانِ حکومت جذبات اور کیفیات کے قبضہ میں ہے۔ کیفیات اور جذبات کا تصادم ایسی ہی اہمیت رکھتا ہے جیسی دو بادشاہوں کی باہمی کشمکش۔ آپ کسی شخص کے متضاد خیالات سنکر متعجب ہوتے ہیں اور اُسے تلوّن اور ضعفِ تخیل کا الزام دیتے ہیں لیکن آپ کو خبر نہیں کہ ایسا کیوں ہوا، آپ کو معلوم نہیں کہ دل کی دنیا ہر وقت تزلزل میں رہتی ہے اور ابھی ایک حکومت کی بنیاد مستحکم نہیں ہوتی کہ دوسری حکومت قائم ہو جاتی ہے، غور کیجیے کہ ابھی دل پر غم حکمراں ہے، ہر گوشہ سے نوحہ و شیون کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، چہرہ اُداس ہے، ہونٹ خاموش ہیں، دست و پا ساکن ہیں کہ یکایک واقعات نئی تحریکات روشناس کرتے ہیں، حافظہ کو حکم ہوتا ہے کہ غم کے مرقعے طاقِ نسیاں کو سپرد کر دے، امید کی شعاعیں مایوسیوں کی تیرگی دور کرنے لگتی ہیں اور مسرت کی ملکہ امنگوں کی فوج ساتھ لیے ہوئے ارغوانی دنیا پر قابض ہو جاتی ہے۔ اب اُداس چہرہ شگفتہ نظر آتا ہے، ہونٹوں پر تبسم لہراتا ہے اور دست و پا میں نئی روح دوڑ جاتی ہے، لیکن یہ عہدِ حکومت بھی زیادہ عرصہ تک نہیں رہتا، کوئی اور جذبہ اُبھرتا ہے اور علمِ بغاوت بلند کرتا ہے، دل کی یہ طوائف الملوکی ایک درسِ عبرت ہے اُن لوگوں کے لیے جو دنیا میں قیام و قرار کے طلبگار رہیں +

(از ترجمانِ حقیقت مولانا سید ظہور احمد (صاحب چشتی چیف ایڈیٹر)

(*)

التوحید فی الاسلام
ایک خوفناک غلط فہمی کا ازالہ

(از مولٰنا سید زاہد القادری صاحب)

مذہب اسلام کی ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام مذاہب کے مقابلہ میں توحید الٰہی کے متعلق سب سے بہتر اور مکمل تعلیم پیش کرتا ہے، دنیا کے انصاف پسند اور غیر متعصب محققین نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کرلیا ہے کہ بلا شبہ اسلام نے جیسی اعلیٰ اور مکمل تعلیم خدا کے واحد و یکتا ہونے کے متعلق بیان کی ہے کسی مذہب نے بیان نہیں کی، اور یہی اسلام کی صداقت کا ایک بین ثبوت ہے اور اسی مسئلہ میں اسلام کے محاسن و فضائل کما حقہ ظاہر ہوتے ہیں، اس زمانہ میں جبکہ مناظروں اور مجادلوں کا ایک طوفان عظیم بپا ہے اور ہر طرف بغض و عناد کے شرارے بلند ہیں، معاندین اسلام کی طرف سے بار بار اس اعتراض کا اعادہ کیا جا رہا ہے کہ "اسلام" میں توحید کی تعلیم نہایت ناقص اور غیر مکمل ہے اور وہ خدا پرستی کی آڑ میں انسان پرستی سکھلاتا ہے۔ اس مہمل دعوے کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ اسلام میں جتنی عبادات ہیں اُن سب میں خدا کی توحید کے اقرار کے ساتھ ہی ساتھ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اعتراف لازمی طور پر کیا جاتا ہے، مثلاً "تکبیر" کہتے وقت، اذان کہتے وقت، کلمہ پڑھتے وقت، نماز پڑھتے وقت" اشھد ان لا الٰہ الا اللہ" کے ساتھ "اشھد ان محمد رسول اللہ" ضرور کہا جاتا ہے، اور یہ صریح طور پر پیغمبر پرستی ہے۔"

اس اعتراض پر ایک نظر

بظاہر یہ اعتراض نہایت اہم معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس سے زیادہ کمزور اور مہمل اعتراض کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا۔ سچ یہ ہے کہ جس وقت انسان اپنی آنکھوں پر تعصب اور ہٹ دھرمی کی پٹی باندھ لیتا ہے تو اسکو روشنی بھی ایک بدترین تاریکی معلوم ہوتی ہے، یہی حال متعصب معترضین کا ہے، دنیا کی تمام معتبر تاریخیں اس حقیقت کی شاہد ہیں کہ تاجدار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر مبعوث ہوئے اُن سب نے اپنی امتوں کو توحید الٰہی کی دعوت دی اور کفر و شرک سے منع کیا، اُن کی مخلصانہ جد وجہد اور پیغمبرانہ دعوت و تبلیغ کے اثر سے کفر و شرک کی گھٹائیں دور ہو جاتی تھیں اور توحید الٰہی کی روشنی پھیل جاتی تھی لیکن اُن کی وفات کے بعد پھر گمراہی و ضلالت کا طوفان اُٹھتا تھا، اور توحید کا اقرار کرنے والے پھر کفر و شرک کی طرف جھک جاتے تھے، صدیوں تک یہ انقلاب جاری رہا، یہاں تک کہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو سرزمین عرب میں تاجدار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے، اور آپ نے مسند نبوت پر متمکن ہو کر حق و صداقت کا اعلان شروع کیا۔ قیامت تک رہنمائی کرنے والے اور دنیا کے آخری لمحہ تک ہدایت جاری رکھنے والے پیغمبر کو گزشتہ انقلابات معلوم تھے۔ وہ مقدس رسول یہ جانتا تھا کہ گزشتہ پیغمبروں کی تعلیم و تلقین کا اثر کس قدر جلد مفقود ہوتا رہا ہے، اس کو یہ بھی علم تھا کہ میں خاتم النبیین ہوں اور قیامت تک میری تعلیم کا جاری رہنا ضروری ہے، اس کو اس بات کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ جس طرح دوسرے پیغمبروں کی اُمتوں نے اپنے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا، خدا کا لاڈلا، اور خدا کا شریک و سہیم بنا لیا ہے جیسے اہل توراۃ حضرت "عزیز" کو خدا کا فرزند اور عیسائی حضرت "مسیح" کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں کہیں میری اُمت مجکو خدا کا فرزند، خدا کا بیٹا اور خدا کا شریک و سہیم نہ بنا لے۔

مستقبل کے ان تمام خطرات کو مدنظر رکھکر اُس ہادی محترم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی الاعلان دنیا کے سامنے کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں، تمہاری طرح میں بھی ایک بشر ہوں "انا بشر مثلکم" میرا کام صرف یہ ہے کہ میں اللہ کا پیغام تم تک پہنچاؤں اور کچھ نہیں، کہیں ایسا نہ کرنا کہ مجھے خدا کا بیٹا بنا لو یا عبدیت کے درجہ سے نکالکر اُلوہیت میں شامل کردو، اگر تم نے ایسا کیا تو تم کھلے ہوئے مشرک ہو جاؤ گے اچھا تم اقرار نامہ لکھو اور زبان سے کہو کہ "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ" صاف صاف لفظوں میں اقرار کرو کہ ہم اس حقیقت کے شاہد اور مقر ہیں کہ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہے۔

آنکھوں پر تعصب اور عناد کی عینک لگانے والے ذرا اس اقرار نامہ پر نظر غائر ڈالیں اور اسلام کے داعی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مقصد حسنہ پر غور کریں، اس کے بعد ذرا ایمان و انصاف کے ساتھ بتلائیں کہ کیا درحقیقت "اسلام" کی تعلیم "توحید" ناقص اور نامکمل ہے؟ اور کیا دنیا میں کوئی اور مذہب ایسا ہے جو اس قدر صاف، اس قدر خالص اور اس قدر مکمل "توحید" کی تعلیم پیش کر سکے؟

داعی اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مقدس عاقبت اندیشی اور اس پاکیزہ تعلیم کا آج یہ اثر ہے کہ ہر مسلمان توحید کی امانت اپنے قلب میں محفوظ رکھے ہوئے ہے، کوئی مسلمان نہیں جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا بیٹا یا خدا کا شریک سمجھتا ہو بلکہ ہر توحید پرست خدا کو واحد و یکتا سمجھتا اور پیغمبر اسلام کو خدا کا بندہ اور رسول جانتا ہے، آج مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں بآواز بلند اس اقرار نامے کو پکارا جاتا اور سُنایا جاتا ہے تاکہ دنیا کے آخری لمحہ تک توحید خالص قائم رہے اور عبدیت و اُلوہیت کا فرق نہ مٹ جائے۔

دستِ غیب

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب چشتی چیف ایڈیٹر)

میرے مضمون کی سرخی پڑھ کر بعض لوگوں کا دل تڑپ گیا ہوگا، جو لوگ دولت کے شائق ہیں وہ اس عنوان کو خاص دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے، اور جب انہیں یہ معلوم ہوگا کہ میں دستِ غیب کا عمل جانتا ہوں اور آج اپنے تمام دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں تو ان کے اشتیاق کی کچھ انتہا نہیں رہے گی، بدقسمتی سے ایسے نادر عمل لوگ دوسروں کو بہت کم بتاتے ہیں اور اس لیے ممکن ہے کہ بعض صاحبان کو میری بات کا یقین نہ آئے اور وہ مجھے اتنا فیاض خیال نہ کریں جتنا کہ میں ہوں لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس معاملہ میں مطلق بخل روا نہیں رکھتا اور جو کچھ مجھے آتا ہے وہ حرف بحرف دوسروں کو بتا دینا چاہتا ہوں۔

لیکن آپ عمل سے پہلے اس کی شرائط سن لیجیے، صدق مقال، اکل حلال، چالیس دن تک ترک حیوانات و دیگر لذات۔ ترک حیوانات میں صرف یہی اہتمام نہیں ہے کہ دودھ گھی، چمڑا، مثلاً جوتی، مشک کا پانی وغیرہ استعمال نہ کیا جائے بلکہ آپ نہ وہ غلہ کھا سکیں گے جو حیوانات کی مدد سے پیدا ہوا ہے، اور نہ وہ کپڑا پہن سکیں گے جس کی کپاس، روئی، سوت کاتنے، بُننے یا بار کرنے میں حیوانات نے حصہ لیا ہو، ورنہ جان کی خیر نہیں اور شاہ اجنہ انتقام لیے بغیر نہ رہے گا۔ عمل رات کو بارہ بجے بیچ دریا میں اس طرح پڑھا جائے کہ نصف دھڑ پانی میں رہے اور منہ شمال کی طرف ہو ایک شرط یہ بھی ہے کہ عمل کسی ایسی جگہ پڑھا جائے جہاں آسمان سر پر نہ ہو، میں خیال کرتا ہوں کہ شاید ان تمام شرائط کی پابندی آپ سے نہیں ہو سکے گی، پس اس خطرناک اور مشکل عمل کو چھوڑ کر آپ کو ایک آسان عمل بتاتا ہوں، یہ عمل بہت آسان اور نہایت کارآمد ہے، آپ لوگوں کو اپنے خالی ہاتھ اچھی طرح دکھا دیجیے، اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ کے ہاتھ میں کبھی پیسے، کبھی ریزگاری، اور کبھی روپے آجائیں گے

اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ خدانخواستہ کسی کی جیب سے روپیہ نکال لیں اور دستِ غیب کا غلط مطلب سمجھیں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ جب قدرت نے آپ کو دست و بازو عطا کیے ہیں تو ہر شخص کی جیب آپ کے رحم پر ہے لیکن ان جبری رزایوں کا انجام یہ ہوگا کہ ایک دفعہ دستِ غیب کا عمل دکھانے کے بعد بہت دنوں کے لیے آپ کے ہاتھ بیکار رہ جائیں گے، پس میں آپ کو ایسا عمل بتاتا ہوں جس سے آپ کی ہتھیلیوں میں زبردست مقناطیسی قوت پیدا ہو جائے گی اور دوسروں کی جیب سے خود بخود روپیہ نکل کر آپ کی ہتھیلی سے چپک جائے گا، لیکن اس آسان عمل میں بھی کم از کم اتنی شرط ضرور ہے کہ آپ اُسے ناجائز مصارف میں صرف نہ کریں۔

ممکن ہے کہ یہ عمل آپ کو معلوم نہ ہو لیکن اس کے عامل بہت ہیں اور میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اسے بارہا آپ کی جیب پر آزمایا جا چکا ہے، اور آپ کی جیب کے پیسے، روپے اور نوٹ نکل کر عامل کے ہاتھ تک پہنچ گئے ہیں، دیکھیے میں آپ کو یاد دلاتا ہوں، آپ کے شہر کا ایک گھڑی ساز اس عمل سے واقف ہے، ایک دفعہ آپ کی گھڑی بگڑ گئی، آپ اُس کے پاس گئے، اُس نے کہا کہ آٹھ آنے دیجیے آپ نے منظور کیا اور دوکان پر بیٹھ گئے، اُس نے آئی گلاس لگا کر اپنا عمل شروع کیا اور تھوڑی دیر میں اٹھنی آپ کی جیب سے نکل کر اس کے سامنے جا گری۔ آپ کے شہر کا ایک درزی بھی یہ عمل جانتا ہے، کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ نے اُس کی دوکان پر بیٹھ کر یا اُسے گھر پر بُلا کر کپڑے سلوائے، آپ کا وقت تو بیکار صرف ہوا، لیکن اُس نے جب چند گھنٹے کی محنت کے بعد سر اُٹھایا تو آپ کی جیب میں روپیوں کو خود بخود حرکت ہونے لگی اور بالآخر اُس کے پاس پہنچ گئے، اور سنیے آپ کے وطن میں ایک چمار بھی اس عمل کا عامل ہے، آپ کو اتفاق ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک صاحب اُس کے پاس پہنچے، ایک پاؤں سے جوتا اُتار کر اُس کے سامنے رکھا اور خود اُس سے کوئی تلا مانگ کر اور اُس پر پاؤں ٹیک کر کھڑے ہو گئے، چند منٹ کے بعد چمار نے ڈورا کھینچ کر رانپی سے قطع کیا اور پھر ہاتھ کی ایک گردش نے عطائے تو بہ لقائے تو کا عمل دکھایا، اس عمل کا بھی یہی نتیجہ نکلا کہ جیب سے کچھ پیسے نکل کر چمار کے ٹاٹ پر آ پڑے۔

ان مثالوں پر غور کر کے آپ غالباً آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں گے کہ یہ سادہ اور سہل عمل کیا ہے؟ بے ساختہ آپ کی زبان پر آئیگا کہ یہ سب کچھ محنت کا کرشمہ ہے۔ فی الحقیقت محنت ایک طلسم اور ایک جادو ہے۔ یہ ہاتھوں میں کس قیامت کی کہربائی طاقت پیدا کر دیتی ہے کہ روپیہ پیسہ کھنچا چلا آتا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاندی اور سونا دونوں محنت پر عاشق ہیں، جب ان کو ڈھونڈو گے، ایک محنتی کی جیب میں پاؤ گے، کیا ستم ہے کہ تم دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہو اور تمہارا روپیہ تھوڑی دیر میں دوسرے کی ملکیت ہو جاتا ہے اور ایسی جائز ملکیت کہ اگر تم ذرا نیت بدل دو تو فوراً قانون حریف کی حمایت کو تیار ہو جائے۔

آپ کو دنیا میں جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ سب محنت کا نتیجہ ہے، محنت ہی ایک ایسا عمل ہے جو کبھی غلط نہیں ثابت ہوتا، یہی ایک ایسا نقش ہے جس کو ہمیشہ تیر بہدف پایا گیا۔ اس قدر تشریح کے بعد میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بھی کبھی اپنے دست و بازو کی اس قوت سے فائدہ اُٹھایا؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو خیر ورنہ میں سمجھوں گا کہ اب تک آپ اپنی اور اس دار المحنت کی حقیقت سے ناآشنا ہیں دیکھیے محنت ایک کنجی ہے جس سے چار قفل کھلتے ہیں، یعنی دولت، عزت، شہرت طمانیت، اگر آپ کے نزدیک یہ چار باتیں قابل حصول ہیں تو اس مضمون کو پھر پڑھیے گا، پہلے آستین چڑھا کر محنت کے لیے آمادہ ہو جائیے۔

محنت ایک کیمیاگر ہے جس کو تانبا، چاندی اور سونا تین چیزیں بنانی آتی ہیں اگر اس کا تعلق صرف دست و پا سے رہتا ہے تو تانبا تیار ہوتا ہے، اگر دست و پا کے ساتھ دل و دماغ بھی شریک ہو جاتے ہیں تو چاندی بننے لگتی ہے، اور اگر تجربہ بھی شامل ہوتا ہے تو پھر ہر گھان میں سونا بنتا ہے، اب آپ کو اختیار ہے کہ ان تینوں طریقوں میں سے جس کو چاہیے اختیار کیجیے، اگر تانبا بنانا ہے تو پھاوڑا اور ٹوکری سنبھالیے، اگر چاندی کا نا

بنانا ہے تو علم و ہنر کی بہترین تربیت سے دل و دماغ کو آراستہ کر کے میدان میں آئیے، بہرحال دنیا آپ کو ہر حالت میں خیر مقدم کہنے کے لیے تیار ہے اور زمانہ اپنی جھولی میں پیسے روپے اور اشرفیاں بھرے ہوئے انتظار کر رہا ہے کہ آپ اُس سے جو چیز طلب کریں اُسے وہ آپ کی خدمت میں پیش کرے +

(*)

عصیاں سے آلودہ ہوں میں

(از محمد انور صاحب۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

دیکھنے میں گو بظاہر باطن آسودہ ہوں میں پر مجھے معلوم ہے اک سنگِ فرسودہ ہوں میں
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

وہ سراسر نیک میں بدیوں کا پُتلا سر بسر وہ سراپا نور میں مستوجبِ نارِ سقر
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

اُس کو نفرت ہے بدی سے میں بدی میں مبتلا اُس کو نیکی سے لگاؤ جس سے میں ناآشنا
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

جنسِ تقویٰ کا وہ گاہک اور ادھر میں بد شعار وہ خریدارِ ارادت میں ریا پر استوار
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

عجز کا طالب ہے وہ اور کبر ہی میرا شعار صدق سے الفت ہے اُس کو جھوٹ سے ہے مجھ کو پیار
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

خالقِ اکبر ہے وہ میں بندۂ حرص و ہوا کیا عجب مخلوق ہوں، اُسکو نہیں پہچانتا
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

عمر بھر مجھ کو اوامر سے رہا اک اجتناب پر نواہی کا سدا کرتا رہا میں ارتکاب
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

ہاں خدا کی ذات۔ ہے غفار و خیر الراحمیں پھر بھلا کس منھ سے کہہ سکتی ہے یہ جانِ حزیں
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

اُس کی رحمت کھینچ کر آغوش میں لیجائیگی زنگِ عصیاں کے لیے وہ صیقلہ بنجائیگی
کیوں نہ پھر اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

(*)

کتابیں منگاتے وقت

ایک ذرا سی بے توجہی رسالہ کو نقصان پہنچا دیتی ہے، رسالہ کا دار و مدار کتب خانہ پر ہی۔ رسالہ کو اگر فائدہ پہنچانا ہے تو "خواجہ بکڈپو" کے علاوہ کہیں سے کتابیں نہ منگائیے، خدا جانے آپکو دوسروں سے کتابیں منگانے کی ضرورت ہی کیا ہے جبکہ دہلی کے دوسرے تمام کتب خانے خود خواجہ بکڈپو سے کتابیں خریدتے ہیں، کتابیں ہی نہیں خریدتے بلکہ آپکے رسالہ کے اشتہار پر بھی ڈاکہ زنی کرتے ہیں، دوسرے رسائل اُٹھا کر دیکھیے کہ کیسے کیسے متفقی رسائل دین و دنیا کے خوشہ چین ہیں اور خود فیصلہ کیجیے کہ آپکو اپنے رسالہ کے ڈاکوؤں سے کس وجہ سے تعلقات قائم رکھنے کی ضرورت ہی؟ آپکا خادم علی مظفر ہاشمی

عیسائیوں کے اعتراضات قرآن پر

(از علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

کلکتہ کے ایک ہفتہ وار عیسائی پرچہ اے' پی فانی نے ۲۱ فروری ۱۹۲۵ء جلد ۴۳ نمبر کی اشاعت میں اسلام پر چند اعتراضات کیے ہیں، اگر موجودہ مسلمانوں پر اعتراض ہوتا تو ہمیں کچھ پروا نہ ہوتی کیونکہ مثل عیسائیوں کے بہت سے مسلمان اپنی مذہبی کتاب کی پوری پیروی نہیں کرتے لیکن اعتراض نفس قرآن پر ہے اور صریح غلط ہے اس لیے جواب دینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اعتراضات میں عبارتِ قرآن نہیں ہے صرف حوالہ سورہ اور آیة کا ہے۔ جواب میں ترجمہ قرآن مجید بزبان اُردو (از عباسی) کی عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ ناظرین کو معترض کی غلط فہمی یا مبلغ علم کا بھی اندازہ ہو جائے۔

۱۔ بیچاری عورت حرم میں بند رہتی ہے اور دروازہ سے باہر نہیں نکل سکتی جبتک اپنا چہرہ خوب اچھی طرح نہ چھپا لے (سورۃ ۳۳ - ۵۹)

جواب:۔ عبارت قرآنی کا ترجمہ یہ ہے "اپنے گھروں میں رہو اور زمانہ جاہلیت سابقہ کی زینت نہ دکھاتی پھرو"۔ اس سورہ کا مفہوم تو ظاہر ہے کہ زنان بازاری کی طرح عورتوں کو آوارہ گردی سے منع کیا گیا ہے اور عورتوں کو تہذیب سکھائی گئی ہے شریف عورتوں میں جو رسم پردہ جاری ہوگئی ہے وہ تعلیم قرآنی کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ حد اعتدال سے بڑھکر رواج ملک کے اثر سے یہ حالت شرفا میں قائم ہوگئی ہے، مزید توضیح کے لیے الاسلام (از عباسی) ملاحظہ طلب ہے۔

۲۔ والدین کے مرنے پر لڑکیاں لڑکوں سے نصف حصہ پاتی ہیں۔ (سورہ ۴-۱۲)

جواب:۔ ہندوؤں میں تو لڑکوں کی موجودگی میں لڑکیاں کچھ نہیں پاتیں برما میں لڑکیوں کے ہوتے ہوئے لڑکے اکثر محروم الارث ہو جاتے ہیں، دین محمدی میں اعتدال پر نظر ہے کہ ہر حالت میں لڑکیاں بھی پائیں اور لڑکے بھی پائیں مردوں پر بیبیوں کے نان و نفقہ کا بار رہتا ہے اور عورتوں پر اپنے شوہروں کا بار نہیں ہوتا اس لیے عورتوں کو مردوں سے نصف حصہ۔ لہٰذا بلحاظ ضرورت تمدن بالکل انصاف پر مبنی ہے۔

۳۔ مرد کو اجازت ہے کہ غیر مذہب کی عورت سے نکاح کرے لیکن عورت کو غیر مذہب مرد سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ (سورہ ۵ - ۴)

جواب:۔ آیۃ قرآنی یہ ہے "حلال ہیں تم پر محصنات جو مومنہ ہوں یا اُن میں سے ہوں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی"۔ تمدن کا مقتضا ہے کہ عورتوں پر مردوں کی حکومت رہے، آجتک کسی مہذب ملک میں بھی مردوں کا یہ فطری حق نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ اس بدیہی بات کے لیے استدلال اور سند کی ضرورت نہیں ہے، فطرتاً مرد کمانے اور عورتیں خانہ داری کے لیے مخلوق ہیں، عورتیں اگر انتظام خانہ داری میں مردوں کے ہمخیال اور ان کے زیر اثر نہ ہوں تو انسانی اور حیوانی کا تمدن ایک ہو جائے۔ اسلام میں آزادی بدرجۂ غایت ہے، مسلمان عورت

غیر مسلمان مرد کی مطیع کسی طرح نہیں رہ سکتی اور نہ اُسے خوش رکھ سکتی ہے، اس لیے ایسا نیوگ شرعاً جائز نہیں رکھا گیا تو کیا بیجا ہوا؟

۴ - صرف عورت اگر زنا کار پائی جائے تو قتل کی جائے (سورہ ۴ آیت ۱۹)

جواب :- قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے کہ عورتیں یا مرد بحالت زنا قتل کیے جائیں - عبارت سورۂ نساء یہ ہے "مسلمانوں! اگر تمہاری عورتیں بدکاری کریں تو تم چار مسلمانوں کو اُن پر گواہ بنا لو، پھر اگر وہ گواہی دیں تو گھروں میں اُن عورتوں کو اُس وقت تک روکے رہو کہ اُن کو موت اُٹھالے یا اللہ اُن کے لیے کوئی راہ نکالے" یہاں عورت کے قتل کا کہاں حکم ہے؟ فی الواقع قرآن میں زانی یا زانیہ کے قتل کا حکم ہی نہیں ہے - ابتدائے اسلام میں مفصلۂ بالا آیت اُتری تھی اور اس میں حکم ثانی کی امید دلائی گئی تھی، حکم ثانی میں کوڑے کی سزا اُتری، اس میں عورت و مرد کی تفریق نہ تھی، پھر حکم توریت کے مطابق جسے عیسائی قولاً صحیح مانتے ہیں (گو عمل نہیں کرتے) رجم (سزائے موت) کا حکم پیغمبر خدا نے دیا تو نہ صرف عورت کے لیے بلکہ عورت اور مرد دونوں کے لیے، اور اسی پر اہل اسلام کا عمل رہا، اس کے متعلق مفصل بیان کا موقع نہیں ہے، اس آیۃ کے متعلق مترجم عباسی نے جو اپنے ترجمہ میں نوٹ کیا ہے اُس کا نقل کردینا کافی ہے :-

"پہلے زانیہ عورت کے حبس کا حکم ہوا، بعد ازاں سورۂ نور میں دُرّے مارنے کا حکم نازل ہوا، لیکن آنحضرت صلعم نے چوتھے سال ہجری میں مدینہ کے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو احکام توریت کی بنا پر سنگسار کرنے کا حکم دیا - دیکھو تاریخ الاسلام"

اتنی تحریر اس امر کے لیے کافی ہے کہ معترض کی تحریر ناواقفیت پر مبنی ہے - لیکن یہاں یہ لکھنا بے موقع نہیں ہے کہ زنا کے لیے قتل کی سزا جو اسلام میں تجویز کی گئی وہ عیسائی ممالک میں جہاں زنا کوئی جرم نہیں ہے عموماً قابل مضحکہ ہے اسکے متعلق حسن احکام شریعت اسلام جو ملاحظہ کرنا چاہے وہ الاسلام (از عباسی) دیکھے -

۵ - زن غیر مطیع کو کوڑے مارے جائیں - (سورہ ۴ - ۳۸)

جواب :- ترجمۂ عبارت قرآنی یہ ہے :- "مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر بڑائی دی ہے اور نیز اس لیے بھی کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں، نیک عورتیں اپنے شوہروں کی فرمانبردار رہتی ہیں اور اللہ کی حفاظت سے پیٹھ پیچھے حفاظت کرتے ہیں، جن عورتوں کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، اُن کو سمجھاؤ، اُن کے ساتھ ہم بستری موقوف کرو اور اُن کو مارو اگر وہ مان جائیں تو الزام کے پہلو نہ ڈھونڈو - بے شک اللہ غالب اور بڑا ہے - اگر تمہیں زن و شو میں پھوٹ پڑنے کا ڈر ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ اُن میں موافقت کرا دے گا" اس پر نوٹ مترجم کا ہے:- "انتظام عالم میں زن و شو کی مصالحت ضروری ہے، ان کے باہمی برتاؤ کو خوبی کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے یہ کتنا عمدہ قاعدہ ہے، حدیث شریف میں ہے کہ "عورتوں کو زدوست نہ مارو" اب ناظرین غور فرمائیں کہ اعتراض کی کیا وقعت رہ گئی -

۶ - عورتیں عام صحبت سے یہاں تک کہ عبادت گاہ عام میں بھی الگ رہیں -

جواب :- بدکاری جہاں گناہِ کبیرہ سمجھی جاتی ہے وہاں نہ صرف عورتوں کو حکم ہوگا کہ مردوں سے اختلاط نہ کریں بلکہ مردوں کو بھی حکم ہوگا کہ وہ نامحرم عورتوں کی صحبت سے پرہیز کریں، یہ فطرتی تہذیب نوعیت انسانی کی ہے، سرد ملکوں میں اس کی ضرورت ممکن ہے کہ کم ہو لیکن گرم ملکوں میں اس کی ضرورت ازبس ہے، نہ صرف گھروں پر بلکہ عبادت گاہوں میں بھی مردوں سے عورتوں کو الگ رہنا چاہیے، بعض مذہبی کاموں میں عورتوں پر عبادت گاہ میں جانا فرض ہے مگر اس طرح کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو -

۷ - اسلام ایک وقت میں چار بیبیوں کی اجازت مردوں کو دیتا ہے، لیکن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ ایک سے زائد شوہر ایک وقت میں کرے (سورہ ۴ - ۳)

جواب :- اس آیۃ کا ترجمہ اور جو نوٹ اس پر ہے درج ذیل ہے :-
لیکن یہ بات واضح رہے کہ بے شمار بیبیوں کے رکھنے کا جو دستور ملک میں تھا اُسے قرآن نے چار تک محدود کرکے بڑا احسان عورتوں پر کیا - حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ کی کثرت ازواج پر عیسائی اعتراض نہیں کرسکتے تو مسلمانوں کی چار بیبیوں پر کیسے اعتراض کرینگے؟

عبارت قرآنی کا ترجمہ یہ ہے "اگر تمہیں ڈر ہے کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہ کرسکوگے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرلو، لیکن اگر تمہیں یہ ڈر ہے کہ تم عدل نہ کرسکوگے تو ایک ہی بی بی یا جو لونڈی تمہارے قبضہ میں ہو اُسی پر قناعت کرنا، ایسا کرنے سے تم قریب اُس کے ہوجاؤگے کہ نا انصافی نہ کرو"

یہ اعتراض عیسائیوں کا قدیم ہے اور جواب شافی اس کا "الاسلام" (از عباسی) کی فصل اہم میں موجود ہے، ناظرین وہاں ملاحظہ فرمالیں - اعادہ باعث طوالت ہے -

۸ - اسلام میں لونڈیاں منکوحہ ہوں یا غیر منکوحہ اُن کی عصمت آقا کی مرضی کی تابع ہے اور آقا کی مدخولہ ہونے پر وہ مجبور کی جاسکتی ہے -

جواب :- رسم قدیم ہے کہ لڑائیوں میں جو عورتیں گرفتار ہوں وہ فاتحوں کی ملک ہوں، اس قسم کی لونڈیاں اور غلام عرب میں بھی تھے - اسلام نے ان کی آزادی کے لیے بہت سے احکام صادر کیے۔ ان کی اولاد کو صلبی اولاد کی طرح وراثت میں حصہ دار بنایا جو دنیا میں کہیں بھی نہ تھا اور نہ اب ہے - اس پر بھی ان ورثا کی ماؤں کو مدخولہ کہنا بڑی دلیری ہے، لونڈیاں اسلام میں صاحب اولاد ہونے کے بعد ناقابل انتقال ہوجاتی تھیں اور

بیبیوں میں شمار ہوتی تھیں ۔ قرآن نے موجودہ غلامی پر نظر بمصلحت قائم رکھکر آئندہ غلامی کا انسداد کیا ہے ۔ مزید توضیح کے لیے دیکھو الاسلام (از عباسی)

۹ ۔ اسلام میں طلاق دینا بالکل شوہر کے اختیار میں ہے لیکن ایسا کوئی اختیار عورتوں کو نہیں دیا گیا ہے ۔

جواب :۔ یہ قدیم اعتراض ہے اور بالکل مصالح تمدن کی ناواقفی پر مبنی ہے ۔ الاسلام (از عباسی) دیکھیے تسکین خاطر ہو جائیگی ۔

۱۰ ۔ تعلیم نسواں عموماً مسدود ہے اور عورتیں جاہل رکھی جاتی ہیں

جواب :۔ بالکل غلط اور بہتان ۔

۱۱ ۔ مرد ایک کے بدلے میں دوسری بی بی کا تبادلہ کرسکتا ہے (سورہ ۴ ۔ ۲۴)

جواب :۔ ایسا کوئی حکم قرآن مجید میں نہیں ہے ۔

۱۲ ۔ قرآن نعمت بہشت کو محدود کرتا ہے مردوں پر ، اس میں عورتوں کے لیے کچھ نہیں ہے ، عورتوں کا درجہ ادنےٰ بہشت میں بھی رہیگا (سورہ ۵۶ ۔ ۲۲ و ۷۰ ۔ ۷۸) اور عورتوں کی چھٹائی قرآن سے بھی ظاہر ہے (سورہ ۴ و ۳۸)

جواب :۔ قرآن شریف میں کوئی نعمت ایسی بیان نہیں کی گئی جو مردوں سے مخصوص ہو ۔ اصطلاح قانونی کے اصول متعارفہ میں یہ داخل ہے کہ جہاں لفظ مذکر بولا جائے تو جب تک سیاق عبارت خلاف نہو لفظ مؤنث اُس میں شامل متصور ہوتا ہے ۔ قرآن اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں ہے ، اب رہی نوعیت نعمت ۔ اس کے متعلق حنابلہ اور متکلمین میں اختلاف ہے ۔ حنابلہ لسان تمثیلی ماننا خلاف شرع اور متکلمین عین شرع تصور کرتے ہیں لیکن دونوں اس امر میں متفق ہیں کہ نعماء جنت کا تفصیلی بیان قرآن میں نہیں ہے ، ورنہ جہاں گرم ملک والوں کے لیے بہشت کی خنکی کا ذکر قرآن میں ہے وہاں سرد ملک والوں کے لیے جنت کی حرارت کا بھی ذکر ہوتا معترض کا شاید یہ مطلب ہے کہ مردوں کے لیے حوروں کا تذکرہ قرآن میں ہے تو عورتوں کے لیے خوبصورت مردوں کا ذکر کیوں نہ ہوا ؟ میرے خیال میں نہایت فلسفیانہ اصول پر اس کا تذکرہ متروک کیا گیا ہے ۔ ظاہر ہے کہ نعمتوں کا بیان ترغیب عملِ نیک کے لیے کیا گیا ہے ، مردوں کو عورتوں کے مابہ الشباب کی طرف مقناطیسی کشش ہے ، مابہ الشباب کا نام عورتوں کا حسن ہے ، مرد اگر عورتوں کے حسن پر فریفتہ نہوں تو سلسلۂ خلقت عالم میں فتور پیدا ہو ، اسی لیے خدا نے یا قدرتِ الٰہی نے کشش حسن کا اثر قبول کرنا مردوں کے دلوں میں قائم کیا ، عورتوں کو بے شک مردوں کی خواہش ہے اور وہ خواہش ایک حد تک جنوں دوری کی حیثیت رکھتی ہے لیکن مردوں کا حسن عورتوں کے لیے کوئی قابلِ قدر چیز ہرگز نہیں ہے ۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر انتظام خلقت انسانی اُس طور پر قائم نہ رہتا جس طور پر کہ قائم ہے ، اس اعتبار سے عورتوں کے لیے قرآن میں یہ مذکور ہوتا کہ نہایت خوبصورت مرد انہیں بہشت میں ملیں گے بے ضرورت ہوتا ۔

حوران جنت دنیا کی عورتیں ہیں جو جنت میں حسینہ جمیلہ اور نوجوان ہوکر داخل ہوں گی ، عورتوں کے لیے خود اُن کا حور ہو جانا ہی نعمت ہے اس کے علاوہ انہیں جنت میں ایسے مرد ملیں گے جو جوان ہوں گے اور کبھی بوڑھے نہ ہوں گے ۔ تعلق زناشوئی کے متعلق اور کیا چاہیے ؟ بقیہ نعمتیں بہشت کی عورتوں اور مردوں کے لیے یکساں ہوں گی ۔ عورتیں نظر انداز کہاں ہوئیں ؟ اور بہشت میں اُن کا درجہ ادنےٰ کہاں رہا ؟

(*)

دین و ایمان ترک کن زاں بعد با یورپ بساز

(از جناب سید محمد ظہیر الدین صاحب گیلانوی بہاری)

اک گریجوئٹ سے اُسکے دوست نے با صد نیاز   ایک دن پوچھا کہ بھائی کیوں نہیں پڑھتے نماز

پنجوقتہ فرض ہے ہم مسلموں پر یہ نماز   لیکن اس سے آپکو پاتا ہوں بالکل بے نیاز

ہنس کے فرمانے لگے جب آپنے اے مہرباں   اسکو چھیڑا ہی تو اچھا مجھ سے سنیے اسکا راز

دیکھتا ہوں جسکو میں حد درجہ پابند صلوٰۃ   پاتا ہوں اُتنا ہی اُسکو مبتلائے حرص و آز

اُس میں سب معیوب باتیں مجھکو آتی ہیں نظر   گرچہ وہ معلوم ہوتا ہے بظاہر پاکباز

ڈرتا ہوں یہ عیب مجھ میں بھی کہیں پیدا نہو   بھائی جاں میں نے اگر پڑھنی شروع کردی نماز

اس کو سنکر دوست نے حسرت سے ٹھنڈی سانس لی   اپنے انگلستین مخلص سے کہا با سوز و ساز

آپ نے جو کچھ کہ فرمایا اگر ہو بھی صحیح   اس سے لازم آپ پر کیونکر ہوا ترکِ نماز

ان عیوبوں کی وجہ ہوتی اگر صوم و صلوٰۃ   بے نمازی آج سب بنجاتے صالح راستباز

بے نمازی کے عیوبوں پر نظر کرکے کبھی ،   آپنے سمجھا کہ اسکی وجہ ہے ترکِ نماز ؟

بے نمازی کی بُری باتوں سے ڈر کر آپنے   سجدہ میں سر رکھدیا ہوتا کبھی تو با نیاز

یہ نہیں سمجھا مگر وہ ٹھیک سمجھا آپ نے   ترک کا کیا خوب بھائی آپنے بتلا یا راز

دونوں جانب صورتیں جب ایک ہی موجود ہوں   پھر بھی ترجیح کا بتلائیے کچھ امتیاز

فعل پر کیوں ترک کو ترجیح دی ہے آپنے   کچھ سبب اسکا تو ہونا چاہیے بندہ نواز

ایک مسلم عاقل و فرزانہ کا یہ فیصلہ   آپ ہی فرمائیے کس درجہ کہ ہے جاں گداز

آپ با این عقل و دانش راہ حق کو چھوڑ کر   اپنے پھسپھل سے کہاں آگئے ایسے فرماتے ہیں ناز

ایسی باتیں کچھ مفید مدعا ہوتی نہیں   ہے عبث ناحق کی خاطر آپکا یہ ترکِ ناز

تغذیہ ہی پر ہے سب کی زندگی کا گو مدار   پر کبھی مہلک بھی کہدیتے ہیں از روئے مجاز

یہ نتیجہ تغذیہ کا ہے اگر کوئی کہے ،   کس قدر مہمل کہینگے اُس کو دانایانِ راز

باعث اس کا اصل میں اپنی غلط تدبیر ہے   ہے غذا کی کیا خطا فرمائیے بندہ نواز

اس سے ڈر کر ترک کردے گر کوئی اپنی غذا   کھانے پینے سے اُسے کلیتہً ہو احتراز

کیا یہ شیوہ عقلمندوں کا ہی سچ فرما ہے ؟ موت کا رمزا سکو یا کہ زیست کا کیجئے گا راز ؟
دیکھکر کیچڑ میں موتی کو بڑا اکیا ہوشمند اُسکو کیچڑ ہی سمجھکر پھیر لیگا چشم ناز
آپ کی آنکھیں اُسے محسوس کرتی ہیں بُری آنکھ کی ٹھنڈک جسے فرما گئے ؑ شاہ حجاز
گر یہی ہے حال تو عالی کا کہنا ٹھیک ہے
دین وایماں ترک کن زاں بعد یا یورپ بساز

—(✱)—

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کا اسلام

(از جناب مولوی غلام دستگیر صاحب صادق سلطوی)

اسامہ بن زید عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے ہم سے ذکر کیا کہ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تمارے سامنے اپنے اسلام لانے کا حال بیان کروں ؟ میں حضور سرورِ عالم سے سخت عداوت اور مخالفت رکھتا تھا ، ایک دن دوپہر کے وقت جبکہ میں مکہ شریف سے باہر ایک راستہ پر جا رہا تھا قریش کا آدمی مجھے ملا اور مجھ سے کہنے لگا کہ عمر کہاں جا رہے ہو ؟ تم تو اپنے مذہب کے بڑے پکے تھے ۔ ذرا جا کر اپنے گھر کی تو خبر لو ۔ میں نے کہا کیسے ؟ اُس نے جواب دیا کہ تمہاری بہن نے اپنا قدیم مذہب چھوڑ دیا ہے مجھے جب یہ خبر ملی تو غصے میں اپنی بہن کے گھر کی طرف چل پڑا دروازہ تو آگے ہی سے بند تھا میں نے باہر سے پکارا تو اندر سے آواز آئی تو کون ہے ؟ میں نے جواب دیا ۔ میں ہوں ابن خطاب ۔ اس وقت اندر چند آدمی بیٹھے سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے جس میں بڑی لذت آتی تھی جونہی اُنہوں نے میری آواز سُنی سب اِدھر اُدھر چھپ گئے اور وہ صحیفہ جو پڑھ رہے تھے جلدی میں اُسی جگہ پڑا رہا ، میری بہن اُٹھیں اور دروازہ کھولا ۔ میں نے بہن سے کہا کہ سُنا ہے کہ تو اپنے آباؤ اجداد کے دین سے پھر گئی ہے ۔ یہ کہکر میں نے اسکو مارنا شروع کیا جس سے کہ اُسکے خون بہنے لگا ۔ اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری تھے اس نے روتے ہوئے مجھ سے کہا کہ جو چاہے کرو ، جتنا جی چاہے ستا لو میں تو اب سچے دل سے مسلمان ہو چکی ۔ پھر میں اندر جا کر چارپائی پر بیٹھ گیا ، اُس وقت میں غصہ سے دیوانہ ہو رہا تھا نظر جو گئی تو صحیفہ نظر آیا ۔ میں نے پوچھا یہ کیسی کتاب ہے ، مجھے دکھا ۔ بہن نے کہا کہ میں ہرگز نہیں دکھاؤں گی ، تیرا جسم ناپاک ہے ، اسکو پاک صاف ہوکر ہاتھ لگانا چاہیے ۔ بڑے اصرار کے بعد اُس نے مجھکو وہ صحیفہ دیا (بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے غسل کر لیا تھا) پہلے ہی لکھا دیکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ دیکھتے ہی میرے دل پر ہیبت طاری ہوگئی ، آگے جو دیکھا تو لکھا ہوا تھا سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اسکے پڑھنے سے مجھ پر اور زیادہ رعب طاری ہوا ، اچانک ہی میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میرے یہ الفاظ سنتے ہی کونوں میں چھپے ہوئے آدمی باہر نکل آئے اور مجھ سے کہنے لگے ” اے عمر بن الخطاب تجھے خوشخبری ہو ، کیونکہ نبی کریم صلعم نے دوشنبہ کے دن یوں دعا فرمائی تھی اللّٰھم اعز الاسلام باحد الرجلین اما عمرو بن ھشام واما عمر بن الخطاب سو نبی کریم کی دعا تمہارے حق میں پوری ہوئی میں نے اُن سے پوچھا کہ اس وقت جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں ؟ اُنہوں نے کہا کہ کوہ صفا کے دامن میں رونق افروز ہیں ۔ جب میں وہاں پہنچا تو دروازہ کھٹکھٹایا ۔ اندر سے آواز آئی کون ہے ؟ میں نے جواب دیا ۔ عمر ابن الخطاب ۔ مگر اندر کے آدمیوں نے دروازہ نہ کھولا ۔ آخر نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو ممکن ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے ایمان کی توفیق بخشے ، حضور کے حکم پر دروازہ کھول دیا گیا اور دو شخص مجھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر حضور تک لے گئے ، اور میں وہاں مؤدبانہ صورت میں گیا اور جا بیٹھا ۔ تب نبی کریم نے میری قمیص کا دامن پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچا اور زبانِ مبارک سے فرمایا اَسْلِمْ یَا ابنَ الخطاب اللّٰھم اھدہٖ میں نے جناب کے حکم پر عرض کیا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ حاضرین نے اس زور سے اللّٰہ اکبر کہا کہ مکہ کے راستوں میں بھی اسکی آواز سنائی دیتی تھی ، میں محض دین کو ظاہر کرنے کی خاطر اپنے خالو ابوجہل بن ہشام کے پاس آیا ، اور اسکو کہا کہ میں اسلام لایا ہوں ، وہ مجھ پر ناراض ہوا اور کہا یہاں سے چلا جا ، میں جب چل پڑا تو اُس نے دروازہ بند کر لیا ، چنانچہ میں اپنی قوم کے ایک کارکن کے پاس گیا اور ظاہر کر دیا کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے ۔ اُس نے بر سر مجلس بلند آواز سے پکار کر کہا کہ ابن خطاب نے اپنا دین چھوڑ کر اسلام اختیار کر لیا ہے ۔ یہ سنکر لوگ مجھے مارنے لگے ، اُس وقت میرا ماموں مقام حجر پر کھڑا ہوا اور اپنی آستین سے اشارہ کرنے لگا کہ خبردار ! میرا بھانجہ میری پناہ میں ہے ۔ یہ سنتے ہی لوگ مجھ سے ہٹ گئے ، پھر میری یہ حالت ہوگئی تھی کہ میں کسی مسلمان کو کسی کافر سے مغلوب دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا ، اور میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اُن کی حالت میں شریک ہوا کرتا تھا ۔ محدث حاکم بروایت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ عمرؓ کے اسلام لانے پر مشرکین کہنے لگے تھے کہ اہل اسلام آج ہم سے زبردست ہوگئے ، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ قرآنی شہادت سے بڑھکر اور کیا شہادت ہوگی ، عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا اسلام لانا ہمارے لیے فتح عظیم اور اُن کی ہجرت نصرت اسلام اور اُنکی خلافت محض رحمت تھی اور ہم لوگ کفار پر غالب آگئے تھے ۔

عمرؓ اسلام لانے پر ہمیشہ نبی کریم صلعم کی صحبت میں رہنے لگے اور مخالفین کا بڑے زور سے مقابلہ کرنے پر کمربستہ ہوگئے ، جب عمر بن خطاب نے مکہ چھوڑنا چاہا تو پہلے تلوار باندھی اور تیر و کمان ہاتھ میں لیے اور ایک لٹھ بغلوں میں دبا لیا اور بیت اللہ کی طرف نکل پڑے اور طواف کیا اور مقام ابراہیم پر اطمینان کے ساتھ دوگانہ ادا کیا اور دروازہ پر کھڑے ہوکر قریش سے یوں مخاطب ہوئے :-

” خدا ان چہروں کو خستہ حال کرے تم میں سے جو شخص میرا مقابلہ

کرنا چاہتا ہے مرد میدان بنکر مرے اور سامنے آئے"
حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ کسی شخص کو اتنی جرأت نہ پڑی کہ حضرت عمرؓ کی پیش قدمی کرتا۔ آپ کے کارہائے نمایاں اس قدر ہیں کہ بیان نہیں کیے جا سکتے +

ندامت کے آنسو

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

رحم والے خدا، کرم والے خدا، دل شرمسار ہے آنکھیں اشکبار ہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر زباں پر قدرت نہیں، کچھ بولنا چاہتا ہوں مگر قوت گویائی ساتھ نہیں دیتی، تو دلوں کے بھید کا جاننے والا ہے، تو من کی بات سے خبردار ہے، تو عالم الغیب ہے، اپنی رحمت کا مینھ برسا کے معاف کردے، اے کل جہان کے بادشاہ، زمین کے بادشاہ، آسمان کے بادشاہ تیرا گنہگار بندہ ندامت کے آنسو نین کی کشتی میں سجا کر لایا ہے انہیں قبول فرما۔ گنہگار ہوں، قصوروار ہوں، اور ایسا قصوروار ہوں کہ معافی مانگنے کے طریقہ سے بھی بالکل ناآشنا ہوں، تونے ہی ہمیں سب کچھ بتایا ہے تونے ہی ہمیں سب کچھ سکھایا ہے، معافی مانگنا بھی تو ہی سکھا دے اور اس معصیت کے عذاب سے نجات دے۔

اگر میں یونانی ہوتا تو، انسانوں کی قربانیاں چڑھاتا، مادی اشیا کی پرستش کرتا، کنواری معصوم لڑکیوں کو آگ میں جلاتا۔ جسم سے خون نکالتا اور اس خون سے قشقہ کھینچکر پیشانی کو جھکاتا۔ مگر سنا ہے کہ تجھے یہ وحشیانہ انداز مرغوب نہیں۔

اگر میں ہندو ہوتا تو گنگا جی سے مدد مانگتا، جمنا جی کے جل سے پاپ پن دھو ڈالتا۔ جگناتھ جی کے بت کے سامنے پرارتھنا کرتا، پجاریوں کی خوشامد کرتا، ان کی نفس پرستی کا سامان جمع کرتا، اور نہ جانے کیا کیا کرتا، مگر سنا ہے کہ ان باتوں سے بھی تو خوش نہیں ہوتا۔

اگر میں بدھ مذہب ہوتا تو پتھر کے ایک تراشے ہوئے بت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا اور کہتا کہ تو ہی میرا مالک ہے، تو ہی میرا آقا ہے، تو ہی میرا داتا ہے، مجھے معاف کردے، مگر یہ تو میری ہی سنگ تراشی کا ایک نمونہ ہے اس لیے یہ طریقہ بھی مجھے پسند نہیں۔

اگر میں پارسی ہوتا تو اگنی دیوتا کو اپنا وکیل بناتا، آگ کی چنگاریوں کو تجھے منانے کے لیے بھیجتا، سورج کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ جاتا اور اپنے روٹھے ہوئے داتا کو منا لیتا مگر عقل کہتی ہے کہ تو اس طریقہ سے بھی خوش نہ ہوگا۔

اگر میں عیسائی ہوتا تو باپ کی خوشامد کرتا، بیٹے کے آگے ہاتھ جوڑتا، روح القدس کے قدموں پر سر رکھ دیتا، صلیب کا واسطہ دیتا اور تجھ سے معافی مانگ لیتا، مگر کہتے ہیں کہ تو اس طریقہ سے بھی راضی نہیں ہوتا۔

اگر میں آریہ ہوتا تو دیدک ایشور کی خدمت کرتا، ہاتھ دباتا، پیر دباتا، بیمار ہوتے تو تیمار داری کرتا، اچھے اچھے کھانے کھلاتا اور دنیاوی لذتوں میں پھنسا کر اپنا مقصود نکال لیتا، کنول کے پتہ کو اپنا مددگار بنا لیتا مگر ضمیر ان باتوں پر مجھے ملامت کرتا ہے۔

مگر میں تو مسلمان ہوں

میری عبادت سب الگ، میری ریاضت سب جدا۔ انسانی قربانی میرے مذہب میں ناجائز ہے، مادی اشیاء کی پرستش کی ممانعت معصوم لڑکیوں کو آگ میں جلانے کی اسلام اجازت نہیں دیتا، گنگا جمنا میری نظر میں اور میرے مذہب کی نظر میں ادنے مخلوق ہیں۔ بت پرستی کو میں کھیل سمجھتا ہوں، آگ، بچے روشن کر لیتے ہیں اور بجھا دیتے ہیں اس لیے اگنی میری نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ لم یلد و لم یولد میرا ایمان ہے، باپ بیٹے کے خیال سے باریتعالیٰ کی ذات پاک صاف ہے۔ صلیب میری نظروں میں ایک معمولی چیز ہے۔

سورج روز نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے، یہ بھی گنگا اور جمنا کی طرح میرے مولیٰ کی ادنے مخلوق ہے،

بدھ کا مت میرے لیے ایک پتھر کی چٹان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ میرا خدا نہ کبھی بیمار ہوتا ہے، نہ دنیاوی لذتوں کا طالب میرے خدا کی شان بے نیازی ہے۔

میرے مولیٰ معافی کے طریقہ سے ناواقف ہوں، انجان ہوں، تو گرفتار ہوں، مجھے کچھ معلوم نہیں، اے کرم والے خدا اے رحم والے خدا! میرے گناہوں کو معاف کر، اس کے طفیل میں معاف کر جس کی بدولت میرے جد بزرگوار حضرت آدم نے معافی حاصل کی تھی، اس کے صدقے میں معاف کر جس کے سہارے سے حضرت نوحؑ کی کشتی کو تونے پار لگایا تھا، اس کے وسیلے سے معاف کر جس نے حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ کے قید خانہ سے رہائی دلائی تھی۔ معاف کر، رحم والے خدا! معاف کر، کرم والے خدا! معاف کر، ندامت کے آنسو قبول فرما، اور مجھے معصیت کی آلودگی سے بچا +



رسائل کی روح

(*)

مسئلۂ انتقام

شریعت اسلامیہ نے کسی کی طرف سے ناحق تکلیف پہنچنے پر اس سے انتقام لینے کو جائز قرار دیا ہے۔

مگر انتقام اُس تکلیف سے جو ناجائز طور پر پہنچی ہے کسی طرح تجاوز ہونا چاہیے، ورنہ وہ ظلم ہوگا جس کی شریعت اسلامیہ روادار نہیں معلوم ہوسکتی، اس کی بابت کسی سے غلط فہمی نہ ہونے کے لیے اس مسئلہ کو مختلف مقامات پر وضاحت سے بیان فرمادیا گیا ہے، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ عز اسمہ ہے اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ۔ جان کے بدلے جان، اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم ہوں تو ان کا اسی طرح بدلہ۔

انتقام میں ظالم کے مدارج کا لحاظ نہیں ہے

اس میں دیگر امتیازات بر طرف ہیں فقیر و تونگر، ملازم و آقا، ماتحت و بالادست جاہل و عالم، شیخ و سید، عجمی و عربی سیاہ و سفید، ذمی و مومن، ضعیف و قوی، مریض و تندرست سب یکساں ہیں، ان امتیازات کی بنا پر کوئی اثر جدید مرتب نہیں ہوسکتا۔

حضرت امام اعظم و امام شافعی کا مذہب عورت اور غلام کے قصاص کے بارے میں

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیۂ کریمہ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کے مد نظر غلام کا انتقام ایک آزاد خود مختار شخص سے یا عورت کا قصاص مرد سے نہیں لیا جائیگا لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کے ذریعہ اُمم سابقہ اور شرائع ماضیہ کا حکم بیان فرمایا گیا ہے، اگر ہماری شریعت میں اُس کے خلاف کوئی حکم نہ دیا گیا ہو تو وہ واجب التعمیل ہوگا لیکن شریعت اسلامیہ میں اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ کا حکم عام موجود ہے جو سابقہ شریعتوں کا ناسخ ہے لہٰذا اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کا حکم واجب العمل نہ رہا۔ جان کے بدلے جان لی جانی چاہیے اگرچہ غلام اور عورت کے بدلے میں آزاد اور مرد کی جان کیوں نہ ہو۔

نیت بخیر ہو تو اُس سے انتقام نہیں

فرض کیجیے کہ ایک شخص بیمار ہے، اس کی کسی آنکھ میں مواد فاسدہ جمع ہوگیا ہے اس نے ڈاکٹر سے رجوع کیا، ڈاکٹر نے عمل جراحی کو مناسب جانا اور حسب قواعد فن یا اصول صوابدید کے مطابق اُس نے عمل جراحی کیا۔ مگر اس کی وجہ سے آنکھ ضائع ہوگئی اس صورت میں حق تعالیٰ کا وہ حکم جو اَلْعَیْنُ بِالْعَیْنِ کے ذریعہ بیان ہوا ہے اس مقدمہ سے متعلق نہ ہوگا، بلکہ ڈاکٹر کے خلاف مقدمہ چلانا ہی ظلم میں داخل ہوگا، اگرچہ اس کے عمل جراحی سے مریض کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ لیکن ڈاکٹر کی نیت چونکہ بخیر تھی اس لیے اس کے خطا کیے ہوے عمل کی بابت بھی ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیگی، یہی ایک اجتہاد ہے۔ وَالْمُجْتَهِدُ یُخْطِیْ وَیُصِیْبُ صاحب اجتہاد خطا پر بھی ہوتا ہے اور صواب پر بھی، اگر اس کی رائے صواب پر ہے تو اس کے لیے دس گنا اجر ہے اور اگر اس کا اجتہاد خطا پر ہو تو ایک اجر ہاتھ سے نہ گیا۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا فیصلہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آپ کے زمانۂ خلافت میں ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں ایک شخص نے دوسرے شخص کا کان کاٹ ڈالا تھا اور دوسرے نے اپنے فریق کا دانت توڑ دیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بس بدلہ ہوچکا اب انتقام کی کوئی صورت باقی نہ رہی، کان کے کٹ جانے سے سماعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اسی طرح ایک دانت کے ٹوٹ جانے سے کسی چیز کے چبانے پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یا یہ کہ کان کٹ جانے سے ایک عیب پیدا ہوگیا تو یہی شکل دانت کے ٹوٹنے میں بھی ہے۔ اگر منہ بند کرنے سے دانت کا عیب چھپ جاتا ہے، تو سر کے بال چھوڑ دینے یا عمامہ کان کے اوپر سے باندھ لینے میں کان کا عیب بھی چھپ سکتا ہے یہ سنتے ہی فریقین نے اپنا مقدمہ اٹھا لیا اور باہم صلح کرلی۔

کیا ایسا فیصلہ ہر کس و ناکس کرسکتا ہے، جس وقت ہر دو فریق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے تھے ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ اَلْاُذُنُ بِالْاُذُنِ وَالسِّنُّ بِالسِّنِّ کے مطابق عمل ہوگا۔ یعنی ایک شخص کا کان اور دوسرے کا دانت توڑا جاچکا ہے۔ اب کان کے ساتھ دانت اور دانت کے ساتھ کان بھی کاٹ دیا جائیگا۔ مگر حق تعالیٰ جن پر اسرار شریعت ظاہر فرماتا ہے وہ معاملہ کی تہ کو پہنچتے ہیں اور فریقین کے عمل پر انصافانہ نظر ڈالتے ہیں، چونکہ حدیث شریف میں وارد ہے اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰهِ، ساری خلق خدا

اس کے بال بچے ہیں یعنی جملہ خلائق اللہ سبحانہٗ کے پاس ساوی اور سب اس کے بندے ہیں۔ اگر ایک باپ کے کئی بچے ہیں اور دو بچے آپس میں جھگڑا کریں اور ایک دوسرے کو بیجا تکلیف پہنچائیں تو باپ یہی چاہتا ہے کہ ناسمجھی سے جو جھگڑا ہوا اس کا فیصلہ اس طرح کیا جائے کہ بچوں کو مزید تکلیف بھی نہ پہنچے۔ آپس میں جو مخالفت ہوگئی ہے وہ بھی دور ہو، دوسرے بچوں پر اس کا برا اثر بھی نہ پڑے اور خود وہ بچے آئندہ ایسا جھگڑا نہ کریں، یہ اُس صورت میں ہو سکتا ہے کہ انصاف کا پہلو ہاتھ سے نہ جانے پائے اور فیصلہ ایسا ہو کہ فریقین اس کو مان لیں یا ارباب دانش اس کو دیکھیں تو بنی بر انصاف تسلیم کریں۔

فیصلۂ بالا کی نزاکت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فیصلہ صادر فرمایا وہ ان تمام پہلوؤں کا جامع ہے اور انصاف پر مبنی ہے۔ فریقین تو اس کو تسلیم کر ہی چکے تھے لیکن اب تک جو شخص اس کو دیکھتا یا سنتا ہے داد دیتا ہے اگر اَلْاُذُنُ بِالْاُذُنِ وَالسِّنُّ بِالسِّنِّ کے ظاہری معنی کے مدنظر کان کے ساتھ دانت اور دانت کے ساتھ کان کاٹ دیا جاتا تو بھی انصاف ہو سکتا تھا مگر اس صورت فیصلہ میں جو نزاکت پیدا ہوئی وہ پیدا نہ ہو سکتی تھی۔

(واعظ۔ حیدرآباد دکن)

خلیفہ ہشام بن عبدالملک اور حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ

دوسری صدی ہجری میں خلیفہ ہشام بن عبدالملک جس کا نمبر خلفائے بنی اُمیہ میں دسواں تھا جب بصد تزک و احتشام مدینہ منورہ پہنچا تو خواہش کی کہ کسی صحابی سے ملاقات کرے،

تفتیش و تجسس کے بعد جب یہ ثابت ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی زندہ نہیں تو ناچار حکم دیا کہ تابعین میں سے کسی کو لاؤ۔ لوگ حضرت طاؤس کو لے گئے جو بہترین تابعی اور اکابر علما و صلحا سے تھے۔ حضرت موصوف جب خلیفہ کے سامنے پہنچے تو وہ نہایت شان و شکوہ سے مسند دیبا پر متمکن تھا۔ آپ نے لب فرش نعلین اُتاری اور السلام علیک یا ہشام کہکر اُس کے روبرو بیٹھ گئے۔ ہشام آپ کی اس حرکت سے نہایت برانگیختہ ہوا یہاں تک کہ آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا کیونکہ اُس عہد میں خلیفہ کی روبکاری میں جوتہ اُتار دینا ترک ادب اور بلااجازت بیٹھ جانا صد درجہ کی گستاخی تھی اور بغیر کنیت کے نام لینا تو گردن زدنی جرم تھا۔ اُس کے ندما و حضار مجلس نے جب اُس کو برہم دیکھا تو حضرت طاؤس کے علم و فضل اور حرم نبوی کے احترام سے متاثر کرکے قتل سے باز رکھا، ہشام نے بہ غیظ و غضب خطاب کیا کہ اے طاؤس تم نے یہ گستاخی کیوں کی؟ آپ نے فرمایا کیسی گستاخی، اُس نے کہا کہ ایک ہی نہیں تم نے اس وقت چار ناقابل عفو گستاخیاں کی ہیں، اوّل تو ہمارے روبرو پابرہنہ ہوئے، دوم امیرالمومنین نہ کہا۔ سوم بلاکنیت ما بدولت کا نام لیا، چہارم بلااجازت بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے روبرو جوتہ اُتارنے کا یہ سبب ہے کہ میں رات دن میں پانچ مرتبہ اُس احکم الحاکمین کے سامنے جوتا اُتار کر جاتا ہوں اور وہ مجھ سے کبھی خفا نہیں ہوتا۔ اس لیے میں نے یہاں بھی مضائقہ نہ سمجھا، اور امیرالمومنین نہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ تمام لوگ تیری امارت پر متفق اور رضامند نہیں ہیں پھر میں تجھ کو کیوں کہتا، بلاکنیت تیرا نام لینے میں یہ مصلحت تھی کہ میں تجھ سے دشمنی نہیں بلکہ دوستی رکھتا ہوں اور پروردگار عالم نے عموماً اپنے دوستوں کو صرف نام لیکر پکارا ہے جیسے یا محمدؐ یا عیسیٰؑ یا موسیٰؑ وغیرہ، ہاں البتہ دشمنوں کو مع کنیت نام لیکر خطاب کیا ہے مثلاً تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ۔ ہاتھ باندھے کھڑے ہو کر تجھ سے بیٹھنے کی اجازت لینا میں نے اس لیے مناسب نہ جانا کہ مجھے حضرت علیؓ کا قول یاد آگیا، آپ فرماتے تھے کہ "اگر کوئی کسی دوزخی کو دیکھنا چاہے تو وہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہو اور اُس کے روبرو بندگانِ خدا دست بستہ کھڑے ہوں"۔

خلیفہ ہشام کو آپ کے کلام سے رقت طاری ہوئی اور آپ کا بہت اعزاز و احترام کیا۔

خلیفہ ہارون الرشید اور حضرت فضل بن ربیع رح

خلیفہ ہارون الرشید کا معمول تھا کہ علما و صلحا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کیا کرتے تھے، ایک روز حضرت فضل بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر جا نکلے، حضرت فضل عہدۂ وزارت ترک کرکے زاویہ نشینی اختیار کر چکے تھے، اثنائے گفتگو میں خلیفہ نے دریافت کیا کہ فضل تم نے وزارت کیوں ترک کی اور اب کیسے گزرتی ہے۔ حضرت فضلؒ نے فرمایا بہ نسبت پہلے کے بدرجہا بہتر حال ہے، زمانۂ وزارت میں جس سلطان کا میں فرمانبردار رہتا تھا وہ میری دس خدمتوں کا ایک صلہ بھی بمشکل دیتا تھا، لیکن اب ایسے شہنشاہ کی اطاعت کرتا ہوں جو ایک خدمت کا دس گنا اجر عطا فرماتا ہے۔

پہلے میں سلطان کے حضور میں کچھ عرض کرنا چاہتا تو موقع محل اور سلطان کی خوشنودی مزاج کا خاص طور سے خیال رکھنا پڑتا تھا، اب کسی بات کی پابندی نہیں ہے اور میں جب چاہتا ہوں بے تکلف ہر ایک معروضہ اپنے سلطان کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔

پہلے مجھ کو بادشاہ کے مفوضہ کاموں کی نگہداشت کرنی پڑتی تھی، اب وہ میرے تمام کاموں کا نگراں اور ذمہ دار ہے۔

پہلے جب بادشاہ خواب راحت میں پڑا سوتا تھا مجھے بیداری کی زحمت اُٹھانی پڑتی تھی، اب میں چین سے سوتا ہوں اور وہ میری حفاظت کرتا ہے۔

پہلے میں جانتا تھا کہ میرا رزق اس بادشاہ کے دامن سے وابستہ ہے لیکن اب میں معلوم کر چکا ہوں کہ ہم دونوں کا رزق اُس بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔

(انتخاب)

—— ✻ ——

رحمتِ باری کم اپنا جوش کرسکتی نہیں

(از جناب مولانا ظفر علی خاں صاحب)

رحمتِ باری کم اپنا جوشش کرسکتی نہیں — یہ چڑھی ندی قیامت تک اُتر سکتی نہیں
زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ — اُمتِ مرحوم سوسکتی ہے مر سکتی نہیں
سرورِ کونینؐ خود ہوں ناخدا جس کے وہ ناؤ — لطمۂ طوفان موج افزا سے ڈر سکتی نہیں
ایشیا کی وہ بساط کہنہ اُلٹی جاچکی — بازیِ اسلام اب عالم میں ہر سکتی نہیں
میں نے یہ مانا کہ جس پر ہو عتابِ سلطنت — اُس کی دنیا جیتے جی ہرگز سنور سکتی نہیں
لُوٹ لے جب تک نہ سر پر اک نیا کوہِ ستم — ایک بھی رات اُس ستم کش کی گزر سکتی نہیں
ان جفاؤں پر مگر ہو شیوہ جس کا صبر و شکر — عاقبت بھی کیا اُس انساں کی سُدھر سکتی نہیں
جُرم آتا ہے کہ کیوں حدِ نظر سے بڑھ کے آہ — لب تک آجاتی ہے سینے میں ٹھہر سکتی نہیں
کفر سے مجھ کو ہے لاگ اور دیں سے ہے مجھ کو لگاؤ — کوئی اور الزام دنیا مجھ پہ دُھر سکتی نہیں
میری حرصِ لذتِ آزار کا عالم نہ پوچھ — سر نہ جب تک جائے نیت میری بھر سکتی نہیں

میں حرم سے اُڑ کے جا بیٹھوں گا شاخ سدرہ پر
میرے پر تثلیث کی قینچی کتر سکتی نہیں

(صوفی)

اسلام اور اخلاق

اسلام نے ہمکو اخلاق کی بہت زیادہ تعلیم دی ہے اور اصلاح عادات و تہذیب اخلاق کی سخت تاکید و تنبیہ کی ہے، بہت سی حدیثیں اخلاق کی فضیلت اور ترغیب و تاکید میں وارد ہیں، نمونتاً صرف چند احادیث اس مقام پہ بیان کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے خوش اخلاق مسلمانوں کو ایمان میں سب سے کامل اور مسلمانوں میں سب سے بہتر اور اپنا محبوب و پسندیدہ فرمایا ہے:- چنانچہ

ابوداؤد میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا" اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا" یعنی مسلمانوں میں سب سے زیادہ کامل الایمان وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہے - اور صحیحین میں عبداللہؓ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا" ان من خیارکم احسنکم اخلاقا" یعنی تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ خوش اخلاق ہے و نیز صحیح بخاری میں عبداللہ رض بن عمرو رض سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "ان من احبکم الیٰ احسنکم اخلاقا" یعنی تم میں سے وہ شخص مجھ کو زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

دنیوی طاقت اور اسلحہ کی قوت سے لوگوں کے جسم مقید ہوتے ہیں اعضاء و جوارح پر قبضہ حاصل کیا جاتا ہے، گردنیں جھک جاتی ہیں۔ قلوب مسخر نہیں ہوتے۔ مگر حسن خلق میں وہ قوت اور اثر ہے جس سے قلوب مسخر ہوجاتے ہیں، یہ وہ شمشیر آبدار ہے جس سے نہ صرف بڑے بڑے سرکش اور جابر انسان ہی مطیع و فرمانبردار ہوجاتے ہیں، بلکہ بڑے بڑے قوی ہیکل اور خونخوار درندے اور وحشی جانور تابع و منقاد ہوجاتے ہیں، دنیا میں اشاعت اسلام کا سب سے بڑا ذریعہ یہی حسنِ خلق ہے۔

کیا اسلام بزورِ شمشیر پھیلا؟

یہ مخالفین اسلام کا محض اتہام ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا اس قسم کا لغو خیال اور مہمل اعتراض وہی لوگ پیش کرتے ہیں جو تواریخ اسلامیہ سے تو بالکل نابلد ہیں - یا اُن کی چشم بصیرت پر تعصب کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے، جو لوگ کہ تواریخ اسلامیہ سے واقف اور مسلمانوں کے واقعات اور کارنامے سے باخبر اور منصف مزاج و عدل پسند ہیں وہ کبھی ایسا بیہودہ خیال اور مہمل اعتراض نہیں کرسکتے۔

دیکھو یورپ کا مشہور مؤرخ کارلائل ایسے معترضین و مخالفین کے قول کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ" اگر محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے تیغ زن سپاہیوں کے زور سے اسلام پھیلایا تو پہلے ان تیغ زن سپاہیوں کو کس تلوار نے مسلمان بنایا؟"

مسلمانوں کے پاس اخلاق کی شمشیر آبدار تھی جس کے ذریعہ سے عرب سے عجم، شام سے ہندوستان تک وہ پہنچ گئے اور تمام اطراف واکناف عالم میں پھیل گئے، اور واقعہ یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے اخلاق و عادات درست رہتے تو دنیا میں چپہ بھر زمین بھی مسلمانوں سے خالی نہیں رہتی۔

ذات پات کا مسئلہ

اسلام نے ہمیں جس تمدن کی تعلیم دی ہے وہ ان ذات پات کی الجھنوں سے کہیں بالا تر ہے اسلام نے جس اصل الاصول کو اشرف المخلوقات کے سامنے پیش کیا ہے وہ توحید اور صرف توحید ہے، اور یہی وہ چیز ہے جو ایک عالمگیر برادری کی مظہر ہے، اس نے ہر فرد انسانی کو خواہ وہ سفید ہو یا سیاہ، زرد ہو یا سُرخ، عجمی ہو کہ عربی، ایرانی ہو کہ تورانی، سامی ہو کہ آرین اپنے اس حلقہ میں شرکت کی دعوت دی ہے، اُس کی یہ تعلیم ہے کہ تمام مخلوقات سے انسان شریف ہی نہیں بلکہ اشرف ہے لیکن باہمی شرافت من حیث خلقت و نسب کوئی چیز نہیں، بلکہ اُس کا مدار صرف تقوےٰ پر ہے، ایک مسلمان بمقابلہ کفار و مشرکین شریف کہا جاسکتا ہے، لیکن بمقابلہ دوسرے مسلمان کے ہرگز شریف نہیں کہا جاسکتا، یہی وہ راز ہے جس کو انما المؤمنون اخوۃ ،فاصلحوا بین اخویکم میں بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت میں صرف اس کو بتایا گیا ہے کہ تمام کلمہ گو بھائی بھائی ہیں بلکہ تمدن کے لازمہ اصلاح باہمی کو فرض شرعی قرار دیکر کسی اپنے کلمہ گو بھائی کی تنقیص و تذلیل کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے جس کی کھلی توضیح آیۃ کریمہ" بئس الاسم الفسوق بعد الایمان میں شد و مد کے ساتھ بیان کردی گئی ہے۔

(المؤمن)

معلومات

دیدار بذریعہ تار

مذہب عاشقی کے پیرووں کو چاہیے کہ مغربی سائنس دان کے ہاتھ پر بذریعہ تار بیعت کرلیں، اس لیے کہ وہ عشق بازی کے درس کی تکمیل کے لیے ہر روز ایک نیا سکا شفہ عمل میں لا رہے ہیں۔ ان کی چشم سائنسیت کا ہر اشارہ عشاق کو آفرین کی صدا بلند کرنے پر مجبور کر رہا ہے، ان کی بدولت رہِ الفت میں وہ وہ آسانیاں پیدا ہوگئیں جو عشاق کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں آسکتی تھیں، کون جانتا تھا کہ ایسا آلہ بھی ایجاد ہوسکتا ہے جس کے ذریعہ سے آن کی آن میں محبوب کی تصویر لی جاسکتی ہے، واہ رے دماغ کیمرہ تیار کردیا، کسی کو کیا خبر تھی کہ ایک وہ بھی زمانہ آنے والا ہے کہ ہزاروں میل سے دو بدو باتیں ہوسکتی ہیں، مگر واہ ری عقل ٹیلیفون ایجاد کردیا جس کی وجہ سے کورٹ شپ کے مسئلہ میں غیر معمولی آسانیاں پیدا ہوگئیں، ٹیلیفون سے قوت سامعہ کو تسلی ہوجاتی تھی مگر قوت باصرہ محروم تھی۔ مگر ٹیلیفون نے ترقی کی اور کان کے ساتھ آنکھ بھی لطف اندوز ہونے لگی۔ اب دقت یہ تھی کہ ہر جگہ ٹیلیفون نہیں، بہت سے شہر اس نعمت بے بہا سے محروم ہیں، مگر ایک جدید ایجاد کی اطلاع نے اس کمی کو بھی پورا کردیا، اس ایجاد کے ذریعہ سے "دیدار بذریعہ تار" ممکن ہے، پہلی پہل تو سادہ تصویریں بذریعہ تار بھیجی جاسکتی تھیں مگر اب اس ایجاد میں ایک نیا اضافہ اور کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے آٹھ رنگ کی تصویر آن کی آن میں بذریعہ تار ہزارہا میل پر منتقل کی جاسکتی ہے، اس وقت تو محض یہ خیال ہے کہ اس ایجاد کے ذریعہ سے مجرموں کی شناخت میں مدد لی جائیگی مگر "آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا"

سگ نما انسان

روس میں کتوں کی شکل کے انسان بکثرت پائے گئے ہیں، چین کے جنوبی حصہ میں بھی یہ عجیب مخلوق آباد ہے۔ ان کا چہرہ کتوں سے مشابہ ہے، بدن پر اس قدر بڑے بڑے بال ہیں کہ قدرت نے انہیں تن پوشی کے تفکرات سے بالکل آزاد کردیا ہے، یہ عموماً درختوں پر رہتے ہیں، اس نئی دریافت نے دنیائے سائنس میں ایک حیرت و استعجاب کی کیفیت پیدا کردی ہے، ماہران سائنس کو چاہیے کہ اس معاملہ کو بس یونہی رہنے دیں زیادہ چھان بین کی ضرورت نہیں، ممکن ہے کہ معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کے بعد ان کو اس سے بھی زیادہ حیرت ہو، اس اطلاع کے ملنے کے بعد خیال ہوتا ہے کہ شاید ڈارون کی تھیوری درست ہے۔ کل شئ یرجع الیٰ اصلہ والا معاملہ نہو۔ شاید بندر سے ترقی پائے ہوئے انسان پھر دوبارہ اپنی اصلی صورت اختیار کررہے ہیں۔ وہ جو ڈارون کی تھیوری کو اپنا دین ایمان سمجھتے ہیں تیار ہوجائیں آواگون کا وقت آگیا ہے۔

انگریزی زبان کی ترقی

۱۸۰۱ء میں انگریزی بولنے والوں کی تعداد ۲ کروڑ ۵ لاکھ تھی ۱۸۹۱ء میں ۱۱ کروڑ ۱۰ لاکھ ہوگئی، روز بروز انگریزی زبان نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کررہی ہے، اس وقت دنیا کی آبادی میں ۱۰ فیصدی انگریزی زبان بولنے والے ہیں، امید کی جارہی ہے کہ ۱۹۵۰ء تک انگریزی زبان دوسری زبانوں سے دوگنی بولی جائے گی۔ اور ۲۰۰۰ء تک یہ زبان دنیا کے چوتھائی آدمیوں کی زبان ہوگی۔

یہ یقینی بات ہے کہ زبان کے ساتھ ساتھ معاشرت میں بھی تبدیلی پیدا ہوجائیگی اور معاشرت کی تبدیلی مذہب پر بھی اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی، وہ مولوی صاحبان خصوصیت کے ساتھ غور فرمائیں جن کے مایۂ ناز ابن مولوی کالج کی چہار دیواریوں میں مغربی تمدن کی مشین میں ڈھالے جارہے ہیں ذرا ان کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کچھ مدت کے بعد ان کی اولاد کا مذہب کیا ہوگا۔ "علم حاصل کرو خواہ چین کا سفر کرنا پڑے" کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ایمان بیچکر علم حاصل کیا جائے۔ اگر مسلمانوں کو اسلام پیارا ہے، اگر مسلمان حضور سرورِ عالم کی امانت کو ایک امین کی حیثیت سے رکھنا چاہتے ہیں تو انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی تعلیم کو بھی لازمی قرار دیں، ورنہ یہ سمجھ لیجیے کہ آج سے کچھ مدت کے بعد نہ ترمذی ہوگی نہ جلالین، نہ تفسیر ہوگی نہ حدیث محض رینیلڈ اور شکسپیر کے اقوال رہ جائیں گے، اسلام کی فضا تاریک اور دھندلی نظر آنے لگے گی۔ اور اقبال کا یہ شعر ؎

اسلام کی امانت سینوں میں ہے ہمارے ممکن نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

مرثیہ بن کر رہ جائے گا۔

زکام کا نیا علاج

امریکہ کی ایک کیمیکل سوسائٹی نے ایک عجیب و غریب کمرہ بنایا ہے جس میں بیٹھنے سے ایک گھنٹہ کے اندر زکام کی شکایت بالکل دور ہوجاتی ہے، مریض کو کسی قسم کی دوا استعمال نہیں کرائی جاتی اس کمرہ کی ہوا سے زکام کا اثر بالکل ضائع ہوجاتا ہے، پہلے مشین کے ذریعہ سے ایک گیس کمرہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے اسکے بعد برقی پنکھے کی مدد سے اس گیس کو کمرہ کے ہر حصہ میں منتشر کردیتے ہیں، مریض کے سانس کے ساتھ یہ گیس پھیپھڑوں میں داخل ہوتا ہے اور اسے صحت کلی حاصل ہوجاتی ہے۔ اس وقت تک اس شفاخانہ سے انفلوئنزا، کھانسی اور تنفس کے امراض کے صدہا بیمار تندرست ہوچکے ہیں، نہایت بہتر ایجاد ہے کاش روحانی امراض کے علاج کی طرف بھی بیدار مغز سائنس داں توجہ کریں، تاکہ غریب ہندوستانی پیری مریدی کے جھگڑوں سے آزاد ہوجائیں۔

فہمی

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

سونے کا پانی چڑھانا

لوہے کے ہتھیاروں یا اوزاروں و برتنوں پر سونے کا پانی پھیرنے کا ہنر آجکل یورپ میں زوروں پر ہے، اور ہر سال ایسا سامان یورپ سے تیار ہوکر ہندوستان میں بکتا ہے آپ بھی تیار کرکے روپیہ کمائیں۔ ترکیب یہ ہے:-

شورہ عمدہ	نمک لاہوری	شب یمانی
۱۰ تولہ	۱۰ تولہ	۱۲ تولہ

ہر سہ چیزوں کو حسب انداز پانی میں حل کردیں پھر اس میں ایک تولہ سونے کے ورق ڈالکر برتن کو ڈھک دیں اور ۲۴ گھنٹے کے بعد آگ پر رکھ کر خشک کرلیں، باقی خشک سفوف رہ جائیگا، اب اس سفوف میں اس قدر رکٹیفائڈ اسپرٹ آف وائن ڈالکر گھولیں کہ تمام شیرے جیسی گاڑھی ہوجائے، اب اس مرکب کو برش کیسا تھ فولاد یا لوہے کی کسی چیز پر لگائیں فوراً سنہری گلٹ ہوجائیگا۔

شیشے پر سونے کا ملمع

ولایت سے بے شمار شیشے کا سامان ہندوستان میں آکر فروخت ہوتا ہے کہ جس پر سنہری بیل و بوٹے ہونے کے باعث بڑی قیمت پڑتی ہے، آپ بھی اس ہنر کو سیکھ کر فائدہ اُٹھائیں:- ترکیب یہ ہے:-

السی کے تیل کو پہلے آگ پر خوب پکالیں، پھر تیل کے برابر کا گوند سندرس پیسکر ملائیں جب گوند سندرس خوب مل جائے تب محفوظ رکھیں وقت ضرورت اس میں سے قدرے لیکر اس میں تھوڑا سا تارپین کا تیل ملاکر تیلا کرکے شیشے کے برتن پر اس سے بیل بوٹے بناکر ذرا آگ کے سامنے برتن رکھیں، جب لگا ہوا مصالحہ ذرا لیسدار معلوم ہونے لگے اس پر سونے کا ورق یکساں جماکر اس کو سرد کرلیں اور بعد میں کسی چیز سے خوب گھوٹ دیں۔ دوسرا طریقہ یورپ کے کاریگر یہ استعمال کرتے ہیں:- سنہری سفوف جو عام بازار میں بکتا ہے سہاگہ کے ساتھ ملاکر ذرا پانی سے خمیر دیکر اس سے شیشے کے برتن پر نقش و نگار کرکے آگ کے آگے رکھدیں، تمام نقش و نگار سنہری ہوجائیں گے۔

چینی کے برتن جوڑنے کا مصالحہ

آجکل کونسا گھر ہے جہاں چینی کے برتن استعمال نہیں کیے جاتے اور روزانہ دوچار کا خون نہیں ہوتا، اگر ان کو جوڑ لیا جائے تو وہ پھر کارآمد ہوسکتے ہیں، اس کی ترکیب یہ ہے کہ گوند کو بہت تھوڑے پانی میں پہلے بھگو دیا جائے، پھر بہت گاڑھا گاڑھا گھلا ہوا تھوڑا گوند لیکر پلاسٹر آف پیرس میں اچھی طرح ملاکر سخت لیئی کی شکل بناکر کسی برش وغیرہ سے ٹوٹے ہوئے کناروں میں لگاکر برتن جوڑ لیا جائے، دو یا تین دن تک اُس کو سائے میں خشک ہونے کے لیے رکھدیا جائے۔ خشک ہونے کے بعد جوڑی ہوئی جگہ پر سے ہرگز نہیں ٹوٹے گا۔

بلانکٹ یا کمل کا دھونا

پہلے بلانکٹ کو نیم گرم شیریں و مصفا پانی میں پندرہ منٹ چھوڑ رکھیں کھولتا ہوا پانی اور کپڑا دھونے کا صابن ملاکر ایک مصالحہ تیار رکھو، ایک بلانکٹ کے لیے ایک پونڈ صابن درکار ہے، اب اس مصالحہ کو نیم گرم پانی والے ٹب میں ڈال کر گھلا دو اور ہاتھ سے خوب ملاکر کف پیدا کرلو پھر بھگتے ہوئے ٹب میں سے بلانکٹ کو نکال کر نچوڑ لو اور اس تیار شدہ کف میں ڈالکر خوب ہلاؤ اور دس ایک منٹ تک ویسا ہی چھوڑ رکھو، اس کے بعد بلانکٹ کے ہر حصہ کو اور خصوصاً اُس حصہ کو جہاں دھبے ہوں خوب رگڑو پھر نکال کر نچوڑ لو اور گرم پانی میں دو مرتبہ ڈبو کر خشک کرلو، مگر سخت گرم مقام پر نہ سکھاؤ، جب خشک ہوجائے اُس کے ہر حصہ کو ایک پاک مگر کھردرے فلالین کے کپڑے سے رگڑو، اس سے بلانکٹ صاف و ملائم ہوجائے گا اگر بہت میل ہو تو پانی میں کچھ بوراکس شامل کرسکتے ہیں لیکن سوڈا یا بلیچنگ پوڈر ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

ترازو کو صاف کرنا

اولائک ایسڈ (Olic Acid) امونیا Ammonia اور خالص شراب یا الکحل (Alcohol.) مساوی مساوی ملالو اور تہ نشین ہونے کے بعد چھان لو جس چیز کو صاف کرنا ہو اس مصالحہ کو تھوڑا سا لیکر ایک کپڑے سے رگڑو اور تھوڑے سے پسے ہوئے ٹریپولی (Tripoli) سے اسکو پالش دو۔

ٹرلینگ کلاتھ

اُبلا ہوا سفید السی کا تیل (۸۰) پونڈ مجسٹ کا بورا (۴) پونڈ، زنک کساڈ (۲۰) پونڈ وینیشیا کا تارپین ٹائن ۲ پونڈ لیکر خوب پکاؤ اور خوب ہلاؤ، اس میں سفید گوند شریک کرکے ملا ڈالو اور چولھے سے اُتار لو جب ٹھنڈا ہوجائے تو اُس میں تارپین تھوڑا سا قدر شریک کرو کہ وہ بالکل پتلا

سوالات

مذہبی

(۱۴۶) رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ اگر کسی صاحب کو معلوم ہو تو مفصل طور پر بیان فرمائیں۔ (خریدار)

(۱۴۷) موسم گرما میں اکثر لوگ مکان کی چھت پر سوتے ہیں اور مکان کے زیریں حصہ میں قرآن مجید رکھے رہتے ہیں، ایسی حالت میں چھت پر سونا بے ادبی تو نہیں ہے۔ مفصل و مدلل جواب درکار ہے۔ (خریدار)

(۱۴۸) میت کو نہلانے کے بعد دوبارہ مکان کے اندر داخل کرنا از روئے شرع جائز ہے؟ (خریدار)

طبی

(۱۴۹) امرت انجن بنانے کی ترکیب مع نسخہ کے بتا دیجیے۔ (ایک خریدار)

(۱۵۰) کیا مطلب علوی خاں کا فارسی سے اُردو میں ترجمہ ہوگیا؟ اگر ہوگیا تو کہاں سے اور کس قیمت میں مل سکتا ہے۔ (خریدار)

(۱۵۱) ایک ۲۵ سالہ نوجوان کو شکایت ہے کہ رفع حاجت کے بعد بول کی بوندیں (وضو کرتے وقت، نماز میں رکوع و سجود کرتے وقت) ٹپکتی رہتی ہیں مجرب نسخہ کی ضرورت ہے۔

(۱۵۲) ایک صاحب نے پارہ کے کشتہ کا استعمال کیا، کشتہ چونکہ کچا تھا اسلیے پارہ اُن کی ٹانگوں میں سرایت کرگیا جسکی وجہ سے ٹانگوں میں درد ہوتا ہے اور چلنے میں تکلیف ہوتی ہے مجرب نسخہ مطلوب ہے (۲۱ ج)

(۱۵۳) میری ہمشیرہ جسکی عمر اس وقت ۲۲ سال ہے کو تین سال سے ہچکیاں آتی ہیں اس سے پہلے ۸ مہینے تک ہچکیاں بند رہیں، اسکے بعد پھر شروع ہوگئیں ہچکیاں آنے سے قبل ڈکاریں آنے لگتی ہیں قبض بھی رہتا ہے، آجکل سینہ میں ورم بھی ہوگیا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (خریدار)

صنعتی

(۱۵۴) ایسی ترکیب بتائیے جس سے مٹی کے تیل کی بدبو بالکل زائل ہوجائے (خریدار)

(۱۵۵) چربی کی آمیزش اور بغیر چربی کی آمیزش کے کپڑے دھونے کا صابن بنانے کی ترکیب مع لاگت وغیرہ کے بتائیے۔

(۱۵۶) موم بتی کی آسان ترکیب جس سے موم بتی (Candle) کی بتی کے برابر اور ارزاں بن سکے جس سے خاطر خواہ منافع ہو، درکار ہے۔ (خریدار)

متفرق

(۱۵۷) بنیان بنانے کی مشین نمبری (۴۲) انچ ۴ کہاں دستیاب ہوسکتی ہے؟ (خریدار)

(۱۵۸) رسالۂ دین و دنیا کے مندرجۂ ذیل پرچوں کی ضرورت ہے کوئی صاحب مناسب قیمت پر دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ جلد اوّل مکمل۔ جلد دوم ۶ و ۷ (سید نظیر الحق سبا و رسیر کھڑگ پور ضلع مونگیر)

(۱۵۹) اگر کوئی غریب شخص بمبئی کلکتہ کا سفر کرنا چاہے تو اس قسم کے وسائل کونسے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ کچھ پیدا کرسکے۔ کوئی صاحب توجہ فرمائیں۔

جوابات

(۱۴۷) مندرجۂ ذیل روغن نہایت مفید ثابت ہوا ہے:۔ عرق برگ دھتورہ سبز ۱۰ تولہ۔ روغن کنجد ۵ تولہ، دونوں کو کڑاہی میں ڈالکر نرم آگ پر رکھو اور سات عدد برگ آکھ ملائم تیل سے چپڑ کر تھوڑا تھوڑا باریک نمک ان پر چھڑک کر تہ بہ تہ کرکے یہ بھی کڑاہی میں ڈالدو پتے جل جانے کے بعد ان پتوں کو نکال کر پھینکدو، جب عرق بھی جل جائے اور صرف تیل باقی رہ جائے تو سرد کرکے شیشی میں بند کرکے رکھ لو، وقت ضرورت تین چار قطرے نیم گرم کان میں ڈال لو۔ فائدہ ہوگا انشاء اللہ۔

(۱۲۲) نہایت مفید نسخہ ہے۔ پوست ہلیلۂ زرد۔ بلیلہ۔ آملہ۔ ہلیلۂ زنگی ہر ایک دس تولہ علیحدہ علیحدہ باریک پیسکر ترتیب وار گل صد برگ۔ نکڑی جھدی۔ نیب۔ شاہترہ کے پتوں کے ایک ایک تولہ عرق تازہ میں الگ الگ خوب آسا خشک کریں۔ پھر روغن گاؤ سے خوب چرب کریں۔ آدھ پاؤ ریسوت رات کو عرق ہولی میں بھگو کر صبح چھان کر اور پکی چاروں عرقوں اس عرق میں خوب کھرل کریں، یہاں تک کہ گولی بندھنے کے قابل ہوجائے گولیاں بنا کر رکھ لیں ترکیب استعمال یہ ہے:۔ اول دو روز تو نہار منہ سبوس اسبغول ہتھیلی پر رکھکر دو گولیاں توڑ کر اس پر رکھکر پھانکیں اور شیر گاؤ روغن گرم مصری ڈالکر اوپر سے پی لیں، یا روغن گاؤ نہ ڈالیں دودھ پی کر بعد کو مکھن مصری ملا کر کھالیں۔ تیسرے دن سے صرف ایک گولی روزانہ مکھن سے چند روز تک کھائیں۔ اسکے ساتھ سوتے وقت مندرجۂ ذیل سفوف کا استعمال نہایت مفید ہے جو مرض کو دوبارہ عود نہیں کرنے دیتا:۔ پوست ہلیلہ زرد۔ پوست بلیلہ آملہ۔ طباشیر۔ زیرہ سفید۔ خمیرہ صندل سب کا سفوف کرکے روغن بادام ...

انشائے لطیف

تلخیٔ احساس

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری)

خدایا مجھے اس کی شکایت نہیں کہ تو نے ہندوستان کا تاج میرے سر پر نہیں رکھا، یا رِالٰہا، مجھے تجھ سے گلہ نہیں اگر تو نے حسن و تندرستی کی دولت سے مجھے مالامال نہیں کیا، پروردگار میں شاکی نہیں اگر ناموروں کی صف میں مجھے جگہ نہیں دی گئی، رزاقِ عالم میں رشک نہیں کرتا کہ مشیت نے "رزقِ بے حساب" کے لیے مجھے انتخاب نہیں کیا۔ بندہ نواز میں کچھ نہیں کہتا اگر میری دلچسپی کے لیے فردوس اور پرستان کی مخلوق نہیں بھیجی گئی، معبودِ گیتی، میں بُرا نہیں مانتا اگر میرے ارادوں کو پامال اور میری خواہشوں کو برباد کیا جا رہا ہے، مجھے تو ایک شکایت ہے۔ مجھے تو صرف یہ رونا ہے کہ اے قادرِ مطلق مجھے تو نے "احساس" کیوں دیا، مجھے آگ میں جلانا تھا تو خدا وندا قوتِ لامسہ سے سوزش و حرارت کا احساس سلب کر لیا ہوتا۔ مجھے سمندر میں غرق کرنا تھا تو آبی کائنات کا تنفس عطا کیا ہوتا، مجھ پر پہاڑ گرانا تھا اور تیروں کا مینھ برسانا تھا تو اسفندیار کی طرح روئیں تن بنایا ہوتا، مجھے مصائب کا شکار ہونا تھا، اور غم پر غم سہنا تھا تو دل و جگر کی جگہ پتھر کے ٹکڑے دیے ہوتے، مجھے محرومِ وصال رکھنا تھا تو مزاج کو محبت کا سوز و گداز عطا نہ ہوتا، میری نامرادی سے تو خوش تھا تو ایک دلِ بے مدعا میرے سینہ میں متحرک کرتا۔

میں نہیں کہتا کہ مجھے بے عقل بنایا ہوتا، کیونکہ عقل کے بغیر عمر کی منازل کو طے کرنا محال ہے، میری گزارش نہیں کہ مجھے دیوانہ بنایا جاتا کیونکہ اب وہ زمانہ نہیں کہ "دیوانہ باش تا غمِ تو دیگراں خورند"۔ میرا یہ منشا نہیں کہ مجھے بروگ اور جوگ دے کر بنی آدم کے کنبہ سے دور کر دیا جاتا کیونکہ مدنی الطبع ہوں اور انسان کی صورت دیکھکر جیتا ہوں۔

میری التجا تو صرف ، اور صرف اس قدر ہے کہ اس لہلہاتے باغ میں میرے نصیب کی ایک کلی اور اس لہراتے سمندر میں میرے مقدر کا ایک گھونٹ نہ تھا تو کائنات کے مالک تو نے نہ مجھے قوتِ شامہ دی ہوتی اور نہ پیاس کا احساس۔

• میں اور تجھ سے شکایت؟ اے ذاتِ جلال۔ میں اور یہ بے ادبی؟

اے صانعِ دو عالم، لیکن مجبور ہوں، معذور ہوں، احساس نے دلگیر بنایا ہے، حواس نے ستایا ہے عرصۂ عالم مجھ پر تنگ ہے، میں جانِ شیریں سے بیزار ہوں، راحتیں تکلیف کی صورت میں نظر آتی ہیں اور مسرتیں رنج و الم سے بدل جاتی ہیں۔

مجھ پر یہ بلائیں احساس نے نازل کی ہیں، اس دشمن جانی سے کسی وقت نجات نہیں، اس نے میری زندگی کے نظام اور قویٰ کی سلطنت میں بغاوت و سرکشی کی روح پھونک دی ہے، کھانا میرے سامنے آتا ہے، آہ وہ کھانا جو ہزاروں کو میسر نہیں لیکن یہ ظالم ذائقہ کو شبہ دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس سے بہتر نعمتیں دنیا میں موجود ہیں جن سے مجھے ترسایا جا رہا ہے، ذائقہ شبہ پاکر بے مزہ ہونے لگتا ہے، پلیٹوں کو ٹھکراتا ہے، معدہ کا دامن خالی رہ جاتا ہے اور دل کو شگفتگی کی جگہ افسردگی نصیب ہوتی ہے، میں کپڑے پہنتا ہوں وہ کپڑے جو صنعت و حرفت کی ترقی سے آج عام ہیں لیکن کل حسن لیلےٰ اور جمال شیریں کو بھی میسر نہیں ہوتے، لیکن احساس ذوق آرائش کو بھڑکا دیتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ ان کپڑوں سے کہیں بیش قیمت اور خوشنما بازار میں موجود ہیں اور تجھے نصیب نہیں۔ مجھے نصیب نہیں؟ آہ! کیا دلدوز خیال ہے مجھے اپنے قیمتی اور خوشنما لباس سے نفرت ہونے لگتی ہے اور میرا جی چاہتا ہے کہ جیب و دامن کو تار تار کر دوں۔

میں تفریح کے لیے باہر نکلتا ہوں، ہزارہا آدمی چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، اُن کا دل بشاش ہے، اُن کے چہرے شگفتہ ہیں، لیکن میں بے چین ہوں، میرا دل تڑپ رہا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ احساس مجھے صبا رفتار سواریوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ تفریح بادہ پائی میں ممکن ہے یا اس بادپیمائی میں۔ خوبصورت اور دلکشا مساکن ہر قدم پر آنکھوں کے سامنے آتے ہیں اور احساس مجھے اپنے گھر کی شکستہ حالی یاد دلاکر تڑپاتا ہے، میرا دل کسی طرح تسلیم نہیں کرتا کہ ان سربفلک مکانوں کے مکین کسی طرح مجھ سے بڑھ کر ان میں رہنے کا حق رکھتے ہیں۔

فطرت کی امنگیں جب مجھے صنفی گلچینی کے لیے آمادہ کرتی ہیں تو احساس تصویروں کا البم لیکر آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ، یہ لیلیٰ ہے یہ شیریں ہے۔ یہ عذرا ہے۔ یہ کلیوپیٹرا ہے، یہ وہ ہے اور یہ وہ ہے، میں ان نظاروں سے متاثر ہو کر جب اپنے حریفِ جذبات پر نگاہ ڈالتا ہوں تو میری تمام دلچسپیاں خاک میں مل جاتی ہیں۔ احساس کے اشارہ پر امتیاز کی قوتیں مجھے بتاتی ہیں اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہاں یہ وہ بال نہیں جو سنبل کو شرمائیں، یہ وہ گال نہیں جو گلاب کے شگوفوں کو نزاکت کا سبق دیں یہ وہ آنکھیں نہیں جو موتیوں اور بجلیوں کے مرکب سے بنائی گئی ہوں اور یہ وہ ہونٹ نہیں جن کا تبسم

جذبات میں تلاطم پیدا کر دے، افسوس خیال اور مثال کا یہ اختلاف مجھے کروٹ بدلنے پر مجبور کر دیتا ہے اور دل سے اُس کی تمام اُمنگیں چھین لیتا ہے۔

لوگ میرے ساتھ خود غرضی، مکاری، اور عیاری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ میری نگاہ بناوٹ کے دبیز پردوں کو ہٹا کر حقیقت کے مشاہدہ سے قاصر ہے، اور اس لیے میں ہر شخص سے خوش اور ہر بات پر شکر گزار ہوتا ہوں، لیکن احساس، ظالم احساس میری خوشی نہیں دیکھ سکتا، وہ فوراً اپنا کیمیاوی عمل شروع کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھاتا ہے۔ میں جب اس گندہ نمائی اور جو فردی سے آگاہ ہوتا ہوں تو میری محبتیں نفرتوں سے اور میری شکر گزاریاں شکایتوں سے بدل جاتی ہیں۔

اے بالا و برتر میں اپنے احساس اور قوت امتیاز سے عاجز آگیا ہوں، اس کی وجہ سے مجھے زندگی عذاب ہو گئی ہے۔ پس اے چارہ سازِ کونین تیری جناب میں میری دو التجائیں ہیں یعنی یا تو میرے احساس کے لیے "کن فیکون" کے خزانے کھول دے اور یا میرے احساس کو ہمیشہ کے لیے باطل کر دے ؎

ایک ہنگامہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نوحۂ شادی نہ سہی

—(*)—

ایک شاعر

دنیائے تخیل کا بادشاہ ہے، قدرت کی رنگینیوں کا ترجمان ہے، حُسن پرستی اس کا مذہب ہے، لطافت پسندی اس کا ذوق ہے، دنیا کی ہر ادنےٰ سے ادنےٰ چیز اسکی توجہ کو جذب کر لیتی ہے، خاک کے ذرات اُٹھتے ہیں اور اس کے دامن سے اُلجھ کر کچھ کہنا چاہتے ہیں، پھول کی پتیوں کی شوخی اسے اپنی طرف متوجہ کرتی ہے، تند و تیز ہوا کے جھونکے جب نازک پھولوں کی پتیوں کو منتشر کر دیتے ہیں تو یہ زمین پر بیٹھ کر نوحہ خوانی میں مشغول ہو جاتا ہے، درخت کا ہر پتا زبان بن کر اسے درس معرفت دیتا ہے، تاروں بھری رات کو وہ کسی کی سیں سمجھتا ہے جس پر افشاں چھڑکی ہوئی ہے، سمندر کی لہریں اسے زمانہ کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتی ہیں۔

اس کے دل و دماغ کے متفق ہونے سے ایک ایسی تصویر تیار ہو جاتی ہے جو تصویر ہونے کے باوجود بھی تصویر ہے، وہ انتہا درجہ کا فکر پسند ہے فکری میں بھی فکر کا ہونا ضروری سمجھتا ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی فکر کو بھی وہ فکر شاعری میں فراموش کر دیتا ہے، وہ اپنے کلام کی تعریف کے سوا دنیا کی کسی چیز کا خواہشمند نہیں۔

"حسن وجدانی" عشق آبادی

صورت و سیرت

حُسنِ صورت نے یہ اک روز بصد ناز کہا
نیک سیرت سے کہ میں بھی ہوں عجب چیز بنا

کونسا دل ہے وہ جسمیں نہیں میری اُلفت
کونسی آنکھ ہے وہ جو نہیں میری شیدا؟!

وہ ہے مرغوب طبائع وہ ہے محبوب قلوب
میں موالید ثلاثہ میں سے ہوں جس کو ملا

قیس نجدی کو کیا کس نے بالآخر مجنوں
میں نہ ہوتا تو بھلا چیز ہی کیا تھی لیلا

شہرتِ عام مری وجہ سے وامق کو ہوئی
میں ہی تھا جسکو سمجھ رکھا تھا اُسنے عذرا

میں نے ہی اس کو کیا کوہ کنی پر مائل
سوجھتا کچھ نہ تھا فرہاد کو شیریں کے سوا

اک انہی پر نہیں موقوف جدھر کیجے نظر
شش جہت میں ہیں کرشمے مرے ہر جا صد ہا

شاعروں کے ہوئے منظورِ نظر نرگس و گل
چشمِ بینا نے جو اُن کی مجھے اُن میں دیکھا

ان میں میری نہ جھلک ہو تو ہیں خضرائے دمن
لالہ و یاسمن و نسترن و مہر گیا

میں نہ شامل ہوں تو ہر ایک ہے کنکر پتھر
لعل، یاقوت، زمرد ہو کہ موتی ہیرا

مجھ کو چلتا ہوا جادو جو کہیں ریبا ہے
حُسن کا نایاب عمل سمجھیں تو بالکل ہے بجا

خود ہے اللہ جمیل اور اُسے محبوب جمال
ذکرِ انساں کا کیا چاہتا ہے مجھ کو خدا

ختم جب کر چکا تقریر یہ حُسنِ صورت
حسن سیرت نے کہا صدّقنا۔ اٰمنّا

جس قدر آپ نے اوصاف کیے اپنے بیاں
میرے نزدیک ضرورت نہ تھی اسکی حاشا

فیضِ خورشید سے آگاہ ہیں دنیا میں سبھی
لیکن اُس نے کبھی تعریف کی اپنی نہ ثنا

شہد کو حق نے کہا فِیهِ شِفَاءٌ لِلنَّاس
اپنے منہ سے نہ کہا اُسنے کہ میں ہوں میٹھا

خوشنوا کہتے ہیں بلبل کو تو گل کو رنگیں
زعم پر اُسکو نہ کچھ اس کا نہ اسکو دعوا

اس قدر اوج پہ گردوں کی تواضع دیکھو
یہ جھکا ہے کہ زمیں پر ہے بچھا سا پڑتا،

خود ستائی ہے بڑا عیب اگرچہ لیکن
آپ کے واسطے تعریف ہے اپنی زیبا

آپکی خوبی و محبوبی میں شک ہے کسکو
غور کیجے تو نہیں میرا بھی کچھ کم رُتبا

لعل و الماس و زمرد تو بڑی چیز ہوئے
دیکھیے حنظل ناچیز کی شکل زیبا

دیکھکر صورتِ خوب اس کی وہ رنگ مرغوب
نفرِ شوق کو ہے لطف سا آیا کرتا،

خاک ہو جاتا ہے نظارے کا پر سب یہ مزا
دھیان آنے سے کہ ہے ذائقہ اُس کا کڑوا

حُسنِ صورت بھی ہے اک موہنی منتر بیشک
حُسنِ سیرت ہو اگر ساتھ تو پھر کیا کہنا

صورتِ خوب بھی ہے ایک طرح کا جادو
سیرتِ نیک کو اعجاز جو کہیے ہے بجا

صورتِ خوب پہ بدخلق اگر ہو کوئی
ہے وہ اک پھول کہ جسمیں نہیں خوشبو اصلا

آپ ہیں گر گلِ خوش رنگ تو میں ہوں نکہت
آپ خوشبو ہیں نسیم سحری کا جھونکا

آپ گر شمع فروزاں ہیں تو میں لمعۂ نور
آپ ہیں چاند تو میں ہی جگہ شمس ضحےٰ

فرق کچھ آپ کو مجھ پر نہ مجھے آپ پہ کچھ
غور کیجیے تو ہے دونوں کا برابر درجا

حُسنِ صورت کے لیے سیرت نیکو زیور
حُسنِ سیرت کے لیے صورت زیبا گہنا

سید علمدار حسین بنوڑی

ناخدا داریم پس مارا خدا در کار نیست

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

پہلے خدا پر بھروسہ تھا، اب ناخدا پر۔ پہلے کشتی ہوا کے رُخ پر چلتی تھی، اب اسٹیم کے رُخ پر، پہلے ہوا کے تند و تیز طوفان کو قہرِ الٰہی سمجھا جاتا تھا۔ اب کرہ باد کے خلے کو پُر کرنے کیلیے ہوا کی رو سمجھتے ہیں۔ پہلے کشتی عمر کو ہستی کے سمندر میں خدا کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ اب ایک چھوٹا سا ناخدا اس کشتی کو جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ کہنے کو دل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے مگر حقیقت میں زندگی کی کشتی کا ناخدا ہے، اسے اختیار ہے جدھر چاہے اس کشتی کو لے جائے، جہاں چاہتا ہے اس کشتی کو ٹھہرا دیتا ہے جس جگہ چاہتا ہے اسے ڈبو دیتا ہے۔

ذرا ایمان کے لائٹ ہاؤس پر چڑھ کر ان کشتیوں کی تباہی کا نظارہ دیکھو کہ غفلت شعار ناخدا کشتیِ حیات کو ناعاقبت اندیشی کے سمندر میں کس طرح تباہ کر رہا ہے۔

دیکھنا وہ ناتجربہ کار ناخدا ایک خوشنما کشتی کو زندگی کے سمندر میں کس تیزی کے ساتھ لیے جا رہا ہے، سامنے غفلت کی چٹان ہے مگر اسے کچھ خبر نہیں، لو وہ کشتی غفلت کی چٹان سے ٹکرائی، اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

اس خوبصورت کشتی کو تو دیکھو، اس کا ناخدا کشتی کو ایک ایسے رخ پر لیے جا رہا ہے، جہاں تھوڑی دور جانے کے بعد ایک بھنور ہے۔ اس بھنور میں کشتی پھنس جائیگی اور پھر کبھی نہ نکلے گی، لو دیکھو ریاکاری کے بھنور میں کشتی پھنس گئی، اور ڈوب رہی ہے۔

تیسری کشتی والا ناخدا کتنا غافل ہے، اسے یہ خبر نہیں کہ اس کی کشتی کو تباہ کرنے کے لیے ایک خونخوار مچھلی بڑھ رہی ہے لو دیکھو دغا اور مکر کی خونخوار مچھلی نے کشتی کو پلٹ دیا اور کشتی ڈوب گئی۔

دو بے وقوف ناخدا مخالف سمتوں سے کس قدر تیز رفتاری کے ساتھ اپنی کشتیاں لیے چلے آ رہے ہیں۔ افسوس نفاق نے انہیں اندھا بنا رکھا ہے۔ دونوں کشتیاں آپس میں ٹکرا گئیں اور ٹکرا کر پُرزے پُرزے ہو گئیں۔

ذرا سامنے والی کشتی کو دیکھنا۔ بادبان آگ پکڑ چکے ہیں رسیاں جل رہی ہیں مگر ناخدا نشہ میں مست ہے، افسوس غرور دولت کے نشہ نے ناخدا کو مدہوش کر دیا، اور کشتی جلکر خاک ہو گئی۔

اس ٹوٹی ہوئی کشتی کی برابر سے جو کشتی گذر رہی ہے کس قدر تیز رفتاری کے ساتھ جا رہی ہے۔ ناخدا نے آنکھیں بند کر لی ہیں اور کشتی کو پوری رفتار پر چھوڑ دیا ہے، اس کشتی کے انجن میں ہوس اور لالچ کا گیس بھرا ہوا ہے، لو وہ کشتی کا انجن پھٹا اور کشتی دھوئیں کی طرح اُڑ گئی۔

اس خوبصورت کشتی کو دیکھنا سمندر میں کیسی ڈگمگا رہی ہے، کشتی کا ناخدا ایک مہ جبین سے اختلاط میں مشغول ہے۔ دیکھو کشتی کا تختہ ٹوٹ گیا اور زنا کے سیلاب نے اس کشتی کو بے حیائی کے سمندر میں ڈبو دیا۔

ساحل کے کنارے جانے والی کشتی کبھی نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتی ہے اور کبھی ایک جگہ رُک جاتی ہے۔ یہ کشتی رُک رُک کر بڑھتی ہے، اور بڑھ بڑھ کر رُک جاتی ہے، کشتی کے ناعاقبت اندیش ناخدا کو یہ خبر نہیں کہ اس کی کشتی چند لمحوں میں ایک ایسے مقناطیسی پہاڑ کے پاس سے گزرنے والی ہے، جو کشتی کی کیلوں کو کھینچکر کشتی کو ٹوٹے ہوئے تختوں کی شکل میں تبدیل کر دے گا۔ لو دیکھو۔ شرک کے مقناطیسی پہاڑ نے اس کشتی کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔

بحر ہستی میں حشرات الارض کی طرح حیات کی کشتیاں دکھائی دے رہی ہیں، ان کی تباہی کا جال اس سمندر کی سطح پر بچھا ہوا ہے اگر انہوں نے ایمان کے لائٹ ہاؤس کی روشنی سے مدد نہ لی تو سب اسی طرح تباہ ہو جائینگی۔

اگر تم کشتیِ حیات کو تباہی سے بچانا چاہتے ہو تو دل کے اسٹیم انجن کو بے کار بنا دو، اور کشتیوں پر سے :-

"ناخدا داریم پس مارا خدا در کار نیست"

کے غلط مصرعہ کو مٹا دو، تمام کشتیوں پر ایمان کی چادر کے بادبان باندھ دو، اور ہر بادبان پر جلی حرفوں میں لکھ دو۔

"ما خدا داریم مارا ناخدا درکار نیست"

اور ان کشتیوں کو مشیت کے رُخ پر چھوڑ دو۔ یہ خود بخود راہ حق تلاش کر لیں گی اور تم منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔

آپکا نمبرِ خریداری کیا ہے؟ رسالہ جس زرد کاغذ میں لپٹا ہوا آتا ہے ردی کی ٹوکری میں سے اُٹھائیے اور اپنا نمبر خریداری نوٹ کر لیجئے، ہمیشہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ دیجئے، اگر آپ نمبر خریداری کا حوالہ نہیں دے سکتے تو خط و کتابت میں روپیہ اور وقت برباد نہ کیجئے + نیازمند "منیجر"

مجاز و حقیقت

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی)

اک پیکر جانانہ ہم آغوش نظر ہے
نا ہوش بجا ہے نہ انجام کا ڈر ہے

بیباکی تیر نگہ ناز تو دیکھو
گویا مرے پہلو میں نہ دل ہے نہ جگر ہے

اب ہے وہ نگاہ غلط انداز بھی موقوف
آہوں کو ابھی اور تمنائے اثر ہے

دل کی حرکت بند ہے بے نور ہیں آنکھیں
آثار یہ کہتے ہیں کہ اب وقت سحر ہے

بہتر ہے کہ افسانۂ قارون سے سبق لیں،
وہ لوگ جنہیں حسرت گنجینہ زر ہے

(از مولانا ندرت میرٹھی)

تم قدر انداز ہو، دل ہے دشمن تقدیر کا
اب تو مشکل ہی سے چوکے گا نشانہ تیر کا

کچھ تو نکلے گا نتیجہ آہ بے تاثیر کا
دل ہی ہو جائیگا بسمل آپ اپنے تیر کا

یہ تصور میں پڑا پرتو تری تصویر کا
بن گیا خود دل مرقع حسن عالمگیر کا

خط قسام ازل اک دام ہے زنجیر کا
آدم خاکی ہے قیدی خانۂ تقدیر کا

دل کشا کشہائے غم سے ہو تو سکتا ہے رہا
ٹوٹ جانا شرط ہے انفاس کی زنجیر کا

خاک ہو کر بھی نہ پہنچے منزل مقصود تک
ہائے دامن بھی نہ ہاتھ آیا کسی رہگیر کا

آبلہ پائی سے بیٹھے پا شکستہ ہو کے ہم
مٹ گیا غربت میں شکوہ گردش تقدیر کا

دیکھنے قابل تھے رنگ آتے ہوئے جاتے ہوئے
منھ نہ دیکھا تھا کسی نے اک مٹتی ہوئی تصویر کا

دیکھتے ہیں سب مری بیتابی پیہم کی سیر
میں مزا لیتا ہوں ہم آہنگی زنجیر کا

نقش ہستی پر بھلا کیا کوئی رکھے حسن ظن
دوسرا رخ اور کچھ ہوتا ہے اس تصویر کا

ناوک اندازی پہ اپنی تم تو کچھ اترا گئے
دیکھتے ہو دل میں ہنس ہنس کر نشاں ہر تیر کا

آپ اگر دامن جھٹکتے ہیں تو گستاخی معاف
سر چڑھیگا ذرہ ذرہ خاک دامنگیر کا

کیا ہے دنیا میں ہم جب لطف دنیا مٹ گیا
کیا رہی تصویر جب رنگ اڑ گیا تصویر کا

ٹوٹتی جاتی ہے رہ رہ کر تڑپنے کی امید
چھوٹتا جاتا ہے دل اک قیدی زنجیر کا

واقعات زندگی مایوسیوں کی شرح ہیں
یاس ہے عنوان ہر دفتر تقدیر کا

روز دل میں دفن ہو جاتی ہے اک حسرت نئی
روز دل بنتا ہے منظر قبر نو تعمیر کا

آخری ہیں ہچکیاں اب تم مجھے تسکین دو
جوڑنا دشوار ہے اس ٹوٹتی زنجیر کا

ہے تجلی گاہ حسن دوست دل بھی آنکھ بھی
دونوں آئینوں میں گھر ہے ایک ہی تصویر کا

شکوہ کرنا چاہتا ہوں لیکن انکے سامنے
دفعتہً پہلو بدل جاتا ہے خود تقریر کا

بعد مدت آج منھ مانگی ملی ندرت مراد
مل رہا ہے زخم دل بوسہ زبان تیر کا

(از حضرت صفی لکھنوی)

روشنی کچھ ہے سر منزل مگر وہ دور ہے
ورنہ چل کر دیکھتے ہم بھی کہاں تک طور ہے

کیا کروں اے سخت جانی دیکھ لی قوت جواب
میں ابھی سے تھک گیا ہوں اور منزل دور ہے

راہ ہے پست و بلند آہستہ چلیے گا کلیم
ایک جانب دشت ایمن ایک جانب طور ہے

بندۂ ساقی بقدر ظرف ہمت ہیں سبھی
کوئی سرخوش ہے کوئی بیخود کوئی مخمور ہے

نخوت بیجا سے کیا حاصل انا الحق کیوں کہا
اب تک افسانہ علم برداری منصور ہے

ظرف استعداد کی دنیا نہیں جو ہر شناس
ورنہ شیشہ میں ہمارے بھی مئے منصور ہے

ایک سجدہ سے غرض ہے وہ یہاں ہو یا وہاں
بتکدہ چلیے در کعبہ اگر معمور ہے

پیچھے پیچھے ہم ہیں رخ ہے جانب بزم حبیب
آگے آگے دست موسیٰ میں چراغ طور ہے

محشرستان جنوں تک جو مجھے لایا صفی
وہ دل ہنگامہ آرا ہمنوائے صور ہے

(از مولانا سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی)

نہیں بنتی دل تنہا نشیں سے
کسی کو بھیجدے یا رب کہیں سے

ملوں گا بھول کر اس حسیں سے
بدل کر بھیس نکلا ہوں زمیں سے

کوئی دیکھے مری وحشت سوالی
انہی کو مانگتا ہوں میں انہیں سے

حسینوں میں وفا کیوں کی نہ پیدا
شکایت ہے مجھے حسن آفریں سے

کسی نے حال کچھ اس طرح پوچھا
دعا نکلی دل اندوہگیں سے

یہ مایوسی کا تیر آخری ہے
بچے رہنا نگاہ واپسیں سے

رفوگر خیر آیا ہے تو سی دے
مرا دامن کسی کی آستیں سے

فراوانی ہوا تنی خون دل کی،
کہ بہ نکلے ٹپک کر آستیں سے

(از جناب سید محی الدین احمد صاحب سید خلف حضرت بیخود دہلوی)

ہم یہ سمجھے تھے شب فرقت بسر ہو جائیگی
روتے روتے آنکھ جھپکے گی سحر ہو جائیگی

عشق کی پردہ دری کو ان کا پردہ ہے ضرور
راز چھپنے کا نہیں سب کو خبر ہو جائیگی

کون سمجھا تھا کہ جاگیر محبت قیس کی
اس کے مرتے ہی ہمارے نام پر ہو جائیگی

بے اثر نکلی محبت بے خبر نکلا وہ شوخ
میں سمجھتا تھا اسے اس کی خبر ہو جائیگی

کیا خبر تھی عشق میں یوں اندل تڑپونگا میں
یوں مری حالت سے دنیا بے خبر ہو جائیگی

عرض مطلب تم نہ مانو تم کہے جاؤ نہیں
کیا مرے منھ کی دعا بھی بے اثر ہو جائیگی

آپ نے راز محبت کہدیا سید اگر
دوست کو پھر دشمنی مد نظر ہو جائیگی

کب داد سخن ہوئی جری کو منظور
واللہ اس فن میں کچھ نہیں مجھ کو شعور

ملنے سے داد یہ مثل صادق ہے
برعکس نہند نام زنگی کافور

صنفِ نازک کے لیے

عورتوں کی ذمہ داریاں

(از جناب ترجمان فطرت مولٰنا سید ظہور احمد صاحب وحشی چیف ایڈیٹر)

تو پھولوں سے زیادہ لطیف اور کلیوں سے زیادہ نازک ہے، مگر اے جنس لطیف تیری ذمہ داریوں کے احساس سے ایک خدا ترس دل لرز جاتا ہے، اگر تجھے بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور تو اپنے فرائض کو کما حقہ ادا کرنا چاہے تو سچ یہ ہے کہ ایک پتھر کا کلیجہ درکار ہے' ایک طرف تو قدرت نے تجھے انتہا سے زیادہ نرم و نازک بنایا ہے اور دوسری طرف تجھے ایسی ذمہ داریوں سے گرانبار کر دیا ہے کہ سخت سے سخت ہستی بھی اُن کے تحمل کے لیے تیار نہیں مردوں کا خدا ایک ہے لیکن تیرے خدا دو ہیں۔ ایک مجازی اور ایک حقیقی، یعنی ایک شوہر اور ایک پروردگار۔ تیرے لیے دونوں کی اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے۔ اگر حقیقی خدا کی نافرمانی کرتی ہے تو عقبےٰ خراب ہوتی ہے، اور اگر مجازی خدا کا کوئی حکم نہیں مانتی تو دنیا ہاتھ سے جاتی ہے، تیری زندگی بڑی کشمکش میں ہے اور ان اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا تیرا ہی کام ہے۔

ایک انسان کو خوش کرنا خدا کو خوش کرنے سے بہت زیادہ مشکل ہے، خدا کے حقوق آسان ہیں لیکن بندوں کے حقوق بہت دشوار ہیں۔ لیکن تو دونوں کو خوش کرنا جانتی ہے، اور کیوں نہ جانے جب تو نے اپنی زندگی اس مقصد کے لیے وقف کر دی ہے، تو نے اپنی خواہشوں اور ارادوں کو ایک دوسری ہستی کے اشارۂ ابرو پر منحصر رکھا ہے اور اپنے آرام و آسائش کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہدیا ہے، تو اپنی مرضی کے مطابق نیند بھر سونے کو ترستی ہے، تو اپنی خواہش کے موافق نشست و برخاست اور خورد و نوش کی قدرت نہیں رکھتی، تیری ہر نقل و حرکت اجازت کی محتاج ہے اور تیرے تمام ارادوں اور خیالوں پر دوسرے کی حکمرانی ہے۔ کہاں ہیں اہل سلوک۔ تیری اداؤں کو سیکھیں اور کہاں ہیں طالبانِ معرفت تجھ سے نفس کشی کا سبق لیں۔

ایک خادمہ کو آقا کی نافرمانی کی جرأت ہوسکتی ہے، ایک کنیز اپنے مالک کی حکم عدولی کر سکتی ہے، لیکن ایک بیوی کے لیے ناممکن ہے کہ شوہر کا کہا نہ مانے، جس طرح دل تمام اعضا پر حکومت کرتا ہے اور ہر عضو بدن اُس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے، اسی طرح اور بالکل اسی انداز سے شوہر کا حکم عورت کے لیے قابلِ تعمیل ہے۔ اعتماد کی مثالیں ملتی ہیں اطاعت کی مثالیں ملتی ہیں، محبت کی مثالیں ملتی ہیں لیکن ایسی کوئی ہستی نہیں جس میں اعتماد، اطاعت، اور محبت کی صفات یکجا موجود ہوں، اے عروسِ ہستی کائنات تجھ پر جس قدر ناز کرے کم ہے۔

تیری ذمہ داریاں عمر کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی ہیں، وہ مرد جو کام کی مصروفیت اور دنیاوی جدوجہد کی محنت و مشقت کے متعلق لاف زنی کرتے ہیں، اگر ایک عورت کے پروگرام پر غور کریں تو اُنہیں معلوم ہو کہ درحقیقت اُن کو کچھ بھی کام نہیں، اور اُن کی زندگی بڑے آرام سے گزر رہی ہے۔

"زبیدہ نے تلاوتِ قرآن سے فرصت کر کے جلد جلد آگ جلائی، چائے بنائی، شوہر کے لیے چوکی پر گرم پانی، منجن اور صابون رکھا، چوکی کے تکیہ پر تولیہ ڈالکر اور اس طرف سے فارغ ہوکر جھاڑو سنبھالی، فرش صاف کیا، فرنیچر کو جھاڑا، شوہر نے ابھی چائے ختم نہیں کی تھی کہ جلد جلد خاصدان میں پان بنا کر سامنے لائی، اب سلمیٰ اور شفیق دونوں بیدار ہو چکے تھے، اُن کی طرف متوجہ ہوئی مُنھ دھلایا، سرمہ لگایا، کپڑے بدلوائے، شوہر مردانہ میں چلا گیا تو وہ اپنا منھ دھونے بیٹھی، اتنے میں باہر سے نوکر نے آواز دی کہ بازار سے کیا آئیگا، جوں توں مُنھ پر پانی ڈالکر اور تولیا سے رخساروں کو پونچھتی ہوئی کمرے میں گئی، بکس میں سے خرچ نکالا، نوکر کو سودے کی تفصیلات بتائیں اور پھر سنگار میز کے پاس کھڑے ہوکر بال سنوارے، چہرے کا انداز درست کیا، چائے کے دو گھونٹ پیئے، پھر باورچی خانہ میں پہنچکر کھانے پکانے کے برتنوں کو سنبھالا۔ مصالحہ نکالا، نازک ہاتھ سل اور پتھر کی طرف بڑھے، چوڑیوں نے اس جور و ستم پر فریاد شروع کی لیکن نہ سل میں اتنا احساس ہے اور نہ پتھر میں، اتنے میں بازار سے سودا آگیا، زبیدہ نے چولھے میں لکڑیاں جوڑ کر گوشت چڑھا دیا، ترکاری چھیلنے اور تراشنے لگی، دیگچی کی مخصوص آواز نے اُسے متنبہ کیا کہ پانی خشک ہوگیا، وہ گوشت بھوننے میں مصروف تھی کہ میاں شفیق نے اپنے ایک اینٹ کے قدمچے سے اُٹھ کر آواز دی "اماں دھلا دو" زبیدہ دیگچی چولھے سے اُتار کر اُدھر پہنچی، مٹی سے مل کر ہاتھ دھوئے اور پھر چولھے میں جھونک گئی، گوشت

میں ترکاری ڈال کر آٹا گوندھ رہی تھی کہ گہوارہ میں بی سلمیٰ نے رونا شروع کیا، آٹا چھوڑ کر ہاتھوں کو اُٹھائے اور کپڑوں سے الگ کیے ہوئے اس کے پاس گئی، دودھ پلا کر اُسے تسلی دی اور پھر باورچی خانہ میں آگئی ۔ ۱۱ بجے کھانا تیار ہوا، شوہر نے مکان میں قدم رکھتے ہی سوال کیا "کیا دیر ہے" "طیار ہے" ہاتھ دھلائے، دسترخوان بچھایا، کھانا چنا، اور مزید مطالبات کے لیے گوش بر آواز ہو کر بیٹھ گئی، ادھر شوہر شکم سیر ہو کر ہاتھ دھونے کے لیے اُٹھا، اُدھر پاندان کھلنے کی آواز آئی، دو تین پان بنا کر خاصدان میں رکھے اور خدائے مجازی کے سامنے پیش کیے، حکم ہوا کہ آج شام کو دو مہمان بھی کھانا کھائیں گے، شوہر تو مردانہ میں چلا گیا، زبیدہ نے خود کھانا کھایا اور اس کے بعد سینے پرونے کا سامان لے کر بیٹھ گئی، تین بجے تک شفیق کی ایک قمیص تیار کی، اپنے دوپٹہ پر بیل ٹانکی، سلمیٰ کے لیے ایک فراک سیا آج مہمانوں کی آمد تھی اس لیے ذرا پہلے اُٹھی اور بازار سے سودا منگا کر شام کے کھانے کی تیاری شروع کر دی ۔ رات کے ۹ بجے تک اُسے دم لینے کی فرصت نہیں ملی، پھر اُس نے خود کھانا کھایا، بکھری ہوئی چیزوں کو سمیٹا، خوابگاہ کو درست کیا، خاصدان میں پان لگا دیے، اور عشا کی نماز پڑھ کر بستر پر دراز ہو گئی، اور دن بھر کے تکان نے اُسے تھپک کر سُلا دیا ۔ شاید وہ گھنٹہ بھر سوئی ہو گی کہ بی سلمیٰ کے دست و پا میں جنبش پیدا ہوئی، ننھے ننھے ہاتھ ماں کو بیدار کرنے کے لیے بڑھے اور پھر رونے کی سُریلی صدا نے اُسے جگا کر چھوڑا، نیم خواب عالم میں زبیدہ نے لڑکی کو دودھ پلا کر سُلایا اور پھر محو خواب ہو گئی، تھوڑی دیر کے بعد شوہر نے اپنے پلنگ پر پہنچ کر اس فقرہ کو دُہرایا کہ "کیا سو گئیں؟" اور بیداری کا سلسلہ دو گھنٹے تک قائم رہا ایک دفعہ اور اُس نے سونے کی کوشش کی ۔ اب کے وہ صبح تک سوتی رہتی، لیکن سلمیٰ نے ماں کے احترام میں ایسی غفلت سے کام لیا کہ غریب کے تمام کپڑے تر ہو گئے، جاڑوں کا موسم ہے وہ پانچ بجے اُٹھتی ہے، پانی گرم کرتی ہے اور نہا دھو کر کپڑے بدلتی ہے کیونکہ حقیقی خدا کے فرائض سے وہ بے پروائی نہیں کرنا چاہتی اور ذرا سی سہل انگاری میں صبح کی نماز جو مسرت و عافیت اور تمام دن کی آسودگی کا باعث ہے قضا ہو جائیگی ۔

یہ وہ پروگرام ہے جس میں کبھی تغیر نہیں واقع ہوتا، البتہ حالات، مہمانوں کی آمد اور اسی طرح کے دیگر مواقع میں مشاغل کا کچھ اضافہ ضرور ہو جاتا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مردوں کی نسبت عورتوں کی ذمہ داریاں کتنی زیادہ ہیں، اور ذوق کے مقطع میں حسب ذیل ترمیم کیسی ضروری ہے ؎

بنایا عورتوں کو ذوق ایک جنس لطیف
اور اس لطیفہ سے کل کام دو جہان کے لیے

(*)

پتیلی بیگم

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

ان کا سا کنوارپت خدا کل جہان کی بیٹیوں کو دے، نہ بناؤ سے غرض نہ سنگھار سے مطلب، بچاری تیرہ کی چار دیواری میں پڑی ہوئی اللہ اللہ کیا کرتی تھیں، جب بیاہ ہوا تو قلعی کا سپید جوڑا پہنا، مگر مزاج میں سادگی تھی اس لیے مسی سرمہ سے ہمیشہ پرہیز کیا، دھوئیں کی زلفوں کو ہمیشہ کنگھی کی منتوں سے آزاد رکھا ۔ بڑی فیاض ہیں، بڑی دریا دل ہیں، اس زمانہ میں خدا سب کو ان جیسی ہمدردی اور فیاضی دے، پڑوسیوں کا بڑا خیال رکھتی ہیں خود بھوکی رہتی ہیں اور انہیں کھلاتی ہیں، خود مصیبت اُٹھاتی ہیں اور دوسروں کے لیے کھانا پکاتی ہیں ۔ ہر مصیبت کا مقابلہ کرتی ہیں، مصیبت کی آگ سے ذرا نہیں گھبراتیں، کفگیر کے حوادث سے کبھی تیوری پر بل نہیں آتا، بڑی اللہ والی ہیں، بارہ مہینے روزہ رکھتی ہیں اور اس روزہ کی حالت میں دوسروں کو پکا پکا کر کھلاتی ہیں ۔

نہانے دھونے کی بڑی شوقین ہیں، دن میں کئی کئی مرتبہ نہاتی ہیں، ولایتی صابن سے انہیں بڑی نفرت ہے، کھلی کو بھی پسند نہیں کرتیں، ہمیشہ راکھ سے نہاتی ہیں جب لڑکیاں ان سے پوچھتی ہیں کہ کیوں بی پتیلی تم بیسن سوپ سے کیوں نہیں نہاتیں اس راکھ سے تو تمہارا بدن چھل جاتا ہوگا، تو ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہتی ہیں کہ اس نگوڑی فرنگی اندھی تقلید سے تو میرا جی جلتا ہے، کھلی مجھے بھاتی نہیں، راکھ اس لیے پسند ہے کہ ایک دن خاک میں ملنا ہے ہم سب خاک ہیں، چار دن کی زندگی کے لیے اپنی جان کے پیچھے خواہ مخواہ کے جھگڑے کیوں لگائے، چار دن کھیلنے آئے ہیں، دنیا رین بسیرا ہے، آج ہیں کل چلے جائینگے محبت، مروت، خاکساری دنیا میں باقی رہجائیگی اور دین میں بھی کام آئیگی، دیکھو لڑکیو! جب تم چھوٹی تھیں تو تمہاری ماں نے تمہیں دودھ پلایا تھا اور جب تم بڑی ہوئی ہو میں تمہیں پکا پکا کر کھلاتی ہوں، خیر یہ تو میں نہیں کہتی کہ ماں کی برابر میرا حق ہے مگر ہاں کچھ تھوڑا بہت حق میرا بھی ہے، لو یہ باتیں کان میں ڈال لو، اکدن کام آئینگی، ہمیشہ پڑوسیوں کا خیال رکھنا میری طرح خود خالی پیٹ رہنا، مگر دوسروں کا پیٹ بھرنا، کسی مصیبت سے نہ گھبرانا، اللہ میاں کی محبت کی آگ میں اپنے آپ کو جھونک دینا، ہمیشہ اسکی عبادت میں مشغول رہنا، میں یہ نہیں کہتی کہ میری طرح عمر بھر روزے رکھنا مگر ہاں روزہ نماز سے غافل نہ ہونا، گہنے، زیور میں خواہ مخواہ روپیہ برباد نہ کرنا، بالکل سادہ لباس پہننا، صفائی کا بڑا خیال رکھنا، خاکساری کو کبھی نہ چھوڑنا،

فریبِ دولت

(جملہ حقوق محفوظ)

(۱)

محمد رفیق آج تو گیروا لباس میں اجمیر کے آستانۂ شاہی پر حاضر ہے، تیرا ہر نفس دم عیسےٰ ہے اور تیری ہر نگاہ جلوۂ موسیٰ ہے، تیرا دل عرفانی تجلیات سے ماسور ہے اور تیرا سینہ شوق و محبت کا گنجینہ بنا ہوا ہے، تو اُس منزل میں ہے جس کے لیے سالک کا دل ہر وقت بے چین رہتا ہے، اور تو اُس عالم میں ہے جہاں مادّی کثافتوں کے ساتھ بڑی مشکل سے رسائی ہوتی ہے، مبارک تجھے ترقی کے یہ مدارج مبارک لیکن کل کی بات ہے کہ تو مستیٔ ہستی اور شراب دنیا سے متوالا ہو کر دہلی کے کوچہ و بازار میں پھرا کرتا تھا، آج تو دنیا کے نام سے بیزار ہے، لیکن کل تو دنیا کا سب سے بڑا طلبگار تھا تیری تصویر آنکھوں میں پھرتی ہے وہ تیری نرم ترکی ٹوپی کے پھندنے کی لچک گردن کے گرداگرد دودھ کی طرح سفید کالر، جاپانا سلک کی شیروانی جس کے دامنوں میں ہوا کی ادنےٰ جنبش سے لہریں پیدا ہوتی تھیں، اور اچھی تراش کا پاجامہ جو آسمانی موزوں اور سیاہ وارنش کے پمپ شو سے مل کر تیری رعنائیوں میں اضافہ کرتا تھا، تیری یہ تصویر اب فضا سے معدوم ہو گئی ہے لیکن میرے تصور میں بجنسہٖ باقی ہے، تیری ذہانت تیری حوصلہ مندی، تیری اولوالعزمی اور روپیہ نہ ہونے کے باعث ان سب کا پردہ سے باہر نہ نکلنا ۔ وہ تیرا کبھی سرد آہوں کے ساتھ کہنا کہ ؎

"اے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا ستّارِ عیوب و قاضی الحاجاتی"

وہ تیرا عقیدہ کہ دنیا کی شادمانی روپئے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی، وہ تیرا خیال کہ اگر روپیہ ہو تو دنیا کا کوئی کام رُک نہیں سکتا، اور دل کی کوئی تمنا ایسی نہیں جو روپئے سے حاصل نہ ہو سکتی ہو، غرض مجھے سب کچھ یاد ہے، اور آج تیری یاد اس قدر بے چین کر رہی ہے کہ میں ایک دفعہ تیرے واقعات حافظ کی زبان سے اس بے چینی کو کم کرنا چاہتا ہوں، آہ رفیق نے جو اب دنیا میں اس طرح ہے کہ نہیں ہے، ایف۔ اے تک انگریزی پڑھی تھی، اُس کے والد کا انتقال ہو چکا تھا، محبت مادری کی نعمت سے بچپن ہی میں محروم ہو چکا تھا، خاندان میں لوگ تو بہت تھے لیکن کوئی ایسا قریبی رشتہ دار نہ تھا جو اُس کے معاملات سے دلچسپی لیتا۔ وہ اپنی ایک عزیزہ کے ہاں رہتا تھا اور ایک نیم سرکاری دفتر میں ساٹھ روپئے ماہوار کا ملازم تھا۔ وہ اپنی حالت اور ملازمت سے نہایت ناخوش تھا، اُسکی تمنا یہ تھی کہ کسی طرح دولت اُس کے ہاتھ آ جائے اور اس اصول کے مطابق کہ دنیا کی جتنی تمنا کرو اُتنی ہی وہ دور بھاگتی ہے، وہ دولتمندی کے چند مواقع ملنے کے باوجود ناکام رہا۔ عمر اور جذبات کے اضافہ کے ساتھ اُسکی دولت پرستی میں ترقی ہوتی گئی اور آخر کار وہ روپیہ کا خواہشمند ہی نہیں بلکہ عاشق و مجنوں نظر آنے لگا۔

(۲)

ایک دن شام کو پانچ بجے وہ ایڈورڈ پارک کے سبزہ پر بے تکلفی سے بیٹھا ہوا تھا ایک دوست اُس کے ساتھ تھا، اور حسب معمول افلاس و دولت کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی - رفیق کا ہمراہی نہایت سنجیدہ اور ہوشمند تھا، وہ قائل نہ تھا کہ دولت سے دلی مسرتوں میں کچھ اضافہ ہو سکتا ہے، لیکن رفیق جو بلا کی قوت گویائی رکھتا تھا ہر پہلو سے ثابت کر دیا کہ دولت ہی ایک ایسی شے ہے جو تمام شادمانیوں کا سرچشمہ ہے، اور جس کے پاس روپیہ ہے وہ کبھی اُداس اور غمگین ہونے کیلیے مجبور نہیں ہے - یہ گفتگو کئی گھنٹے جاری رہی، ان دونوں آدمیوں سے ذرا فاصلہ پر حاجی عبدالمجید بھی سبزہ کے مخملی فرش اور ہوا کے بہشتی جھونکوں کا لطف اُٹھا رہے تھے اور افلاس و دولت کے مکالمہ کو بڑے غور سے سُن رہے تھے، حاجی صاحب امپورٹ، اکسپورٹ کے بہت بڑے تاجر تھے: اب تو اُنھوں نے کاروبار سے ترک تعلق کر لیا ہے اور اُن کے دماغ میں کچھ مراق پیدا ہو گیا ہے لیکن کسی زمانہ میں وہ ملک التجار کی پوزیشن رکھتے تھے اُن کی دولت حد قیاس سے باہر تھی، زبان زدِ عام تھا کہ ایک کرور نقد روپیہ ہر وقت حاجی صاحب کے تہ خانے میں رہتا ہے، یہ بات سچ ہو یا جھوٹ لیکن اُن کے دولتمند ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں، اُن کا کاروبار لاکھوں کا نہیں بلکہ کروروں کا تھا، جب سے وبائے ہیضہ میں اُن کے بیوی بچے سب کے سب یکے بعد دیگرے راہی عدم ہوئے اُس وقت سے اُن کا دل دنیا سے ہٹ گیا، اُنھوں نے تمام کاروباری سلسلوں کو توڑ دیا اور دنیا سے بیزار رہنے لگے مصائب سے متاثر ہو کر دماغ میں کچھ سنک بھی پیدا ہو گئی تھی، اکثر سائل اُن کے پاس آتے تھے، کسی کو ہزار روپئے دے ڈالتے تھے اور کسی کو ایک پیسہ بھی نہیں دیتے تھے، حاجی صاحب نے جب رفیق کی یہ گفتگو سُنی تو اُن کے دماغ میں یہ بات سما گئی کہ اس نوجوان کو کچھ روپیہ ضرور دینا چاہیے، اور اُنھوں نے اپنے دل میں کہا کہ روپیہ میرے لیے تو خوشی کا باعث نہیں ہوا، شاید اس نوجوان کی سرسبزی کا باعث ہو جس نے ابھی دنیا میں کچھ نہیں دیکھا ہے۔ یہ ارادہ حاجی صاحب کے دل میں یہاں تک مستحکم ہوا کہ جب رفیق پارک سے باہر نکلا تو وہ اُس کے ساتھ ہو لیے اور اُس کے مکان سے اچھی طرح واقف ہو کر اپنے گھر کو واپس گئے -

(۳)

رفیق اپنے مکان میں بے خبر سو رہا تھا کہ اُسے اُس کی عزیزہ نے بیدار کیا، اور کہا کہ تمہیں کوئی شخص دروازہ پر بلا رہا ہے، رفیق آنکھیں ملتا ہوا باہر پہنچا تو ایک شخص نے اُسے ایک خط اور ایک پیکٹ دیا اور کوئی مزید گفتگو کیے بغیر رخصت ہو گیا رفیق نے گھر میں پہنچکر لیمپ کی روشنی تیز کی اور لفافہ چاک کر کے خط پڑھا "میاں رفیق! تم سمجھتے ہو کہ دولت آدمی کا دل خوش رکھ سکتی ہے اور دولت سے وہ دل کی ہر تمنا حاصل کر سکتا ہے میں اس آزمائش کے لیے کہ تمہارا یہ خیال کس حد تک صحیح یا غلط ہے تمہیں پانچ لاکھ روپئے بھیجتا ہوں، شاید اتنی رقم کو تم دولت سمجھ سکوگے، اور اس دنیا میں جو مصائب و آلام سے بھری ہوئی ہے مسرت حاصل کر سکوگے" غنیمت ہے،

کہ رفیق روپیہ کی اتنی بڑی مقدار اپنے قبضہ میں دیکھکر دیوانہ نہیں ہوگیا، یا جوش مسرت سے اُس کا دم نہیں نکل گیا، اُس نے بیتابانہ پیکٹ کھولا، پیکٹ میں فی الحقیقت پانچ لاکھ روپئے کے نوٹ تھے، اُس نے نوٹوں کا پیکٹ سرہانے رکھ لیا، اور بستر پر دراز ہوگیا، لیکن نیند اُس کے لیے حرام ہوگئی تھی، اُسے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ نوٹ اصلی ہیں کیونکہ وہ دنیا میں کسی کو اتنا پاگل فرض نہیں کرسکتا تھا کہ بڑے سے بڑا دولتمند ہونے پر بھی اتنی بڑی رقم ایسی بے پروائی سے صرف کر دے۔ خدا خدا کرکے آفتاب نکلا، لیکن آج اُس کی کرنیں رفیق کو حقارت سے نہیں دیکھتی تھیں بلکہ کچھ شرمائی ہوئی تھیں۔

(۴)

رفیق نے صبح اُٹھکر سب سے پہلے جس بات کا انتظام کیا وہ یہ تھا کہ دو تین نوٹ پیکٹ سے نکال کر بازار میں بھنائے اور جب اُن کا روپیہ بے تکلف مل گیا تو اُسے اطمینان ہوا کہ کسی نے اُس کے ساتھ مذاق نہیں کیا ہے بلکہ فی الحقیقت خدا کو اُس کی جوانی اور اُس کے ارمانوں پر رحم آگیا ہے اور اُس نے اپنے خزانۂ غیب سے یہ روپیہ بھیجا ہے، اُس خزانہ سے جس کا ایک گوشہ تمام دنیا کے محتاجوں کو بادشاہ بنانے کے لیے کافی ہے، روپیہ کی طرف سے مطمئن ہوکر رفیق کے دربار تخیل میں ایک ایک کرکے خواہشیں اور تمنائیں صف بستہ ہوئیں سب سے پہلے اُس نے ایک خوبصورت اور شاندار مکان کی ضرورت محسوس کی اُسے جامع مسجد کے متصل ایک مکان بہت پسند تھا اُس کی تعمیر تو خوب تھی ہی، لیکن جغرافیہ اور موقع کے لحاظ سے جواب نہیں رکھتا تھا، رفیق جب اُس کی طرف سے گزرتا تھا تو حسرت سینہ کوبی کرلیتی تھی، اُس نے بارہا اپنے دوستوں سے بھی تذکرہ کیا تھا کہ اگر میرے پاس روپیہ ہوتا تو میں ایسا ہی مکان بنواتا۔ چنانچہ ضرورت مکان کا خیال آتے ہی اُس مکان کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا۔ رفیق نے طے کرلیا کہ وہ اس مکان کو حاصل کرکے رہیگا، مالک مکان ایک لالہ صاحب تھے، رفیق اُن کے پاس پہنچا اور مناسب الفاظ میں مکان کی خرید و فروخت کا معاملہ چھیڑا۔ لالہ صاحب خود بھی جوان تھے اور بڑے شوق سے اُنھوں نے یہ مکان بنوایا تھا، رفیق سے یہ الفاظ سن کر پہلے تو اُنہیں بہت غصہ آیا لیکن فوراً ابقالی تحمل اور پالیسی نے اُن کی زبان تھام لی اور اُنھوں نے اپنی قوم کے مقررہ اصول کے مطابق کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے فرمایا کہ میں مکان تو فروخت کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن دوگنی قیمت لوں گا۔ رفیق نے کہا کہ اس سے آپ کی کیا مراد ہے، اُنھوں نے کہا کہ اُس پر جتنی لاگت آئی ہے اُتنی ہی رقم بطور منافع لوں گا، رفیق نے کہا کہ لاگت کا حساب آپ کے پاس موجود ہے؟ اُنھوں نے کہا "جی ہاں ایک ایک پائی لکھی ہوئی ہے" الغرض حساب نکالا گیا اور معلوم ہوا کہ مکان پر ۶۵ ہزار روپئے لاگت آئی ہے، رفیق نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ ایک لاکھ تیس ہزار میں مکان فروخت کرینگے، لالہ صاحب نے کہا جی ہاں میں نے۔ ہزار روپئے کے نوٹ جیب سے نکال کر کہا کہ یہ بیعانہ لیجئے اور رسید لکھ دیجیے، لالہ صاحب اس واقعہ سے حیران رہ گئے، لیکن زبان سے مجبور تھے آخرکار دو تین روز میں مکان کا بیعنامہ ہوگیا اور میاں رفیق اپنے نئے مکان میں منتقل ہوگئے، مکان کو شاندار فرنیچر سے آراستہ کیا گیا اور رفیق نے بہت جلد ملازمین کا اسٹاف اور ضروریات حال کے مطابق ایک خوبصورت موٹر بہم پہنچالیا، وہ جب مکان کی چوتھی منزل پر ٹہلا کرتا تھا تو نہ صرف سوادِ شہر بلکہ ایڈورڈ پارک کا وہ سبزہ بھی پیش نظر ہوتا تھا جس پر بیٹھکر دو ہفتہ قبل اُس نے افلاس و دولت کے موضوع پر مباحثہ کیا تھا۔

(۵)

رفتہ رفتہ شہر کی اعلیٰ سوسائٹی میں رفیق انٹرڈیوس ہونے لگا، اور وہ لوگ جو ذاتی قابلیت اور ذاتی مشاغل نام و شہرت سے محروم ہونے کی بنا پر مفت کا اعزاز و امتیاز حاصل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اُسے میونسپلٹی کی ممبری آنریری مجسٹریٹی، پبلک جلسوں کی صدارت، چندہ سے چلنے والی ایسوسی ایشنوں کی سکرٹری شپ حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگے، لیکن اُسے ان باتوں کا مذاق نہ تھا، وہ اپنی زندگی آسائش و آزادی میں بسر کرنا چاہتا تھا اور اس کیلیے موٹر میں دو چار میل کی ہواخوری، اچھا لباس، اچھی خوراک اور حسن پرستی کو وہ بالکل کافی سمجھتا تھا، اُن دنوں دہلی میں ایک طوائف اپنے حسن گلوسوز میں غیر معمولی شہرت رکھتی تھی، رفیق کو اُس کا اشتیاق پیدا ہوا، لیکن معلوم ہوا کہ وہ ہزار روپئے ماہوار پر ایک شخص کی ملازم ہے اور کسی طرح نہیں مل سکتی، رفیق کا یہ اصول تھا کہ دل کو مچلنے، ضد کرنے یا غمگین ہونے کا موقع نہ دو، چنانچہ اُس نے فوراً دو ہزار روپئے ماہوار پر اُسے ملازم رکھ لیا اور ایک سہ ماہی کی تنخواہ پیشگی بھیجدی اور وہ پیکرِ ناز جو دو پہر تک دوسرے کی ملکیت تھا شام کو رفیق منزل کی خوابگاہ میں جلوہ ریز تھا، رفیق کی ان حوصلہ مندیوں اور اولوالعزمیوں نے شہر میں ہلچل ڈالدی تھی اور لوگ جوان باتوں سے بالکل نا آشنا ہیں یہ خیال آرائیاں کرنے لگے کہ یا تو کسی فقیر نے اُسے کیمیا کا نسخہ بتادیا ہے یا اُس کے پاس نوٹ چھاپنے کے لیے ایک دو پریس موجود ہیں۔

(۶)

رفیق اپنے خوبصورت اور آراستہ مکان میں داد عیش دے رہا تھا، اور اُس کی زندگی کا ہر لمحہ ثابت کر رہا تھا کہ دنیا سے اُس کی مسرتوں کو روپئے کا فولادی پنجہ بجبر اور بزور چھین سکتا ہے کہ ایک دن وہ ایک دوست کو الوداع کہنے کے لیے اسٹیشن پر گیا۔ وہ پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا کہ دو عورتیں برقع پہنے ہوئے لیکن منھ کو کھولے ہوئے اُس کے پاس سے گزریں جن میں سے ایک سن رسیدہ اور ایک بالکل نوعمر تھی، یہ نوعمر عورت اس قدر حسین تھی، اور اُس کے چہرے میں ایسی دلربائی تھی کہ رفیق حیرت زدہ رہ گیا۔ اُس کے دل میں جیسے ارادوں کی تعمیل میں تاخیر جائز نہ تھی ایک زبردست جذبہ پیدا ہوا اور وہ عورتوں کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا، اُن کے ساتھ ایک مرد بھی تھا اور رفیق کا یہ قیاس

صحیح تھا کہ وہ اُس لڑکی کا باپ اور سن رسیدہ عورت کا شوہر ہے، ان مسافروں کو زنانہ گاڑی کی تلاش تھی، اس لیے رفیق کو بار بار مشاہدہ کا موقع ملا اور ہر مشاہدہ پر حسن و جوانی کی یہ تصویر اُس کے دل پر منقش ہوتی گئی، آخر وہ اس فیصلہ پر مجبور ہوا کہ ان عورتوں کے ہمراہ سفر کرنا چاہیے، اب اتنا موقع نہ تھا کہ وہ ٹکٹ خرید کرتا، چنانچہ وہ ٹکٹ کے بغیر گاڑی میں سوار ہو گیا، غازی آباد کے اسٹیشن پر پہنچکر اُسے معلوم ہوا کہ اُس کی منظور نظر لکھنؤ جارہی ہے، اُس نے لڑکی کے والد سے کافی تعلقات پیدا کرلیے اور اگرچہ اس سے نظارہ بازی کو نقصان پہنچا لیکن حصول مقصد میں کچھ آسانیاں بھی پیدا ہوگئیں۔ یہ صاحب لکھنؤ کے رہنے والے تھے، لاہور میں ایک نواب صاحب کے ہاں جس کا کچھ تعلق لکھنؤ سے بھی تھا بچوں کی تعلیم پر مامور تھے، تیس روپئے ماہوار تنخواہ ملتی تھی اور کچھ رقم مجالس عزا کے مواقع پر وصول ہوجاتی۔ مرزا علی بیگ ان کا نام تھا۔ اثنا عشری مذہب رکھتے تھے، ان کی لڑکی کا نام سکینہ تھا، جو بے انتہا حسین و خوبرو ہونے کے ساتھ ہی لاہور گرلز اسکول سے مڈل کا امتحان پاس کرچکی تھی۔ فارسی بھی خوب جانتی تھی۔ سینے پرونے اور کھانے پکانے میں نہایت ہوشیار تھی رفیق اپنی نوری محبوبہ کے یہ اوصاف اُس کے باپ کی زبان سے سُن کر باغ باغ ہو رہا تھا لیکن آخر میں یہ معلوم کرکے اُس کی روح نکل گئی کہ یہ کنبہ سکینہ کی شادی کے لیے لکھنؤ جارہا ہے کیونکہ سب انتظامات ہوچکے ہیں۔

(۷)

رفیق نے مرزا صاحب سے اُن کے داماد کے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ وہ انٹرنس پاس ہے اور لکھنؤ ہی کے ایک اسکول میں چالیس روپئے ماہوار پر ٹیچر ہے۔ رفیق نے مرزا صاحب سے کہا کہ آپ نے شادی میں عجلت کی ورنہ جب آپ کی صاحبزادی ایسے اوصاف رکھتی ہیں تو آپ اُن کو اس سے زیادہ اچھی جگہ منسوب کرسکتے تھے، لیکن مرزا صاحب نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسرے دن شام کو گاڑی لکھنؤ پہنچی۔ اسٹیشن پر اُتر کر مرزا صاحب نے رفیق سے مصافحہ کرکے رخصت چاہی، لیکن اُس نے کہا کہ صاحب یہ تو ٹھیک نہیں میں آپ کے مکان تک چلوں گا تاکہ پھر بھی آپ سے ملاقات کرسکوں، آپ جیسا خلیق مجھے پردیس میں کون ملے گا۔ مرزا صاحب کو یہ بات پسند نہ تھی لیکن ۲۴ گھنٹے کی ہمراہی نے جو مروت پیدا کردی تھی اُس سے مجبور ہو کر اُنہوں نے کہا زہے قسمت۔ بہت بہتر۔ ضرور تشریف لے چلیں، غرض رفیق مرزا صاحب کے ہمراہ اُن کے مکان تک گیا اور کافی صورت پر اُن کے مکان کے جغرافیہ اور محلہ وغیرہ سے واقفیت پیدا کرکے اسٹیشن واپس چلا آیا۔ اور شب کے دس بجے دوسری گاڑی سے دہلی روانہ ہو گیا۔ مکان پر پہنچکر رفیق نے اپنے ایک ملازم کو جو مصاحب بھی تھا اور مختار بھی فوراً لکھنؤ روانہ کیا تاکہ وہ مرزا صاحب سے گفتگو کرکے اور اُنہیں روپئے کا کافی لالچ دیکر اس شادی کو ملتوی کرا دے بشرطیکہ نہیں ذات پات کی طرف سے اطمینان دلاکر اُس کے متعلق آمادہ کرے۔ رفیق کا یہ ملازم جمیل احمد جب لکھنؤ پہنچا تو سکینہ کی شادی میں صرف چار دن باقی تھے۔ جمیل احمد نہایت لسّان چرب زبان اور تسخیر قلوب کے فن سے پورا ماہر تھا، اُس نے مرزا صاحب سے کمال سلیقہ مندی کے ساتھ گفتگو شروع کی اور دو دن کے عرصہ میں اُنہیں ہموار کرلیا، شرط یہ ٹھہری کہ ایک لاکھ روپیہ نقد مرزا صاحب کو دیا جائیگا اور ساتھ ہی حسب نسب کی طرف سے تحریری طور پر اطمینان دلایا جائیگا۔ اُن کی یہ شرط بھی تھی کہ میں ان باتوں کو عمل میں آنے سے پہلے ماننے کے لیے تیار نہیں اور اس لیے شادی کی کارروائی ملتوی نہیں کرسکتا تاکہ ایسا نہ ہو کہ معاملہ اِدھر سے بھی جائے اور اُدھر سے بھی۔ جمیل احمد نے مرزا صاحب سے بہت کہا کہ شادی کی تاریخ دو دن پیچھے ہٹادیں لیکن وہ کسی طرح رضامند نہیں ہوئے آخر کار جمیل احمد نے رفیق کو بذریعہ تار ان امور سے مطلع کیا اور لکھا کہ آپ روپیہ لیکر کسی نہ کسی طرح ۱۹ تاریخ کی دوپہر تک لکھنؤ پہنچ جائیں۔

(۸)

تار ۱۸ تاریخ کو شام کے ۶ بجے رفیق کو موصول ہوا، اب کچھ نہیں ہوسکتا، پونے چھ بجے کی ٹرین چھوٹ گئی، اچھا موٹر پر سفر کرنا چاہیے، اس خیال کے ساتھ ہی اُس نے موٹر تیار کیے جانے کا حکم دیا، لباس تبدیل کیا، ضروری سامان اور روپیہ ہمراہ لے کر روانہ ہوگیا۔ عالم اضطراب میں اُسے یہ خیال نہ رہا کہ اگر براہ کانپور سفر کیا جائے تو وقت مقررہ پر پہنچنا دشوار نہیں، لکھنؤ دہلی سے ۳۰۱ میل ہے، اگر موٹر ۲۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا تو رفیق صبح ہوتے ہوتے لکھنؤ پہنچ سکتا تھا، لیکن راستوں کی ناواقفیت اور رات کی تاریکی کے باعث یہ تناسب باقی نہیں رہا اور وہ پانچ گھنٹے میں امروہہ پہنچا۔ امروہہ سے مراد آباد کا فاصلہ زیادہ نہیں اور اُسے قوی امید تھی کہ وہ پنجاب میل کو پالے گا اور اس طرح دس بجتے بجتے لکھنؤ پہنچ جائیگا۔ لیکن امروہہ سے چار میل آگے بڑھکر موٹر خراب ہوگئی، ایک خطرناک پنکچر ہوا اور ساتھ ہی انجن میں بھی کچھ نقص واقع ہوگیا، ڈرائیور نے بہت کوشش کی اور ایک گھنٹہ مسلسل محنت کرتا رہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی، اب سخت مجبوری کا سامنا تھا نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ چار بجے تک رنج و مایوسی کی حالت میں وقت گزارا، آخر ایک تانگا امروہہ کی جانب سے آتا ہوا نظر آیا۔ تانگے کی آواز سے رفیق پھر تازہ دم ہوگیا اور جب وہ قریب پہنچا تو اُس تانگے والے سے خواہش کی کہ ہمیں مراد آباد پہنچادو لیکن معلوم ہوا کہ تانگہ کرایہ کا نہیں ہے، بلکہ خود تانگہ کے مالک سوار ہیں اور چونکہ پہلے ہی سے پانچ آدمی موجود ہیں اس لیے کسی مزید آدمی کی گنجائش نہیں، رفیق کے اصرار پر اُن لوگوں نے کہا کہ ہم ایک منٹ کی تاخیر نہیں کرسکتے، ہم کو سورج نکلنے سے پہلے پہنچنا ہے ورنہ ہمارا ایک ہزار کا نقصان ہو جائیگا۔ رفیق نے کہا بس اتنی سی بات ہے تو تم ہزار روپئے مجھ سے لو اور مجھے مراد آباد پہنچادو۔ رفیق کی اس بات سے انکار

نہیں کیا گیا، اُس نے ہزار روپئے دے دیے، دو آدمی اُتر گئے اور اُسے تانگے میں سوار کر لیا گیا۔ صبح کے سات بجے رفیق مراد آباد پہنچا، بد قسمتی سے کوئی اچھا موٹر کرایہ پر نہ مل سکا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصر گنگا پرشاد کے پاس جو موٹر ہے وہ نہایت بہتر اور قابل اطمینان ہے۔ رفیق مصر جی کے پاس پہنچا لیکن اُنہوں نے صاف انکار کر دیا۔ رفیق نے کہا آپ کا موٹر کس قیمت کا ہے؟ اُنہوں نے کہا میں نے ساڑھے سات ہزار میں خرید کیا ہے رفیق نے کہا دس ہزار پر معاملہ کیجیے، اور یہ کہکر اُس نے ہزار ہزار روپئے کے دس نوٹ سامنے رکھ دیے، اب مصر جی کو انکار اخلاق کے خلاف معلوم ہوا، اور رفیق اُن کے موٹر میں لکھنؤ روانہ ہوا، اُس نے ڈرائیور سے کہا کہ اگر تم مجھے سات گھنٹے میں بھی لکھنؤ پہنچا دو گے تو سو روپئے انعام دوں گا، یہ سنتے ہی ڈرائیور نے فل اسپیڈ موٹر چھوڑ دیا اور آنکھوں کے لیے یہ فیصلہ دشوار ہو گیا کہ سفر زمین پر ہو رہا ہے یا ہوا پر۔

(۹)

دو بجکر ۲ منٹ ہوئے تھے کہ رفیق مرزا صاحب کے دروازہ پر تھا جمیل ہاتھ میں گھڑی لیے ہوئے بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ آقا کو دیکھتے ہی وہ مرزا صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نکاح (صیغہ) ملتوی کریں کیونکہ رفیق صاحب آگئے ہیں، اُسی وقت مرزا صاحب سے یہ معاملہ طے ہوا کہ وہ ۲۵ ہزار لے کر نکاح ملتوی کر دیں اور رفیق کے ساتھ نکاح ہوتے وقت باقی ۷۵ ہزار وصول کر لیں، مرزا صاحب اس قرارداد پر رضامند ہو کر جلسۂ شادی میں پہنچے تو نکاح کی تیاری ہو رہی تھی، اُنہوں نے نوشاہ کے والد کو بلا کر کہا کہ مجھے اس وقت ایسی باتیں معلوم ہوئی ہیں کہ میں لڑکی کی شادی نہیں کرنی چاہتا۔ یہ سنتے ہی جانبین کے اعزہ میں کشمکش پیدا ہو گئی لڑکے والوں نے کہا کہ ہمارے دو ہزار روپئے صرف ہوئے ہیں وہ دیدو ہم چلے جائیں گے۔ مرزا صاحب نے رفیق کو اطلاع دی اور اُسی وقت دو ہزار کی رقم ادا کر دی گئی۔ رفیق کے پاس اپنے حسب نسب کا کوئی تحریری ثبوت نہ تھا اس لیے مرزا صاحب کو وہ اپنے ہمراہ دہلی لایا، اور جب وہ تحقیقات سے مطمئن ہو گئے تو سکینہ کی شادی رفیق سے ہو گئی۔ ۷۵ ہزار کی رقم مرزا صاحب کو فوراً ادا کر دی گئی اور رفیق اپنی منکوحہ کو ہمراہ لے کر دہلی چلا آیا۔ اُس کی مسرتوں کی کوئی انتہا نہ تھی وہ اپنے گھر میں حسن و جمال کی بہار دیکھکر پھولا نہ سماتا تھا، مکان اپنے مکین پر اتراتا تھا اور مکین اپنے مکان پر ناز کرتا تھا، اب رفیق کو جو طمانیت، آسودگی اور مسرت حاصل تھی اُسکی مثال کم از کم دہلی میں تو نا پید تھی، تین مہینے خواب کی طرح عیش و راحت میں گزر گئے، ایک دن وہ بیوی کو ہمراہ لے کر شہر سے باہر تفریح کے لیے گیا ہوا تھا، شام کو واپسی ہوئی اور نازک اندام عورت نے دردِ سر کی شکایت کی، تدابیر کی گئیں، پھر کچھ بخار محسوس ہوا اور رفتہ رفتہ تیز ہونے لگا۔ شام کے دس بجے ۱۰۵ ڈگری پر بخار تھا اور گلاب سے رخسارے گلنار بنے ہوئے تھے، رفیق گھبرا گیا اُس نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا دوا دی گئی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ دو گھنٹہ کے بعد پھر ڈاکٹر آیا دوسری دوا دی گئی۔ مگر فضول۔ صبح ہوتے ہی دہلی کے ایک مشہور ڈاکٹر کو طلب کیا گیا، خاص تدابیر اختیار کی گئیں لیکن سب بیکار ثابت ہوئیں، پھر تو رفیق نے تقریباً ایک درجن ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر جمع کر لیے، وہ مریضہ کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے لیکن جو لمحہ آتا تھا وہ خطرناک تھا، دماغ بالکل بیکار ہو چکا تھا اور شدید بے ہوشی طاری تھی، ہوش میں لانے کے لیے سب کچھ کیا گیا مگر کچھ نہ ہوا، رفیق ڈاکٹروں سے بیتابانہ کہتا تھا کہ میں اپنا گھر بار اور اپنی ساری دولت آپ لوگوں کو دیتا ہوں کسی طرح اس مریضہ کی جان بچا لیجیے، ڈاکٹر اُسے تسلی دیتے تھے لیکن وہ اُس شیرخوار بچے سے بھی زیادہ بے بس معلوم ہوتے تھے جو اپنے مُنھ کی مکھیاں نہیں اُڑا سکتا، آخر دوسرے دن دوپہر کے بعد مریضہ نے دار فانی کو الوداع کہا رفیق کی نگاہ میں دنیا تیرہ و تار تھی۔ صدمۂ غم نے اُس کا دل پاش پاش کر دیا تھا۔ تجہیز و تکفین کا سامان ہوا اور رات کے دس بجے حسن و جمال کی اُس تصویر کو جو غالباً دہلی و لکھنؤ کی چھ سات لاکھ کی آبادی میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھی سپرد خاک کر دیا گیا، اب رفیق کو معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر تھا، روپئے سے حقیقی مسرت اور سچی طمانیت حاصل نہیں کی جا سکتی بڑی سے بڑی دولت قبضہ میں رکھنے کے بعد بھی انسان بے بس ہی رہتا ہے، اس غلطی کا انکشاف ہوتے ہی اُس کا دل دنیا سے بیزار ہو گیا، اور اُس نے ہمیشہ کے لیے تمام تعلقات کا سلسلہ توڑ دیا

(مولانا) سید ظہور احمد (صاحب چیف ایڈیٹر)

عورتوں کا کتب خانہ



خلافتِ صدیقی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت ۵ ر

خلافتِ فاروقی حضور سرورِ عالمؐ کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حالاتِ زندگی، چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت پانچ آنے (۵ ر)

خلافتِ عثمانی حضور سردارِ دوجہاں کے خلیفۂ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی، چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت پانچ آنے (۵ ر)

خلافتِ حیدری رسول پاک صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی مبارک زندگی کے حالات بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت ۵ ر

فتح سرمدی خواتینِ اسلام کے لیے پردے اور بے پردگی کے متعلق شرعی احکام اور دلچسپ بحث دیکھنی ہو تو فتح سرمدی منگائیے۔ قیمت دو آنے (۲ ر)

ہدایۃ الزوجین میاں بیوی کے حقوق کا مختصر بیان قیمت دو آنے (۲ ر)

انشائے نسواں مستورات اور لڑکیوں کو صاف شستہ اردو زبان میں خط و کتابت سکھانے کے لیے بہترین تصنیف۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

جمیلہ خاتون مانگے کا زیور پہننے کی خرابیاں، ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کیسے راہِ راست پر آئی۔ قیمت تین آنے (۳ ر)

حورانِ جنت مسلمان عالمہ، فاضلہ، شاعرہ، محدثہ اور فقیہہ بیبیوں کے تاریخی حالات اور ان کی زندگی کے دلچسپ واقعات۔ قیمت ۴ ر

شریف بیبیاں دنیا کی مشہور عالمہ فاضلہ، شاعرہ، اور نیک طینت شہزادیوں کے دلچسپ حالات درج ہیں۔ قیمت پانچ آنے (۵ ر)

محبِ وطن خواتینِ ہند تینتیس ایسی خواتین کے حالات درج ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی خاطر مصیبت مشکل اور نیز تکلیف برداشت کی۔ قیمت ۸ ر

دایہ جس میں ایامِ حمل سے لیکر عالمِ زچگی تک کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شکایات اور امراض کا حال مع علاج لکھا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

خالدہ ادیب خانم وزیرِ تعلیمات ترکی خالدہ ادیب خانم کی سوانح عمری عورتوں کو ضرور پڑھنی چاہیے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

طبیب العائلہ حمل و رضاعت اور بچوں کی پرورش و پرداخت اور عورتوں اور بچوں کے مخصوص امراض کے بیان میں اور انکی خطرناک بیماریوں کے ذکر میں یہ تصنیف لاجواب ہے قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

تذکرۂ خواتینِ دکن جس میں سرزمینِ دکن کی نامور ممتاز صاحبِ سیف اور اہلِ قلم خواتین کے حالات درج ہیں، اس کے علاوہ شاہزادیوں کے ایسے دلچسپ اور ولولہ خیز واقعات موجود ہیں جو خواتین کو پستی کے غار سے نکالکر ترقی کے بالاترین کنگرے پر پہنچا سکتے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

ناصحِ مشفق یہ کتاب ایسے سوقیمتی نصیحت کے جواہرات کا مجموعہ ہے جس کو پڑھنے کے بعد ہر عورت کنبہ میں، برادری میں، چھوٹوں میں، بڑوں میں، میکے میں، سسرال میں غرض ہر شخص کے دل میں جگہ پیدا کرسکتی ہے۔ قیمت ۴ ر

رسولِ عربی مستورات کے لیے کالی زلفوں والے، کالی کملی والے پیارے رسول مدنیؐ کی مفصل اور جامع سوانحعمری ۱۶۴ صفحات قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

بہشتی جھومر قصہ کے پیرایہ میں مستورات کو مذہبی اور دینی عقائد و مسائل بتانے والی، تہذیب و اخلاق کا سبق دینے والی اور حقوقِ شوہر و امورِ خانگی سکھانے والی نہایت مفید کتاب صفحات ۱۸۰ قیمت بارہ آنے (۱۲ ر)

آداب نسواں آداب نسواں کے مطالعہ کے بعد ایک بد خلق سے بد خلق اور آداب سے بالکل نابلد خاتون اخلاق و آداب کی زندہ تصویر بن سکتی ہے۔ صفحات ۱۲۴ قیمت ۶ر

حسن و صحت حسن بننا ملنے سے حاصل نہیں ہو سکتا، صحت خمیرہ و معجون میں پوشیدہ نہیں ہے، بلکہ خود تمہارے قبضہ میں ہے حسن و صحت منگا کر پڑھو، اس پر عمل کرو اور آئینہ دیکھو حسن و تندرستی کی تم ملکہ نظر آؤ گی صفحات ۱۱۸ قیمت چھ آنے (۶ر)

گھر اور گھر والی اگر صحیح معنوں میں شوہر کی پیاری بیوی بچوں کی عاقبت اندیش ماں، گھر کی ہوشیار منتظمہ بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو اور اسکی تدابیر پر چلو۔ صفحات ۸۰ قیمت ۳ر

اصلاح الرسوم تمہاری رسم پرستی نے تم کو تباہ و برباد کر دیا اس کتاب کو پڑھکر رسموں کی اصلاح کرو اور بدعت سے بچو۔ صفحات ۳۸ - قیمت آٹھ آنے (۸ر)

راہ جنت اگر تم جنتی بیوی بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو۔ یہ خضر راہ بنکر تم کو باغ ارم کا سیدھا اور سچا راستہ بتائے گی۔ صفحات ۴۵ - قیمت ۳ر

جذبات اسلام مستورات کے لیے شبلی، حالی، اقبال اور دیگر نامور شعراء کی مفید نظموں کا مجموعہ۔ صفحات ۶۰ - قیمت ۴ر

نیا باورچی خانہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مستورات کو عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکانے آجائیں اور بکفایت بھی تیار ہوں تو یہ کتاب بڑی کار آمد ثابت ہوگی۔ صفحات ۱۰۰ قیمت ۶ر

ترکی کھانے ترکی کھانے لذیذ بھی ہوتے ہیں اور طبی اصول سے مفید بھی، اس کتاب میں ترکی کھانے کے تیار کرنے کے نہایت آسان طریقے بتائے گئے ہیں۔ صفحات ۳۶ قیمت ۳ر

صنعت خانہ مستورات کے لیے نہایت مفید اور آسان صنعت و حرفت اس کتاب کے ذریعہ سے پردہ میں بیٹھکر عورتیں بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ صفحات ۷۰ - قیمت چار آنے (۴ر)

رنج و راحت ہر خوشی کو غم کی تمہید اور غم کو خوشی کا پیغام سمجھو ایک نہایت دلچسپ قصہ میں رنج اور مصیبتوں کے بعد راحت و آرام کی زندگی دکھائی گئی ہے۔ صفحات ۱۲۴ - قیمت ۸ر

وبال جان ایک بیوی زیور کی بہت لالچی تھی، دوسری بیوی زیور سے بہت نفرت کرتی تھی۔ تیسری بی بی کو نہ تو زیور سے نفرت تھی نہ رغبت تھی، تینوں کے حالات نہایت دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں۔ صفحات ۸۰ - قیمت ۷ر

عقیلہ بیگم عقیلہ بیگم نے کفایت شعاری کی بدولت ایک مفلس لکھ ہارے کو مالدار جوہری بنا دیا اور اسکو پڑھکر مستورات اعلیٰ درجہ کی منتظم، کفایت شعار اور روشن خیال بن سکتی ہیں صفحات ۶۰ قیمت ۳ر

لائق ماں کا لائق بیٹا ایک شخص کے دو بیویاں تھیں تعلیم یافتہ بیوی نے اپنے لڑکے کو لائق بنا لیا، جاہل بیوی کے بچے جاہل ہی رہے۔ اس قصہ میں تعلیم یافتہ اور جاہل ماؤں کا مقابلہ دکھایا ہے۔ صفحات ۷۶ - قیمت چار آنے (۴ر)

چپ کی داد خواجہ حالی کی مشہور نظم بیکس طبقہ نسوانی کی حمایت میں + قیمت دو آنے (۲ر)

بزم خواجہ مستورات کے پڑھنے کی نہایت انتخاب غزلیں قیمت تین آنے (۳ر)

بزم صابری خواتین اسلام کو غزلوں سے شوق ہے تو یہ غزلیں پڑھیں، قیمت تین آنے (۳ر)

مناجات بیوہ خواجہ حالی کی مشہور مناجات بیوہ اور مثنوی حقوق اولاد۔ قیمت ۵ر

تمہاری بہن ضیا بانو کے لکھے ہوئے دو ناول

بے حد مفید اور بیحد دلچسپ ہیں، خواتین کو ایسے مفید ناول ضرور پڑھنے چاہئیں چونکہ ان کی معاشرت اور اخلاق پر نہایت خوشگوار اثر ڈالتے ہیں۔

ایک **انجام زندگی** ہے جس کی قیمت آٹھ آنے ہے۔

دوسرا **فریب زندگی** ہے جس کی قیمت چار آنے ہے۔

تین استانیاں چھوٹی لڑکیوں کی تربیت کے لیے بڑی مستورات کی تعلیم کیلئے نہایت مفید اور کار آمد تصنیف، ان چھوٹی چھوٹی کتابوں میں خانہ داری کی تمام ضروری باتوں کو اس طرح سمجھایا گیا ہے گویا ایک لائق استانی سامنے بیٹھی ہوئی لڑکیوں کو تعلیم دے رہی ہے، زبان سلیس اور بامحاورہ بچیاں بڑے ذوق شوق سے پڑھتی ہیں، اس کتاب کی موجودگی ایک لائق استانی کی موجودگی سے کم نہیں، یہ تینوں حصے دہلی کے مشہور داستان گو میر باقر علی صاحب کے لکھے ہوئے ہیں پہلی استانی قیمت ۶ر - دوسری استانی قیمت ۶ر تیسری استانی قیمت ۸ر

آزادی اور شمس العلماء مولانا مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کی عورتوں کے لیے نہایت کار آمد تصنیف۔ وہ نئی روشنی کی لڑکیاں جو آزادی حاصل کرنا چاہتی ہیں، جو پردہ سے بیزار ہیں ضرور پڑھیں۔ قیمت چار آنے (۴ر)

لوری نامہ ننھے ننھے معصوم بچوں کے دلوں کو لبھانے والی دلکش لوریاں۔ قیمت ۳ر